خانہ نشین ہو کر مہمان و ریسید الشہدا علیہ السلام ہوے یعنے کربلا مین رہنا اختیار کیا۔ اس عرصے مین حوادث روزگار و انقلاب زمانہ سے
کارخانہ سلطنت اودھ بھی درہم برہم ہو گیا بعد ازان فساد بلدہ لکھنو ہوا حضرت مصنف وہین کربلا ہی مین مقیم رہے بعد تسلط تقرر
پنشن کے لیے سرکار انگریزی مین تحریک ہوئی اکثر صاحبان انگریز پنشن کے باب مین ساعی ہوے چنانچہ کرنل چیمبرلین صاحب سابق
ڈپٹی مجسٹریٹ لکھنو نے بھی صاحب چیف کمشنر بہادر اودھ سے عرض کیا اور بہت اشتیاق سے اس تواریخ اودھ کا ترجمہ انگریزی مین خود فرمایا
آخر سن تقریب ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب مرحوم رسالہ جات علمی مترجمہ حضرت مصنف اور یہی تاریخ مملکت اودھ جرنیل پیرو صاحب کی حضور مین
پیش ہوئی صاحب ممدوح نے سنکر بہت تعریف کی اور بکمال اشتیاق مصنف صاحب سے ملاقات فرمائی اور تقرر پنشن کے لیے رپورٹ بحضور گورنر جنرل
بھیجی چنانچہ کل امر موہون باذن تھا چند عرصے کے بعد پیشگاہ نواب ممدوح الشان سے پچاس روپیہ ماہواری کی پنشن مقرر ہو گئی غرضکہ صاحبان
عالیشان و حکام اودھ مصنف صاحب کی نہایت قدر فرماتے رہے ہین اور اس کتاب کو جس حاکم والاشان نے دیکھا نہایت پسند فرمایا۔
مصنف صاحب ہمیشہ بدو سن تمیز سے جستجوی کوائف روزگار مین مصروف رہے و شوق تحریر و تکمیل تواریخ و سوانح و وقائع انقلابات سلطنت
و حکومت مملکت اودھ کہ عمدہ و معتبر مقام اعاظم امکنہ ہندوستان جنت نشان سے ہے تحقیق و تنقیح مد نظر رہا چنانچہ مصنف ممدوح نے نہایت
تحقیق و تنقیح سے اس تواریخ کو مکمل تالیف کر کے دو جلدون پر منقسم کیا۔ جلد اول مین حالات تاریخی وزرا و سلاطین اودھ کے
بسلسلہ ازواج و اولاد خاندان عالیشان از عہد نواب سعادتخان برہان الملک تا زمان امجد علیشاہ مسطور ہین اور دوسری جلد مین
احوال تخت نشینی حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ و سوانحات انقلاب سلطنت و ذکر ایام غدر و حکومت مصنوعی مرزا برجیس قدر و دیگر
کوائف متعلقہ بلوہ و فساد ہندوستان مرقوم ہین و نقشہ ملک اودھ و شہر لکھنو و تصاویر وزرا و شاہان اودھ و اہلکاران و معتمدان سلطنت
نہایت ترتیب کے ساتھ اپنے موقع پر نصب کی گئی ہین۔ الغرض یہ کارنامہ وقائع اودھ بحضور عالیجناب قدردان علم و ہنر جوہر شناس
شریف پرور حسب نسب دو سخا معدن حلم و صفا مجسم خیر و صاحب علم و صلاحیت دقیقہ شناس و بذلہ سنج نازک خیال باریک بین لطیفہ پسند جامع فضل و کمال
ہنر اکسلنسی مہاراجہ سر دگبجی سنگہ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور و تلسی پور اودھ پیش ہوا۔ مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح نے بکمال
قدردانی نہایت پسند فرمایا اور حکم محکم صادر ہوا کہ یہ شاہد زیبا حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر جلوہ گر ہو کہ اوسکے مطالعہ سے صاحبان تواریخ دوست حظ وافر اوٹھائین
فائدہ مشکاریا مین حضرت مصنف کا نام نامی بھی تا بقاء کتاب مذکور صفحہ دہر پر یادگار باقی رہے اور مہاراجہ ممدوح الشان کی دریادلی کا شہرہ مشہور
دیار و امصار ہو کر فیاضی کا تذکرہ زبان خلق پر جاری رہے۔ غرض نقشیست کز ما یاد ماند کہ ہستی را نمی بینم بقائے چنانچہ کتاب موصوف حسب الایماء
مہاراجہ ممدوح الشان مطبع فیض منبع مشہور نزدیک و دور جامع فضل و کمال شائق علم ماہر ممدوح روزگار افتخار دیار و امصار جناب منشی نولکشور صاحب
مالک مطبع اودھ اخبار مین زیور طبع سے آراستہ ہو کر جلوہ ظہور پایا۔ شائقان علم تواریخ کی مراد بر آئی جلوہ گری ترتیب و تہذیب نقشہ جات
و تصاویر سے رونق تازہ پائی فہرست انگریزی و فارسی سے استخراج حالات مین نہایت تسہیل ہوئی مختصر تفصیل ہوئی۔ ماہ دسمبر
[illegible] عیسوی مین اس شاہد رعنا نے شہرت اشاعت پائی سخن سنجان افسانہ دلفریب کو ایک مرقعہ صور نحال بے طول مقال
ہاتھہ آئیگا جو مشاہدہ کریگا لطف بے اندازہ پائیگا امید کہ مقبول انام ہو منظور نظر خاص و عام ہو۔ فقط

نصیر الدین حیدر مین زمانہ عروج نواب قدسیہ محلصاحبہ و دورورہ نواب روشن الدولہ بہادر مین واسطے تعلیم انگریزی و اتالیقی میر نفسنا صاحب
صاحبزادہ قدسیہ محلصاحبہ کے مقرر ہوے - اوسی عہد مین بزمانہ نیابت نواب معظم الدولہ حکیم مہدی علیخان جب بنا اسکول انگریزی ورصدخانہ
سلطانی قایم ہوی مصنف صاحب ممدوح نے علم ریاضی و فلاسفی و علم طبیعات کی تحصیل شروع کی اور کتاب پنیجر فلاسفی یعنی طبیعات
کا جسمین مختصر پانچ رسالے نجوم اور ہوا پانی وغیرہ کے تھے اردو مین ترجمہ کیا بعدہ رسالہ لارڈ بروہم صاحب کا ترجمہ اردو مین لکھا
جسکے صلے مین مصنف صاحب کو پانسو روپیہ اسکول بک سوسائٹی سے عطا ہوا اور اکثر رسالہ علمی انگریزی کے ترجمے اردو مین کرکے
کلکتہ آگرہ شاہجہان آباد بھیجدیتے تھے اوسکے صلے مین انعام سرکار سے ملتا تھا اسی عہد مین جب ولکاکس صاحب مہتمم رصدخانہ سلطانی نے
ہوے مصنف صاحب بھی رصدخانہ سلطانی مین بمواجب سو روپیہ ماہواری ممتاز رہے - الغرض اوسی زمانہ مین ۱۹ رسالے علمی انگریزی
سے اردو مین ترجمہ کیے مثل رسالہ آلات جر ثقیل - رسالہ آلات آب وغیرہ - رسالہ علم ہیئت - رسالہ علم ہوا - رسالہ علم مناظرہ - قصہ راسلس ڈاکٹر
جانسن صاحب - رسالہ مقاصد علوم صدر الصدور لندن لارڈ بروہم صاحب - رسالہ حرارت - رسالہ ہیئت ڈاکٹر برنکلی صاحب - رسالہ معرفت طبیعی
بیلی صاحب - رسالہ آلات رصدیہ سمسن صاحب - رسالہ علم مقناطیسی - رسالہ علم کمسٹری - رسالہ قوانین و دستور العمل سلطنت لندن - رسالہ
میل مرکزی ارل صاحب مہتمم رصدخانہ لندن - تواریخ مملکت اودھ فارسی انگریزی ترجمہ کرنیل جیمبرلین صاحب - رسالہ کالو انترم -
رسالہ جغرافیہ - ان رسالون مین سے اکثر مطابع کلکتہ و شاہجہان آباد و اکبرآباد و مطبع سلطانی لکھنؤ مین طبع ہوے - چنانچہ عہد حضرت
نصیر الدین حیدر بہادر کے تا زمانہ حضرت سلطان زمان امجد علیشاہ رصدخانہ سلطانی مین منصوب رہے - عہد نیابت نواب امین الدولہ بہادر
مین ہمراز تھے خلوت مین صلاح و مشورہ رہا کرتا تھا - اسی زمانے مین حضرت مصنف کربلا مین جاکر دس روز تک قیام کرتے تھے مجلس
عزای امام علیہ السلام ولطف مجاورت و عبادت خدا مین مصروف رہا کرتے تھے تیاری سبیل کی ابتدا آپ ہی کی فراست سے ہوی
اور مجلس امام باڑہ آغا باقر بھی آپنے برپا کی -
عہد سلطنت حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ مین جب ولکاکس صاحب مہتمم رصدخانہ سلطانی نے انتقال کیا اور انتظام و انکا بسبب رحلت
صاحب موصوف کے ڈانواڈول ہوا بمشورہ میجر برڈ صاحب اسسٹنٹ اول صاحب رزیڈنٹ بہادر بزمانہ نیابت نواب علی نقی خانصاحب تخفیف
عملہ رصد کی تجویز ہوی چنانچہ کچھ عملہ برطرف ہوا لیکن حضرت مصنف مع کچھ عملے کے بحال رہے اور مشاہدات رصدخانہ بدستور جاری رہا
صحت وقت کیواسطے اسی رصدخانے کے مشاہدہ زوال شمسی سے موتی محل کے میدان مین دوپہر کی توپ چلتی تھی القصہ اوسی زمانہ مین
حسب الایما ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ ہند کے تواریخ مملکت اودھ فارسی اور اردو مین تالیف کی اور تقویم سال نوروز
بھی بطرز جدید موافق دستور و طرز انگریزی لکھی اور سرکاری مطبع مین چھپکر جابجا شہرون مین تقسیم ہوی - الغرض اس تواریخ کی خوب
شہرت ہوئی شدہ شدہ حضرت سلطان عالم کے حضور مین اسکا تذکرہ ہوا حضرت نے طلب فرما کر ملاحظہ فرمائی عہد حضرت مکان تک کا
حال ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوے جب اپنی سلطنت کے حالات ملاحظہ فرمائے چونکہ مصنف صاحب نے بادائے فرض وقایع نگاری جملہ
حالات بلا رو و رعایت تحریر کیے تھے بادشاہ کو ناگوار گذرا خلاصہ یہ کہ نواب صاحب نے برطرفی عملہ رصدخانہ کا حکم فرمایا حضرت مصنف بھی

سید محمد میرزا زائر متکی کربلای میر خدا بخش ہین نہایت عالیخاندان والا دودمان مولد و مسکن آبای کرام حضرت مصنف کا تون طبس کونہ آباد منمقامات مشہد مقدس ہے آپکے اجداد کرام مین میر عماد صاحب نہایت مشہور شخص گذرے جنکے علم و فضل کا شہرہ شرق سے غرب تک مشہور ہے خامہ مقطوع اللسان اونکی تحریر اوصاف مین معذور ہے کہ و مہ اونکے اوصاف سے واقف ہین کہ سید جلیل فاضل نبیل مقرب خاص سلاطین و امراے نامدار تھے اور فن خوشنویسی خاص نستعلیق مین شہرہ آفاق اور اپنے زمانہ مین عدیل و نظیر نرکھتے تھے چنانچہ یہ نقل مشہور ہے کہ حضرت شاہ عباس بادشاہ اصفہان نے میر موصوف سے فرمایا کہ محمود غزنوی نے صلہ تصنیف شاہنامہ فردوسی طوسی مین ایک اشرفی شعر انعام فرمایا تھا مین تمکو بصلہ کتابت ایک بیت کی ایک اشرفی دونگا میر ممدوح نے قبول کیا اور تحریر کتابت شروع کی چنانچہ عرصہ قلیل مین دو ہزار بیت تحریر کیے جب بادشاہ نے طلب فرمایا او سیقدر تحریر گذرانی بادشاہ بہت پر غضب ہوے اور فرمایا انسے زر انعام جو ملا ہے پھیر لو میر ممدوح نے ہر فرد کو مقراض کر ڈالا جب یہ خبر نقاوان قدردان کو پہونچی مغتنمات سمجھکر ہر بیت کو پانچ اشرفی سے دس تک ویکر بلا تاخیر خرید لیا میر صاحب نے جس قدر خزانہ عامرہ شاہی سے لیا تھا داخل کیا بادشاہ یہ خبر سنکر زیادہ غضبناک ہوے اور انگوٹھے قلم کرنیکا حکم دیا چنانچہ اسی صدمے سے روز سوم میر صاحب نے انتقال کیا بعد ازان پھر بادشاہ کو بہت تاسف ہوا مگر کیا فائدہ کہ قضاے الٰہی جاری ہو چکی تھی اونکا مقبرہ شہر اصفہان ایران مین ہے۔ آغا عبد الرشید ویلمی شاگرد رشید تھے اور بھانجے حقیقی میر مرحوم کے تھے اور میر مغفور زمان حیات مین ایک مدت تک تبریز مین رہے۔

میر ابراہیم خان ابن میر عماد جو حضرت مصنف کے اجداد مین سے تھے عہد نواب سربلند خان صوبہ دار کشمیر مین کہ اونکے عزیز قریب تھے مع اپنے بیٹے میر محسنخان کے ولایت سے ہندوستان مین آئے اور سکونت ایران کو چھوڑ دیا۔

میر مشرف خان اپنے باپ میر محسنخان سے خفا ہو کر کوڑہ جہان آباد مین آئے اور وہین سکونت اختیار کی۔

میر محمد اسمٰعیل صاحب جد امجد حضرت مصنف عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین اکثر عہدہ چکلہ داری و عاملی پر ممتاز رہے چنانچہ تا زمان رحلت علاقہ داری رہٹرہ پر مامور تھے۔

میر نصیر الدین صاحب والد ماجد حضرت مصنف ملازم سرکار شاہی رہے دربار مہاراجہ ٹکیت راے مین بھی حاضر رہتے تھے عہد نواب سعادت علیخان مین ترک روزگار کرکے تجارت وغیرہ اختیار کی۔

حضرت مصنف عہد نواب غازی الدین حیدر مین بزمانہ ترقی و عروج مرزا حاجی و محمد آفرین علیخان ملازم سرکار ہوے اور اکثر دربار مین باریاب مجرا و سلام ہوتے تھے۔ اسی زمانے مین کہ سنہ ۱۲۳۲ ہجری تھا واسطے زیارت عتبات عالیات کے روانہ کربلای معلی ہوے اور زیارت سے مشرف ہو کر سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین مراجعت فرما کر لکھنؤ مین تشریف لائے اکثر بلاد ہندوستان و عراق عرب وغیرہ کے سوانحات و عجائبات ہر شہر و دیار اس سفر مین مشاہدہ ہوے۔ عہد دولت غازی الدین حیدر ہی مین تحصیل علوم انگریزی کی شروع کی اوس زمانے مین ہندوستانی انگریزی دان شہر مین دو ہی چار شخص تھے عہد سلطنت حضرت

خاتمہ طبع تاریخ اودھ

از نتائج طبع مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مہتمم صیغۂ طبع لیتھوگرافک

بعد حمد شہنشاہ اقلیم کائنات و نعت فخر موجودات ضمائر ارباب شوق فن اخبار و تواریخ پر مبرہن ہو کہ علم تواریخ بھی کیا آئینہ اسرار ہے جس سے ہر زمانے مین ایک تازہ حالت صفحۂ دل پر نمودار ہے۔ تاریخ کے دیکھنے سے تمام دنیا کی حقیقت پیش نظر ہوتی ہے چشم بصیرت کے لیے ایک عبرت بلکہ انواع و اقسام کی کیفیات طرح طرح کے حالات مشاہدہ کرنے سے قدرت خدا یاد آتی ہے جو بے اختیار زنگ طبیعت کے لیے صیقل بنجاتی ہے۔ معائنہ حالات گذشتگان سے غبار کدورت صفحۂ دل سے دور ہوتا ہے۔ طبیعت کو ہر دم تازہ سرور ہوتا ہے دیدۂ عبرت سے دیکھیے تو کیسے کیسے سلاطین نامدار اور کیسے کیسے شہنشاہ باوقار گذرے کہ جنکے رعب و داب کا سکہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام جہان مین بیٹھا مگر آخر کار سب نے راہ فنا لی منزل عدم سیکو طے کرنی پڑی۔

یہ ذخیرہ سوانحات سلاطین اودھ جو ہمارے پیش نظر ہے اور جسمین جابجا فرمانروایان اودھ کی آمد و فنا کا تذکرہ اکثر ہے اور مرقعۃ التصاویر ہر ایک فرمانروا کا محاذی اونکے حالات کے جلوہ گر ہے بنظر غور دیکھیے تو ایک عجیب کارنامہ ہے جسمین آغاز سے انجام تک عہد و دولت حکومت خاندان شاہی اودھ کا تذکرہ نہایت عمدگی سے تحریر کیا ہے اور ایک آئینہ صورت نما ہے جسمین انقلابات سلطنت اودھ و سوانحات غدر و بغاوت کا حال صاف صاف جیسا کہ چاہیے بے رورعایت عکس افگن ہوا ہے۔ فی الواقع وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہین جنکا نام نامی صفحۂ دہر پر نیکی کے ساتھہ یادگار رہے اور بادائے فرض وقائع نگاری اون لوگون کا بھی مذکور ہے جنکا تذکرہ برائی کے ساتھہ مشہور دیار و امصار ہے حقیقت تو یہ ہے کہ مصنف نے بہت عمدہ کام کیا ہے کہ جسکا جو حال ہے من و عن بکم و کاست لکھدیا ہے۔ اسمین کلام نہین کہ ہر ایک حالت کو باعتبار تحریر کے بڑا اثر ہے اسیکا نام تواریخ مقرر ہے واقعی بہ نسبت تقریر کے اگر تحریر کا وثوق و اعتبار نہوتا تو زمانہ اسکا محتاج یادگار نہوتا مگر علم تواریخ ایک دریائے زخار ہے جسمین غواصی کرنا نہایت دشوار ہے۔ اسکی تہ کو وہی شخص پاسکتا ہے اور گوہر مراد سے دامن آرزو بھر کر لاسکتا ہے جسنے ایسے دریائے ناپیدا کنار مین غواصی کی ہو ہمیشہ ہی معاملات پیش آئے ہون اور اکثر سوانحات و انقلابات برای العین مشاہدہ فرمائے ہون ورنہ تاریخی اختلافات بمنزلہ گرداب کے ہوتے ہین ایسے ہوش کھوتے ہین کہ طالب مدت العمر غوطے کھاتا ہے اور مقصود ہاتھہ نہین آتا ہے۔ البتہ ایسی کتاب کا دیکھنا چاہیے کہ یہ تواریخ اودھ ہے بہت بڑی واقفیت کا سبب ہے اور مطالعہ اوسکا تواریخی معلومات کے لیے نہایت مفید مطلب ہے۔

اس کتاب کے مصنف سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی علوی نہاد لکھنوی نژاد متوکل بمشیت رب قدیر عرف

قطعہ تاریخ طبع کتاب نتیجۂ طبع گرامی سید میر نصاحب متخلص بہ نامی ملازم سرکار بلرام پور

١٩٣٦			تاریخ عجیب وابداع غریب ١٢٩٦ھ ١٢٩٦ھ			١٨٧٩ع
٩٠	صدر شاہ بحکم محکم اختر ہند	٤		٤٠	مقبول جناب ظل حق قیصر ہند	٤
٨٠	فیاض سر انزبل مہاراج نکو	٦		٢٠	کی سی ایس آئی قدردان وخوشخو	٦
١٠٠	تاآن زمانہ عادل وبانی خیر	٢٠٠		١٠	یکدست مدد دہندۂ خویش وغیر	٢٠٠
٩٠	طباع ذکی فصیح اہل دانش	٣٠٠		١٠	یکرو وخلیق صاحب داد ودہش	٣٠٠
٤٠٠	تاریخ ادو چھپی بہت خوش اسلوب	٢		٤٠	مطبوع صحیح واضح وعمدہ وخوب	٢
٥٠	ناگہ ہوا بزم خاص مین اسکا ذکر	٢٠٠		٤٠٠	تاریخی نام کی ہوئی نامی فکر	٢٠٠
٤	دلنی وہین کوکب التواریخ کہا	١		٤	ڈہونڈھا تو پھر امجد التواریخ آیا	١
٦٠	سرکار کو نام یہ سنائے دونون	٥٠		٣٠٠	شان انکی بڑھی پسند آئے دونون	٥٠
٨٠	فرمان یہ ہوا کہ نظم مین شامل ہون	٥٠		٢	بہتر ہی کہ یہ کتاب مین داخل ہون	٥٠
٥٠	نافذ ہوا جب یہ حکم والا فی الفور	٢٠٠		٤٠	موزون کئی چند شعر بی فکر وغور	٢٠٠
			صنعۂ ترقی طلب نحیف بندۂ نامی ٨٦ ١٢ف			

نظم بالا کے اگر اعداد حروف اول وآخر مصاریع اول جمع کیے جائین تو ١٩٣٦ سمبت نکلتا ہے اور اعداد حروف اول مصاریع اول وآخر مصاریع ثانی سے بھی یہی سمبت برآمد ہوتا ہی اور اعداد حروف مصرعہاے اول وآخر مصرعہاے ثانی ایک جا کیے جائین تو ١٨٧٩ع پیدا ہوتے ہین اور اعداد حروف مصرعہاے آخر وآخر مصرعہاے اول سے بھی یہی سن ظاہر ہوتا ہے

قطعات تاریخ تصنیف و طبع کتاب تواریخ اودھ مصنفہ سید کمال الدین حیدر

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب نتیجہ طبع والا گوہر منشی اہر سنگہ صاحب متخلص جوہر مشیر دربار بلرام پور

وہ سید باکمال دین و دنیا — لکھا اسے کتاب یہ بغایت عمدہ
آئینۂ حال ہے اودھ کا روشن — صاف و بے ہیچ رو رعایت عمدہ
لذا فی حضور مین مہاراج کے نذر — تا حال پر او سنجے ہو رعایت عمدہ
دیگر زروا فراز رہ قدر و سخا — فرمائی حضور نے ہدایت عمدہ
منشی نولکشور صاحب ہین لئیق — چھاپین اسے از راہ عنایت عمدہ

جوہر ہے یہ سال عیسوی تصنیف
تاریخ اودھ لکھی نہایت عمدہ
۱۸۷۷ ع

قطعہ تاریخ طبع کتاب من نتائج طبع شاعر شیرین مقال منشی جواہر سنگہ صاحب متخلص جوہر مشیر دربار بلرامپور

تاریخ کمال دین حیدر — مطبوع تمام خاص و عامش
فیض مہراج اختر ہند — فرمود ز لطف انتظامش
منشی نول کشور صاحب — کردند بطبع اہتمامش
زین مطبع و بذل فیض مہراج — افزود بخلق احترامش
جوہر پے سال فصلی ختم — تاریخ نکو بخواند نامش
۱۲۸۷ فصلی

شائع چو شود بسال ہجری
نیکو تاریخ نام عامش
۱۲۹۷ ہجری

ہر چمن ہر راز خاص و عام کا / ہر مقام و ملک ہر ہنگام کا
یہ خدا جانے کہ ہے کیا اہتمام / کام سب شناضمیروں کا ہے جام
اسم اعظم کر دیا گویا کہ دم / زہرہ ساں ہر سو یہ آیا گر وزیر سمجھ
اس کتابت کو یہ مضمون ملگیا / شکل عیسی اوج گردون ملگیا
ہر ورق ایسی صفائی سے چھپا / ہوگئی آئینہ پر جیسے جلا
شاہد زیبا کو اب جامہ ملا / حور کو خوش رنگ پیرایا ملا
اور مطبع میں یہ کیسا ان ہے / یوں مرصع کرنا انکا کام ہے

ہے خبر ہر مردم ہشیار کو / نور ہے سب پر اودھ اخبار کو
بخشی رونق نسخہ تاریخ کو / سادگی سے پایا پیرایہ نکو
اور طرف ایسا ہوا اندراج کا / یاں ادھر ولسی ہوئی زینت فزا
کچھ سے کچھ ہے اہتمام خاص سے / پائی عزت اسنے نام خاص سے
نقش سادہ تھا یہ اب زینت میں / اب تو آگے سے دگرگون ڈھنگ ہیں
جلوہ گر ہے بن سنور کر عام میں / دید کے لائق ہے ہر ہنگام میں
تاکجا جوہر رقم ہو وصف دور دست / گو سرانجامش ہے عالم کو ست

خلاصہ مضمون کتاب ندرت انتساب (بہ تبدیل بحر)

جو صرف ہوئی اک کتاب تیار / دوں اسکو بھی رونما میں اشعار
مضمون کا خلاصہ بھی بتا دوں / عنوان سے بیشتر بتا دوں
وہ پاک مقام ہے مقدس / ہمکل اسکا غلاف ہے اطلس
اوتار وہ مظہر آئے / گنجینۂ سر ناتناست
وہ پاک ترین یہ سرزمین ہے / دنیا میں یہ جنت بریں ہے
دہلی سے رہا تعلق اسکو / جب بھی سب یہ تفوق اسکو
دہلی سے تھے صوبہ دار آئے / بنکر ابر بہار آئے
انگریزوں نے دیکھ کیا ہی / تسلیم کی اونکی بادشاہی
القصہ وہ جائے لطف اب تھی / بستی یہ تھی آبروئے گیتی
ہر اک کو حد کمال بھی ہے / کامل کے لیے زوال بھی ہے
ہیں شاہ اب اپنی حد سے خارج / ہمزہ کی طرح عدد سے خارج
ذکر انکا ہے سارے خاندانکا / ہے خاتمہ سارے داستانکا
جو گذرے ہیں حال سب بیاں ہیں / جو راز تھے بر محل عیاں ہیں
جسطرح تھا انتظام اسکا / لکھا ہے ہر ایک مقام اسکا
یہ بھی ہے پر از بہار نامہ / جو ہے یہ عجیب کارنامہ

توصیف رقم تو ہو چکی ہے / باقی یہ بات رہگئی ہے
اے تیغ خیال رکھ وضو کا / لیتا ہوں میں نام لکھنؤ کا
ہے جا یہ احاطہ کا اودھ نام / ہے صبح ازل سے بہترین نام
یعنی سری رامچندر اوتار / اسکا یہ ہوا تھا اونکا اظہار
ہے جنت گہ قدیم دنیا / گو بیچ میں کارخانہ اوسکا
اب گرین تھے جبکی اسکی تمامی / سو سال سے تھی یہاں شاہی
تا دور عمل کیا برابر / اس صوبہ کا تھا نہ کوئی ہمسر
لڑتے بھی رہے غنیموں کے ساتھ / ہر فتح و شکست ہے کے ہاتھ
اچھی ہی سلطنت کئی پشت / اوٹھتی تھی ہلال وار انگشت
لکھا ہے مفصل اسکا احوال / ہیں قیصر ہند مالک الحال
واجد علی شاہ اب ہیں جو موجود / کلکتہ میں ہیں بذات محمود
حالات درونی و برونی / منسوب انکو کوئی و زبونی
ہے اس میں تمام بیکم و کاست / مجموعہ ہیں عام بیکم و کاست
دیکھے جو ہو شائق تماشا / حالات اودھ کی آگہی کا
ہجری میں یہ سال عام لکھو / تاریخ عجیب نام لکھو ۱۲۹۶

خبر شہیدان ببل پاک نہ — حشر ہم از حب علی باک نہ
بیکس و مظلوم پرست ازل — طاعت و ذکر شہدا پیر کل
سینہ زن و نوحہ گر و گریہ ناک — آہ بلب دل شہیدان ہلاک
صادق گفتار و حقائق رقم — صدق لکھا حرف بحرف اسکے قلم
باہمہ عالم ہی جو دل آشنا — جانتے ہین ایک ہی سبکا خدا
واقف حالات ضمیر منیر — اوسپہ یہ تحقیق ہوئی جایگیر
لائی مہاراج کو کی پیشکش — پیش نظر شاہد خورشید وش
مایۂ آگاہی حال اودہ — صورت ارژنگ نہ آل آودہ
جیسا کہ دیکھا وہ سچا لکھدیا — سچ جو مصنف نے سنا لکھ دیا
صاف رقم واقعہ روزگار — آئینہ گردش لیل و نہار
اہل نظر منصفی سے داد دین — سہو جو ہو کتھ مین امداد دین
سب کے جدا ہو نہ نظر کرتے ہین — سقم اگر ہو تو حذر کرتے ہین
آ ہی گیا جو نہین رہا ہی فیض — چھاپنے کو ہو گیا ایماے فیض

مونس مخدوم ہمہ مومنان — شمع رہ اہل تشیع جہان
چشم نگر سیر ہمہ وغم غرق خون — چاک گریبان سے اہل زبون
واقع ہی قرآن مین ہر جا شقاق — اہل عرب جامع کفر و نفاق
شوق جو تھا دلسے تواریخ کا — یاد تھا دریافت تھا ہر ماجرا
خوب سپرنٹنڈنٹ سے بھی تھا رسوخ — ترجمہ جلد کو تھا یہ جو تھا رسوخ
صاف مفصل لکھی نادر کتاب — آیۂ حج کا ہی یہ گویا جواب
دیکھنے مین شاہد زیبا جمال — پھر خوبی دفتر شیرین مقال
صاف بیان جملہ ہی برجستہ — یہ بھی صداقت کا ہی پرداختہ
اسمین نہ تکلیف و تکلف نہین — راست مین تحریف تکلف نہین
عمر کے دو حصہ شیب و شباب — ہو گئی ہین ختم وہ دفتر کتاب
دیکھ مہاراج کا حسن سلوک — طبع مین ہو گیا پھر احسن سلوک
دیکھ کے جو تھے اسی حکام بھی — جانتے ہین تھے ترجمہ تمام بھی
پوری ہوئی مصنف کی آرزو — گوہر الفاظ ملی آبرو

او صاف حمیدہ عالم گزیدہ جناب منشی نولکشور صاحب زینت دہ
اخبارات زمانہ مہتمم اخبار نویسان فخر و یگانہ اودہ اخبار

منشی نوی رتبہ و اہل کرم — نام ہی تو شیخ مین جنکا رقم
نامور اہل جہان ذی ہنر — واحد و یکتا ہی عالم مشتہر
سن کے رہے سکی سب اقبال — وہ ہی مطلق کرو ذکر مشتہر
اہل الفت مردم ہر شہر سے — جو علم طبعیت مین زیادہ خبر سے
ہو وہ مطبع جیسا عالم مین نہین — کارخانہ ایسا عالم مین نہین
یہ صفا ہی ہر ورق تمہارا ہے — نقطہ نقطہ گوہر نایاب ہے
کیا ہی رونق ہی اودہ اخبار کو — ایک رتبہ دیدیا اس کار کو
محکمہ کار آمد حکام ہے — جملہ مضمون سے مفید عام ہے

شائق علم و ہنر و بخشش نام — یاد ہر طرح ہی ہر اہل کلام
الا تعداد نسان ہین اونکی عظیم — کتابین ہر فن مین انکی فعل کریم
رستگار و راست کیش و ستہا — چھپتی ہین مدت سے صانع کو
باہر انداز بیان سے خلق تام — الغرض او نپر لیاقت ہی تمام
خوشنویسون نے لکھا انکا نام — ہر سطر کو کیا حسن مطبع مین کلام
جتنی علم مین کتب فن مین — چھپتی ہین موجود انکی تحریر مین ہین
سب سے افضل قرینہ اخبار صحیح — نام مرکا ہر ہی یہ امر صریح
چھپتا ہی روزانہ اک دفتر عظیم — ہر طرح کی ہوتی ہین مضمون عمیم

[illegible]

زر نقد و زیور جواہر نگار	کہیں فرش پر کوئی کشتی میں بار	بہشتی سہرے جو کثیر فیلبان	طلائی کڑوں سے ہیں سب کامران
دوشالے زری کار و کشمیر کے	مناصب کے پروانے جاگیر کے	ترقی تنخواہ کی شقہ جات	نکو حاضرونکو خطوط برات
ملا کرتے ہیں از رہ فیض عام	یہی مشغلہ روز و شب شام و بام	یہی جا بجا ہے بمقصد عام کی	یہی سرزمین حاصل کام کی
ہزار رنگی گنتی نہ سو کا شمار	چہ جنگی چہ ملکی چہ خدمتگار	ہر اک کامران آج دلخواہ ہے	یہ تقریب بھی فضل اللہ ہے
قواعد بھی ہے فوج کی لین پر	کہ ہے فتح اس فوجکی جانگیر	زمانہ سدا یونہی قائم رہے	ترقی پر اقبال دائم رہے
دکھاتی ہیں کشتی یہاں پہلوان	کہ ہے کوہ البرز اک اک جوان	دلی جاتے ہیں اشتہار تمام	بامید انعام آتی ہیں عام
غرض جو ہے ہر جا پہ ہر جگہ ہے بات	کمان اور ایسی بہتیری بات	فقیران مہمان برسات کو	ملیں خلعت عام خیرات کو
	کیے بارہا حاتمی ہاتھی کو دان	شمار اور اشیا کا کیا ہو بیان	

تعریف جامع تواریخ اودھ سید کمال الدین حیدر عرف جناب سید محمد میر صاحب زائر و متجاور کربلای میر خدا بخش واقع لکھنؤ (بہ بحر دیگر)

کنہ کی حاجت نہیں ہے ہر گز اور	ہے جو عیاں اسمیں کیا جائے غور	وصف مہاراج عیاں عام ہے	اور سوا لکھنے سے کیا کام ہے
ہاں سبب طبع کتاب اب لکھو	طبع کی اسباب جواب اب لکھو	کہنہ سخن سنج مورخ دبیر	نام میں سید و محمد و میر
بارگہ شاہ میں بھی تھے دخیل	نوکری شاہ کی بھی تھی سبیل	عمدہ رسدگاہ ریاضی جو تھا	اوسمیں بھی شامل تھے یہ عقیل ازکیا
قانع و آسودہ طبیعت جو تھی	رغبت دنیا نہ زیادہ ہوئی	دلکا تعلق کیا دنیا سے کم	دین سے دنیا کا بدلا وہ غم
بیٹھ گئے روضۂ شبیر پر	لعن کیے منصب و جاگیر پر	تشنگی و معتکف کربلا	خازن گنج شہدا برملا
خاک پرست در پاک حسین	طوق گلو سبحۂ خاک حسین	خاص پرستار مزار امام	سیدو نیکی فضل و عالی مقام
صادق و صابر طبیعت سلیم	پیر طریق و حرکات حکیم	قبلۂ دین پیش رو مومنان	کعبۂ اسلام ہندوستان
منکسر النفس امام طریق	ہادی اثنا عشری فریق	سجدہ فشانی سے ہے اکرم قرار	گھسکے مزاروں پہ جبیں داغدار
اپنے طریقے میں ہے اک مقتدا	آبرو گوہر آل عبا	روز و شب اس حج زیارتکا کام	قبرونکا طوف و درود سلام
نام شہیدانہ دل و جان نثار	شیفتۂ شاہد دلدل سوار	مست مئے خالص حب علی	شمع صفت سوز محبت جلی
حاجی و اولاد علی و امام	جو عقیدتمند تعیناں ہیں بھی عام	عمدۂ اولاد علی و بتول	فخر امم سرور آل رسول
دلسے سیہ پوش غم روز و شب	کعبہ کی صورت کی ردا روز و شب	زائر و طواف ضریح شریف	یاد میں اجداد کی زار و نحیف
رونق درگاہ عظیم امام	پیر و معصوم فدا دل تمام	ذکر لب زینب و کلثوم کا	واقعۂ حائلہ شوم کا

ہند میں مہاراج ہر بات میں
طولیٰ کہ خود کاٹھیاوار میں
کتابت لاتا ہے لندن سے روز
نشانہ لگاتے ہیں مشہور ہیں
اودھ کے علاقے سے نیپال تک
زنیجاہ تا جمد بلگ اور کشمیر
برنگ شفق خون نخچیر کا
بندھے سو کہیں ہے کہیں ہیں بچا
کہیں چاند صورت سیہ لیست دل
طیور نواسنج اقسام کے
عمارت کا بھی شوق ہے بیقدر
عجائب گھر اس نوع تیار ہے
ہیں جیرہ بڑھکر شاہ سے ہزار
فتوحات کہیں شمشیر سے
جو یادگار اک ملک مشہور ہے
فرانس اونکی جلد ہی چل گئی
ریاست ہے یہ پانصد سال کی
گیا ملک احمد علی شاہ سے
سو دو سو دن جانب ... وار
و سہری کی اس ملک کی ...
تو انصاف ہر اک خلق مہاں کی ...
سخاوت ہے بیحد اعجب بات کی
روشنائی جاتے ہیں عشیار

سند لیتی ہیں سب ولایات میں
پہنچ گھر میں تہنیت کر رہے وار میں
تحائف کی آتی ہے جس میں رنگ
ہر اک ملک میں شہرت دور میں
ہزاروں کیے صمہ میہاں تک
ہر اک سال گونی سے ہوتی ہیں
نباتماز چرخ فلک سیر کا
نر و مادہ ہر عمر کے بقیاس
کہ فیل فلک سے بھی کرتی ہیں
کہ داداونکی احسان ... سے
کہ ہے سیکڑوں گنج ... پر
کہ عقل اوس سے حیر ... ہے
نہ رگ آگے تھے کاٹھیاوار سے
لیے ملک یاں آگے تدبیر سے
وہ مہاراج کا خلف نور ہے
سنکر کہاں کی نوع ... گئی
ترقی ہے ہر روز اقبال کی
ستارونکو نور اب ہے اس ماہ سے
یہی صمیدہ فیلان ... ہیں کا مکان
ہر اک سال ہے جشن ... ہے
مدارات ہر نوع انسان کی ...
کہ ہے جام ... خلعات کی
ایسے جاتی ہے ... شب ...

یہ بلبل ہے یہ یا نامہ چمن عرب
رہ و رسم ... خیال ہے
مہاراج ... عالی نسب
یہ شیروں کی ... ہیں
ہمیشہ ... خیالی ... در
ہوئے آسکے حکام عالیمقام
ہمیشہ ہیں ... مہاراجہ نامدار
کہیں ... کہیں
کہیں گینڈے شیر اور چیتے پلنگ
کتب خانہ خیرات خانہ وسیع
یہ پابندی وقت ... ہے
کہیں ... چلتی ہیں ...
شجاعت ... کام ہے
وہ یکتا ہیں ... بزم ...
بزرگو ... راجا ...
نہ رستم تھا ایسا نہ اسفندیار
شمشیر گورنر مہاراج ہیں
ہوا کرتا ہے صید ...
پکڑ لاتے ہیں ... فیل
یہ تقریب ... ہے
جلوس ... جلوہ گاہ ...
الٰہی الٰہی ... تا ... دہ
تماشے ... ہیں

سنے آتی ہیں ... کو سب
تو انعق ہر اک ... اقبال سے
سبب ... ہیں ...
کہ صحرا میں ... شیر ...
اگر سال میں ... عالی ...
رہا کرتے ہیں ... عالم
نہیں ... گھر ... شمار
کہیں بکری بالیدہ ... کہیں
کہیں باز بحری ... رنگ رنگ
ہر اک شے کا ہے کارخانہ وسیع
کہ موقع ... ہر اک بات ...
ملازم ولایت کی سب کاروان
رہا اور یہ سب خاندان ...
حکیمانہ ... بزم میں
وہی ... شاہ
نمایاں ... انکا ...
اودھ ... راجہ ...
سو ... اسکا سامان ...
لپٹے آتے ہیں ... فیل
کہ اس ... تمام
کہ ... سامان ...
منافع ... کارخانہ ...
وہ رومال ... پاجاتی ہیں

امحا انفاس حضور قدسی

ہز ہائی نس ڈی آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر کے سی ایس آئی والی راج

بلرام پور و تلسی پور و چیرہ وغیرہ اضلاع ملک اودہ دام حشمتہ (بہ تبدیل بحر)

مہاراج کا ذکر تحریر کرد
مہاراجہ سر دگبجے سنگھ نام
وہ عالی نسب اشرف اہل زمان
ثریا ہے اک طرۂ دستار کا
فلک سایۂ چتر جاہ رفیع
ستارونکی انجم نظر سعد ہے
وہ علم و ہنر مین فضیلت نشان
تو قیقہ ربع و بغداد ان کی سنہیم
رموز دل خلق سے آگہی
جہانبین ہر جوہر نکتہ ہے
ہر ان گل کہ اقتا دہ دار رقص
تواریخ عالم ہین ورد زبان
عدالت مین ہر نکتہ سنجی ذول
شب و روز سیدیا یا د کریم
دل پاک ہر وقت قدرت خبیر
ہر اک وقت بالا بی بستہ ہمنا
نا دیم کو ہے لطف رمان کا
یہ اخلاق میں فوق آفاق ہے
شفا خانۂ جا ہین انکے خود
سلوک خانو کی کیا مین تفصیل دون
تھکے جمد سے ذکر منظور کرد
مہاراجہ راجگان کرام
حسب مین بھی افضل ترین کرات
ستارہ کلاہ گہر بار کا
جہان خیمۂ بارگاہ رفیع
نہا دو روش سر بسر سعد ہے
ہنر مندونکو حق مین گوہر شناس
لطیفہ پسندونکا ہے گنج
ہویدا ہے انکی بشر ظل الٰہی
خدا کے کرم سے مہیا وہ ہے
عرق ریز بلرام پور ہست تو بہ
کرامت سا رہ شرف جہان
عبادت مین نیرات معلوف دل
بشکر و سپاس قدیر نعیم
حنا و نجوم ہستہ ز سعادت خیر
بکام غریبان نوال و عطا
ہر اک جم ہے قدر و دانش ان
کہ خلقت ہین ہر اک کی خلاق
وہ عالم مین جنبش ہے نام کو
نمایندہ بہر ولایت کہون
یہ جہر نظر پاک لیز کریم
درخشندہ تر اختر بلند ہے
وہ زیبندۂ افسر مہر و ماہ
نہین پرورش نائب فضل کمال
نہین کہکشان میں تجمل کا عکس
سعادت نہاد و سعید ازل
مجسم خرد علم سب ہی زیاد
سخن سنج باریک نازک خیال
کتابونسے ہر علم کی شوق ہے
فتوحات نیمی ہے بلین بسیر
اور علم و دانش کی ہر شناس
منور دماغ و دل و مہ صاف
پرستندگی حق کی تہ فطر
پرستشگر قدرت کردگار
ہم آن صفت ہے بہ ذات ستا
بجا لائے حق میں نیم اکبر
جو کچہ چاہیے خود بدولت مین ہے
سیاست کی نشا امن و امان
شہنشاہ کی صادق القول ارادت
جو ایجاد ہو سب میں افضل ہے
ریاست ہے بفضل خدا تو قدیم
وہ زیبندۂ افسر سند بلین
ہلال ان کی اقبال ہے ان کی کلاہ
کہ گہوارۂ چرخ طفل ہلال
حضور کا فلک پر یہ پہنچا ہے عکس
خدا داد اقبال ہے لم یزل
صلاحیت حلم حسب مراد
مقابل کیسا ہی حل کیا محال
ہر اک فن مین ہے جو ہنر ذوق سے
حسد انکی تو تو ہی کی لطف
اور ہر اسلحہ سب فن ان قیاس
کہ روشن ہے از قدر سب بالقاب
بظاہر اودھر ہین مگر دل ادھر
یہی دین و مذہب ہے تو شعار
مگر مجتنب نالیود ہی ذات ہی نا
مسافر نواز و ہمت عظیم
تعلل مگر کبر و نخوت نہین ہے
بیاس حرمت بھی ہے جا و دوران
تماتہ رعایا ودعا مین کہ بست
وہ ہے یہ مویان سب سے ارل جو

تقریظ منظوم

من نتائج طبع شاعر والا گوہر منشی جواہر سنگھ متخلص جوہر مشیر دربار بلرام پور اودھ

دیباچہ کتاب تواریخ اودھ موسوم تاریخ عجیب
۱۲۹۶ھ

خدای این جہان و زیر و بالا ۔ جہان کا جو ہے پیدا کرنیوالا
وہی خلاق ہے ارض و سما کا ۔ وہ مالک ابتدا سے انتہا کا
قدیر و مالک ملک جہان ہے ۔ خداوند زمین و آسمان ہے
نہ تھا اوسکا ازل کی نی ابد کی ۔ نہین ممکن ہے تعین اوسکی حد کی
عجب شانین عجب قدرتگری ہے ۔ ہر اک شی اوسکی حکمت سے بھری ہے
کہ تھی منظور شان خلقت ۔ اوسیکی قبضے مین ہے جان خلقت
قدیر شان ہستی و عدم ہے ۔ اوسیکی ذات باقی و قدم ہے
توانا مالک و قادر ہے بیچون ۔ کرے اک دم مین عالم کو دگرگون
وہ تخلیق و ربوبیت فنا سے ۔ ہوا ثابت یہان عقل رسا سے
یہ بے پایان بنائی اوسنی عالم ۔ ہر اک مین صنع بے پایان ہے باہم
نہین کافی ہے سجدہ الف تعداد ۔ تری فہرست صنعت کسکو ہے یاد
دیا سورج کو نور عالم آرا ۔ کیا ہے نور قدرت آشکارا
اوسیکا کام ہے عقل آفرینی ۔ اوسیکی ہے یہ سب قدرت یقینی
ہمارے واسطے کی عقل پیدا ۔ کہ ہو خود عقل سے ہمپر ہویدا
دیا ہے رہنما ہی عقل کامل ۔ کرے تا جانب قادر یہ مائل
ہوا و آتش آب و خاک ہر ایک ۔ مرکب اوسکا نسخہ ہے مگر ایک
یہ کہنی بھر کو لفظین مختصر ہین ۔ موالید ثلاثہ کسقدر ہین
ادھر اجرام علوی بیکران ہین ۔ ادھر اجسام سفلی بیگمان ہین
نشان انکا کہانتک کوئی پائے ۔ پتا قدرتکا کیا ممکن لگائے
زمانہ گر تلون زا نہوتا ۔ مقرر ہر ایک قدرت کا نہوتا
یہ دیکھو جنبش ثبات ذات باری ۔ کسیکو بھی نہین ہے پائداری
کواکب ہین نشان مہر قدرت ۔ فلک ہے محضر انواع صنعت
ورای مہر و ماہ عالم افروز ۔ کئی ثابت ستارے بہرہ اندوز
حساب قدرت اوسنے جو بنایا ۔ شمار نقطی کوکب کو بنایا
حساب قدرت اوسکا بیکران ہے ۔ شمار اختر کہ نقطو نسے عیان ہے
نہین ممکن کواکب کی جو تعداد ۔ محاسب عقل کا کیا کر سکی یاد
فزون تعداد سی قید صنایع ۔ کہ جسمین خاص ہین خلق بدایع
ملایک اوسکی قدرتمین ہین لادخل ۔ ظہور آدم خاکی کی کیا اصل
عیان ہر ذرہ مین ہے مہر صنعت ۔ ہر اک ظلمت مین ہے نور حقیقت
یہ نفخ روح و ترکیب عناصر ۔ تری صنعت ہے یارب تجھ پہ قادر
یہ پرگار جہان ہے کار قدرت ۔ کواکب نقطۂ پرگار قدرت
کواکب کو کیا نظام عالم ۔ اثر ہر چیز مین انکا کیا ضم
ہوا دنیا مین ہفت اقلیم آرا ۔ کیا مخصوص اقلیم اک ستارا
عموماً دورہ ہر اقلیم مین ہے ۔ نظر ہر چیز پر تعمیم مین ہے
سلاطین ہوئے ہین ہر شہر مین ۔ کہ رکھین خلق نعمت سے نظر مین
نگہداری انہین مخلوق کی دی ۔ عنانداری قوت اپنی رکھی
کبھی کوئی زمانہ گہ کسیکا ۔ کیا بعد اک کے قبضہ گہ کسیکا
بوقت خاص صورت آتی ہے جسکی ۔ عزیمت فسخ ہوجاتی ہے جسکی
تواریخو نسے یہ باتین عیان ہین ۔ جو نام آور تھے اب وہ بے نشان ہین
مناسب جو ہر اب کرو گر ہے ۔ بیان قدرتکا کب حد بشر ہے

۷- زمان حضرت خلد مکان مین وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر دو نل کرور باقی رہ گئے تھے-
۸- زمان حضرت خلد منزل مین صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہو گئی نائبان وعملہ سرکار نے کھایا مگر بہت نمکحرامی سے گھر کو بگاڑا-
۹- مناجان و ساعت نجومی بیٹھے-
۱۰- حضرت فردوس منزل نے ایک انتظام و ضبط سلطنت کیا مگر بکمال جزرسی-
۱۱- عہد حضرت جنت مکان مین وہی اندوختہ سلطنت تھا جو بہت جزرسی سے صرف کیا گیا اور کچھ رہ گیا-
۱۲- حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین بالکل صفائی خزانہ بلکہ خزانہ خالی ہو گیا فقط



ملاحون کو دو سو روپیے انعام دیے مہر فوج مکن پور درگاہ مدار و حوالی اناوا وغیرہ لوٹتے ہوئے شیر پور کے گھاٹ دریاے جمن سے اوترگیا راہ مین اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی خوب بہادری سے لڑتا و بسلامت نکلا چلا گیا کئی برس تک حوالی جبل جے پور - بیکانیر - یا دامن کوہسار دکن مین سرگردان رہا وہان قوم بھیل بھی شریک ہوگئی آخر کار اٹک دریا وغیرہ اوترکر کابل سے ہوکر داخل ایران ہوا وہان سے رہبری پاکر داخل ملک روس ہوا - کہتے ہین کہ وہان اپنی جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہین وہانکی سلطنت سے بجہت ناموری کچھہ کفالت ہوتی ہے باقی راوست - اب خواب خیال ہوگئے ہین انکی اولوالعزمی و شجاعت سرکار پر ثابت کیا عجب تھا اگر آشتی انکے واسطے بھی کچھہ کفالت ہو جاتی رہتے جسطرح زمان ماضیہ مین لارڈ مارا صاحب نے صاحبان اولی العزم کو کچھہ ملک حکومت بسر اوقات کے واسطے دے کر سرکار کو نیکنام کیا مثل نواب امیرخان ہولکر وغیرہ مگر یہ کہیے کہ وہ زمانہ اور تھا حکام کی نیت بخیر تھی - اب اور صورت ہے - آیندہ دیکھا چاہیے -

واللہ علی کل شئی قدیر

جملہ معترضہ ریاست و حکومت نواب برہان الملک مین جسقدر خزانے مین روپیہ جمع تھا وہ نادرشاہ کو دو کرور دیا گیا جس سے قیام و استقلال صوبہ داری ہوا -

۲ - زمان نواب صفدر جنگ مین اگر نواب بیگم صاحبہ کچھہ اعانت نکرتین صوبہ اودھ مین کیونکر آنا تھا

۳ - زمان نواب شجاع الدولہ قحط زر تھا اگر نواب بہو بیگم صاحبہ اعانت نکرتین چالیس لاکھہ گورنمنٹ کو کہان سے دیے جاتے -

۴ - زمان نواب آصف الدولہ نائب و عملہ سرکار کھاتا تھا مگر بہ نمکحلالی سرکار کو نہ بگاڑا تھا -

۵ - زمان مستعار وزیر علیخان کچھہ گھر سے اوٹھا -

۶ - زمان نواب سعادت علیخان تامدت مسند نشینی سے ۱۴ کرور اس نصف ملک کی تقسیم سے جمع ہوے اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب کہ اس سے زیادہ جمع ہوتے سواے محاصلات عملہ سرکار کے -

پیلی بھیت کو گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے گھبرا کر شاہجہانپور آکر شہر یک معرکہ احمد اللہ شاہ ہو سکے
فوج صاحبان عالیشان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہوا رعایائے غریب ہر طرف
بھاگی جو جہان ملا مارا گیا حکیم محمد حسنخان اجل گرفتہ پوتے نواب محبت خان کے اس ہنگامہ میں
مارے گئے انکا افسوس سبکو ہوا جب شکست شاہجہانپور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا
یہان شاہ صاحب کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہو کر اپنا سکہ جاری کیا تھا سکہ
سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ + حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ + اور نشہ غرور و نخوت
جو دماغ مین سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیعت و فرمانبرداری مثل اور خادمون کے ہوا
شاہزادہ اونکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہو کر سندیلے مین آیا تھا نہ سرکاری کو لوٹ کر اپنا
تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھانجات بانگرمؤ صفی پور وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات بھر اسی
دوا دوش مین گذرا جب سنڈیلے سے شکست کھائی خیرآباد آئے وہان کے ناظم ہر پرشاد کو
مولوی محمد ناظم بسواباڑی کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگھ راجہ پروا بھیجا اور خود خان علیخان ناظم
مُحل خیرآباد کے پاس چلا گیا غرض اسیطرح ہر ضلع و مقام مین آگ لگاتے گذرے اور فوج سرکار
سے مقابلہ بھی کیا مگر کہین پائے ثبات نہ تھا محمود آباد میں آیا وہان رنگ فوج باغی و نامردی کا
دیکھکر متغیر ہوا سب افسرون کو جمع کیا کہا مینے تن بہ مرگ دیا ہے جسے مرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ
اختیار رکھتا ہے چلا جائے کہتے ہین کہ اوسدن شاہزادے پر فاقہ گذرا تھا آخر ۱۲۰ سو سوار رجمنٹ
مع ظریف خان رسالدار اور ڈاکٹر وزیر خان باقی سوار جنگی متفرق تقریباً ہزار آدمی کے بے توپ
جمع ہو کر روانہ باڑی ہوا باقی فوج ازراہ نامردی رفاقت خان علیخان مین رہگئی۔
جرنل اسمعیلخان قاضی عنایت علیخان بریگیڈیر چند سوار باغی سے اطاعت سرکار دولتمدار انگریزی
اختیار کیے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ حاضر حضور کمشنر فوج ہوے اور بعد پانے امان
کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کرکے اپنے وطن چلے گئے۔
شاہزادہ باڑی سے سید ہا میر میدان ہو کر بسلامت کنارہ دریائے گنگ پہونچا اور فوج سرکار نے بھی
تعاقب نکیا ورنہ کیا عجب ہے گھاٹ تک پہونچنا مشکل پڑتا اتفاقاً کشتیان غلّے کی فرخ آباد سے
آکر گھاٹ پر تھین اونکا غلہ خالی کروا کے مع اپنے ہمراہی بلھور کی گھاٹ سے بسلامت پار اوتر گیا

داخلہ شہر ندہی مراد آباد گئے وہانکا ناظم چھپا خان بہادر خان کا تھا اوسنے کہلا بھیجا بہتر ہے کہ
یہان سے چلے جاؤ شاہزادے نے عذر خستگی راہ کیا اور کہا ہم افطار روزہ مبارک کرکے کل نجیب آباد
چلے جائینگے آج یہان رہنے دو قبول نکیا ایک پلٹن رسالہ ہمراہ توپین بھیجدین مقابل انکے خیمے
کے توپین لگادین مع لوی احمد اللہ خان ساکن بنگالہ رفیق خاص کیا گولہ اندازون کو طلب سے
سمجھا کر ترغیب دا ایمانی دی جب شاہزادے نے توپون کو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ
دی مولویصاحب اوسوقت بھاگ گئے یہ کہتے ہوے کہ اب تمھارا بچنا مشکل ہے فوج آپھونچی۔
تمسے بھی جہانتک بھاگا جاسے چلے جاؤ گولہ اندازو مولویصاحب کے اس افسون سے بے سر ہوگئے
توپون کو چھوڑکر بھاگ گئے رسالہ دار اور پلٹن بھی اونکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہمراہیون
نے جاکر ۳۔ ہاتھی ایک چاندی کے ہودے کا ۱۶۔ میگزین۔ دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی
لشکر کا اسباب انکے ساتھیون نے لیا شہر مین اپنی منادی کی اور نگاہداشت فوج شروع کی
قصاب جولاہے اسطرح فرقۂ خاص قریب دو ہزار کے جمع ہوگئے۔ دو دن تک یہہ حکومت ناپائدار
رہی چوتھے دن ۶۔ ہزار فوج رام پور کا ناظم تیلنخان بھائی نواب یوسف علیخان بہادر کے لیکر
آیا کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہوے پانچوین دن کچھ فوج سنبھل سے ملازم رامپور آتی تھی مجاہدین
کی فہمایش سے توپین چھوڑکر بھاگ گئی چھٹے دن فوج انگریزی نجیب آباد رام پور سے پھونچی
تینون نے شہر کے کوٹھون پر چڑھ کر ڈھیلے پتھر مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال مین گذرا شام کو
قصاب جولاہے بھاگ گئے شاہزادہ اوسی اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اوسوقت خان بہادر خان
نے بڑا احترام کیا اور استقبال کرکے آپ خواصی مین بٹھیے شہر مین لے آئے اس عرصے مین فوج انگریزی
تین طرف سے پھونچی خان موصوف نے تکلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول نکیا
جب یہ خبر پھونچی کہ کل معرکہ لڑائی درپیش ہوگا رانا راؤ پیشوا نواب تفضل حسینخان رئیس فرخ آباد
رات کو روانہ خیر آباد متعلقہ نظامت اودھ ہوگئے خان بہادر خان کی مجموع فوج نامرد نہین دونو
سردارون کے ساتھ روانہ ہوئی اور راہیرہ کی لی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی
سے ہوا نکچہ کے پل پر اسطرف شہر کے کہتے ہین جب نوبت تلوار پھونچی طرفین سے بندوق بند ہوگئی
جب تلوار و سنگین چلنے لگی جب شام ہوگئی اور خبر پھونچی کہ خان بہادر خان مع اپنے عیال سیدھے

روپے دو آنہ یومیہ خوراکی سب کو ملتی رہی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہوئین موسم سرما مین کہین سے ایک قنات کہنہ میسر ہوگئی تھی اوسکے ٹکڑے کرکے سب کو بجائے لحاف رضائی ملی ہوئی تھی بعد مرور نحوست ایام سب قید سے چھوٹے اوسکے بعد سید موصوف نے انتقال کیا خانہ فقیر سے خانہ وزیر آباد ہوکر پھر خانہ فقیر ہوگیا ورنہ مدت عمر تک انکی بامارت بسر ہوتی تا عبرت اطراف و نواح دہلی مین قوم بھوات اور گوجر نے اس بلوے مین فرصت وقت پاکر موافق دستور زمان قدیم راہزنی اختیار کی تھی تلارام جاٹ انکا سرگروہ تھا خلاصہ ہر ایک باغی اپنی سزاے کردار کو پہونچا۔

احوال فیروز شاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم بخت نواسے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے ہین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ ہندوستان روانہ حج بیت اللہ ہوئے تھے وقت مراجعت جب اندور پہونچے خبر ہنگامہ فساد سنکر وہین شہر سے جب حکم سرکار انکی گرفتاری و قتل کا پہونچا بھاگ کر گوالیار آئے راہ مین کنپ مرار کا طالب انکی ہمراہی کے ہوئے انھون نے جواب صاف دیا بعد اسکے علمداری دھولپور مین پہونچے وہان کے تحصیلدار سے لاکھ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنی عازم اکبر آباد ہوئے اور اپنی جمعیت قلیل سے کئی سو مرد ولایتی کو ہی جنھون نے رجواڑے کی نوکری چھوڑ بہ نیت جہاد ایمانی اور طمع محاصل دنیا رفاقت انکی اختیار کی تھی محاصرہ آگرہ کیا ایکدن جنگ و جدل مین گذرا آخر نوبت شمشیر پہونچی پھر کچھ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بھاگی ہرچند صاحبان عالیشان پہلے سے قلعے مین جا کر رہے تھے تھوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تھا مگر آتش افروزی اور بربادی غربا ے شہر کو بہت تھی خلاصہ وہان سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پہونچے وہان سے شیخ فضل علی رسالدار رجمنٹ کی معیت اور جرنل عبد الصمد خان کے ساتھ ہوکر فرخ آباد و شاہجہانپور ہوتے ہوے داخل لکھنو ہوے یہان انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان بہو صاحبہ کے مکان مین بسبب قرابت کے اوترے پھر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکھنو سے بھاگی شاہزادہ سراسیمہ ہو جمعیت قلیل اور ایک توپ سے بریلی پہونچے خان بہادر خان رئیس بریلی نے اجازت

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایکدن بیشتر شہر سے نکلکر برف خانے مین جا کر ٹھہرے تھے
بعد امان سرکار حسب الطلب ہڈسن صاحب کے پاس حاضر ہوے لاکھ روپیے کا نوٹ دیا جب اجازت
صاحب ملنے دی مع اپنے عیال واقربا روانہ برست ہوے اور جو شخص رؤسائے شہر سے شریک
باغیون کے نتھا انکی اجازت سے داخل انکے قافلے کے ہوا اور جو محتاج سواری وخرچ کا تھا
اوس سے کچھ دریغ نہ کیا اور باطمینان کلی اپنی حمایت وسفارش سے نکالدیا اور یہ سب زن ومرد
قریب دس ہزار کے جمع ہوگئے تھے اور خود شہر مین جا کر رہے لیکن انکی عیال عالیہ بیگم صاحبہ اور
امراؤ بیگم صاحبہ سالی مع اپنے ہمراہیون کے برست مین رہے باقی جتنا قافلہ جمع ہوگیا تھا ہر طرف
کو چلا گیا بعد تین دن کے میر حامد علیخان مولوی رجب علیخان کے ساتھ برست آئے مولوی
کرنال چلے گئے۔

۱۹ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۷ء قبل از نماز صبح رچرڈ صاحب کلکٹر کرنال دو سو سوار سے آئے
میر حامد علیخان کا گھر گھیر لیا اور جتنا مال اسباب دولت تھی تقریباً ۹ لاکھ روپیے کی سب لوٹ لی
یہانتک لہ عورات کے سر سے چادر بھی کھینچ لی چنانچہ ایک شخص باغی جو شریک اس لوٹ کے تھا
پانی پت مین وقت تلاشی خانہ ایک مالہ مروارید اور ایک گھنٹہ نکلا جسکی قیمت ارزش بازار
اسی ہزار روپیے تجویز ہوئی تھی فی الحقیقت واقفکار اصل بنیاد اس دولت واسباب کی خوب
جانتے ہین کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کسواسطے کہ اصل حقیقت اعتماد الدولہ میر فضل علیخان
اور میر حامد علیخان کی معلوم ہے اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط ۹ مہینے کی وزارت سے حاصل
ہوئی تھی خلاصہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا یوسف مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲
ملازمین کو قید کر کے پیادہ کرنال لے گئے وہان سے شکرم پر سوار کر کے دلی بھیجا ۱۱ باقی عورات کو
زندان وطن مین رہنے دیا کہتے ہین کہ یہ سب مصائب آلام روحانی اور گرفتاری بلاہائے آسمانی
فقط سازش وحمایت ہڈسن صاحب کمشنر فوج کی جہت سے ہوئی کہ سنڈرس صاحب کمشنر دہلی سے
اور صاحب سے کچھ بغض باطنی ہوگیا تھا اور بعد فتح دہلی جب ہڈسن صاحب شریک معرکہ عالم باغ
لکھنؤ ہوے جسدن دلکشا سے دھاوا کر کے حضرت گنج کو جاتی تھی کنار نہر مارے گئے انکی قبر عالم باغ
مین ہے اس جہت سے یہ وسیلہ ظاہری سید موصوف منقطع ہوچکا تھا غرض بہت دنون تک قید

حکیم امام الدین خان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری مین سب آفات سے محفوظ رہے درگاہ خواجہ صاحب مین مقیم ہوئے۔
میر جلال الدین خوشنویس خط نسق اوستاد بادشاہ مع اپنے بیٹون کے پہلے پانی پت گئے بعد اسکے رامپور پہونچے۔
بدر الدین علیخان مہر کند خاص جناب ملکہ معظمہ عالیہ دل دوران دلی مین رہے۔
مولوی سید محمد مدرس اول مدرسہ دہلی کراہ بھاگ کر گئے وہان سے گرفتار ہوائے۔
شاہ احمد سعید نواسے غلام علی شاہ مجتہد اہل سنت موجد و بانی مبانی فتنہ جہاد قبل از داخلہ فوج سرکار مقبرۂ نواب صفدر جنگ مین جاکر رہے انکا مرید جان فشان خان رسالدار ساکن سرد تھنہ ٹکٹ اور پروانہ راہداری سرکار سے لے کر دیا مولوی حیدر علی کے ساتھ کابل گئے۔
شاہزادہ محمد عظیم بیٹا جہان اختر شاہزادہ وہ بیٹا شاہزادہ سنجر بن احمد شاہ درانی سپرنٹنڈنٹ ضلع رہتک مین تھا اور پلٹن باغی کو کیر کے ساتھ شہر مین پہونچکر مشغول جہاد رہا صاحب حکام سلنے اوسکے عیال کو قید کر ہانسی بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لے کر رہتک کو لے لیا تھا جب بادشاہ کا شقہ پہونچا پھر آیا اوسیدن حضور شاہی مقبرۂ ہمایون مین گیا جسدن فوج باغی دلی سے روانہ متھرا ہوئی وہ بریلی سے بونڈی گیا قافلہ جناب عالیہ کے ساتھ رہا۔
نواب حامد علیخان نے پہلے جنرل چھاونی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر مین چھپایا تھا فوج باغی یہ خبر سنکر دوڑ لائی گھر لوٹ لیا اونھین بھی چاہتی تھی جان سے مارین مرزا ابوبکر شاہزادے سے جلد جا کے پہونچے جان بچی اوسوقت اوس بی بی کو کہین بھیجدیا تھا اور اخبار ہر روزہ دربار شاہی فرزند علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی رجب علیخان مہتمم اخبار سرکار کے پاس نامی صاحب جنرل فوج کے ملاحظے کو بھیجا کرتے تھے اور دیہات الی پور اور نواب گنج پرست متعلق زمینداری اپنے وطن قدیم عقب پہاڑی سے غلہ رسد وغیرہ ضروریات محاصرین سرکار کو بھیجا کرتے تھے

حافظ داؤد بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامے مین گھر سے باہر نکلے مارے گئے۔
نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص اولاد ہشتگ اور اسباب استاد بادشاہ فن شعر مین اس معرکے مین بسلامت رہے لیکن اجل بھی درپے تھی ایک سالہ بھی اپنے طرز کلام پر اس سکہ خاص کا چھپوایا حکام نے بلطائف الحیل ان کا پنشن سرکاری موقوف کر دیا بعد اسکے نواب یوسف علیخان رئیس رامپور خدمت کرتے رہے تا اینکہ دلی مین انتقال کیا۔
حکیم محمود خان غلام مرتضےٰ خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان بسبب توسل راجہ نریندر سنگھ بہادر پٹیالہ سب آفات شہر سے محفوظ رہ کر پٹیالے گئے نواب غلام حسینخان کے بیٹے بروقت داخلہ فوج شہر سے چلے گئے تھے جیتے بچے۔
نواب سیف علیخان جسدن داخلہ فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو جاتے تھے راہ مین گوجر راہزنون نے نالہ مجاہد پور مین مع انکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے مار ڈالا۔ مولی خان شہر سے بھاگ کر الور گئے وہان سے قید ہو دلی آئے چھوٹ گئے۔
امین الرحمان گرفتار ہو کر دلی پہونچے۔ پھر احوال معلوم نہوا۔
مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب شیعہ کو مولوی نظیر حسین نے بعلت کرنے غارت اسباب مدرسے کے گرفتار کروا دیا بعد تحقیقات و عدم ثبوت جرم نجات پائی۔
مولوی محمد باقر نے ٹیلر صاحب مہتمم مدرسہ دہلی کو اپنے گھر مین چھپایا جب شورش ہنگامہ ہوا اپنے گھر سے نکال دیا لوگون نے پتا بتلا یا محلے کا چمار دوڑا مار ڈالا اور کاغذ نوٹ ایک لاکھ دو ہزار روپیے کا اونکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی ہڈسن صاحب کے آگے وہ چمار لباس خاکی پہنے گیا کہا مین مولوی رجب علیخان کا آدمی ہون فرمایا تو نے وردی بغیر حکم سرکار کیون پہنی مگر کچھہ غرض رکھتا ہے اوسوقت اوسنے عرض حال کیا جب تلاشی لی وہ کاغذ نوٹ لے لیا اور گولی ماردی۔
اولاد حکیم زکی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالم مین گئی سعید اللہ خان حکیم سعید الدینخان اونکے نواسے اکیلے بھاگ کر سنپت پہونچے وہان سے گرفتار ہو دلی آئے مع حسام الدینخان بڑے بیٹے کے مارا گیا۔

کے پاس گوالیار گئے وہان بھی صورت امان نپاکر شولاپور مین روپوش ہوے بعد اجراے
اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ گرفتار ہو اکبر آباد گئے کپتان جارڈن صاحب کمشنر آگرہ اور کپتان
ایمبٹ کٹرہ کپتان قدیم دہلی جو اونکے دوست تھے ساعی رہائی ہوے اور حکام دہلی معترض ہوے
کہ بروقت اشتہار اظہار حال کیون نکیا اس تہمت سے دہلی کو طلب ہوے ۔

نواب محمد علیخان نبیرۂ اسمٰعیلخان والی بہادر گڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن انکے
قریب مکان مولوی امام بخش صہبائی مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب بیجرمی
کے اپنے اپنے گھرون سے باہر نہین گئے تھے ایک بیحیا نے نوکر مولوی بسبب سازش و موافقت اپنی
قوم کے تحت امان لایا تھا ایکدن یہ مردک قزاقی قوم مین لڑا لوگ اسکے مدعی ہوکی فریاد سنکر بدکو
بہونچے اسنے گھبرا کر بندوق داغی گورون نے آواز سنتے ہی توپ لاکر محاصرہ محلہ کرلیا سیکڑون کو ہلاک کردیا

ناصر الدولہ نواب ناصر الدین حسنخان مخبر ریزیڈنٹ صاحب کو منصوری پر تھے اسی وجہ سے تحت
امان لایا تھا اور شہر سے باہر ہوے تھے دوسرے دن وقت داخلہ فوج اوسی تحت اور کاغذ
جاگیر کو لیکر جانب جشن و کمشنر دہلی ہوے اور اظہار اپنی خیرخواہی کا کیا جواب پایا کہ کنار دریا جا کر
کھڑے ہو اپنی جاگیر پاوگے ایک بندوق ماری گرپڑے فی الحقیقت مقتضاے انصاف اور نمکحلالی آقاے
ولی نعمت قدیم بھی تھا ۔

مولوی صدر الصدور دہلی صدر الدین خیرخواہ اور متوسل سرکار ہمیشہ خیرخواہی سے ناتھمتہ او تھا
باغیون نے بجبر و تعدی کاغذ جہاد پر انسے مہر کرائی تھی اس مظلمے مین گرفتار ہوے گھر کا اسباب
ضبط ہوا لیکن بعد خرابی کے نجات پائی ۔

نواب مصطفےٰ خان بہادر رئیس جہانگیر آباد باوصف ہمراہ ہونے اور حمایت سرکار کے بلندشہر سے
گرفتار ہو میرٹھ پہونچے ایک برس قید رہکر چھوٹے ۔

میان میر خوشنویس کامل استاد بادشاہ راجہ الور مرد پیر نوے ۹۰ برس کے اونکو گورون نے رستہ
بانکا دو مرتبہ موافق دستور کے دیا تیسری دفعہ نہ دیا باہر نکلے مارے گئے ۔

قاضی محمد فیض اللہ خان بزمان بلوے مین بعد نواب معین الدینخان کے چند روز کے واسطے کوتوال
شہر ہوے تھے بھاگکے بلب گڈھ سے پکڑے آئے پھانسی پائی ۔

میرزا اشرف علی خان نیلبان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوئے۔
میان حکیم احسن اللہ خان ہوکر سرکار سے اخراج بلد کا حکم ہوا پانی پت پہونچے وہان تین برس کی قید کا حکم ہوا۔
میر یوسف علیخان مفتی قلعہ اس ہنگامے کے بعد پانی پت گئے۔
مکند لال عرف جامہ پوش میر منشی بادشاہ اجراے اشتہار امان جناب ملکہ دوران تک شہر مین چھپے رہے بروقت اظہار مقید ہوے سراسر خلاف تحریر اشتہار واقع ہوا۔
میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ لائے تھے اور مرزا ابو بکر کے کارندہ تھے جے پور سے پکڑ آئے اپنی سزا کو پہونچے۔
عبد الصمد خان رسالدار قدیم شاہی جو اوس معرکے مین معطل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت شب ذرخانہ شہر جوان زبردست نوش ظاہر دیکھ کر مار ڈالا۔
مرزا محمد حسنخان بیٹے نواب افضل خان اس ہنگامے مین مرزا خضر سلطان کے نایب تھے اور سرکار انگریزی سے دو سو روپیہ کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پھانسی دیے گئے کہتے ہین فی الحقیقت ان سے اکثر امور بدنامے وناعاقبت اندیشی سرزد ہوے جبکی سزا کو پہونچے۔
حکیم عبد الحق ملازم قدیم سرکار شاہی سرکار راجہ بلب گڈھ مین بسبب مختار کار ہونے حصول دولت دنیا گیا تھا اور زمان معرکے مین نگاہداشت رسالہ اور ایک پلٹن نجیب کی بادشاہ سے اجازت لیکر شریک لڑائی بھی رہے تھے بھاگ کر فرخ نگر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے سزا کو پہونچے۔

رؤسائے شہر دہلی

میان نظام الدین نبیرۂ مولوی فخر الدین صاحب کالے صاحب کے بیٹے پیر برحق بادشاہ ہر چند کہ شریک معرکہ تھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدر آباد دکن چلے گئے۔
محسن صاحب نبیرۂ میان نظام الدین عرف گورا شاہ صوبہ دار دہلی کے بھرت پور تک پہونچنے کی خبر ملی
نواب حسن علیخان بیٹے نواب نجابت خان رئیس جھجر کے باوصف عدم شرکت معرکہ کے بسبب حاضر ہونے دربار شاہی کے مطعون خلائق ہو کر بھاگ گئے اور معرفت گماشتہ لکھمی چند سیٹھ متھرا جیا باجی صاحب

یہ بھی مع عیال راہی وطن مالوف ہوے۔
لیکن سید مظلوم مظفر الدولہ کا احوال جگر خراش ہے کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ہاتھ بھی قاصر ہے خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے الور گئے ۔ ۳۰۔ شاہزادے اولاد طیمور یہ اور ۲۰۰ تلنگے ملازم اوسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہان تھے مخبر سرکار متلاشی مخبرین وہان پہونچے ان محتاجین نان شبینہ سے طمع زر کیا کچھہ نپایا امید نوہوم کل پر کب مانتے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوے راہ مین فورڈ صاحب کلکٹر گرگانون نے بے ثبوت تحقیقات و اظہار حال و حکم صاحب کمشنر بہادر احمد مرزا اکبر خان بنگش امیر خان مرتضی خان جاگیر دار ضلع بلول کا بیٹا عثمانخان بیٹا امیرخان کا ان سبکو نشانۂ تفنگ اجل کیا اور مظفر الدولہ کو اتہام ظاہری سفیر لکھنؤ سے کہ تمنے بحکم بادشاہ کیون اپنے گھر مین اوتار اتھا مار ڈالا۔
ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان عرف آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم سے سررشتہ بخشی گری پر مامور تھے اور اس فساد مین کسیطرح شریک باغیان نہوے تھے وہ اب تک مفقود الخبر ہین واللہ اعلم کہان گئے کیا ہوا۔
کپتان دلدار خان اولاد مجد الدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھہ خبر معلوم نہین نایب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ نتھا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح گیا گرفتار ہو پھانسی دیا گیا
سیف الدولہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامے کے پھر بھی وکالت بادشاہ کورٹ مین کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کے واسطے جو ہوتا تھا ہوا وہ اب تک شہر مین موجود ہین اونکے باپ عطاء اللہ خان جاگیر و تنخواہ پر قابض ہین رائے مکند لال پیشکار تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش و حمایت سرکار موجود۔
محمد قدرت اللہ خان بنڈو خان رسالدار سرکار شاہ اودھ کا بیٹا داروغہ خانساما نی پیشتر اس ہنگامۂ فساد کے رخصت لکھنؤ پاگئے تھے میان شورش فساد دلی گئے بعد فتح پھر لکھنؤ چلے آئے وہان سے بھاگ کر قطب نگر وغیرہ مین سرگردان ہو فتح پور سبوے مین حاضر حضور کمنڈنگ فوج ہوے امان پائی بعد چند روزہ سرگردانی کے لکھنؤ مین مرگئے۔
میر نجات قلعہ دار اگرچہ شریک فساد نتھا لیکن بخوف آبرو مفقود الخبر ہوگیا۔

بیٹے نواب عباس قلیخان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنو مین مرگئے تھے باپ نواب رینت محلصاحبہ کے مقرر ہوے بنام کاروبار وزارت کرتے رہے اس زمان فساد مین ازراہ مآل اندیشی بھاگ کر جھجر گئے وہان کے رئیس نے گرفتار کرکے سرکار انگریزی مین بھیجدیا اور بعلت عدم ارتکاب سل رسائل سرکار مقید ہوے بمقتضاے غیرت زہر کھا کر مرگئے اور بعض یہ کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا۔ قدم رسول مین دفن ہوے لاکھہ روپیے کا گھر ضبط سرکار ہوا۔

حکیم احسن اللہ خان مقرب خاص بادشاہ کو مزاج بادشاہ مین مداخلت کلی تھی مخبر و معتمد سرکار جاجان عالیشان تھے انھون نے سرکار سے تین وعدے کیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کے ساتھہ جانے نہ دونگا دوسرے شاہزادون کو گرفتار کر دونگا۔ تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار مین پہونچا دونگا چنانچہ انھون نے ان تینون کی تعمیل کی اس جلدو مین باداے حقوق ولی نعمی کے دو سو روپیے درماہہ کا پنشن مقرر ہوا۔

معین الدولہ عمدۃ الامرا اصفدر الملک سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا یوسف بھانجے نواب سعادتخان برہان الملک بسبب علو خاندان عہدہ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواصی مین بیٹھتے تھے انکے بڑے بھائی نواب مظفر الدولہ ناصر الملک مرزا سیف الدین حیدر خان سیف جنگ کسیطرح کا سررشتہ سرکار شاہی مین نرکھتے تھے لیکن بسبب سلسلہ قدامت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہوتے تھے اس ہنگامہ فساد مین دونون بھائیو کسیطرح کی مداخلت نہوئی بلکہ عرض کلمہ حق فوج باغی سے خوف جان و آبرو رکھتے تھے اور اپنے مذہب تشیعہ سے بھی سبکی نظر مین خار تھے لیکن سفیر مرزا ابر حسین قدر لکھنوی کی تعارف سے انکے گھر مین اُترا اگر حسبوقت کہ سرکار مین قصور سفارت سفیر ثابت نہوا ہو انکی میزبانی کا کیا قصور مگر یہ کہ حکم حاکم۔

خلاصہ بعد خرابی شہر حسین مرزا راہی پانی پت ہوے جب سبطرح سے لٹے کئی مہینے تک حیران اور پریشان رہے آخر گرتے پڑتے زمان نسخ لکھنو پہونچے جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران حادث مان شہرہ آفاق ہوا ولیم صاحب قاسم وثیقہ و پنشن سے اظہار حال کیا دعوی وثیقہ کیا جب انکار پورٹ سرکار مین کیا انکی بیقصوری ثابت ہوئی لیکن بسبب انکے عہدہ جلیلہ اور تقرب بادشاہ کے اجراے وثیقہ مین تامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر رئیسون کی املاک شہر اور حکم قیام شہر دیا

بیچا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعوے کیا تھا اور نواب نے بعد ثبوت حقیقت اپنے تھوڑا روپیہ سپاہ باغی کو دے کر نجات پائی۔

نواب اکبر علیخان رئیس پاٹودی جنکے پاس ۸ روز فساد فورٹ صاحب کلکٹر گوڑگانوان مع عیال بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑ کر آپ کرنال چلے گئے تھے جب انگریزی پہاڑی پر پہونچے اور سرکشی زمینداروں سے امینت راہ ہوئی نواب نے اونکی بی بی اور لڑکو نکو لباس ہندوستانی پہنا رتھ مین سوار کر بسلامت گھر پہونچا کر پھر آئے تھے غلام فخرالدین خان بدمعاش شہر جو کمشنر صاحب کی سفارش سے تحصیلدار علاقہ گوڑگانوہ قائم ہوا تھا بعد ارسال زر تحصیل خزانہ شاہی مین جمعیت پچاس سوار سے اپنے علاقہ سے پھر آتا تھا جسدن پاٹودی مین پہونچنے لگا محمد تقیخان بڑے بیٹے نواب کو راہ مین گرفتار کر پانچ لاکھ روپیہ مانگنے لگا جب نواب کو خبر پہونچی حکم کیا کہ انھین مارو میرے بیٹے کو لے آؤ چنانچہ یہی ہوا کہ اون پچاس مین سے ایک کو جیتا چھوڑا محمد تقیخان کو بسلامت لے آئے۔ فخرالدینخان بھاگ کر ریواڑی پہونچا اور تلا رام وہان کے رئیس کو اپنے ساتھ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگادی نواب رانکو مع عیال جھجر چلے گئے اور بعد پھرنے مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلے آئے سرکار سے اونسے کسیطرح کی بازخواست نہوئی۔

نواب امین الدینخان ضیاء الدینخان بیٹے نواب احمد بخشخان کے جاگیردار لوہارو اس ہنگامے مین اپنے گھر چپکے بیٹھے رہے تھے مگر حسب الطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر دوجانا مین گئے بروقت امان پھر داخل شہر ہوئے چندروز نظربند رہے آخر بعنایت جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر رہائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھ لاکھ روپیہ فوج سرکار نے انکے گھر سے لیے۔

نواب حسین علیخان بہادر رئیس دوجانا اپنے مقام مین رہے تھے اب تک بدستور بحال ہین اور جتنا اس معرکے مین ممکن تھا نیکی سے ہاتھ نہ اوٹھایا۔

امرائے قدیم وجدید شاہی

محبوب علیخان مختار سرکار بمنزلہ وزیر مدت سے مرض قرمن مین گرفتار تھے اس معرکے مین مرگئے اونکی جگہ صمصام الدولہ فرخ جاہ پوتے شاہ ولیخان وزیر احمد شاہ ابدالی درانی نواب احمد قلیخان بہادر

جرنل عبدالصمد خان ملازم نواب موصوف دو سو سوار سے فوج باغی سے مل گیا تھا باقی فوج بھی بدل شراکت فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روز غدر جہان جنگ کپتان صاحب ایجنٹ مجسٹریٹ دلی بھاگ کر جھجر گئے اور نواب خوف سپاہ سے کہ مبادا امر خلاف پیش آوے اور باعث روسیاہی ہو جاوے بظاہر چندان بالتفات پیش نہ آئی یا بورے سواری اور وشل پروے دے کر روانہ کرنال کیا بعد فتح فیروزی شہر صاحب موصوف لشکر سپاہ لے کر ریواڑی گئے تلارام جسنے وہان فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحب سنکر بھاگ کر کوہسار میوان مین روپوش ہو گیا بعد اسکے صاحب داخل جھجر ہوے نواب کو بلا بھیجا یہ تنہا دو سوار اردلی سے گئے صاحب نے پہلے کنجی قلعہ کی نواب سے لے لی اور کہا عبدالصمد خان کو مع اسلحہ سپاہ ہمارے پاس لے آؤ و گرنہ تمھین پھانسی دینگے نواب نے اسی مضمون کا رقعہ لکھ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوار سے بھاگ کر چلا گیا صاحب چھاؤنی مین آپ چلے گئے اور سپاہ سے اسلحہ حرب لے لیا اور سپاہی جو بستر بیماری پر تھے مار ڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کرور روپیے کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نوابکو قلعہ دلی مین قید رکھ کر پھانسی دی اوسدن انتظام شہر بہت کیا تھا مقام تاسف یہ ہے کہ اوسوقت مان نواب کی معلوم نہین کس طرح یہ سنکر روتے پیٹتے گرتی پڑتی اپنے بیٹے کے مقتل پر پھونچی دیکھا کہ پھانسی مین لٹکتا سکرات مین تڑپ رہا ہے اوسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلا کے بیٹے کی نعش سے لپٹگئی اور اپنی آغوش مادری مین لے کر یہان تک چلا کے روئی آخر بیدم ہو کر زمین پر گر پڑی یہہ حال دیکھ کر جتنے صاحب وہان جمع تھے بے اختیار رونے لگے اور بجبر اوسی بیٹے کی نعش سے چھڑایا
نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ جو اس ہنگامہ فساد مین چپکے بیٹھے رہے اونھین گرفتار کیا ہزار روپیے درماہہ مقرر کر کے روانہ لاہور کیا اور دو تین لاکھ روپیہ اونکے گھر سے لیا۔
راجہ ناہر سنگہ راجہ بلب گڈھ جو روز فساد شہر مین تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا بگھی پر سوار ہو بلب گڈھ آئے مٹر و صاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھ آیا تھا تین مہینے تک اوسے پوشیدہ رکھا جب فوج نے خبر پائی آکر پکڑ لے گئی مار ڈالا اس اتہام سے راجہ کو پھانسی دی کہ تمنے اوسے کیون نہ بچایا قریب ۲۰ لاکھ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔
نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف پھانسی ملی گھر لوٹ لیا سبب ظاہری یہ تھا کہ اونکے

ترون کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہین شاہزادے اکثر ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹ برس کے سن مین بعد سلطنت ۲۰ برس سنہ ۱۲۶۹ھ مطابق سنہ ۱۸۶۲ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوئے۔

قطعہ تاریخ

چو در دہلی بحسب امر یزدان ۔ بسان اہرمن شد فوج گمراہ
سراج الدین بہادر شاہ کان بود ۔ ز اخلاف شہر خان شاہ ذیجاہ
یکے پیرے ترا رے فقر کیشے ۔ بنام اندر جہان آباد بدشاہ
مرا در باغیان خواندند سلطان ۔ قبولش کرد لا با صد اکراہ
ولے آن بے سران وخشک مغزان ۔ ز قہر کوہ ہا و حکم اللہ
پریدند از سر این دشت یکسر ۔ ز خشم باد صرصر چون پر کاہ
روان آن ہمہ از تن روان شد ۔ بدان شبان کز غر یوسشیر ور دباہ
ازین پس شاہ بد تقدیر و غم دہ ۔ بدید آن انچہ یوسف دید در چاہ
برو مدرش ز دہلی سوے رنگون ۔ وزانجا برد اجل او را چہ ناگاہ
ندا در داد ہاتف بہر سال فوت
بہادر شاہ از دنیا برفت آہ

احوال جاگیرداران متعلقہ دہلی

نواب عبدالرحمن خان رئیس جھجر جاگیر دس لاکھ روپیے سالانہ و دو سو سوار اپنے انگریزی کے ساتھ کر دیے تھے اور چالیس ہزار اشرفی مدد خرچ صاحبان عالیشان پہاڑی پر بھیجی تھے اور بدل خیرخواہ سرکار دولتمدار تھے اور فوج باغی سے تین مرتبہ بواسطہ شقہ بادشاہ پانچ لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی نہ دی۔

اور شدت جاڑے سے مرگئی اوسکے بعد منادی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہو بعد چندروز کے ہنود کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر مین رہنے کی ملی اور جوانان شہر اہل اسلام جو باہر رہگئے تھے سبکو گرفتار کیا بے تحقیق اظہار حال دفعتہً پھانسی دیدی اسیطرح جو شہر سے دو تین منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کرکے پھانسی دیدی جب قلعۂ معلے مین داخل ہوے اکثر شاہزادے جو مقتضاے جبارت وغیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب ذل کھولکر ابر ہکر مارے گئے اونکی شاہزادیان دریاے جمن مین گرکر بین غریق رحمت ہوئین

خلاصہ ۲۷ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اور سکا حساب نہین اپنے نزدیک گویا نسل تیموریہ کو نرکھا مٹادیا بچون تک مارڈالا عورات سے جو سلوک کیا بیان سے باہر ہے جسکے تصور سے دل دہل جاتاہے غرض سانحۂ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج باغی سے آٹھ ہزار مارگیے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۰ اسو صاحبان فوج و نظامت اور ۵ ہزار گورے ۲۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے۔

خرچ یومیہ بادشاہ پانچ روپیہ یومیہ مقرر ہوے پھر بادشاہ کو اوس مکان سے قلعہ کے مکان نظامت مین رکھا آخر ماہ مارچ ۲۰ چہارشنبہ ۱۲۷۴ مطابق نومبر ۱۸۵۸ء بحراست فوج انگریزی مع پسو سوار گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۹ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا اس تفصیل سے نواب زینت محل صاحبہ نواب تاج محل صاحبہ خیرا بائی ناہورا بائی مرزا جوان بخت شاہزادہ مرزا شاہ عباس یہ بیٹے بادشاہ کے مرزا قیصر موسوم بغلام قنبر پرستار شاہ مرزا اسلیمان شکوہ کے بیٹے جنھون نے مرزا الٰہی بخش سے بڑی منت سماجت سے بنام پرستاری شاہ لکھوادیا فی الحقیقت یہ امر بھی ہر ایک سے نہین ہوسکتا کہ ایسے برے وقت مین کسی کا ساتھہ دے دنیا بھلے اور برے سے خالی نہین ہوتی نواب شاہ بادی بی بی مرزا جوان بخت کی اور انکی ساس اور سالے مرزا عبداللہ بادشاہ کے بیٹے کی بی بی جو خیرا بائی سے ہین احمد بیگ آبدار باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور مین اسصورت سے دیکھا ایک ینس مین بادشاہ گیروے لباس سے ۵۰ گورے گرد و اور بینس دو تین کرانچیان زنانی مرداپنی آٹھہ یومیہ مقرر تھے۔ اب سنتے ہین چھ سو روپیہ ماہواری بادشاہ ۲۰ روپیے یومیہ اور تین سو کا ایک مہتمم سرکاری آٹھہ کہار ایک گاڑی بخرچ سو روپیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہوے کچھ جوڑے

اس عرصے مین فوج باغی سیدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے شقہ جنرل ہاڈسن صاحب کمنڈر فوج کو لکھا کہ تم بندوبست محل سے مطمئن ہو کر بدولت کو اطلاع کرو دوشنبہ کو جرنل بہادر نے سوسوار مولوی رجب علیخان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو روپیے نذر دیے بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہوے مرزا جوان بخت شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی فوجدار خان اور اشخاص نامی وغیرہا یہ سب ۹۰ شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلی دروازہ جرنل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین رہے بادشاہ کی پالکی نقارخانے سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن و تشنیع بفحش کھو لی گویا سیکڑون بخارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ مینہ برستا رہا جتنے بخارات نکالے مثل مشہور مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھہ بادشاہ کی ران پر مارا اعلام علبشی نے اوسے اوٹھاکر زمین پر دے مارا دو تین صاحب نے ملکر اوس باوفا کو مارڈالا وہ اپنے حق نمک سے ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان ہے اصطبل مین قید کیا ۵ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین بھیجدیا اور بیگم صاحبہ کی خدمت کو ۵ عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی -

دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الٰہی بخش سوسوار لیکر مقبرہ ہمایون مین گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمھارا خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھہ نکھا کسواسطے لفرکے بھندی اور ابتدائے معرکے سے خیرخواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے اجل گرفتہ رتھہ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پہونچے جرنیل ہاڈسن بہادر وہان کھڑے تھے سامنے بلوا کر کپڑے اترواکر پھر اوسی رتھہ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھہ سے تین تین گولیان مقام قلب پر ماری اور شہرگ کو سنگین سے چیردیا اور اوسیطرح چبوترہ کوتوالی مین جاکر نعشونکو زمین پر ڈالدیا بعد تین دن کے درگاہ خواجہ باقی باللہ مین گڑوادیا سخدا محفوظ رکھے ہر بلا سے -

رعایائے شہر کو کشمیری دروازے سے مرد اور بچون کو باہر نکالدیا لاہوری دروازے سے پیر وجوان نکالکر زیر تیغ لیا رعایائے شہر جو حوالی شہر مین پڑی ہوئی تھی لوٹ لیا کچھہ تھوڑا ہی مین ہزارون قتل

اجمیری دروازے سے جتنے بچ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ پکڑ کر بیابان مرگ ہوئے اور جو گھر میں جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹنے لگا اسمین جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگجاتا تھا مارا جاتا تھا اور جو باغیون کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کرکے بیٹھے رہے فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غربائے شہر حالت یاس کلی مین کلمۂ شہادت پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بچ جاتے تھے چشم شماتت رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگئے مگر بادشاہ نازان اپنی بے جرمی بے قصوری بے بسی پر ساکت و خاموش بیٹھے رہے کسوا سطے کہ اہالیان سرکار دولتدار کو عادل و منصف سمجھتے تھے فوج کے ساتھ جانے سے انکار کیا وگرنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی دامن کوہ شمالی مین جاتے بچ جاتے۔ دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان وغیرہ جو خیرخواہ گورنمنٹ ہوگئے تھے اونکو معتمد و نمکحلال سمجھکر اونکے دام فریب مین آگئے تھے آگے تقدیر مین جو تھا وہ ہوا۔

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہین یا راہ مین مارے جاتے ہین او رصاحبان عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگون سے تھوڑی سی سپاہ سے بادشاہ سوار ہو لال ڈگی پر پہونچے وہان سے چاہتے تھے پہاڑی پر جاوین بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص مین حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوئے بجانے دیا شام تک وہین ٹھہر کر پھر قلعے مین داخل ہوئے۔

بدھ کی صبح کو بادشاہ مع لواحقین مشخصہ ملازمین اور رعایائے شہر مقبرۂ ہمایون مین ۳ کوس پر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید و بیم مین رہے اتوار کو ہلال ماہ صفر ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اوٹھہ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجروحین کو نیم جان سکرات مین چھوڑ شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلین حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہین بھاگتا۔ فی الحقیقت بادشاہ کو یقین واثق تھا کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہو جائیگی اور معیت فوج مین سراسر ذلت و خرابی یہان کے ٹھہرنے مین بظاہر امید نان خشک متصور ہے لیکن سفر رنگون سے بے خبر تھی۔

اس عرصے مین فوج باغی سیدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے شقہ جنرل ہاڈسن صاحب کمندر
فوج کو لکھا کہ تم بندوبست محل سے مطمئن ہو کر بادولت کو اطلاع کرو دوشنبہ کو جنرل بہادر نے
سو سوار و لوامی رجب علیخان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے بوقت جانے دو روپیے نذر دیے
بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہوئے مرزا جوان بخت شاہزادہ نواب
زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی نوبدار خان اور مختار
نامی وغیرہ نامی یہ سب ۹۰ شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلّی دروازہ جنرل نے
بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوئے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین رہے بادشاہ کی
پالکی نقارخانے سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن و تشنیع بفحش کھولی
گویا سارے بخارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ مینہ برستا رہا جتنے بخارات نکالے مثل مشہور
مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھ بادشاہ کی ران پر مارا غلام عباس نے اوسے
اوٹھا کر زمین پر دے مارا دو تین صاحب نے مل کر اوس باوفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے
ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان ہے اصطبل
مین قید کیا ۵ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین بھیجدیا
اور بیگمصاحبہ کی خدمت کو ۵ عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی۔
دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الٰہی بخش سو سوار لیکر مقبرۂ ہمایون مین گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان
مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمھارا خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھ نکھا کسو واسطے
گھر کے بھیدی اور ابتدائے معرکے سے خیرخواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے اجل گرفتہ
رتھ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پہونچے جنرل ہاڈسن بہادر وہان کھڑے تھے
سامنے بلوا کر تینون اتروا کر پھر اودھی رتھ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھ سے تین تین گولیان مقام قلب
پر ماریں اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اوسیطرح چبوترہ کوتوالی مین جاکر نعشونکو زمین پر
ڈالدیا بعد تین دن کے درگاہ خواجہ باقی باللہ مین گڑوا دیا خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے ۔
رعایائے شہر کو کشمیری دروازے سے مرد اور بچون کو باہر نکالدیا لاہوری دروازے سے انکو
نکالکر زیر تیغ لیا رعایائے شہر جو حوالی شہر چھپی پڑی ہوئی تھی لوٹ لیا کچھ تھوڑا سا مین ہزارون قتل

اجمیری دروازے سے جتنے بھاگ گئے تھے عیال واطفال کے ہاتھ پکڑکر بیابان مرگ ہوے اور جو
گھر مین جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا
اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹنے لگا اسمین جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگجاتا تھا مارا جاتا تھا اور
جو باغیون کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کرکے بیٹھے
فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غرباے شہر حالت یاس کلی مین کلمۂ شہادت پڑھ رہے تھے
فقط ہنود شہر بچ جاتے تھے جنسے مہاجن رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر
بھاگے مگر بادشاہ نازان اپنی بے جرمی بے قصوری بے بسی پر ساکت وخاموش بیٹھے رہے کسواسطے
کہ اولیاے سرکار دولتمدار کو عادل ومنصف سمجھتے تھے فوج کے ساتھ جانے سے انکار کیا ورنہ کیا
عجب تھا یہ بھی کسی دامن کوہ شمالی مین جاتے بچ جاتے۔ دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان وغیرہ
جو خیرخواہ گورنمنٹ ہوگئے تھے اونکو معتمد وغمگسار سمجھکر اونکے دام فریب مین آگئے تھے تقدیر
مین جو تھا وہ ہوا۔

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہین یا راہ مین مارے جاتے ہین اور صاحبان
عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگون سے تھوڑی سی سپاہ سے بادشاہ سوار
ہو لال ڈگی پر پہونچے وہان سے چاہتے تھے پہاڑی پر جاوین بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے
زعم ناقص مین حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوے بجانے دیا شام تک وہین ٹھہر کر پھر قلعے مین
داخل ہوے۔

بدھ کی صبح کو بادشاہ مع لواحقین مشخصہ ملازمین اور رعایاے شہر مقبرۂ ہمایون مین ۳ کوس
پر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید وبیم مین رہے اتوار کو ہلال ماہ صفر ہوا
فوج باغی ست جتنا اسباب اوٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجروحین کو نیم جان سکرات مین چھوڑ
شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلین حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ
ضعیف ہو بھاگتا۔ فی الحقیقت بادشاہ کو یقین واثق تھا کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل
معیت فوج مین سراسر ذلت وخرابی یہان کے ٹھہرنے مین بظاہر امید نان خشک متصور
نگون سے خبر تھی۔

رکیے تھے کہ تم ہمارے شہر کا یہ حال ہو چنانچہ راجہ بتیا نے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے
سلطون بادشاہ کو عرضداشت کی بخت خان نے گذرانی دستخط خاص ہوے کہ ہمیں نصاریٰ سے لڑنے کا
ال کلی منظور ہے ہرچند حکیم احسن اللہ خان اس سند دستخطی کے مانع ہوے کہ کسی صورت سے یہ
گر بخت خان کب مانتا تھا او نھیں چھین کر دیا کہا تمسے ساز نصاری نہین جاتا اوسیوقت
ہر ہر کے روانہ کروادی وہاں سرکار کو حجت والزام ظاہری ہو گئے اگر انصاف کیجیے بادشاہ
ت مجبور و بے اختیار تھا یہ امر جنکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا۔

ز روز دوشنبہ ۲۰ محرم وقت صبح تیلی واڑی سے فوج راجہ کشمیر نے دھاوا کیا بخت خان اپنا
ائی کے پل سے فوج انگریزی نے کیمپ نصیر آباد پر یورش کی توپین رہ گئیں بعد اسکے فوج
طلع صاف ہو گیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل شہر ہوئی۔
کیے ایک بیچاتک حبش خان لال کنوئیں پر گیا وہ قریب لاہوری دروازہ پہنچا سکے
ادر شاہ شاہزادے نے تلوار کھینچی نواب امراؤ بہادر بھی سامنے ہوے بڑی بہادری
ہو کر گھبرائے بعد تین دن کے مرگئے مرزا خضر سلطان نے دلی دروازے کے باہر باغیچہ
ہین گڑوادیا۔

ہار پولیس سے شہر کے کوتوالی چبوترے میں پہونچا قلعے سے فوج باغی نے ایک توپ سے
ہری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی۔

دریبے سے سمت مسجد جامع گیا صحن مسجد میں پہونچ کر قتل اہل اسلام شروع کیا ظفر نہیں ہے
ل ہوا اس عر — سے جابجا ہر شہر کی گلی کوچے میں پھیل گئے دروازہ توڑ کر ہر گھر
ات — ن سیکڑوں عورات سے جہانتک ہو سکا کنوئیں میں گر کر مر گئیں
دی اور جہاں زندہ مرد کو پایا مار ڈالا عجب حال اہل شہر کے
ین خوب دل پھپھول کے لوٹے۔ ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک
ن پھر گئیں اور لوٹ مثل پانی برسات کے بہنے لگی بعد اسکے فوج
چے میں اور گھرے ہوے مکانوں میں جو رنڈیاں کشمیری در
سے خالی پڑے تھے وہاں جاکر ٹھہری اور اہل شہر دلی ترک

نرہے حاشا او سپر سور اور گاے کی چربی نہین لگائی جس مفسد نے یہ فساد اور آگ لگائی ہے اہل اسلام کو ہمین کیا وغدغہ ہے یہ نافہم نسمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو ضائع کیا نمکحرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوے اور اونکے خلاف قوم سکھہ سواے تلنگون کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے ہمسے برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار مدد ومعاون رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کی طرف اسصورت مین مواخذہ اہل اسلام سے ابتدا سکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کرینگے اور شہر کو قتل عام کرینگے جسکا نام ونشان بھی باقی نرہے۔

فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوے وگرنہ بیشتر اسکے کسیکا ایسا ارادہ اہل شہر سے نتھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہوگئی ہے معلوم ہوا جان کسی صورت سے نہ بچیگی خصوصاً جہاں اور عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوے اور اہل اثنا عشری شریک اس جہاد کے نہوے کسواسطے کہ اونکے مذہب مین غیبت امام جہاد حرام ہے اس جہت سے اہل سنت جلکر کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرۂ محرم مین مجالس عزا باہر کی موقوف کردی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو موقوف کروادیجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر بھی داخل بدعت حسنہ ہے اور اسکے باعث ہمارے اسلاف کرام ہوے ہین ہم کبھی ایسا حکم خلاف نہ دینگے چنانچہ مولوی محمد باقر اس ہنگامے مین مجلس عشرہ بدستور کیے گیے۔

مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۲۶ لڑائیان طرفین سے ہوئین اور مورچہ نیر ۱۵ شوال سے ۲۰ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ تک دونون طرف سے توپ بندوق کے چھرے برستے رہے آپہین ایکساعت بھی توقف نکیا تھا اور اس کثرت بارش مین اہل شہر ۵۰ سے زیادہ مجروح ومقتول نہین ہوے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچال پر ۲۰ توپ برابر سے دونو طرف سے چلتی رہین کہ زمین لرز جاتی تھی اور ہزار ہا گھر مابین کشمیری اور کابلی دروازہ چھلنی ہوگئے تھے۔

اس مدت جلوس مستعار مین باغواے افسران فوج باغی ہر طرف شقہ شاہی اعانت وکمک کیواسطے

نذر جنابعالیہ دست بند مرصع نگینہ الماس نواب زینت محلصاحبہ کو دے کر رخصت ہوے اور اپنی یادر ہی قسمت سے رسید بھی اس سب نذر کے ساتھہ اوسیوقت مل گئی روز دوشنبہ نحوست ایام کی تدبیر مین گذری صبح سہ شنبہ کو سفیر مع اپنے رفقاے سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ چلی لوگ متحیر ہوے بعض نے کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لے لی یہ کہہ رہے تھے کہ غلغلہ ہنگامہ قیامت کبری شہر مین برپا ہوا کہ ابھی گورے کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے داخل شہر و کوتوالی و مکان بنگ اور گرجہ ہوے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہاین اور فوج جنگی و مجاہدین و رعایاے شہر و قلعہ کو کسی طرف سے نکلنے نہین دیتے سفیر نے مضطر ہو کر حال بادشاہ پوچھا کہا وہ ابھی تک قلعہ مین ہین بعد کئی ساعت کے شہرت ہوئی کہ انگریز ونکو مار کر شہر سے نکالدیا سفیر نے چاہا قلعے مین جاکر شاہزادے کو بھی نذر دین لیکن اس سانحے سے پریشان ہو کر کچھہ نہ بن پڑا کنپ بنج و بریلی صوبہ دار افسر بخش اللہ خان کے ساتھہ تین منزل تک چلے آے اوسکے بعد بہزار خرابی لکھنؤ پہونچے۔ اپنی ساری کہانی بیان کی رسید اسباب شبے بچی و گرنہ اہلکاران نو دولت سے جان نہ بچتی اسیر بھی ۱۶ ۔ مہینے تک روبکاری مین رہے کسی میم کی حفاظت رکھنے سے بچ گئے و گرنہ نواب مظفر الدولہ فقط مہمانی سفیر سے کلہ اجل کھاین اور یہ سفیر ہو کر بچ جاین۔

اختتام معرکہ دلّی و فتح فیروزی اولیاے دولت اور سیاست و انتقام اہل شہر وغیرہ

الغرض اس مدت مین خزانہ جو فوج نے ہر جگہہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنون وغیرہ سے لیا تھا عید الضحے تک سب تمام ہوا تلنگے جیتھہ لومیہ مایوس ہو کر بیخاطر ہوے اور لکھنؤ کی خبر تسلط سنکر مستعد روانگی ہوے سوارون نے یہ تجویز کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب یہ ہے کہ ہم ہر طرف جاکر پیشہ قضاقی اور رہزنی اختیار کرین جسطرح آگے پنڈاری وغیرہ کرتے تھے اس جہت سے لڑنے مین تندہی کرنی چھوڑ دی تھی غدرات بار و حیلہ سازی اتہام سازش صاحبان بنسبت ہر ایک کے کرتے تھے۔

رات کو کسینے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشان کو کسی کے مذہب و ملت سے کچھہ غرض نتھی یہ کارتوس جنگی فقط ترقی بندوق کو بنتے تھے کہ پھر احتیاج توپ کی پلٹن مین

ہو گئی تھی مراد آباد مین ولایت علیخان ڈپٹی معزول سے ملاقات ہوئی اونھون نے اشرف راہ سے ڈرایا اور سازش موافقت ولسن صاحب پر برانگیختہ کیا اور ازراہ مال اندیشی معرکہ دلّی کو بازیچۂ طفلان سمجھا یا سفیر نے بمقتضاے اپنی شرافت نانا کہ مین اپنی سرکار کا امین ہون امانت سے بعید ہے گھر لکھنو پہونچکر سب نشیب و فراز سمجھا سکتا ہون دوسرے دن جب جیل ہو پہنچے اکثر ہمراہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم جو ساتھ تھے بہت سے اونہین سے چلے گئے کہ بیادہ ہم دونون طرف سے جاتے رہین۔

خاتمہ سفیر نے ایک خط نواب ناظم معین الدولہ بہادر عرف حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہادر مقتول کلکتہ تھا کو لکھا حکم شاہی سے پانسو سوار و پیادہ محمد علیخان نواب کفٹ خان کے نواسے کے ساتھ آیا بڑی دھوم دھام سے داخل شہر ہوے مظفر الدولہ کے گھر مین اوترے حکم شاہی دالکشا مین اوترنے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی جہت سے وہان نہ اوترے شام کو چوبدار سلطانی شقہ خاص لایا کہ معرفت میر احمد علیخان سفیر لکھنو اپنی معروضات کرین کہ وہ حال لکھنو سے خوب واقف ہین پندرہ روپیہ چوبدار کو دیے کہ یہ اجازت رخصت کیا صبح کو جمعدار شاہی خوان نعمہ اولش لایا۔ اوسے بحسن اجازت و سماجت پچاس روپے دیکر گلو خلاصی پائی روز جمعہ سب اہل دربار منتظر آمد سفیر دو پہر تک حاضر دربار رہے لیکن سفیر نے ملازمت معرفت میر حامد علیخان قبول نہ کی ندر خستگی راہ کاملا ہیجا اہل دربار نے جل کر دربار مین مشہور کیا کہ عدم حضوری سفیر باعث ملال شاہی ہوئی دودن کے بعد نواب احمد علیخان فرخ جاہ وزیر اعظم اور نواب زینت محل صاحبہ کے واسطے سے روز یکشنبہ ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم سفیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی سب حاضر تھے جب سفیر دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ نے محل خالے مین بلایا وہان اشخاص مخصوصہ حاضر تھے بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دو ربے کا کرتہ گلے مین عباے سفید بر دوش آداب سلام بجا لاگے عرضداشت گذرانی فرمایا مین نے برجیس قدر کا نام سنا ہے آمین رمضان علی نام لکھا ہے عرض کیا خلاف داب شاہی تھا فرمایا وہ فرزند دلبند میرا ہے اور کمال شفقت سے سفیر کے شانے پر ہاتھ رکھکر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین نے خلعت بخشی کی یہ آداب بجا لاے ایکسو ایکیس اشرفی نذر تاج مرصع ۵ ہزار کی قیمت کا ہاتھی مع حوضہ نقرہ جھول کارچوبی دو گھوڑے ساز نقرہ اور

سکے سب مارے جائینگے اسوقت میں مراجعت بہتر ہے بادشاہ وہانسے پھر آئے دروازہ دیوان خاص و دیوان عام سکے بند ہوگئے بادشاہ اور حکیم صاحب درگاہ پیغمبر صاحب مین جو داخل محل ہے جا بیٹھے شاہزادون اور افسرون کو طلب فرمایا فوج جمع ہوکر درِ شاہی پر پہونچی کہا حکیم صاحب کو ابھی ہمین دیدو ورنہ ہم سبکو مار ڈالینگے پھر بعد از خرابی بصرہ اور ذلت تجویز یہ ہوئی کہ حکیم صاحب کو اپنے پہرے مین مثل محبس رکھو اور ایک شاہزادہ بھی ہر وقت حکیم صاحب کے پاس رہا کرے۔ تین دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارد حکیم صاحب کے اردلی مین رہا کرے اور سوائے پیشہ طبابت کسی اور امر مین دخل ندیا کرین بعد اسکے حکیم صاحب کو شاہزادے کے ساتھ اور افسران فوج جلوس سپاہ سے ہاتھی پر سوار کر قلعے مین لے گئے اور تجسس اسباب لوٹ کا کرکے چلنا مال ہنگاوہ دیدیا۔

اس عرصے مین عرائض بعض نمیبان قرب وجوار مثل مقام جھجر وغیرہ باوصف سازش صاحبان عالیشان فوج باغی سکے ذریعہ سے بادشاہ کو گذرین چنانچہ نذر نواب یوسف علیخان رئیس رامپور ایکسو ایک اشرفی معرفت ہاشم خان باجازت وصلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان رئیس قدیم بریلی توجا کلم مستفار بہدست محمد اکبر خان بیٹے نواب یعقوب علیخان رئیس دلّی ایکسو ایک اشرفی گھوڑا مع ساز نقرہ اور ہاتھی مع عرضداشت متضمن استدعاے خلعت وخطاب صوبہ داری ملک لکھنؤ گذری چنانچہ خلعت وخطاب مرحمت ہوا اور تلنگون نے بجانے دیا کہ باعث توحش سپاہ ہوگا

سفیر پھر از ابر جلیس قدر کا آنا اور لکھنؤ پھر جانا

سید عباس مرزا حاجی وزارت بیٹے میر احمد کے داماد ملازمین اناث جنابعالیہ ذیحجہ مین ۱۲۷۳ ہجری کو سامان سفارت ضروری سے خیرآباد سے شاہجہانپور بریلی۔ مرادآباد۔ وغیرہ بہزار خرابی طے مسافت راہ کرکے ۱۹ محرم ۱۲۷۴ھ شاہدرے قریب دلّی پہونچے راہ مین ہر منزل مین فتنہ وفساد دیکھا مسافر لوٹے جاتے تھے کہین مقام امن وامان نتھا و تین جگہہ نوبت کشت وخون پہونچی تھی لیکن انکے ساتھہ بھی بہت سے مسافر ملکر ایک قافلہ ہوگیا تھا ازبسکہ ہر گاؤن کا خود غلط ہوگیا تھا اور ہر نمبردار بادشاہ ہوگیا تھا حال عشرہ محرم مثل زمان قدیم دیکھا اور بسبب انتظامی حکام جدید کی خدمت ریادت

سپاہی لے کر آئے شرفیاب ملازمت شاہی ہوئے غرض اسیطرح ہر روز داخلہ فوج باغی شہر مین ہوا کرتا تھا کہ یہ سب ۲۲ پلٹن ۱۰ ہزار سوار جنگی و توپخانے جمع ہو گئے اور توپخانہ میگزین شہر جسمین ۳ سو ضرب توپ تھی وہ حساب سے باہر ہے پس اگر یہ سب باتفاق حرارت دین اور باطاعت ایک کے لڑتے ظلم نہ کرتے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا۔

بازار خانم کے کاریگروں نے بندوق کی ٹوپیان بنائین اونپر نام دلی کھودا اور بادشاہ کو گذرانین اس عرصے مین بادشاہ نافرمانی وخودسری سپاہ سے بہت تنگ ہوئے آخر لباس گیروا فقرا پہنا اور ہر شخص تاڑ گیا اس فرقے کا سوچنے لگا جنکو ساز وموافقت انگریزون سے ہوگیا تھا اونھون نے کمر مستحکم باندھی جانفشانی سے کام مین سرگرم ہوئے اور افسران فوج نے یہ تجویز کیا کہ علی پور کی چھاؤنی کے پیچھے سے اور ہر طرف سے جو کچھ ہو مردانہ وار دھاوا کر کے پہاڑی کو لیوین اس جہت سے کنپ نجف اور بختخان نجف گڈھ چلا گیا اور نزدیک پہونچا مگر وہان سے قدم آگے نہ بڑھ سکا دوسرا کنپ پل جھیل کے اوسطرف جا کر ٹھہرا رات کو ہاڈسن صاحب ۳ پلٹن گورہ ۲ ہزار سوار ۱۸ توپین بلغار سے لے کر پہونچے فوج سے مقابلہ کیا اوسوقت بختخان مع اپنے کیمپ شل ہو کے بھاگا اور کنپ نمچ کی توپین جھیل کی دلدل مین پھنس کر بیکار ہوگئین فوج انگریزی نے دھاوا کیا قریب تین ہزار کے اس سپاہ سے مجروح ومقتول ہوئے اور جو زندہ رہے دو دن کے بعد بہزار خرابی افتان وخیزان شہر مین پہونچے اور ہر روز شل ٹوپی کے بارود بھی بنتی تھی خرچ روزیان فصیل ۲ یا ۳ من کا تھا اور ہر روز کے دھاوے مین ۷۰ من یا ۸۰ من صرف ہوتی تھی تمام کو بارود طیار کر کے داخل قلعہ کرتے تھے۔

ایکدن جہان بارود بنتی تھی تہ بہ تہ نوبت اوڑھانے کی نہ آئی تھی کہ آفت سماوی یا ادبار سپاہ سے آگ لگ گئی ساڑھے چار سو آدمی جل بھنکر رہ گئے سپاہ کو شبہ ساز ش حکیم احسن اللہ خان کا جو صاحب عالیشان تھا اس آتش افروزی کا یقین ہوگیا کہ اسکا بانی مبانی وہی ہے اس اتہام سے اونکا گھر لوٹ کر آگ لگا دی عورات کو بہزار ذلت گھر سے باہر نکال دیا۔ اتفاقا اوسوقت حکیم حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا مین بھی چلتا ہون۔ نقارخانے تک سواری آئی عبدالصمد خان رسالدار ملازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے بڑھینگے تو ہم خانہ زاد

پھونچے اور انگریزی اونٹ پکڑ کر اپنے محاذ کیا پہر رات تک لڑتی رہی فوج انگریزی سٹھائی کے
پل پر پھونچی رسد بند کی اوسوقت بشدت مینہ برسنے لگا میگزین اور اوقعہ جو ساتھ تھا ہو چکا
بعد اسکے طرفین سے لڑائی موقوف ہوگئی دوسرے دن پھر کچھ کنپ لڑا اور شہر کو پھر آیا- اسی
لڑائی مین کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوے-

اسکے بعد کنپ جالندر ۴۔ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور بخت خان صوبہ دار توپخانہ بریلی ۴۔ پلٹن
۱۔ رسالہ ہندوستانی ایک توپخانہ اسپی بریلی بعد قتل و غارت اور مسند نشینی خان بہادر خان پھونچا
اور راہ مین بابوگڑہ سے پانسو بچھیرے لے لیے تھے بادشاہ سے ملازمت کی اور موافق اپنی درخواست
کے خطاب لارڈ ہلکی سے سرفراز ہوا-

مولوی سرفراز علی ساکن جونپور پیر بخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا اونکا خطاب
امام المجاہدین ہوا اجل گرفتہ عوام اہل اسلام جو گرد و پیش سے آکر جمع ہوے تھے تقریباً ۴۔ ہزار ہوے
تھے دوآنہ یومیہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن جب مولوی نے تصرف و غبن شروع
کیا کم ہونے لگی بخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس جہت سے کہ خود افسر کل کہلاتا تھا اور تلنگے کہتے
تھے کہ تو ہم مین سے ہے یہ افسری کل سوا شاہزادون کے تجھے زیب نہین دیتی چاہیے کہ
پہلے تو ہمین اپنا تماشا دکھلا پھر ہمین اختیار ہے اس لوا مین فوج انگریزی نے دمدمہ فریزر صاحب
کی کوٹھی کے نیچے باندھا بڑی توپین لگائین جب بختخان مستعد ہوکر چلا سٹھائی کے پل اور تیلی واڑہ
سے آگے بڑہنے نہ پایا دو دن تک خوب لڑا اوسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا-

جھانسی سے ۳۔ توپین ۱۴۔ رجمنٹ ہندوستانی رسالہ ۳۔ کپتنی شیخ فیض علی رسالدار کے ساتھ
جو کپتان کہلاتا تھا آیا ایکدن یہ رسالہ پیادہ ہوکر صنوبر خان رسالدار کے ساتھ نہر سے پایاب
اوترکر جرنل کے خیمے مین پھونچا اونکی میم کو مارا صدر بازار لوٹ کر پھر آیا کہتے ہین کہ اسی طعن و تشنیع
کی غیرت سے وہ جرنل زہر کھاکر مر گیا-

کنپ نمچ ۶۔ ہزار سوار و پیدل ۱۲۔ توپ اسپی ۶۔ کپنو کے اور ۱۰۔ الور کے راجہ سے لیکر پھر
ہمراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الور سے مع افسران غوث محمد خان ہیرا سنگہ
اور نواب امراؤ بہادر بیٹے نواب مظہر علیخان جنکے بزرگ رئیس کامونہ قوم راجپوت تھے ہزار

۹۔ تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آپھونچی یہانسے بھی فوج گئی پہلے امتحان استحکام فصیل شہر کے واسطے توپین مارین اس عرصے مین وہ رسالہ بھی مین پوری سے آپھونچا جسنے راہ مین کپتان ہیز صاحب وغیرہ کو مارا تھا ۱۲۔ تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر کے باہر گئے بتجویز مورچال پہلے قریب باغ شالہ مار و باغ جنرل اختر لونی صاحب مورچے قائم کیے۔ دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ بابا ہندو راو رہتے تھے تیسرے سیاہ برج پر جو فصیل شہر ہے اور یہان تینون جگہہ فوج بھی مقرر کی۔

۱۳۔ تاریخ شام کے وقت عرضی مرسلہ رسالہ چہارم جسے صاحبان عالیشان نے حکمت عملی سے بھیجا تھا بادشاہ کو گذری کہ کل صبح کو معرکہ جنگ درپیش ہے ہمنے فی سبیل اللہ کمر جہاد پر باندھی ہے فوج شاہی کی جانب راست سے ہم آئینگے چاہیے کہ مجاہدین ہمپر گولے نہ مارین یہ مضمون کسی کی سمجھ مین نہین آتا بلکہ کسی نے تہ کار سے آگاہ بھی نہ کیا قضا نے سبکی آنکھونپر پردہ ڈالدیا تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی آلی پور سے سرائے بادلی پر پھونچی لڑائی شروع کی وہین طرف سے رسالہ گورون کا لباس کابلی سفید پوش عمامے سر پر نمود ہوے اور مجاہدین للکارے کہ اے بھائی ایمانی بمقتضائے حمیت اسلام ہم بھی آپھونچے سبھون نے جوابدیا کہ بسم اللہ جب گولی کی زد پر پھونچے دفعتہً برابر گولے مارے دہادا کیا صدہا مجاہدین گر پڑے باقی موافق قاعدہ پسپا ہوکر شہر مین آئے فوج انگریزی نے پہاڑی پر آکر اپنا مورچہ قائم کیا اور ۷۔ ا توپ لڑائی سے لے گئے اور دونون طرف سے ہزارہا مارے گئے اوسوقت افسران فوج انگریزی نے مشورہ کیا کہ اسی گیر ودار سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن جنرل فوج نے منا کیا تا اور فوج باغی نے سیاہ برج سے قریب الورے دروازے کے توپ مارنا شروع کیا ہر روز نکلتے شہر سے باہر جاکر پہاڑی پر دہادا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام کو پھر آتے تھے مورچون سے متواتر توپ چلتی تھی اور رات کو بہزار دقت راہ گھاٹ کی بند کردیتے تھے صبح کو اوسے فوج انگریزی برابر کردیتی تھی

اس عرصے مین کمپ نصیرآباد و پلٹن ڈومیکدون ایک توپخانہ ابھی تین سو نر کسوار جوت پور لینرم سے پھونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر آکر اوسمین سے نصف فقرا و مساکین شہر کو بانٹا اور مقابلہ کو گئے سرائے باولی تک نہ کوس لڑ بھڑ کر

لی کہ کوئی شخص فوج باغی کے ساتھ انگریز سے لڑنے کو نجاوے مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر نے اس اجماع سے خارج ہو کر عرض کیا کہ ہم سب اسیر فوج باغی ہو چکے ہین کیونکر یہ عہد پیمان بحال رہیگا اتنے مین فوج مستعد مقابلہ انگریزون کے ہوئی کہا کہ ایک شہزادے کو ہمارے ساتھ کر دو مرزا مغل جو کمانڈر انچیف ہوے تھے انکار کیا کہ اس خفیف مقابلے پر جانا خلاف دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان نے نواب محمد حسن خان اپنے نائب کو مرزا ابوبکر کے ساتھ ہمراہ سپاہ کر دیا شام تک اسی لڑائی کی تدبیرون مین رہے چوتھے دن صبح کو مرزا آلہی بخش خسر مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی نے پہونچکر حکم دیا کہ شہر مین جہان پیل پاوے آوے بعد اسکے تین بڑی توپین ہے۔ آپ نصف فوج کو روانہ کیا ہر وان رہے ندی کے اس پار سے لڑائی شروع ہوئی۔
میرٹھ کی پلٹن کے گورے شدت گرمی سے پانی مین گر پڑتے تھے اور پھر نکل کر بندوق مارتے تھے شام کو مرزا ابوبکر پھر آئی ایک ایسی توپ کے انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع توپ حواس باختہ پھر آئی لیکن پلٹن سائی پرس نیرس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک توپ کا گولہ انگریزی میگزین پر ایسا مارا کہ بٹی بارود راہی کرہ نار ہو گئی اور صبح تک کم کم لڑائی قائم رہی صبح کو اور فوج کمک کو گئی فوج انگریزی نے دفعتہ دھاوا کیا تینون توپون مین کیلین ٹھوک کر نکمہ کر دیا پھر لڑائی شروع ہوئی۔ شام کو فوج انگریزی مع ان تینون توپ کے سمت غازی الدین نگر گئی اور فوج باغی شہر کو پھر آئی۔ اس لڑائی مین تھوڑے سے زخمی ہوے باقی جان سے گئے اور فوج انگریزی سے تین سو بچے باقی ہلاک ہوئے۔
کمانڈر انچیف انسن صاحب بہادر شملے سے داخل چھاونی کرنال ہوے اور حکم فوج کے لام باندھنے کا دیا اور خود بسبب الزام ممبران کونسل کے زہر کھا کر مر گئے اب یہان داخلہ فوج باغی ہر طرف سے شروع ہو گیا اور پلٹن نوکیر نکامت دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالے سے مع خزانہ چار لاکھ روپیہ ہانسی کے اور بلند شہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھ کا لے کر پہونچے اور یہ سب خزانہ ۱۰ لاکھ ہوا فیروز پور سے کئی کمپنی پلٹن لاٹ مائر اپنے اسلحہ حرب آکر شریک باغیون کے ہوئی میگزین کی لوٹ کے ہتھیار مل گئے۔ حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست انتظام شہر کیا جا بجا تھانے اور پہرے بٹھائے اور قاضی فیض اللہ خان کو کوتوال شہر کیا۔

اتنے مین ایک غبار گرد سمت میرٹھہ سے اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو پار دریا سے فوج انگریزی آ چھونچی بس بل چل پڑگئی شاہزادے داخل قلعہ ہوے آخر معلوم ہوا بنجار رسد غلہ لاتا ہے پھر قریب شام ایک گوندے نے خبر دی کہ فوج میرٹھہ سے آتی ہے۔

دوسری تاریخ شوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور اور رابٹ صاحب تفحص احوال کو شہر مین باغ نقیبہ روشن آرا بیگم کے اوترے ہین مرزا خضر سلطان فوج لیکر گیے سواے منبر اور اسباب چاء پانی کے کچھہ ندیکھا اور ایکطرف چوبی زینہ دیوار سے لگا رہ گیا تھا ہر چند تلاش کی نہ پایا۔

ایکدن بادشاہ دربار عام مین تھے کہ ایک فقیر تہمت باندھے کھاروے کا کرتہ پہنے سر کچھہ کپڑا بندھا ہوا لوہے کا پشت خار ہاتھہ مین تسبیح خانے کے دروازے پر قریب لال پردہ پھونچکر کہنے لگا مجھے خلوت مین کچھہ بادشاہ سے کہنا ہے دربان نے بادشاہ سے خبر کی حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا تم جاکر مطلب پوچھو فقیر نے کہا مین چچا راجہ جرکھاری کا ہون مدت سے سیاحت اختیار کی ہے۔

راجہ نے ہنگامہ سنکر عرض خاص کیواسطے مجھے بھیجا ہے امیدوار ہون حاضر ہونے کا حکیم نے کہا تم شام کو میرے گھر آنا جب تیر لال پردے سے چلا تلنگہ باغی جو پہرہ پر تھا اوسنے پہچان کر کہا یہ سپاہی لارنس صاحب کا ہے جو معرکہ کابل مین محمد اکبر خان کا سائیس بنکر نوکر رہا تھا بادشاہ کے لوگون نے کہا بالکہ تیرا گمان غلط ہو گیا انکی پیٹھہ پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہین اگر یہ ہون تو مین سچا ہون انکا بدن در رنگ خلاف رنگ اور صاحبون کے ہے سپاہی نے جاکر سے صاحب کی جلد بدن کو چھپایا جلد سفید نکلی اوپر روغن ملا تھا جب کرتہ بزور اوتروایا تینون نشان ٹھیک پائے فقیر نے کہا مین انگریز نہین ہون لیکن مین ان دونو صاحب کا پتا بتاتا ہون سپاہیون نے قبول کیا قدسیا باغ مین لائے جہان ترپ گوالیار کا پڑاؤ ہوا تھا وہان سے فقیر نے چاہا کہین اور لیجاوے سپاہ نے مانا آخر لاہوری دروازے پر لاکر قتل کیا۔

تیسری تاریخ مفصل خبر پھونچی کہ فوج انگریزی میرٹھہ سے غازی الدین نگر دو کوس ہیدن ندی پر پڑی ہے اس عرصے مین کوئل سے بھی دو کمپنی بعد قتل و غارت آ پھونچی بادشاہ نے اوسوقت شاہزادے حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم

کیجیے میر نواب محمد خان نائب مرزا خضر سلطان جو مایٹ کی پلٹن کے افسر تھے روہتک کے خزانہ لینے کو گئے چار لاکھ کئی ہزار لے آئے۔

۲۹۔ کو مرزا خضر سلطان نے دو سو مذہب عیسائی جو کوتوالی مین قید تھے اونپر رحم کھایا اور بعد تلقین کلمۂ اسلام ظاہری چھوڑوا دیا ایک اور امر تازہ یہ ہوا کہ تلنگون نے مسجد جامع کی جوتی والون سے ایک ہنگامہ برپا کیا نوبت کشت و خون پہونچی تھی مرزا مغل شاہزادے گئے بعد بادشاہ کے تلنگون کو کوتوالی مین قید کیا اس سے فی الجملہ تخفیف عذاب ظلم رعایا کی ہوئی اور موجب عبرت فوج اوسی شام کو ہلال ماہ شوال نظر آیا۔

خلاصہ صاحبان فوج و نظامت اور میم ایسے وقت قیامت و نشر ناگہانی مین لاچار پریشان بیہوش و بیحواس سراسیمہ و منتشر کچھ سوار باقی پیادہ و لباس ژولیدہ پابرہنہ افتان و خیزان راہی چھاؤنی کرنال آگرہ ہوئے اور جنکے پانون مین زنجیر اجل پڑگئی تھی چھاؤنی مین شہر کی گلیون مین جابجا اکثر محلون مین چھپ رہے تھے شہر سے باہر نجاسکے اونھین ظالمون نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مارا اکثی میم نورسیدہ بہت قابل ہوکر ولایت سے تازہ وارد تھین وہ ناکام دنیا سے گئین ایسے احوال کی توضیح و تفصیل مین قلم اور ہاتھ دونون کانپتے ہین کیونکر اور کسطرح سے بیان کیجیے سراسر حیرت و تنبیہ الغافلین ہے اگر چشم بصیرت ہو تو یہ مقدمہ بھی مثل حال فوج بنی امیہ نظر آتا ہے کہ جب فوج سلطنت سے منحرف ہوے اپنی سرکشی سے بہت سا فساد برپا کیا اور ہر قبیلہ و طائفہ کو محرک تخت نشینی کیا لیکن ہر شخص مثل صولت و دبدبہ نصارے سلطنت بنی امیہ ڈر رہا تھا آخر بعد تجسس کے ہاشم پوتے حضرت عباس عم رسول خدا صلعم کو منتخب کیا اور اونھین سب طرح سمجھا کر تخت نشین خلافت کیا مگر سلطنت بنی عباس قدرت خدا سے ایسی چمکی کہ لوگ اوس سلطنت کو بھول گئے اوسکے بعد چنگیز خان ہلاکو نے انکا بھی استیصال کلی کیا غرض دنیا مین کچھ نئی بات نہین ہولی بن پڑنا شرط ہے۔

عید کو بادشاہ سوار ہوکر عیدگاہ نہ گئے قلعہ مین مسجد چوبی مین نماز پڑھی لیکن مرزا مغل مرزا خضر سلطان اور بیٹے بادشاہ کے مع فوج نواب محمد حسنخان اور رؤسائے شہر بڑی دھوم دھام سے عیدگاہ گئے ابھی ان سبنے نماز نہ پڑھی تھی کہ بادشاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا امرا کی نذر لینے لگے

آخر اون اسیرون کو چوک مین جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دو توپون لاہوری دروازہ
قلعہ اور نقار خانہ و دیوان خاص کے بیچ مین بٹھا کر گولیون سے گرا دیا اس مجمع مین ایک شخص
اہل شہر سے بھی مارا گیا پھر نعش مقتولین چھکڑون پر لدوا کر دریا مین بہا دی اور دو صاحب
جو توپ خانہ کوٹھی راجہ کشن گڈھ مین محصور تھے لڑ رہے تھے اونھین پکڑ کر توپ سے اڑا دیا اور
شاہزادے جنھین اپنا افسر کیا تھا اونھون نے ہر ایک کو خلعت صوبہ داری دلوایا اور مرزا جوان بخت
بیٹا بادشاہ کا جو نواب زینت محل ملکہ دوران سے تھا اوسے خلعت وزارت نیابت بادشاہ دلوایا
۱۹- کو سپاہ باغی و خونخوار نے طمع خام سے چاہا کہ شہر کے روپیہ والون سے باہتمام سازش
انگریز ذلیل کرین روپیہ بھی لین پہلے اعتماد الدولہ سید حامد علیخان نائب نا کا کچھ اسباب کوٹھی
لے کر سیر صاحب کو قید کر کے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جناب وزیر
شاہ کو پہونچی بہت جلد آئے سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکالدیا سید کی جان بخشی کی وقت
عصر حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو اپنے خرچ یومیہ کے واسطے گھبرا کر بعد قیل و قال فی سوار
ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروائے اسیطرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم بادشاہ ہوا کہ موافق
دستور قدیم جتنے امرا اور رئیس شہر مین ہر صبح کو دربار شاہی مین حاضر ہوا کرین۔
اس عرصے مین وہ کمپنی سائپرس مینرس سب طرف سے جمع ہو کر آئی آگ جو میگزین مین لگی
تھی رفتہ رفتہ قریب کوٹھ بان پہونچی ۵- لاکھ بان وہان رکھا تھا حکم ہوا پہلے آگ بجھاؤ پھر سب
بان کو تیلہ مینون سے نکالکر کوٹھہ جور ابھورا مین رکھدو۔
فورٹ صاحب کلکٹر گڑگانون خزانہ تحصیل کو ہرسنگڈہ مین رکھوا کر چلے گئے تھے جب سپاہ نے
سنا ۵ کمپنی تلنگہ و رسوا امیر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل کمپنی اور گلاب خان صوبہ دار ۲- رسالے
جا کر لے آئے خزانہ بادشاہی مین داخل کیا ۳- لاکھ ۳۵- ہزار تھا۔
اب بعضا سے شہر پر سپاہ کی بازار مین خرچ کرتے کم قیمت دینے پر ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ نوبت
بکشت و خون پہونچی انھین ایک مرہٹ ملازم مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ آکر ملازم ہوا اوسی
حساب سے اوسکا بھی یومیہ مقرر ہوا اور اردلی مین فرخ شاہ احمد قلیخان بہادر خسر بادشاہ
کے رہنے کو حکم ہوا اب افسرون نے تجویز کیا کہ شاہزادون کی افسری موقوف کر کے امرا کو نامزد

بعد اسکے بادشاہ داخل محلسرا ہوے آدھی رات کو توپخانہ چھاؤنی سے قلعے میں آیا ۲۱-توپ سلامی کی چلی -

بموجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شاہزادون کو افسر سوار و پیدل و توپخانہ کیا بجاے کمانڈر انچیف مرزا مغل کرنل پلٹن والنیٹر بائٹ مرزا خضر سلطان کرنل پلٹن پہلی مرزا عبداللہ کرنل پلٹن الگزنڈر مرزا اصحاب ہندی عرف مرزا ایندو کرنل پلٹن نزن سٹے مرزا ابجتا ورشاہ کرنل رسالہ-مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر بیٹے مرزا فتح الملک ولی عہد متوفی مادہ تاریخ روز اول اس سانحہ کا رستخیز بیجا مرزا اسداللہ خان غالب نے کہا -

سہ شنبہ ۱۰-ماہ مبارک ۱۲ امئی بادشاہ نے شقہ خاص خواجہ بخش شترسوار کے ہاتھ کالون صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ کو بھیجا کہ تمھاری فوج باغی نے بجبر مجھے گرفتار بلاے تازہ کیا ہے آمادہ جدال وقتال ہے اور بادولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کرو میں مجبور ہون- گورنر نے شقہ لے کر اوسے ٹھہرایا اور نقل شقہ سب راجپوتانے مین بھیجدی -

بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تلنگے اکثر صاحبون کو جو چھپ کر جابجا رہ گئے تھے پکڑلاکر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی چوک مین جو روبروے باغ بیگم ہے تھوڑا ٹھہرے افسرون کو حکم کیا کہ شہر کے تینون دروازون پر دو دو کمپنی متعین ہون اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے -

۱۸-ماہ مبارک تک ۲۰۵-صاحب و میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم احسن اللہ خان مختار پر یورش کی کہ تم ابتک خیرخواہی نصارے سے ہاتھ نہین اوٹھاتے ان قیدیون کو ابتک زندہ رکھا ہے ہمین دیدو ورنہ تمھین اور بیگم صاحبہ کو مار ڈالین گے مرزا مغل نے فرمایا دستور ہماری سرکار کا یہ ہے کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہین سپاہ نے کچھہ جواب ندیا اور اون دونو پر اتہام سازش سے تشدد کیا آخر جب معین الدولہ نے سمجھایا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دونو قرآن اوٹھالین تو ہم دست بردار ہو جائین غرض اونکے اطمینان کے واسطے بمجبوری قرآن اوٹھا کر اپنی جان بچائی تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے صاف ہوگئے ہو پھر ان قیدیون کو کیون نہین دیتے حکیم صاحب یہ سنکر بہت گھبرائے بادشاہ سے عرض حال کیا ہرچند شاہزادون نے بہت سمجھایا اون ظالمون نے نمانا

سے بذلت مارے جائیں لیکن فصیل شہر جو باہن میگزین امر دریا تھی پانسو تماشبین اور تماشے کو کھڑے ہوے تھے وہ سب ہواے آسمان میں ٹنگ ہو کر اوڑے اور یہ سب چار سو سے زیادہ نتھے تلنگے میگزین میں جا کر اسلحہ حرب لوٹنے لگے قریب گرجہ پھوہنچی دو انسر آگے سے چلے آتے تھے اسطرف سے دو سوار جاتے تھے۔ صاحب نے حکم دیا سپاہیون نے ہواے آسمانی چھوڑی دونو سوارون نے زہر تیغ زہر لیا اس عرصے مین لباس صاحب سعی گنج شہر گھی پر سوار کرنال کو چلے گئے جان تنکیف صاحب ایجنٹ مجسٹر شہر سے ہانگ گنج پہونچے نواب معین الدین حسینخان تھانہ دار نے گھوڑا اور اپنے کپڑے دے کر روانہ جھجر کیا افسران توپخانہ اور مارٹ کی پلٹن کے بسیر دیا بعض سمت کرنال پانی پت۔ آگرہ چلے گئے اس عرصے مین دونو پلٹن میرٹھ کی بھی پہونچین اب سپاہی ملکرہر طرف صاحبون کی تلاش مین دوڑنے لگے مرد عورت بچے کو جہان پایا مارڈالا گھر کو لوٹ کر آگ لگا دی نبگ مین ۱۲-لاکھ روپیہ تھا سے لیا کوتوال کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کوتوال شہر بھاگا کسی کے گھر مین چھپ رہا شہر کے تھانون کو لوٹا آگ لگا دی فانوس جو سڑک پر بازارون مین نصب تھیں توڑ ڈالیں۔ غرض دوپہر تک عجب ہنگامہ قیامت برپا تھا۔

اس عرصے مین مرزا ظہیر الدین بہادر عرف مرزا مغل بادشاہ کے بیٹے جو نواب شرافت محل صاحبہ سیدہ سے تھے مسجد شہری جو قریب چبوترہ کوتوالی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے حسب الحکم بادشاہ شہر مین منادی امن وامان دی اور معین الدین حسنخان کو کوتوال شہر کر کے داخل قلعہ ہوے اور پانچ لاکھ روپیے جو خزانے مین تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہو کر دیوان خاص وعام مین آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہوے فوج سے فرمایا ہم مرد فقیر نہ روپیہ نہ فوج میرے پاس پھر کیون میرے پاس آئے ہو گوالیار جے پور۔ حیدر آباد کشمیر جاؤ وہان یہ تینون چیزین ہین انھین پانچ پلٹنون سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا معلوم نہین کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت دین سے انگریزون سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثارون کی مصلحت یہ ہوئی کہ حضور کی اطاعت کر کے استیصال نصاریٰ کرین بادشاہ نے فرمایا تمھین اختیار ہے خیر مین بھی شریک حال ہون

ڈگلس تاجدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور وغل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کیا کہہ رہے ہین کپتان
اور احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سیف الدولہ مرزا غلام عباس خان وکیل ثانیہ تینون
تسبیح خانے مین آئے سوارون کو جواب دیا کہ کیون گھبراتے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائے گا
سوارون نے کہا اگر دروازہ کھول کر آجاؤ ہم تمھین ابھی قتل کرتے ہین ہم تمھاری قوم کے
قتل کو آئے ہین کپتان نے از راہ جرات چاہا دروازہ کھولکر اونھین جواب دے مگر ان
دونون نے سمجھا کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے۔
رعایائے شہر نے یہ حال دیکھکر اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے یمین الدولہ سائمن فریزر صاحب
ایجنٹ اور کمشنر شہر باور لیپا صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ اردلی قلعے مین آکر قلعدار
کے مکان مین ٹھہرے اثنائے راہ اوس رات کی چٹھی کو پڑھا سیف الدولہ سے فرمایا بادشاہ
کی توپ اور گولہ انداز میگزین کو جلد لاؤ اونھون نے دیوان خاص مین ہر چند تلاش کی نہ پایا ناکام
پھر کر عرض کیا کہ بوقت سواری بادشاہ کار توس سرکار سے کنگر ملتے تھے اس وقت کہان۔
اس عرصے مین سوار جا بجا متفرق ہو کر قلعے کے دروازے کے کھولنے کے تجسس مین پھر رہے تھے
کہ ناگاہ ایک شخص گمنام نے راج گھاٹ کے دروازے کو جسمین قفل نتھا اور نہ کوئی پاسبان
وہان تھا کھولدیا بس دفعتہً سوار داخل قلعہ ہو کے دریا گنج کے چھاؤنی کے بنگلو کو آگ لگانی
شروع کی اور وہین سے قتال کرنا شروع کیا تلنگے جو قلعے کے دروازون پر تھے اونھون نے
ان چارون صاحبون پر یورش کر کے مع تین میم کے مارڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہان سے
نیچے اوترین ایک سوار نے بندوق ماری گر پڑے عبد القادر خان ولایتی مرد سودائی ملازم محبوب علیخان
وہان رہتا تھا سوار کی تلوار لے کر صاحب کے پیٹ مین ماری اس عرصے مین قلعہ کے سب دروازے
بہت مستحکم بند کر دیے میگزین مین صاحب میم اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھے مشہور حویلی دارا شکوہ
مین جمع ہو گئے تھے سوار و تلنگے دریا گنج سے دو بندوق توپین سلامی بادشاہ لیکر سڑک کی
سنگر بنائے پھر کر میگزین پر مارے صاحب جو مکان میگزین مین تھے قلعے سے پیپہ باروت کا
لیکر لال بہادر کے نیچے بچھوا دیا ہندوستانی کو وہان سے باہر نکالدیا آگ دے کر سبکو اوڑا دیا
اونمین ایک مرد پیر تھا کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہے اوس سے کہ ہم ان سب کتون کے ہاتھ

اونکے پیچھے کئی کمپنی سالی پرس ہنیرس گئی تھوڑی دور جاکر پھر آئی صاحب کمشنر میرٹ نے چٹھی اس سانحہ کی سائمن فریزر صاحب کمشنر دلّی کو لکھ کر بھیجی۔ اتفاقاً وقت شب صاحب مخمور تھے چٹھی کو اپنی پاکٹ مین رکھ لیا یہ بڑی غفلت بداقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا انتظام کرتے سوار کیونکر دفعۃً چلے آتے۔

۱۶۔ تاریخ ماہ مبارک ۱۱ مئی اول دم صبح ایک سوار دلّی مین سمن برج کے جھروکے کے نیچے سے جہان بادشاہ بیٹھتے تھے پوچھا میر فتح علیخان داروغہ تخت شاہی کہان ہے یہہ اوسوقت چبوترہ لب دریا خضری دروازے کے آگے ہے نماز پڑھ رہے تھے جوابدیا کیا کام ہے کہا مین حکم فوج لایا ہون جلد بادشاہ سے عرض کرو کہ ہمنے سب صاحبان فوج میرٹ کو قتل و غارت کیا ہے اب یہان کے صاحبون کے استیصال کو آئے ہین اکبر بادشاہ ہمارے شریک دین ہوگا تخت پر بٹھائینگے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلا دینگے کہا بہت خوب مین ابھی بادشاہ سے جاکر عرض کیے دیتا ہون اوسکے بعد وہی سوار وہانسے شہر مین پھر آیا۔

ایک سوار اور لاہوری دروازے سے قلعہ مین آیا اور دلّی دروازے سے باہر جاکر دو کمپنی جو قلعہ مبارک مین متعین تھین اور کمپنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازے مین تھی ان چارون کو ورغلا کر اپنے ساتھ چھاؤنی وزیرآباد اور راجپورے مین لے گیا اور تینون پلٹن ماہے رن سٹ والنٹیر اپنے اور توپخانہ اسپی کو اپنے ساتھ لایا اس عرصے مین ۹۔ بجے بادشاہ نے قلعہ معلے مین بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ سے خبر تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح علی نے تسبیح خانے مین جاکر معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا اور میر اشرف علی فوجدار خان سے کہا جوابدیا کہ ایسے امور کو زبان پر لانا نہ چاہیے کہ باعث سراسر ذلت و خرابی کے ہین اوس سوار نے نشے مین ایسی بات کہی ہوگی۔

اس عرصے مین دو سو چالیس ترک سوار میرٹ آن پہونچے اور دریا کے پل کے دونون طرف بنگلے کو آگ لگا دی داروغہ پل نے صاحب مجسٹریٹ سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر رہے باقی سمن برج کے نیچے دریا کے کنارے سب غل مچا کر وہی پیام اول کہنے لگے بادشاہ نے اوسوقت کپتان

کمان افسر نے شتر سواروں کو جیلخانے میں بھیجدیا اور حکم دیا کہ انکے پانوؤں میں بیڑی
ڈالدو صاحب جیلخانے نے کہا کہ از راہ خدا ترسی کہ سردست اتنی بیڑیاں طیار نہیں ہیں۔ اور
کہنے لگا معلوم ہوا افسروں کی تقصیر اکثر ہوئی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیڑیاں لوہے کی
سلاخ کی کاٹ کر بنا دو۔ بعد اسکے تین دن تک ان اسیروں سے آب و طعام کی کچھ
فکر نہ ہوئی۔

۹ مئی روز شنبہ ۱۴۔ ماہ رمضان ۱۲۷۳ھ حسب الحکم کمان افسر اسیروں کو حکم دیا کہ پابجولان
پریڈ پر لاؤ بذلت تا اوروں کو عبرت ہو اور پھر کوئی سرتابی حکم نہ کرے جب اسیر اس صورت
سے گذرے چھاؤنی کی بازاری رنڈیوں نے باقی رسالے کے سپاہیوں کو گالیاں دے کر
غیرت دلائی اور خوب نون مرچیں لگا کر مرد بنایا اکثروں کے منہ پر تھوک دیا کہ تمسے ہم
رنڈیاں بہتر ہیں کیوں تلوار باندھ کر اپنے تئین مرد بناتے ہو راوی کہتا ہے یہ سنکر جو ایک
جوش حمیت و غیرت از حد ہوا۔

دوسرے دن یکشنبہ ۱۵۔ ماہ مبارک بعد دوپہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس رسالے کے تیس
سپاہیوں نے جیلخانہ میں پہنچے کمر باندھ مسلح ہو کر باہر نکلے اور چھاؤنی تمام عمارتوں اور بنگلوں کو
آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج نے اسپر اتفاق کیا اور صاحب جیلخانے کو اوسکی نیک
باعزت بسلامت چھاؤنی سے نکالدیا اور اوسکے احسانمند ہوئے پلٹن رائل گورہ و رسالہ
لانسر توپخانہ گورہ دمدمے میں مع صاحبان چلے گئے اور ہیبت سے تیر اور متعجب ہوئے کہ اس انتظام
و اہتمام پر یہ صورت ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہ تھا خلاصہ شام تک یہ ہنگامہ قتل و غارت رہا اور
نامردان ناعاقبت اندیش نے جو کسی طرح نکرنا تھا وہ کیا یعنی اطفال بےگناہ خوردسال
عورات بےگناہ یا جسے عیسائی جانا قتل کیا پھر دونوں پلٹنیں پہلی بیسویں اُن سے ملے۔
گیارھویں سواروں کے شریک ہوئیں شہر میں جا کر روزے سے اور اپنے جہاد و بدنفسی کی
دوڑ دھوپ سے تھک گئے تھے بازار میں اکولات پر جھکے۔ بیا پاسے شہر نے بھی جو شہر موجود کو
مجاہدین راہ خدا سے موافق اپنے عقیدے کے ماشر کیا اور خوب جان و مال سے مدد پہنچا
گھر کے دروازوں کو بند کر لیا آدھی رات تک جب بگاستے سے ...

سرکار مین دیا اور اپنی تنخواہ لے کر گھر کی راہ لی۔ حکام نے کچھ اسپر بھی اقتناع نکی بلکہ اونکا
عفو جرائم کیا اسکے بعد ہٹالن بدلے کو اضلاع غربی کو چلین اونکے پیچھے پلٹن گورے کو
حکم ہوا کہ راہ مین فرصت وقت پاؤ انکو سزا دینا تا اورون کو عبرت ہو جاوے اور افسر
ہندوستانی جو وہان سے چلے وہ اپنی ہوشمندی و دانائی سے غافل نرہے یعنے اگر کوئی ہمارا سرپرست
مستحق ریاست ٹھہرے تو فساد باتفاق کردیجیے لیکن سب نے جواب صاف پایا جسبب یہ خدشہ فساد
سرکار کو ہوا قاعدہ کلکتہ مین تلنگون سے اسلحہ حرب لے لیے فقط بندوق کے گزبھرے کو رہنے دیا
اور بادشاہ کو بھی انھین توہمات سے قلعے مین رکھا۔ نواب دہلی کے نقل کرتے تھے کہ مین جنرل صاحب
کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندوق کی تعریف کیا کرتے تھے اب اوس قسم
کی بندوق ولایت سے آئی ہے ۵ سو گز تک اوسکی گولی جاتی ہو غالب ہے کہ اب ہماری پلٹن مین
احتیاطاً تقسیم کی جاوے لیکن افسوس یہ ہی کہ ہماری فوج اوسکے استعمال مین کارتوس پر راضی نہین ہوتی
اور سپاہ [illegible] ہر روز گائے اور سور کی چربی کا لگا ہے نواب نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر یہ
ہے کہ ٹلے گورے استعمال کرین جب انکا نفع خدشہ جاتا رہے گا سپاہی بھی خواہ مخواہ استعمال
کرینگے جنرل صاحب نے کہا ہم نے سب طرح سے اسکی تصریح سرکار مین کی اور لکھی منظور نہین خیر
ہم جانتے ہین کہ ہماری اجل اس فوج کے ہاتھ مقدر ہوئی ہے مجبور ہین جب فوج ولایت
سے آئیگی ان کا استیصال کریگی۔

الحاصل جب چھاؤنی میرٹھ مین کمان افسر نے تیسرے رسالہ کے سوار کو حکم کارتوس کے کاٹنے کا
دیا باتفاق ہندو مسلمان نے انکار کیا اور غدر کیا انھون نے ایک دن چاہا کہ سکو توپ سے
اوڑا دین اتفاقاً جب رسالہ توپخانے سے گذرا ایک خلاصی نے سمجھا دیا کہ پریڈ پر نہ ٹھہرنا
سیدھے چلے جانا ہمین حکم قطعی یہ مل چکا ہے یہ سنکر رسالہ ساکت و فراموش اپنی لین کو چلا گیا
ایک صوبہ دار نطفہ حرام سب سے زیادہ کینہ رکھتا تھا فرصت وقت پا کر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے
افسر سے کسی سپاہیون کی چغلی کھائی کہ یہ مفسد و مغوی سب کے ہین انھین پہلے قید کر دیجیے پھر
سب [illegible] باز آئینگے دوسرے دن صوبہ دار نے پریڈ پر اپنے دانت سے کارتوس کاٹ کر
[illegible] سب پر حجت تمام ہو گئی سپاہیون نے جواب دیا کہ یہ ہمارا [illegible] کا کاٹنا [illegible]

سے دریافت کرکے لکھا ہر گلے را زنگ و بوے دیگر است۔

تمام ہندوستان مین دو معرکہ عظیم بلوہ فساد ناگہانی کے ہوے ایک دلی اور لکھنؤ مین کسواسطے کہ یہ دونون پایہ تخت سلطنت تھے باقی فساد بے بنیاد ہوا ایسا قیام کہین اور نہین ہوا ہر چند دلی مین کہی مرتبہ اس طرح کا فساد و قتل غارت ہوا مثل آمد نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی وغیرہ مین انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص گذری اور لکھنؤ ہمیشہ امن و امان مین رہا۔

خلاصہ سال بھر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج مین تقسیم ہون ہندو مسلمان سپاہ نے اوسکے استعمال مین تامل کیا اس جہت سے کہ اوس کارتوس مین چربی سور اور گاے کی لگی تھی چنانچہ اصل یہ مادہ فاسد چھاونی بارک پور کلکتے مین پیدا ہوا جسطرح اکثر وباے عالمگیر پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن چھاونی کے دو تلنگے دریا پر نہا رہے تھے اتفاقاً تیسرا شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی دہوتی کو جھٹکنے لگا جسطرح ہندو دہوتے ہین اوسکی چھینٹین اون تلنگون پر پڑین بہت خفا ہو کر کچھ سخت سست کہہ بیٹھے اوسنے کہا سبحان اللہ ان بوندون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل جنگی کارتوس جو ولایت سے آئے ہین کیونکر کاٹوگے جنپر چربی گاے اور سور کی لگی ہے اس عرصے مین وہ اور سپاہی چھاونی کے آگئے رفع شر ہوگیا اور وہ بھی چار چھاونی کا تھا راہ مین سپاہیون کو چربی کے نام سے کھٹکا ہوا پہلے اوسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ مبادا خلاف ہو تو خجالت ہوگی پس جب خوب ثابت ہوگیا کہ فی الحقیقت دونون چربی ٹھیک ہین اسنے سراسر خلاف مذہب و ملت سمجھ کر باخفا ہر چھاونی ہندوستان مین افسرون کو لکھ بھیجا باتفاق سبنے سنکر انکار کیا اور مستعد فساد ہوے چنانچہ برگیڈیر چھاونی مین پریڈ کر کے حکم تعمیل جدید کارتوس سنایا باتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہمنے برسون سے سرکار کا نمک کھایا سرفروشی کے واسطے نہ ایمان دینے کو افسرون نے کچھ اعتناع نہ کیا جواب دیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجا لاینگے اتفاقاً کمانڈر انچیف بھی وہان تھے کچھ انتظام نہ کرسکے۔

لوک کی بلٹن کی ۵ کمپنی چٹ گاؤن اور ۵- اس چھاونی مین تھی اوسنے اسکے برا اسلحہ

مقبرہ ہمایون ۴۷ ۳ ۱۷ ۵ ۸ ۸

۲۱ علی گوہر شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی فردوس منزل

۲۔جمادی الاول ۳۱ ۱۱ ۱۷ ۱۸ دلّی۔

کھتولی متصل عظیم آباد ۲ ۴۲ ۲، ۳ ۴۰۔جمادی الاول ۱۱۷۳ ۵۹ ۱۷

عارضہ جسمانی ۷۔رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۶۴ ۴۸ ۴ ۳

۲۲۔ ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم

۲۸۔رجب ۱۱۷۳ ۱۷۵۹۔ ریمان بکن پور۔ دارالخلافت شاہجہان آباد

۴۸ ۹۱ ۷ رمضان ۱۲۱۵ ۱۲ ۱۹۰۰

اسہال وورم ۷۔جمادی الثانی ۵۳ ۱۲ ۱۸۳۷

بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والدخود ۸۰ ۳۱ ۱ ۲۰

۲۳ ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۳ ۱۲ ۳۷ ۱۸

شاہجہان آباد ایضاً ۷۳۔سال۔ ۱۲۵۳ ۱۲۷۹ ۱۹۶۲

رنگون ۹۹۔سال ۲۶۔سال

۲۳۔سلطنت موافق خواب امیر طیمور لنگ درست ہے واللہ اعلم

من ابتداے لشہ ہجری ۱۳۶۹ء بغایۃ ۱۲۷۹ھ و ۱۸۶۲ء

مجموع پنج صد وہشت سال ہوتے ہین۔

پانچوان باب

فساد عظیم بلواے عام شاہجہان آباد تا خاتمہ اور مرزا ابوالمظفر سراج الدین بہادر شاہ کے رنگون جانا انتقال بانی رئیسان شہر انجا

۱۸۵۷ء

ہر صاحب علم نے احوال فساد بلوے کے جو جہان ہوا لکھواے چنانچہ مرزا نوشہ صاحب اسد اللہ خان غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس جہت سے اسمی موافق کتاب نے بھی شمول فساد لکھنؤ رؤساے شہر

۹-رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۵-مقبرہ ہمایون بادشاہ ۳۴ ۳ ۹۲ ۳ ۳ ۹

۱۶- ابوالبرکات شمس الدین پسر رفیع الشان بن بہادرشاہ رفیع الدرجات

۱۷-رمضان ۱۰۸۴ ۱۶۷۲ دہلی اکبرآباد-

۴۷ ۶ ۲۳ ۹-ربیع الثانی ۳۱ ۱۱ ۲۹ ۱۷ تپ محرق ۱۹-رجب

۱۱۳۱ ۱۷۱۸ مقبرہ ہمایون ۴۷ ۱۰ ۳ ۴ ۳ ۹

۱۷- رفیع الدولہ پسر رفیع الشان بن بہادرشاہ-

۲۰-رمضان ۱۰۸۴ ۱۶۷۲ نواح اکبرآباد اکبرآباد

۴۷ ۲ ۴ ۶-رجب ۳۱ ۱۱ ۱۸ ۱۷ غلبۂ کوکنار ۱۷-ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸

مقبرہ ہمایون ۴۸ ۱ ۲۸ ۳۸ ۳ ۲۸

۱۸ روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن جہاندارشاہ ابن بہادرشاہ فردوس آرامگاہ

۲۴-ربیع الاول ۱۱ ۱۴ ۱۷۰۲ غزنین-کھرادلی موضع اکبرآباد ۸-کروہ

۱۷ ۴۷ ۲ ۱۷ ذوالقعدہ ۳۱ ۱۱ ۱۸ ۱۷

عارضہ جسمانی ۲۷-ربیع الثانی ۶۱ ۱۱ ۴۸ ۱۷ بدرگاہ نظام الدین

۴۷ ۱ ۴ ۲۹ ۱ ۱۰

۱۹ ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ

۱۷ ذیحجہ ۱۱۳۸ ۱۷۲۵ شاہجہان آباد پانی پت-

۲۲ ۴ ۱۳-غرہ جمادی الاول ۱۱۰۶ ۹۴ ۱۶

بسبب کشیدن میل درچشم ۱۰ شعبان سہ شنبہ ۱۱۶۷ ۱۷۵۴

مقبرہ ہمایون ۲۸ ۲۸ ۲۴ ۲۰ ۳ ۱۰

۲۰ - محمد عزیزالدین عالمگیر ثانی بن معزالدین جہاندارشاہ عرش منزل-

غرہ محرم ۱۰۹۹ ۱۶۸۷ صوبہ ملتان دلی-

۶۸ ۶ ۱۰ ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ ۱۷۵۴

ازقلعہ فیروزہ آباد افتادہ مرد ۱۸-ربیع الثانی ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

مرض الموت　وفات　محل دفن　مدت عمر　مدت سلطنت

درد گردہ تپ محرقہ ۲۶- رجب دوشنبہ ۱۱۶۷ ۱۰۵۳- اکبرآباد روضہ تاج گنج

۴۲ ۲۰ ۶۴ ۶۷

۱۱- محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکانی

۱۵- ذیقعدہ یکشنبہ ۱۰۲۸ ۱۶۱۸- صوبہ گجرات نواح اکبرآباد

۳۹ ۶ ۵ غرہ جمادی الثانی ۱۰۶۸ ۵۷ ۱۶

عارضہ جسمانی- جمعہ ۲۸- ذیقعدہ ۱۱۱۹ ۱۷۰۶ دکھن اورنگ آباد مقبرہ زین العابدین شاہ

۹۰ ۱ ۳ ۵۰ ۵ ۲۸

۱۲- اعظم شاہ بن عالمگیر شاہ ۱۲- شعبان ۱۰۶۳ ۵۲ ۱۶ دکن متصل

اورنگ آباد ۵۵ ۳ ۲۶- ۴- ذیحجہ ۱۱۱۸- ۱۷۰۶- در جنگ بہادر شاہ

کشتہ شد ۹- ربیع الاول- ۱۱۱۹ ۱۷۰۷- مقبرہ ہمایون بادشاہ دلی-

۵۵ ۶۰ ۱ ۳- شہر ۱۰

۱۳- بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۱۰۴۳ ۱۶۳۳- دکن کابل

۶۵ ۶ ۲ ۱۰- محرم ۱۱۱۹ ۱۷۰۷- عارضہ جسمانی ۱۸- محرم ۱۱۲۴ ۱۷۱۲

بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۷۰ ۲ ۱۸ ۵ ۲ ۱

۱۴ معزالدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

غرہ شوال چہارشنبہ ۱۰۷۲ ۱۶۶۱ دکن لاہور

۵۳ ۳ ۱۱ ۱۸- محرم روز جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۲ فرخ سیر در قید کشت

۲۹- محرم ۲۵ ۱۱ ۱۳ ۱۷ مقبرہ ہمایون بادشاہ

۵۳ ۳ ۲۵ ۲ ۱۱ ۵

۱۵- فرخ سیر بادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غرہ محرم پنجشنبہ ۱۰۹۸ ۱۶۸۶ دکن نواح اکبرآباد-

۲۶ ۱۱ ۲۳ ۲۳- ذیحجہ جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۳ سید حسین علیخان اسیر کردہ کشتند-

۱۴۸۵- مدت عمر مدت سلطنت- ۹ ۴
۳۷ ۷ ۱۱

۷- بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایون ابن بابر شاہ جنت آشیانی-
ولادت محل ولادت مقام جلوس- ۱۴- ذیقعدہ ۹۰۳ ارک شہر کابل آگرہ
۱۴۹۰
تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس- ۲۳ ۴۹ ۶- ۶- جمادی الثانی ۹۳۷- ۱۵۳۰
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن- از بام افتادہ ۱۴- ربیع الاول ۹۶۳ ۱۵۵۶
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت مقبرہ ہمایون دلی ۹ ۴۹ ۹۴ ۲۵ ۱۰ ۵

۹- محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۸- رجب ۹۴۹ ۲ ۱۵۴۲ امرکوٹ مہارا
تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس- ۱۳ ۰ ۹ ۲- جمعہ
۲- ربیع الثانی ۹۶۳ ۱۵۵۵- کلانور
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن- عارضہ جسمانی ۱۲- جمادی الثانی
مقبرہ سکندریہ ۱۰۱۴ ۱۶۰۵- قریب آگرہ
مدت عمر مدت سلطنت- ۶۴ ۱۱ ۷ ۵۱ ۹۲

۹- نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی-
۷- ربیع الاول ۹۷۷ ۱۵- فتح پور سیکری- اکبرآباد-
مدت عمر روز جلوس- تاریخ جلوس- ۳۷ ۲ ۲۷- یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی
۱۰۱۴ ۱۶۰۵
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن- ضیق النفس یکشنبہ ۲۸- صفر
۱۰۳۷ ۱۶۳۷- باغ نورجہان واقع لاہور
مدت عمر مدت سلطنت- ۵۹ ۱۱ ۱۱ ۲۲ ۸ ۱۴

۱۰- محمد شہاب الدین- شاہجہان بادشاہ فردوس آشیانی
ولادت لاہور لاہور- پنجشنبہ سلخ ربیع الاول-
مدت عمر روز جلوس- ۳۷ ۲ ۲۲
تاریخ جلوس- دوشنبہ ۲۲- جمادی الاول ۱۶۲۷ ۱۰۳۰

محل دفن مدت عمر و سلطنت تبریز ۳۱ ۱۰۰۷ ۱۴- ذیقعدہ ۸۱۰ ۱۴۰۷
۳۲ ۷۳

۳- سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ
۳- ذیحجہ ۷۹۹ھ ۱۳۹۷ - نامعلوم
مقام جلوس سمرقند۔ تعداد عمر جلوس - ۹ سال - ۲ شہر - ۲۴ یوم
تاریخ جلوس - ۲۴ - ذیقعدہ ۸۱۰ھ ۱۴۰۷ء مرض الموت عارضہ جسمانی -
تاریخ وفات محل دفن ۳۰- ذیحجہ ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء خط کش مدت عمر ۵۵ سال
مدت سلطنت - ۴۵ ۵۱

۴- سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا
۱۳- رجب ۸۳۰ ۱۴۲۷ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ۲۵ سال ۲- ذیحجہ ۸۵۵ ۱۴۵۱
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن درجنگ حسین بیگ گرفتار شدہ شہید
شد ۱۲- رجب شنبہ ۸۷۳ ۱۴۶۷ نواح سمرقند
مدت عمر مدت سلطنت - ۴۳ سال ۱۶ ۳ ۱۴

۵- عمر شیخ مرزا خلف چہارم سلطان ابوسعید ۳۰- ذیحجہ ۸۶۰ ۱۴۵۵ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ولایت اندجان فرجانہ ۱۲ ۶ ۳
تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات - دوشنبہ ۱۲- رجب ۸۷۳ھ ۱۴۶۷ء
از بام کبوترخانہ افتادہ مرد - ۱۴- رمضان دوشنبہ ۸۹۹ھ ۱۴۹۳ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۳۰ ۴۸ ۲۶ ۱ ۲۲

۶- ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ابن سلطان عمر شیخ مرزا جنت مکانی ۶- محرم ۸۸۸ھ
۱۴۸۳ء ولایت فرجانہ خط کش -
تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۱۱ ۸ ۱۹ سہ شنبہ ۲۵- رمضان ۸۹۹ھ
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - تپ ۶- جمادی الاول ۹۳۷ھ کابل

۱۱ستمبر ۶ میل کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۲- ماہ مذکور کو داخل شہر ہوئے۔
جب سے آج تک صوبہ مذکور اختیار و حکومت سرکار دولتمدار میں ہے اگرچہ بیشتر ہنگامہ فساد
دلی جو فوج بد معاش سرکار نے کیا فقط بنام سلطنت مغلیہ رہی تھی۔

انتقال علی گوہر ۱۲۲۱ ۱۸۰۶

۱۸ ابو النا صر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۳- دسمبر ۳۴ ۱۲۲۱ ۱۸۰۶

۱۹ ابو المظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس ۱۲۵۷ ۱۸۴۰

مرزا دار ابخت ولی عہد بہادر بادشاہ ۱۵ صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا درگاہ خواجہ
نصیر الدین چراغ دہلوی میں دفن ہوئے ۱۲۶۵ ۱۸۴۹

انتقال بہادر شاہ رنگون قید سرکار۔ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد بتفصیل تمام

نام بادشاہ ولدیت امیر طیمور امیر طراغاز اولاد چنگیز خان ہلاکو۔
تاریخ ولادت ۲۵ شعبان سہ شنبہ ۷۳۶ھ ۱۳۳۵ء
محل ولادت مقام جلوس۔ شہر مرو ار خطکش شہر بلخ۔
تعداد عمر روز جلوس - ۳۵ سال ۷ ۲ یوم
تاریخ مدت جلوس - ۲۲ شوال ۷۷۱ھ چہار شنبہ ۱۳۶۹ء
مرض الموت تاریخ وفات تپ محرقہ ۷ یوم ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ چہار شنبہ ۱۴۰۴ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۷۱ سال ۱۱ شہر - ۲۰ یوم ۳۵ سال
۱۰ شہر - ۲۵ یوم -

۲- نام ولدیت - جلال الدین میران شاہ ابن طیمور
تاریخ ولادت محل ولادت - پنجشنبہ ۱۴- ربیع الثانی ۷۶۵ ۱۳۵۴ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر روز جلوس میان سمرقند و آذربائجان ۴۰ ۴ ۳
مدت جلوس مرض الموت وفات ۱۷ شعبان ۸۰۷ ۱۳۷۵ در جنگ مرزا

شاہ عالم انکا بڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔ چند ماہ

۸ ابوالمظفر قطب الدین بہادر شاہ ۲۳۔فروری ۶ ۔ ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

۹ معزالدین جہاندار شاہ ۱۱۔جنوری سلطنت سے خارج ہوکر مارا گیا چند ماہ

۱۱۲۴ ۱۷۱۳

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱۔جنوری مارا گیا ۷۔سال ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابوالبرکات ۱۰۔جنوری۔طفل ۴۔ماہ

۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶۔اپریل طفل ۳۔ماہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۳ ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ ۱۲۔اکتوبر ۲۴۔سال ۱۱۳۲ ۱۷۲۰

۱۷۳۷ء ۱۱۵۰ھ مرہٹون نے ایسی یورش اور ترقی کی کہ شہر پناہ دلّی کو جلا دیا۔

نادر شاہ ۹۔مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۱ھ داخل شہر دلّی ہوا۔۴۔اپریل بعد قتل و غارت واموال ولایت کو پھر گیا۔

۱۴ ابوالنصر احمد شاہ ۲۔اپریل ۶۔ سال ۱۱۶۱ ۱۷۴۹

خارج سلطنت اور اندہے ہوگئے ۱۱۶۴ ۱۷۵۳

۱۵ عزیزالدین عالمگیر ثانی ۲۹۔نومبر ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

مارے گئے اور اسی سال احمد شاہ ابدالی داخل دلّی ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۶ کئی مہینے تک شاہجہان سلطنت سے خارج ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۷ جلال الدین مرزا عبداللہ علی گوہر شاہ عالم ثانی ۴۸ ۱۱۸۵ ۱۷۱۷

الہ آباد سے بحفاظت سرکار کمپنی داخل دلّی ہوے کور ہوے ۱۲۰۳ ۱۷۸۸

غلام قادر روہیلے کے ہاتھ سے جسنے بہت سے اشخاص خاندان تیموریہ کو قتل و غارت کیا

--- کے مہاجی سیندھیہ کی اعانت سے بدترین عذاب سے بعد تشہیر کے مارا گیا۔

۔اختیار مرہٹہ کا سلطنت دلّی مین رہا جب جرنل لیگ صاحب

مالوہ جونپور بنگالہ نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الامرا اور حکام کے ہاتھہ پڑے جو بظاہر ذرہ سے ازراہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے فی الحقیقت بسبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خودمختار ہو گیا سلطنت سے اسکا انتظام نہوسکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسیر تین کرور سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھہ سے جاچکا تھا پس گویا زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہین۔

۷ سکندر بن لودی ۸۹۴ ۱۴۸۸

اسی بادشاہ نے ۹۲۲ ۱۵۱۶

۱۵۲۵ء مطابق ۹۳۲ ہجری سلطان بابر سے شکست کھائی اوسی سال بابر نے دلی کو لے لیا بس ابتداء سلطنت مغلیہ چغتیہ شروع ہوئی۔

۱ ظہیر الدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۴ سال ۹۳۲ ۱۵۲۸

۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸ جنوری ۲۵ سال ۱۵۳۰

شیرشاہ سے شکست کھائی ۹۴۸ ۱۵۴۱

۳ ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۴۹ ۹۶۴ ۱۵۵۶

امرکوٹ مین پیدا سنہ مذکور مین شہنشاہ ۹۴۹ ۱۵۴۲

اکبرآباد مین انتقال۔ ۱۰۱۴ ۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ اور افغان مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابوالفضل تھا جو ۴۷ برس کے سن مین راہزن کے ہاتھہ سے مارا گیا۔

۴ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۲ ۱۰۱۴ ۱۶۰۵

۵ شہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱ ۱۰۳۷ ۱۶۲۸

۶ ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر

۴۲ فروری ۵۵ ۱۰۶۸ ۱۶۵۸

انتقال ۲۱ فروری ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

نمبر		سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۸	ناصرالدین	۶۶۴	۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بالبین	۶۶۴	۱۲۶۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰	۱۲۸۶
۱۱	فیروز شاہ خلجی	۶۸۸	۱۲۸۹
۱۲	سکند...	۶۹۰	۱۲۹۵
۱۳	شہا...	۷۱۶	۱۳۱۶
		۷۱۰	۱۳۱۷
		۷۲۱	۱۳۲۱
		۷۲۵	۱۳۲۵
		۷۵۲	۱۳۵۱
		۷۹۲	۱۳۹۸
		۷۹۶	۱۳۹۳

...ء عبور دریاسے اٹک کیا دلّی کو
...تمام ہوئی اور سنہ ۱۴۰۵ء
...میں انتقال کیا۔

	۱۴۱۳
	۱۴۱۴
	۱۴۲۱
	۱۴۲۳
	۱۴۴۶
	۱۴۵۰

...م ہو مئیں کسو اسطے کہ جہاں م دکن گجرات

مالوہ جونپور بنگالی نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الامرا اور حکام کے ہاتھہ پڑے جو بظاہر دقت سے ازراہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے فی الحقیقت بسبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا سلطنت سے اسکا انتظام نہو سکا الاصوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپر تین کرور سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھہ سے جاچکا تھا پس گویا زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہین۔

۶ سکندر بن لودی	۸۹۴	۱۴۸۸
اسی بادشاہ نے	۹۲۲	۱۵۱۶

۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۲ ہجری سلطان بابر سے شکست کھائی اوسی سال بابر نے دلی کو لے لیا پس ابتداے سلطنت مغلیہ چغطہ شروع ہوئی ۔

۱ ظہیر الدین محمد بابر ۹-جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۳۷-سال	۹۳۲	۱۵۲۵
۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸-جنوری ۲۵-سال		۱۵۳۰
شیر شاہ سے شکست کھائی	۹۳۸	۱۵۳۱
۳ ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷-فروری ۴۹	۹۶۴	۱۵۵۶
امرکوٹ مین پیدا سنہ مذکور مین شہنشاہ	۹۴۹	۱۵۴۲
اکبرآباد مین انتقال۔	۱۰۱۴	۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ اور افغان مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابو الفضل تھا جو ۴۷-برس کے سن مین راہزن کے ہاتھہ سے مارا گیا۔

۴ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر ۱۷-اکتوبر ۲۲-	۱۰۱۴	۱۶۰۵
۵ شہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱	۱۰۳۷	۱۶۳۸
۶ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر		
۲-فروری ۵۵	۱۰۶۸	۱۶۵۸
انتقال ۲۱-فروری	۱۱۱۹	۱۷۰۷

نمبر		سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۸	ناصرالدین	۶۶۴	۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بالبین	۶۶۴	۱۲۶۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰	۱۲۸۶
۱۱	فیروزشاہ غلیجی	۶۸۸	۱۲۸۹
۱۲	سکندرثانی	۶۹۰	۱۲۹۵
۱۳	شہاب الدین عمر	۷۱۶	۱۳۱۶
۱۴	مبارک شاہ	۷۱۷	۱۳۱۷
۱۵	تغلق شاہ	۷۲۱	۱۳۲۱
۱۶	سلطان محمود	۷۲۵	۱۳۲۵
۱۷	فیروزشاہ ثانی	۷۵۲	۱۳۵۱
۱۸	ابوبکرشاہ	۷۹۲	۱۳۹۸
۱۹	ناصرالدین محمودشاہ	۷۹۶	۱۳۹۳

اسی ... مین طیمور لنگ نے ۱۳۹۸ء مطابق ۸۰۱ھ عبور دریاے اٹک کیا دلی کو
... قوم افغان ۱۴۱۲ء مطابق ۸۱۶ھ تک تمام ہوئی اور ۱۴۰۵ء
لنگ نے ۷۱ برس کے سن مین انتقال کیا۔

	۸۱۶	۱۴۱۳
	۸۱۷	۱۴۱۴
	۸۲۴	۱۴۲۱
	۸۳۶	۱۴۲۳
	۸۵۰	۱۴۴۶
	۸۵۴	۱۴۵۰

ستان کی منقسم ہوئین کسواسطے کہ حکام دکن گجرات

مالوہ جونپور بنگالی نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف الامرا ور حکام کے ہاتھ پڑے جو بظاہر وقت سے ازراہ سرکشی اطاعت بادشاہ دلی کرنے لگے فی الحقیقت بسبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خودمختار ہو گیا سلطنت سے اسکا انتظام نہوسکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسیر تین کرور سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھ سے جاچکا تھا پس گویا زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہین۔

۶ سکندر بن لودی	۸۹۴	۱۴۸۸
اسی بادشاہ نے	۹۲۲	۱۵۱۶

۲۵ ۱۵ء مطابق ۹۳۲ ہجری سلطان بابر سے شکست کھائی اوسی سال بابر نے دلی کو لے لیا بس ابتداے سلطنت مغلیہ چغطہ شروع ہوئی ۔

ا ظہیرالدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۳۷ سال	۹۳۲	۱۵۲۵
ا نصیرالدین محمد ہمایون ۲۸ جنوری ۲۵ سال		۱۵۳۰
برشاہ سے شکست کھائی	۹۳۸	۱۵۳۱
ا ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۴۹	۹۶۴	۱۵۵۶
دٹ مین پیدا سنہ مذکور مین شہنشاہ	۹۴۹	۱۵۴۲
باد مین انتقال۔	۱۰۱۴	۱۶۰۵

ہان مغلیہ اور افغان مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابوالفضل تھا جو برس کے سن مین راہزن کے ہاتھ سے مارا گیا۔

المظفر نورالدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۳	۱۰۱۴	۱۶۰۵
ہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱	۱۰۳۷	۱۶۲۸
المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر		
۲۴ فروری ۵۵	۱۰۶۸	۱۶۵۸
انتقال ۲۱ فروری	۱۱۱۹	۱۷۰۷

خواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین۔

ہندوستان کے ۲۲ صوبے دار السلطنت صوبۂ شاہجہان آباد دہلی ۴۲ میل کا طول اور تقریبًا ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبرآباد اجمیر شرق۔ ملک اودھ اور بہت بلند پہاڑ حائل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر۔ اور موافق تحقیق ابو الفضل کے صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگ اور جمن انکے سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات مین اکثر زمین سیراب ہو جاتی ہے اور بعض مقام مین ۲ فصلین پیدائش غلے کی ہوتی ہین۔ ۸ سرکارین ہین۔ دلّی۔ بداؤن۔ کمون سنبھل۔ سہارنپور۔ ریواڑی۔ حصار فیروزہ۔ سرہند۔ ان سرکارون مین ۲۲۲ پرگنے ہین اور زمین روسے مساحت جغرافیہ ۰۱۰ ۲۰۵۴۶ بیگھہ ہے مجموع آمدنی ۵۵۰۱۶۹۰۰۱۰۷۰۱ دام۔

۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۰۳ع ہجری تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق رؤساے متوسلین سرکار موصوف ہین مثل ماچھڑی۔ راجہ الور۔ راجہ بھرت پور۔ اور اور حکام کی ریاستین جو بالفعل خود مختار مگر باطاعت و حکومت سرکار ہین اور ملک شمال و غربی دریاے جمن و جنوب دریاے ستلج متعلق سرداران سکھہ وغیرہ بیشتر تھا اور انکی جانب سے گویا مانع اور سائق مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروزپور مین ستی ہے اور اس صوبے مین ضلع بریلی قدیم ملک روہیلکھنڈ شامل ہے اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند۔ سہارنپور۔ انوپ شہر۔ میرٹھہ۔ حصار سرہند۔ پٹیالہ۔ بداؤن۔ اور ضلع حال کمون جو قریب ۹۰ میل طول اسی طرح عرض مین ہے بالفعل متعلق سرکار ہو اہے۔ اس صوبے کے آدمی خوبصورت زور آور سنہو۔ یا اہل اسلام اور سکھہ وغیرہ ملے ہوئے ہین اور قدیم شہر دلّی تقریبًا ۲۰ میل کے دور مین ہے جسکی بالفعل خرابہ سے ظاہر ہوتا ہے اور دلّی جدید شاہجہان آباد ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۵۸ھ مطابق ۱۶۴۸ع کنار جانب غرب دریاے جمن واقع ہے ۷ میل کے دور مین بنوایا ہے اسکے محیط شہر پناہ ہے اور اسکے

دروازے عالیشان سنگی ہین اہین شہر و بازار جیسے چاندنی چوک کہتے ہین امرا و سلاطین کے
زمانہ عالیشان بنے ہین مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ ہے اور اس زمانے مین
قبل از ہنگامہ فساد عمارات عالیہ بہت خوب بنتی تھی ہرچند سارے شہر کی بازار سواد و بازار
کے بہت تنگ ہین دارالامارت بھی جانب کنار غربی ہے تین طرف سے دیوارین سنگ
سرخ کی ہین جسکا دور ایک میل ہے جہانگیر بادشاہ کی سلطنت مین نواب علی مردانخان
دریاے جمن سے کرنال سو میل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر مین لائے وہ زمان مداخلت
افغان اور ایرانیون تک جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہو کر بند ہوگئی تھی لیکن ۱۸۲۰ء
مطابق ۱۲۳۶ھ سرکار نے پھر اوسے صاف و درست کر دیا جسکا آج تک چشمہ فیض جاری
ہے سارا شہر اور اطراف سر سبز و شاداب رہتا ہے اوسکے آب شیرین سے سب سیراب ہوتے ہین
غرض بلد شمالی ۲۸ ۳۹ طول بلد شرقی ۷۷ ۴ ہے فاصلہ کلکتے سے ۹۷۶ میل ہے۔
دلی کے راجہ اور مورخین اہل اسلام نے بنیاد اسکی ابتداے ۱۰۱۱ھ ۱۰۰۸ء مطابق ۱۰۶۸ء
ضبط تحریر کیے ہے یعنے سلطان محمود غزنوی نے اسے لے کر غارت کیا لیکن بعد عہد و میثاق
پھر راجہ کو واگذاشت کر دیا تھا اور سلسلہ ریاست پہلے قوم افغان سے شروع ہوا اور انکی
سلطنت لشکرکشی شاہ بابر بیٹے طیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ بادشاہ شمالی غربی
ہندوستان کو بربادی سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک نعلبندی دیتے رہے۔

نمبر		سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۱-	تاج الدین ایبک	۶۰۷	۱۲۱۰
۲	آرام شاہ		۱۲۱۰
۳	شمس الدین التمش		۱۲۱۰
۴	فیروز شاہ۔	۶۳۳	۱۲۳۶
۵	ملک دوران سلطان رضیہ		۱۲۳۵
۶	بہرام شاہ	۶۳۷	۱۲۳۵
۷	علاء الدین مسعود شاہ	۶۴۰	۱۲۴۲

خواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین۔
ہندوستان کے ۲۲ صوبے دار السلطنت صوبہ شاہجہان آباد و دلّی ۲۴ میل کا طول اور تقریبًا ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبرآباد اجمیر شرق۔ مملکت اودھ اور بہت بلند پہاڑ حائل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر اور موافق تحقیق ابو الفضل یہ صوبہ داخل اقلیم سوم ہے اور خاص دریا گنگ اور جمن انکی سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات مین اکثر زمین سیلاب ہو جاتی ہے اور بعض مقام مین ۳ فصلین پیدائش غلے کی ہوتی ہین۔
۸ سرکارین ہین۔ دلّی۔ بداؤن۔ کمون۔ سنبھل۔ سہارنپور۔ ریواڑی۔ حصار فیروزہ۔ سرہند۔ ان سرکارون مین ۲۲۲ پرگنے ہین اور زمین روے مساحت جغرافیہ ۱۶۰۰۰۶۴۶۸۰۹۰۶ بیگھہ ہے مجموع آمدنی ۵۵۵۵۱۱۶۰۰۶۰۱۰۱ام۔
۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۸ ہجری تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق روساے متوسلین سرکار موصوف ہین مثل باجھجری۔ راجہ الور۔ راجہ بھرت پور۔ اور اور حکام کی ریاستین جو بالفعل خودمختار مگر باطاعت و حکومت سرکار ہین اور ملک شمال غربی دریاے جمن و جنوب دریاے ستلج متعلق سرداران سکھہ ذخیرہ پیشتر تھا اور انکی جانب غرب گویا مانع اور سائق مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروزپور مین رہتی ہے اور اس صوبے مین ضلع بریلی قدیم ملک روہیلکھنڈ شامل ہے اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند۔ سہارنپور۔ انوپ شہر۔ میرٹھہ۔ حصار سرہند۔ پٹیالہ۔ بداؤن۔ اور ضلع حال کمون جو قریب ۹۰ میل طول اسی طرح عرض مین ہے بالفعل متعلق سرکار رہا ہے۔
اس صوبے کے آدمی خوبصورت زور آور ہنود یا اہل اسلام اور سکھہ وغیرہ ملے ہوے ہین اور قدیم شہر دلّی تقریبًا ۲۰ میل کے دور مین ہے جسکی بالفعل خرابہ سے ظاہر ہوتا ہے اور دلّی جدید شاہجہان آباد ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۵۸ء مطابق ۱۶۴۸ء کنار جانب غرب دریاے جمن واقع ہے ۷ میل کے دور مین بنوایا ہے اسکے محیط شہر پناہ ہے اور اسکے

ان کے لب و لہجہ سے بہت خوش ہوے بلکہ متعجب ایکدن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
فی الجملہ کچھہ خلاف دستور پیش آئے تھے معقول کیا اور تا بدت قیام ولایت کبھی و ہانکا دہ نجیچ
نوش نفرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نتھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہوا تو کہانا
پر اکتفا فرمائی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب مین جانب خلاف متوجہ نہوے
حالانکہ اکثر غربا وہان سے خالی نہین پھرے ہین مثل میر حسین علی لندنی یا مولوی محمد اسمعیل
سفیر شاہی بعض آپکے ملازمین نے وہین سکونت اختیار کی صاحب عیال بھی ہوگئے ہین -
لکھنو سے پہلے پہل جو لندن گئے میر حسین گئے وہ صاحب علم تھے اوسکے بعد میر عبد العلی جائسی خلیل
مرزا محمد علی فطرت میر حسن علی بزبان سابق کا حال ہے کہ وہ چاند سمندر مین دیکھہ کر داخل لندن
ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم مین مسافت راہ ریل وجہاز دخانی سے رہ گئی ہے اور غالب
ہے چند روز مین اس سے بھی کم مسافت رہ جاے مگران سب جانے والون سے راجہ رام موہن
راے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالے مین ایسا کوئی نہین اس کمال کے
ساتھہ ۱۳ زبان کے علم مین بحث و مناظرہ علمی کرسکتے تھے ہنود مین ستی کا ہونا اونھین کی
بدولت موقوف ہوا جب شاستر ایانی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ دلّی کے وکیل ہوکر گئے تھے
اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے نکالتے مگر بار ریاست کے بند ہونے
سے جب ملک فرنس مین گئے مرگئے اور یہ امر خود اپنی نمود و نام کی راہ سے کیا تھا نہ کچھہ طمع
دنیا سے کسواسطے کہ محتاج نتھے -

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دار الخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی سے پرنسپ صاحب کی کتاب سے

مشہور ہے کہ امیر طیمور قضا کی کرتے تھی اور مطیع بادشاہ بلخ و بخارا تھی اتفاقاً ۲۳ بنی فاطمہ کو قید ترکمان سے نجات
دی بادشاہ نے عتاب کیا ان سی مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تا اینکہ نوبت بسلطنت پہونچی خواب مین جناب
رسولخدا نے ۲۳ خرمے انھین عنایت فرمائی وہی ۲۳ سلطنت تھی جسپر خاتمہ ہوا رطب نتھے وہ شاد آ
ابتدا سے انتہا تک ہین اور خرمہ پہلی شاداب پھر خشک ہو جاتا ہے واللہ اعلم یہ خبر سو اسکے تاریخ انگریزی ہے امیر طیمور

اور مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہوگئے تا اینکہ اونکا انتقال
ہوگیا اور یہ گمان رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتے مین

۷ ماہ صفر روز دوشنبہ ۱۲۵۶ھ مطابق ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۴۰ع ۱۱ بجے گارڈن ریچ مین جہاز ۱۸۴۰ع
وو ووس نے لنگر کیا جب یہ مژدہ جاوید بسمع مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے بیقرار ہوکر
سبکو حکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان و کنز الدولہ نے جاکر نذر دی پوشاک سفر بدلوائی
عنایت الدولہ سید سجاد علیخان و مرزا محمد عسکری خان بیٹے مرزا رفیع الشان کے یہ بھی بالغرض
کلکتہ گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوے مرزا محمد عسکری خان کو غیر سمجھ کر پوچھا مصلح السلطان
نے سبب ورود باطنی بیان کیا کنار دریا سب ہجوم تھا پہلے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اوتر گئے
جہاز ووروس سلطانی کو حکم ہوا جب ۱ بجے جہاز سے مرزا محمد عسکری خان کی کشتی کرایے پر لی
مرزا ولی عہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اوترے بڑے جرنیل صاحب کے صاحبزادون نے نذر دی
گلے لگایا۔ دوسرے جرنیل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال محبت سے اونکے گلے مین ہاتھ
ڈالدیا پھر مع ان تینون شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوے سواری سلطانی جلو و سواری مین
تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوے بادشاہ او سوقت نواب خاص محل
کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی قریب شام اپنے خاص محل مین داخل ہوے
صحیح گئے سلامت آئے مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین۔

(سند)
لندن مین غریب الوطن جاکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی ازراہ نمکحرامی بہت سا نقصان دیا
قلیل مین عبادی الشکور رہ گئے مثل نواب مہدیقلیخان او رسا اشخاص جیدہ بہار النسا ملازمین جناب عالیہ
مع اپنے مخصوصین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے اپنی نمکحلالی سے آپکا امن
و دولت نہ چھوڑا مشہور کہ شہر عید جناب عالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق
ملاقات مرزا ولی عہد بہادر ہوتے ہین مگر بسبب خوف بادشاہ ازراہ اطاعت تامل کرتے ہین
... بسبب معاشرت صاحبان ولایت مہارت ہوگئی ہے میجر صاحب

ان کے لب و لہجہ سے بہت خوش ہوئے بلکہ متعجب ایکدن ملاقات کو تشریف لے گئے تھے
فی الجملہ کچھ خلاف دستور پیش آئے تھے معقول کیا اور تا مدت قیام ولایت کبھی و ہانکا و ہیں
نوش نفرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نتھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہوا تو کھانا
پراکتفا فرمائی دوسرے یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب مین جانب خلاف متوجہ نہوسے
حالانکہ اکثر غربا وہان سے خالی نہین پھرے ہین مثل حسین علی لندنی یا مولوی محمد اسمعیل
سفیر شاہی بعض آپکے ملازمین نے وہین سکونت اختیار کی صاحب عیال بھی ہوگئے ہین۔
لکھنؤ سے پہلے پہل جو لندن گئے میر حسین گئی ۔ صاحب علم تھے اوسکے بعد میر عبد العلی جانشین خلیل
مرزا محمد علی نظرت میر حسن علی ہ زمان سابق کا حال ہے کہ ہ چاند سمندر مین دیکھ کر داخل لندن
ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم مین مسافت راہ ریل و جہاز دخانی سے رہ گئی ہے اور غالب
ہے چند روز مین اس سے بھی کم مسافت رہ جاسے مگران سب جانے والون سے راجہ رام موہن
رائے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالے مین ایسا کوئی نہین اس کمال کے
ساتھ ۱۳ - زبان کے علم مین بحث و مناظرہ علمی کرسکتے تھے ہنود مین ستی کا ہونا انھین کی
بدولت موقوف ہوا بموجب شاستر ایمانی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ دلّی کے وکیل ہو کر گئے تھے
اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے نکالتے مگر یار یاست کے بند ہونے
سے جب ملک فرنس مین گئے مرگئے اور یہ امر خود اپنی نمود و نام کی راہ سے کیا تھا نہ کچھ طمع
دنیا سے کسواسطے کہ محتاج نتھے۔

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دار الخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی پرنسپ صاحب کی کتاب سے

مشہور ہے کہ امیر تیمور قصابی کرتے تھے اور مطیع بادشاہ بلخ و بخارا تھے اتفاقاً ۳۲ بنی فاطمہ کو قید ترکمان سے چھڑا
دی بادشاہ نے عتاب کیا ان سے مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تا اینکہ نوبت بسلطنت پہونچی خواب مین جناب
رسولخدا نے ۳۲ خرمے انھین عنایت فرمائی وہی ۳۲ سلطنت تھی جسپر خاتمہ ہوا رطب تھے وہ شاد آباد
ابتدا سے انتہا تک رہتی ہین اور خرمہ پہلی شاداب پھر خشک ہوجاتا ہے واللہ اعلم یہ خبر سو اتحریر تاریخ انگریزی کا اسیطرح

اور مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہونگے تا اینکہ اونکا انتقال ہوگیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتے مین

۲۷- ماہ صفر روز دوشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۸۵۹ء ۱۱ بجے گارڈن ریچ مین جہاز دودی نے لنگر کیا جب یہ مژدہ جاوید بسمع مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے بیقرار ہوکر سبکو حکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان و کنز الدولہ نے جاکر نذر دی پوشاک سفر بدلوائی عنایت الدولہ سید سجاد علیخان مرزا محمد عسکر یخان بیٹے مرزا رفیع الشان کے یہ بھی بالغرض کلکتہ گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوے مرزا محمد عسکر یخان کو غیر سمجھ کر پوچھا مصلح السلطان نے سبب ورود باطنی بیان کیا کنار دریا سب ہجوم تھا پہلے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اوتر گئے جہاز دودی سلطان کو حکم ہوا جب ۲ بجے جہاز سے مرزا محمد عسکر یخان کی کشتی کرایے پر لی مرزا ولی عہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اوترے بڑے جرنل صاحب کے صاحبزادون نے نذر دی گلے لگایا۔ دوسرے جرنل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال محبت سے اونکے گلے مین ہاتھ ڈالدیا پھر مع ان تینون شاہزادے کے گاڑی پر سوار ہوے سوار سلطانی جلو سواری مین تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوے۔ بادشاہ اوسوقت نواب خاص محل کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی قریب شام اپنے خاص محل مین داخل ہوے صحیح گئے سلامت آئے مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین۔

لندن مین غریب الوطن جانکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی ازراہ نمکحرامی بہت سا نقصان دیا قلیل من عبادی الشکور رہ گئے مثل نواب مہدیقلیخان اور اشخاص چیدہ بہار النسا ملازمین جناب مع اپنے مخصوصین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے اپنی نمکحلالی سے آپکا دین دولت نچھوڑا مشروکہ شرعیہ جناب عالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق ملاقات مرزا ولی عہد بہادر ہوتے ہین مگر بسبب خوف بادشاہ ازراہ اطاعت تامل کرتے ہین گفتگو سے زبان انگریزی سے بسبب معاشرت صاحبان ولایت مہارت ہوگئی ہے مسجد صاحب

ستمبر ۱۸۵۹

بہت غنیمت ہوا ورنہ سارے کلکتہ کے قرضدار ہو جاتے حاکم کو چاہیے کہ اپنے مداخل و مخارج پر خود متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملہ معترضہ برسبیل مذکور زبانی غفتاح الدولہ جب یہ کلکتہ مین حاضر حضور تھے کہ ایکدن میسح صاحب تشریف لائے برسبیل مذکور پہلے کہا آج کے چوتھے دن مرزا ولی عہد بہادر داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر معرفت جنگ بہادر مرزا برجیس قدر کو امان دیتے ہین ۱۵۔ لاکھہ سالانہ اونکا اور ۵۔ لاکھہ سالانہ جناب عالیہ کا اور ۴۔ لاکھہ نانھار اؤ کا مقرر کرتے ہین چاہیے کہ اسپر راضی ہون اور یہ ہنگامہ فساد موقوف کرین اسکا جواب کچھہ ادھر سے نہ آیا دیکھیے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے لبنی جلبن سے جواب دیا جو شخص آپکے گھر آئے قید ہو لوٹا جائے اور طرح طرح سے برباد ہو اوسکا لاکھہ روپیہ اور جو متابلہ سرکشی کرے اوسکے واسطے اسقدر انصاف شرط ہے جواب دیا وہ صاحب شمشیر ہے اب سنتے ہین کہ مرزا برجیس قدر اپنے حال پر روتے ہین اور تمنی لکھنؤ ہین اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگون کے ہے جو اونکے پاس سے آئے ہین آمرائے ہند کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے کہ صوبہ عظیم آباد بسنت دیتے ہین مصالحہ کیجیے اسی طرح جنرل اوٹرم صاحب معرفت مرزا علی رضا جو کچھہ کہلا بھیجا کب کسینے سنا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۱۵۔ لاکھہ روپے مقرر کیے تھے اوسمین قید حین حیات تھی بعد ان سب خرابی و بربادی کے یہان آپکے پاس آنے سے یہ دوسری صورت تخفیف نکلی موافق قانون عدالت نسلاً بعد نسلٍ چاہیے غرض بہت تصریح سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جیسے پہلے طلب کرتے تھے وہ بھی گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان پارلیامنٹ نے اسے جبری سمجھہ کر قبول نکیا اب پھر جو پارلیامنٹ کھلی دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا ہے مولوی مسیح الدینخان کو عہدہ سفارت سے محض بخوشی خاطر نواب گورنر جنرل موقوف کیا اور تجویز مرزا ولی عہد بہادر علی اکبرخان شیرازی ٹھہرے اور ۱۵۔ کرور کی نالش پارلیامنٹ مین چاہتے ہین جسکا سود ۹۔ لاکھہ روپے ماہواری ہوتا ہے اسمین سے دس کرور بابت قرضہ زمانہ ضمیم ہو حال جسکی تفصیل مفصل معلوم نہین اگر دعوے پیش ہو دیکھا چاہیے اسکا انصاف کیا ہوتا ہے

پھونچی اور متواتر ولایت سے حکم رہائی آیا آخر ۹ - جولائی روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۷ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ بعد چار بجے حضرت سلطان عالم مع ملازمین خاص و شاگرد پیشہ حضور عالم قلعے سے سوار ہوکر کوٹھی مذکور مین رونق افروز ہوے اوسدن بھی عجیب دوگانہ عید ہوئی سب نے سجدات شکر ادا کیا پہلے ساہ جی کے گماشتے نے حاضر ہوکر اکیس ایک روپیہ تصدق اور ۲۱ - اشرفی نذر گذرانی اور ۱۱ - اشرفی حضور عالم کو دین اوسیدن تار برقیہ سے خبر رونق افروزی ساہ جی کو پھونچی اتوار کے دن سید نقی صاحب چھوٹے بیٹے سید العلما نے تار برقیہ سے صدق و کذب خبر کو دریافت کیا منگل کے دن خود روانہ کلکتہ ہوے مورد عنایات خسروانی ہوے پھر لکھنؤ اپنے عیال کو لینے آئے ۱ - ربیع الاول کو مع عیال روانہ ہوے ۲ - ہزار روپیہ عنایت ہوے کچھ وظیفہ بھی مقرر ہوا کئی مہینے تک ناموافقت آب و ہوا سے اور بعض امور کی ناگواری سے پھر چلے آئے۔

مفسدین کلکتہ نے باتفاق اپنے ابنا ست ہنس بواسطہ نواب معشوق محلصاحبہ مطلب برآری بر ۳ - لاکھ روپے کا نوٹ اونکی ضمانت مین لیا تھا جب یہ خبر مفصل اخبار مین چھپی لاٹ صاحب نے محبت نامہ بھیجا کہ جسنے یہ جعل کیا ہو اوسے سرکار سے سزاے سنگین ملے اوسکا جواب کیا آیا کہ یہ مقدمہ معرفت عورات ناقص العقل سرزد ہوا ہے اسکے تقصیر وار وہ ہین اس کلمۂ انصاف سے نواب محتشم الیہ بہت خوش ہوے اور وہ نوبت پھر گیا۔

بادشاہ نے قلعہ مین بسبب تکلیف خرچ معرفت میجر ہربرٹ صاحب ۳ - لاکھ روپیہ بمد قرض لیا تھا جب لاکھ روپے کا پنشن جاری ہوا سرکار سے تقاضا ہوا اور پنشن کو اپنے نزدیک روز رہائی قلعہ ٹھہرایا آخر بحساب شاہی ابتداے عملداری سرکار چاہیے تھا عرض بادشاہ نے یہ جبر عطیہ سرکار بھی قبول کی اور اس لاکھ روپے کا بھی خرچ حسابی ٹھہرا تھا اس خیال سے کہ مصارف ناملائم و فضول نہونے پاوے کسواسطے کہ باعث تکلیف بادشاہ ہوگا میجر صاحب اسکے مہتمم ہین مگر بادشاہ نے اس باب مین محبت نامہ بہت شد و مد سے بھیجا آخر محول رضی مبارک پر رہا اور اسکا انجام کار بھی منشی صفدر کے اہتمام سے کھلا گورنمنٹ نے فی الحقیقت آئین انصاف قرار واقعی کیا اور آئندہ کو اسکا سد باب کر دیا آخر سرکار سے وزیر السلطان منشی امیر علیخان مقرر ہوے

ناگوار خاطر سمجھ کر چھپر پاس مین تشریف لائے شاہنشاہ نے پھر ان سے ملاقات چاہی انھون نے اپنے مشیرون سے مشورہ کیا بالاتفاق تجویز یہ ہوئی کہ اپنے ایجنٹ سرکار سے بذریعۂ تاربرقی اس صلاح کو پوچھیے تو بہتر ہے اوسنے جواب بھیجا کہ ہم اس امر خاص مین کچھہ نہین کہہ سکتے اگر تمھاری ملاقات ہو جاتی تو باعث بھلائی کا تھا کچھہ قباحت نتھی یہ سنکر مولوی صاحب نے عرضحال مرزا ولی عہد بہادر شخص واسطہ سے کہدیا کہ ہم جس سلطنت کے متوسل قدیم ہین ہمابین اونکے اور تمھارے صفائی قلبی نہین لہذا ملاقات نکرینگے جب مرزا ولی عہد نے یہ پیام کہلا بھیجا کہ بے اطلاع ہماری از خود یہ پیام بھیجا بہت سے کلمات عتاب خان موصوف کو فرمائے اور اپنے پاس آنے سے منع کر دیا اور شہنشاہ کو بھی اسکا بہت ملال ہوا چنانچہ پیشتر اسکے ہر روز مرزا ولی عہد ہوا کھانے کو جاتے تھے شاہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت اشتیاق دلی پایا جاتا تھا اوس دن سے جب انکی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنا منہ پھیر لیتے تھے بعد اسکے مرزا ولی عہد بہادر عازم ہندوستان ہوے داخل مصر ہوے اور ولایت سے سب متروکہ جنرل صاحب روانہ کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع تلوار ولایتی اور موتیون کا لبادہ اپنے واسطے رکھہ لیا جب مصر سے ارادہ کلکتہ کیا ایک خیرخواہ نے مفصل لکھہ بھیجا کہ ابھی آپ مصر مین توقف فرمائین تو بہتر ہے مبادا ایسا ہو خدانخواستہ مثل بادشاہ سیلان مین پھونچکر حفاظت صاحبان عالیشان مین ہو جائین اس جہت سے وہین چندے توقف کیا۔

رونق افروزی بادشاہ قلعے سے کوٹھی موچی کھولے مین

کئی مہینے سے خبر برآمد حضرت قلعہ سے مشہور ہو رہی تھی جب خطوط کلکتہ آتے تھے پہلے اون اخبار کو غلط العوام جانتے تھے کسواسطے کہ بظاہر فقط بھروسا خدا پر تھا یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ امر محض ازراہ مصلحت کیا ہے اور خود بادشاہ کی صبوری بسبب بے اختیاری کا حال تو ظاہر ہے کبھی اپنے اختیار و حاکمیت مین کسی طرح کا خیال یا مظنہ بدگمانی خاطر اقدس مین نہین گذرا اسمین بھی کچھہ مصلحت جناب باری تھی اور فوج باغی سے کچھہ دور نتھا کہ مثل دلی یا لکھنؤ انکے واسطے بھی کچھہ کرتے اگرچہ اسباب ایسے ہوے تھے مگر تقدیر نے بچا لیا خلاصہ دعائے مظلومان درجۂ اجابت کو

کالے رومال غم کے موافق اپنے دستور کے ہاتھ مین اور سفیر سلطان روم کے صحن مسجد مین مع تابوت دفن کیا یعنے سپرد خاک تا مدت معینہ کی مگر کسینے اسکی فکر نہ کی کہ وہان سے کسی اکنہ مشرقہ مین لیجاکر دفن کرتے اور یہ جگھہ بھی کچھہ قدرت خدا سے ملی وگرنہ معلوم نہین کیا صورت ہوتی سارے شہر پارس کے خاص و عام یہ سانحہ دیکھہ کر تاسف وافسوس کرتے تھے اور جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو۔

جنرل صاحب کو اس صدمۂ روحانی سے شدت عارضۂ مزمنہ زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱- تاریخ شہر رجب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اوسیطرح انکے بھی جنازے کو بہ اہتمام شاہانہ اوٹھایا ملکہ حسرت وتاسف سیکو اس مرگ ناگہانی کا زیادہ ہوا انکو بھی آغوش مادر گرامی مین مدفون کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقریب ماتم پرسے مین بلوائین تا ضمناً مرزا ولی عہد سے بھی ملاقات ہو بلکہ بدل منظور تھا کہ جناب ملکہ سے انکے باب مین بخوبی سفارش کرین اور بطریق دوستانہ ازراہ بلند نامی سمجھائین لیکن انکے مشیران خاص نے اسے مناسب وقت نجانا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہین مبادا اونکو ہماری طرف سے مظنہ خلاف پیدا ہو اہندا ہمکو بہرحال اونکی اطاعت چاہیے عذر ظاہری کہلا بھیجا کہ موافق دستور ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہین نہین جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے اس عرصے مین ایک صاحبزادی خورد سالہ ۴- برس کی جنرل صاحب کی اونسے بھی وہین وفات پائی وہ بھی وہین مدفون ہوئی۔

جب یہ خبر وحشت اثر حوادث ناگہانی کلکتہ مین گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی وہ کس زبان سے بیان کیا جاوے ایسے صدمات عظیم کا قلب بشری مشکل سے متحمل ہوسکتا ہے مگر بجز صبر وشکر کیا چارہ ہے۔

مرزا ولی عہد بہادر نے تصرف مال عمّ نامدار چاہا مولوی مسیح الدینخان نے عرض کیا حضور مالک ومختار ہین اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاوے تو بہتر ہے یہ فہمائش ناگوار خاطر ہوئی حواشی نے اوسپر اور حاشیہ لگایا آخر نوبت باطلاع عدالت ہوئی مولویصاحب نے تحریر بادشاہ اپنی مختاری کی پیش کی اور ۳۰- ہزار روپیہ عین المال عدالت مین جمع کر دیا بادشاہ کو عرضداشت کی بدستخط خاص مزین ہوئی کہ امور سفارت مین تمھین اختیار بادولت ملنے دیا ہے مرزا ولی عہد اسے

وہاں میم نے مشایعت گاڑی تک کی -
آٹھویں دن کے بعد یہ حضرات منتظر و تمدہ سلطانیہ چون روزہ دار گوش ہوش بر ہے کہ دفعتہً
اخبار فساد ہندوستان کوچہ بکوچہ کاشمس شایع ہوئے اور اہل شہر میں ایک تلاطم عظیم برپا
ہو گیا اور خاص و عام کو اس تلاطم سے ایک چشمک اور شماتت ہو گئی یعنی یہ فساد سب انھین
کی بدولت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس اور یاس کلی پیدا ہوئی کہ ولایت
غیر مین اس حالت بے بسی و بے اختیاری مین دیکھیے ہم غریب الوطنون پر کیا گذرتی ہے
اور انجام کار کیا ہوتا ہے - من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال -

انتقال جناب عالیہ و جرنل صاحب شہر پارس مین وغیرہ سوانحات

خلاصہ جناب عالیہ بہت متفکر و متردد ہوئین کہ اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم کہ حصول سلطنت
و دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہوا مشیت خدا نہین اور بالفرض اگر اسکا حصول بھی ہوتا تو جو اسکے
مستحق ہین انھین ہوتا ہمکو مناسب ہے کہ اب چلکر دولت ایمانی حاصل کیجیے یعنے ملک فرانس
سے ہوکر از راہ سفر مشرف بہ حج خانہ کعبہ ہو جیسے بظاہر اس خدشہ فتور سے بھی نجات متصور ہے
معدود و خاص سے تشریف فرما ہوئین جب پارس مین پہونچین آلام روحانی سے علالت مزاج
بڑھی آخر ۲- تاریخ شہر جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۸ع انتقال فرمایا اوسیوقت تارپر
سے خبر وفات لندن پہونچی جرنل صاحب مرزا ولی عہد بہادر مع ملازمین مرکب دودی سے
تشریف لائے یہانکے حکام نے حکام لندن کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی نے
ہماری سلطنت مین انتقال کیا - ہمین ہر حال مین رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب ہے
یہان سے کچھ جواب شافی نہ گیا مگر وہانکے وزراے سلطنت اور شاہنشاہ نے اپنا نام و نمود
و بلندنامی سمجھکر موافق دستور کے بڑے تکلف و دہوم سے اوٹھایا کہ قابل یادگار ہے وزراے
سلطنت ارکان دولت اعزا و رئیس شہر ہزارہا بلباس سیاہ ساتھ ہوئے چند قدم جرنل صاحب
پیادہ چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نرہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی مین بٹھا لیا پھر
اور سب بھی گاڑیون پر سوار ہوئے ہزارہا رعایاے شہر پیادہ ساتھ تھے ہزارون میم کو ٹھون پر سے

جرنل صاحب مرزا ولی عہد بہادر مولوی مسیح الدینخان سفیر شاہی بہ تکلف گاڑی مین سوار ہوکر چلے جب گاڑی جنابعالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی رو میم جو زبان ہندوستانی سے واقف تھین استقبال کو آئین بعد ادائے سلام شاہانہ مقام خاص مین لیجاکر بر تکلف کرسیون پر بٹھایا اب آراستگی و زیب و زینت اس دولتسراے شاہی کے اور ہر کمرۂ خاص کی کس زبان سے بیان کیجاے جس سے سننے والون کی موجب تسکین ہو اور غلبہ شوق نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ کے انہین سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ملکہ دوران لباس سادہ غیر تکلف سے رونق افروز ہوئین اور بعد ادائے سلام زینت بخش کرسی عدالت ہوئین جنابعالیہ نے اشرفیان نذر کی گذرانین دو صاحب حاضر الوقت پشت سر جنابعالیہ مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوئے۔ جرنیل صاحب آداب سلام زانوے ادب سے بجا لائے نذر دی پشت دست پر اپنے بوسہ دیا اسلئے تھے کہ جناب ملکہ نے کمال عطوفت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت مرزا ولی عہد کے واسطے ہوئی سفیر شاہی ہم پہلوے شاہزادون کے بیٹھے شروع کلام دریاے شور سے ہوئی فرمایا تم کبھی جہاز پر سوار ہوے ہو۔ عرض کی ہمارے شہر مین ایک بہت چھوٹا دریا گونتی ہے کبھی اوسمین اتفاق سواری کا نہین ہوا جب بیان صدمات جہاز و تکلیفات کا ہوا بہت ترحم اور تاسف کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر دیکھے ہون مین حکم اونکے دکھانے کا دون اوسکے بعد فرمایا میرے دس اولاد ہین بعض ازنمین سے گھوارے سے نہین نکلے لیکن پرنس آف ویلس بیٹے ولیعہد ابھی لڑکا ۱۲-۱۳ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمہارے سامنے آوے عرض کی بسم اللہ ہین بھی مشتاق ہون کئی میم جاکر لے آئین جنابعالیہ نے اپنی گودی مین بٹھالیا بہت پیار فرمایا اور فرط محبت سے اپنے گلے کا ہار اونھین پہنادیا اتفاقاً وسط ہار مین ایک عطردان مرصع بھی تھا جناب ملکہ نے اوسے پوچھا عرض کی اسمین عطر رکھتے ہین اور بر وقت رخصت دوست حسب معمول عطر اسمین سے دیتے ہین بس اوسوقت جناب ملکہ کے خیال مین گذرا شاید یہ لوگ بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے ہین فرمایا تمھین بہت تکلیف ہوئی تھوڑی دیر استراحت کرکے جانا یہ ملاقات اجمالی ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے بہ تفصیل حال ملاقات ہوگی بس یہ نامساعدت ایام نافرجام تھی کہ صورت ملاقات بفرداے قیامت ٹھہری بعد استراحت کے

جب یہ خبر کلکتہ مین پھونچی صبح کو بہت سویرے سکرٹر اعظم مع توپ و کمپنی لیکر سرحد پر
اپنی آکر کھڑے ہوے یہان گورنر کے پاس ۴۰ پہرے تلنگے کے تھے وہ بھی طیار ہوا اپنی حد پر
کھڑے ہوے گورنر تنہا جاکر اونسے پرسان حال ہوے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا مع
اسلحہ حرب تمھارے شہر مین آکر ٹھہرا ہے اوسکے سبب سے ہمارے سب زن و مرد قتل بے گناہ
ہوے ہین ہم اوسے گرفتار کرکے لیجائین گے جوابدیا اوسکے پاس اسلحہ حرب نہین ہے اور ہمارا
ٹکٹ رعیتی اوسنے پایا ہے اور زنہار قدم اپنی حد سے نہ بڑہانا وگرنہ لندن ہماری ولایت
سے دور نہین ان ہمارے چالیس تلنگون کو چہل تن ابدال سے کم نسمجھنا غرض اسمین بہت
گفتگو ہوئی آخر سکرٹر تنہا خان موصوف کے گھر مین تلاشی اسلحہ لی یہان سبکے پاس آلات بیاض
ریاضی تھی اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینکدیے تھے صاحب تلاشی لیکر چلے گئے خانصاحب
کی جان بچی باطمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کلکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہوکر انھین
دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار نڈر ہوکر دیتے تھے جب کلکتہ مین سکونجات ملی یہ
بھی ٹکٹ عدم مزاحمت گورنر سے لیکر مردانہ وار داخل کلکتہ ہوے خلاصہ ع دشمن چہ کند چو مہربان
باشد دوست ۔ یہ کیفیت اونکی زبانی مندرج ہوئی یہ لوگ ہمیشہ تاحین حیات صاحب اے اوہ
رہے قانع نہوے حالانکہ اونکی اوقات کو علاقہ جو خریدا تھا وکچھ کم تھا سرکار نواب مرشدآباد دین
جو صورت گذری ظاہر ہے۔ رام پور چندروز کے واسطے گئے وہان کے نواب سے نہ بنی آخر
احسانحسینخان نا اتفاقی مظفرحسینخان سے کربلاے معلے گئے بعد شرف زیارت وہین انتقال کیا۔
مظفرحسینخان نے سنہ ۱۲۹۲ھ مین انتقال کیا اوسی علاقے پر جو جائداد تھی اولاد و ازواج پر
سہم شرعی جاری ہوا اب اولاد بجا نعلیخان مین فقط رضا حسینخان ذاکر حدیث خوان باقی ہین

ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے حسب تحریر خطوط لندن

اب لندن کی کہانی سنا چاہیے کہ جو صورت ملاقات جناب ملکہ معظمہ یہ ٹھہری کہ جناب عالیہ لباس
مصری یا عربی سے تشریف لے چلین مگر وہ صاحب حاضر حضور جناب ملکہ معظمہ مثل کالنجر حسب دستور
رہینگے باقی کوئی اور صاحب سواے عورات کے نہو گا چنانچہ جناب عالیہ مع مقربان خاص

موقوف ہوے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک ایسے امر خیر کا نہوا اور نواب بجا ہ الدولہ کے قلعہ سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے مین بادشاہ تشریف لائے بظاہر ساری محنت اور حسن خدمت ورفاقت کا ثمرہ جانثار مالک الدولہ کو ۰۰۲ ہزار روپے انعام مرحمت ہوے تھے مگر انھون نے نہ لیے موقوف بروقت رکھا بادشاہ نے اسے امتحاناً ہر ایک کی مرضی پر رکھا مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھ کر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور تاسف کا ہوا تھا یعنے ہر شخص بظاہر حالت یاس و مایوسی سمجھ کر بلطائف الحیل جیسے کنارہ کش ہوا ہے مگر مصلح السلطان انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت وعقیدت خاص سے یکہ تاز رہے رفاقت شاہی سے ہاتھ نہ اوٹھایا اور لکھنؤ مین جیسی انکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد اطمینان کلی اپنے بیٹے کی شادی کرنے لکھنؤ آیے بعد انفراغ کلکتہ گئے وہین انتقال کیا باغ اور کرہٹگا ؤن وغیرہ لکھنؤ مین باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

اب حیرت افزا مقدمہ مظفر حسینخان یہ ہے جسے بگوش ہوش سنا چاہیے اور تماشاے قدرت خدا کو دیکھیے مثل مشہور ہے سختی کی ناؤ پروانہ چڑھتی ہے الاسمی حبیب اللہ ولوکان فاسقا جب پردگیان عصمت مآب دستور معظم دونون صاحبزادون کی نسبت سے مرشد آباد مین فراغت کرکے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکم سرکار گوش ہوش خان مین پہونچا کہ جہان ملین گرفتار کیے جائین اور بے تامل مدارج اعلاے پھانسی پر اس دار دنیا سے پہونچین اسکا سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان قوی یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان مین جس سے ہماری ساری فوج نے بغاوت پر کمر باندھی۔ جواب بلو یک جنرل سلیمن صاحب کا نھوا نہین نے لکھا غرض اسی حالت اضطرار ویاس کلی مین متحیر تھے اتفاقاً ایک خضر راہ مین جانب اللہ پیدا ہوا کہ تم جلد ریل پر سوار ہو کر چندن نگر فراس ڈانگی عمل شاہنشاہ فرنس مین چلے جاؤ وہان کوئی صورت گرفتاری پیدا نہوگی اور بجے پر انکا ستلاشی تھانہ دار آیا اوسے کچھ دے کر رضامند کر دیا خلاصہ جب وہان گئے پہلے وہانکے قاضی سے ملاقات کی اوسکے ساتھ وہان کے گورنر کے پاس جاکر اپنی سرگذشت بیان کی اس آفت ناگہانی سے آگاہ کیا اور موافق وہان کے قانون کے ایک کوٹھی ۱۲ سو روپے کی مول لی اوسکا ٹکٹ ملا امان پاکر اوس گھر مین جا بیٹھے۔

سے بسر اوقات کرتے ہین خلاصہ ایک ہفتہ عشرہ تک طرح طرح کی تشدد و سختی رہی جب یالسرٹ سپریم کورٹ مین ہوئی حکام نے عذر مصلحت وقت بیس کیا بعد اسکے صورت عافیت بتدریج وافیض جو وجہت پیدا ہونے لگی پہلے بہت دنون تک جب روند گوردن کی افسر کے ساتھ پہرہ بدلنے آتی تھی سنگین چبھوکر ہر ایک کو جگاتی تھی تم سوتا ہے یا مر گیا اور ذات شاہی کے واسطے نام زندان کیا کم تھا اگرچہ نذر بند تھے مصلحت وقت سے معاذاللہ اگر اختیار مین بدمعاشان سرکار کے آتی بعد فتح کیا صورت ہوتی یہ بھی مصلحت خدا اور بقائے نام خاندان تھا اور قطع نظر اور سب تکلیف کے اک قلعہ مین نہین لیجا سکتے تھے اس جہت سے خاصہ طعام مین کیفیت آب سرد تھی اور ہر افسر اور گورہ ہر ایک کو کس چشم غضب سے دیکھ کر رہ جاتا تھا یعنے اس خیال سے ہماری قوم کی قتل وقمع خود انکی قید سے ہوئی ہے آخر رفتہ رفتہ بعد تحقیقات اور ظہور حال تنبیہ ہوئی چنانچہ پہلے بھی کونسل ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر کو خدانخواستہ جو کچھ منظور ہو کیجیے تین مرتبہ باتفاق جمہور بھی مشورہ تجویز ہوا مگر خداوند عادل نے اسے ہونے نہ دیا یہ ذربانی اون معتمدین کے ہے جو قلعے مین شریک حال تھے۔

نواب مجاہد الدولہ انیس جلیس منتہائے زندان مقرب خاص ہوے ہزار روپیے درماہہ ملتا تھا اور رفع زیر باری کو ایک مرتبہ ۲۲- ہزار عنایت ہوے اتفاقاً نحوست ایام سے قول بزرگان صادق آیا- نزدیکان را بیش بود حیرانی- وہی تقرب وبے تکلفی باعث حجاب نظر رحمت آئی اور آثار وقرائن سے یہ بھی سمجھے اس عرصے مین انکا جوان بیٹا داماد نواب معظم الدولہ لکھنؤ مین مر گیا یہ سب اسباب برخاستہ خاطر کے ہوے آخر دو مہینے کی رخصت لے کر قلعے سے اپنی کوٹھی مین رہنے لگے۔

جب میدان مقربان شاہی سے خالی ہوا ذوالفقار الدولہ الک الدولہ مرزا کاظم علی مسبوق الذکر پایہ تفوق پر پہونچے انکی جہت سے امر خیر یہ ہوا کہ کئی سو مومنین محتاجین اہل بیت عبادت کے واسطے علی قدر حال وظیفہ شاہی مقرر ہوا کہ باعث افتتاح و انجاح مرام ہوا چنانچہ منشی میر محمد شفیع اون سبکو تنخواہ دیا کرتے تھے جب ہنڈوی کلکتہ سے آئی تھی آخر برکت دعائے مومنین سے بادشاہ قلعہ سے رونق افروز کوٹھی قیام ہوے بعد اسکے نظر بہ تخفیف یہ سب مستحقین

ہوے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی ذوالفقار الدولہ میر محمد سجاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور ہوے مرزا کاظم علی سواروں مین نوکر تھے اتفاقاً قلعے مین ملازمین حاضرین سے ایک دو اسامی کی احتیاج ہوئی اور یہ خبر کوٹھی قیام قدیم مین مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے نظر بجد اتمناے دل سے کمر ہمت باندھ اور رنگ ابناے زمانہ دیکھکر اس اسیری کو مفتاح فلاح سمجھکر شرفیاب خدمت سلطانی ہوے انجام کار خدا اونکے اس ارادہ صادق مین برکت دے طبیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس حیلہ شرعیہ سے کہ مجھے قلعہ مین رہنے کو استخارہ منع آتا ہے مسیح الدولہ بروقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے رہے جبتک کہ صحیح رہے آخر اپنے عارضہ مزمنہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ مین دفن ہوے بشیر الدولہ سب سے پہلے مرچکے تھے خلاصہ سکو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید فرنگ ہے یہانسے نجات تاحین حیات معلوم نہین ہوتی اس قید کو قید وزیر بلیخان سمجھے ہوے تھے۔

اس مدت قیام قلعے مین مزاج اقدس اعلےٰ بسبب اختلاف آب وہوا اور تردوات صبح ومسا جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ چنار گڈھ ہوئی اور شاید سوار ہونے کو تبدیل ہوا کو کہا ہو مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو بواسطہ میجر صاحب لکھوا کر لکھنؤ آئی تھی اور اس مدت قیام مین خرچ کی ضرورت ہوئی میجر صاحب سے طلب فرمایا چنانچہ بدفعات ۲- لاکھ لیے اوسمین سے کچھ صاحبات لکھنؤ کو مع تحائف بھیجے علی قدر حال سبکو تقسیم کیے مگر اس بلوہ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا جسطرح شیرازۂ جلد کتاب ٹوٹکر منتشر ہوکر ہر کس وناکس کے ہاتھ پڑجاتا ہے بادشاہ نے اپنے عطیہ عالیہ کا کچھ خیال نکیا مبدء فیاض سے بخل نہین ہوتا بہر حال سب دعا گوے حشمت واقبال شاہی رہتے ہین اور اپنی جاگیر مین بسر اوقات کرتے ہین۔

نواب دلدار محل کا کلکتہ مین انتقال ہوا ۲۰ ہزار روپے تعمیر مقبرہ کو عنایت ہوے منظور تھا کہ تابوت کو کربلاے معلےٰ روانہ کرین مگر اتفاق نہوا۔

احسن الدولہ خواجہ سرا جسوقت کہ بادشاہ داخل قلعہ ہوے یہ بھی بعوارض عارضی سے قافلہ شاہی کے پیچھے رہ گئے راہی کربلاے معلےٰ ہوے وہین اب تک مجاور ہین اندوختہ سرکار شاہی

کانپور مین ملاقات بادشاہ چاہتے تھی نہوئی عذر ناسازی مزاج کہا گیا کمشنر صاحب کو بہت ناگوار ہوا
اب بحکومت آنے لگی بہرحال کسی مخبر منسد نے میجر صاحب کو یہ خبر پہونچائی ایسے خدشے اور وسوسے
جب گذرے میجر صاحب نے نواب گورنر جنرل سے عرضحال کیا کہ بغاوت و سرکشی سپاہ باغی کی
ظاہر ہے ایسا نہو کہ بادشاہ معذور کو لیجا کر اپنا سرپرست بناوین پھر ہمسے کچھہ نہو سکے گا لہذا اگر
چندے قیام بادشاہ قلعہ مین ہو تو بہتر ہے۔ نواب معظم الیہ نے باستصواب راے میجر صاحب
اسے منظور کیا تھا از راہ تال اندیشی اور خارج سے اکثر معتبرین لکھنؤ کو بھی راجہ کا جانا فقیر
بنگرا اور بادشاہ کے پاس جانا اور عدم منظوری بادشاہ بخوبی معلوم ہوئی تھی۔ زبانی اون کے
جنھون نے بچشم خود دیکھا تھا۔
غرض بعد کئی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر اونکے بھائی شریک
حال ملازمین شاہی ہوے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحقہ سے اونکا حال غیر ہوا مردہ بدست
زندہ ہوکر کوٹھی موچی کہولہ مین آئے دو تین دن کے بعد مر گئے۔ میر احمد سوداگر کے باغ مین دفن
ہوے جب لکھنؤ سے چلے تھے اکثر دوستون سے از راہ تفعل کہتے تھے کہ ہماری مشت استخوان مشتاق
خاک کلکتہ ہو رہی ہے بہرحال اپنے حقوق ولی نعمی سے ادا ہوے بادشاہ نے اونکا درماہہ اونکے
عیال کے واسطے مقرر کردیا تھا بعد اسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب سواے مرزا جعفر
کے کوئی نہین رہا۔ مرزا آغا جان اونکے بڑے بھائی نے بھی وہین انتقال کیا لکھنؤ کی املاک
امام باڑہ وغیرہ بہت دعا مانگ مانگ کر بنوایا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے بعد انیس الدولہ بھی
عذر بار دگر کے کوٹھی قیام مین چلے آئے دیانت الدولہ ناموافقت نواب مجاہد الدولہ سے اور
کم التفاتی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے بتوفیق جبری راہی عتبات عالیات ہوے
بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے۔ باریاب شرف ملازمت ہوے جب مر گئے اونکی نعش بر سبیل ریل
لکھنؤ آئی اپنی کربلا مین مدفون ہوئی۔ کئی لاکھہ کے نوٹ گورنمنٹ کے تھے کچھہ تلف ہوے اونکا
وصی وارث خواجہ سرا تھا اوسکے اختیار مین کربلا تھی ہر مہینے کی پانچوین کو مجلس عزا بھی مقرر
ہے میر خورشید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس مرحوم کے پڑھتے ہین کچھہ اونکے واسطے بھی ملتا ہے
کربلائی راحت السلطان بھی رخصت ہوکر روانہ مشہد مقدس ہوئی۔ ہزار روپیہ اوسے ماہیت

ایک مدت ہوئی تھوڑے سے آشنائے پھانسی بھی ہوے صاحبات محل مین عجب کہرام مچا تھا اور حالت یاس وبیم مین تھے کہ دیکھیے اب کس بلا مین گرفتار ہوتے ہین کوٹھیان ماتم سرا ہوگئی تھین اسکے بعد میجر صاحب نے سبکے نام کتاب مین مندرج کیے کہ انکے سوا کوئی آدمی غیر باہر سے نآنے پاوے اور جائزہ ہر ایک کا ہوتا تھا شام کو جہاز دریا کی طرف آکر لنگر کرکے تمام شب رہتا تھا سبھون نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا مین پھینکدیے تھے ۔

جب وہ یوسف کنعان زندان مصر یعنے داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان طعن وتشنیع کھولی اور شکایات قتل وقمع زن ومرد واطفال جو ہر مقام ہندوستان مین ہوئی تھی اور اپنی زعم باطل مین فقط انکا باعث سمجھے ہوے تھے اپنے دل سوختہ کے پھپھولے پھوڑتے تھے خلاصہ یہ تک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہونچا آخر مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ محبوسین کو آب وطعام نہ دینا آپ کے خلاف قانون بھی نہین ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خوان طعام گئے گورے نے تلاشی کے واسطے ہاتھ کھانے مین ڈالدیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ خاصہ نوش جان نفرمایا خوان پھر آئے مصلح السلطان نے پھر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گذرتے ہین حکم ہوا گورون کے سامنے خواص بادشاہ تلاشی طعام لیا کرین ۔

احسان اللہ خان کو کمرۂ قید مین آٹھ دن تک کھانا نصیب نہ ہوا اضافہ کیا پہرے کا گورہ کہتا تھا جتنے سنہ ضروری ہین سب میرے سامنے کرو اس عرصے مین جب ہیڈن صاحب سکرٹر اعظم اور صاحب قلعہ نے دوسرے کمرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ میجر صاحب اور سکرٹر صاحب نے اسسے پوچھا کہ تم راجہ مانسنگہ کے بادشاہ کے پاس آنے سے واقف ہو ہمسے کہو وگرنہ تمھارے واسطے بہت برا ہوگا اسمین سب طرح سے زمین آسمان جھکائے سنگین ۔ بندوق ۔ پھانسی ۔ وغیرہ سے بھی ڈرایا عرض کی حاشا مجھے مطلق نہین معلوم اور اگر قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہین پھر دیر کرنا کیا ضرور ہے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھوکر آئے ہین غرض متواتر اسی خبر کی تصدیق چاہی وہی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہے کہ یہ خبر باعث بلاے ناگہانی ان سبکے واسطے ہوئی ہو دوسرا سبب شاید یہ ہو کہ میجر صاحب سے بادشاہ سے ملاقات ہوتی تھی اور بادشاہ نے کاہنورسے صاحبونکی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیف کمشنر پنجاب لارنس صاحب بھی

کی جاوے گاڑی آئی اور بادشاہ سوار ہوے میجر صاحب اور لوٹن میجر روبرو بیٹھے نواب مجاہد الدولہ
پھوپھا بادشاہ کے سلیج پہلو مین بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا مین بھی پہلو مین بیٹھون نواب نے
منع کیا خلاف ادب ہے کہنے لگا پھر کہان بیٹھون کہا کوچ بکس پر ایک خواص نے چاہا گاڑی
کے پیچھے کھڑا ہو دیانت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غلامون کا ہے پھر نواب مخاطب عشرت الدولہ
جوان نو رسیدہ ملازم مجاہد الدولہ بھی اونکے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سواری کنز الدولہ
سے فرمایا ہماری جان اب تمہارے اختیار مین ہے اور مصلح السلطان سے فرمایا میرے گھر سے
خبردار غرض کچھ سوار جلو رسواری مین ہوے قلعے کے مکان مجوزہ مین داخل ہوے راحت السلطان
کربلائی خدمتگذار شاہی بیتاب و بیقرار ہو کر قلعہ کے دروازے پر پہونچی گوردون نے روکا سنگین
سے دھمکایا اس عورت مردسیرت نے جواب بہت سخت دیے کہ ہم خود یہان اپنی جان دینے کو
آئے ہین دھمکاتے کیون ہو گولی مارو ہم ہرگز ہٹانے نہ سرکونگی غرض دیوانہ بادشاہ کے پاس
چلی گئی انیس الدولہ بھی افتان و خیزان پہونچے اوسدن بادشاہ کے پاس فقط ۴۰ آدمی حاضر
رہے بعد کئی دن کے ۴۴ آدمی ہر خدمت کو اجازت ہوئی تفصیل خدمت ۔

حضور عالم نماز فریضہ پڑھکر پوشاک بدل کر باہر برآمد ہوے احسان حسینخان مع احمد علیخان منشی
مہربخان رفیق قدیم یہ سب جہاز پر سوار ہوے میربخان نے تلوار مانگی انھون نے جھنجھلا کر دریا
مین پھینکدی توپ مین ڈانٹ دے کر احسان حسینخان کو اوسکے سامنے کھڑا کیا پوچھا ہم کس
جرم و خطا پر اسکے سزاوار ہوے ہین کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے مین کمک کرتے ہم تم سبکو جو اس
احاطے مین تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اوڑا دیتے رخصنا ابتغنا سمجھکر حالت سکرات مین رہے
۱۲ سو آدمی مجموع اوسوقت احاطہ کوٹھی مین تھے سواے صاحبات محل وغیرہ ۔

جب بادشاہ سوار ہو گئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے کوٹھی مین
شمار کرکے لکھی گئی اور ہر روز ان سب کا جائزہ لیا جاتا تھا محلات مین ہر طرف قیامت کبریٰ
برپا ہوئی ۔ شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیوارین پھاند کے بھاگ گئے اور تبدیل
لباس نغیر بنکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے مین راہ غیر متعارف سے ننگے بھوکے پیاسے افتان
و خیزان لکھنو پہونچے انمین سے بہت سے راہ مین گرفتار ہو کر کلکتہ گئے قید ہوے ہر ایک کیو اسطے

پیدا ہون تو عقلاے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے سدباب کی تدبیر کرین یا اوسی طرح غافل بیٹھے رہین چنانچہ مبشر الدولہ مرزا فدا حسینخان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے مجھے عرضداشت بادشاہ کی لاکر دی مگر بادشاہ نے بتاکید و تہدید فرمایا کہ زنہار ایسے امور رکیک وفساد کا میرے سامنے پھر ذکر نکرنا مین یہان سرکار کی قید مین ہوکر ایسی حرکت کرون اپنے گھر مین تھا جب کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔

غرض ۲۴۔ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ شہر کلکتے سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پاوے اور جو جائے تلاشی لے تو قریب صبح صادق تھی کہ لشکریان شاہی نمازگذار متوجہ و مشغول نماز و اوراد صبح گاہی ہوا چاہتے تھے اور اکثر خواب غفلت یا عین ورد آرام مین غلطان اپنے اپنے بستر آرامگاہ پر ہورہے تھے کہ ناگاہ دو پلٹن گورہ ۴ہ۔ سو برقنداز نے احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا ۱۲۔ توپین بڑے پھاٹک پر اور چار چار اور دونو پھاٹک پر لگاکر مہتاب ہر توپ پر روشن۔ میجر ہربرٹ صاحب ٹون میجر کوبنا صاحب قلعدار بے تکلف بے باکانہ داخل کوٹھی ہوکر درجہ اول کوٹھی مین کرسی نشین ہوے اور تین جہاز جنگی سمت دریا لگادیے اونپر ہر توپ پر مہتاب روشن تھی بادشاہ غسل کرکے مشغول نماز تھے۔

کنز الدولہ مصلح السلطان کمر مین ولایتی لگائے آئے بادشاہ سے صورتحال عرض کی بادشاہ نے بعد فریضۂ نماز تبدیل پوشاک فرمائی حمائل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار دھوپ دست مبارک مین لیکر فرمایا میجر صاحب کو بلالو میجر صاحب بکمال نمائش غرور سامنے آئے اسکا سبب یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ نے انسے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر خیر خیریت پوچھکر چلے جاتے تھے اب اس حکومت پر آئے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہے کہ آپ چندے قلعے مین ہماری حفاظت مین رہتے تو بہتر ہے فرمایا مجھ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید جدید ہوتی ہے یہان بھی تو مین تمھاری قید مین تھا سنو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے تاہم بقسم شدید بدل کہتے ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبری سرکار زنہار زنہار کوئی امر فاسد تصور کبھی نتھا اور نہ ہے جو دشمن سرکار ہوا وسے اپنا دشمن جان و مال و آبرو جانتے ہین خیر اب اگر یہی منظور ہے بسم اللہ حکم حاکم لیکن جہاز پر سوار نہونگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل

پہرہ دیتے ہین اور جتنے صاحب ہین فوج کے خوف سے رات کو جہازونپر استراحت کرتے ہین اور جتنے جہاز ولایتہاے دور دراز کی لنگر گاہ مین ہین وہ سب باہر نہین جاسکتے ہین سواے جہاز دو دو یا ڈاک سرکار کے ۔

اب مرثیہ حال مصیبت حضرت سلطان عالم کا سنا چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ مفصل احوال کلکتہ کھلا کہ ماہ مبارک مین مزاج اقدس بہت ناساز ہوگیا تھا جب شافی حقیقی نے شفاے کلی عطا فرمائی انھین ایام غدر مین غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت و انعام ملا نذر و نیاز دسترخوان وغیرہ اوسی شب ہوا۔ مگر یہ کسی خیر اندیش کے ذہن ناقص مین نگذرا کہ مبادا اس جشن شاہی سے حکام عالی شان کے خیال مین گذرا ہو کہ بظاہر حیلہ صحت ہے اور بباطن ہمارے غدر و فساد کا جشن و شادی کیا ہے سب اپنے خواب غفلت مین بیہوش و بیخبر رہے اسکے سوا اور کئی امر ایسے ہوے جس سے سرکار کو مظنہ بد ہوا اوسکی تدبیر مناسب وقت بھی نہی جو عمل مین آئی چنانچہ بجرہ دخانی ناں بادشاہ جو لکھنؤ سے پہونچا تھا بادشاہ نے ۵ ہزار روپیہ خرچ کرکے درست کروایا تھا حضور عالم اوسپر اکثر سوار ہوکر تفریحاً گیلا کاجیہ تک جایا کرتے تھے ایک خیر اندیش نے عرض کیا ایسے وقت فساد مین آپکا متواتر اتنی دور جانا اچھا نہین مبادا سرکار کو احتمال آپکے نکلجانے کا ہو دوسرے یہ کہ قرائن سے ہمین دریافت ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے ہم سب چندروز کے واسطے نظر بند ہو جائین پس مناسب اور صفاے قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجیے کہ اس شورش ہنگامہ فساد سے جو سارے ہندوستان مین برافروختہ ہو رہا ہے ایسا نہو کسی صورت اتہام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب ہے کہ ہم چندے تا رفع ہنگامہ آپ کے قریب کسی کوٹھی مین آکر رہین تو بہتر ہے۔ یہ بھی حضور عالم اور خود بادشاہ نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ و دانستہ از خود قید فرنگ مین اپنا پھنسانا کیا ضرور ہے اور خلاف ہماری شان و منزلت کے بھی ہے اسکے سوا نواب مخدرہ عظمے نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنگ مین دیا تھا پہلے خود قصد روانگی لکھنؤ کیا تھا پھر اپنے دیوان ٹکیت راے کو اوسکے زر منافع لینے کو بنگ مین بھیجا کہ مجھے ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنؤ جاکر تقسیم تنخواہ بدمعاشان سرکار کرینگی۔ خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی نافہمی اور بدافواہی سے

واقع ہوا وزراے سلطنت ورعایا وموکلان واکثر ممبران نے اسے کئی وجوہ سے اچھا جانا باقی تمامی رعایا نے غیر مستحسن وخلاف جانکر اظہار اپنی راے کا کیا وزراے سلطنت رعایا سے ملکر اس اجماع کو موقوف کر کے تجویز اجماع جدید کی حالانکہ حسب قانون بعد ۰۰برس کے یا ۰ برس مین حکم شاہی سے امنا سے ہوس آف کامنز موقوف ہوکر نئے بھرتی ہوتے ہین پس ان ممبران خاص و عام نے مشہور کیا کہ ہمین چار سبب سے خارج کیا جنھین ہم اپنے نزدیک اصلاح حال و نیکنامی و عدم زیر باری سرکار سمجھتے تھے اول لڑائی چین مین کیا کہ تھی کسواسطے کہ ہمین وہانکی تجارت سے منفعت کلی حاصل تھا چار کروڑ کی مصری و جواہرات وہانسے آتی ہے اور اسیقدر افیون وغیرہ ہم وہان لیجاکر بیچتے ہین دوسرے جنگ ایران سواے اسکے کہ کئی برس تک لڑین نقصان عظیم اوٹھاوین اور پھر صلح کر لین کسواسطے کہ لینا آسان مگر نباہنا مشکل اسکے سوا اور سلطنت کے والی کب راضی ہونگے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لین تیسرے وہ امور جو خلاف مذہب و ملت کسی کے ہون اونکا جاری کرنا اچھا نہین کہ باعث ناراضی خاص و عام و بدنامی سلطنت ہے چوتھے نفع قلیل موہوم پر مملکت اودھ کا لینا خلاف عہد و میثاق اور سبب ساقط الاعتباری سرکار ہے۔

خلاصہ تجویز اجماع جدید مین ایک وکیل آدمی زیادہ نسبت سابق مشخص ہوے غالب ہے کہ آخر مئی مین اجلاس جدید ہو دیکھا چاہیے کہ راے جواب اس اجماع است کی مقدمہ خاص اودھ مین کیا پڑتی ہے آئندہ من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال شوراے خاص و عام بہت خوب ہے لیکن وزراے سلطنت کو بہر صورت اختیار ہے۔

بادشاہ کا اور حضور عالم وغیرہ کا قلعہ مین جانا وغیرہ

۱۲۷۳ھ شہر شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء جب ڈاک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود ہو گئی ارکان دولت شاہی اور صاحبات محل مضطرب ہوے بہت سے وسوسے اور خیالات بد ہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطمع زر تبدیل لباس سے روانہ کلکتہ ہوے اور یہ بھی متواتر سنا گیا کہ گورنمنٹ نے بدمظنہ ہو کر بنظر احتیاط پلٹن متعلقہ قلعہ اور بارکپور سے ہتھیار لے لیے سپاہی فقط گرنے

روپے سالانہ کا تجویز کیا ہے عرض کیا اس آپکے ارشاد کو کچھ سند اور ذریعہ اطمینان موکلونکے واسطے لازم ہے پس اوسیوقت موافق اقرار صاحبان عالیشان یہ تحریر ہوئی مختار شاہی نے اوسے پارلیامنٹ مین بھیجدیا اور وزراے سلطنت کو بھی گذرانی یعنے اظہار مدعیون سے ہے الحمد للہ کہ ہمارے موکلان کی بے قصوری کلی ثابت وظاہر ہے اسے وزراے سلطنت اور اہل انصاف نے بھی مستحسن جانا۔

جنابعالیہ نے بضرورت خرچ لابدیات یامناسب وقت سمجھکر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپیہ کو کونٹ ام ڈیماری کے ہاتھ بیچا اونھون نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میل اخبار سے معلوم ہوئی۔

۱۷ جنوری کو جلیس الدولہ نواب مہدی قلی خان۔ جرارت علیخان کو اونکی نوکرون نے کھانے مین زہر دے کر کھلایا۔ ۲۔ آدمی بہزار خرابی مرکر بچے کہتے ہین کہ یہ فکر برعکس ہوئی مثل چاہ کنندہ را چاہ درپیش ہے۔ جب تسلط واختیار کلی جرنل صاحب کا ہو گیا اور مختار شاہی بھی روبراہ ہوئے میر اولاد علی مذکور مایوس وناکام ہوکر ایک عورت ملازم جرنل صاحب سے آشنائی کرکے کلکتہ آئے حاضر حضور ودستور معظم ہوے پچاس روپیہ ماہواری مقرر کرنے لگے راضی نہوے اہلکاران سے جو کلکتہ مین ہین اونکے دوسو مجھے سفر لندن سے اتنے مگر بیگمیہ ہا حضور عالم کی کبھی کبھی کچھ کفالت خرچ فرماتی تھین مگر نسبت لکھنؤ کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے۔ شاید وہین انتقال کیا۔ وہان حکام حمقا ہین البتہ صورت فلاح رہی۔

اوسی اخبار مین یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ ڈالہوزی صاحب اوسی علالت وناسازی مزاج مین ابتک صاحب فراش ہین۔ ڈاکٹر ہمسن صاحب اونکے معالج ہین اونکی بیٹیان پرستار ہین اس جہت سے انڈین گورنمنٹ مین جوابدہی کو آنا جانا بیٹھنا محکمہ پارلیامنٹ مین دشوار ہے جبتک کہ صحت کلی ہو جیرنل سلیمن صاحب بھی بسلامت ولایت نہ پہونچے انکی کھیر بھونچکر یہ صورت ہوئی۔ وہ حامے غرباے مومنین لکھنؤ خالی نگئی۔

خلاصہ اجلاس پارلیامنٹ ہوا اگرچہ نحوست تقدیر رعایا سے اودھ سے پہلے مقدمہ جنگ چین اور ہنگامہ فساد بندر بوشہر ایران درپیش ہوا بعد قیل وقال تنازع کلی میان صاحبان ہوس آف کامنس

موقوف مرضی مبارک شاہزادون پر تھی جیسمین اسی طرح دونون شاہزادون کے
پہلو مین مولوی صاحب پہلو سے مرزا ولیعہد بہادر صاحبان عظام نے ازراہ دانشمندی خان
موصوف سے کہا کہ تم مختار بادشاہ ہو بجاے بادشاہ صدر مین بیٹھو یہ خلاف دستور نہین آپ
یہ متردد ہوے کہ شاید ناگوار شاہزادون کے ہو اور قرینے سے معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر سے
علحدہ بیٹھنا منظور ہے شاید گفتگو سے معاملہ بالواسطہ غرض رفع خدشہ خاطر کر کے یہ اپنے طور پر
کنج میز پر بیٹھے لیکن پہلے سے سمجھا دیا تھا کہ فقط لفظ استرداد ملک پر آپ منحصر رکھیے گا خلاصہ
باتین تعارفات کی شروع ہوئین ملازمین بھی بطبیعت دلی مشغول خورش میوہ جات
ہوے اور شاہزادے بھی بپاس خاطر کمال احتیاط اور پرہیز سے فواکہات مطبوع نوش فرمانے
لگے بعد اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین سب صاحب گئے گفتگو سے انتزاع ملک شروع ہوئی اور
خان موصوف نے ابتدا اور انتہا سے مقدمات بخوبی گذارش کیے صاحب ساکت و خاموش رہے
جواب شافی نہ دیا بلکہ اوسکے خلاف سنکر کہنے لگے کہ خان صاحب تم بہت تیز و تند ہو گئے ہو عرض
کی آیا خلاف واقعہ یا خلاف قرب و منزلت و گرنہ انصاف شرط ہے کسواسطے کہ اول مرحلہ
یہ طے فرمائیے کہ اگر بعد ہر خیال و قدمات ہمارا قصور ثابت ہو تو ہم چپ ہو رہین اور اگر نسبت اہل
سرکار ہو تو حضرت ہون اس صورت مین البتہ احتیاج ثالث کی پڑیگی پس خواہ نخواہ مرافعہ
طرفین محول بپارلیمنٹ ہوگا اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی شاہزادے فرحان و شادان بجہر
انکے خلاصہ صورت معتد [illegible] ایک طریق سے براہ راست چلی آتی ہے۔
۱۰ جنوری کو صاحبان عالیشان مہمان و الا قدر شاہزادون کے ہوے لوازمہ مہمانی و
خاطر داری جا ہے یہان بھی زیادہ ہوا۔ ہر چند کہ بے سر و سامانی و غریب الوطنی سے خاطر خواہ
مہیا [illegible] لیکن طعام ہندوستانی سے جو ہر قسم کے موجود تھے صاحبان موصوف کو
بہت لذت [illegible] خوش و خرم لطف صحبت اوٹھا کر رخصت ہوے بعد
اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین بعض صاحب و مختار شاہی اور شاہزادے رونق افروز ہوے
کہنے لگے جنرل سلیمن نے ایکسو کئی خط نسبت بادشاہ لکھی ہین اونمین سے کئی ہمیر بھی ثابت
و تحقیق ہوین [illegible] دور لکھنؤ بطور جاگیر کے لا

بخاطر میزبانون کے کمال احتیاط سے میل فرمائے بعد ۲ بجے کے رخصت ہوئے -

۱۹ ماہ مذکور کو شاہزادے مع ملازمین خاص سر رفتر اے کلے کی ملاقات کو لگاڈولی مین تشریف لے گئے بعد اسکے رائٹ آنریبل بابل ٹرکلس صاحب کو طلب فرمایا دوسرے دن چیرمین ڈیرکٹس ایسٹ انڈیا کمپنی شاہزادون کی ملاقات کو آئے اور طریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا -

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان سکرٹرنے راہ مین استقبال کیا اور چیرمین نے پہاٹک تک اور جب گاڑی فرودگاہ پر پہونچی سب صاحبونے باہر آکر استقبال کیا اور حسب دستور ٹوپی اتاری کھڑے رہے جبتک شاہزادے گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمین ہم پہلو سے مرزا ولی عہد اور ڈپٹی چیرمین جنرل صاحب کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے باہتمام اور رہبری او مقام اجلاس تک لے گئے غرض کمال اہتمام و احترام سے جو فراخور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے اور خوبی اور آراستگی اور زیب وزینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستے تصویرین اور آئینہ اور میز کرسی زنگل - کوچ - طلائی - و نقرہ اور سب لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو تحت بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے -

صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدینخان انگریزی مین بات کر سکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوئے فرمایا ہم مین سے اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خلاصہ پہلے ہر صاحب سے بغلگیر ہوئے پھر معانقہ معمولی ہوا - پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز اور صعوبات راہ کا ذکر ہوا مثل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون کا ہوا - بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ وہ احاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم نتھا اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین ماضیہ اور تصویرین خاندان عالیشان اودھ کی اور کتب عربی فارسی - عربی - قلمی - عجائب روزگار سے جو اقالیم ہند مین کسینے نہ دیکھی ہون اور کمرۂ ضیافت مین فواکہات میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار وہان صاحب تکلیف دہ حاضری کی ہوئی انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص

وساجت سے عرض کیا منظور خاطر نہوا آخر بناچاری عرض کی کہ اب بنائے مقدمہ ہاتھ سے جاتی ہے اور مشقت و عرقریزی سب ہی برباد ہوئی جاتی ہے مین نے صاحبان موصوف سے وعدہ کیا ہے ان غمازون کے لگانے بجھانے سے کار سرکار ابتر و خراب ہوجائیگا اور اونکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوجاؤن جرنل صاحب نے فرمایا مبادا اسوقت ہماری ملاقات سے اوسقدر ہمارا احترام نہو تو موجب ہماری شکستہ دلی کا ہوگا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے خلاصہ بعد اسکے بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کرو اور دن اور وقت مقرر کرو خان موصوف نے چٹھی صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جرنل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض کیا جائیگا

۱۷ جنوری روز جمعہ ۱۸۵۷ء جرنل صاحب مرزا ولی عہد بلا زمین خاص سے بجلوس تمام ہرلی ہوس سے سوار ہوے ۵ گاڑیان اور تھین پہلے مین مولوی مسیح الدینخان میجر برڈ صاحب سوار ہوکر انڈیا ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی۔

جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پہونچی کئی صاحب پولٹیکل ڈپارٹمنٹ انڈیا ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیب اپڑو پرپوٹ سکرٹری چیرمن کمرہ دربار مین بیگئے کرنل سیکس چیرمن دربار اوڑ ہی منگلس ام بی ڈپٹی چیرمن وغیرہ ممبر مثل سرہنری رائنسن کرنل الفنٹ شیب برڈ صاحب۔ کپتان الستوک برنب صاحب۔ الیٹ میگناٹن صاحب۔ منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد مبادلہ سلام شاہزادون سے بغلگیر ہوے ممبران دربار پہلے دالان مین لے گئے جہان مالکان دربار بیٹھے تھے مشایعت کرکے بٹھلایا۔ بعد اسکے میوزیم یعنے عجائب خانے مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان زمان قدیم مثل کالاصل تھے اور تصویرین شاہنشاہ فرنس و ملکہ فرنس جو چندروز سے ازراہ ہدیہ آئی تھین اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تا زمان حال آویزان تھین اسکے بعد داخل کمرہ انتظامات ہوے جہان طیاری ضیافت اقسام اطعمہ و فواکہات میوہ جات وغیرہ کمال حسن انتظام سے آراستہ تھے باتھہ صاحب فصحائے لندن سے سرجیمس ملول سکرٹری کورٹ آف ڈائرکٹرس کلمش صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امرائے عظام سب جمع تھے بعض فواکہات شاہزادون نے

بخاطر میزبانوں کے کمال احتیاط سے میل فرمائے بعد ۲ بجے کے رخصت ہوئے۔

۱۹۔ ماہ مذکور کو شاہزادے مع ملازمین خاص سر رفیع ہراسے کلکے کی ملاقات کو بنگلا ڈلی میں تشریف لے گئے بعد اسکے رائٹ آنریبل (پی) ہل ٹرکمیش صاحب کو طلب فرمایا دوسرے دن چیرمن ڈیرکٹس ایسٹ انڈیا کمپنی شاہزادوں کی ملاقات کو آئے اور طریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا۔

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان سکریٹر نے راہ میں استقبال کیا اور چیرمن نے پہنچا تھا اور جب گاڑی فرودگاہ پر پہنچی سب صاحبینے باہر آکر استقبال کیا اور سب دستور لٹوپی اتاری کھڑے رہے جبتک شاہزادے گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمن ہم پہلو مرزا ولی عہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے باہتمام اور رہبری کو تمام اجلاس تک لے گئے غرض کمال اہتمام و احترام سے جو فراغور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے بیش آئے اور خوبی اور آراستگی اور زیب و زینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستے تصویرین اور آئینہ اور میز کرسی و نگل۔کوچ۔طلائی۔و نقرہ اور سب لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو تھے بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے۔

صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدینخان انگریزی میں بات کرسکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا ہم مین سے اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خلاصہ پہلے ہر صاحب سے بغلگیر ہوئے پھر معانقہ معمولی ہوا۔ پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز اور صعوبات راہ کا ذکر ہوا مثل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون کا ہوا۔ بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ دورا حاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم نہ تھا اور آراستگی اسکی بنسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین ماضیہ اور تصویرین خاندان عالیشان اودھ کی اور کتب عربی فارسی۔عربی۔قلمی۔عجائب روزگار سے جو اقالیم ہند مین کسینے نہ دیکھی ہون اور کمرہ ضیافت مین فواکہات میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار وہان صاحب تکلیف دہ حاضری کرہوئی انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص

وساجت سے عرض کیا منظور خاطر نہوا آخر بناچاری عرض کی کہ اب بنائے مقدمہ یا تھہ
سے جاتی ہے اور مشقت و عرقریزی سب میری برباد ہوئی جاتی ہے مین نے صاحبان
موصوف سے وعدہ کیا ہے ان غمازون کے لگانے بجھانے سے کار سرکار ابتر و خراب ہو جائیگا
اور اونکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہو جاؤن جرنل صاحب نے
فرمایا مبادا بسبقت ہماری ملاقات سے اوسقدر ہمارا احترام نہو تو موجب ہماری شکستہ دلی کا
ہوگا عرض کی یہ زمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے خلاصہ بعد اسکے
بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کرو اور دن اور روقت مقرر کرو خان موصوف نے چٹھی
صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جرنل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض کیا جائیگا
۱۱ جنوری روز جمعہ ۱۸۵۸ء جرنل صاحب مرزا ولی عہد بالا زمین خاص سے بجلوس تمام
ہارلی ہوس سے سوار ہوے ۵ گاڑیان اور تھین پہلے مین مولوی مسیح الدینخان مع جرنل صاحب
سوار ہو کر انڈیا ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی۔
جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پہونچی کئی صاحب پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ
انڈیا ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیب اپرویٹ سکرٹری چیرمین کمرہ دربار مین لیگئے
کرنل سیکس چیرمین دربار اڈوی منگلس ام پی ڈپٹی چیرمین وغیرہ ممبر مثل سر ہنری۔ انسن۔
کرنل الفینسٹ بیب برڈ صاحب۔ کپتان الستوک برنب صاحب۔ الیٹ میگناٹن صاحب۔
منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد مبادلہ سلام شاہزادون سے بغلگیر ہوے
[illegible] پہلے دالان مین لے گئے جہان مالکان دربار بیٹھے تھے مشایعت کر کے بٹھلایا۔
[illegible] یعنے عجائب خانے مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان
[illegible] اصل تھے اور تصویرین شاہنشاہ فرنس و ملکہ فرنس جو چند روز سے از راہ
[illegible] تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تا زمان حال آویزان بعد اوسکے بعد خل
[illegible] ری ضیافت اقسام اطعمہ و فواکہات میوہ جات وغیرہ بکمال حسن
[illegible] فصحائے لندن سے مرجیس ملول سکرٹری کورٹ آف ڈرکٹر
[illegible] امرائے عظام سب جمع تھے بعض فواکہات شاہزادون نے

روحانی سے اس شدت حرارت تابستان مین مزاج شاہی زیادہ تر جادہ اعتدال سے منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھہ نہ بن پڑا سواے اسکے کہ خود کلکتہ مین قیام فرمامین اور جناب جرنل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین و قائم مقام و وارث سمجھکر تھوڑے نسے ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور مین عرض حال ضرور ہوا کہ آیا مدت دراز سے اس سرکار شاہی سے خلاف عہدنامجات ماضیہ آج تک کونسا امر سرزد ہوا جو باعث انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب۔ ہمنے بھی وزراے سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے عرض کیا کہ اگر مطابق مد ششم عہدنامہ حضرت فردوس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ اتنا مقام شکایت نہوتا جواب دیا کہ ہمنے اوس عہدنامے کو کب منظور کیا ہے عرض کیا کہ اگر بروقت جلوس سلطنت حضرت جنت مکان یا حضرت سلطان عالم مجدداً کوئی اور عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا ہے اور وہ عہدنامہ تھا جو بابت ۱۲- لاکھہ روپیے دفعہ دوم در خواست حضرت فردوس منزل ہوا اوسے اہالیان سرکار نے محض بپاس خاطر ہمایون بطریق فرض مؤبد قبول فرمایا ہے غرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختارنامہ طلب کیا اور بعد مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادون کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ موجب تشفی شکستہ دلون کا ہوگا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کرینگے موجب توہین سلاطین متفقہ مین ہوگا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لائین خلاف اخلاق نہوگا اور ہماری ولایت کا دستور بھی یہی ہے پھر ہم اونکے مہمان ہونگے عرض کی کیا مضائقہ خلاصہ بڑی عزت و احترام سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشادہ پیشانی دے کر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جرنل صاحب سے عرض کی اور تاریخ دن وقت خاص ملاقات تعین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلوبک جرنل سلیمن صاحب جسمین خرابی بے انتظامی ملک اودھ مندرج تھی بھیجدی مع چٹھی انگریزی یہان مخرب اور حریفون نے آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہے مرزا ولیعہد کے فرمانیسے جنرل صاحب کو بھی تامل ہوا۔ ہرچند خان موصوف نے بہت منت

مدت طول خلافت زمان ماضیہ جو پارلیمنٹ کبھو نی جناب ملکہ معظمہ سرکار کو تشریف فرما ہوئی
تعیین یہان جنرل صاحب مولوی مسیح الدینخان برنڈن صاحب بسبب وجوہات سابق الذکر
حالت سکوت مین تھے منتظر حکم شاہی اس عرصے مین فرمان شاہی محررہ ۱۱ ربیع الثانی
مفید مطلب پہونچا حرزہین سنکر گوشہ کمین مین جاکر بیٹھے اختیار کلی جنرل صاحب و مولویصاحب
و میجر برڈ صاحب کو ہوا اب بنلے کار اور مشورہ یہ ٹھہرا کہ صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سے
غرض حال مشروحا کرنا چاہیے کہ حجت تمام ہو اور انکا پہلے مکنون خاطر و مافی الضمیر دریافت کرنا
بہتر ہے کسواسطے کہ بعد انفصال بھی انھین کی تحت حکومت و اختیار مین رہیگا بظاہر راہ آشتی
و صورت آشتی باقی رہیگی چنانچہ ایکدن میجر صاحب مولویصاحب اونکے پاس گئے صاحبان
عالیشان کمال اخلاق و پاسداری سے متوجہ حال ہوے انھین تعارفات کی باتون مین
استفسار اختیار کرنے ایسے سفر دور دراز کے ہوے مولویصاحب نے جواب دیا کہ اکثر بوثوق موثقین
فہمامین سرکار مین مدعین جو مدت مدید سے نقض کا بھید تھا لیکن تجویز بالیان سرکار دولتمدار
وہی نقض کا بھید بالفعل نقض ہوا اب معلوم ہوتا ہے جو منظر عالم باعث تحیر و استعجاب کا ہوا کہ انتظام
ممالک محروسہ شاہی آیا کس طریق موافق ماضیہ سے ہوا ہے چنانچہ بوقت استفسار صاحب
رزیڈنٹ لکھنو نے جواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی نواب گورنر جنرل سے تعمیل اسکی ہوئی
ہے - اسکے بعد بادشاہ حالت سراسیمگی و بے سروسامانی مین مع عیال اطفال و تعلقات قلیل
ملازمین ہمراہ رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان مین جلاے وطن اختیار کرکے کلکتہ
تشریف لائے نواب گورنر جنرل نے یہی جواب فرمایا کہ ہمنے بحکم صاحبان کورٹ آف
ڈائرکٹرس اور انھون نے باستصواب رکن رکین سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے اب
یہ بیسلیقہ قدرت اور امکان سے باہر ہے اور قطع نظر اسکے باعتبار سے یہ ہوا کہ جو لوازمات
تعارفات معمول قدیم سے چلے آتے تھے نذرانہ و قرب منزلت اس خاندان عالیشان سے
والیان سرکار سے ظاہر ہوتے و بیان سے باہر ہے مخبر کو کاموجب استعجاب جمیع وابستگان
سرکار … ایک ادنی ملازم سرکار شاہی کی نسبت زوال …
منقطع کیا گیا … منظر عالم مین نسبت ایک ادنی مزار کے بھی نہ ہوگی جیسا …

دونون شاہزادونکی صاحبان معزز سے صحبت اور اونکا شاہزادون کے گھر آنا اور احوال جو خطوط لندن سے معلوم ہوا

۱۱- اکتوبر ۱۸۵۶ء کو ایک بجے مرزا اسکندر حشمت و جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر قصر بلوری شاہی اجلاس جلوس خاص جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مقام سیڈنہم مین تشریف فرما ہوے - گاڑیان سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگوائین نواب جعفر علیخان نواب علیخان خویش نواب احمد علیخان رئیس رامپور و منشی محمد خواجہ سرا - باقی جلوس سواری ضروری کثرت اہل شہر سے بڑا ہجوم ہوا تماشاے عجیب سمجھکر سب جمع ہوے -

اوس مکان عالیشان کی رفعت و عظمت و نقش و نگار بوقلمون صفائی و شفافی جسے دیکھکر آئینہ کو حیرت آجاے اور زیب و زینت و آرایش اور آراستگی موزون ہر قسم کے لوازمات سے بتکلف تمام جسکے مشاہدے سے حیرت و استعجاب ہو کبھی کسینے کسی کہانی یا قصہ خیالی مین بھی ایسے پرستان کا رستانی نہ دیکھا ہوگا اور نسنا ہوگا زبان ماضیہ مین شعر مشہور شاہجہان آباد کے واسطے لکھا تھا وہ مختص ایسے مکان کے شایان ہے اور اوسکی مجموعی خوبی و صنعت قابل دید ہے نہ شنید ہر چیز کا بیان زبان حال سے ممکن نہین ** شنیدہ کے بود مانند دیدہ ** خلاصہ فرش پشمینہ قالین کشمیر جسکے وسط مین نقشہ یا نشہ کار زر دوز تھا جنرل صاحب کو از راہ آداب ایمانی پاؤن رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے صحن مین جاری اوسکی خوبی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادون کو کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب سے بھی وہان ملاقات ہوئی - برنڈن صاحب کے واسطے سے تعارفات ظاہری طرفین سے ہوئی ایک رفیق مرزا ولیعہد کہتے تھے کہ ایکدن جنرل اوٹرم صاحب اکیلے چھتری ہاتھہ مین لیکر باہر آئے خبر کہلا بھیجی کہ اوٹرم جسنے تمھارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھکر کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے ہرچند فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنؤ پیش آنا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے مرزا ولیعہد نواب محمد علیخان بام قصر پر گئے وہان تماشاے ارضی و سماوی دونو دیکھکر مرزا [illegible]

ملتوی رہا اب واگذاشت اور برخاست بہرہ بعض مکانات خاص سے کیے اور اوسی مجلس نامہ
مین تمھاری ملاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظوری خاطر مندرج تھی اوسکا
جواب عذر حالالت مزاج اقدس کیا۔ بعد اسکے بفہمایش منشی امیر علیخان بطریق دوستانہ
ازراہ بے تکلفی ہوسے اور تین لاکھ روپیہ شاید سرکار سے بعلت مکانات دیے گئے اب اختیار
قبضہ سرکار مین ہین۔

خطوط ولایت سے سبب اس تحریک اشتیاق ملاقات کا معلوم ہوا کہ صاحبان کورٹ آف
دائرکٹرس نے تجویز کیا تھا کہ اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بروقت ملاقات تصفیہ کشیر
مقدمات خاص کا بے مداخلت و مشارکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہوئی چنانچہ مظفر حسینخان
نے بھی بصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسیطرح نمانا
آئین گفتگو سے گستاخانہ بادشاہ سے بالمشافہہ ہوئی آخر کنارہ کش ہوے۔

مصلح السلطان انجم الدولہ اپنی بیٹی کی شادی کو جو میر یوسف علیخان کی بیٹی یعنے اونکی
بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے رخصت طلب ہوئی اور اسکے سوا مقدم اپنی مان کا دیدار
آخری منظور تھا مگر حسب الحکم فسخ عزیمت کیا اور اس باب خاص مین کچھ مرحمت بھی ہوا آخر
اپنے مختار کو لکھا کہ تم امر ضروری سے فراغت کر لو میرا آنا نہوگا یہان اونکی مان حسرت دیدار
مین مر گئین اور بیٹی بھی بعد شادی کے مر گئی خلاصہ جس ملازمین خاص نے درخواست لکھنؤ کے
آنے کی بالطبع ناگوار خاطر اقدس ہوتا تھا اور جو آیا پھر نہ گیا۔ چنانچہ شفاء الدولہ مصاحب
خاص بسبب علالت مزاج رخصت ہوکر لکھنؤ آئے پھر نہ گئے سبب بھی ایسا ہوا تھا اہتمام الدولہ
حیدر حسینخان باجازت لکھنؤ آئے تھے پھر نجا سکے بخیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ قلعے
سے مع الخیر دولتخانہ مقیم مین تشریف لائے ان دونون نے عرضداشت شرف
قدمبوسی کی حکم نہوا۔

نومبر ۱۸۴۶

اخبار لندن میل سے

مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

انسے ملاقات بھی نکی مرزا صاحب لکھنؤ آئے بعد اس ہنگامہ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کئی منزلین تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس رہے پھر کلکتہ پہونچے اندنون کہ بادشاہ قواعد مین تشریف رکھتے تھے مصلح السلطان نے عرضحال کیا پنشن سلطانی مقرر ہوا ہر روز ولیعہد کے گھر مین مجلس کرتے رہے ایکدفعہ پانچ ہزار روپیہ بھی سرکار سے عنایت ہوا ایران جانے کو ملا مگر اتفاق نہوا وہین انتقال کیا۔

پھر عہدہ جلیلہ سفارت حضور عالم نے منظفر حسین خان کنبوہ کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر کیا چند روز مامور رہے ایکدن صاحب سکرٹر اعظم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب مین دیا ناگوار گزرا معزول ہوئے انکو لوڈ صاحب کمشنر الہ آباد نے وقت رخصت دوستانہ سمجھایا تھا کہ تم مطمئن ہو اسے غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار کے کبھی متمنی نہونا خراب جاؤگے انکو طمع نفسانی کب چھوڑتی تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ نے انکی مفارقت ایسے سفر دور دراز کی گوارا نہ کی بلکہ کیا عجب تھا انکو اجازت گورنمنٹ سے ملتی کسواسطے کہ کلکتہ سے باہر بے اجازت نجا سکتے تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی تو اوروں سے کیا ہوا تھا جو انسے ہوتا۔ انجام کار تو یہ ہونا تھا جو ہوا پیسا چینی پھر اوٹھایا۔

حاجی توکل کا لندن سے کلکتہ آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرائے حبشی ہمراہی جنابعالیہ سے حسب الحکم مع شقہ خاص جناب موصوفہ کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہوئے خلوت مین عرضحال ولایت مشرحاً بیان کیا جو تحائف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محلصاحبہ کو دیے باقی کوئی احوال مفصل نہ کھلا کہ کیون آئے پھر وہ لکھنؤ مین آئے۔

۲۴ جمادی الثانی مطابق ۲۰ فروری روز جمعہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر حسب دستور حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین درباب مکانات چتر منزل وغیرہ تحریر ہوا تھا کہ برقنداز کوتوالی نے بہت تشدد سے دو ساعت مین مکانات شاہی کو خالی کروا لیا جو مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

سبحان اللہ وہی انبوہ رنگ کہا ہیچ ہے ع امور مملکتِ خویش خسروان دانند انثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی ودر۔

حضور عالم نے آقا سبحان جدید الاسلام مسمی آہنال ساہب قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو معززین و معتمدین گورمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ معرکہ کابل و قندہار مین سرکار مین بہت نیکنام اور لندن بھی گئے ہیں اراکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہین دستور ولایت سے خوب واقف ہین ہزار روپیہ ماہواری کا پنشن سرکار سے پاتے ہین لیکن طرفین سے کسی سبب سے یہ صورت نہوئی۔

جرنل محمد حسنخان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبرآباد سے کلکتہ بامید منصب سفارت شاہی گئے کس واسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی میں زبان انگریزی سے واقف ہوے تھے اور حکام کے نزدیک بھی اونکے طریق رفتار نسبت ہندوستانیون کے فی الجملہ پایہ اعتبار مین تھا لیکن بادشاہ نے بخیال خدمات ماضیہ حضرت عالمنزل مناسب وقت نسمجھا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہوئی ناکام پھرے دا سو روپیہ کی زیر باری سفر کے آنے جانے مین ہوئی بانی میر محمد رضا داروغہ جرنل صاحب۔

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے گئے تھے ایکدن سید حسین ثمیر مطلوب شاہی کو بخیری سے اپنی گاڑی مین سوار ہو کر جاتے تھے کہ داخل دردولت ہون دربان نے منع کیا کہ آپ گے۔ اسلئے کہ حکم حاضر ہونے کا نہین ہے گفتگو ہوئی۔ آخر مدد نا ع ہو کر پھر گئے پھر حضور عالم سے رخصت ہو کانپور چلے آئے ہر چند بادشاہ نے فرمایا کہ اونکے واسطے ممانعت نہین تھی لیکن وضعداری پر کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث عبث زیر بار ہوے۔

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسینخان منجم سلطانی کی معرفت چاہا کہ کچھہ رسوخ حسن خدمت سرکار نواب خاص محل صاحبہ مین کیجیے چنانچہ انکی معرفت کچھہ فروخت طلا القیمت مناسب نسبت اور دون کے ہوا دو سو روپیے انکو بھی تکلیف خرچ سمجھکر دیے اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کلکتہ پھر زاد راہ سفر دے کر روانہ کلکتہ ہوے جب ناکام پھر آئے

انسے ملاقات بھی نکی مرزا صاحب لکھنؤ آئے بعد امن ہنگامہ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کئی منزلین
تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس زیارت سے پھر کلکتہ پہونچے اندنون کہ بادشاہ
قاہرہ مین تشریف رکھتے تھے مصلح السلطان نے عرض حال کیا پنشن ماہانہ مقرر ہوا ہر روز اپنے
گھر مین مجلس کرتے رہے ایکدفعہ پانچ ہزار روپیہ بھی سرکار سے عتبات عالیات جانیکو ملا
مگر اتفاق نہوا وہین انتقال کیا۔

پھر عہدہ جلیلہ سفارت حضور عالم نے مظفر حسین خان کنبوہ کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر کیا چندروز
مامور رہے ایکدن صاحب سکرٹر اعظم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب مین دیا ناگوار گذرا معزول
ہوے انکو لارڈ صاحب کمشنر الہ آباد نے وقت رخصت دوستانہ سمجھایا تھا کہ تم مطمئن ہوا سے
غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار کے کبھی متمنی نہونا خراب جاوگے انکو طمع نفسانی کب چھوڑتی
تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن کا بھی کیا تھا لیکن بادشاہ نے انکی مفارقت ایسی ضرورت سے گوارا
نہ کی بلکہ کیا عجب تھا انکو اجازت گورنمنٹ سے نملتی کسواسطے کہ کلکتہ سے باہر بے اجازت نجاسکتے
تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی تو اورون سے کیا ہوا تھا جو انسے ہوتا۔ انجام کار تو یہ ہونا تھا
جو ہوا پیسا چہیتی پھر اوٹھایا۔

حاجی توکل کا لندن سے کلکتہ آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرائے حبشی ہمراہی جناب عالیہ سے حسب الحکم مع شقہ خاص جناب موصوفہ
کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہوے خلوت مین عرض حال ولایت مشرحاً بیان کیا جو
تحائف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محل صاحبہ کو دیے باقی کوئی احوال مفصل نکھلا
کہ کیون آئے پھر وہ لکھنؤ مین آئے۔

۲۴ جمادی الثانی مطابق ۲ فروری روز جمعہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر [illegible]
حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین درباب مکانات چھتر منزل وغیرہ تحریر ہوا
تھا کہ برقندار کوتوالی نے بہت تشدد سے دو ساعت مین مکانات شاہی کو خالی کروا لیا جو
مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

سبحان اللہ وہی انبوہ رنگ کہلا بیچ ہے ع امور مملکت خویش خسروان دانند مثل مشہور
ہے جو دیتے تھے وہی رد۔

حضور عالم نے آقا سبحان جدید الاسلام مسمیٰ ابن ال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو
مقربین و معتمدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ معرکہ کابل و قندہار مین سرکار
مین بہت نیکنام اور لندن بھی گئے ہین اراکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہین دستور
ولایت سے خوب واقف ہین ۰۰ ر روپیہ ماہواری کا پنشن سرکار سے پاتے ہین لیکن
طرفین سے کسی سبب سے یہ صورت نہوئی۔

جرنل محمد حسنخان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبرآباد سے کلکتہ بپابند منصب سفارت شاہی
گئے کسواسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی مین زبان انگریزی سے واقف ہوے تھے اور حکام
کے نزدیک بھی اونکا طریق رفتار نسبت ہندوستانیون کے فی الجملہ پایہ اعتبار مین تھا لیکن
بادشاہ نے بخیال ضدہات ماضیہ حضرت خلد منزل مناسب وقت نجانا اس جہت سے نوبت
ملازمت بھی نہولی ناکام پھرے ۱۵ سو روپیہ کی زیرباری سفر کے آنے جانے مین ہوئی بانی
میر محمد رضا داروغہ جرنل صاحب۔

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے
گئے تھے ایکدن سید حسین شیر معطوب شاہی کو بیخبری سے اپنی گاڑی مین سوار ہو کر جاتے تھے
کہ داخل در دولت ہوئے دربان نے منع کیا کہ آپ کے واسطے حکم حاضر ہونے کا نہین ہے گفتگو
ہوئی۔ آخر بد دماغ ہوکر پھر گئے پھر حضور عالم سے رخصت ہو کانپور چلے آئے ہرچند بادشاہ نے
فرمایا کہ اونکے واسطے ممانعت نہین تھی لیکن وضعداری پر کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث
عبث زیربار ہوے۔

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسینخان منجم سلطانی کی
معرفت چاہا کہ کچھ رسوخ حسن خدمت سرکار نواب خاص محل صاحبہ مین کیجیے چنانچہ انکی معرفت کچھ
فروخت طلا القیمت مناسب نسبت اور دن کے ہوا دو سو روپے انکو بھی پر تکلیف خرچ سمجھکر دیے
اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کلکتہ پھر زاد راہ سفر دے کر روانہ کلکتہ ہوے جب ناکام پھر آئے

تم سے بہر حال اطمینان خاطر رہا یون ہے-
ایک حکمنامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نور الدین احمد کو بتاکید و ترتیب کوا غذات اور مستعد ہونے کار و بار سرکار مین فقط- ۱۲- ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ روانہ ولایت ہوا-
بعد روانگی جنابعالیہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ با دولت و اقبال نے بسبب علالت مزاج سفر دریاے شور مناسب نہ سمجھا کلکتہ مین رہنا بہتر جانا مگر جنابعالیہ جرنیل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو بمنزلہ ذات خود سمجھ کر بجماعت ہمراہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے لازمہ محبت ہے یہ کہ جو مقتضاے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے اراکین سلطنت باحسن طریق پیش آئینگے کہ موجب تسکین شکستہ دلون کا ہوگا-
نواب گورنر جنرل بہادر نے اوسکا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیازمند کو روانگی اقرباے قریب اوس والا دودمان سے مطلق آگاہی نہین ہوئی لہذا بموجب ایماے شریف حکام سلطنت ولایت کو درباب حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کسیطرح کی تکلیف نہوگی-
کہتے ہین کہ قبل از روانگی جنابعالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ ظاہری سے روانگی منزل مقصود مین توقف ہو جاتا-
جس دن سے حضور عالم کلکتہ مین شرفیاب پابوس شاہی ہوے جو مقتضاے تدابیر امکان بشری تھا عرقریزی اور جانفشانی سے قصور نکیا لیکن چارۂ تدبیر بشری بہر حال تقدیر سے مجبور ہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہواخواہان روابط ظاہری اور تعارفات کا آمدنی اکثر حکام عالیشان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب سکرٹر اعظم اور نواب گورنر جنرل بہادر سے مقام خلوت مین ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعد رہائی قلعہ ہر ہفتہ مین صاحب سکرٹر کے پاس جانا لازم رہا اور بے اجازت سرکار کہین جابھی نہین سکتے وہی صورت فہمائش جنرل اوٹرم صاحب بادشاہ سے رہی اور سطرح کے نشیب و فراز دنیا سے توضیح عرض کیا لیکن منشۂ عبودیت مرضی قدس سے بالاتر نہین ہوتا اس جہت سے معذور ہوکر کنارہ کش ہوئی منشی صفدر کشمیری منصرم کاروبار سلطانی ہوے اور آخر کار ذوالفقار الدولہ وغیرہ کے سمجھانے سے بادشاہ نے راضی نامہ دیا اور لاکھ روپیہ ماہواری پر راضی ہوے

ایک فرمان اردو مین جرنل صاحب کو اس مضمون سے کہ تمھارے ساکت و خاموش رہنے سے
اور عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مردم عوام کا شوری خاص مین داخل ہونا۔
اور اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب وحیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ
حسب الحکم ہذا جو بتصریح لکھا ہے بجالاوین اور جو لوگ غیر معتمد ہین انھین جلد روانہ کلکتہ کر و
ما بدولت کو جو کچھہ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے تمھین بخوبی سمجھا دیا ہے اور
مرزا ولیعہد بجاے تمھارے فرزند کے ہین کسواسطے کہ بھتیجے اور بیٹے مین کچھہ فرق نہین۔ اور
غالب ہے کہ وہ بھی از راہ سعادتمندی تمھاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے کہ سراسر موجب میری
خوشی کا ہے جواب کتاب بلیو بک بہت تصریح و توضیح سے لکھہ کر بھیجا ہے چاہیے کہ موافق تحریر
مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام پہونچانا اور اگر احیاناً کسی مقدمہ خاص مین جوابدہی سے
عاجز ہو اوسے حضور اقدس پر محول رکھنا۔ یہانسے اوسکا جواب شافی جاے گا۔
محبت نامہ اور ایک جلد کتاب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو بھیجی ہے وزیر اعظم کے واسطے سے
گذرانتا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس البرٹ کو دینا اور تین سو جلد
اور بھیجی ہین جسے قابل اور مشتاق دیکھنا دینا۔
ایک انگریز جلیل القدر خاندان عالی مترجم زبان فارسی واردو وکمال مندین اوسا مین مقرر
کرو جو اپنی طرف سے کسیطرح کا دخل وتصرف نہ کرسکے اور ہم۔ لاکھہ روپیے جو آگے بھیجے ہین
واسطے مصارف لابدیات روزمرہ کے اوسکے صرف بیجا کا خیال رہے فقط
ایک عریضہ اردو مین جنابعالیہ کو کہ آپ بہر صورت مالک ومختار مابدولت ہین۔ اور
توضیح بعض مقدمات کی تھی۔
ایک فرمان مرزا ولیعہد بہادر کے واسطے مشعر اطاعت وفرمانبرداری جرنل صاحب اور ملاقات
عائد ولایت مین۔
حکمنامہ مولوی مسیح الدینخان کو کہ تمھاری بیدلی اور برخاستہ خاطری سے باعث استعجاب خاطر
اقدس ہوا لازم ہے کہ سب مقدمات کو حسب الحکم تقویم مین منضبطہ بکمال دیانت وامانت خیرخواہی
بکمال رہنے بجا اگر مستعد بجا آوری احکام منظام رہین اور کسیطرح کا خدشہ اپنے دل مین نکرو

جرات علیخان جو بسبب ناک کٹنے چشم زخم سے قافلہ کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی تھبالی
ناخدا سے جہاز چوتھے شیخ علی امجد مردمسن جہاندیدہ خواجہ سراؤن کی تجویز سے پانچوین بزرجی
پارسی بادشاہ سے رنج خدشہ خاطر اقدس کو منشی میر باقر علی معتمد نواب منورالدولہ کو امین سمجھکر
محض تحقیقات کو جہاز پر بھیجا کہ تم جاکر بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص مشخص سے
ولایت کو جاتا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر تھا کسواسطے کہ اونکے
کردار سے خوب واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جاکر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھ سے اور میان
جرات سے میر صاحب کو پوچھا جسنے جواب دیا یہان تو نہین ہین یعنے یہان ہم ہین منشی جی
بھی دم کھا رہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب کو
بمنت سمجھا چکے تھے کہ ازبرائے خدا میرا نام نہ بتانا ورنہ میرا سارا کام بگڑ جائے گا خلاصہ ایسے
امور سے درگذر کرنا بہتر غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جرات بہت بیمار ہوے میان کو شدت
خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ پہونچے لندن سے منہ موڑا سوئز سے
بہزار خرابی کلکتہ آئے وہانسے ناکام بیمار لکھنؤ جیتے جی پہونچے میان جرات اچھے ہوکر مع شرکیے چار یار
جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہوے۔

جب حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدینخان نے یہ دیکھا تو سوچے کہ کرایے کا گھر لیکر علحدہ رہے
اور اپنی آبرو وعزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے مقتضائے شرافت وایمان
یہ ہے کہ بدل وجان حتی الامکان نیکنامی سے ہر امر کو بجا لاؤن اب حال صحبت کا یہ ہوگیا ہے مبادا
میرے واسطے کوئی صورت الزام بدنامی سے پیدا ہو لہذا ایسی صحبت سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر
پہلے عرضحال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ اسقدر ہے کہ کلکتہ پہونچ جاؤن
پس اگر چند روز مین یہ خرچ ہوچکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا خلاصہ ان وسوسون سے
بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اس عرصے مین میجر برڈ صاحب نے اپنی جد وجہد سے باگ ڈور کی
سید عبداللہ بھی کنارے رہے اسکے پیشتر یہ بھی داخل صاحبان کونسل ہوے تھے بلکہ وہین رہتے
تھے بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوے جلیس الدولہ بھی الگ ہوگئے ان جیلے سے
میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوے انکے حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جنرل صاحب

نے جب یہ حال دیکھا باعث تشویش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مختلف کو پہونچنے لگے اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر سے بھی لوگون کی جہت سے امر خلاف ہونے لگے خلاصہ بہر صورت عافیت تنگ ہوئی لیکن جنرل صاحب از بسکہ جناب عالیہ کی اطاعت جیسے زیادہ مثل جنت مکان کے کرتے تھے بجز سکوت کے کچھ نفرماتے تھے آخر کار مشروحاً یہ سب عرض حال بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف آراے مشیران قدیم وجدید کھل گیا حاسدین اور منافقین جو در کمین اپنی گھات مین لگے ہوے تھے وہ شماتت کرنے لگے ایسے مقدمات کی زیادہ توضیح کی کچھ احتیاج نہین کسواسطے کہ اسی اختلاف نے لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جنرل صاحب نے مسیح الدین خان کی بہت دلجوئی فرمائی اور عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور صلاح کار اور مشیران خاص کی بادشاہ کو روانہ کی اور تکلیف خرچ لابدیات کو بھی لکھا۔ مرزا ولی عہد بہادر نے ہدایاے تحفہ حضرت کو ارسال کیے اور باقر علی اور ہرمزجی پارسی کلکتہ پھر آیے —

فرمان وحکمنامجات بادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیرنگی احوال کی نظر اقدس سے گذری ہر ایک کو فرمان وحکمنامہ تاکید بلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلیو بک جنرل سلیمن صاحب مشعر خرابی وبدانتظامی سلطنت جو [illegible] لکھی تھی بھیجا چنانچہ ایک جلد بتکلف جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے واسطے مع محبت نامہ جسکا مضمون ظاہری یہ تھا کہ بعد حمد ونعت موافق دستور زمانہ شاہانہ اور بیان شکریہ اس سلطنت نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھ احوال انتزاع سلطنت ابتدائً کمپنی انگریز بہادر کا تجویز لارڈ ڈلہوزی صاحب بر طبق احوال مظنون صاحبان رزیڈنٹ لکھنؤ اور بربادی وخرابی مال واسباب خانگی اور تباہی وپریشانی رعایا ورئیسان شہر اور آوارہ وطن ہونا اپنا ابھی اس بے سروسامانی سے اور نسبت علالت مزاج خود کلکتہ مین رہجانا اور جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولی عہد بہادر کو استغاثہ کو بھیجنا اور جواب بلیو بک جسے صاحبان پارلیمنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین یہ سب بتوضیح تمام لکھا گیا۔

جرات علیخان جو بسبب اُنکے ستم ظریف شدہ تانشہ کرتے تھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بالی
ناخداے جہاز ہوتے تھے شیخ علی امجد مرد مسن جہاندیدہ خواجہ سراؤن کی تجویز سے پانچوین ہزار روپ
پاس بادشاہ نے بغرض خدمت ... میر باقر علی معتمد نواب منورالدولہ کو اپنی جگہ
مختص تحقیقات کو جہاز پر بھیجا کہ تم بار بخشیم خود دیکھو اور ان لوگون کو کون کون اشخاص مشتمہ سے
ولایت کو جاتا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ منشی میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر تھا کسواسطے کہ اونکے
کردار سے خوب واقف تھے غرض منشی جب جہاز پر جا کر شیخ کستے تھے کہ تو مجھ سے اور میان
جرات سے میر صاحب کو پوچھا تھا جواب دیا یہان تو زمین میں بیٹھے جہان ہم اپنا منشی جی
بھیجے ہم کھا رہے ہیں حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب کو
بہت سمجھا چکے تھے کہ از براے خدا میرا نام نہ بتانا اگر یہ اسرار کا نام بتاؤ گے تو ... ایسے
امور سے درگذر کرنا ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ بھی میان جرات بہت بیمار ہوے میان کو نسد
نارسی نے جان سے تنگ کیا شیخ بھی قریب مرگ پہونچے لندن سے منہ موڑا موذی سے
بڑا خرابی کا لکتہ آے رحمت ... لکھنؤ پہنچے تو پہنچے میان جرات اچھے ہو کر ... بار بار
جسطرح مذکور ہوا داخل تعلقہ سلطانی ہوے ۔

جب حال صحبت اخیار مولوی مسیح الدینخان نے دیکھا تو ڈرے۔ وجہ کہ ایسے گھر ہے کہ ملکہ ...
اور اپنی آبرو عزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے مقتضاے شرافت و ایمان
یہ ہے کہ بدل و جان تکملا ... نیکنامی سے ہراد کرو یا اون اب حال صحبت کا یہ ہو گیا ہے مبادا
اسی واسطے کوئی صورت الزام بدنامی سے پیدا ہو لہذا ایسی صحبت سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر
پیشتر عرضحال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ اسقدر ہے کہ کلکتہ تک پہونچ جاؤن
پس اگر چند روز مین یہ خرچ ہو چکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا نظر بران وسوسون سے
بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اس عرصے مین میجر برڈ صاحب نے اپنی جد و جہد سے بالکل
سید عبداللہ بھی کنارے رہے اسکے پیشتر بھی داخل صاحبان کونسل ہوے تھے بلکہ وہان رہتے
تھے بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوے جلیس الدولہ بھی الگ ہو گئے ان جیسے
میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد بیش ہوے انکے حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جب

سے ترتیب دیا اور کچھ باعث [illegible] ہوا اور فرمایا بادشاہ نے [illegible] مختصر کچھ [illegible]
سے [illegible] کچھ [illegible] مرزا [illegible] بہادر سے [illegible] لوگوں کی [illegible] سے [illegible] ہوئے
[illegible] صورت [illegible] وقت [illegible] صاحب [illegible] کی [illegible] جیسے
[illegible] سے [illegible] کچھ [illegible] کچھ [illegible] سے [illegible] حال
[illegible] صورت [illegible] اور [illegible] سے [illegible]
[illegible] اور [illegible] میں [illegible] ہوئے تھے [illegible]
[illegible] کی [illegible] کچھ [illegible] کہ اس [illegible]
[illegible] صاحب نے [illegible] بہت [illegible] اور
[illegible] اور [illegible] اور [illegible] بادشاہ
[illegible] مرزا [illegible] بہادر [illegible] حضرت کو
[illegible] اور [illegible]

فرمان [illegible] بادشاہ لندن کو

جب [illegible] کے [illegible] ایک [illegible]
[illegible] اور جواب [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] مضمون [illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible] اور کچھ احوال [illegible] سلطنت [illegible]
[illegible] انگریز بہادر [illegible] صاحب [illegible] صاحبان [illegible]
اور [illegible] اور [illegible] اور [illegible]
[illegible] اس [illegible] اور [illegible] مزاج [illegible] کلکتہ میں [illegible]
اور [illegible] صاحب مرزا [illegible] بہادر [illegible] کو بھیجا اور جواب [illegible] جیسے [illegible]
[illegible] اور ارکان دولت [illegible] انصاف [illegible] سب [illegible] تمام [illegible] کیا۔

جرات علیخان جو بسبب ناک کے چشم زخم سے قافلہ کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بہائی
ناخداے جہاز جو تھے شیخ علی امجد مرد مسن جہاندیدہ خواجہ سراؤن کی تجویز سے پانچوین ہر فرقہ
پارسی بادشاہ نے بخوف خدشہ خاطر اقدس کے منشی میر باقر علی معتمد نواب منور الدولہ کو اپنی جگہ
محض تحقیقات کو جہاز پر بھیجا کہ تم ہمارو بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص مشخصہ سے
ولایت کو جاتا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر تھا کسواسطے کہ اونکے
کردار سے خوب واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جاکر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھ سے اور میان
جرات سے میر صاحب کو پوچھا ہمنے جواب دیا یہان تو نہین ہین یعنے یہان ہم ہین منشی جی
بھی دم کھا رہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کرنا تھا اور میر صاحب کو
بمنت سمجھا چکے تھے کہ ازبراے خدا میرا نام نہ بتانا ورنہ میرا سارا کام بنا بگڑ جاے گا خلاصہ ایسے
امور سے درگذر کرنا بہتر ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جرات بہت بیمار ہوے میان کو شدت
خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ پہونچے لندن سے منہ موڑا سوئز سے
بہزار خرابی کلکتہ آئے وہانسے ناکام بیمار لکھنؤ جیتے پہونچے میان جرات اچھے ہوکر مع شریک چاریار
جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہوے۔
جب حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدینخان نے یہ دیکھا تو ڈرے۔ وپیہ کرایے کا گھر لیکر علحدہ رہے
اور اپنی آبرو و عزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے مقتضاے شرافت و ایمان
یہ ہی کہ بدل و جان بکمال نیکنامی سے ہر امر کو بجا لاؤن اب حال صحبت کا یہ ہو گیا ہے مبادا
میرے واسطے کوئی صورت الزام بدنامی سے پیدا ہو لہذا ایسی صحبت سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر
پہلے عرضحال کرنا بادشاہ سے مناسب تھا اور ابھی میرے پاس خرچ اسقدر ہے کہ کلکتہ پہونچ جاؤن
پس اگر چندروز مین یہ خرچ ہو چکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا۔ خلاصہ ان وسوسون سے
بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اس عرصے مین میجر برڈ صاحب نے اپنی جد و جہد سے ہاگ وکی
سید عبد اللہ بھی کنارے رہے اسکے پیشتر یہ بھی داخل صاحبان کونسل ہوے تھے بلکہ وہین رہتے
تھے بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوے جلیس الدولہ بھی الگ ہو گئے ان جلیسے یہ
میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوے انکے حال سے بھی ہر شخص واقف تھا جب نل صاحب

صحن خانہ مین ٹہل قدمی کیا کرتے تھے لیکن واقعہ شہر ۱۳ اگست کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ بازار مین اسباب خریدتے پھرتے تھے دن بھر اسمین غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے ہم سمجھے کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ ہمنے اپنی مدت قیام لندن مین کسی بچے کے رونے کی آواز نہین سنی پکارنا اور چلانا کیسا یہ انتظام شہر ... آب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام باعلیشان ... تھا کہ شہر پایہ تخت شاہی مین اوس سے زیادہ ہوتا مگر ذوالکوئی استقبال کو نہ نکلا ... خیال مین آتے ہین کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نجانا ہو دوسرے یہ کہ ... جسکی تصدیق خاص و عام نے باتفاق کی اور رعایاے خاص شہر دار ... اور منصف ہین کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہین کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب ... دام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور ... ہوے ہون واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہین اسکے سوا سبب قریب عشرہ محرم ... کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدینخان نے متواتر عرض کیا کہ پہلے حضور کا شہر مین قدوم ہو کر حکام کو بطریق مناسب تکلیف استقبال دون اور یہ امر کچھ دشوار نہین اکثر صاحبان عالیشان کی چٹھیان میرے پاس ہین بہرحال منظور خاطر ہوا اور ایک اور امر ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا جلیس الدولہ اوس سے بگڑ گئے پھر منشی نے عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا مناسب حال نہین اور اگر یہی منظور ہے تو اوسکے جواب کا انتظار کیجیے غرض اب اختلاف آرا اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا۔ اقبال نے یہان سے پہلوتہی کی۔

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد پندرہ دن کے روانگی قافلہ شاہی کی جب جہاز مسماۃ ہندوستان سوئز کو جانے لگا۔ پانچ شخص اور لندن کے بھیجنے کی تجویز ہوئی ایک میر اولاد علی منجملہ مشاہیر لکھنؤ جنھون نے اپنا خطاب فرزند علیخان لوگونکے رفع اشتباہ اور رفع منازعہ خاص کے واسطے ... کیا تھا دوسرے ...

شروع ہوئین اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے اوٹھ کھڑے
ہوے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالیشان بھی اوسی تعظیم و تکریم سے [illegible]
سر جھکا کر رخصت ہوے پھر اسکے بعد اور صاحب آئے اوسی طریق سے ملاقات کی رخصت ہوے
شاہزادون کے بشرے سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی۔

۴ بجے ۳۰ میم اوس شہر کی حاضر خدمت جناب عالیہ ہوئین برڈن صاحب کی بی بی اور ایک
اور میم جو مدت تک کانپور مین رہی تھی یہ دونون مترجم تھین جب میم آئین جناب عالیہ بنگلہ پر تھین
ما اور خاص عورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بھاری اوڑھے تھین لباس جناب عالیہ
سب سے زیادہ عمدہ و زیب گوش ہوش دو بجلیان تھین اپنے بیٹے اور پوتے سے بہت اشبہہ
تھین اور حسن صورت بہت اخلاق سے میم سے پیش آئین لیڈی ہارڈوک سے فرمایا افسوس ہے
کہ مین تم سے انگریزی مین بات نہین کرسکتی یہ صحبت بھی ربع ساعت تک رہی اس عرصے مین
دونون شاہزادے بھی آکر شریک صحبت ہوے اور اپنی ماں کے پہلو مین بیٹھے۔

تین حکیم پانچ منشی ساتھ تھے۔ شاعر نے حسب حال وقت خوش کہا ہے۔
رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند * چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند * اگر بچشم غور و انصاف دیکھی
تو ایسی صحبت بھی لندن مین قابل یادگار ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اسکا انجام کار نہوا۔

سو تھمٹن سے روانہ ہونا لندن مین پہونچنا

۱۸۵۶ء

قافلہ شاہی ۲۴ اگست وقت شب مطابق ۲۰ ذیحجہ شنبہ کو ریل پر سوار داخل لندن ہوا اور کمال
اہتمام سے پردہ داری سواری ہوئی۔ اہل شہر نے ہجوم کیا ہرچند چاہا کہ دیکھین لیکن کوئی دیکھنے
نپایا جب سرا سے چلنے لگے لوگون نے مثل دستور ہند سر پر ہاتھ رکھ خدا حافظ کہا ایک تمام میں
درجہ اول ۲ درجہ دوم باقی دو اور درجہ سوم کی تھین ۱۱۰ آدمی ساتھ تھے یہان سو سندوت
بار ہزار روپیہ کرایہ وائٹ صاحب مہتمم سرا کو دیا جب داخل ہارلی ہوس جو شارع عام جدید متعلقہ
ڈیوک برنسوک ہے ۵ ہزار روپے کرایہ سالانہ کا لیا اور ہائفرڈ ہوس متعلقہ جو اس سے عمدہ
و مثل ہزار سالانے کا تھا لینا ناپسند ہوا ہوشیمہ مرزا ولیعہد جنرل صاحب کو کسی نے دیکھا اگرچہ

صحن خانہ مین چہل قدمی کیا کرتے تھے پس واخلہ شہر ۳۱ اگست کو ہوا بالا زمین مترجم کے ساتھ بازار مین اسباب خریدتے پھرتے تھے ون بھر اسمین غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے [illegible] کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ ہمنے اپنے [illegible] قیام لندن مین کسی بچے کے رونے کی آواز نہین سنی پکارنا اور چلانا کیسا [illegible]

اب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام با حشمتام [illegible] پای تخت شاہی مین اوس سے زیادہ ہوتا مگر نہوا کوئی استقبال کو نہ نکلا [illegible] خیال مین آتے ہین کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نجانا ہو دوسرے یہ کہ پرلی کی [illegible] جسکی تصدیق خاص و عام نے باتفاق کی اور رعایا سے خاص شہر دار [illegible] اور منصف ہین کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہین کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب [illegible] وام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور [illegible] ہوے ہون واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہین اسکے سوا سبب قریب عشرہ محرم [illegible] کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدینخان نے متواتر عرض کیا کہ پہلے حضور نا کہ شہر پر ٹھہرین فدوی داخل شہر ہو کر حکام کو بطریق مناسب تکلیف استقبال دون اور یہ امر کچھ دشوار نہین اکثر صاحبان عالیشان کی چٹھیان میرے پاس ہین بہرحال منظور خاطر نہوا اور ایک اور امر ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا جلیس الدولہ اوس سے بگڑ گئے پھر منشی نے عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا مناسب حال نہین اور اگر یہی منظور ہے تو اوسکے جواب کا انتظار کیجیے غرض اب اختلاف آرا اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا۔ اقبال نے یہان سے پہلو تہی کی۔

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد پندرہ دن کے روانگی قافلہ شاہی کی جب جہاز مسماۃ ہندوستان سوئز کو جانے لگا۔ پانچ شخص اور لندن کے بھیجنے کی تجویز ہوئی ایک میر اولاد علی منجملہ مشاہیر لکھنؤ جنہون نے اپنا خطاب فرزند علیخان لوگونکے رفع اشتباہ اور رفع منافات خاص کے واسطے [illegible]

ایسے دوست صادق کا لے لیوے لیکن تم مستفسر ہوگے کہ کس حیلہ و حجت ظاہری سے لیا اوسکا
جواب دیتے ہین کہ رعایاے ملک اودھ سالہاے دراز سے حکام اودھ کے جبر و تعدی مین تھی
اونکی عافیت و نجات کے واسطے ہمنے لے لیا ہے ایہا الناس ای میرے ہم شہریو فرض کرو کہ اگر
بادشاہ فرانس یا کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہو عہد شکنی کرے اور تخت
و تاج ملکہ معظمہ دام اقبالہا لے لیوے اس بہانے سے کہ اونکے ملک مین بے انتظامی ہے کیا تم
گوارا کروگے بلکہ تم اوسکا جواب دوگے کہ ہم آپ سمجھ لین گے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھارے گھر مین
مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر اگر چھین لے آیا اسے گوارا کروگے سبنے باتفاق
جواب دیا نہین۔
بعد اسکے میجر بڑ نے کہا ایہا الناس۔ تمنے حفاظت دو اضلاع کوچک ترکستان کے واسطے خون
اپنا حلال جانا اسواسطے کہ جور و بدعت سے روسیون کے اور ہر کرور ہا روپیہ خرچ کیا اسطرح کب
گوارا کروگے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت اودھ ملک تعجب ہے
زیادہ نہین ہے جو بادشاہ وہانکا تھا ہماری ملکہ معظمہ کا ہے سبھون نے جواب دیا نہین پھر صاحب نے
کہا آیا تم اس جبر صریح کا انصاف نکروگے مین تم سے چشمداشت انصاف رکھتا ہون اور خاندان
عالیشان تم سے اعانت و امداد چاہتا ہے پس اگر تمھین اعانت و امداد منظور ہے میرے ساتھ ہو ہرہ
ہرا کہو خلاصہ سبھون نے ہرا کہا اور اس اشان پسندیدہ سے بہت متعجب اور معقول ہوے۔
میجر صاحب نے یہ داستان زوال سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ چیت سنگہ بنارس یا اعانت جنگ
سیگو اور نیپال لارڈ ہاٹز صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ استعجاب ہوتا مگر اب جو نتیجہ انجام کار
ہوا کیا فائدہ تھا اگر اسکا فی الحقیقت انصاف ہوتا تو ہرا کہنا صادق آتا۔
میر جعفر علیخان بہادر رئیس سورت مرزا علی اکبر خان بہادر اونکے منشی حیدر جنگ بہادر مندراسی
حافظ صدر الاسلام مندراسی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابراہیم ناگپوری یہ سید لندن سے
شاہزادون کی ملازمت کو آئے تھے جناب عالیہ سرا کے درجہ اول کے کمرے مین تشریف رکھتی تھین
چارون طرف اوٹ پر دے کے تھے بالاخانے کی راہ اونھین کمرون کے دروازون سے تھی۔
چنانچہ رات کو لوگون نے ملازمت چاہی لیکن اوٹ کے حائل ہونے سے راہ نپائی اور سیج دالان کی

کی تھی کہ اگر دروازے کمرے کے کھلجاتے تو بھی کچھ نظر نہ آتا۔ پس جنابعالیہ نے لوگون کیواسطے اپنی تکلیف گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کرلیا اور جھلملیان ون رات بند رہتی تھین دروازے پر خواجہ سرا سرگرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات محلدارین باہر آتی جاتی تھین اہل شہر اس قرینے کے دربار ہندوستانی سنے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت گرد مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم دوشالہ پوش نظر آتے تھے اور قدوخانہ ملازمین کو خالی کردیا تھا اندر کے کمرون مین معززین رہتے تھے نوکر چاکر دن بھر بازارون مین پھرتے تھے۔ میوہ جات مرغ وغیرہ خوا کہات مول لیتے تھے بٹوون مین روپیہ رکھتے تھے۔

۲۲۔ اگست مطابق ۲۱۔ ذیحجہ روز شنبہ مشہور ہوا کہ صاحبان عالیشان جو معززین ہین اور سیم شاہزادون و جنابعالیہ سے ملاقات کو آئین گے دروازے پر مجمع انبوہ خلائق ہوا لیکن سواے زمیندار جاگیردار اور امرا اور اعزاے ولایت دوسرے کو اجازت حضوری نہوئی اور بعد ۲۔ بجے دنکو ملاقات پایا اور ۴۔ بجے ملاقات جنابعالیہ۔ آمین کثرت لوگون کی عمارت کے سامنے بہت ہی ہوگئی اور پردگیان عصمت کے دروازے پر بخط فارسی انگریزی لکھکر لگا دیا کہ گورے اندر داخل نہون۔ چوبدار عصاے سنہری روپہلی لیکر اہتمام کو کھڑے ہوے برنڈن صاحب اجرس صاحب مترجم حاضر ہوے اور سواے امرا کے کسیکو اجازت داخلی نہوئی۔ اور دربار بالاخانے پر ہوا کسواسطے کہ شاہزادے وہان تشریف رکھتے تھے اور ملازمین زینے پر کھڑے ہوے صاحبونکی رہنموئی کے واسطے جب ۳۔ بجے پہلے میجر برڈ صاحب شاہزادون کے پاس گئے اوسوقت دونون شاہزادے کمرۂ خاص مین ٹہل رہے تھے مرزا ولیعہد کا لبادہ کارچوبی طلاے مغرق سرخ رنگ کا جرنل صاحب کا آبی روپہلی تاج شاہانہ مکلل بجواہر سر پہ شمشیر ولایتی مغرق پرتکلف زیب کمر تھی خواجہ سراے حبشی پیچھے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میجر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال تہذیب سے سلام کرکے دوسرے کمرے مین جاکر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل پر بیٹھے اور صاحب کرسیون پر اس مجمع مین ارل آف ہارڈوک اور اونکی لیڈی پارک واے کونٹ لیسیبٹن اڈمرل آس گفت سر جارج سیل سر جارج جرنل پالک انواے لکھنو جو زمان جنت مکان مین رزیڈنٹ تھے اور اونکی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جرنل صاحب اور جرنل پالک مین باتین ہندوستانی

سعادت مین جلوہ افروز ہوئین اوسوقت سب خاص و عام بنے . تفاوق چلا کر انتہا خوشی کہا
جیسے حالت مسرت و سرور مین کہتے ہین ایک شخص نحیر کو چ بخش پر جا بیٹھا اوسسے اوسیوقت
اوتار دیا میجر برڈ صاحب نے عرض کیا انڈرو صاحب کو قوال نہم سلام کرتے ہین حضور جھلیلیے
سے ہاتھ نکالکر موافق رسم ولایت مصافحہ فرمایا بعد اسکے مسافت راہ طے کرکے رایل پارک
ہوٹل یعنے سرا مین داخل ہوئین کاروانسرا ے ولایت بہت عمدگی سے آراستہ ہوتی ہین جسمین
امرا سلاطین اوترتے ہین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مثل سرا ے خرابہ ہندوستان ـ
آسکے بعد انڈرو صاحب اور امراے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی داد خواہی کو
گیا تھا استقبال شاہزادون کے لیے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی پھر
جہاز سے اوترکر چار گھوڑے کی گاڑی پر سوار ہوے میجر برڈ صاحب اوسی گاڑی مین پیشیر و بیٹھے
جنرل صاحب تماشاے خلق پر کم متوجہ ہوے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریباً ۵ فیٹ ۱۱ انچ
کاتن لاغر ۲۰ برس سے زیادہ سن شباب نہین معلوم ہوتا تھا گندم گون ـ روشن چشم صاحب
ذہن وذکا معلوم ہوتے تھے اونکے عم نامدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی بہت عمدہ
شاہانہ جواہر بیش بہا پہنے تھے خلائق انکی تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہوکر بعضون نے خرا
کہا مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ و راست دیکھنے لگے جنرل صاحب نے متبسم ہوکر موافق دستور
ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سرا ہوے ـ راہ مین خواص کس ران تھے ـ یہان بھی
اوس سے زیادہ کثرت اژدہام تھی میجر برڈ صاحب دونو شاہزادون کو سرا کے کوٹھے پر لیگئے
سب سے مخاطب ہو داستان اودھ بزبان شیرین بیان کیا یہ امر خاص اس تصریح سے کسی ہندوستانی سے
نہو سکتا ـ الحق کہ وہ اپنے حق خیر خواہی سے ادا ہوے ۔

بیان میجر برڈ صاحب

ایہا الناس ـ مین ملکہ معظمہ جناب عالیہ متعالیہ اور جنرل صاحب مرزا ولیعہد کی طرف سے کہتا ہون
کہ یہ حضرات تمھارے بہت ممنون و مشکور ہوے جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور کمال مسرت
دل سے تمنے خرا کہا لیکن تم پوچھوگے کس سبب سے انکا آنا ولایت برطانیہ مین ہوا اور اپنی داد

سکندریہ سے جناب عالیہ جہاز ودوی پر سوار ہوئین عجب معاملہ پیش آیا کہ تندی وشدت ہوا سے
اوسوقت جہاز کو طلاطم تھا جناب عالیہ اپنے لباس خاص سے اولجھ کر سطح جہاز پر گر پڑین۔
صاحبون نے چاہا کہ دوڑ کر اعانت کرین لیکن بسبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوے
بہزار خرابی عورات کی اعانت سے خاص کمرے مین داخل ہوئین اس قافلے مین کئی
منشیان دفتر مشغول اپنی تحریر کتابت مین تھے جب جہاز سے صندوق بار کنارے اوترے
پرمٹ پر گودام مین رکھے گئے جنھین پیشتر سے خالی کر رکھا تھا اور حسب الحکم گورنر خزانہ
جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بہت احتیاط سے اوتارا محصول پرمٹ نہ لیا فرش خواب اور اسباب
باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی انکے ساتھ تھا جس سے سب ہنستے تھے۔ نوکر شاگرد پیشہ
غلہ پیتے اسمین غل وشور مچاتے تھے اس عرصے مین بوجہ سواری جناب عالیہ کے نکلنے مین کچھ دیر ہوئی
اس جہت سے منظور ہوا کہ پالکی مین سوار ہوکر اوترین گاڑیون پر سوار ہون جو کنارے کھڑی تھین
جب ۳ بجے دو گاڑیان بہت عمدہ چار گھوڑون کی حسب الحکم کوتوال شہر آئین اہل شہر مشتاق
سواری ہزارون جمع ہوے کنار دریا سے جہان گاڑیان کھڑی تھین فرش قالین بچھا دیا
تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا ارکان دولت صف بستہ قاعدے سے کھڑے ہوے جب سامان جلوس
سواری ہو چکا قنات پردہ کھچی جس سے فقط عکس دو صورت ملفوف پارچہ مثل عورات مصر
معلوم ہوتا تھا اونکے پانون مین جراب نتھی لیکن جوتے مغرق بھاری سنہرے زیب پا تھے
خوب چمکتے تھے جب گاڑیونپر سوار ہونے لگین ایڑیان نظر آئی تھین قرینے سے معلوم ہوا کہ یہ
دونو بیبیان مقرب خاص ہین جب گاڑی مین سوار ہو چکین اوٹ پردے کو جلد جہاز سے
اوتارا دونون طرف پردہ کیا اسمین بوجہ سواری نمود ہوا ستون سے باندھ کشتی پر اوتارا۔
نیلے رنگ کا مغرق بوچہ کا پردہ تھا سرخ بڑا چھاتہ مغرق پہلوے بوچہ مین تھا اوسمین وہ
عصمت مآب پردہ نشین تھی جسپر کبھی نظر نامحرم نہ پڑی تھی چوبدار عصاے نقرہ وطلا ارکان
دولت بآداب شائستہ پیش پیش جلوہ سواری مین تھے اوسوقت اہل شہر متمنی عکس ظل
جناب عالیہ کے رہ گئے خواجہ سرا ملازمین بدستور ہند سرگرم اہتمام تھے کسیکو گاڑی کے پاس نہ آنے
دیتے تھے پھر اوسیطرح گرد گاڑی کے پردہ کیا جسمین وہ ہماے اوج اقبال بمغرب برج

ہا رے فضل خدا سے نجات پائی ۲۰۔ اگست مطابق ۱۸۔ ذیحجہ سنہ الیہ ۵۔ بجے شام کو لنگر گاہ
سوتھمپٹن یعنے جنوب لندن مین پہونچے یہ دو نو بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن واقع ہین
اس شہر مین تجارت خاص ابریشم و قالین وغیرہ ہوتی ہے ۴۰۔ کوس کا فاصلہ لندن سے
راہ خشکی ہے ریل پر ۲۔ گھنٹے مین لندن پہونچتے ہین۔
منشی میر رفیع منشی میر حسن کے بیٹے ملازم جنت آرامگاہ ضعیف البنیان اکثر لکھنو مین بہی
ضعف قوی سے رہتے تھے وقت روانگی کربلا مین جب اس مولف کتاب سے ملاقات
ہوئی کہا کہ تم قصد سفر لندن نکرنا تمھارے قوے بہت ضعیف ہین صدمات جہاز راہ دور دراز
نہ اوٹھا سکوگے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیجدو تو مناسب ہے وہ جوان ہے متحمل مشقت ہوجائگا
خیال مین نہ آیا تین سو روپیہ در ماہہ کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا کہ مرض اسہال ہوگیا ہے
امید حیات منقطع ہوچکی ہے آخر ۱۳۔ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۵۔ اگست مقام جبرالٹہ مین جہاز
پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کورو کا چھوٹی کشتی پر نعش کو رکھکر غریق رحمت کردیا جنرل
صاحب کو اونھون نے وصی کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا خطاب دیا کچھ دنون
ملازمین جدید دعاگو وصاحبات محل لکھنؤ کی تنخواہ انکے اختیار مین رہی اب کلکتہ مین حاضر حضور ہین

داخلہ جناب عالیہ سوتھمپٹن مین اخبار لندن میل ۲۶۔ اگست سنہ الیہ
۱۸۔ ذیحجہ سنہ الیہ یہ سب احوال لندن مولف کتاب نے از روے
خطوط لندن جو مسیح الدینخان اپنے عم نامدار محمد خلیل الدینخان کو
بھیجتے تھے بندے کو وہ خطوط دیکھا دیتے تھے سمجھی نہین لکھا
اور خود مسیح الدینخان نے کتاب لکھی ہے اوسمین سب احوال
بتصریح تمام ہے

اخبار مین لکھا ہے کہ جہاز مین جہان جناب عالیہ اور عورات پردہ نشین تھین سب طرف سے
بند تھا کہ شخص نامحرم بجانے پائے دو تین مرتبہ گانے کی آواز آئی غالب ہے کہ مرثیہ پڑہا ہو جب

روپے لکھنؤ مین پائے تھے۔

حاجی صاحب سوئز سے چھوٹی کشتی پر مصریون کے ساتھ روانہ ہوئے راہ مین پہاڑ سے ٹکر کھا کر کشتی ڈوبنے لگی تین سو تیس آدمی دفعتہً غریق رحمت ہوئے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک صرہ زر نقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اوس نے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کر لیا بہزار خرابی کنارے پہونچے اوسوقت وہ روپیہ تصدق جان ہوا ورنہ یہ بھی سبکے ساتھ ڈوبتے وہان سے اونٹ پر سوار ہو تین دن مین مدینہ منورہ پہونچے پھر جدے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ حج کو گئے بعد فراغ عدن مین آئے جب جہاز سوئز سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دیکر کلکتہ آئے شرف ملازمت خاقانی حاصل کی ساری کہانی سفر تصریح بیان کی پھر لکھنؤ آئے عیال سے ملے۔ ایکدن امام باڑہ نواب معین الدولہ مین مجلس عزا کی مومنین جمع ہوئے اپنی ساری داستان منزل بمنزل بیان کی۔

غرض قافلہ شاہی نے مصر مین پندرہ مقام کیے فی الحقیقت خستگی راہ ہوئی عباس پاشا سے مصر قافلہ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدینخان سے ملاقات ہوئی منظور خاطر ہوا کہ شاہزادون سے ملاقات کیجیے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال ہو لیکن صاحبان کے خدشہ توہمات سے مناسب وقت نجانا بلکہ وہان کے بالیوز کو کچھہ خدشہ گذرا اتھا رفع کیا گیا ۲۹۔ ذیقعدہ وہان سے ۸ بجے ریل پر سوار ہوئے شام کو سکندریہ مین پہونچے یہ مسافت تیس[؟] کوس کی ہے معرفت خدا بخش تاجر کاروانسرا مین اوترے ۴۔ ذیحجہ چہارشنبہ بعد دوپہر کاروانسرا سے چلے ۴۔ بجے جہاز انڈس پر سوار ہوئے اوسیدن جراوت علیخان میراولاد علی ہر فرجی پارسی وغیرہ مع مرسلہ خزانہ خرچ پہونچکر ہمراہ رکاب ہوئے ۶۔ ذیحجہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے مالٹہ مین لنگر کیا خوبی حسن عمارات عالیشان شہر قابل دید تھی لیکن اس شہر مین ہر شے ہر قسم کی بہت خوب ہے لیکن گران حد سے زیادہ چار گھڑی رات گئے وہان سے لنگر اوٹھا کر ۱۳۔ ذیحجہ سنہ ۱۲ امروز جمعہ جبر الٹہ مین پہونچے یہان عمارات عالیشان کو پہاڑون کو تراش کر بنایا ہے اور رنگ برنگ کی نگکاری اور نقش کا لحجر کھودے ہین نسبت مالٹہ کے یہان ہر شے کو ارزان پایا۔ ۴۔ دن کے بعد یہانسے چلے اس دریا مین طوفان عظیم اوٹھا یا سبکو یقین غرق ہو چکا تھا

عدن سے لنگر اوٹھایا ۱۵۔ ذیقعدہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے سوئز پہونچے
جب چھوٹے دودی پر قافلہ شاہی سوار ہوا تھوڑی دور چلا اتفاقاً خاصدان جسمین مبلغ جواہر بیش بہا نذر جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا تھے میان نیلم کے آدمی کی بغل سے سمندر مین گر پڑا کنارے پہونچکر جلیس الدولہ حاجی توکل میان نیلم۔ نواب مہدی تقیخان۔ میان الماس کپتان بردن کشتی پر سوار غوطہ خورے کرگئے بہت سے ہاتھ پانون مارے ملا نا کام پھر آئے۔ اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ یہ سب فریب تھا و اللہ اعلم۔
سوئز کے ہنچ گھر مین پچاس روپیہ یومیہ کرایے مین جا کر اوترے ۱۶۔ ذیقعدہ یکشنبہ کو دو گھنٹہ دن رہے کرونک ڈاک پر سوار ہو ۱۷۔ دوشنبہ وقت دوپہر داخل مصر ہوئے ہوٹل یعنی کاروانسرا مین پانسو روپیہ کرایے کا گھر لے کر اوترے اس مسافت کا فاصلہ ۴۰۔ کوس ہے ۱۹۔ ذیقعدہ یوم چہارشنبہ ابراہیم پاشا کے مکان مین اڑھائی سو روپیہ یومیہ کرایہ دیکر اوترے دس دن تک مصر مین رہے۔ مقام منبر کہ مشہور حسنین ہے یعنی بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب سید الشہدا ؑ دفن ہے دوسرے مزار جناب زینب خاتون۔ مزار محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر ہوے تھے جناب عالیہ وہان تشریف لے گئین۔ مجلس عزا کی۔ ایک جگہہ اکاون روپیے دوسری جگہہ پر پچیس روپیے نذر چڑھائے۔ رات کو مراجعت کی داخل مصر ہوئین۔

شیخ محمد علی ذاکر واسم واعظ

شیخ محمد علی ذاکر و واعظ رفاقت جرنل صاحب مین گئے تھے لکھنؤ مین اپنے عیال کو نواب معین الدولہ کے سپرد کر گئے تھے خود ناقل تھے کہ جب ایام حج خانہ کعبہ قریب پہونچے مین نے اپنے نفس پر ملامت کر کے خیال کیا حیف ہے کہ تو خانہ کعبہ سے پشت کرے اور منہ سمت لندن یہ لوگ باستثنا اپنی سلطنت کے جاتے ہین تو کس امید شفاعت عیسوی پر جاتا ہے اسکے سوا راہ مین کچھہ صورت خلاف مزاج بھی گذری تھی بہرحال جناب عالیہ اور جرنل صاحب سے عرض کیا مجھے رخصت حج ملے ایام حج قریب ہین آپ کے واسطے بحضور قلب اوقات خاص اور مقامات خاص مین دعا مانگونگا دوسو روپیے نان راہ عنایت ہوے۔ سوئز سے رخصت ہوے دو ہم

لنگر اوٹھایا خضری مین جاکر ارکاٹی مین لنگر کیا رات وہین گذری شدت ہوا اور تلاطم حرکت جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دگرگون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسدہ بجا نہین آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلاف موسم بے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہین ہوتا بلکہ بیشتر سے تنقیہ مزاج کر لیتے ہین کہ مادہ فاسد سے باعث فساد نہو مگر یہ امور دانست اور اطمینان سے ہوتے ہین آمین یہ قافلہ مجبور تھا روز روانگی لکھنؤ جو صدمہ ہوا ایسا ہی سوہان روح پیش آیا کہ وطن مالوف سے چھوٹے ایسے روز بد کی کاہے کو خبر تھی جو بیبیان کبھی لکھنؤ کے دریاچہ گومتی مین سوار بجکومت نہوئی ہون وہ دفعتہً صورت بحر محیط دیکھین وا عجباہ۔

غرض وہ شب اوسی اضطراب و کرب مین گذری صبح کو جہاز نے لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے داخل آب سیاہ ہوا کہ سوا سطح آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ۱۹ شوال روز یکشنبہ بعد دوپہر داخل احاطہ مدراس ہوا جناب عالیہ اور جرنل صاحب کا حال ایسے مشاہدات نادیدہ سے دگرگون ہوا چاہا کہ فسخ عزیمت فرمائین کس واسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی فہمائش سے چار و ناچار تال کار سمجھکر راضی برضاے الہی ہوئین اور بیبیان ولایتی جو جہاز مین تھین اونکے دیکھنے سے بھی فی الجملہ تسکین خاطر و اطفاے نائرہ حرارت ہوا مگر مرزا ولیعہد بہادر کا مزاج بسبب قوت شباب جوانی جادۂ اعتدال سے منحرف نہوا بلکہ ان سب مشاہدات کو تماشاے عالم سمجھتے تھے۔

۲۰ شوال وقت صبح جہاز سراندیپ سیلان مین پہونچا تین دن تک انتظار جہاز چین مین رہا چوتھے دن ۹ بجے جہاز آیا ۴ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھایا ۲ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پہونچا اتفاقاً منسا خاکروب قافلہ شاہی دفعتہً جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورون نے فوراً رسیان جہاز سے پھینکدین جہاز کو بخششی کیا یعنے روکا۔ کپتان نے دوربین سے دیکھا سیاہی سر کے بالون کی نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل باد صرصر کے گر پہونچے ایک ساعت کے بعد جہاز پر رسے سے باندھ کر کھینچتے تھے کہ دفعتہً رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا سارجن اور گورے پانی مین کود پڑے اوسے زندہ جہاز پر لاے جناب عالیہ نے خوش ہوکر ہزار روپیہ انعام دیا کپتان نے اونھین گورون خواص کو دیدیا وسی دن شام کو

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ احوال ہے اور اسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور خاطر اقدس ہوا نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمائی نامناسب اور خلاف رتبہ شاہی سمجھکر عذر فرمایا کہ یہ در پردہ گدائی ہے اس قدر توہین اپنے ہاتھ سے کرنا کیا ضرور ہے ہمیں سب سے بہتر ہے بادشاہ نے میجر ہربرٹ اور کرنل کوپا صاحب سے فرمایا آپ اسیوقت محل مین جاکر مہری مہر لے آئیے جب دونون صاحب تشریف لائے فرمایا بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم مامور ہین تعمیل حکم بادشاہ مین بہتر یہ ہے کہ مہر عنایت فرمائیے اوسوقت مجبور ہو کر حوالہ کی۔

جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کرین بے تامل بھیجدو۔ چنانچہ دو لاکھ روپیہ طلب ہوے بادشاہ کو صاحبات محل کا فساد مین لٹنا معلوم ہو چکا تھا وہ روپیہ لکھنؤ مع تحائف بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔

بعد رفع ہنگامہ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ پھر لکھنؤ آئے سرکار سے لوٹ جاگیر ہر ایک کو ملی بدستور زمان شاہی جاری ہوے ہر ایک صاحب اختیار ہے بادشاہ کسی کے مزاحم حال نہین ہوے سب دست بدعائے خیر ہین۔ نواب گورنر جنرل نے ازراہ علو ہمت نسبت بادشاہ فرمایا تھا جسقدر بادشاہ طلب کرین لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیر خواہی سے عرض کیا مبادا یہ روپیہ تنخواہ معینہ سے بروقت وصول وضع کیا جاے اس جہت سے اسیقدر زر مطلوب پر قناعت فرمائیے

باب چوتھا

قافلہ سیلانی راہی لندن ابتدا سے روانگی کلکتہ تا مراجعت مرزا ولی عہد کلکتہ مین

۱۵ ماہ شوال شب چہار شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۰ جون ۱۸۵۶ء جہاز دخانی مسماۃ بنگال قافلہ شاہی سوار ہوا۔ ۱۴ روز چہار شنبہ ۱۹ جون وقت ۷ بجے کارڈن سے ریچ جہاز نے

لگی ہین گھوڑیان اوسمین کہ پریان پرکشادہ ہین | وہ گاڑی ہے سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو
دلا اک مطلعِ خوش ہر ح فیلِ خوش مین انشا کر | الا اے کلک لکھنے مین نہ تو اسوقت کچھ کم ہو

مطلع در صفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سے کہین کم ہو | جو چارون ہٹیان اوسکی بہین تو ابر تک نم ہو
فلک کوہ وشکوہ گنبد اصغر سیر صورت | وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلی کا پیر خم ہا
دو خرطوم اوسکی اسود ہے گھٹا ساونکی جیسی ہو | مقابل مین عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو
وہ دندان اوسکے جیسے شمع کافوری اندھیرے مین | ویا ظلمات کے رستے مین ذو النورین باہم ہو
بلندی اوسکی ایسی ہے کہ جیسے چرخ کی عظمت | سیاہی ایسی جیسے مشک تاتاری کا عالم ہو

در عرض حال خود

ترا مین کمترین اک مدح خوان ذاتِ انور ہون | تری لطف و عنایت کا نہ سایہ مجھسے اب کم ہو
جو دامن تیرا پکڑا ہے تو پوری دستگیری کر | کدہر جاؤن کہون کس سے جو میرا کام ہر دم ہو
جو مارو مجھے نہیں چارہ جلا تو معجزہ ہے یہ | ہمارے حق مین عیسی ہو نہین شک اوسکے کیا غم ہو
زن و فرزند اسبابِ ریاست مال و زر دولت | نثار راہ ذی شوکت ہو اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اعانت خرچ کی اسوقت مین کیون نہ حاتم ہو | میرا ہار مو ہو ارطب اللسان نواب اکرم ہو
یہ چھوٹے چھوٹے بچے ننھی جانین بچ گئین بیشک | یہی ہے آرزو مجھپہ عنایت اب نہ یہ کم ہو
مقدم سب پہ ہے تیری رہائی بخیطا ہون مین | الٰہی تیرا اسکہ مہر و مہ پر بھی مقدم ہو
دلِ شادہ اودھ دیتا ہے تجھکو یہ دعا ہر دم | دعائے اخترِ ناچار مین تاثیر ہر دم ہو
رہے حکم حکومت ملکہ عالم کی دنیا مین | وزیرِ ملکہ انگلستان ہر دم شاد و خرم ہو

ایام جمعیت و کامرانی بہجت و شادمانی مدام بکام باد

وہین یہ مطلع خوش جوش کلک فکر سے ٹپکا　　عجب کیا ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

مطلع

سکندر جاہ و کیکاؤس نوشیروان عالم ہو　　ارسطو فہم و افلامنش حاتم سے ہم چشم ہو

در صفت شمشیر

وہ شمشیر مصفا ہے کہ جوہر جسکے انجم ہین　　وہ وہ دھار اوسکی ہے جیسے تار کا صابون کی دم ہو
جہان مین سرکشون کے حق مین سم کا کام کرتی ہے　　مطیعون کے لیے نہر لبن کی دھار ہر دم ہو
غضب سے گر کھچے میدان مین وہ وحدت ہو کثرت مین　　ضیغم ہو نہ جن ہو نہ پری ہو اور نہ آدم ہو
تمہاری کرچ کا سایہ صبا پر گرچہ پڑ جائے　　ہوا کی جان کو ڈورا اسی تلوار کا سم ہو
نکل آئے میان سے وقت رزم و جنگ وہ جبدم　　نہ ٹھہرے سامنے کوئی تہمتن ہو کہ رستم ہو
جو قبضہ ہوے سورج کا تو بھل دست مسیحا ہو　　سراب کہکشان چرخ اس قبضے پہ ہر دم ہو
اگر تو کھینچ لے گھوڑے پر اوسکو اے فلک حشمت　　تری کرچ فرنگی سے سر افلاک تک خم ہو
عدون کے لیے بجلی کا کام اوس سے عیان ہے　　غریبون کی دعا ہے دست سیف صاف ہر دم ہو
خجستہ ان نشان گل رہین جلتے رہین دشمن　　الم پر ہو الم بدخواہ دولت کا یہ عالم ہو
دلا اک مطلع خوش وصف توسن مین رقم کر تو　　جو جوش مدحت ممدوح ہے ذرہ نہ وہ کم ہو

مطلع

یہ تھا وا یا پری یا حور یا صرصر ہو آدم ہو　　ادب مین وہ زمستان کام مین بجلی کا عالم ہو
کہے گر شہسوار اوسکو کہ ناپ آسا رہے عالم کو　　مجال اتنی نہین گر اک قدم وہ حکم سے کم ہو
بس اک سرپٹ ہی اوسکا ہند و چین مغرب و مشرق　　فرنگستان ہو روم و شام ہو یا آہین عدم ہو
وہ آہو چشم ہے اور کان جیسے آم کی پھانکین　　ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا ہر دم ہو
وہ سم جیسے ہرن کے کھر وہ پیش و پس پری چہرہ　　کہ جیسے مور وقت رقص سر اور دم سے باہم ہو
جو رکھے لو ہاتھ مین پانی نہ چلتے وقت وہ چھلکے　　اشارہ ہو تو مشکی چار جامہ چرخ کا خم ہو
فنا اک لات سے اوسکی عدو بد بخت تن ہو وے　　کسانون کی زمین کے واسطے سم دانہ ہر دم ہو

در صفت گاڑی

قصیدہ حضرت سلطان العالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان العالم رونق افروز قلعہ کلکتہ ہوے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان مین انشا فرما کر بھیجا تھا اوسکی نقل بھی عبرت الناظرین سمجھہ کر مندرج کتاب کی ہے یہ بھی صورت انقلاب زمانہ سے دیدہ ہے۔

قادر ذوالجلال ریاض دولت واقبال اریکہ آرای سلطنت وحشمت رونق بخش سریر شوکت وعظمت را بآبہای سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ وخندان ومحضر زمان دارد۔ بعد بر ضمیر منیر منجلی نظیر مخفی ومحتجب نماند مخلص دیرینہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آن ستودہ صفات انشا نمودہ برای ملاحظہ عالی ارسال میدارد ع گر قبول افتد زہی عز و شرف۔

قصیدہ در بحر ہزج مثمن سالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان بحر و بر / تمہین فرمانروای ہند و دستور معظم ہو

وزیر صاحب تدبیر و با توقیر و باہمت / قلمدار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو

سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش خاتم / بڑے جنرل بہادر صاحب سیف اور حاتم ہو

نگین باقی ہے نام پاک سے کیا اسپہ روشن ہے / سپہر جاہ دہر چرخ و مہر اسم اعظم ہو

ارسطو رای وکسری عدل و رستم تن فریدون فر / بہادر اور جری ہو اور معزز اور مکرم ہو

سمن بر ہو سہی قد ہو وزیر ملکہ عالم / جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو منتظم ہو

کرو میدان مین اونچی ہیزال کو زیر پشت اوسکو / نگاہ قہر سے دیکھو جو رستم ہو وہ بیدم ہو

جہان دار و جہان بخش و فلک رخش ملک تخت / تم ایسے عید ہو عیسی نفس ہو رشک حاتم ہو

ہلال و مہر ماہ و کوکب و خورشید و مہتاب و / قمر قدر و مہ بدر و صبای شمس و عالم ہو

سپہر رفعت و اوج سما و نور ہندوستان / عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و بدر عالم ہو

سر آرای ہفت اقلیم و حکیم شاہ انگلستان / سنان دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو

ظفریاب و مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو / علمدار جنود عدل و ہمت مہر عالم ہو

نہایت فکر مین تھا مدح خوان شکوہ کہ یکبارہ / ندای ہاتف غیبی سنی تو آج خورم ہو

جب چٹھی چیف کمشنر در جواب براسفورڈ صاحب کے پاس گئی اوسی صورت سے لکھنؤ آئے گلستان ارم مین کارنیگی صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی عملہ نے اونکے واسطے جیلخانہ تجویز کیا گجراج سنگھ نے کہا یہ عزت دار ہین وہان انکا بھیجنا مناسب نہین اگر جائین گے بیڑیان پڑجائین گی گھر ہی بھر مین وہان سے رہائی پاجائین گے مفت مین بدنامی ہوگی منتظر حکم چیف کمشنر رہنا چاہیے چنانچہ اوسیوقت حکم چیف کمشنر آیا کہ انھین چھوڑدو جہان چاہین چلے جائین عرض کی ہم کہان جائین ہمارے مکان سب کھدگئے حکم ہوا انکا اسباب سڑک پر پھینکدو۔

غرض وہان سے افتان وخیزان فرنگی محل مین اپنے نسبتی بھائی کے مکان مین آئے بعد اجازت حکام اور چٹھی صفائی کرنل ایبٹ صاحب روانہ کلکتہ ہوے حضرت سلطان عالم کو بھی انسے ملال خاطر اس ہنگامہ فساد کی جہت سے اور کچھ پیشتر سے بعض کے لگانے بجھانے سے ہوگیا تھا مگر بگواہی صاحبات محل صفائی حاصل ہوئی اور موافق حصہ رسدی ملازمین ہمراہی انکے بھی واسطے وظیفہ شاہی مقرر ہوا کچھ روپیہ بھی تعمیر مکان کو ملا انکے سامنے جواہرات اور اسباب سلطانی جو چیف کمشنر نے انکی تحویل سے قبل از داخلہ فوج باغی اپنی حفاظت سے کلکتہ بھیجا تھا وہ بھی انکے مقابلے سے سرکار سے ملا اور بدستور قدیم انکے سپرد ہوا جب لکھنؤ سے صحت الدولہ وغیرہ کلکتہ گئے اپنے رسوخ وخیر خواہی سے میجر ہربرٹ صاحب کو اا۔نام بدمعاشان لکھنؤ لکھوا دیے از انجملہ انکا بھی نام نامی اوسمین شامل کر دیا جب میجر صاحب نے متواتر اسکی روبکاری کی کسیطرح انھین چٹھی صفائی نہ ملی فقط عشرہ بشرہ وہان رہ گیا بادشاہ نے انسے فرمایا کہ مین تم سے کسیطرح ناراض نہین مگر جبتک صفائی نہ ملے گی مین اپنے پاس نہین رکھہ سکتا مجھے مصیبت اور صدمات قید قلعہ یاد ہین چار و ناچار پھر لکھنؤ آئے جب یہان کے حکام سے عرض حال کیا یہی جواب صاف پایا اسی جہت سے انکو پنشن سرکار سے نملا بلکہ مفسدین کے ہاتھ سے گھر مین رہنا مشکل تھا حکام کو انکی طرف سے گمان خزانہ دفینہ کا ہے یعنے انکو معلوم ہے اپنی خیر خواہی سے نہین بتاتے۔ ہرچند انھون نے ہسطرح سمجھ عرض کیا مگر یہ ظنہ فاسد حکام سے نہ گیا خلاصہ سرکارین سے یہ ناکام رہے۔

یکم نومبر ۱۸۵۸ء محلات کو اسباب ملا میر واجد علی کو سرکار سے لاکھ روپیہ انعام ملا اونھون نے ایک دوست کے سمجھانے سے نوٹ کلکتہ لیا اس جہت سے زر اصل پر ۔ ہزار بابت توفیر بڑہا بہت سے دیہات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہین ہر وقت مین اچھے رہے ہے -

معرکہ اختتام راجہ بینی مادھو بخش اور بالاجمال احوال مفتاح الدولہ

راجہ بینی مادھو بخش بہادر تعلقدار نظامت بیسواڑہ اپنی بات پر مستقل و ثابت قدم رہا سرکار انگریزی سے کسیطرح رجوع نکی اور جنابعالیہ کی رفاقت سے ہاتھہ نہ اوٹھایا اگرچہ اس کو مین رہ گیا تھا اور اونکے ساتھہ جانے کی کسیکو اجازت نملی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی ہمراہیون سے فوج سرکار سے لڑکر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے علاقے سے بھی مع عیال مردانہ وار ہوکر چلا گیا تھا چنانچہ بعد رفع ہنگامہ کے سرکار انگریزی سے اوسکے متعلقین کی بسر اوقات کو کچھہ علاقہ ملا ہے باقی قرق ہوکر تقسیم ہو گیا -

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جنابعالیہ کی رفاقت سے اور مرزا برجیس قدر کے ساتھہ سے میان راہ بمجبوری رخصت ہوے سدھیہ پہاڑ پر کلنڈنگ فوج کے پاس آئے سپرد ڈپٹی خیرالدین احمد خان ہوکر مقید ہوے اظہار دے کر پہرے مین روانہ فیض آباد ہوے اور ایک کاغذ لکھہ کر افسر پہرے کو دیا فیض آباد مین براسفورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی الہ آباد کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہماری اجازت کہین نجانا پھر بروس صاحب چیف آنسٹنٹ پولیس کے پاس حسب الطلب گئے فرمایا ورسے کو ہمارے ساتھہ چلو اور تم قدیم نمکخوار اپنی سرکار کے ہو اپنی عرضی لکھہ کر جنابعالیہ کو بلوا بھیجو عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ کیونکر میرے لکھنے سے چلی آئینگی نمانا آخر عرضی اس مضمون کی لکھوائی کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے سبکو امان دی قصور معاف کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہوا آپ بے تکلف تشریف لائیے کسیطرح کا اندیشہ نہ کیجیے سرکار سے آپکے فراخور حال تنخواہ مقرر ہو جائیگی جہان چاہیے رہیے بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص اودھ مین ہو جاے اس عرضی کو اپنے گوئندے کے ساتھہ جنابعالیہ کے پاس روانہ کیا مگر وہان سے کچھہ جواب نہ آیا مہینے بھر تک صاحب کے ساتھہ دورہ پر رہے

اور ملکہ جہان کو تمہارے سپرد کیا اور سبکی دار وغگی دی اور نواب خاص محل کی مان کو بھی تم اپنے پاس رکھو اور شہزادی کو گود مین لے کر بہت پیار کیا اور وعدہ کیا تمہاری تنخواہ بھی ہو جاے گی پھر رخصت کیا۔

میر واجد علی کے پاون مین گھوڑے سے گرنے مین چوٹ آئی تھی اس جہت سے چیف کمشنر کے پاس نجا سکے صاحب بہادر کلکتہ تشریف فرما ہوے مونٹ گومری صاحب رونق افروز ہوے منشی رام دیال تحصیلدار نے اس اتہام سے کارنگی صاحب سے کہا کہ داروغہ نے اور محلات باغیہ کو بھی اپنے گھر مین چھپایا ہے بس چاہیے کہ اونکے گھر پر دوڑ جاے سب اسباب گھر سے لوٹ لائے صاحب نے کہا تم دوڑ لیجاؤ مگر اونکے گھر پر نہ لیجانا موجب بدنامی کا ہوگا کسواسطے کہ چھٹی جنرل اوٹرم صاحب اونکے پاس ہے تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھیگا میرا ذمہ ہے چنانچہ ایکدن ولیم صاحب مارٹنس صاحب کپتان اور خود تحصیلدار مع ایک کمپنی گورہ آئے داروغہ اور جتنے آدمی اوس مکان مین تھے سبکو قید کر لیا دوسرے دروازے سے گورے نواب خورد محل سلطان محل کے مکان مین بیباک چلے گئے بہت سا اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا کارنگی صاحب نے آکر کہا حکم چیف صاحب یہ ہے کہ انکا اسباب کسیطرح لوٹنا نچاہیے اونکے اسباب پر مُہر کر لو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہین جیسا حکم آئیگا عمل کیا جائے گا گورے جو لوٹ رہے تھے اونپر خفا ہو کر کچھہ اسباب ظاہری اون سے چھین لیا اور جو پہلے سے لے چکے تھے اونکی پاس رہا میر واجد علی نے چھٹی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب نے تشفی کی مگر محلات مین جا کر خاکروبن وغیرہ سے تلاشی کروا کے سب اسباب لے کر نکالدیا سب محلات احاطہ فقیر محمد خان مین گئے وہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنگی صاحب چھٹی چیف کمشنر لائے بہت تشفی کی پہرہ گورون کا اوٹھا دیا اسباب پر مُہر کر کے کوتوالی مین رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چیف کمشنر کے پاس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چھٹی لکھی وہان سے حکم استرداد اسباب آیا اور چیف کمشنر نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب نے داروغہ کو چھٹی دیکر معاف کیا ہم وہ داخل لوٹ نہین فوج نے اسکی اپیل کی کہ یہ حق سپاہ ہے ہم نہ دینگے مگر پھر از راہ پرورش

کچھہ زیور بیبیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوق گلوچڑا اور بجلیان کانون کی اور جہانگیریان
دستی سے لین اور دار وغہ کی پینس مین سوار ہو رخصت ہوئین فقط ایک گارد نیپالی حفاظت
کو رہ گیا بعد اسکے بدمعاشون نے باخبر ہو کر گھر کو گھیر لیا دار وغہ نے پھاٹک پر قفل لگا دیا کہ
مبادا یورش کر کے داخل ہون سبکو قتل کرینگے اور گارد کو کوٹھے پر چڑہا دیا کہ سب طرف گولیان
مارو بدمعاش سمجھے کہ یہان فوج ہے رُک رہے یورش نہ کر سکے۔ دار وغہ کو یہ خیال گذرا کہ
اگر سرکار سے کمک نہ آئی یہ بدمعاش کیونکر باز رہینگے۔
جب بیبیان لشکر جنگ بہادر مین پہونچین اپنا احوال جرنل سے کہا وہان سے دو پلٹن اور کپتی
صاحب اس مکان پر آئے اوسیوقت صاحبات محل اور عورات کو سوار کر کے لشکر مین جہان
بیبیان تھین پہونچا دیا جناب بہادر نے علیحدہ خیمے مین ان سبکو اوتارا۔ بہت خاطرداری کی۔
ہزار روپے دعوت کے بھیجے۔ میم نے جناب بہادر سے دار وغہ کی ملاقات کروائی۔ بعد اسکے
کمانڈر انچیف سے ملاقات کی اونھون نے محلات کی بہت تشفی کی۔
تیسرے دن دار وغہ معرفت آر صاحب جرنل اوٹرم صاحب کے پاس حاضر ہوے صاحب نے کھڑے
ہو کر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھہ روپیہ سرکار سے تمھین انعام ملے گا اور ایسی پرورش
ہوگی کہ تمھارے وہم وخیال سے باہر ہو۔ دار وغہ نے محلات کے واسطے عرض کیا کہ جاگیر
وتنخواہ نوٹ وغیرہ سب انکو ملین اور ہر صورت اونکی رعایت کیجاے پھر آر صاحب سے فرمایا کہ
انھین ایک چٹھی لکھہ کر دی یعنے بتاکید اکید حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص فرقہ سپاہ سے
میر واجد علی دار وغہ کے مکان پر نجاوے اور جو اونکے متعلق ہون اونکو بھی نہ ستاوے کسواسطے
یہ خیر خواہ اور متوسل اور حفاظت انگریز بہادر مین ہین اور ایک چٹھی بنام افسران گورہ دی
کہ جہان آر صاحب کہین پہرہ گورون کا مقرر کرین پھر محلات کو لشکر جناب بہادر سے مع اسباب وغیرہ
گولہ گنج مین محترم اور محبوب خواجہ سراؤن کا مکان آر صاحب نے خالی کروا دیا وہان جا کر
رہے پہرہ گورہ کر دیا۔
بعد تین دن کے میر واجد علی مرزا قمر قدر بیٹے سلطان عالم کو لے کر جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے
صاحب نے حسب معمول تعظیم وتکریم کی اور بہت سے کلمات تشفی ارشاد کیے اور فرمایا سب محلات

سوار ہو کر جلد چلے گئے جب پھانسی دیکھے ورثہ نواب نے نعش طلب کی جواب دیا کہ تم اسے شہید بنا کر قبر پر میلہ کیا کرو گے ہماری باعث تکلیف ہو گا بعد اسکے قلعے مین گرد اولاد عیال کی بسر اوقات کو کچھ سرکار سے مقرر ہو گیا ہے۔

اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

۱۸۵۷ء

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن و محمد باغ پہونچے وارونہ میر واجد علی نے اون بیبیون اسیر کو جو فوج باغی کے ہاتھ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھین نواب محسن الدولہ کے مکان واقع گھسیاری مین بھیجدیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر ہین اپنے ڈراؤ کو آئے سپاہیون نے کہا یہان محلات واجد علیشاہ اور عیال دارونہ میر واجد علی آئین ہم نہ اوترنے دینگے تلنگون نے نمانا ایک چپراسی نے دارونہ کو خبر کی اونھون نے جلد بیبیون کو تال دروازے مین چودھری جگنا تھ کے مکان مین بھیجدیا بدردون کے گورون نے مکان نواب محسن الدولہ واقع بیناباز ار پر آکر گولیان مارنی شروع کین خصوصاً جس مکان مین بیبیان تھین متصل گولیان آنے لگین - وہان سے ماہ منصور نگر مین جہان نواب خورد محل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھین بھیجدیا نواب خورد محل نے احتیاطاً بیبیون کو علیحدہ کوٹھری کے کمرے مین رکھا اور اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ لیجا کر کھلایا کرتی تھین اسواسطے کہ مبادا کسی ماما لونڈی کو خبر ہو جاے۔

جب احمد اللہ شاہ نے درگاہ حضرت عباسؑ مین آکر مورچہ کیا وہ قریب منصور نگر متصل سکونت صاحبات محل تھا میر واجد علی نے بیبیون سے ایک چٹھی لکھوائی یعنے ہم میر واجد علی دارونہ کے مکان مین ہین یہان بھی بدمعاش چارون طرف سے گھیرے ہوے ہین جو صاحب اس چٹھی کو دیکھے فوراً مع فوج آکر ہمکو یہان سے لیجاے دارونہ نے ایک شخص کو ہاروپے دے کر مع چٹھی بھیجا راہ مین قریب اکبری دروازہ نہ وانسر نیپالی ملے وہ چٹھی دی - دو دو کلپنی اپنی لے کر آئے۔

نواب خورد محل نے بیبیون کے واسطے کشتی بھاری اپنے کی - اور سادی لباس کی منگوائیں

اور تمنی لکھنؤ کے ہین مگر اب کون پوچھتا ہے پیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا۔

گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ جان یہ ہے کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی پہاڑ کے جنگل مین ۱۱ آدمیون سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوئندے نے جاکر خبر کی جنگ بہادر کے پاس آئے اونسے پہلے مقدمہ خون پوچھا بہت سی تشفی کی ہیبل صاحب کے سپرد کر دیا اونھون نے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرین صاحب نے کہا ہمنے تمھین امان دی ہے خاطر جمع رکھو جب لکھنؤ مین دربار ہوئی کرنل ہیرو صاحب نے پوچھا تمنے مدت تک سرکار کا نمک کھایا عہدۂ جلیلہ پر مامور رہے اس سن پیری مین کیون ایسی سرکار عالیشان سے بغاوت کی جوابدیا تمنے ہمارا ملک آبائی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگ گئے تمھارے باغیون نے ہمین بنام مستحق ریاست سمجھ کر حاکم کر دیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کہ اپنے حق کو پہونچے جہانتک ہو سکا بچایا اب تمھارے قابو مین آئے اختیار ہے صاحب نے کہا جب عملداری سرکار ہوئی پھر تمنے ملک کو بخوشی کیون نہ دیدیا کہا طمع نفسانی نے بچایا سرکار بھی یون کسیکو ملک دیتی ہے غرض لکھنؤ سے حکم ہوا کہ تمھاری روبکاری خاص بریلی مین ہوگی چنانچہ سوار پیدل کے پہرے مین مقید ہو کر بریلی بھیجے گئے حکام نے بعد روبکاری پھانسی تجویز کی حکم سنایا اور یہ بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز لفٹنٹ گورنر کو لکھتے ہین جیسا وہ حکم دین عرض کیا میرے سب اظہار بھی بھیجدیجیے انکا ایک گواہ بھاگ گیا دوسرا حوالات مین رہا قصہ مختصر آخر حکم پھانسی آیا سوبھارام جو انکا نائب تھا اوسے بھی پھانسی ملی اوسے شاہ جی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ کر ملک اودھ مین آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک مین پھانسی کو لائے خلقت شہر کی تماشے کو جمع تھی صاحب کمشنر مع اور صاحبان عالیشان بھی آئے تھے نواب سے اور صاحب کمشنر سے خوب تقریر ہوئی جب صاحب کمشنر خاموش ہوے نواب نے کہا اب دیر لگانا کیا ضرور ہے حکم حاکم مرگ مفاجات ہے حسب دستور جلاد نے نواب کی مشکین باندھ کر کپڑے اتارنے کو پہونچا منع کیا فرمایا ایک ہاتھ انکا کلکٹر صاحب دوسرا اور صاحب تھامے یہ فرما کر چلا کر روئے اور

صاحبون کی جو واسطہ اور بیواسطہ ملی تھین دکھائین اپنی حفاظت بیبیون اسیر قیصرباغ کی بیان کی کہ میر واجد علی میرا نائب تھا میرے مشورے و حکم سے کوئی امر اونسے از خود سرزد نہین ہوا تعجب انصاف سرکار سے ہے کہ اس لاکھ روپیہ کے انعام کا مین سزاوار تھا یا وہ خلاصہ اوس دن سے جیلخانے سے فرح بخش کے کمرے مین بآرام رہنے لگے سرکار سے کئی روپیہ خرچ یومیہ بھی مقرر ہوے۔ کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے۔ کئی مہینے تک روبکاری رہی آخر تجویز پھانسی ہوئی جب مرافعہ اپیل ہوا جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر نے حکم پھانسی منسوخ کرکے حکم دریاے شور یا جزیرہ انڈمین کو جو قریب کلکتہ ہے روانہ ہوے۔ میان راہ جہاز سے اوتر کر کہین بھاگے تھے پکڑے گئے۔ حکم دائم الحبس ہوا۔ کہتے ہین اوسی جزیرے مین دوکان بسر اوقات کی تھی اب شاید وہین مرگئے۔

اجمالی جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب بحکم سرکار مرزا برجیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نئی کوٹ مین گئے ان صاحبون نے ملاقات کی بآداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہ ہے کہ آپ کو فیض آباد یا لکھنؤ۔ جہان رہنا منظور ہو اختیار ہے تنخواہ فراخور حال ملے گی اور وہی تعظیم و احترام شاہانہ عمل مین آئے گا مگر کثرت ملازمین آپ کے پاس نہونے پائیگی اگر آپ تشریف لیجائین گے ہمارا بھی موجب نیکنامی و تفاخر ہوگا۔

جناب عالیہ نے جواب دیا کہ جب کسیکو نوکر رکھ سکینگے وہ روپیہ کس مصرف مین آئے گا مجھے رہنے مین یہان کیا قباحت ہے آئندہ خدا کو اختیار ہے۔ اوسکے بعد وہ صاحب رخصت ہوے اور تصویر سرکار مین آئی۔ جنگ بہادر نے عرض کیا کہ یہان سے آپکا جانا آپکی مرضی پر موقوف ہے ہم کبھی اس امر خاص مین دخل نہ دینگے اور نہ اسکے خلاف ہمسے ہوگا آپ باطمینان تمام رہیے کسیطرح اندیشہ نہ کیجیے جو لوگ کہ نامآور ان لکھنؤ تھے چلے آئے سواے مرزائی بیگم جسنے مرزا برجیس قدر کو پرورش کیا تھا سو اب وہ بھی وہین مرگئین معتبرین کہتے ہین کہ پانسو روپیہ ماہواری انگریزی سرکار سے ملتا ہے مرزا برجیس قدر اب صاحب اولاد ہوے ہین۔ اکثر رویا کرتے ہین اور

جنگ بہادر نے مرزا امراؤجان سے بہت نشیب و فراز و نیز ازراہ تہدید و تفہیم سمجھا کر یہ صورت ٹھہرائی کہ جنابعالیہ اور مرزا برجیس قدر باطمینان تمام اور آرام سے یہان تشریف رکھیں مگر فوج بدمعاش جو نمکحرام اپنی سرکار کی ہوئی ہے کسیکو یہان رہنے ندینگے اور آپ نے ندینگے کسواسطے کہ فیمابین سرکار انگریز بہادر اور رہار سے رو ابتدا دوستی اور یکجہتی دلی ہے ہم اونکے دشمنون کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہین اپنے قلمرو ملک مین نہین رکھ سکتے۔

ممو خان شاہزادان و فرخان مع فوج باغی چلے اس اطمینان سے کہ جنابعالیہ نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی۔ میان راہ ایک گھاٹی پر مہم بہادر بھائی مہاراجہ جنگ بہادر کے مع ایک پلٹن پڑے ہوئے تھے بالغ راہ ہوکر فقط ممو خان کو بلوا بھیجا یہ باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہا تم یہان ٹھہرو۔ ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہین جب حکم آئیگا جائیگا غرض بظاہر نظربند اور باطن مین مقید کیا جب مہاراجہ جنگ بہادر خود تشریف لائے عزت سے ملاقات کی اور پوچھا آپ نے کسی صاحب یا میم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے کہا حاشا کبھی مجھسے ایسا امر نہین ہوا یہ سنکر جواب دیا تم مطمئن رہو یہ باتین کر رہے تھے کہ بیل صاحب کمان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف لائے خانصاحب کو لے کر روانہ لکھنؤ ہوئے۔

فوج باغی جب بے سر کی ہوگئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک لعنت بھیج کر لشکر سب جنگل کو بھاگی پہاڑ پر کسی نے جانے ندیا کسواسطے کہ ہر گھاٹی پر فوج تھی مگر فوج باغی کی عجب شکل جنگلی بن باشی کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا درست نتھا فقط بندوق تلوار توشہدان سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم رہے تھے شیخ سنگھن رسالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوئے ۲۱ جمادی الاول روز شنبہ ۱۲۷۶ہجری مطابق ۱۷ دسمبر ۱۸۵۹ء یہ اسیر داخل جیلخانہ لکھنؤ ہوئے موافق دستور ایک کرتہ رنگین ایک کملی ایک بوریہ فی کس ملا سب جدا جدا قید ہوئے۔

جب ممو خان کی روبکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب شافی دیے بہت سی چٹھیان بھی

طرفین سے خوب چوٹ چلی آخر گاڑی سے اوتر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان راہ سے پھر گئے نذر کی اشرفی تین سے کم و سے زیادہ تخمین اسکے بعد بھیر کچھ زیادہ ہوگئی تھین سب اہل دربار ۵۰۰ و تھے بیٹھنے سے سلسلہ انتظام کرسیون کا درہم وبرہم ہوگیا مقدم موخر ہوگئے ۔جب نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز ہوئے اوسیطرح سلامی توپ و باڈی گارڈ چیف کمشنر بہادر فرد اسم نویسی سے ہر ایک کو سلام کروا کے نذر دلواتے جاتے تھے اوسوقت دو مین راجہ کو خلعت پر تکلف بیش قیمت مرحمت ہوا۔ باقی کشتیان خلعت کی نائب ایٹ صاحب لے گئے حکم دیا کہ آج دیر ہوگئی کل سب مختار آکر ہر ایک خلعت لیجائین بعد اسکے دربار برخاست ہوا۔

شب جمعہ کو روشنی آتشبازی بڑا کھانا ہوا او لارام کی کوٹھی سے چتر منزل تک سب طرح کی آراستگی بکمال انتظام سے تھی - ۲۹ اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب گورنر جنرل بہادر تشریف فرمائے کانپور ہوئے -

کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر مین رہ گئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزارون عرضیان بسبیل ڈاک گذرانین حسب سررشتہ ہر ایک کو جواب آئے گا - اور اوڈیموریہ حاضر دربار ہوئی چیف کمشنر نے مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسواسطے کہ بقصور تھے اور سیلی گارد مین بحفاظت سرکار رہتے تھے۔

گرفتاری علی محمد خان عرف ممو خان

مختصر یہ ہے کہ جب جناب عالیہ داخل نیپال ہوئین ممو خان پہلی صحبت مین کپتان جنگ بہادر سے گفتگو نامناسب کرچکے تھے اس جہت سے مع فوج باغی حوالی کوہ جنگل مین رہے بعد اسکے جناب عالیہ کے پاس بہر روز مرد مالازم شمرو و باجازت جانے پائے جب خبر ہوئی کہ جنگ بہادر جناب عالیہ کی ملاقات کو آیا چاہتے ہین مرزا برجیس قدر خود سوار ہو کر چلے داخل خیمہ ہوئے کرسیون پر بیٹھے جنگ بہادر اس سبقت کے بہت شکر گزار ہوئے مرزا برجیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال سے آپ کے پاس پہونچے اب آپ کو اختیار ہے اور مرزا امراؤ جان حاضر رہنگے

وغیرہ عطیہ اوسکی معرفت ہوسے تھے اہل دربار کی کرسیان آگئے تھی تحسین بعد اسکے لاٹصاحب اوٹھہ کھڑے ہوسے کچھ ارشاد کیا سکرٹر صاحب نے اوسکا ترجمہ سبکو سنایا کہ تم سب حفاظت وحمایت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مین ہمیشہ سے اور تمھارے خاندان عالیشان سے ایک رو ابط قدیم چلا آیا ہے بہت تمھاری عزت و توقیر سرکار کرتی ہے اور کریگی بسین لازم ہے کہ تم بھی سرکار کی خیرخواہی نمکحلالی فرمانبرداری مین مستعد و سرگرم رہو۔

مرزا وارسطوت نے کچھہ طول سے بیان شکریہ چاہا اپنی تقریر مین نحو وا ویچے سکرٹر صاحب نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمۃ الخیر پر خاتمہ کیا کہ ہم پچاس برس سے خیرخواہی سرکار کرتے چلے آئے ہین آج تک ہمسے کوئی امر خلاف نہین ہوا انکھو ارسرکار ہاین سکرٹر صاحب نے ان سبکا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری گوٹے کے ہار کی عطر سنہری گلوریان پان کی آئین۔ لاٹصاحب نے درجہ اول کو اپنے ہاتھہ سے عنایت فرمائی نمبر دوم کو سکرٹر صاحب نے نمبر سوم کو فاٹ سایئٹ صاحب نے دیے ہار جب ملے اپنے ہاتھہ مین لے کر ہر ایک نے پہن لیا سب رخصت ہوے۔ دربار خاص برخاست ہوا سلامی باندا ور توپ ہوئی۔

دربار عام نواب محتشم الیہ

۲۲۔ اکتوبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۰۔ ربیع الاول ۱۲ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل وثائق صاحبان پنشن راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلما سید تقی صاحب بیٹے جناب سید العلماے مرحوم خیمہ گورنری سے بہت دور اپنی سواری سے اوتر کر بیٹھے ایک بجے سٹی مجسٹریٹ کوتوال شہر اور افسران پولیس نے آکر انتظام و اہتمام کیا سبکی سواری کو بہت دور ہٹا دیا سوارون کو حکم قطعی دیا کہ کسیکو گاڑی پر سوار نہ آنے دو بعد اسکے چوبدار آکر سبکو لیگیا ہر ایک درخیمہ پر اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھہ جاتا تھا اکثر بڑے آدمی صاحب وثیقہ خوبی حواس خمسہ سے ٹکٹ برات اپنے گھر بھول آئے تھے بجانے پائے بعض نذر اشرفیون کی بڑھنی سے عمداً ٹال گئے اونکے واسطے حکم قطعی ہوا کہ کبھی دربار مین حاضر نہون پیشتر از دربار کسی انگریز گاڑی پر سوار چاہتے تھے چلے جائین سوارون نے منع کیا جب نما نا

بیڈنصاحب سکرٹر بائین طرف کمانڈر انچیف بیٹھے مصاحبان خاص آکر بیٹھے جب توپ چلچکی
بیڈنصاحب بموجب تحریر فردِ اسم نویسی مرزا قمر قدر کے پاس آئے روبروے گئے شاہزادے
نے بہ آداب شاہی چھوٹے ہاتھ سے جھک کر تسلیم کی لاٹصاحبنے کمال شفقت سے ہاتھ پکڑکر
موافق اونکے قدر کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے مصطفےٰ علیخان مرزا دار اسطوت محمد علی مرزا
سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا خورم بخت یحییٰ علیخان مرزا عظیم الشان
محمد تقی مرزا رفیع الشان نقی علی مرزا شاہزادہ فردوس منزل ہر ایک اوسیطرح روبرو گیا
اور پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا نواب محتشم الیہ سب اوسیطرح پیش آئے ۔

بعد اسکے مسٹر صاحب اوٹھے نواب محسن الدولہ ۔ داماد فردوس منزل نواسہ خلد مکان
جنکی خیر خواہی سرکار مین اس ہنگامہ فساد مین حکام عالیشان پر ثابت ہے ۔ عظمت الدولہ
خوشدامن حضرت سلطان عالم ۔ نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان ۔ نواب امتیاز الدولہ ۔ معز الدولہ
نظام الدولہ ۔ اقتدار الدولہ ۔ غضنفر الدولہ ۔ حیراز الدولہ ۔ حشمت الدولہ ۔ مرزا ابوتراب خان
محمد تقیخان سگے بھانجے نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی نیم قد تعظیم ہوکر مصافحہ کیا ۔
اسکے بعد درجہ سیوم فاٹ سایٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر اوٹھے نواب ممتاز الدولہ ۔
مرزا بیدار بخت پسر مرزا خورم بخت ۔ جلیل الشان ۔ مرزا محمد اکبر علی ۔ پسر مرزا عظیم الشان ۔
نواز مرزا ۔ شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا ہمایون بخت ۔ سعید الدولہ محمد زکی علیخان ۔
احمد حسینخان ۔ کلب حسینخان پسر نواب کلب علیخان ۔ امام علیخان ۔ آفتاب علیخان ۔ امیر الدولہ
علی حسین ۔ شمس الدولہ ۔ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسنخان ۔ اقتدار الدولہ بیٹے نواب
کاظم علیخان ۔ محمد مقیم خان پسر شارق الدولہ ۔ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ محمد عباس
داماد رکن الدولہ ۔ مرزا علیخان پسر محتشم الدولہ ۔ محمد سلیمان مرزا پسر غضنفر الدولہ ۔
زکی الدولہ پسر اقتدار الدولہ صمصام الدولہ ابو الحسنخان پسر حیراز الدولہ ۔ مجید الدولہ پسر
حشمت الدولہ ۔ یہ سب اوسیطرح آگے گئے اور ہر ایک سلام کرکے اپنی کرسی ٹکٹ پر جاکر
بیٹھا کسواسطے کہ یہ سینہ پوتے نواسے شاہی درجہ سیوم کے تھے ایک بنگالی معزز رئیس بنگالہ
مرشد آباد سے لاٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرۂ کرسی نشینان تھا اور خرید خلعت

دربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۲۴- اکتوبر سنہ الیہ مطابق ۲۶- ربیع الاول سنہ الیہ ۴- بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ
۱۴- اشخاص معزز اقربائے شاہی منتخب ہوئے خیمہ عالیشان نصب تھا فرش قالین عمدہ
اوسکے طول مین کرسیان دورویہ برابر سے پر سنہری مسند اوسپر کرسی پر تکلف کارچوبی رکھے مسند
کے پہلو دو اور کرسیان اونکے پیچھے چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوئے خاندان شاہی
حسب الحکم لباس دربار پر تکلف پہنے پہلے در خیمہ پر جا کھڑے ہوئے چیف کمشنر نے صحت الدولہ
سے پہلے مرزا قمر قدر مصطفیٰ آبادیان نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت مین بلا لیا پھر باہر
نکلے ہیڈن صاحب سکرٹری نے شاہزادون کو لیجا کر دہنی طرف بٹھایا سمسن صاحب
ڈپٹی سکرٹری نے درجہ دوم کو جنکے نام فرد مین تھے فاٹ سائیٹ صاحب سکرٹری چیف کمشنر نے
درجہ سوم کو جسمین نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان نظامت لکھنو دست چپ کرسیونپر
گارد گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا - پولیس کے افسر اہتمام کر رہے تھے چیف کمشنر نے لباس
اہل دربار کو بغور تامل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی کی سبکو ممانعت
تھی وگرنہ اکثر صاحب تبفاخر پہنکے جاتے صحت الدولہ نے نواب میر مرزا کا نام فرد شاہزادون
سے نکالڈالا تھا جب اونکو خبر ہوئی کرنل ایپٹ صاحب کے پاس اپنی تحریرات صدر زمان
حضرت خلد منزل بھیجدی - صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شاہزادون مین نام قائم
ہوا انکا یہ شخص شاکی رہا - امام علیخان آفتاب علیخان کا لباس پر تکلف
بھی چاہیے تھا کسواسطے کہ زوار بھی تھے چیف کمشنر نے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ
کسطرح دربار شاہی مین آتے تھے کہا اسی صورت سے جب ہو رہے ہے نواب ممتاز الدولہ نے
تبفاخر چاندی کی کرسی لاٹصاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف کمشنر بہادر
خلاف مرتبت سمجھکر مانع ہوئے اور کچھ الفاظ زبان برجسبی کے بھی ازراہ طعن فرمائے -
خلاصہ جب ساڑھے چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوئے توپ سلامی کی چلی - سلامی بانڈ
ہوئی - یعنے خدا جناب ملکہ معظمہ نام اقبالہا کو سلامت رکھے سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے دہنی طرف

منتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے اسطرف کھڑے ہوے تھے اوسوقت سلامی توپ ہوئی
اوسکے بعد ۲۔ گھوڑے کی کھلی ہوئی گاڑی مین لاٹ صاحب اونکے پہلو مین لیڈی کوئنبر
نمود ہوئین لاٹ صاحب سب طرف بکشادہ پیشانی ملاحظہ فرماتے جاتے تھے جب پل پر آئے
سبزی عربی گھوڑے پر سوار ہوے سر جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر ہم پہلوے لیڈی آ
ہوے۔

جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا اڑ ریگون گارڈ پہلا ترپ پنجاب ۲۔ توپ اسپی ۲۵ رجمنٹ
پیدل شاہی کا وینگ پہلا رسالہ پنجاب۔ پہلا رجمنٹ پیدل سکھہ۔ ۲۵ رجمنٹ پیدل شاہی
کا وینگ انکے پیچھے کوارٹر ماسٹر اور کئی افسر پھیر باڈی گارد گوٹے کی پتی پگڑی کلغی لگی
سر پر باندہے اونکے پیچھے چوبدار جلوس وغیرہ نواب محتشم کو دست راست کمانڈر انچیف دست
چپ چیف کمشنر سر ہوپ گرنٹ بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی صاحبہ
اونکے ساتھہ اسسٹنٹ جنرل اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر بریگیڈ میجر اور صاحبان نظامت اقلیم
کے صاحبان فوج ۱۲ ہاتھی ایک ہودج نقرہ پر تکلف اوسکے بعد باڈی گارڈ دوسرا اڑیگون
پہلا رسالہ سکھہ ۲۲۔ رجمنٹ شاہی توپین اسپی اور پلٹون کی ۲۷۔ رجمنٹ شاہی پیدل دوسرا
بریگیڈ پلٹن رفیل رسالہ متعلق لکھنؤ۔

سڑک پر اہتمام دور باش برقندار پولیس تھا۔ سواری سڑک جدید مچھی بھون سے ہوکر نکلی
اسیواسطے اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونون طرف اہل شہر کا ہجوم تھا
سبنے سلام کیا لاٹ صاحب نے سر پر ہاتھہ رکھا پوشاک سفری پہنے تھے مچھی بھون سے توپ
سلامی کی چلی جب پہلی گارد کے پاس پہونچے تیسری سلامی ہوئی جب منزل بارہ دری شارع
عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعلقدار سوار اسپ صف بستہ کھڑے تھے جب قریب آئے
سبھون نے گھوڑون سے اوترکر سلام کیا قریب کوٹھی دلکشا اقربائے شاہی نے برابانکر
سلام کیا۔ رخصت ہوے۔ لاٹ صاحب داخل خیمہ ہوے۔ پھر توپ سلامی چلی۔

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر رہوتا
تھا اس ہنگامہ فساد مین بھی اوسی عہدے پر بدمعاشان سرکار اور دربار نے منصوب کیا تھا
اور فوج باغی ہر امر مین بسبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے صلاح و مشورہ کر لیتی
تھی جب شہر سے سب کے ساتھ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان سرکار سے بغرض عام کو اپنی گھر آنے کا ملا۔
یہ بھی داخل سرکار ہوے اور اپنے گانون پر قابض و متصرف ہو گئے تھے مین بیجر بروس صاحب چیف پولیس
کے دیبی پرشاد سرشتہ دار کی عداوت سے یا بعاث طلب زر دنیا ور بکاری کپتان آر صاحب
کے قتل مین پھر دھر دیے گئے کئی مہینے تک اشد مصائب مین قید رہے اپنے جینے سے تنگ
آگئے خلاصہ موافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولس حکم صدر قطعی انکے پھانسی دینے کا آیا۔
داروغہ میر واجد علی اور میر حسو کہتے ہین کہ ہمنے کیفیت انکی ہا ہین خود و خدا سرکار سے کہی واللہ اعلم
بہرصورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ
اسیر کو در دولت پر اوسی مقام پر لائے جہان پیٹرک آر صاحب کو قتل کیا تھا اب وہان انکی
لاٹ بہت تکلف سے بنوادی ہے پتھر پر تاریخ وغیرہ کندہ ہے جب وسٹو رسٹی مجسٹریٹ
آئے ہزارہا تماشا بین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ہاتھ سے گلے مین پھانسی ڈالی جب تختہ
کھینچ لیا کام تمام ہو گیا ڈیڑھ روپیہ کا کفن دے کر وہین برابر لاٹ کے خاک مین ملا دیا اب
دونون کا مرافعہ بڑی عدالت مین ہنوز ہے گا۔ استعجاب سبکو یہ ہے کہ کلام فرمایا کبھی حکم قصاص
جاری نہین ہوتا ورنہ پہلے صاحب حکم کو قتل کرنا چاہیے فاعتبروا۔

رونق افروزی نواب گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف بہادر

رائٹ انریبل سی جی لارڈ کیننگ بہادر اور کالائیڈ صاحب کمانڈر انچیف بہادر ۲۲ اکتوبر
روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ ۵ بجے صبح کو رونق افروز شہر ہوے
ہزارون تماشا بین شہر اور حکام عالیشان نظامت و فوج لباس وردی پر تکلف پہنے
اسلحہ حرب سے آراستہ ناکہ چار باغ پر استقبال کو گئے ۱۰ بجے پہلے کمانڈر انچیف بہادر اور اونکے
مصاحب سوار بگھی پر آئے سرہوپ گرانٹ اور ونگفیلڈ صاحب چیف کمشنر اور کئی افسر

اکثر صاحب جو بیلی گارد مین محصور رہے خدمات سرکاری پر مامور ہوے عمل قدرجال سکو نقصان
لامکان بھی بدے اونکی املاک کے مکانات کی مال و اموال غارت بھی ہوئی چنانچہ جبکہ جب بالنسر
کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا اونھون نے گرجہ بنوایا مطبع اخبار کیا۔ کئی کوٹھیان بنوائین
کئی برس تک دوکان خوب چلی جب مرگئے اپنے گرجے مین دفن ہوے نسبتی بھائی اونکے
مختار کار ہوے۔ کئی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا۔ بیٹی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی
مان اوسمین رہتی ہے۔ کوینا صاحب نے بیلی گارد سے نکلکر بڑا کام جانبازی کا کیا تھا ۵ ہزار
روپیہ انعام ملے مگر نسبت علومت سرکار اوسے کم سمجھ کر روانہ ولایت ہوے۔ رسل صاحب
نے انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہے اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال دوپہر رات کو
ہندوستانی لباس سپاہیانہ پہن ہندوستانی ہتھیار لگا کر پہلے جنرل اوٹرم صاحب کے پاس
گئے اور بخیال احتیاط اپنی بی بی کو بھی خبر نکی۔ رخصت ہو مورچہ کے تالاب کے مورچے سے
نکلے وہان سے پکے پل چوک سے ہوکر دریا کے کہین کنارے۔ کہین نہر مین اوترکر بدشواری
تمام مورچون سے گذرے دریا پیر کر پار چلے سیدھی راہ بنی کی لی جہان کمانڈر انچیف کا لشکر تھا
میان راہ کئی گاؤن سے مشکل سے گذرے ہندوستانی جوتے سے پانون مین چھالے پڑگئے
اون سے لہو بہنے لگا بہزار خرابی جب لشکر بنی مین اوسی حالت سے روبرو جرنل بہادر
پہونچے بڑی تعظیم و عزت سے پیش آئے۔ دوپہر کو عالم باغ سے ایک پتنگ اوڑا کر علامت معینہ
سے اہل بیلی گارد کو اپنے سلامت پہونچنے سے آگاہ کیا ورنہ سبکو یقین انکے مارے جانیکا ہوچکا
تھا۔ اس سرفروشی سے سرکار سے ۲۰ ہزار روپیہ انعام ملا۔ معرکہ سندیلہ مین مولوی محمد کے
مقابلے مین زخمی بھی ہوے۔ پھر نواب گنج۔ سیتاپور۔ مین ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ رہکر
روانہ ولایت ہوے امیدوار عہدہ جلیلہ ہوے ۵۰ ہزار روپیہ انعام وہان ملے پھر
اودھ مین آکر ڈپٹی کمشنر ہوے اونکی رحم دلی سے رعایا بہت شکرگزار ہے۔

نمبر ۱۲۹ راجہ جے لال سنگھ کا پھانسی پانا

راجہ جے لال سنگھ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ درشن سنگھ بہت قابل صاحب لیاقت

مکان میں مقید رہنے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصطفیٰ علیخان کو رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج میں آ گئے دس ہزار خرچ کو ملتے تھے جس سنہ میں سامان زنانہ ظاہری کچھ درست ہوا ۱۵ سو روپے ماہواری اونکے بیٹے کے نام مقرر ہوئے اب شاید کچھ سو سے زیادہ ملتے ہیں حضرت سلطان عالم کی سلطنت میں نقد ۶۰۰۰ روپیہ ماہواری بہزار خرابی ملتے تھے ۱۰ برس کی قید میں رہتے تھے جب حکام عالیشان نے بہت سمجھایا اونکے عذرات بار بار کے جواب شافی دیے - اوس دن سے تاج یا کلاہ تاج نازیب فرق مبارک ہوا انکی بڑی بیٹی کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے بہزار خرابی ہوئی ہے صاحبزادی حسنارا وثیقہ ہے مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادے سلامت اپنے گھر آئے ہزار روپیہ ماہواری کا پنشن سلطانی خزانے سے جاری ہوا - اونھوں نے ۲ ہزار روپے ماہواری قدیم تنخواہ کا سرکار میں دعویٰ کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتی تھی - کوانداسناد مع خطوط نواب گورنر جنرل بحضور نواب گورنر جنرل پیش کیے آخر نوبت بولایت پہونچی اس خیال سے کہ بلا تنخواہ میں مقید انداحفاظت رہے ہیں - اس عرصے میں مرزا حیدر شکوہ روانہ کربلاے معلیٰ ہوئے مشہد مقدس میں جا کر انتقال کیا بعد اسکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوئے متعلقان جد امجد پر اور اونکے عیال پر بھی بعدالت سرکار سے منقسم ہوئی اگرچہ چھٹے ہوتے ہزار روپیہ معینہ میں ۲ سو آپ لیتے تھے چار سو میں سبکو تقسیم کرتے تھے اس پانسو کو بھی خود لیتے اونکی ہمین حیات تک گھر کی بارت فی الحیاۃ صورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا ولیعہد کہلاتے تھے داماد سراج الدولہ ہیں انھیں کے ایک مکان میں رہتے ہیں مکان مفتی گنج اور زمین امانیا آغا باقر خان بسبب بدچلنی اور قرض کے مہاجنوں کے ہاتھ آیا -

جنرل مرزا اسکندر حشمت کا شہزادہ وغیرہ پیر دوار ونہہ میر واجد علی ہوئے تھے میر ند کورا ہنت حضرت سلطان عالم کلکتہ جا کر پہونچا آئے - زیر ظل داماں عمر نامدار پر درم پاتے ہیں -

۱۵ - ماہ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۱ - رجب روز سہ شنبہ ۸ بجے شام کو جانٹ گریڈ صاحب چیف کمشنر بہادر سمت لاہور تشریف فرما ہوئے صبح چہار شنبہ ۱۲ - رجب ۱۶ فروری ونگانیلڈ صاحب کمشنر بہادر چیف کمشنر لکھنؤ ہوئے روز شنبہ کو دربار کیا پھر دو بدہ نظامت میں وارد ہوئے میں تشریف لے گئے

دیتے ہم اونسے بہتر نہ عرض کر سکینگے پھر مظفر علیخان سے کہا تم جرنل فوج ہوا تھا جواب دیا
جسطرح باغیان سرکار نے بادشاہ وزیر بنایا تھا مجھے جرنل کر دیا تھا اگر آپ بخوبی دریافت
فرمائینگے کسی معرکے مین بینے سر میدان ہو کر کسی کا خون ناحق نہین بہایا ہم سب مثل بت
اونکی اختیار حکومت مین تھے جو چاہا کیا ہم ہر طرح بے بس رہے۔
غرض بعد روبکاری کے انکار رپورٹ پنشن معائنہ کیا گورمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر مین کچھ
ملی کچھ لوٹ شاید بسر اوقات کو رہ گئے ہین۔ ہر طرح سے برباد ہوے۔ وکالت حسین آباد
جو نسلاً بعد نسلٍ منحصر رہی تھی عدالت سپریم کورٹ مین نالش ہوئی کچھ شنوائی نہوئی تولیت
امامباڑہ نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو از روے وراثت مقرر فرمائی۔

قطعہ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ شعبان ۱۲۷۴ھ
شیخ بہادر علی شجاع شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مرتبہ ہمنام خلیل	صاحب خلق و حیا منصف و فیاض و حلیم
چون بدرگاہ ضیا بار جناب عباس	شد قتیل ستم لشکر غدار لعیم
ماند بے گور و کفن جسم شریفش بر خاک	شد روان روح بطیبش سوے فردوس نعیم
آرے آرے شہدا را ز عنایات خدا	کفن از حلہ بود غسل ز آب تسنیم
زغم که جه ازین واقعه شد چشم پر آب	پشت محراب دو تا گشت ازین رنج عظیم

بدل چاک رقم کرد شجاعت تاریخ
شد سیہ پوش حرم از الم ابراہیم

جب شاہ جی خیرآباد پہونچے وہان بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نپایا۔

بعض احوال مختلف بعد معرکہ لکھنؤ

۱۲۷۵ھ

جب حضرت سلطان العالم نے کلکتہ مین اپنے صاحبات محل کا احوال لوٹ و غارت کا سنا دو لاکھ
روپے اور زیور و تحائف ہر ایک کے واسطے عنایت فرمایا۔ یہان اوسیطرح ہر ایک کو ملا
شاہزادہ مصطفے علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ عالم باغ سے میر فدا حسین کپتان کے

پکڑکر موسی باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی انھین فتوح غیبی سمجھے ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اوٹھا سکا توپ کی ہٹی پر بٹھا کر اپنے ساتھ درگاہ مے آئے لاکھ روپیہ زر نقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھ دونگا بشرطیکہ میرے ساتھ اپنا آدمی کردو فقیر نے کہا تو خیرخواہ تمہارا ہے اب بھی اوسنے ہاتھ نہین اوٹھایا جانتا ہے گورے سارے شہر مین پھیل گئے ہین میرے آدمی کو اپنے ساتھ لیجاکر کٹوا دے گا خود اونکی حفاظت مین ہوجاے گا نواب نے کہا مین مجبور ہون تمھین اختیار ہے۔

خلاصہ روز جمعہ ۲ شعبان جب کانیگی صاحب گورے لے کر کوٹھہ نمبر سے ہوکر داخل درگاہ ہوے شاہ جی بھاگ گئے دو ظالم جو نواب کے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھون نے دوڑ کر پوچھا کہ اس اسیر کو کیا حکم ہوتا ہے کہا مارڈالو جب وہ دونو نامرد ازلی پھرے نواب نے عنایت علی خدمتگار کو بازو سے جوشن جلد اوتار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر پھونچا دینا اوسنے خوف سے انکار کیا کہا دیکھو وہ میرے قاتل آ پھونچے یہ کہہ کر پہلوے ممبر نماز کو کھڑے ہوگئے ایک نامرد نے بندوق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسک رہے تھے اس عرصے مین کانیگی صاحب آئے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نعش ہے کہا نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی۔ کانیگی صاحب نے خاکروبون کو حکم دیا سب لاشون کو اوٹھا کر صاف کرو۔ غرض باورچی خانہ درگاہ مین ایک گڑھے مین مع اور نعش مقتولین پیوند خاک کر دیا۔

جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر پھونچائی قافلہ عورات مین شور ماتم برپا ہوا خصوصا انکی بیٹی ناکتخدا نے اپنا سر پھوڑ ڈالا پھر اسیطرح روتی پیٹتی کسنڈی پھونچی وہانسے خیرآباد سید العباس خان کاکوری مین رہ گئے تھے جب سرکار سے اشتہار امان جاری ہوا شیخ الدولہ غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنامہ امان بھیجکر سبکو شہر مین بلوایا اعانت و کفالت اونکے خرچ کی بھی کی صد آفرین اوسکی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو فیمابین گذرے تھے اونپر خیال نہ کیجیے۔

جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹون سے روبکاری مین کہا تمھارا باپ متوسل سرکار تھا رسل و رسائل کیون موقوف کردیا تھا جوابدیا انکی پابندیان اگر اونسے ہوتی غالب ہے کچھ جواب شافی

بیٹھے تھوڑی دیر مین محلسراے سلطنہ منزلہ مین استراحت کو گئے بجنے کے گولے شام سے برس رہے
تھے اتفاقاً ایک گولہ اوسی کوٹھی کی چھت پر گرا بیبیان سروپا برہنہ باہر نکلکر صحن خانہ مین
کھڑی ہوئین منشی قدرت اللہ نے کہا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین کہین اور چلیے جوابدیا
تمھارے گھر مین آگ لگی ہے جلد جاکر خبر لو۔ منشی کہتے ہین جب اپنے گھر گیا کسیکو نپایا معلوم
ہوا کہ بم کے گولے کے خوف سے گھبراکر چلی گئین ہین بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال دنیا سے لین کمرہ
مین ایسا گرد و غبار بھرا تھا کہ اندھیرے سے اندر جانا مشکل تھا مایوس ہوکر باہر نکلے چراغ
جلاکر چاہا کہ پھر جائین دیکھا کہ نواب تن تنہا سراسیمہ دروازے پر کھڑے ہین اونکے پیچھے قافلہ
عورات جمع ہے مجھ سے فرمایا چلو مینے عرض کیا ۴۰ ہزار روپیہ تحویل مین موجود ہے ایک ایک
توڑہ ہم سب اوٹھالین گے کہا ایسے وقت مین خدا پر بھروسا کرنا چاہیے غرض اوسی صورت
سے گلیون سے ہوکر شاہ گنج مین میر معین کیدان کے گھر آئے پہر رات رہے سبحان قمر الدولہ
کے بیٹے کو بلواکر کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جاکر کہو کہ اپنے عیال کے ساتھ میرے لواحقین کو
بھی لیتے جاؤ۔ کسواسطے کہ وہ کہار نوکر رکھ چکے ہین عرض کیا حضور اونکا مزاج جانتے ہین اگر
حضور خود تشریف لیچلین اور اونسے فرمائین تو بہتر ہوگا نواب اونکے ساتھ اکیلے چلے آئے اور
بکمال منت داروغہ سے کہا اونھون نے بدرشتی جواب سخت دیا کہ ہم تمھاری رفاقت مین تباہ اور
برباد ہوگئے یہانتک ہماری نوبت پہونچی اور میرے عیال پہلے جاچکے ہین اوسوقت نواب عجب
حالت یاس مین مایوس ہوکر پھر شاہ گنج مین آئے بیبیان انکے آنے کے پیشتر گھبراکر موسی باغ
کے ناکے سے کسی گانون مین چلی گئی تھین اوسوقت نواب زیادہ مضطر ہوے آخر وہانسے
کشمیری محلے مین ہوکر چلے۔ اس عرصے مین صبح صادق ہوئی جب چوراہے پر پہونچے اتفاقاً
درگاہ حضرت عباس ؑ کی طرف سے کئی تلنگے چلے آتے تھے جب انکے برابر سے گذرے نواب کی ہیات کذائی
دیکھ کر کہنے لگے یہ گوئندہ ہے کہین جاتا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے
نے بندوق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد دوڑکر رفیق الدولہ کی سبیل کے بند
دروازے سے جاکر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر گرے۔ نال کا تمنچہ ہاتھ مین تھا مارا آگ ندی اور
پھینکدیا۔ آستین چادر سر سے گر پڑی تلنگون نے پہچانا کہا واہ یہ تو ہمارے بھاگ نواب ہین

لے کر وسط مین ٹین کا بنگلہ بنوا دیا اس جہت سے کہ مرزا کام بخش انکے باپ وہان دفن تھے
جب وہ روانہ کربلا سے معلے ہوے اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کر اپنے قرضے مین
لے لیا دریا کے اوس پار بھی جو داخل حصہ مار پڑے سب کھد گئے زمین چھاونی منڈیاون جنیر گرس نے نیلام مین
۲۲ - ہزار روپیہ کو خریدی اگر اسکا تردد کرتے باطمینان اوسکے محاصل سے بسر اوقات کرتے -
انکی بدمعاشی سے باس گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست ریخت کی بہم طیاری
ہوئی اوسکی تولیت نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امامباڑہ
بدستور جاری ہوا مگر انکے اختیار سے ہر کچہری مین عملہ بنگالی کشمیری - کھتری - قصباتی
مامور ہوے - اہل شہر بہت کم ہزار ہا ہر طرف چلے گئے - باقی محتاجی بے اسبابی سے رہ گئی -
عمارت سرکار مین گنجائش ہزار ہا مزدوری کی ہوئی - اکثر اہل وثائق باجازت سرکار روانہ عتبات
عالیات ہوے - صفائی شہر سے فی الجملہ کثافت نسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت سڑکون
سے اور اکثر محلون کے کھدنے سے فی الجملہ شہر کھل گیا وبائی بھی وہ شدت نہین ہوتی -

قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۷ - رجب روز شنبہ جب جناب عالیہ سوار ہوئین پہلے شرف الدولہ کے گھر مین اوترین فرمایا
تم بھی میرے ساتھ چلو اب کسیطرح مین نہین ٹھہر سکتی عرض کی حضور تشریف فرماہون غلام بھی
فوج جمع کرکے حاضر ہوتا ہے اشرفیان نذر کی دیکر رخصت ہوتے اقربا اور مقربان نواب نے کہا
آپنے ایسے وقت مین یہ نذر لگا کیا سمجھکر جوابدیا کہ فوج باغی اور ہر شخص سمجھتے توسل سرکار جاتا
ہی اور ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے بس یہی حیلہ سازش ان بیباکون کیواسطے
کافی ہے میرے نزدیک اپنے گھر مین رہنا بہتر ہے اگر سرکار گرفتار کریگی مین اپنی مجبوری کا عذر
ظاہر کرونگا جو کچھ مجھپر گذرا ہے پس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جائیگا اور اگر یہان
بیٹھا جاتا دوستی و خیر خواہی باغیون کی ثابت ہوتی -
اس عرصے مین رات کے دس بجے عبد الباسط خان آکر کہنے لگے حضور تشریف فرما ہیں ہوتے
مین مع عیال چلا جاتا ہون نواب نے ۳ - ہزار روپئے دیکر رخصت کیا بعد اسکے حاضرین صحبت کے

کئی گرجے تکلف طیار ہوے ہین۔ مکان فرمیشن طیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ۔ نواب صادق علیخان غیرہ عجیب وغریب سمجھکر فرمیشن ہوے کئی درجے طے کیے ہین۔ اپنے برادران ایمانی کی بہت تکلف سے ضیافت کی۔ جتنے مکان خام وغیرہ تھے سب مسمار کردیے کوٹھیونکی دیوار احاطہ موقوف کردی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت میدان مین گھاس لگادی کہ بعد برسات بکجاتی ہے موتی محل کے پاس مرزا کی کوٹھی تھی اوسے مسمار کرکے دریا پر ایک پل پختہ طیار کیا ہے دریا کو دولتخانہ قدیم سے تا موتی محل دونون کنارون کو ماہی پشت ڈال رکھا کہ دریا شل نہر ہوگیا ہے ایک ریل کا پل زیر دلکشا بنوادیا ہے۔ چار باغ قدیم مین اسٹیشن ریل بہت تکلف سے بنا ہے۔ ریل کی تین دفعہ آمدرفت ہوتی ہے ایک فیض آباد۔ دوسری کانپور تیسری بریلی مراد آباد۔ کی آمدورفت ہوتی ہے۔ اسٹیشن پر مثل بازار ہر چیز ماکولات وغیرہ ملتی ہے مسافرین سب دست بدعا رہتے ہین۔ دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گاؤن ہموار زمین کرکے چھاؤنی فوج و کمپ کی طیار کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونون طرف درخت لگادیے ہین جسکے سایے سے بہت آرام چلنے والون کو ملتا ہے۔ کئی سو خاکروب نوکر ہے سب سڑکون کو دونو وقت صاف کرتے رہتے ہین۔ کنار دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہے دونو وقت آبپاشی ہوتی ہے امامباڑہ نواب آصف الدولہ کو حصن حصین کیا اور سب طرح سے آراستہ ہے ۱۵۰ سو فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کردیا ہے وہان سے دو سڑک بہت وسیع کی ہین ایک کربلاے تال کٹورے سے عالم باغ تک دوسری چار باغ تک دونو سڑک کانپور سے ملی ہین مکان بادلی جسمین نواب سالارک محل رہتی تھین اوسمین میگزین قلعہ مچھی بھون کو بھی شامل کردیا ہے۔
امامباڑے کے گرد کے جتنے مکانات عالیشان اور محلے تھے تا حسین آباد داخل حصار قلعہ ہوے وچ محلہ سنگی محل حسن باغ وغیرہ جتنی عمارات عالیشان میان حصار تھی سب ہموار زمین ہوئی چوک گول دروازے سے حد حصار ہوئی۔ نواب محسن الدولہ کا مکان رہس سے باہر تھا بچا امام باڑہ مرزا حسن رضا خان مسجد جسمین جمعہ جماعت ۔۔ یا ۸۰ برس تک ہوئی ہموار زمین ہوگئی مینا بازار مین قبر شاہ مینا فقط رہ گئی اور کئی قبرین قدیم داخل حصار رہین امام باڑہ آغا باقر خان کھندکر برابر ہوگیا مرزا حیدر شکوہ شاہزادے نے انجنیر صاحب کی اجازت سے قطعہ زمین امام باڑہ

آمادہ ہوے مگر پھر موقوف رکھا۔

آراستگی شہر

حکام عالیشان صفائی و آراستگی شہر پر متوجہ ہوے چنانچہ بیلی گارد کا جتنا احاطہ محیط کیا تھا
وہ سب جھانکیان جتنی کوٹھیان جو مثل خرابہ اور کثرت گولون سے مثل غربال ہوگئی تھین ان
سکو اوسیطرح بدستور رکھا طیاری اور آراستگی کو مناسب وقت نجانا تا بظاہر عبرت الناظرین
رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ درخت جنگلی یا پھول کے لگوا دیے ہین۔
ہر طرف سے سڑک آمدرفت کردی ہے بیلی گارد سے تا دلکشا میدان صاف کرکے ہر طرف تا شہر
دونون طرف درخت صبح و شام آبپاشی مقرر ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہین جب دلکشا کو
مرمت طلب دیکھا مسمار کردیا حیات بخش دار الشفا ظہور بخش نور بخش رصدخانہ سلطانی خورشید منزل
کنکروالی کوٹھی میر ابوالقاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج۔ مکانات نواب ملکہ عہد امام باڑہ نواب
جرار الدولہ۔ مبارک منزل۔ شاہ منزل۔ موتی محل۔ کوٹھی دلآرام۔ حاضری باغ۔ بادشاہ باغ
سکندر باغ۔ چتر منزل۔ فرح بخش۔ بارہ دری سر راہ اندر سب مقبرہ جنت مکان جنت آرامگاہ
ٹیڑھی کوٹھی۔ مکان جرنل مرزا سکندر حشمت۔ کوٹھی نواب روشن الدولہ۔ چولکھی قیصر باغ۔
امامباڑہ غلام حسین۔ بشیر الدولہ۔ احسن الدولہ۔ دیانت الدولہ۔ کوٹھی عنایت باغ۔ نواب
مبارز الدولہ۔ اسکے سوا بہت سی کوٹھیان بن گئی ہین۔ اکثر اسمین سے سراج الدولہ و راجہ
تعلقدار وغیرہ نے مول لین اور نوتعمیر بھی کین چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بختاور سنگھ کے
اہتمام مین بیس لاکھہ مین طیار ہوا تھا ۱۳۰ ہزار روپیہ کو راجہ کپورتھلہ نے مول لے لیا اور راجہ
سکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا دلآرام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی قیصر باغ
راجہ اور تعلقدارون کو تقسیم ہوکر بلا اوسکی مرمت جسمین جو رہے درست کردی چولکھی حضرت
سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھہ کو لی جب نیلام ہوا ساہو جی نے ۱۲ ہزار کو لی اونسے
نواب وزیر مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو اسمین تھی راجہ منوا نے لی غرض گولہ گنج
سے جانب مغرب صورت شہر قدیم باقی ہے اور جانب مشرق مثل چھاؤنی اور شہر ہا سے انگریزی ہے

اوسکا شمہ بھی نہین ہے۔
صاحبان پنشن شاہی کی روبکاری ہوئی بعد تحقیقات اور منت سماجت اور موافقت اہلکاران سے
پھر تنخواہ سبکی خزانے سے جاری ہوئی اکثرون کی زیر تجویز رہی بعض کی صدر سے نامنظوری
آئی بعد کئی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان باہتمام منشی رام دیال اکسٹرا اسسٹنٹ
رعایا کے گھر پر ایک روپیہ سے چار روپے تک اور اہل پیشہ پر تین روپے سالانہ تجویز ہو کر تحصیل
ہوا یہ امر جدید رعایا پر بہت شاق گذرا مگر حکم حاکم سمجھ کر ہر طرح سے دینا پڑا۔ بعد اسکے ۱۸۶۲ء
سے محصول مکانات موقوف ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا ٹکس بھی موقوف ہوگیا۔

موقوفی مستاجری سرکار کمپنی و عملداری سلطانیہ

۱۸۵۸ء

کئی مہینے کے بعد مستاجری عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر الزام فساد ہندوستان سے بتجویز
ارباب پارلیمنٹ ولایت موقوف ہوئی ہرچند حقوق قدامت اسکا مستلزم نتھا سلطانیہ ہوئی
چنانچہ ایکدن حسب الحکم سرکار رؤسا و امراے رعایاے شہر مچھلی والی بارہ دری چوک مین
جمع ہوے اشتہار جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا پڑہا گیا حکام نے سبکی اطمینان کی کسیکو جرأت
بکلام نہوئی مگر نواب معین الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایاے سرکار دولتمدار مطیع و فرمانبردار مگر
ستم رسیدہ مظلوم واجب الرحم ہین فقط محتاج عزت و آبرو کے امیدوار ہین بر وقت عدالت
حکام نے کلمات تشفی فرماکر رخصت کیا۔
ایکدن ایک رات فرح بخش کنار دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شرف الدولہ غلام رضا
خان نے اپنے امامباڑہ واقع گھڑیالی مین جہان ۹ محرم کو حاضری حضرت عباس علیہ السلام
ہوا کرتی تھی ضیافت صاحبان عالیشان فوج و نظامت کی بڑا کھانا اور خوب ناچ رنگ
صحبت شراب ہوئی وقت رخصت ہار گوٹہ وغیرہ نکیا فقط جیسا جسا اس جلسے مین تھے بعد اسکے
وہ امامباڑہ وغیرہ مسمار ہوکر داخل پولیس تھانہ ہوا۔
پھر سا جی نے اپنے باغ مین اسیطرح ضیافت سبکی کی اسکے بعد راجہ مانسنگہ نے جنرل کلائیڈ جناب
بھی اس جلسے مین شریک ہوے تھے کسینے جو حد ضیافت نکیا اگرچہ پہلے شاہزادے امرا اسپر

جب سلطان العلما کاکوری سے گھبرا کر قصبہ موہان مین چلے گئے عیال اور متعلق کو غلام صفدر خان کے گھر مین چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخلہ شہر ہوا کئی مہینے تک املاک قدیم ضبط سرکار رہی بعد خرابی بصرہ ایکدن محکمہ کارنگی صاحب مین گئے مکان قدیم ملا لیکن بیت المال اور کتبخانہ ہزار ہا جلد کا نہ ملا۔ مرزا وصی علیخان کے بھائی نے نیلام مین سات سو روپیہ پر مول لیا خاطر خواہ بیچا بڑا نفع ہوا۔ بعد اسکے سرکار سے ۸ سو روپیہ ماہواری کا پنشن دائمی نسلاً بعد نسلٍ مقرر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثنا عشریہ انھین سے متعلق ہوے۔

سید نقی صاحب بڑے بیٹے جناب سید العلما کئی مہینے سے وطن مالوف نصیر آباد مین جا کر رہے تھے بعد فتح آئے مسجد تحسین علیخان مین جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب یہ ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلما نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی ہمیقدری اور عدم شرکت بدمعاشان کا استشہاد چاہا چند فقراے مومنین نے حسبتہً للّٰہ اوسپر مہر گواہی کی امراے ذوی الاقتدار اگرچہ اپنے حال مین گرفتار تھے سینے پہلو تہی کی بلکہ بعض امرا جو خیر خواہ اور معتمدین سرکار تھے اور کیفیت واقعی بیان کر سکتے تھے سمجھا سکتے تھے لب بمہر رہے واہ۔

شرف الدولہ غلام رضا خان بعلت کارفرمائی سرکار برجیس ۱۱۔ دن تک تارہ والی کوٹھی مین مقید ہو کر حالت سکرات مین رہے یقین پھانسی دینے کا ہو چکا تھا لیکن اونکا عمل خیر کام آیا۔ گورے کاظمین ؑ مین اونھین مارے ڈالتے تھے جب اونھون نے دوہائی کارنیگی صاحب کی دی جان بچی۔ مگر مشکل سے نجات پائی اور پھر اپنی یاوری قسمت سے سرکار سے مستاجری اور کارفرمائی پر سرفراز ہوے جب کاظمین گورون سے خالی ہوا پھر اوسکی طیاری اور مجلس صبحگاہی بدستور ہونے لگی عشرہ محرم مین درگاہ حضرت عباس ؑ بھی انکی ضمانت سے کھلی فی الجملہ اوسکی طیاری بھی کی اسباب سب لٹ گیا۔ علم خاص جس سے بناے درگاہ ہوئی تھی اوسکا کہین نشان نہ ملا امیر الدولہ میر مہدی نے کچھ شیشہ آلات وغیرہ بمصرف جان کر درگاہ مین چڑھا دیا اب باجازت بادشاہ پیارے صاحب نبیرہ نواب عنایت علیخان مرحوم کو دیا اس جہت سے کہ اونکی حقیقی بہن منجملہ محلات بادشاہ تھین اب وہ بھی مر گئین۔ کلکتہ مین جو نذر نیاز درگاہ ہوتی ہے پیارے صاحب کے اختیار مین ہے وہ طیاری اور نذر نیاز جو عہد دولت مین ہوتی تھی

اسی قصبے مین گورون کے ہاتھ سے مارے گئے اور میر ہادی نواسۂ ظفر الدولہ کے مارے گئے میر صاحب کی نعش کو جلا دیا بعد اس معرکے کے اونکی قبر ناکے برایک باغ مین بنوادی ہے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گورون کے نزدیک علاریس در از صورت متشرع محرک جہاد جہال ہوے یہ نہ جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام مین جہاد حرام ہے۔

امان سرکار واسطے خاص و عام اور رعایا کا شہر مین آنا۔ ۱۸۵۸ء

۴ شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ مین منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف ہوا حکم عام ہوا کہ رعایا اپنے گھر مین آباد ہون اور اور جو نہ آئیگا اوسکا گھر ضبط ہو کر نیلام ہوجائیگا پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹۔ ماہ اپریل تک دی اور متواتر اشتہار دیا کہ جسکے گھر مین اسباب بیلی گارد یا اسلحہ حرب ہو داخل سرکار کرے پھر باغیون کے واسطے اور جو لوگ شہر سے نکلکر گئی غزل چلے گئے تھے مدت امان اونھین ایک مہینے کی ہوئی اور حکمنامے معرفت کپتان ارچنا زمیندار تعلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوے جرنل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ فیض آباد ہوے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اوسکا حساب و شمار نہین ہوسکتا بعد اسکے جرنل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ داخل ممبران سپریم کونسل ہوے رائٹ مانٹ گومری صاحب چیف کمشنر اودھ ہوے میجر کارنیگی سٹی مجسٹریٹ نے انتظام کیا منشی میر قربان علی منشی قدیم بدستور سابق بحال ہوے احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد اقربائے محمود خان کو توال مقتول کو توال شہر مارٹن صاحب ڈپٹی کمشنر ایبٹ صاحب اپینیل کمشنر فاٹ سائٹ صاحب سکریٹر نظامت کپتان ہاٹ جن سن صاحب ملیٹری سکریٹر جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر او فینینشیل بھی یعنے دیوانی اور عدالت دونون۔ کپتان وسیٹین صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوے ولیم صاحب صاحب خزانہ ہوے۔

اہل و عمائد اور صاحبان پنشن جدید جو کئی منزل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے عرائض ارسال کیے اور بموجب حکمنامہ سرکار ہر ایک بتدریج داخل شہر ہوا سب سررشتہ ہر ایک کی روبکاری یہ تحقیقات ہوئی سارٹیفکٹ امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ بقدر حال لیا گیا۔

پہنچتا تھا کوئی فوج باغی سے تمہارے گانون مین ہم یا دیرنا چنانچہ جب فوج عالم باغ سے
اس قصبے مین آئی کوئی رئیس استقبال کو نہ گیا مفسن بجنوت وہ سمجھے کہ از راہ تمرد ہی حاضر نہ ہوئے
بلکہ ایسا سمجھا اسے شہر اور باغیوں کو اپنے قصبے مین رکھا ہے۔
تھا اسوقت جب فوج داخل قصبہ ہوا دیا چہ آدمی اس قصبے کے بار سے گئے لشکر نے باہر تین کے مرکیا
پہچان لیا ہر آدمی کیا اور اسوقت قاضی وصی علیخان وغیرہ لشکر مین جا کر حاضر ہوئے کہا ان افسر نے شکایت
کی تم تو سب باغی ہو ضرور رہ پہلے ہماری خبر لی اب آئے ہو جب ہم تمہارے سر آ پہونچا اس
غضب سے قاضی صاحب نذر بند ہوئے لکھنؤ آئے بعد کئی مہینے کے بڑی مشقت اور روبکاری سے
نجات پائی۔
م شعبان روز شنبہ لشکر سے گورے سکنہ وغیرہ بستی مین لوٹ کو آئے اتفاق یاور خان احمد علیخان
وکیل عدالت کانپور مولوی محمد خلیل الدینخان کے گھر کو خوب صاف کیا مگر بہرا ایک گھر کا محفوظ
ناموس کیا اوسوقت کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس بمقتضاے غیرت لڑکر مارے جاتے صاحبان لکھنؤ
جتنے تھے اونکے آنے سے سبھون نے اپنے ہزارہا روپیے کی قیمت کے ہتھیار تالاب کنوون مین کوٹھون
زمین مین کھیت باغ مین پھینک کر گاڑ دیے تھے صندوقچی۔ پاندان سمی۔ زیور۔ زر نقد۔
رکھ کر جا بجا زمین مین گاڑ دیے تھے چنانچہ بعد فتح برس دن تک ہتھیار سب قسم کے اس بستی سے
چھکڑے بھر بھر بار ہو کر داخل سرکار ہوے۔
احمد علیخان وکیل مذکور کو حکم قطعی پھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ رانا اور بینی مادھو کے دربار
مین حاضر رہتے تھے عجب مصیبت مین پھنسے تھے کہ مہینون اپنے سایہ سے ڈرتے رہے اور اپنی
نجات سے یاس کلی ہو چکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپے رہے اونھون نے بھی اپنا حق پیری ادا
کیا جب فتح سرکار ہوئی میجر صاحب انکا بڑا دوست تھا جسکا ذکر باب سفارت مین ہو چکا وہ اونکو پہلے
عدالت مین سینہ سپر ہوا اپنے ساتھ باعزت صاحب جج کانپور کے پاس لے گیا اور بڑی شد و مد
سے روبکاری کی اور صفائی دلوا کر بدستور پھر عہدہ قدیم پر بحال کروا دیا انھون نے بعد انتقال
نواب علیشاہ کئی ہزار صرف کر کے اونکا مقبرہ بنوا دیا۔
میر محمد تقی فاضل حاجی الحرمین زائر ائمہ معصومین ع شاگرد رشید جناب مرزا علی صاحب مجتہد

کہ فوج گورہ آپہونچی۔ قصبہ مین قتل وغارت ہو رہا ہے بس یہ سنتے ہی ایک قیامت ہوگئی ہزار ہا آدمی کا سیل مثل موج سمندر متلاطم مین آیا ہر طرف شور و فریاد الغیاث برپا تھی۔ ایکدوسرے کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگے پیچھے قافلہ عورات تھا آپسمین کہنے لگے کہ ان عورات کو ہم یہان مار ڈالین مگر آگے چلین بعض فہمیدہ مَنے کہا اس خون ناحق کرنے سے کیا فائدہ بیبیان ادہر کے کھیت مین چلتی تھین اور ہر کھونٹی سے الجھکر گرتی تھین خلاصہ دو ساعت تک اوس میدان مین یہی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہوگئے میدان خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبہ سے ہو کر ایک نالہ پر پڑاو کیا ادھر کوئی نہ آیا سبکی جان مین جان آئی اگر ایک بزن اس حشر مین چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا۔

معرکہ غارتگری خاص قصبہ مذکور

جب رعایائے شہر فرنگیان امرا محالات مع مجتہد العصر سلطان العلما وغیرہ کاکوری بھاگے ہر گھر وضیع و شریف احاطہ خرابہ احاطہ مسجد خانہ باغ مین آدمی مثل ریگ کے بھر گئے وہانکے رئیسون نے بھی خدا ترسی رحم دل یا تعارف شہر سے کسیطرح کی چشم پوشی نکی سبکو اپنا مہمان کیا کئی دن تک غلہ بسبب کثرت اژدہام خلائق کے بمشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسون کے خیال مین آیا کہ ان شہر والون کی بدولت ہمپر بھی خواہ مخواہ کچھ آفت آویگی چنانچہ جناب مجتہد العصر مع اپنے اہل بیت خیل خانہ مولوی محمد خلیل الدینخان ہوے تھے لیکن عجب سراسیمگی و پریشانی سے کہ قلب مومن اونکا حال دیکھکر ضبط نہین کر سکتا تھا اتفاقاً بعض زوجہ خاص سے اپنے قافلے سے بچھڑ کے داخلہ بزن گورہ بخوف ایک کھیت مین چھپ رہی تھین کسیکو جرات نہوئی کہ اونکی خبر گھر سے باہر نکلے۔ آخر میر محمد حسین اونکے نسبتی بھائی بہزار منت و سماجت کہاران ڈولی لے کر اونکی تجسس کو چلے یہان جناب مجتہد کا عجب حال و صدمہ روحانی تھا آخر بسلامت پا یا اور سے آئے کہاروں کو انعام دیا۔

ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی قریہ سے گذرتی تھی وہانکا زمیندار استقبال کر کے کان افسر کو نذر دیتا تھا عرض حال کر کے امان پاتا تھا کمان افسر

ہوتا البتہ مشہور ہوجاتا واللہ اعلم۔
احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین چاشت غور جمع کرکے مستعد جنگ و جدال کے ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زرخرچ بہا ولیکر چھوڑ دیا بعض امرا نے بنخوت غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیا بیعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروز شاہ شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشمن ولوسے سے تنہا چل پوائے مین ے گئی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دوتین سوار کے گیا بہت بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا راجہ کی گڈہی کے دروازے پر جاکر کھڑا ہوا پھاٹک بند تھا انکو ہولاسخت گفتگو اپنے ولوسے سے کرنے لگا چار نے زند سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹ کر سرکار مین بھیجا بڑی خیرخواہی ثابت ہوئی انعام وجاگیر فراخور حال ملی لشکر کذائی جو کئی کوس کے فاصلے پر تھا باد ہوائی ہوگیا زرکثیر واسباب غارتگری جو اس مدت مین ہاتھہ آیا تھا اوسکا کہین پتا نہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبہ کاکوری

۲ شعبان روز جمعہ تا کہ مئی حیدر گنج مبارک باغ نواب منورالدولہ اور باغ معتمد الدولہ محلہ کہ دیوان بہادر سنگہ مین کئی دن سے ہزارہا شرفا بجائے شہر مع عیال واطفال بسیر وسامان جاکر رہے تہا رات بھر تا کہ شہر سے ہزارہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ ہزارہا نکلکر راہی گسمنڈی اور کاکوری ہوے اہل فوج سب کے سب گسمنڈی گئے بعض نے راہ کاکوری لی تا کے سے باغات قصبہ تک ہزارہا زن ومرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عروس تازہ وداماد افتان وخیزان اپنی ساس سسر کے حلقے مین ہاتھہ پانون مین مہندی رچی جو نہ پہنچے بہت مرد وزن اپاہج لونڈیون کی پیٹھہ پر سوار ہزارہا ہتھیار بند نگر جنگ نادیدہ عورات ہر قدم پر ٹھوکرین کھاکھا کر بڑے پائچون مین اولجھکر گرتی تھین اور سب کے خیال مین کاکوری مقام امن وامان تھا کسواسطے کہ روسائے قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگون کو تعارف تھا عرض پہنچے ہونگے کہ دفعتہً کاکوری سے آواز بندوق کی آئی سب کے کان کھڑے ہوے مگر بنخوت خیال نہوا آپسمین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعتہً ایک باڑھ چلی اور کھیت والے اپنے گانون مین پکارنے چلے

کرا لیے کی حویلی مین تھا جب بھوٹیے گھر مین آگئے - اپنی جہالت و حماقت سے اونھین تپنچہ مار بیٹھا - اونھون نے اوسکا قیمہ کر دیا نعش کو ہزار خرابی اوس ہنگامے مین نواب ملکہ جہان کے باغ مین معلوم نہین کس طرح سے دفن کر دیا اب نشان قبر بھی سڑک کی سمت سے معلوم نہین ہوتا -

فتح و فیروزی صاحبان عالیشان با اقبال

۱۸۵۸ع

سو شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمئن ہوے اور خس و خاشاک بدمعاش سے شہر پاک ہوا فتح و فیروزی نصیب اولیاے دولت ہوئی منادی عمل سرکار کمپنی انگریز بہادر ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سواے نال دروازے کے جہان مہاجن رہتے تھے اور سعادت گنج بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکال ہو - یا خود سرکار کو اون سے درگذر منظور ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھ میپالی گورون سے کوئی جگہہ محفوظ نہ تھی یا کوئی صاحب کی بدولت امیر اور شرفا کے گھر بچ گئے اور اس مدت غارت گری مین صاحبان فوج بھی کمر بستہ رہے اور جب کوئی شخص صاحب کے پاس داد و بیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہو کر چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ درگاہ حضرت عباس ۲ مین کئی سو عورات پردہ نشین جا کر چھپی تھین گورون کے ہاتھ سے بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کر کے ہر ایک کے گھر بھیجدیا اور ایک ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو ہونی شہر کا مع پارچہ شست و شو درگاہ مین آکر چھپے تھے وہ سب کپڑے لٹے - اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک مہاجن نے گورون کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اسیطرح سے بکا الا علم خاص درگاہ جو وزن مین تیرہ سیر تھا دات کا اوسے سب نے درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زیر درخت توت تک آیا پھر کسی نے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی بڑی کوشش کی کہتا تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لا دے مفتاح الدولہ بھی دینے کو راضی تھے مگر مطلق اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لے گیا کسکے پاس رہا اگر کسی کے پاس ہندوستانی

ہوتا البتہ مشہور ہوجاتا واللہ اعلم۔
احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین چاشت غور جمع کرکے مستعد جنگ و جدال کے ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطرخواہ زرخرچ جہاد لیکر چھوڑدیا بعض امرانے بخوت غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی ہیابعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروزشاہ شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشمن ولوے سے تنہا ایل پوائے مین ہے گئی اپنی نخوت غرورسے تنہا مع دوتین سوار کے گیا ہمت بھروسہ اپنی کرامات کار کھتا تھا راجہ کی گڈھی کے دروازے پر جاکر کھڑا ہوا پھاٹک بند تھا انکو لاسخت گفتگو اپنے ولولے سے کرنے لگا چارنے زنمے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹ کر سرکار مین بھیجا بڑی خیرخواہی ثابت ہوئی انعام وجاگیر فراخور حال ملی لشکر کدائی جو کچھ کوس کے فاصلے پر تھا بادہوائی ہوگیا زرکثیر واسباب غارتگری جو اس مدت مین ہاتھ آیا تھا اوسکا کہین پتا نہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبہ کاکوری

۲ شعبان روز جمعہ ناکہ نئے حیدر گنج مبارک باغ نواب منورالدولہ اور باغ معتمد الدولہ آغامیر کہ دیوان بہادر سنگہ مین کئی دن سے ہزارہا شرفائےنجبائے شہر مع عیال واطفال واسباب وسامان جاکر رہتے تھے رات بھر ناکہ شہر سے ہزارہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ ہزارہا لشکر راہی گسمنڈی اور کاکوری ہوے اہل فوج سب کے سب گسمنڈی گئے بعض نے راہ کاکوری لی ناکے سے باغات قصبہ تک ہزارہا زن ومرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عروس تازہ داماد افتان وخیزان اپنی ساس نند کے حلقے مین ہاتھ پانون مین مہندی ابھا ری جوتہ پہنے بہت مرد وزن اپاہج لونڈیون کی پیٹھ پر سوار ہزارہا ہتھیار بند مگر جنگ نادیدہ عورات ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھاکر بڑے پائچون مین الجھکر گرتی تھین اور سب کے خیال مین کاکوری مقام امن وامان تھا کسواسطے کہ رؤسائے قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگون کو تعارف تھا غرض یکجا ہونگے کہ دفعۃً کاکوری سے آواز بندوق کی آئی سب کے کان کھڑے ہوے مگر نخوت خیال نہوا آپسمین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعۃً ایک باڑھ چلی اور کھیت والے اپنے گانون مین پکارنے چلے

کرایے کی حویلی مین تھا جب بھوٹیے گھر مین آئے - اپنی جہالت وحماقت سے انھین تمنچہ مار بیٹھا - اونھون نے اوسکا قیمہ کر دیا نعش کو بہزار خرابی اوس ہنگامے مین نواب ملکہ جہان کے باغ مین معلوم نہین کس طرح سے دفن کر دیا اب نشان قبر بھی سڑک کی سمت سے معلوم نہین ہوتا -

فتح وفیروزی صاحبان عالیشان با اقبال

۳ شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمئن ہوے اور خس وخاشاک بد معاش سے شہر پاک ہوا فتح وفیروزی نصیب اولیاے دولت ہوئی منادی عمل سرکار کمپنی انگریز بہادر ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سواے نال دروازے کے جہان مہاجن رہتے تھے اور سعادت گنج بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکال ہو - یا خود سرکار کو اون سے درگذر منظور ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھہ نیپالی گورون سے کوئی جگہہ محفوظ نہ ہی تھی یا کوینا صاحب کی بدولت امیر اور شرفا کے گھر بچ گئے اور اس مدت غارت گری مین صاحبان فوج بھی کمربستہ رہے اور جب کوئی شخص صاحب کے پاس داد وبیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہو کر چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ درگاہ حضرت عباس ؑ مین کئی سو عورات پردہ نشین جا کر چھپی تھین گورون کے ہاتھہ سے بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کر کے ہر ایک کے گھر بھجدیا اور ایک ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دھوبی شہر کا مع پارچہ شست وشو درگاہ مین آکر چھپے تھے وہ سب کپڑے لٹے اسباب درگاہ کا سب لٹا عام سونے کے ایک مہاجن نے گورون کے ہاتھہ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اسیطرح سے بکا الاعلم خاص درگاہ جو وزن مین تیرہ سیر تھا دھات کا اوسے سب نے درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زیر درخت توت تک آیا پھر کسینے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی بڑی کوشش کی کہتا تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لاوے مفتاح الدولہ بھی دینے کو راضی تھے مگر مطلق اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لے گیا کسکے پاس رہا اگر کسی کے پاس ہندوستانین

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گورے کوٹھون سے داخل درگاہ حضرت
عباس ہوے سب بھاگ گئے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مریدانے بغلون مین ہاتھ دے کر
محبوب گنج تک پیادہ لے آئے وہانسے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار لنگی مرید خاص جو انکا غبار
تھے ہاتھیون پر سوار ناگاہ موسی باغ سے لڑتے ہوے نکلے پیچھے فوج انگریزی تھا تعاقب مین
قریب شام شاہ جی کسمنڈی کے نالے کے اوسپار ہوے وہانسے فوج انگریزی پھر آئی۔
رعایاے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مر
ہو گئی کسیطرف بھاگ نسکی وہین جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسیطرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے
پھر کر اپنے ساتھی کو نہ دیکھا مان سے بچے خاوند سے جورو چھٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک
کا نام لے کر پکارتی پھرتی تھی اسمین شب تاریک ہو گئی صحرا مین ٹھوکرین کھا کر رہ گئی
العیاذ باللہ۔
رعایاے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سبکو اپنے قتل و بے عزتی کا یقین ہو گیا کسیکو کچھ نہ بن پڑا سواے
اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پردہ نشین میان ہجوم بلواے
عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات خورد و سال گود مین لے کر نکلین فوج انگریزی
نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سواے سمت غرب کے وہ ناکہ نئے حیدر گنج اور موسی باغ
کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ جلا اور نہ کوئی
آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام مین خلاف مرضی صاحبان عالیشان تھا اکثر افسران
فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑین مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک
درگذر کرنا بہتر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا مگر جو مقابلہ کرے وہی مارا جائے اس جہت سے
رعایاے بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات بعد ازین بہت قصاص مین آئے مگر گوروں نے دولت
لینے اسیر بھی نہ مانا جو سامنے آیا یا جسے گھر مین پایا مار ڈالا بعض نے گھر لوٹا جان بچائی عورات
صاحب غیرت اور لڑکیان بن بیاہی گوروں کی صورت دیکھتے ہی کنوؤن مین گر کر مر گئین
بعض جیتی نکلین بعض تمام ہو گئین بعضے شہر سے مین بچ کے گورے سے سلطان الدولہ و ابادولہ نواب
منورالدولہ کے مرگئے میر محمد نزکی نوجوان اجل گرفتہ پتہ تا حکیم شہدہ حسینخان مرحوم بادر ٹولہ

اسیطرح اس معرکے سے پندرہ سو سوار شہر کی طرف سے بھاگے تھے حیدر گنج نولبستہ ہوکر سعادت گنج پہونچے بعد اسکے شاہ جی پھر کر درگاہ حضرت عباس میں آئے ایک مورچہ قائم کیا دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھ کر شاہراہی پر لگائی۔

بھوٹیون نے میدان خالی پاکر جدہے ستی کے باغ مین اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت بھوکے ہوے ایک ہندو فقیر اوس باغ مین رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک ہندو رستوگی مہاجن جو اوسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف آباد اپنے گھر سے آیا اور جو جنس گھر مین تھی اونھین دی یہ اپنی جان بچاکر گھر آنا غنیمت سمجھا پھر عیش باغ سے حیدر گنج۔ نولبستہ سعادت گنج تک مینہ گولیون کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر رشک چاندماری ہو گیا اگرچہ بہت کم رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی۔

غرہ شعبان پنجشنبہ کو گورے چوک۔ فرنگی محل۔ نخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے اور مورچہ کاظمین و کربلاے دیانت الدولہ۔ دلی دروازے مین قائم کیا ایک مورچہ سڑک سے گھنٹہ بیگ کی گڈھیہ پر قائم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس چنانچہ جب کوپنا صاحب مورچو پر آئے شاہ جی نے ہنگ سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قائم کیا دونون طرف سے گولیان برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھو پر سے ہوکر ہر گھر مین اوتر کر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر زیر دیوار کربلا تھا کوپنا صاحب مع دو افسر کوٹھے پر سے اوترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایاے سرکار ہین ایک گھوڑا میر باقر علی کا پسند کرکے لیا اوسکی قیمت دینے لگے انھون نے نہ لی اس عرصے مین میر آغا کے ایک گولی زیر ناف لگی جان بچی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بہزار خرابی صحت ہوئی۔

کوپنا صاحب پر انکی بیکسی و غربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر کر دیا کہ لٹنے نپائے۔ مگر بعد فتح سرکار میجر کارنیگی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے آئے سارا اسباب گھر کا لوٹ کر لے گئے بہت سی داد و بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر مینا بازار مین تھا وہ مسمار کر داخل وسعت قلعہ مچھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک شارع عام ہوا فقط بارہ دری باقی رہ گئی ہے۔

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گورے کوٹھوں سے داخل درگاہ حضرت عباسؑ ہوئے سب بھاگ گئے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مریدوں نے بغلوں میں ہاتھ دے کر محبوب گنج تک پیادہ لے آئے وہاں سے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار تلنگے مرید خاص جو اصحاب اعتبار تھے ہاتھیوں پر سوار ناکہ موسی باغ سے لڑتے ہوئے نکلے پیچھے فوج انگریزی تعاقب میں قریب شام شاہ جی کسمنڈی کے نالے کے اوس پار ہوئے وہاں سے فوج انگریزی پھر آئی۔

رعایائے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی محصور ہو گئی کسیطرف بھاگ نسکی وہیں جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسیطرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے پھر کر اپنے ساتھی کو نہ دیکھا ماں سے بچے خاوند سے جورو چھٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک کا نام لے کر پکارتی پھرتی تھی اسمیں شب تاریک ہو گئی صحرا میں ٹھوکریں کھا کر رہ گئی العیاذ باللہ۔

رعایائے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سبکو اپنے قتل و بے عزتی کا یقین ہو گیا کسیکو کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ شہر سے بھاگیں ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت برپا تھی عورات پردہ نشین میان ہجوم بلوائے عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات خورد سال کو گود میں لے کر نکلیں فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سوائے سمت غرب کے دو ناکہ تھے حیدر گنج اور بنسی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر جلا اور نہ کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام میں خلاف منشائے صاحبان عالیشان ہوا افسران فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑیں مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک در گذر کرنا بہتر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا مگر جو مقابلہ کرے وہی اسی جہت سے رعایائے بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات جو مجرم پائے قصاص میں آئے مگر گوروں نے اسپر بھی نہ مانا جو سامنے آیا یا جسے گھر میں پایا مار ڈالا بعض نے گھر لوٹا جان بچالی عورات صاحب غیرت اور لڑکیاں بن بیاہی گوروں کی صورت دیکھتے ہی کنوؤں میں گر کر مر گئیں بعض جیتی نکلیں بعض تمام ہو گئیں بہتیرے بم کے گولے سے سلطان الدولہ داماد نواب منور الدولہ مر گئے میر محمد زکی نوجوان اجل گرفتہ پوتا حکیم مہدی حسینخان مرحوم باورچی ٹولہ میں

اسیطرح اس معرکے سے پندرہ سو سوار شہر کی طرف سے بھاگے تھے حیدر گنج نولبستہ ہوکر سعادت گنج پہونچے بعد اسکے شاہ جی پھر کر درگاہ حضرت عباس میں آئے ایک مورچہ قائم کیا دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھ کر تراہی پر لگائی۔
بھوٹیوں نے میدان خالی پاکر جہ ہے ستی کے باغ میں اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت بھوکے ہوے ایک ہندو فقیر اوس باغ میں رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک ہندو رستوگی مہاجن جو اوسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرف آباد اپنے گھر سے آیا اور جو جنس گھر مین تھی اونھین دی یہ اپنی جان بچا کر گھر آنا غنیمت سمجھا پھر جیس باغ سے حیدر گنج۔ نولبستہ سعادت گنج تک مینہ گولیوں کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر رشک چاند ماری ہوگیا اگرچہ بہت کم رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی۔
غرہ شعبان پنجشنبہ کو گورے۔ چوک۔ فرنگی محل۔ نخاس۔ کاظمین۔ منصور نگر تک پھیل گئے اور مورچہ کاظمین ہ کربلاے دیانت الدولہ۔ ولی دروازے مین قائم کیا ایک مورچہ سڑک سے گھنٹہ بیگ کی گڈھیہ پر قائم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس چنانچہ جب کونیا صاحب مورچہ پر آئے شاہ جی نے ہنکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قائم کیا دونوں طرف سے گولیاں برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھوں پر سے ہوکر ہر گھر مین اوترکر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر زیر دیوار کربلا تھا کونیا صاحب مع دو افسر کوٹھے پر سے اوترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایاے سرکار ہین ایک گھوڑا میر باقر علی کا پسند کرکے لے لیا اوسکی قیمت دینے لگے انھوں نے نہ لی اس عرصے مین میر آغا کے ایک گولی زیر ناف لگی جان کی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بہزار خرابی صحت ہوئی۔
کونیا صاحب پر انکی بیکسی وغربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر کردیا کہ لٹنے نپائے۔ مگر بعد فتح سرکار میجر کارنیگی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے آئے سارا اسباب گھر کا لوٹ کرلے گئے بہت سی داد و بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر بلیا بازار مین تھا وہ مسمار کر داخل وسعت قلعہ مچھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک شارع عام ہوا فقط پارہ دری باقی رہ گئی ہے۔

مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ مین

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بونڈہی سے لکھنؤ داخل ہوے رمنہ سلطانی او سپار دریا کے مقیم خیام ہوے باقی فوج کو سرحد ملک پر جا بجا چھوڑ آئے جنرل ہیرو صاحب بہادر اس معرکے مین نسبت اور حکام کے بسبب احسان وینی رئیسون کے اور اونکے نفقات مراتب سے بیشتر اونکے بہت نیکنام رہے خصوصاً تفضل حسینخان رئیس فرخ آباد کی جان و عزت فقط صاحب ممدوح کی امان سے بچی ورنہ دائرہ حلقہ پھانسی سے کبھی باہر نہوتے حکام صدر کو اسی باب خاص مین بہت مناظرہ رہا بعد تقسیم تمام صاحب بہادر کا ایک درجہ پایہ منزلت سے ترقی کا گزٹ گیا بعد چندروز کے پھر اپنی منزلت پر آے چیف کمشنر لکھنؤ ہو کر بسبب عارضہ لاحقہ ولایت کا جانا بہت ناگوار ہوا اسواسطے کہ وہ قدر شناس شرفا سے شہر تھے اور ولایت پہونچکر مستوفی ہوے یہ بھی تاثیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو ایسا حاکم ہو اوسے قیام نہو سکے جسطرح اکثر ایسے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے۔

داخلہ فوج انگریزی شہر مین بہ تسلط رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کا نکلنا

۲۰ سلخ رجب روز چہارشنبہ فوج انگریزی نے پہلے چاہا کہ عالم باغ سے گڈھی کنوراہو تا کہ حیدر گنج سے داخل شہر ہو جاے پلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے چلی احمد اللہ شاہ سرائے معتمد الدولہ سے فوج لیکر عیش باغ مین جا پہونچا خوب تلوار چلی کئی سو بھوٹیہ مارا گیا آخر باغ سے اونھین ہٹا دیا وہ سب سمٹکر کنار شہر آئے اودھر سے فوج انگریزی آئی تھی وہان بھی شاہ جی دل کھول کر لڑے فوج انگریزی کو نہر سے اسپار اوترنے نہ دیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی چلی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا پہلے حملہ پورب مین سوار بھاگے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین دن رات سے حقیقت مین سوار ہر طرف دوڑتے رہے اور خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر لاتے تھے سپہ بیت تازہ لی تھی بہت سخت سست کہہ کر غیرت دلائی تھی قتل و قمع سے ڈرایا تھا مگر اون نامردون کے واسطے گوز پر گوز تھا پہلے مقابل ہوتے ہی اوسکے بعد بھاگے۔

پہاڑ پر قصد چڑہنے کا کیا حد ملک نیپال سمجھ کر فوج انگریزی آگے نہ بڑھی وگرنہ اوس دن بدمعاشون کا کام تمام ہوجاتا بلکہ بھاگنا مشکل پڑتا ۔

اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن دہام پور نگلینہ کا احوال من الشمس ہے اور میجر کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ ان دونون نے غدر لکھنؤ مین جہاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھ کچھ احوال چھاپا یا اگر مربی بیاردم بہ سخور ۔ خلاصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خرید نوٹ روبکاری ٹرنی کشنر مین دہرے گئے میجر صاحب باطمینان تمام تشریف فرماے ولایت ہوے جرمن کے رہنے والے تھے یہان کے لوگون کا احوال مثل ولایت کشمیر وغیرہ ظاہر ہے پھر کلکتے مین بامید ترقی عہدہ جالیلہ آئے اور اضلاع لکھنؤ مین بھی مامور ہوے منشی جی بعد روانگی میجر صاحب اپنے وطن مالوف مین بادشاہت کر رہے تھے طاؤس بیگم منحلات شاہی اونکے ساتھ لکھنؤ سے چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷ برس کی قید منشی کے واسطے تجویز ہوئی جیلخانہ الہ آباد مین گئے جب اونھون نے اپیل کیا ۳ برس اور بڑہے دس برس ہوے میجر صاحب کی تخفیف کو کسی صاحب امین لکھنؤ آئے انکا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری سرکار سے ترک ہوئی اگر ایسا صاحب مشمول نوکری سے برطرف ہوجاے اوسے نوکری کی کیا پروا ہے ۔

آب سنتے ہین کہ کسی صاحب کی رعایت و پرورش سے منشی جی کے واسطے بہت سی تخفیف عذاب ہوگئی ہے کپڑے بدلتے ہین پلنگ پر سوتے ہین فی الجملہ افسر جیلخانہ قیدیون پر حکومت بھی ہے طاؤس بیگم بھی کہی مرتبہ اونکی خدمت مین مستفید ہوئی کئی لاکھ کے گانون زمینداری نگلینے مین مول لیے ہین جب سرکار سے قرقی اونکے گھر کی نقد و جنس کی ہوئی ۲۲ لاکھ کا تخمینہ ہوا تھا ۔ بس اسی حساب اونکی منیب کا بھی ہوسکتا ہے ۔ عیان را چہ بیان ۔ لکھنؤ کی بربادی سے ہزارون بن گئے ۔ مگر دیکھا چاہیے یہ بیت المال کیونکر سرسبزی کرتا ہے ۔

[illegible]

تھے لیکن شمار مین نہ ادہر نہ اودہر تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا مبر ور حاضر ہوتے گئے۔ نواب نورالدولہ عرف نادر مرزا صاحب وثیقہ بہو بیگم صاحبہ حکمنامہ سرکار پر بھی حاضر نہوے معلوم نہین کس خواب وخیال مین تھے بعد از خرابی بصرہ آئے طالب وثیقہ ہوے وکیل ہائی کورٹ مین کیا آخر نوبت بولایت پہونچی سبھون نے بامید اجراے مبلغ خطیر سنواتی بہت سے ہاتھہ پاون مارے خاک اوڑائی کچھہ نہوا آخر انتقال کیا اسکے وثیقہ کے عدم اجرا مین سبکو حیرت ہے بنسبت عدالت کے رئیسان بیرونی جواپنا بچاؤ سمجھکر رفاقت وہمراہی جناب عالیہ مین ہوگئے تھے مرزا کوچک سلطان بھائی بہادر شاہ ولی نانا راو۔ بالاراو پیشوا۔ نواب محمود خان نجیب آبادی۔ احمد اللہ خان شفیع اللہ خان نجیب آبادی۔ مظہر علیخان رئیس کامونہ۔ ولی داد خان رئیس بالا گدہ۔ سمدہی بہادر شاہ غلام قادر خان رئیس شاہجہان پور۔ عنایت اللہ خان رئیس پلی بہیت وغیرہ

پہونچنا کمانڈر انچیف کا بھاگنا جناب عالیہ کا کوٹ مین

غرض جب کمانڈر انچیف جنرل کلایڈ بہادر فوج قاہرہ لیکر بہرائچ سے اڑتے بھڑتے قریب بونڈی پہونچے فوج جنگی مع زمیندار تعلقدار دو ساعت تک خوب لڑی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا نہ ٹھہر سکی۔ حدود نیپال جنگل مین ہر طرف متفرق ہوگئی جنگ بہادر نے اپنی حدود پر اور جابجا گھاٹیو نپر پہرے بٹھا دیے تھے مگر اس قافلہ مورو ملخ کو نہ روک سکے طرح دے گئے اوسوقت جناب عالیہ تھک کے تلسی پور کی گڑھی اچوا مین دو تین دن تک رہین وہان سے ستاری پہاڑ سے ہوکر نئے کوٹ مین پہونچین جو کوہ تیول پر ہے جہان نواب آصف الدولہ کی اب تک بارہ دری بنی ہوئی ہے۔

جب جناب عالیہ ستاری سے آگے چلین جنگ بہادر کا خط کپتان زرنجن مانجھی کی معرفت اسمضمونکا آیا کہ آپ انگریزون سے صلح کیجیے یا یہان کا رہنا اختیار کیجیے ہمسے توقع اپنے شریک حال ہونیکی یا کسیطرح کی اعانت وامداد نرکھیے کاسواسطے کہ ہم انگریزون سے کسیطرح کا مقابلہ نہین کرسکتے یا کسی اور طرف چلی جائیے آپ کو اختیار ہے ممو خان نے اوسکا جواب دیا کہ نہ ہمین صلح منظور ہے اور نہ تمھارے ملک مین قیام منظور ہے اور نہ کسیطرف جائینگے ہمین ہم انگریزونسے

بھی ساتھ تھے صبح کو پھر اون پہونچین اب اسوقت بھی اگر کچھ سوار انگریزی پہونچتے بے تکلف
گرفتار کر لیتے اسکا سبب نہین معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خبر عظیم سے
کسوجہہ سے غفلت کی راجہ مردن سنگہ زمیندار نے بہت تمردی سے ایک چوپال رہنے کو دیا
اور خود حاضر نہوا جناب عالیہ بہت بھوکی تھین کھانے کو کہلا بھیجا جواب دیا جب پک چکیگا بھیجدیا
جایگا اور پھر گستاخانہ کہلا بھیجا ہم تمکو کیونکر جگہہ دین انگریز شریک ہون تم ہر جگہہ مثل مینڈک
اوچھلتی پھروگی اور پیچھے انگریز مثل سانپ لہراتے پھرینگے خلاصہ باڑی ہوکر خیرآباد پہونچین
ہربرشاد ناظم قسمت اول خیرآباد و مولوی عمادالدین عرف مولوی محمد ناظم بسوان باڑی جو
سندیلے مین گرفتار تھا اور بڑی نمود سے مارا گیا بھیروسنے خبر آمد جناب عالیہ تین کوس سے استقبال
کیا بڑی دہوم دہام نقارہ و نشان جلوس سواری سے مرزا بندہ علی بیگ کے امام باڑے مین
اوتارا راہ مین فقرا کو دونہار خیرات کیے جب داخل شہر ہوئین توپین سلامی کی چلین۔
وہان صلاح یہ ٹھہری کہ بریلی کو چلین اکثرون کا رجحان یہ ہوا کہ ابھی اپنے ممالک محروسہ
مین توقف مناسب ہے کسواسطے کہ سالی کہ نکوست از بہارش پیداست جب اور گزرگاہ
نہ رہیگی اور کہین پناہ نملے گی ملک غیر مین مجبوری چلے جائینگے بعد اسکے محمود آباد راجہ
نواب علیخان کے گھر مین مہمان ہوئین پھر بھٹولی راجہ منوا کی گڈھی مین رہین وہان وکیل
راجہ ہردت سنگہ سوائی حاضر ہوا عرض کی ہم آپکے بہرحال شریک فرمانبرداری ہین یہان
احتمال راجہ منوا کا انگریزون سے سازکا ہے پھر وہان سے وکیل کے ساتھ داخل بونڈی ہوئین
اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز مین جتنے لکھنؤ سے بھاگے تھے اندرونی و
بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہوگئے اور ملازمین قدیم و جدید مع بیگمات محلات اور امرا و رؤسا
وغیرہ آپہونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہوے مثل لکھنؤ چوک
آباد ہوگیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقدارون نے بے طلب زر تحصیل بھیجنا شروع کیا ایسی رعب
ہیبت کسی تسلط سلطنت مین نہوئی تھی اس زر تحصیل کی عدم رسی پر کیا کیا لڑائی اکثر ضلع
مین رہا کرتی تھی اس امر مین سبکو استعجاب تھا کہ ایسے وقت اضطرار و مایوسی و قطع امید مین
اسطرح آمدنی ملک کا ہیبت پہونچنا غرض اس مدت قیام مین جتنا سامان امارت شاہی تھا

احمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کرکے فیروز شاہ سے کہا تم پکے پل سے دھاوا کرو مین عیش باغ سے کرونگا وہان بھی جنگ بہادر کی پلٹن سے خوب تلوار چلی جب اونکی اور کماک آئی شاہ جی بھاگ کر نخاس مین آئے گورے چوک مچھلی والی بارہ دری۔ اکبری دروازے تک پھیل گئے پھر شام سے رات بھر تک گولون کا مینہ برستا رہا مگر قدرت خدا سے شہر مین دو تین آدمی ضایع ہوے۔ آگ بھی کسی کے گھر مین نہ لگی اور اگر کہین لگی بھی جابجا بجھ گئی خلاصہ رعایاے شہر بیگناہ پر ہر طرح آفت ہے باوجودے کہ آپس سے کسیتے مقابلہ نہ کیا نسبت دلی کے وہان سب رعایا نے جہاد ایمانی پر کمر باندھی تھی آخر سب کے سب بجال تباہ ہیجو اس مضطر ہوکر بے اسباب مال وزر مثل مور و ملخ جانب سمت مغرب ناکہ شہر کا کوری کا نگراباد۔ کسمنڈی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم تھی۔ شاہ جی گھبرا کر ہر ناکہ سے فوج کو لاتے تھے کسیکے پاؤن نہ ٹھہرتے تھے اور گورے کے نام سے بھاگتے تھے حالانکہ سب صاحب ہتھیار اور کارزار ہندوستان دیکھے ہوے تھے اسکے سوا گلیون سے گذتے شہر کے معلوم نہین کہان چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت برستی تھی اور خون ناحق کی بو آتی تھی اور عورات پردہ نشین کو پردے کا کب ہوش رہا تھا وارث مسلح آگے عورات چادر اوڑھے پیچھے چلی جاتی تھیں

جناب عالیہ کا شہر سے نکلنا

روز سہ شنبہ ۲۹- رجب ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۶- مارچ ۱۸۵۸ء قریب شام جناب عالیہ مع برجیس قدر حالت یاس کلی مین پینس مین سوار ہوئین چار توڑے اشرفی کچھ جواہر بیش بہا زبانی مفتاح الدولہ اور کئی دن ہنیتر نکلنے قیصر باغ سے ممو خان کے کہنے سے زنانہ کرد اکے آپ جواہر خانے مین گر کنجیان مفتاح الدولہ سے لے کر جتنے صندوقچے باقیماندہ تھے سب لے گئی تھین اوسمین سے کچھ ملا باقی نہین معلوم کیا ہوا اور ممو خان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا گیا اور آج تک کسیکے پاس اوسکا نشان بھی نرہا اگر کسیکے پاس ہوتا غالب ہے کہ ہر طرح سے کھلجاتا یا گوئندے کب اس سے غافل رہتے تھے۔ غرض ناکہ موسی باغ سے سواری نکلی حلقہ عورات گرد وپیش تھا ممو خان گھوڑے پر میر مہدی مع اپنے عیال احمد حسین حکیم حسن رضا صاحب عدالت بہ سپیادہ پانچھ سوار تلنگے

عہد میثاق کیے ہین بے نوج سمجھکر مثل مناجان گرفتار کرکے لیجا ہین اگر صاحبان عالیشان
کو بھی منظور ہے تو حسب سررشتہ اپنے اس اقرار کو تحریر فرمائین انجیل خدا پر مُہر کردین اور
بادشاہون کی اوسپر گواہی بھی مثل بادشاہ مصر وغیرہ جو ہمارے واسطے سند کامل ہو اسکا جواب
مرزا علی رضا نے دیا سبحان اللہ کل دہاوا ہوگا یہ امر تا تریاق از عراق آج آپ چاہتے ہین
فیصل ہوجاوے مصر اور ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہین گویا نواح لکھنؤ مین ہین
ممو خان نے کہا اگر گواہ بعد المشرقین پر ہین جنگ بہادر تو شریک حال ہے وہ اپنی گواہی
اور ذمہ از روے قسم کر دے کیا مضائقہ یہ سند بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال و
جواب طرفین سے قطعی موقوف ہوا مرزا علی رضا بھی مایوس ہوکر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ
بظاہر اب ہم سبکی اجل دامنگیر ہے دیکھیے اس آفت سے خدا کیونکر بچاتا ہے۔

اوسکی صبح کو شہر مین منادی ہوئی کہ رعایا بدحواس اور پریشان نہو سب گورے مارے گئے
تھوڑے سے قیصر باغ مین ہین وہ بھی تمام ہوے جاتے ہین مگر اس منادی پر کسی کے کان
پر جون بھی نرینگی۔

شب سہ شنبہ حسین آباد مین مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست کو بلا کر
مُہر ظفر جنگ بہادر کی دکھائی اور کہا ممو خان نے کئی افسر معتمد اسکی تصدیق کو بھیجے ہین خدا
چاہے تو یہ صورت نجات اچھی نکلی ہے مگر پھر جو اسے روز سہ شنبہ تک دریافت کیا بے اصل
محض بلکہ سراسر جعل و فریب تھا۔

غرض صبح کو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہوکر گاؤگھاٹ سے دہاوا کیا اور لاف زنی سے
کہتے چلے کہ ہم آج گورون کو مارے لیتے ہین قیصر باغ بھی خالی کروائے لیتے ہین وہ کسیکو
منہ نہ دکھائینگے جب یہ خبر جناب عالیہ نے سنی کہ فوج نے دہاوا کرکے بادشاہ باغ لے لیا چار
توپین بھی چھین لین اب کوئی دم مین قیصر باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسپر بڑی خوشی
ہوئی پھر خلاف اسکے خبر آئی کہ گورون نے دہاوا کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی مورچے سب
چھوٹ گئے بڑا ناصر باڑہ بھی لے لیا جامع مسجد کے گلدستے اور ناصر باڑے کے کوٹھے سے گورے
قصاب کے پل تک گولیان لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہو جائین۔

کبھی نہوئی چنانچہ انھون نے تین مرتبہ اپنی حکومت مستعار مین عرضی اپنے حال کی لکھی اور پھاڑ ڈالی جناب عالیہ وہان سے محلسرا ے حسین آباد مین گئین وہان سے پھر غلام رضا کے مکان پر نگرات کو ساہجی کے مکان قدیم مین رہتی تھین شام تک جتنا عملہ شاگرد پیشہ تھا سب جمع ہو گیا ممو خان محلسراے حسین آباد مین رہے اور یہان چوک تک پھرے حفاظت کے کھڑے ہوے تھے۔

پیام جنرل اوٹرم صاحب جناب عالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار جیسبی یہ ہے کہ پہلے قیصر باغ مین جنرل اوٹرم صاحب نے پیام معرفت مرزا علی رضا کوتوال بواسطہ شرف الدولہ جناب عالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے موافق عہد دولت نواب شجاع الدولہ ملے گا بشرطیکہ لڑائی موقوف کرو ہم ان باغیون کے نکالنے کی تدبیر کرلینگے اور مسافران لندن و کلکتہ کو بھی بلوا دینگے یہان خود غلط ایسی بات کب سنتے تھے بعض اسے فریب و خدع سمجھے۔ بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہو چکے ہین جب ایسی باتین کرتے ہین خدا نے چاہا تو ہم انھین نکالے دیتے ہین اسکا جواب معقول نہ گیا اسی کشمکش پیچ مین رہے یہ وہی صورت ہوئی جسطرح قبل از معرکہ بکسر صاحبان عالیشان نواب شجاع الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ ہمسے صوبہ عظیم آباد لیجیے مگر قاسم علیخان کے شریک نہوجیے وہان اشیر کار اور معتمدین خاص نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ نواب مدار الدولہ تھے وہ کب سنتے تھے اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان مین اس مضمون سے آیا کہ خیر اب ہم زمان واجد علیشاہ بدستور سابق تمھین تمھارا املاک دینگے ملازم وجہان ہو اوسی مکان مین رہو جب ہم فوج باغی کو بھگا دین تم نہ بھاگنا اوسی مکان مین رہ جانا تیسرا پیام آخری اوسوقت آیا جب جناب عالیہ مہمان خانہ نواب تھین کہ اب سرکار سے تمھین صرف ۵ ہزار روپیہ ماہواری ملے گا اور جیراسی جو خط لایا تھا اوسنے زبانی کلمات تشفی حسب الحکم صاحب کہے اور کئی مدارات بھی لکھ کر آئے تھے کہ انپر اپنی مہر کر کے بھیجدو اوسوقت ممو خان اور ارکان دولت نے حکم اسکا جواب دیا کہ یہ وقت مقابلہ و مقاتلہ ہمیشہ سے خدع و جھوٹ طرفین سے جائز ہے بعد امن

بارہ دری کے صحن میں نشان فتح گاڑ دیا افسر بارہ دری میں کرسی پر بیٹھے بڑی دھوم مچائی
فوج سکھ وغیرہ رمنہ اور مقبرہ جنت آرامگاہ سے داخل ہوئی ہر طرف غل و شور اور غارت ہونا
شروع ہوا اس لوٹ میں ہزارہا ملازم بے آرام ہو کر رل گئے صاحبات محل میں قیامت برپا ہوئی
لیکن یہ عجیب بات خداداد ہے کہ اگر گورے اوسی وقت سیدھے مکان فرحت افزا میں پہونچ جاتے
تو لکھنے علیحدہ آفتیں کیا عجب تھے اوسی وقت جناب عالیہ برجیس قدر مع صاحبات محل سب کو گرفتار
کر لیتے قصہ مختصر تھا مگر اتفاقاً ممو خان علیخان اوسی وقت کئی ہزار سپاہ سے داخل باغ ہو گئے تھا کہ
بود عالیشاہ پر کسی گورے کے بچانے سے تھوڑی دیر رک رہے تھے بہرحال گوروں نے باغ
میں خوب نقصان کیا ہر روش چمن پر نہر خون جاری تھی ہر طرف لاشوں کا انبار تھا گورے
سنگ سنگین بارہ دری میں آ رہے تھے پیچھے سے جنگ بہادر کی فوج نے آکر بارہ دری پر
گر پڑے آخر سب بھاگ گئے خان بھی زخمی ہوئے۔
جناب عالیہ سراسیمہ پریشان حال پیادہ مع صاحبات محل اور شاگرد پیشہ و غول عورات ملازم باہم
کر کے کوڑیوں سے گھسیاری منڈی کے پھاٹک سے باہر نکلیں حلقہ عورات صف بستہ اونکے پیچھے
برجیس قدر ایک سید کی گود میں کندھے سے چمٹے ہوئے اوپر غالیچہ اور چاندنی رفع احتمال کو ڈالے
ہوئے جیسے راہ میں قافلہ ناموس شاہی کو دیکھا بے اختیار پیٹنے اور رونے لگا یہ انقلاب پیدا نہ
تھا بہرحال گلیوں میں گرتی پڑتی ٹھوکریں کھاتیں ہر قدم پر الجھتی ہوئی ٹیلہ شاہ پیر جلیل سے
گذر کے پل مولوی گنج پر پہونچیں جواہر علیخان نے اپنی پینس کہار آگے سے وہاں بھیجدی تھی
قریب زوال شمسی جناب عالیہ مع برجیس قدر اوسی پینس میں سوار ہوئیں باقی اور صاحبات محل
وہاں سے متفرق ہو گئے اس عرصے میں کچھ سوار تلنگے شاگرد پیشہ متلاشی سواری ہر طرف سے
جمع ہو کر ساتھ ہوئے۔ یحییٰ گنج۔ نخاس۔ چوک۔ ہو کر نال دروازے میں غلام رضا خان کے گھر
میں اوتریں یہ مرد عاقبت بین تھا کچھ انجام کار سمجھ کر عرض کیا یہاں سے گورے بہت قریب
ہیں خدانخواستہ کوئی صورت خلاف پیش آئے باعث روسیاہی غلام ہو پھر وہاں سے نواب
شرف الدولہ کے گھر گئیں وہاں بھی یہی وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید نواب اپنا رسوخ سمجھکر صاحبان
عالیشان کو بلوا کر گرفتار کروا دیں حالانکہ یہ سب کا خیال خام تھا مگر اضطرار تو ایسے ایسی نمکحرامی

۱۲۷۴ ہجری

قیصر باغ مین فوج کا داخل ہونا جنابعالیہ کا نکلنا۔

۲۶۔ رجب روز شنبہ پھر طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گوردن نے ناکہ چار باغ سے چاہا کہ امین آباد سے چلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہوگئی نہ آسنے پائی
۲۷۔ رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گورے پہلے امام باڑہ جنت مکان مین آئے کچھ باغی مقام امن سمجھکر وہان چھپ رہے تھے بعض مکان کی چھت کو باروت سے اوڑا دیا اوسکے گرنے سے کئی آدمی دب کر مر گئے پھر وہان سے بشیر الدولہ کے امام باڑے اور اصطبل سے ہوکر سیدھے قیصر باغ کے دروازے پر آئے اس پھاٹک کے سامنے بڑا دمدمہ کہ خندق کھودی تھی برج بنا کر اوسپر توپین لگائی تھین پہلے گولہ انداز بھاگے توپین بھری تھین کانکے اونھین داغ کر اوڑ جاتے مموخان نے جب یہ خبر سنی مستعد بمرگ ہوکر اپنے جان نثارون سے اوٹھ کھڑے ہوے لیکن معشوق محل کے مکان سے کسینے آگے قدم نہ بڑھایا آخر مایوس ہوکر پھر آئے۔
وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جنابعالیہ ہوے سبکی صلاح یہ ہوئی کہ اب جنابعالیہ کا یہان سے نکلنا مناسب ہے نواب تامجان پر سوار ہو سیدھے اپنے گھر پھونچے قیصر باغ مین سب نے پیچھم کے پھاٹک پر باغ کے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کی طرف ہے ہجوم کیا پھاٹک مقفل تھا تلنگون نے گولیان مارکر اوسے کھولا مثل کبوتر دفعتہً سبکے سب پھڑپھڑا کر باہر نکلے ہر طرف اڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہوچکا تھا صبح کو جنابعالیہ سے بکنایہ و اشارہ بہت سا سمجھایا اوسکا جواب بڑے استقلال سے دیا مموخان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ اوسی طرح کا تھا یہ کہکر سوار ہوا اپنے گھر چپکے چلے آئے۔
جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کوٹھی جنرل مارٹن مین جلسہ کمیٹی مین تھے کہ دفعتہً خبر پھونچی کہ نیپیر صاحب دو کمپنی گورون کی لیکر دلکشا سے پہلے دیوار رمنہ توڑکر حیات بخش کی کوٹھی مین آئے وہان سے میر فدا حسین کپتان کے مکان مین ہو قیصر باغ تک جا پھونچے اور اوسکے آگے سے کچی دیوارین مکانون کی سائی پرس مینرس گراتے جاتے تھے جب گورے باغ کے پھاٹک پر پھونچے کلھاڑون سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوے ہر روش پر پھیلے چاندی کی

اور خلعت و اہلباتی راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیا سوم خدمت جو زمان حشمۃ الدولہ سے راے دولت رائے کی بدولت پیشکیش سرکار مقرر تھا وہ بھی دیا مصروف کاروبار مستعار ہوے جان بھی بچی گھر بھی لٹنے سے بچا۔

بعد فتح و تسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سے بگڑی دونوں علحدہ ہو گئے جب حکام سے مہاراجہ بہاری لال کو صفائی زمان ماضیہ حاصل ہوئی سرکار سے ۱۱ ہزار روپیہ خرچ کو ملے آئندہ کو امیدوار پرورش کیا عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی تجویز ہوئی انھون نے قبول نکیا اگر حکام کو بدل انپر رعایت منظور ہوئی اور از روے انصاف محرک حق دیوانی زمان گذشتہ راجہ تیز کرشن سے ہوے پہلے چاہا کہ آپسمین تصفیہ ہو جاے نہوا آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات وحقوق وکلاے عدالت دو سو ماہواری پر تصفیہ ہوا ڈگری ملی تا مدت حین حیات راجہ تیز کرشن دیا کرین چند روز تک دیا اسکے بعد تیز کرشن کا احوال بسبب آوارگی مزاج اور خرچ لغویات نوبت بہ گدائی پہونچی مضطر ہو کر چھ نگر ہی ہو آئے مکان خاص بازار کا نشان نرہا۔ بھوانی گنج اور گاؤخانے مین مکان وسیع بنوایا تھا بک گیا ۱۸۔ لاکھ روپیہ کے نوٹ سرکاری مہاراج جہان گذشتہ کے پاس تھے سواے مالیت خانہ وغیرہ اونکا بھی نشان نرہا کہان گئے اور کیونکر خرچ ہوے اب شاید راجہ دنیجے سنگہ کچھہ کہالت قوت لایموت کرتی ہین انکے گھر کی دولت کا سکو تعجب ہے کسی کی فہم مین نہین آتا۔

فوج انگریزی کا دریا کے پار جانا اور ہنگامہ قتل ہر طرف ہونا

۲۔ رجب کو گورے ہاتھیون پر سوار مع توپ اور گارد سوارون سے دریا کے پار اوترے سپاہ باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہہ پر لڑ کر بھاگی۔ رعایا بھاگ کر شہر مین اسپار آئی۔

تفصیل فوج انگریزی ہمراہی کمانڈر انچیف

۵۔ فصلر پیر۔ ۱۴۔ لائٹ انفنٹری۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۳۔ فصلر پیر۔ ۲۵۔ ۳۷۔ ۸۔ ۲۔ ۴۲۔ ہائی لنڈرس یعنے کوہی ملک اسکاٹلنڈ کے رہنے والے یعنے گھنگرے والی۔ ۴۳۔ ۵۳۔ ۹۰۔ ۱۰۲۔ نقل

نے جھپٹ کر رہین اور سکا کام تمام کیا بعد ایکساعت کے چار پائی پر نعش گھر مین آئی حشر تمام بر پا ہوا اسے کس زبان سے بیان کیا جاے شام کو پہلو سے مرزا عباس قلی بیگ مرحوم کے دفن ہوسے باپ بھی چھوٹ کر آئے شریک دفن ہوسے ایسے خون ناحق شہر مین بہت سے ہوسے انصاف کون کرتا جہان ایسے ظالم بیدین سفاک جمع ہوں شرفا بیچارے شہر نے اپنے گھر سے باہر نکلنا موقوف کر دیا تھا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

مہاراجہ بالکرشن دیوان کا مرنا راجہ بہاری لال کو خلعت کا ہونا

دسوین شہر رجب ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۵ فروری مہاراجہ بالکرشن مرض اسہال سے مرگئے یہ اپنی وضع اور استقلال مزاج اور فہم کے اس زمانے مین بہت غنیمت تھے اور خیرات و تبرات سے ہندو بیراگی فقیر دور دور سے آکر عیش باغ مین برسات تک انکے مہمان رہتے تھے پچاس ہزار سے زیادہ انکی مہمانی مین صرف ہوتا تھا بعد دسہرے کے سب چلے جاتے تھے اور اپنی سیاقی متصدی گری مین بہت ہوشیار تھے سارا احوال ممالک محروسہ نوک زبان یاد تھا اور ہر سلطنت مین وزیر انکا محتاج ازروے واقفیت و قدامت محتاج رہا اور عیش دنیا بھی ایک ضبط اوقات سے کیا اس انقلاب سلطنت کے ہوجانے سے زیادہ تر آلام روحانی اوٹھایا اور اپنی سرکار سے کبھی بھی بازپرس کا جاتا رہا اور اپنی آبرو کی جہت سے باغیون سے روپیہ بھی عزیز نہ کیا اور سلطنت بر جیسی میں اس عہدے کو باکراہ مجبوری قبول کیا اور گو ہار زمینداران ممالک محروسہ نہین کی اصلاح سے اپنی اپنی علاقے پر چلی گئی بنام کچھ رہ گئی تھی در پردہ سرکار انگریزی کے واسطے کی تھی اگر جیتے رہتے کیا عجب تھا اسکا ثمرہ بھی اوٹھاتے غرض جب سرکار مین خبر ہوئی پہرے بجہت حفاظت گھر پر آئے راجہ بہاری لال کو خدمت و اصلیاقی تھی سراسیمہ ہو کر نواب سے عرض کیا اونھون نے نظر بقدامت و سررشتہ موروثی و خیر خواہی و نمکحلالی بہت تاسف کرکے پہرے برخاست کر دیے اگرچہ مہاراج جہان گذشتہ کے دشمن دانا مگر منصف تھے جب نو دولت اہلکار نے بطمع دنیا واخذ زر سمجھایا دو خاص بردار چپراسی دیوان عام بجہت حفاظت رہنے لگے جب ماتم نمہب سے فراغت ہوئی ۱۷ رجب پنجشنبہ کو راجہ بہاری لال کو خلعت دیوانی ۲ پارچہ ۱۱

کسینے کچھ جواب ندیا شیخ احسان اللہ بیگ نے شرکت ہمراہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم انکے ساتھ جائینگے مگر جلد اگاہ ممو خان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جائینگے پھر ۱۲ رسالے کے سوار حمید اللہ خان کے ساتھ ہوے گوڑون کی باگین لین کوئی نہ پہونچا سب گرد ہوکر رہگئے فقط اوسنے جاکر گورون مین پہونچکر تپنچے خالی کیے کسی آدمیون کو مارکر پھر آیا زخمی بھی نہوا فوج باغیہ مین واہ واہ کی دہوم مچی اور جو کام اوسنے کیا وہی شیخ احسان اللہ بیگ نے بھی کیا ممو خان نے دونون کو دوشالہ رومال دیا۔

گورون نے ۸ توپین بم رسیل کی بادشاہ باغ سے قیصر باغ اور روشن گنج کی طرف سے لگاکر شام سے مار شروع کی جب قیصر باغ مین گولے برسنے لگے فوج بہادر نے بھاگنا شروع کیا پھر فوج انگریزی نے دہاوا کرکے اوسطرف پل آہنی کے مورچہ لگایا بعد اسکے کربلائے نصیر الدین حیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کرلیا بہت سی رعایا اوسپار کی بلے گناہ ماری گئی مگر توپین نواب علیخان کے امام باغ مین لگی تھین اونکی فوج کا پڑاو بھی اوسطرف تھا ٹھہر نہ سکا

سانحہ حیرت افزائے فوج باغی

۱۸۵۸ء

۵ رجب روز شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰ فروری پلٹن گرائی کے تلنگے کی ہمیانی سے سو روپیے مین سے ۸ روپے کم ہوے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑکر ممو خان کے پاس روبکاری کو لائے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جاکر روپیہ لے لو اوسنے کہا میرا باپ مرزا بنیاد علی بیگ محلہ اشرف آباد مین رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوادون ۔ مین تلنگے مسلح اونکے ساتھ آئے میرن صاحب کمیدان کے بیٹے سے گھر کا پتا پوچھا بنیاد علی بیگ کا کون سا گھر ہے بتا یا جب باہر آئے ماجرا بیان کیا انھون نے کہا جانتا ہون اس سے وثوق نہین گفتگو بڑھی آخر مرزا کو گرفتار کرکے لے چلے ۔ مرزا علیحسن جوان رعنا مجبر و سنکے اسکے شیر بچہ تلوار لے کر چلا جب ناکہ پل اشرف آباد پر پہونچا جوش شمشیر جرات اجل گرفتگی اور محبت پدری سے پکارا مجھی پر بجائے باپ کے بدلے لیچلو سپاہی ڈرے ایسا نہو پیچھے سے شیر بچہ داغدے دفعۃً کئی تلنگے پھر پڑے باقی اونکو لے کر آگے بڑھے اس جوانا مرگ نے شیر بچہ کو آگ دی نہ چلا گھبرا کر نالے کی طرف چلا تلنگون

کہنے لگا نواب ملا ہوا ہے اسواسطے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانون اوکھڑ گئے اب تدبیر
لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ یہان رہنے دو کل ہم دعا کرینگے اور جیسے ہمارا ساتھ دینا منظور
ہو اچھا اچھا اگر ان ڈیل جوان الگ ہو جاوے چنانچہ ایسی دو پلٹن جنگی جدا کین اونھین
اپنی کوٹھی کے قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی۔
جب یہ خبر سرکار مین پہونچی اہلکارون سے مشورہ ہوا کہ یہ لڑائی فتح کر لے گا تلنگون کی
شراکت سے بڑی قوت پکڑ جاوے گا ریاست مین فساد ڈالے گا۔ پس جتنی فوج اوسکے پاس
ہے طلب کرنا چاہیے یہ بھی اقبال صاحبان عالیشان کا تھا کہ آدمین ہر روز بلکہ ہر وقت ایسے فساد
چلے جاتے تھے اگر اچھا تھا ایک بناتا تھا دوسرا اپنی بدنفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف
شب کو چوبدار طلب فوج کو گیا کہا کہ تم برجیس قدر کے نوکر ہو یا شاہ جی کے۔ فوج نے جواب دیا
کہ ہم برجیس قدر کے نوکر ہین چوبدار نے کہا حکم سرکار زبانی ممو خان یہ ہے کہ اسوقت ہمارے
پاس چلے آؤ سب اوسکے ساتھ چلے آئے۔ اونکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا۔
شاہ جی یہ حال دیکھ کر مضطر ہوا جتنے تلنگے اونکے ساتھ رہ گئے تھے اونکا پہرہ گرد کوٹھی کر دیا
صبح کو فوج انگریزی نے دھاوا کیا کوٹھی پر بم کے گولے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر
شہر مین سرائے معتمد الدولہ مین اوترے کچھ زخمی بھی ساتھ تھے اوسے بمنزلہ قلعہ سمجھی گلیون مین
چھوٹی توپ لگا دی پہرے کھڑے کر دیے۔
گورون نے دریائے گومتی پر پل باندھ کر ایک برن اوس پار اوتار اوجریا گانو کا مورچہ لے لیا
دوسرے بڑا دانے موضع بھٹولی علی گنج چاند گنج مین جا کر عمل کیا اور اوسیدن بادشاہ باغ و
رمنہ سلطانی ہلے لیا پلٹن دسینے بائین مع بہادر علی مخدوم بخش کپتان جنکا پڑاؤ وہان تھا یہ سب
اپنا اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے گورون نے وہ لوٹ کر توپین بم کی لگا دین اوسیدن تقریباً آٹھ سو
آدمی جان سے گئے زخمیون کا شمار نہین ممو خان اوسوقت بدحواس ہوئے تھوڑے سے دلیر
لے کر دھس پر آ کر کھڑے ہوئے دیکھا گورون کا اسباب چکر والی کوٹھی سے بادشاہ باغ کو چلا آتا ہے
سوارون کو بلا کر پکارا یا حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا بڑا بہادر مشہور تھا اوسے حکم دیا کہ
تم سوار اپنے ساتھ لے کر جاؤ پھر پکار کر کہا کون کون انکے ساتھ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے ۱۲

بنیے چھپ کر جو قریب قریب قریات عالم باغ تھے رات کو رسد پہونچاتے تھے ۶ سیر روپیے کا آٹا بیچ کر چلے آتے تھے اسیطرح اور غریبان جو کھم کرکے ماکولات وغیرہ کانپور سے لاکر بیچتے تھے بعض جھپوستا بیچ پرچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رسوخ سے اکثرون کا بھلا بھی ہو گیا سرکار سے کام بھی ملا۔

ایک دن کئی مجروح گورے کرانچی چھکڑے پر سوار ہو کے ٹوٹے پل پر جہمر باندہ کر سلامت کانپور چلے گئے تیسرا تر چہار سالہ جسکا پڑاؤ کر پلا سے میر خدا بخش میں تھا ایکدن کئی سے سوار طیار ہو کر بنی گئے وہان کے تھانہ دار اور کئی برقنداز کو مارا گو وہ اہم سرکار مین جو کھانے کی چیز مٹھائی وغیرہ جو ملا لوٹا تار برقیہ کو جا بجا سے توڑا ایک صاحب کئی سوارون سے سڑک پر ملا سوار بھاگ گئے اوس صاحب کو مار کر اوسکا سر سرکار مین بڑی بہادری سے لیکر گئے اوسکی کر چ کرتی۔ افسرون نے لیلی اوسنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لندن خالی ہو جائے گا میرے پاس اشرفیان ہین سے لوٹنا کہا بعد تمہارے قتل کے سوا ہمارے کون لیگا تمہارے ہاتھ سے لینا کیا ضرور ہے۔

روز شنبہ ۱۹۔ رجب مطابق ۷۔ مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھ کر اوسپار جھنٹ کے اوتری جانب جنوب گورون نے مورچہ باندھا فوج باغی نے قریب کوٹھی جنرل مارٹن مورچہ قائم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے چکر والی کوٹھی کی طرف لگایا اور اپنے نصف کمپ سے اجریا مین مورچہ کیا یوسف خان ممو خان کے بھائی کو حکم ہوا تم اپنی فوج لیکر کمک کو جاؤ شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسانی کا ہوا اوسیوقت خوانچے والے ناکوانا تر و خشک لیکر جا پہونچے طرفین سے خوب لڑائی ہونے لگی۔ اس عرصے مین فوج انگریزی جو سلطانپور سے آئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہو مع فوج وہا وے کو چلے کوکرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے ہو ایک رسالدار ہمراہ رکاب پر گرا مر گیا نواب یہ سانحہ دیکھ گھبر کو پھر سے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب کا سر فوج کے ہاتھ آگیا اوسے تفاخر زیب دروازہ اکبری کیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی کوٹھی مین آکر رہا تھا اوسنے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ کوکرال پر قائم کیا فوج باغی سے

کبھی سرنہ اوٹھائے گی کسواسطے کہ بنگال احاطہ فوج مین تلنگے نصف سے زیادہ رعایاے اودھ سے فقلداروں کی سرکوبی کو کافی ہونگے نقط مقابلہ شاہ رہجائے گا یہ انسے بھی ممکن ہے اور آپکی فوج بھی ساتھ ہوگی دوسبب سے ایک تو یہ کہ یہ ساختہ وپرداختہ آپکی ہین دوسرے مخالفت مذہب ہے کہ انجام کار بسہولت ہوجاوے وگرنہ بظاہر بڑی خرابیان اور نقصان سرکار اور بدنامی متصور ہے کسواسطے کہ مقابلہ محض جاہل وکور باطن وناعاقبت اندیش ونافہموں سے ہوگا۔ غرضی کو پڑھ کر فرمایا تمکو کسنے بھیجا ہے عرض کی قسم ہے اوس خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا فقط جو کچھ میری عقل ناقص مین گذرا اوسے گستاخانہ عرض کیا آپ خود دریافت کر لیجیے نہ کسی کا نوکر نہ متوسل ہون فقط خوشباش شہر ہون فرمایا بعد تین مہینے کے اسکے جواب کو میرے پاس آنا چنانچہ صاحب نے اوس عرضی کو روانہ کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کے یہ ہنگامہ فساد برپا ہوا۔

معرکہ عالم باغ

۲۳۔رجب کو دوسری فوج نے عالم باغ سے نکلکر قبل از داخلہ فوج سلطانپور جو لڑتی چلی آتی تھی قریب کوٹھی دلکشا ومحمد باغ مورچے قائم کیے اسیطرف سے بھی فوج جمع ہو کر گئی لڑائی ہونگی گوروں نے محمد باغ کو ہرچہار طرف سے گھیر لیا عجیب تلنگوں کے مورچوں پر گوروں نے ایسا مارا کہ کشتوں کے پشتے کردیے۔ اکثر باغ کے کنوون مین گر کر مر گئے۔ ۱۱۲۸ھ ۔

ایکدن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکلکر بجنور پہونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے فوج باغی جو وہان تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گوروں نے قصبے مین جاکر مرغ انڈا بکری۔ بھیڑ۔ اور سامان کھانے کا لیکر چلی آئی وہانکے رئیس عورات اطفال کو لیکر پیادہ پا ساکھو کے جنگل سے ہوکر گرتے پڑتے امین آباد کی درگاہ مین آکر پڑے جنکو اہل شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر جاکر مہمان ہوے۔

ایک دن گورے قلعہ سے ۵۔ کوس علاقہ بسواڑے مین جاکر رسد غلہ وغیرہ بقیمت دے کر لائے وہان کے حاکم اور زمیندار کو بھی پکڑکر عالم باغ مین چیف کمشنر کے سامنے لے گئے مقید ہوے۔ دوسرے دن اقرارنامہ رسد رسانی دے کر نجات پائی

صاحب نے مجھپر بڑی عنایت کی اور خبر فوج کانپور و فتحپور آباد پہونچنے لگی مین نے کہا جو کچھہ
ہے آپ بھی سنتے ہین مین بھی سن رہا ہون کہا ہم تمسے ایک بات پوچھتے ہین بشرطیکہ سچ
کہو اب ہم اس معرکہ درپیش مین کیا صورت اکرین مین نے کہا یہ امور سلطنت ہین جیسا حکام
اپنی مصلحت وقت سمجھین لیکن مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ بظاہر سارا ہندوستان
دشمن سرکار جان ومال ہو گیا ہے اسصورت مین جو سرکار کا خیر خواہ معتمد وزارت ریاست ہر
مقام ہو اوسکا ملک اوسے دیدیجیے اور آپ مع عیال واطفال سیدہے کلکتہ چلے جائیے جبتک
کہ ولایت سے کمک پہونچے یا ہندوستان مین کسی معتمد کی فوج جرار آپ کے شریک ہو جاوے
یا ایسی قوم نوکر رکھیے جس سے انتظام بسہولت ہو سکے پھر اپنے دشمنون کی سرکوبی کیجیے اسصورتمین
غالب ہی کہین خونریزی نہو اور یہ ہنگامہ ازخود موقوف ہو جاوے اور اگر غصہ وغضب سے کام
فرمائیے گا ظالم ومظلوم کے مساوی کرنے سے اعتبار سرکار جاتا رہیگا پھر اصلاح وآبادی ممالک
محروسہ بے تالیف مشکل پڑیگی اور اگر یہان کے حکام پر چھوڑ دیجیے گا انسے ایسا انتظام کبھی
نہو سکے گا بلکہ میدان خالی دیکھہ کر ہر سردار وحاکم آپسمین نفاق وحب جاہ سے کٹ مرینگے
اور پھر تنگ وکمزور ہو کر آپ سے ملتجی حمایت واعانت کے ہونگے کہا تمھاری راے صائب ہے
اور اکثر ہمارے صاحبون کے نزدیک بھی اسطرح دینا مناسب ہے لیکن کپتان صاحب ڈپٹی کمشنر
کی راے اسکے خلاف ہے کہتا ہے جب ولایت سے ہماری فوج آئیگی ہم دفعۃً سارے ہندوستانکو
زیر وزبر کردینگے اسیواسطے بیلی گارد مین سامان از وقہ کئی مہینے کا جمع کیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

حکایت جنرل لارنس صاحب

اسیطرح ایک مرد مسن جہاندیدہ جو قافلہ شاہی کے ساتھہ لندن بھی ہو آئے تھے مصر سے بیمار
ہو کر پھر آگئے اونسے ایکدن جنرل لارنس صاحب کو عرضی اس مضمون کی دی کہ میری عمر اسّی
برس سے زیادہ ہو چکی ہے نظر بیش آمد فساد ہندوستان جو کچھہ میری عقل ناقص مین آیا ہے
عرض کرتا ہون بشرطیکہ حکام عالیشان بغور تامل انصاف سے سنین کہ ایسے ہنگامہ فساد مین
اگر اہالیان سرکار مصلحت وقت سمجھکر واجد علیشاہ کو بدستور بحال فرمائین جتنی رعایا اودھ ہے

انتظام بریلی کی یہ صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت تک عہدہ جلیلہ سرکار پر ڈپٹی یا صدر اعلیٰ رہے تھے سررشتہ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی فوج جنگی خزانہ میگزین لوٹ و قتل کرکے دلی چلی گئی تھی انھین نمکحرام سرکار سمجھکر رہنے دیا اونکے بدلے ہمقوم اپنے پٹھان روہیلے پیلی بھیت کے رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک سپاہی سمجھکر رکھا فوج انگریزی جو نینی تال پہاڑ سے اوتری مقابلہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی دی فی الجملہ میدان انھین کے ہاتھ رہا جب مرادآباد اور ملک اودھ سے فوج پہونچی ۔ بڑی جمعیت سے بھاگ کر مع عیال ملک اودھ مین آگئے ۔ ہزار ہا کا خون ناحق ہوا اور اپنی بربادی اپنی نافہمی سے کی اگر صاحبان عالیشان سے بموافقت باطنی کرتے غالب ہے کہ یہ صورت خرابی کی نہوتی ۔ ہرچند نواب یوسف علیخان رامپور نے ازراہ برادری دوستانہ سمجھایا لیکن نشہ بنگ دماغ سے نہ اوترا ۔

نواب محبت خان کی اولاد پنشندار سرکار دولتمدار لکھنؤ کس عزت و آرام سے تھی فوج باغی کے ہاتھ سے تنگ ہوکر اور ازراہ حق برادری فی الجملہ روٹی کا بھی سہارا سمجھکر بریلی گئی وہاں کا رنگ حکومت دیکھ کر ان سبکے نشہ ہرن ہوگئے اگرچہ پہلے خان بہادر خان نے اپنا شریک ریاست سمجھ کر بعزت استقبال کرکے داخل شہر کیا ابنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن مین متوسل سرکار جانکر کھٹکا رہا اپنے شوری خاص مین داخل نہ کیا اور نہ بخوبی صاف ہوے نادمت قیام صورت نان خشک بھی پیدا نہوئی بلکہ ازین سوماندہ وزان سوراندہ ہوے جب سبکے ساتھ شہر سے بھاگے حکیم محمد حسنخان طبیب معقول بہت نیکبخت شاگرد رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی شامت اعمال و قضا سے گوروں سے مارے گئے ۔ باقی قافلہ بہزار خرابی لکھنؤ پھر آیا بعد تحقیقات دربار کے سرکار سے کچھ پنشن مادام حیات ہوگیا اور فریاد سرکار سے بہت کی ۔ کلکتہ مین بھی منجر نے جاکر عرض حال کیا صورت اول پیدا نہوئی ۔

حکایت کپتان ہیرڈنگ صاحب

ایک سوار صاحب رسالہ کپتان ہیرڈنگ صاحب نقل کرتا ہے کہ قبل از داخلہ فوج باغی ایکدن

مین پھونچے اور موضع دہار ہرہ مین مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسرے دن اوسنے ممو خان سے آکر اپنی تعریف کی اور کہا چودہری صمصام علی سایم پور میر صفدر علی عامل حیدر گڈہ قمر الدین حسین عامل گشائین گنج وغیرہ بوجہ سازہونے سرکار انگریزی کے پہلے بھاگ گئے نہ لڑے میر اکبر علی وغیرہ توپ پر حیدر گڈہ مین بڑی بہادری سے مارے گئے اور مینے باوجود نہونے توپ کے ایسا معرکہ کیا اگر میرے پاس توپین ہوتین ایک کو نچھوڑتا ممو خان نے دو توپین میگزین دو پلٹن نجیب خلعت ۱۱-پارچہ چکلہ داری گشائین گنج حیدر گڈہ وغیرہ دیکر حکم دیا کہ ان ثلاثہ کو جاتے ہی زندہ لاتا یا سر بھیجدینا اور جو فوج آوے اوسکے سد راہ ہونا کہتے ہین کہ امانی صاحب نے میر مہدی حسینخان ناظم سلطانپور کو باخفا پیام بھیجا کہ اگر فوج سرکار کی آئیگی راہ مین تم مانع نہوگے اور جدا ہو جاوگے تمھین سرکار سے ۲۵-ہزار روپیہ کا دہ مایاما نسلاً بعد نسل ملے جایگا انھون نے اوسوقت کے نشہ نخوت مستعار سے اسپر کچھہ اعتناء نہ کی بلکہ احتمال مکر کیا اور بعض کہتے ہین فی الحقیقت پہلو تہی کی اسپر انکا دوسو ماہواری کا پنشن سرکار سے ہوا واللہ اعلم

خبر شکست فرخ آباد و بریلی

۱۸۵۸ فرخ آباد مین یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے پہونچی فوج جنگی نے سامنا کیا بعد کہی دن کے رد و بدل کے بھاگ گئے گودام سرکار جسمین طاقہ ہر قسم بانات مخمل کاشانی وغیرہ اسباب تھا سب لوٹا توپین لیکر او بیار اوترے اور لکھنو پہونچکر عیش باغ مین پڑاؤ کیا جتنی بانات مخمل وغیرہ لائے تھے رعایا کے ہاتھہ کوڑیون بیچی نواب تفضل حسینخان رئیس فرخ آباد وہ بھی گرفتار دام فوج باغی ہو گئے تھے آخر کچھہ بن پڑا یا بوس مع کرامات مع عیال و اسباب ضروری لیکر اسپار دریا اوترے سیدھی بریلی کو گئے ایک گورے نے اوسوقت انکی کوٹھی مین جا کر آگ لگادی لگا دی و کارخانہ اسباب جلکر خاک سیاہ ہوگیا صبح کو فوج سرکار نے جا کر شہر کا بندوبست رعایا پہلی ہر قسم کے ہتھیار لیکر پھیر کبھی لا الہ لیکر سبکی جان بخشی کی نواب تفضل حسینخان بریلی گئے وہان سے خفا ہو کر بونڈی مین جا کر شریک حال قافلہ مفرور لکھنؤ ہوے جب سرکار سے امان مطلق ملی سبکے ساتھہ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اور روبکاری وتحقیقات کی نواب کو حکم ہوا قلمرو سرکار کے ملک سے نکلجائین چنانچہ بحفاظت سرکار مقیم مکہ معظمہ ہوے جنرل ہیرو صاحب کی بدولت نکچے اسی جہت سے وہ درجہ اعلے سے اپنے کچھہ دنون تک کم ہوگئے پھر اوسی درجہ پر ہو کر حیف او دہ ہو کر بسبب علالت مزاج ولایت گئے۔

پہنے ہاتھون مین مہندی لگائے شریک محفل ہوئین۔

مرزا ابرجبیں قدر باہر برآمد ہوے پہلے نواب شرف الدولہ نے نذر دی اوسکے بعد عزیز اقربا اہلکار افسران فوج نے نذر دی خلعت ہونے لگے عبدالرحیم قوم قصاب داروغہ جواہر خانہ جو بعد معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب محلی خزانچی قوم جولاہے کولی چودھری باغبانان جسنے پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی داروغہ میگزین جو آتشبازی لایا تھا اور اوسکے وکیل کو یوسف خان داروغہ توپخانہ جسنے ۲۱-فیر سلامی کی چھوڑوائی تھی محمد پناہ آتشباز کو جو آتشبازی لایا تھا ہر ایک کو دوشالہ رومال ملا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے خلعت بڑے اہلکارون کو دینا مناسب تھا اوسکے بعد چھوٹی امت کو غرض رات بھر خوب جلسہ رہا محلات کو کھانا تک نہ ملا سبھون نے اپنے گھر سے منگوا کر کھایا یا بازار سے۔ یہ خوبی انتظام تھی کشمیریون نے یہ غزل گائی ؏ غیرت مہتاب ہے ابرجبیں قدر گوہر نایاب ہے ابرجبیں قدر آیدھر تقدیر نے عجب حال پڑہا۔ چھوٹتا ہے تسے اب لکھنو جشن شادی خوب ہے ابرجبیں قدر دوپہر دن تک یہ صحبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوے جناب عالیہ بھی چولکھی مین تشریف لائین۔

خبر شکست میر مہدی حسنخان وغیرہ

غرہ رجب ۱۲۷۴ھ کو خبر آئی کہ جنگ بہادر کمانڈر انچیف گورکھ اور فوج گورہ نے سنگرامو سی آکر میر مہدی حسنخان ناظم سلطانپور سے لڑائی کی وہ تھوڑے سے پسپا ہوے فوج انگریزی پاشنہ کوب جسنور بندھوے تک چلی آئی راجہ حسین علیخان خوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لاسکا راہ گریز اختیار کی ممو خان نے حکمنامجات بنام راجہ مادہو سنگہ تعلقدار گڈہ امیٹھی کو اس مضمون کے بھیجے کہ تم ازراہ نمک حلالی سدراہ فوج نہوے معلوم ہوا تم سازر کھتے ہو اور حکمنامے سب کے حاضر ہونے کو جدا ہوے سبکو بیان کا حال اول مرحلے مین بخوبی کھلکا تھا باتفاق ہمزبان ہو کر یہ جواب دیا کہ ہم اپنی اپنی حدود پر حتی الوسع روکنے مین ہرگز قصور نہ کرینگے چنانچہ گزبخش سنگہ تعلقدار رام نگر دھینڈی حشمت علی عامل سندیلہ وغیرہ انمین سے کوئی حاضر نہوا اور فوج انگریزی کاندوے نالے تک لڑتی چلی آئی اس بیچ مین ہر جگہ انکا اوپر لڑائی بھی ہوئی پھر امیٹھی اور گشائین گنج

اونکو دی اونھون نے آکر کہا ہمارے شہر سے جاکر اپنا کام کرآئے ممو خان دمبدم خبر منگواتے تھے کہ انگریز جیتے ہین یا مر گئے۔ مگر متواتر خبر آتی تھی کہ ابھی زندہ ہین۔ ایسے مدبران ریاست ہوتے تھے واہ۔

جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہونا

۱۸۵۸ء

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلہ راجہ لونا سنگہ محمدی سے آئے میر واجد علی نائب و مختار مدار المہام دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوئی جسطرح سے قتل آر صاحب مین بیان کیا گیا اور بقیہ کا بچنا فقط قدرت خدا سے ہوا گرنہ جب آر صاحب کو لے گئے انکو کیونکر چھوڑ جاتے۔ بہرحال اسکی صورت زبانی امنت رام یہ ہوئی کہ پہلے میر واجد علی کو بھی نسبت انکی خبر تھی کسواسطے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم نتھا فی الحقیقت سکونت اس ثروت وحکومت ناپایدار دنیاے دون کا ہو گیا تھا ایکدن میرے ایک دوست نے ازراہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس فکر و اندیشہ خفلت مین سورہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیرون کو بچاؤگے صورت عافیت نجات ورفاہ وفلاح نیکنامی خیر خواہی سرکار انگریزی بے منت حاصل ہوگی وگرنہ تمپر سب سے زیادہ آفت آئیگی ہمنے تمکو خبر کردی ہے خبردار رہو اگرچہ اسوقت بظاہر بہت مشکل اور جان جوکھم معلوم ہوتا ہے مبرندکو رنے رنگ دربار دیکھ کر علی محمد خان اور جناب عالیہ کو سب طرح کے نشیب وفراز سے اور گرم وسرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جائین گے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے رہائی ہو جاوے اور یہ امر کچھ جدید نہین ہے نواب شجاع الدولہ نے دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھکر قید سے رخصت کر دیا تھا یہی امر باعث رسوخ شناخت ونیکنامی کا ہوا۔

امیر دوست محمد خان کابل نے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہ ہے کہ نواب شہنشاہ محل جناب عالیہ سے لڑکر شہر مین کسی مکان مین اوٹھ جائین یہ بیبیان اونکے ساتھ چلی جائین اس پردے مین افشا راز نہوسنے پائیگا وگرنہ کسی صورت سے انکی جان اور نہ حمایت کرنیوالوں کی بچے گی۔ چنانچہ ایک دن جناب عالیہ و شہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ خاص و عام کوچہ وبازار تک مشہور ہو گئی اور ان کا جھگڑا ہو کر قیصر باغ سے اوٹھنا سب پر کھل گیا اور اسکی صبح کو شاہنشاہ محل

۳۲۱۱۰

رسالہ دار نے روپیہ لے کر تلنگون کو منع کر دیا رنج ختم ہو گیا۔

بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے ممو خان تک اور میر واجد علی سے ملے ۵ ہزار ممو خان ہزار روپیے میر واجد علی کو دیے ممو خان نے خلعت گنجیات دیا کہ بسبب انتظامی کے شہر مین رسد غلہ کم آتی تھی غلہ گران ہو گیا تھا پھر چند روز مین ممو خان اور غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ہر روز اچھا کھانا پکوا کر لاتا تھا اور نواب کے ساتھ دستر خوان پر نوش جان ہوتا تھا جب گورے بشیر گنج مین آئے غلام رضا نے امراؤ مرزا کو اپنا کارندہ کر کے رسد رسانی فوج کو بھیجا اونھون نے تقسیم رسد سے تلنگون کے بہت سے کھانے غلام رضا نے از راہ خیر خواہی سرکار پندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھروا دیا۔

جب جنرل اوٹرم نے اخیر ہاوا کیا کسیطرح سے رسد نہ پہونچ سکتی تھی سبھون نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کر کے بخوبی رسد پہونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام جان جوکھم کا تھا مسلمانون کو نان خمیری ہندوون کو پوری مٹھائی پہونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر باغ مین نگینہ والی بارہ دری کے نیچے بھروا دیا تھا وہ کسیکو کھانا نصیب نہوا اوسے گورے سکھہ وغیرہ نے نوشجان کیا۔

خلاصہ باوجود مجتمع ہونے اسقدر فوج جنگی زمیندار تعلقدار نا ایک جمروسہ کے بیلی گارد کسیطرح خالی نکر سکے آخر مہاراج بالکرشن نے نظر بخیر خواہی سرکار انگریزی تعلقدارون کو سرکار سے رخصت کروا دیا اس حیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پر نجا ئینگے رعایا سے وصول زر تحصیل کیونکر ہوگا بظاہر تعلقدار شمردہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اسکا جواب صاف یہ ہے کہ ان کئی مہینے کے مقابلے سے کیا اونسے ہو سکا تھا کہ اب اونکے رہ جانے سے توقع ہوتی عجب قدرت خدا ہے کہ گوار زمیندار اور مقابلہ جنگ انگریزی کا واہ۔

غرض جب اہالیان سرکار تھکے اور مضطر ہوے آخر صلاح یہ ہوئی کہ کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ سب انگریز بیلی گارد مین بن مارے مرجائین کوئی شخص ایسا ہو جو وہان جا کر سب کنوون مین زہر ڈالدے کسینے اقرار جانے کا نہ کیا مگر شہدون کے افسر نے کہا یہ کام ہمارا ہے سنکھیا ہمین عنایت ہو ممو خان نے پانچ سیر سنکھیا شہر سے تلاش کر کے اور غلام رضا خان سے بجبر منگوا

محل حضرت خلد منزل مین بسبب قرابت کے نہ رو کش ہوے سلطان بہو صاحبہ نے مارے خوف کے جناب عالیہ سے کہلا بھیجا کہ مین محتاج ہون مجھسے انکی خدمت کیا ہو سکے گی سرکار سے دوسرا مکان انکے رہنے کو لیے خوبتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ اونکے قریب تجویز ہوا۔ ۵ ہزار دعوت کے آئے کئی دن پیچھے بعد مرزا ابلاقی داماد شاہ ولی اور مرزا کوچک سلطان بیٹے بہادر شاہ کے گنگہ گنج مین آئے اونکے استقبال کو مولوی میر مہدی اتالیق نواب جراۃ الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر گئے ۵۔ اشرفیان نذر دین مولوی از خود دین اونکو قیصر باغ مین لائے پانسو روپیہ دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارچہ سفید کی جناب عالیہ نے دی چہر منزل رہنے کو ملا پھر مشہور ہوا کہ انکا رہنا متصل در دولت اچھا نہین۔ یہ صاحب حوصلہ اور اولی العزم ہین ایسا ہو تخت شاہی پر بیٹھ جائین اس خیال سے ۴۔ کمپنی تلنگہ بحیلہ حفاظت بطور نظر بند مقرر کین اور تانگے سوار جو اونکے ساتھ آئے تھے اونھین نوکر رکھا +

احوال متفرق اہلکار اور امیران دربار جیسی وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنؤ ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی پلٹنون سلطانی نمکحرامون نے شروع کی کسواسطے کہ یہ گھر گھر کے بھیدی تھے شہر کے ہر وضیع و شریف و کوچہ و محلہ سے واقف تھے جب بڑے آدمی اور روپیہ والون کے گھر تک ہر ایک نے مضطر ہو کر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفظ آبرو کی نکالی از انجملہ شرف الدولہ غلام رضا خان عرف راے جگنا تھہ اپنے گھر واقع نال دروازے مین دروازہ بند کر کے بیٹھے اور رجا علیخان کو بلا کر پانسو روپیہ دیے دو سوار اپنی حفاظت کو متعین کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اونکا گھر لوٹنے کو آئی اونھون نے پھاٹک نہ کھولا تلنگون نے کہا محمود خان کوتوال اور انگریز انکے گھر مین چھپے ہین بے تکلف گولیان مارنی شروع کین اونکے سپاہی بھی رندون سے گولیان مارنے لگے۔ کئی تلنگے مارے گئے جب یہ خبر پلٹن اختری اور نول مین پہونچی اوسیوقت دونو پلٹن طیار ہو کر گھر کھودنے کو آئین۔ غلام رضا نے معرفت اپنے وکیل کے ہزار روپیہ سید برکات احمد رسالدار کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ میری جان اور آبرو بچائیے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا

تعین دینے کو کہا کسی نے ندین۔
ایک دن پرچہ اخبار ملکی آیا کہ تمام زمیندار گرد و پیش عالم باغ یا قریب کانپور کے سب انگریزوں سے مل گئے ہین اور انکے پاس حاضر رہتے ہین اوس تمہ سے سبکو تردد ہوا پھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ سب زمیندار گرد و پیش کے اون سے ناموافق ہو جائین پس تدبیر یہ ہے کہ جو قیدی بعلت گوئندہ گری ساکنان نواح عالم باغ گرفتار ہین اونھین چھوڑ دو کہ اگر انگریز دیکھین گے وہ زمینداروں سے کھٹا سے ہائینگے اور اگر زمیندار دیکھین گے وہ باطنین ناخوش ہو کر وقت اپنا پا کر بھاگجائین گے۔

ابلاغ حکم واسطے زمینداران اطراف عالم باغ بنی بنتھرسدول آباد وغیرہ

عرضیان تمہاری بلاحظے مین گذرین جو تمہ اطاعت و فرمانبرداری اور شراکت کفاران فرنگ کیواسطے جانبری کی مصلحتاً کی ہے اور وقت مقابلہ سرکار کے بہت خیرخواہی کروگے جب حضور سے بہ لڑنا شروع کرینگے پچھا کر کے سبکو قتل کر کے حاضر حضور ہوگے اسبات کو دریافت کر کے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاباش طریقہ زمینداری اور رعایا گیری کا یہ ہے کہ جس حیلے سے ہو سکے گا کافرون کو تہ تیغ کرنا بہر صورت خاطر جمع رکھو کہ جب عملداری سرکار بحالی ہوگی تمھین جاگیر اور بہت سا روپیہ ملے گا مگر اپنے کام سے غافل نہونا اور ہر وقت اپنے تئین مورد عنایات و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہکو پچاس قیدی کو بعلت گوئندہ گری جو مجلس مین تھے پچاس قطعہ دے کر چھوڑ دیا اور مطلب اہلکار سرکار اور اس چھوڑنے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ انگریز پہاڑ پکڑ لینگے زمیندارونکو پھانسی دینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال ایمان آجاے گا تو شاید بروقت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس لحاظ ادہر کا رہے گا اور کسیکو پھانسی ہوئی باقی زمیندارون کو یہ خیال ہوگا کہ ہمنے ساز کیا اونھون نے یہ کیا پھر اوسوقت پھر جائینگے ہمارا مطلب حاصل ہوگا۔

پھوٹ پچھنا شاہزادہ فیروز شاہ

فیروز شاہ شاہزادہ مع دو سو سوار پانسو تلنگہ ہمراہی بخت خان سے شہر مین آئے سلطان جہان

پرا بہت سے بھاگ کر شہر مین آئے اور کئی طرف کا حکم ہوا اور بیگم صاحبہ ادہر بہت برقی ہوئے اس عرصے مین اور پلٹنون کے تلنگے اور مظفر علیخان ہاتھی پر سوار ہو کر گئے جبتک یہ پہونچین گورے توپین چھین کر عالم باغ مین لیجا چکے تھے۔
پھر گورے تریب مسجد و بہادر گ نظر آئے اور قریب دو ہزار کے فوج ادہر کی سب جمع تھی اور انکے دیکھتے ہی ان سبکی روح قبض ہوئی بھاگے جنرل بہادر نے محمد باغ مین آکر دم لیا وہان سے گھر چلے آئے اور سکے چوتھے دن پھر کورٹ دواقسم ہوئی موخان بھی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے کو چلے پہلے محمد حسین کیدان باپنر جعفری کے سرکا تیہہ اوڑ گیا خون ناحق موخان پر ہوا بس یہ دیکھتے ہی تلنگے بندوق ہوا ان چھوڑ کے بھاگے بہی صورت تینون طرف کے ولاوسے کی ہوئی کہ گراب اور بم کے گولے سے کوئی نہ ٹھہر سکا دو سو تلنگے مارے گئے اس سے زیادہ زخمی ہوئے۔
جنرل اوٹرم صاحب نے پھر دیا واکیا طرفین سے بندوق چلی ۵۰ آدمی مارے گئے فوج بھاگی بخت خان جاکر ایک نار مین چھپ رہا ایک ہو ۲۴۰ ۲۴۰ پنج (ایاس توپ ایک چھوٹا گروہ گورے چھینکر لے گئے یہان تلاطم ہو گیا کہ گورے آتے ہین جسطرح بچے کو عورات ہو کے نام سے ڈراتی ہین۔ جناب عالیہ نے جنرل بہادر سے کہا تم بیان کیا کرتے ہو گورے آہوے تھے تم جاو عرض کیا بہت خوب مگر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے یہ سب احوال اگرچہ سراسر بیج ہے مگر فقط سلسلہ کتاب کی جہت سے لکھا گیا بطور روزنامچہ کے یہ کیسی لڑائی اور لڑنے والے کیسے اور کیسے حاکم وقت جمع ہوئے ہین کچھہ خیال مین نہین آتا۔ کئی مہینے تک روز نئے عذر پیش ہوئے اور امتحان لڑنے والون کا متواتر ہوا اور کچھہ نسمجھے۔
پھر خبر آئی بخت خان مارا گیا دوبارہ پھر خبر ہوئی زندہ ہے مگر توپون کے چھنجانے سے اپنا گلا کاٹے؟ اتنا سنے موخان نے وزیر خان اپنے سالے اور امداد حسینخان داماد کو بھیجا جب اس کمبخت کو لے آئے جناب عالیہ نے فرمایا تم خوب لڑے اپنی توپون کا رنج نکرو مین تمکو اور دونگی اور نئے کہا دل کی حسرت دل مین رہی اگر مجھے توپین ملجاتین ابھی عالم باغ خالی کروالیتا اسوقت حمقا اور خوشامدخورے نے کہا کہ غفلت سے توپین گئین۔ پھر موخان نے پلٹن اور

جھنڈی ایک تعویذ باندھ کر لٹکائی تھی اوسی نشانے پر گولے آتے تھے آخر اوسی جھنڈی کو
وہان سے اوتار لیا وہ بھی درحقیقت گوئندے کامل تھے مگر یہان اسپر بھی کسیلئے کچھ خیال نکیا ایکدن
ہرکارہ خبر لایا کہ فوج فرخ آباد کی بھاگ گئی اور فیروز شاہ بخت خان رسالدار بھی مع فوج
کمپ بھاگا فتح علی کے تالاب پر پہونچا ہے ممو خان اور جناب عالیہ نے میر مہدی داروغہ اخبار
ملکی کو بلا کر کہا کہ کمپ بخت خان ایسا قریب پہونچا تمنے خبر نکی ہم کیا جانین کہ یہ فوج غنیم ہے
یا ہمارے شریک ہونے کو آیا ہے ایسی غفلت اچھی نہین ہزار ہا روپیہ اخبار پر کیون خرچ ہوتا ہے
پھر افسرونکو بلوا کر کورٹ کیا بموجب تجویز و مشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر مین نآو وہین
ٹھہرو تمھارے حق مین بہتر ہے مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کمپ لیے چلا آیا نشہ غرور مین مست ہو رہا
تھا اوسکے کمپ مین ۸ ہزار تلنگے ۸ ضرب توپ ایک ہوٹ ۴ چوبیس پنی میگزین ۵۰ ہاتھی
۳ سو عورات اشراف رعایاے دلی و فرخ آباد اسیر تھین جنمین سے بہت سی اونسے چھڑالی تھین
بعد تین دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا مثل اور افسرون کے اوس سے قسم لی فرمایا
۶ روپیہ مہینا تا فتح عالم باغ تمھین ملے گا اور بعد فتح ۱۲ اوسنے قبول نکیا جواب دیا کہ ہم
موافق دلی کے تنخواہ لین گے اور اگر نوکر رہین گے شہر کو لوٹ لینگے کئی دن تک اسکا جھگڑا
رہا آخر جناب عالیہ نے فرمایا تمنے دلی مین کیا کیا جو یہان کروگے بلکہ یہان بھی تمھاری جہت
سے فوج بیدل ہو کر تمھارے پیچھے بھاگے گی اسکا پھر کورٹ ہوا افسرون نے بھی وہی تجویز کیا
مگر جب شہر کی لوٹ کو سنا سب دم کھا رہے غرض دوشالہ رومال کا خلعت ۵ ہزار دعوت کے
ملے انکا مورچہ قلعہ جلال آباد پر ہوا اس عرصے مین دو سو رانگڑ بخت خان سے خفا ہو کر ۲ دو
ضرب توپ علیحدہ ہو کر حکم والی کوٹھی مین جا کر اوترے اور کہا ہم اسکی اطاعت نکرینگے اور نہ
سرکار کی نوکری بلکہ چلے جاوینگے -

	وہاوہ جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سے	

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دہاوا کیا کپتان امراؤ سنگھ اور افسر پلٹن کی پلٹن
کے مورچے جو متصل گانون بھدرک زیر قلعہ جلال آباد تھی اونکی توپ لے گئے مورچہ مین ٹھہ

۶- جانب مکان انجم الدولہ-
۷- جانب مکان روشن علیخان-
۸- طرف دروازہ رکاب گنج-
۹- طرف پل آہنی-
۱۰- طرف پل پختہ-
۱۱- عقب بیلی گارد سرنگ کھودی بھراوسے پاٹ دیا-

غرض یہ سرنگین مع باروت طیار ہوچکین حکم ہوا جہان جسکا پہرہ ہے وہان خندق دمدمہ برج رندے کر طیار ہون اور سکار وپیہ سرکار سے ملے گا چنانچہ پلٹن کے کپتان نے تعمیل حکم کیا افسر اور تلنگے یہ لاف زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ مین ہے ہمارا کیا کرسکتا ہے اگر پانچ لاکھ آوے اوسنے بھی کچھ نہو سکے گا- ایسے دمدمہ وغیرہ طیار ہوگئے ہین اور اس طیاری مین معرفت میر عابد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالہ دار اور کپتان نو ملازم خرچ ہوا اسمین بھی خوب خرد برد ہوئی-

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن بول نے اظہار کیا کہ مین ہنومان ہون عالم باغ کو فتح کرونگا اور اسنے اپنا نام بجرنگ بلی مشہور کیا کہنے لگا مہابیر نے مجھے خواب مین کہا ہے کہ تو ہی سب گورون کو مارے گا اور جسقدر جہان ہے وہان درخت پر ایک جھنڈی لگادے گورے کبھی وہان نہ آئینگے غرض اوسنے ردار کا دس کے باغ مین مقام کیا اوسکی سواری بڑی دہوم سے نکلنے لگی- ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کمپنی لے کر دادا کیا اتفاقاً عالم باغ کے دروازے پر پہونچکر زخمی ہوا تلنگے سرکار مین روتے آئے کہ ہنومان جی عالم باغ مین پہونچ گئے گورون نے مار لیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی پر رکھدی آخر معلوم ہوا وہ گوئندہ تھا اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگادی تھی فی الحقیقت اوسی مقام پر گولے برستے تھے-

اسیطرح ارکان دولت نے کئی پنڈت بنارس سے نوکر رکھے اونھین قیصر باغ کے متعلق نزارات کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ اپنا حساب کیا کرتے تھے اونھون نے بھی ایک

...اونکا نیلام کیا پھر انھیں سے مول لے لیا
... تھے تا لکر بال ... شہر ...
... فوج باغی اپسپا ہو کر علی خدا یار خان ...
... اگیا پہونچا خوب شہر ... کر ... گیا ... تعجب ہوتا
... اور تعریف کرتا تھا جواب دیتا تھا تمھاری جو ... تمام لکھا
جب صاحبان عالیشان کا قیام مستقل عالم باغ مین دیکھا وسنا اور ابھی ... مرتبہ
پیش آتے اہالیان شہر کا ... خیال ہوا کہ مبادا صاحبان عالیشان ... آنے کا
قصد کرین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے کوٹھی جنرل ... اور کربلا سے تال کٹورے کے
پل تک ... خندق اور کوچہ بندی ہو جاوے تو بہتر ہے ... دروازہ ان پر ... بنین اور
جو مکان ... ہون ... میر عابد ... محمد خان اوستاد اونکے لڑکون سے اونکو
... شہر ... حضور تحصیل بھی ہوئی تھی وہ میر عمارت اس سب کے ہوئے چنانچہ ایک
خندق ... منزل کی کوٹھی سے ظہور بخش کی کوٹھی تک دوسری چو لکھی سے روشن علیخان
کے مکان تک تیسری لکھی خانے سے ظہور بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے سڑک خاص بازار
تک چوتھی دروازہ کوٹھی قیصر پسند جانب مغرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کوٹھی منگل سیلینا
کے نیچے بصلاح پلٹن سالی پرس ... نہیں کہ اگر سرنگ بھی آوے تو آنے نہ پاوے اور
درگا سنگھ کپتان اس پلٹن نے بھی سرنگ مخفی بھی نکالی تھیں کہ جب کوئی انگریز مع فوج آوے تو
اوڑا دیا جاوے اپنے نزدیک یہ گویا سد سکندری بنوائی تھیں حالانکہ ہزارہا روپیہ انمین صرف
ہوا اور انسے کچھ نہو سکا۔

تفصیل سرنگ

۱- سرنگ جانب دروازہ چینی بازار۔
۲- زیر دروازہ کوٹھی تارے والی۔
۳- طرف مکان نصیر الدولہ۔
۴- جانب دروازہ لال بارہ دری۔
۵- جانب دروازہ تاج بیگم۔

انکی خدمت کی بہت عزت سے رہے جب رخصت لیکر لکھنؤ آے انتقال کیا انکی بیٹیان ناکتخدا جوان ہوگئی تھین اونھون نے موسہ لیا انگریزی سرکار سے التفات بھی کیا مگر ناور مرزا نے لکھدیا کہ یہ ہمسے باقی تھین اونکا حصہ بھی ابرا ہوا ضبط رہا۔

وہ واردہ عالم باغ

۱۲۷۴ ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورٹ کیا کہ کل دھاوہ کرکے عالم باغ کو لے لو ہندو مسلمان نے قرآن شریف اور گنگا اوٹھائی صبح کو نواب میان احمد علی بڑے تجمل سے مع اپنے جان نثار و سرفروش تاکہ کربلا سے ہاتھی پر سوار جلال ہو نزدیک دیوار کربلا پہونچے وہانسے نالکی پر سوار ہوے گرد حلقہ جان نثاران تھا توپ کے مورچے پر پہونچے خوشامد کرنے والون نے تعریف بہادری کی شروع کی اور ہر قدم پر زیادہ الفاظ خوشامد کہتے جاتے تھے اور پیشقدمی کو روکتے تھے کہ ہم آگے بڑھنے نہ دینگے ہم جان نثارون کا حضور تماشا سرفروشی کا دیکھین اور باطن اپنا بچاو منظور تھا کہ ہم نشانہ گولہ ہو جائین۔

غرض جب ادہر سے صف سپاہ آراستہ ہوکر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی اودہر سے ایک کمپنی دو تو پچیاں سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلتا رہا جب ادہر سے سوارون نے دھاوا کیا الٹی سوار گر پڑے اودہر کے سوار بڑھے ادہر سے بھاگے توپ بھی بند ہوگئی انکے حضور خس کی ٹٹی مین سوار کربلا کے دروازے تک آئے پھر وہان سے ہاتھی پر سوار ہوکر دولتسرا پہونچے تلنگے سوار جو میدان سے بھاگے اہلکارون کو نام بنام گالیان دیتے ہوے اپنے پڑاو پر پہونچے نواب معین الدولہ بھی مع جماعت مومنین احاطہ کربلا مین سبیل پر بیٹھے رہے عجب زبان زد پھرے نواب کو اپنی حاضری دے کے گھر گئے نہاری نان خوانچہ والے ماکولات تر و خشک بیچتے بلکہ برف والے بھی ہانڈی برف کی لیے مورچے پر پکارتے پھرتے تھے یہ حال دیکھکر تلنگے تعجب کرتے تھے کہ ہم دلی سے تیسرے فاقے سے نکلے چھٹا تک آٹا میسر نہوا یہان ہر مورچے پر بازار لگا رہتا ہے خدایار خان خیر خواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا اونھون نے میمے اور صاحبونکی خدمت کو مقرر کردیا تھا ادھر سے فوج باغی کے دو سو جوڑہ جوتہ نولایا جب بھاگی تھی

دوگونس ویاک بینی سے پھونچا راہ مین زمینداروں نے شکار کیا ناظم ڈوک ڈوتے مین آئے
وہان بھی نہ ٹھہر سکے ٹانڈے آئے۔

جب یہ خبر شکست سرکار مین پھونچی نادر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتمدار بجہت میر دوست علی
سگے بھائی ناظم چار پلٹن تلنگہ جنگی ایک رسالہ توپخانہ مع راجہ مانسنگہ بہادر اپنی کمک کو
لیکر روانہ ہوئے کہ فیض آباد سے سامان جنگ درست کرکے استیصال فوج انگریزی بپالی
کرینگے وہان راجہ کے دغا دینے سے فوج نے تنخواہ مانگی گھیر لیا کئی دن تک ناظم گرفتار
ومقید رہے آخر ہزار خرابی کچھ لے دے کر صورت معاملہ ٹھہری اور طیاری امروز فردا مین رہی
جبتک کہ کام تمام ہوگیا بھگیاون نے سید ہار استہ اپنے گھر کا لیا ناظم مع نادر مرزا شریک حال
جناب عالیہ بونڈی مین جاکر ہوئے جب یہان بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ پہاڑ کی طرف بھاگے
جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اوسوقت مفرورین نا امید
ہوکر دخیل امان سرکار ہوئے اوسوقت میر مہدی حسینخان ناظم میر دوست علی بھی حاضر ہوئے
اپنی خیرخواہی کرنل صاحب مذکور بیان کی۔ کلکتے سے اونکی چٹھی بھی آئی بعد تحقیقات کے
کئی مہینے روبکاری بعد لکھنؤ سے نجات پاکر روانہ ہوئے ہرچند حکام اودھ سے انکی رہائی بہت
دشوار تھی مگر اوسیقدر نیکی انکے کام آئی وگرنہ پھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا اور کوئی صورت
جلاے وطن کی ہوتی کرنل صاحب سینہ سپر ہوئے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب میں بہت
کچھ لکھا۔

میر مہدی حسینخان کے واسطے اوس جلدوے وحسن سلوک کے دوسو روپیہ ماہواری کا پنشن
مقرر ہوا مگر حکم محکم یہ بھی ہوا کہ مع میر محمد حسنخان جاکر اپنے وطن مین رہو کہین اور نجاؤ۔
نادر مرزا کیواسطے حکمنامہ طلبی گیا جب نہ آئے وثیقہ دائمی ضبط سرکار ہوا پھر آئے درخواست کی
روبکاری کلکتہ مین ہوئی۔ استحقاق وثیقہ ثابت مگر انکی بیجرمی نہین ثابت۔ نادر مرزا کی تقصیر
تھی کہ انگریزون کی جان یا خطا تو نشین بخشی مگر اون ہندوستانیونکی جان بخشی
ہرگز نکرینگے جو کسیطرح انگریزون کی سازش مین مشتبہ بھی ہونگے لہذا پھر ملا آخر نوبت
بولایت پھونچی وہان سے بھی وہی صورت خاص ہوئی مایوس ہوکر رامپور گئے نواب نے کچھ سبیل

باغی کو بلطائف الحیل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ طعنہ زن ہوتا تھا کہ تم رعایاے شاہی تھے
مثل اوروں کے شریک حال نہوے جواب شافی دیا کہ بادشاہ جسکے ہم ماتحت تھے اونسے ابتدائے
عملداری انگریزی مین ہمین سپرد سرکار گورنمنٹ کرکے حکم قطعی دیا کہ زنہار سرکار غیر سمجھکر کسی
طرح کی بغاوت نکرنا پس ہمنے سرکار کی فرمانبرداری کی اسکا حال گبنس صاحب نے اپنی
کتاب مین مفصل لکھا ہے مگر وکیل راجہ بھی دربار برجیس مین دریافت حال کو حاضر رہتا تھا
خلاصہ جب گورکھپور مین بظلم رعایاے غریب پر ہوا اور اسکی داد و بیداد راجہ نیپال تک پہنچی
مہاراجہ جنگ بہادر مختار کار سپہ سالار سے صورت استعانت قرار پائی وجہ اسکی یہ ہوئی کہ مہاراج
جنگ بہادر کئی برس اسکے پیشتر لندن جاکر وہانکے دستور سلطنت سے خوب واقف تھے اور
مہمان عزیز جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوئی تھی انکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کلکتہ
مین چھپی ہے غرض وہ کپتان ملنگہ مع توپخانہ لے کر شریک حال سرکار دولتمدار ہوے اور
عہد و پیمان جاہ و دولت ... ملک اور وہ مع نقد و جنس لوٹ وغیرہ سرکار سے اونکا مقرر
ہو چکا تھا چنانچہ وینگفیلڈ صاحب کمشنر بہرائچ اور برڈ صاحب کلکٹر گورکھپور کہ پیشتر سے پانچ افسر
جان نثار مہاراجہ بلرامپور مع دو سو جوانمردان دلسوز و نہایت جری و سرفروش اونکی
محافظت کو اور ہر طرح مدد دہی کو ہر وقت و بہر حال اونکے شریک کوشش و ہمراہ تھے
مع کمپو راجہ جنگ بہادر گورکھپور سے مقابلہ و استیصال فوج باغی شروع کیا بہر کیف
جب ناظم کی فوج کنڈائی سے مقابلہ ہوا کئی جگہہ تھوڑا بہت حرکت مذبوحی سے لڑے پھر بھاگے
ناظم تلسی پور مین آئے وہان بھی نہ ٹھہر سکے ہرچند اوسے کچھہ درست کیا تھا بس ایک طلاطم خشر
برپا ہوا جتنے ملازم تھے سب لوٹ پر جھکے ناظم ہاتھی پر سوار دریا کے پار اوترے کنار دریا تک
فوج جنگ بہادر پیچھا کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالمون کے ہاتھ سے جلی ہوئی تھی
اپنے گھوڑون سے ٹھہر ہارتی تھی ان سب نے جو اس گھوڑے دیے تھے بھاگنا مشکل پڑا تھا ہزارون
دریا مین ڈوب کر مرگئے سیکڑون اس کثرت سے کشتیون پر سوار ہوے کہ سبکو لے ڈوبے۔
ہزارون روپیے کا مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھنؤ سے لے گئے تھے چھکڑے اونٹ پر بار رہ گیا تھا
جہان تھا وہین رہا دونون طرف دیا کا شور کہ ستھرا ہو گیا تھا نیپالی چو تھے دن جان بچا کر فیض آباد

چنھم سپاہ و خیرات وغیرہ پر تقسیم کیا جاتا تھا شیشہ آلات ظروف چینی - چاے پانی اور کھانے کے ظروف قالین اسباب چوبی تمام ما کٹ انگریزی جو ہر صاحب کی کوٹھی مین تھا چھکڑون پر بار کرکے فیض آباد بھیجا اونمین سے کچھ ناظم کے گھر رہا راجہ مانسنگہ لوٹ کرا پنے گھر لے گئے باقی جتنا اسباب تھا سب اوٹھ گیا بعد رفع فساد بھی اسقدر اسباب کا کہین نشان بھی نہ ملا معلوم نہ کہان گیا کسکے پاس گیا رعیت کچھ بھی تھی سب نے روپیہ تحصیل بے منت دیا جب ناظم نے عرضی سرکار بر جلیس مین بھیجی خلعت سرفرازی مع خطاب مقرب الدولہ عنایت ہوا سیکڑون شرفا محتاجین لکھنؤ فہرست جا پہونچے ہر ایک کو خدمت دی حضرات مغلیہ مغلاوک کالی لمبی ٹوپی سر پر رکھو والاتی کمر مین باندھ جا دیکھیے یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا دن چاہتا تھا موافق دستور ولایت ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ناظم نے انھین بہت عزت سے بنسبت ہندوستانیون کے رکھا حالانکہ مقدمہ معرکہ بکسر نواب شجاع الدولہ بھی مشہور و معروف تھا اور طیارہی میگزین وتوانہ و وہسن اکی ہونے لگی نہرارہا مزدوری روٹی ہوئی اب ناظم کا نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل دماغ سے بڑھا اور اپنی صحبت مین اکثر کہتے تھے کہ صاحب شمشیر اپنی قوت بازو سے صاحب تخت و تاج ہو گئے ہین خدا سے کامل یقین ہی ہر سند واسطے ایسی صورت نکالی ہے اس عرضے مین یہ ارادہ تھا کہ وکیل مہاراجہ بہادر وزیر اعظم و سپہ سالار ملک نیپال سے کوئی صورت سوانقشہ نکلے گر نہ ہوئی -

ایسا اونسی یاوری اقبال نے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور جتنے فرقہ سپاہ نو ملازم بھیجے تھے باتفاق زمانہ سے غریب مظلوم پر دست تعدی دراز کیا آخر غربا نے حالت یاس مین رجوع حاکم منتقم حقیقی سے کی - ہر چند ناظم نے اسکا بندوبست جتنا ممکن تھا کیا ایک نے سنا جب ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرائچ نے یہ حال دیکھا اور راجہ درگیجے سنگہ بلرام پور کی جہت سے فوج باغی کے ہاتھ سے مع چند صاحب نجات پاکر بانسی گئے ۴۴ - کوس گورکھپور سے اور جتنے دنون تک یہان راجہ رہنے بہت احسانمند ہوئے از آنجملہ ایک خیر خواہی و نمکحلالی راجہ کی یہ تھی کہ مدت بلوے مین کاغذ نوٹ خرید کرکے بابت زر اقساط سرکار الہ آباد بھیجا کیے اس جہت سے زیادہ تر وثوق اور مقبولی اہلمعززین سرکار نمبر اول مین ہوئے اور بنظاہر شراکت فوج

ہم تمسے کہینگے چنانچہ جب جواب باثواب آیا ناظم نے پالکیون مین سوار کرا اپنے سپاہیونکی حفاظت مین قریب اعظم گڈہ پھونچا دیا وہان سے بسلامت اعظم گڈہ پھونچکر چٹھی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچ ہزار روپیہ انعام۔ ناظم نے وہ پانچ ہزار روپیہ پھیر دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین اس روپیے کی کچھ احتیاج نہین۔

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے بڑے صاحب ڈپٹی کمشنر گورکھپور مطلع ہوے انکو کہلا بھیجا کہ سات لاکھ روپیہ ہمارے خزانے مین موجود ہے تم یہان چلے آؤ اوسے لیکر سارے علاقے مین اپنا بندوبست کرلو۔

بہر حال سرکار تمسے مطمئن ہے انکو اس ثروت ناپایدار بے ثبات دنیا کا ایک نشہ بفروغ ہوگیا تھا اوسکا جواب کچھہ بے اعتنائی سے لکھہ بھیجا اوسوقت صاحب کو انسے ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ ہمسے صاف نہین جب ناظم دو ہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھپور کو کوچ کیا خلیل آباد دوسہ کوس وہان سے ہے پھونچے بڑے صاحب مضطر ہوکر دو ہزار فوج اور کرانچی خزانہ لے کرراہی اعظم گڈہ ہوے راہ مین مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی بڑے صاحب خزانہ چھوڑ سہ کوس لشکر سے ہٹ کر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیو نپر گری کہ پہلے اس روپیے کو غازی مردونپر تقسیم کرلین کہ یہ حق غازیان ہے اور دشمن کمین سے مطمئن ہوگئے صاحب نے انکی خبر غفلت سن ایک آن واحد مین آپڑے بڑا کشت وخون ہوا دو سو سپاہی ناظم مارے گئے صاحب مع خزانہ اور نعش مقتولین لے کر چلے گئے۔ ناظم یکہ سوار فوج انگریزی مین گھر گئے کسیطرف راہ گریز کا نپائی فوج انگریزی نے انھین مطلق نہ پہچانا ورنہ اوسیوقت انکا کام تمام تھا۔ غرض جب فوج انگریزی خزانہ لے کر اپنے لشکر مین آئی ناظم ہزار خرابی اپنی فوج کدائی سے آکر ملے۔

جب وہان سے گورکھپور مین آئے یہان میدان خالی ہوگیا تھا رعایا غریب تھی انھون نے اپنا بندوبست کیا جیلخانے کے بندھوون کو چھوڑ دیا۔ اونکے پانون کی بیڑیان کٹوا دین اونھون نے کہا ہم سب آپکے پسینے پر اپنا لہو گرائینگے اونمین سے اکثر کسبی تھے سیکڑون قالین غالیچے سوتی اونی بنتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اوسی پر مامور ہوا جیلخانے مین میگزین رکھا مجموع ۸۔ یا ۱۰ توپین ہوگئی تھین اور دو ۲۔ ہزار بندوقچی نوکر رکھے اور کئی سو سوار ۲۔ ہزار روپیہ یومیہ

[illegible] ناگاہ میر علی حسین داروغہ اور میر احمد علی ناموی میر مہدی حسین خان
[illegible] بیان کیا وہ ایک باغ مین بیٹھے ہوے تھے حکم کیا اوس یکہ کو جلد
[illegible] صاحب کو اپنے ساتھ لیے آؤ اون دونو نے سبحان خان کو بہت سخت
[illegible] صاحب سے کہا آپ کو ناظم بلاتے ہین ہمارے ساتھ چلیے صاحب سمجھے
[illegible] غالب ہے کہ وہ اپنی ناموری سمجھکر ہمین قتل کریگا غرض صاحب
ناظم [illegible] چھوڑا اتفاقاً صاحب نے دیکھا کہ ناظم اور میر مہدی حسین خان
دونو [illegible] سے کھینچکر دیکھ رہے ہین اوسوقت زیادہ یقین قتل
ہوگیا [illegible] ہاتھ باندھ بہت خوف سے کہا ہمارے واسطے کیا آپنے حکم دیا ہے ناظم
[illegible] آپ بیٹھیے اور اوس تلوار کو صاحب کے ہاتھ مین دیکر کہا ہم چاہتے ہین کہ
[illegible] الین آپکے نزدیک کیا مناسب ہے صاحب نے کہا ہماری ولایت
[illegible] کم نہین ہے اگر اوتاری جائیگی بالکل خراب ہوجائیگی ناظم
[illegible] صاحب کے جان مین جان آئی بعد اسکے ناظم نے ایک پیالے مین [illegible]
[illegible] تیار تھا منگوا کر صاحب کو دیا اور میم کو بھی بھیجا صاحب نے کہا یہ ہم [illegible]
[illegible] ناظم نے صاحب سے کہا آپ ہمارے پاس باطمینان تمام رہیے کسیطرحکا
اندیشہ [illegible] خاص رہنے کو دیا اور کپڑے ہندوستانی زنانے مردانے بھجوادیے
[illegible] کردیا فی الجملہ تسکین خاطر صاحب ہوئی مگر باطن مین خائف و ترسان
بھی رہتے [illegible] کیا ہوتا ہے بعد سات دن کے زمیندار و تعلقدار گرد و پیش نے ایک ہنگامہ
برپا کیا کہ ناظم نے انگریزون کو چھپایا ہے اور اونسے موافقت رکھتا ہے ناظم نے ازراہ عاقبت اندیشی
لوگون [illegible] دفع الزام کے واسطے رات کو ایک شخص کو میم صاحبہ کے کپڑے دوسرے کو صاحب کے
پہنا کر [illegible] نکالدیا اور پکار کر کہا کہ مجھپر سبکو شبہہ و الزام تھا مینے سبکے سامنے صاحب و میم
کو [illegible] جہان چاہین چلے جائین اب کوئی مجھپر اتہام نکرے تھوڑی دور جاکر وہ دونو شخص [illegible]
انگریزی [illegible] اسکے بعد ناظم نے صاحب سے کہا کہ آپ جہان فرمائین ہم آپ کو بسلامت پہونچا دین
[illegible] کہا ہماری [illegible] چٹھی اعظم گڈھ دوسری گورکھپور پہلے بھجوائیے جب اونکا جواب آئیگا

کیا ہے اور ہر طرح سے اونکا مددگار ہے اور تمام مال و اسباب انگریزی [illegible]
مین رکھا ہے اونکا وکیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال شرو جاہر دیو بخش کو لکھتا رہتا ہے فورکو
ایسے آدمیون کے نزدیک رہنا خالی از نقصان نہین لہذا اوسکا وکیل گرفتار [illegible]
اوسکا تدارک واجب اور لازم ہے اور قصد خانہ زاد کا پہلے اوسکے قتل [illegible] بعد اسکے
قدم آگے رکھونگا یہان سے حکم ہوا بہتر چنانچہ جب فوج تعلقدار مذکور پر گئی اونھون نے لڑنا
مناسب نجانا کچھ روپیہ خانعلیخان اور محمد مرزا چکلہ دار ساندی کو نذرانہ دیکر رفع شر کیا۔

تسلط مستعار میر محمد حسنخان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسنخان ناظم گونڈہ و بھڑایچ زمان شاہی کو تسلط مستعار گورکھپور پر بخشش یاوری اقبال
سے ہوا مگر افسوس یہ ہے کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ سمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اونکی
خود پسندی نے اونھین خراب کیا اصل صورت یہ ہوئی کہ جب لکھنؤ مین ہنگامہ فساد و پھانسی
اور سراہتمام و انتظام مفسدین اور تحقیقات ہر بانی مبانی مبدء فساد اور صاحب [illegible] اور اولی العزم
کے شروع ہوئے میر مذکور خائف و ترسان ہو کر لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا [illegible] بھی
جاسوس سرکار مین کسی حیلے سے گرفتار کروا دے لہذا مناسب وقت یہی [illegible] ہے چنانچہ
جب ٹانڈے پہونچے وہان اپنی اولی العزمی اور چالاکی سے [illegible] معاملہ
یا کچھ دھمکا کر روپیہ لیکر کئی سو سپاہی نوکر رکھکر گورکھپور کا میدان خالی دیکھکر چلے اور وہانکی
رعایا ہمیشہ سے غریب اور کمزور رہی ہے اور جب سے عملداری سرکار ہوئی ہے کئی پشت سے
ہتھیار حرب کے نام بھی بھول گئے ہین بلکہ یہان کا دستور یہ ہے کہ جتنے آلات [illegible] کاشتکاری
کے ہین ونکو کام کرکے شام کو شمار کرکے سپرد تھانہ کر دیتے ہین غرض پہلے ناظم [illegible] اپنی
کا دن جہین کنار دریا جا کر رہے اتفاقاً جب بول کی پلٹن نے فیض آباد مین بلوا کیا تھا
کرنل لی نتھ صاحب مع اپنی میم اور تین بچون خورد سال مع ایک خدمتگار کسی حکمت
سے بدمعاشون سے بسلامت پار دریا کے اوترکے ارہر کے کھیت مین چھپکر بیٹھے تھے سبحانخان
نامے یکہ سہ بندی ملازم ناظم ادھر سے گذرا چاہتا تھا صاحب کو تمنچہ مارے اسواسطے کہ سرکار

تحصیل زر محصول انھون کے روانہ کیا ہے اسواسطے تم سے صلاح کیجاتی ہے کہ تم اپنی فوج لیجاکر زندہ یا شاہ جی کا سر لاؤ چنانچہ احمد علی داروغہ حسین آباد مع اپنے کمپ اور کئی ضرب توپ لیکے گئے جہان شاہ جی اوترے ہوے تھے اونہنے بھی توپین لگا دین اور حکم دیا کوئی آوے تم بھی مارو اندر نہ آنے دو جب افسرون نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا اسمین ۱۰ گھنٹہ تک لڑائی توپ بندوق کی طرفین سے رہی کسی افسر کو حوصلہ دبانے کا نہوا غرض ۱۱ دن تک محاصرہ کر کے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا رسد اندر بجانے پاتی تھی بعد اسکے تلنگے جو محاصرہ کیے ہوے تھے افسرون سے منحرف ہوکر رات کو شاہ جی کو شیش محل دولتخانہ قدیم مین لائے دو دن تک وہان ٹھہرے پھر مورچہ متصل کربلا واقع گڈھی کنورہ اور کنوہی پر کیا مموخان نے فوج سے کہا ہم تمھاری تنخواہ دینگے یہ تمنے بہت برا کیا اسپر تھوڑے سے تلنگے اور سوارون نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو وہان سے چکر والی کوٹھی مین لے گئے شاہ جی کا ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا

تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

ایک دن شورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہوکر کہنے لگے ہر جبیں قدر بادشاہ ہین اور تفضل حسینخان نواب فرخ آباد مر گئے ہے راتار اوبھی جواہی ہے کانپور فرخ آباد اس ملک اودھ مین شامل تھا وہان کسی تحصیلدار کو بھیجنا چاہیے اگر وہ از خود دین قتل و قمع کر کے لینا چاہیے چنانچہ خان علیخان تحصیلدار نظامت تجویز ہوے اور ایک کمپ کامل مع پانچ ضرب توپ اونکے ساتھ ہوا ۱۴ پارچہ کا خلعت پاکے روانہ ہوے اونکے ساتھ دس ہاتھی ۴۰ اونٹ دس چھکڑے ایک خیمہ دو چوبدار دس چپراسی مقرر ہوے جب وہ سانڈی پہونچے راجہ ہردیو بخش تعلقدار کٹیاری کو طلب کیا وہ ابتدا سے بلوے سے شریک نجز راحت صاحبان عالیشان ہر امر مین رہے تھے اور احوال لکھنؤ کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہتے تھے خان مذکور نے سرکار مین عرض کیا کہ یہ تعلقدار انگریزون سے ملا ہے اور بہت سی میم و انگریز فرخ آباد کو موضع کھسورہ اپنے دیہہ زمینداری مین چھپائے ہین اونکی حفاظت کو شیو سنگھ لالتا بخش اپنے چچا کو مقرر

خاص محل	معہ لاکہ
دلدار محل۔	صہ لاکہ
دلدار محل۔	دو لاکہ
خورد محل۔	سمہ
سلطان محل۔	سمہ
خورشید محل۔	دعہ
ملکہ جہان۔	دعہ
تاج محل۔	لاکہ
مونس سلطان۔	دعہ
اچھے صاحب مصاحب خاص محل۔	عہ
منجھو صاحب مصاحب ملکہ کشور۔	سہ
جمع	للعہ لاکہ معہ

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہوکر اکثر مہاجن ورعایائے شہر اس ظلم وستم سے احمد اللہ شاہ کے پاس فریاد کو گئے کہ ہمپر یہ جو روظلم ہو رہا ہے اگر راہ صاف ہوتی کہین اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہین جواب دیتے ہین کہ ممو خان کے کام مین مجھے کچھ دخل نہین اگر اونکے پاس جاتے ہین کوئی شنوائی نہین کرتا بجز طلب زر کے اب کہانسے روپیہ لادین پہلے تلنگون سے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے۔ فقیر نے جوابدیا کہ اگر کوئی نوکر ممو خان یا یوسفخان کا دوڑ لائے جسکے مکان پر دوڑ آئے فوراً ہمین خبر دے یہان سے تلنگے جاکر گرفتار کر لائینگے اسپر شاہجی نے سپاس ہر کارے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جاے فوراً خبر کرو چنانچہ بیس دن یا ایک مہینے تک یہی صورت رہی کہ جب کہین دوڑ جاتی تھی تلنگے پکڑ لاتے تھے اور یوسف خان خود تلنگون کو دیکھکر بھاگ جاتا تھا آخر ممو خان نے فوج سے صلاح کی کہ یہ دخل اچھا نہین شاہجی مقدمات ملکی مین دخل دیتے ہین تحصیلدار وغیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہین انکے اخراج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسطے کہ آپھی تجسس اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسطے

دیوان خانہ چاندی کا مع جواہر۔	لک
منشی بانکی پرشاد نقد و جنس۔	مـــہ
منشی راجہ کندن لال	[illegible]
مسیح الدولہ۔	مـــہ
حسین آباد مع چاندی سونا۔	ـــہ لک
قلق و صاحب خاص سلطانعالم۔	ـــہ عـــہ
آغا علیخان پسر انجم الدولہ۔	سمـــہ
انجم الدولہ۔	لک مـــہ
رفیق الدولہ۔	لک ۔ عـــہ
مہاجنان لکھنؤ بطور رسدی۔	للعہ لک
مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن کے بیٹے سے ہے، لکھ طلب وصول نوٹ۔	مـــہ
بہجانایا ننھے مل وغیرہ دلالون کے پاس جمع رہے۔	ـــہ عـــہ
اہل حرفہ مثل گوٹے والے تمباکو والے بنگ فروش باقی اور رعایائے شہر۔	عـــہ لک
آمدنی ملک ہنگی۔ عـــہ لاکھہ	ـــہ عـــہ
اسباب کوٹھہ جات سلطانی نقرہ و طلا وغیرہ۔	ـــہ لک
بشیر الدولہ۔	عـــہ
دیانت الدولہ۔	ـــہ عـــہ
احسن الدولہ۔	ا مـــہ
داروغہ عاشق علی۔	عـــہ
یاسمن محل۔	ـــہ عـــہ
قمر محل۔	مـــہ
بدر عالم۔	صمـــہ
معشوق محل۔	مـــہ لک

مع ایک توپ لکھنؤ آیا رانا راو نے محبت نامہ مرزا برجیس قدر کو لکھا کہ ہمارے تمہارے کچھ فرق نہین ہماری فوج بھاگ کر یہان آئی ہے اونسے توپین لیکر تین بھیجدو اس امر پر سرگروہ نے مشورا ہوا کہ توپین کسیطرح دینا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ اوسے قوت ہوجایگی اسکا جواب گیا کہ ہمارے تمہارے کچھہ مغائرت نہین ہے آپ یہان آئیے متفق ہوکر عالم بانی بر[illegible] ارادہ کرکے انگریزون کو مارلین بعد اسکے فوج کشی کانپور پر ہوتی تھا اوسیقدر وہان کر دیا جائیگا اس جواب سے رانا راو متفق ہوے اور شیوپوری مین ۶ ہزار فوج نوکر رکھی۔

قاسم خان رسالدار ۱۵ رسالہ جو فوج مفرور مرار کے لینے کو فرخ آباد گیا تھا وہانکی ریاست بھی فوج باغی کی بدولت خاک مین مل چکی تھی بروقت مراجعت رانا راو نے اپنی اپنی خوشی خاطر سے ارادہ اونکے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کرکے توپین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو کی اور مستعد مقابلہ ہوا رانا راو نے طرح دی خان مع فوج ہمراہی داخل لکھنؤ ہوا اکسپ مرار مین ۲۱ ہزار تلنگے ۵ توپین تھین بارہ دری کوٹھی مین پڑاؤ ہوا اور وہ سپرد عبد الہادی خان کے کہ رسالہ دار ہوا اوسکا مورچہ قلعہ جلال آباد مین مقرر ہوا۔

بعد اسکے جب شہر مین لوٹ ہونے لگی اور چودہری مہاجنون پر ممو خان نے تاکید کی کہ مہاجنون نے دس روپیے سیکڑا نوٹ مول لیے ہین اور یہ لوگون کو دم دیتے ہین کہ کلکتہ مین بھی انگریز نہین ہین اور کلکتہ مین بنئے بجاے اسی روپیے پر بیچ لیتے ہین انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کروڑ روپیہ انسے لینا چاہیے ورنہ سبکو لوٹ لیا جائیگا جب سب مہاجن جمع ہوے عذر کیا کہ روپیہ نہین ہے۔ جب کسیطرح سے مفر ندیکھا قریب لاکھہ روپیے کے سبنے مل کر دیا مگر اسپر بھی تاکید طلب زر چلی گئی۔ اہل وثائق سے بھی روپیہ طلب ہوا اور جناب عالیہ کا حال یہ تھا کہ تمام کوٹھون مین گرد قنات لگاکے اور محلون مین بھی خود چلی جاتی تہین جو روپیہ چاندی سونا اسباب ہاتھہ لگتا تھا ٹکسال مین بھیجدیا کرتی تہین اور باہر شہر کے بھی ممو خان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ مچا رکھی تھی غرض رعایاے شہر ہر طرح سے لوٹی گئی جسکی تفصیل جسقدر زبانی یاد تھی یہ ہے

آغا علیخان ناظم آغا حسنخان کے بھائی۔ ے لاکھ

قیام الدولہ بخشی راجہ ٹیڑہ چند متوفی اشرفی ہمت زر نقد ایک [illegible] جواہر [illegible]

ہاتھہ صاف کیا اسکی سرکار مین نالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے اونکے کمیدان کو موقوف کروادیا۔

اس عرصے مین جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھاکر نواب منورالدولہ کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلامت گھر آئے دوسرے تیسرے دن خائف و ترسان ہوکر در با جناب عالیہ مین سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابو تراب خان اپنے داماد کے گھر مین رہتے تھے۔

کواغذ نوٹ سرکار جنکے پاس تھے اکثرون کے کارندون کے بہکانے سے فیصد دس پندرہ روپیہ پر بیچے کلکتہ مین لکھنؤ اور جہان جہان فساد ہوا تھا وہان کے نوٹ لینے کی سرکار سے ممانعت ہوگئی تھی اسپر بھی بہت سے مہاجن لکھنؤ کے اسکی خرید مین ساجی بن گئے اور مالک محتاج ہوگئے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا سمت کانپور و الہ آباد و بیلیون کی ساتھہ جانا

جب جنرل اوٹرم صاحب قافلہ ریل گاڑی لے کر کانپور پہونچے اوسوقت نانا راو نے گوالیار سے مع فوج کمپ مرار کانپور پہونچکر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرفین سے چل رہا تھا ونہوں کو گھیر لیا تھا بیبیان بہ حال رہ گئیں کہ بہت پریشان ہوئین کہ عجیب ماجرا ہے ایک بلا سے خدا نے نکالا دوسری بلا مین پڑے۔ اوسوقت بیبیون کو اسپار دریا کے اوتار دیا پھر خبر سنکر نانا راو فتحپور چوراسی کا پھر پہنچے وہان لوگ جمع کرکے مع فوج شیوراج پور کی کھاٹ اوترے جو قریب کانپور رہے ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی برن کیے ایک پورب۔ دوسرا پچھم تیسرا مقابل مین رکھا جب مقابلہ دونون برن مین ہوا پہلو سے مارنا شروع کیا نانا راو تاب مقابلہ جنگ لاسکا مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر کچھہ تفصیل سے اپنے مقام پر آئے گا۔ غرض جب ہر طرف فوج بھاگی نانا راو قریب ۵ ہزار سپاہ کے یہ خبر سنتے ہی بھاگ کر صاحب سنگہ چودھری کی گڈھی مین آئے اور فتحپور مین پڑے رہے اور کمپ مرار مع بخت خان سپہ سالار تین توپین اور پلٹن جانسن

نقل عجیب سانحہ خاص شہر

جب فوج انگریزی نہر ہی سے داخل مکانات شاہی ہوئی رعایا غربا جو وہان رہتی تھی سب بھاگ کر شہر مین جابجا جا رہی اتفاقاً ایک غریب اپنے گھر مین رہ گیا تھا ان کو گورون کے ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل کر گیا ۴- گورے اوسکے گھر مین چلے آئے۔ عورتین ایک دالان مین کھانا پکاتی تھین گورون نے دیگچی سے خشکا ردی۔ گوشت۔ ساگ دال۔ اپنی کرتیون کے دامن مین رکھا ایک کے ہنڈے مین گرم گرم بیچ چاولون کی تھی اوسے ایک گورا اوٹھا کر بیٹھکر پینے لگا کہ دفعتہً فوج مین ہوگل ہوا گورے دوڑے چلے گئے اوس گورے کی پاکٹ سے ہمیانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اوسے اوٹھا لیا ۱۳۔ اشرفی اور کئی روپیے تھے شکر خدا بجا لائی جب گھر کے میان آئے اونکے ساتھ رات کو شہر مین آئی۔

اسیطرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو تلنگون نے اوسے گوئندہ کہہ کر پکڑ لیا ہر چند اوسنے داد و بیداد کی نسنا مختصر یہ کہ دو روپیے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اوسکے پاس تھا دیا دوسرے دینے کو گولہ گنج بیجا جب عظیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے پہونچے ایک تلنگے کے گولی لگی گر پڑا دوسرا اوٹھانے کو جھکا اوسے دوسری لگی اسنے دونوں کمر سے ۲۱۔ اشرفی کئی روپیے لے لیے اور بندوق دونوں کی لے کر اپنے گھر آیا صبح کو نخاس مین ۶۔ روپیے کو بندوق بیچا اور اپنے گھر آکر چین سے رہا۔

ایکدن گورے گھبرا کر بیلی گارد سے نکلے نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین آئے جو سامنے آیا نشانہ تفنگ کیا ایک نیل گاو کئی بطے کر باہر نکلے فیلخانہ ریذیڈنسی سے کئی دوکاندار مارے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھ کر راہ گیرونکو گولی مارنے لگے۔

ایکدن گورے گولہ گنج مین چلے آئے دوکاندار بھاگے اونکی دوکان سے جو چیزین کھانکی تھین لیکر مداری کنجن کی مسجد پر بیٹھ کر نوشجان کین آپسمین بیٹنے لگے میان محترم کے گھر سے بہت مرغ جنگی پکڑ لائے محبوب علیخان نواب ناظر اپنے گھر مین رہ گئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے۔

تجیبون کی پلٹن جسکا پڑاو نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین تھا گورون کے آنیسے دن کو بھاگجاتے تھے رات کو پھر اپنے پڑاو پر آکر رہتے تھے ایکدن سپاہیون نے اسباب فراشخانہ وغیرہ

کریگا جب اوسے یہ حکم پہونچا وہ ۴ کیپنی ایک کمپنی کچھہ سوار ایک توپ لے کر چلے تین طرف گیا دو اونٹ مادہ گاؤ پچاس بھیڑین پکڑ لائے اور ظاہر کیا کہ مین نے انگریز ونکو مارا گورے لاش اوٹھا کرلے گئے باقی جو ملا سے آیا اب پھر جاتا ہون ایک دوشالہ ایک رومال پانسو روپے نقد اور جو اسباب لائے تھے اونکو دیا گیا برائے اپنے آئین کی بڑی بہادری کہہ رہا تھا حالانکہ وہ اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود مول لے لیا تھا۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ ناناراو نے کانپور پھر لے لیا اور یہان آیا چاہتے ہین عالم باغ سے بھی تھوڑے سے گورے چلے گئے ہین ارکان نو دولت نے یہ صلاح کی کہ اب عالم باغ کو خالی کر دیجیے کسواسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور بیبیون کے الہ آباد گئی ہے چند گورے زخمی بیمار سکھہ وغیرہ ایکسو کئی شمار مین رہ گئے ہین پھر قصد کانپور کا کرنا کہ وہ ملک قدیم ہے ہاتھہ سے بجانے پاوے ابلاغ حکم بنام تعلقدار از زمیندار اطراف اضلاع جہانپور بریلی۔ رسول آباد وغیرہ جاری ہوا کہ بفضل خدا سے بیلی گارد فتح ہو چکا چند انگریز گورے جان بچائے مع جواہرات وزرخطیر لیکر کانپور کی طرف بھاگے ہین جو اونکو زندہ یا سر لائے گا جاگیر وخلعت وانعام بہت سا پائے گا اور ایک سال کا پیسا بھی معاف ہوگا۔

ناناراؤ دولتخانے مین اترے تھے اونھون نے نگاہداشت فوج شروع کی چنانچہ فوج مفرور وہاں وغیرہ مرار کا کمپ نوکر رکھہ کر قریب دو ہزار یہان آئے تھے اور صرف تنخواہ وغیرہ اس روپیے پر تھا کہ قریب لاکھہ روپے کے جواہر رہن اور فروخت لکھنؤ کے مہاجنون کے ہاتھہ ہوا تھا اور دو بڑی توپین اور کچھہ فوج اس سرکار سے طلب کی جب نمل ناخوش ہوے اور اکثر اونکی سپاہ نے شہر مین لوٹ شروع کی اوسوقت سرکار سے حکم پہونچا کہ تمہاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے شہر سے باہر رکھو اونھون نے جواب دیا ہماری تمہاری دونو لوٹتی ہے یہ بات خلاف طبع سرکار ہوئی اسکا کورٹ ہوا کہ آج اونھون نے یہ بات کہی ہے ایسا نہو کل کوئی فتور ریاست مین ڈالین۔ انکا رہنا مناسب نہین افسرون نے کہا اوسکی کیا اصل ہے نکال دیے جائینگے مگر مہمان سرکار ہین یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملتوی رہا۔

قبر کھلی رہی اہل شہر نے قرینے سے پہچانا تھا اوسکے بعد اونکی اولاد نے نواوی اونکا پنشن بھی
سرکار سے جاری ہوا مرزا حیدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن مین فی الجملہ
طبیعت ٹھہر گئی تھی صاحب ہتمم سے یخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھون نے ایک ران بیل کی
ہدی مین نے منع کیا کہ از براے خدا اسکی یخنی نہ بنوانا تھا نا اوسی گوشت کی یخنی پی بعد چند
دقیقہ کے کہنے لگے زمین و آسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوے۔

راجہ تلسی پور بیمار تھے وہ اپنی قضا سے دلکشا مین مر گئے اوسی صبح کو گنگا دین ہرکارہ بیلی گارد
کے خالی ہونے کی خبر سرکار مین لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہین سب سے فوج انگریزی چلی
گئی ہے ممو خان نے اوسے دو روپے انعام دیے میر واجد علی مقبرہ جنت آرامگاہ پر گئے دیکھا
کہ ہزارون آدمی بیلی گارد کو لوٹ رہا ہے۔

نانا راو نے قبل از داخلۂ فوج انگریزی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیلی گارد سے اسطرف
بڑہے مجھے خبر کرنا اور اپنا اسباب چھکڑو نپر بار کرکے مستعد بھاگنے پر ہو رہے تھے۔

اوسیدن ناعاقبت اندیش نافاون سے اخبار مختلف مشہور ہوے کوئی ممو خان کو کوئی جناب عالیہ
سے عرض کرتا تھا انگریز خوف سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنؤ کا ارادہ نکرینگے جنرل لیگ صاحب نے
اسیطرح قلعہ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک چٹھی جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی ولایت
سے آئی کہ بمجرد دیکھنے حکم چٹھی کے لکھنؤ کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راؤ فوج لے کر کانپور گیا ہے
اسیواسطے یہان سے چلے گئے کوئی کہتا تھا معجزہ ہوا افواج سبز پوش غیبی کے دیکھنے سے چلی گئی۔
خوشامد سے کہتے تھے سب جناب عالیہ پر تائید خدا انگریز پر قہر خدا ہے اب کبھی ادھر کا رُخ نہ کرینگے
یہ اقبال حضور ہے اب چین سے سلطنت کیجیے۔

تیسرے دن یہ خبر آئی کہ جنرل مارٹن کی میمون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے اور
اب • ہانسے جمع کرکے لیے جاتے ہین اگر کوئی سد راہ ہووے سب مال چھین لاوے ممو خان نے
سبکے سب افسران فوج باہمی سے کہا جو یہ اسباب اور میمون کو پکڑ لاے چہارم اسباب اوسکا ہے سواے
معافی جاگیر و انعام کے اوسوقت منشی گنگا براے منشی ستل سنگھ اجیٹن پلٹن نادری جو بالفعل
سکھدیال تھانہ دار کے ساتھ ہے اوسنے عرض کی کہ اگر ستل سنگھ کو حکم ہو وہ فوراً تعمیل حکم سرکار

رہ گیا تھا وہ سب لٹا ہزاروں کتابیں انگریزی لین فی من ایک۔ روپیہ آتشباز اور پنساریوں
نے لیں وہ تو یں لاشیں جابجا پڑی تھیں اور احاطہ گرجا میں مقتولین کی قبریں تھیں ایک
بڑی سرنگ سمت شمال جانب دریا پہلوے کوٹھی رزیڈنٹی سے اوڑا کر چلے گئے تھے وہ فقط جابکار
رہ گئی تھی بلکہ پہلے بجبر سپاہی جو لوٹ کو دوڑے جاتے تھے ۱۵ آدمی اوسکے اوڑنے سے اوڑ گئے
تھے اوسیدن کوٹھی سلطانی و چہتر منزل فرح بخش وغیرہ میں تھے سپاہ باغی نے بشمول بیلی گارد
کرکے لوٹنا شروع کیا ہر چند سرکاری لوگوں نے منع کیا ایک نے نسنا مثل خیمہ پشمینہ و شیشہ آلات
ظروف چینی مسی نقرہ طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جا کر کہا کہ یہ مال سرکاری ہے کیوں لوٹتے
ہو گولی مارنے کو مستعد ہوے

جب فوج باغی کوٹھیوں کا اسباب بھی لوٹ چکی رزیڈنٹی کے کوٹھیوں کے کھودنے پر مستعد ہوئی
کئی مہینے تک وہانکی لکڑی کھود کر جلائی شہر کے تماشا بین بھی خیرخواہان سرکار و صاحبان
وثیقہ و پنشن جوق جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیاں اور مکان احاطہ رزیڈنٹی میں تھے سب گولے
اور گولیوں سے غربال ہو گئی تھیں مگر کوٹھی گبنس صاحب میجر بانٹن اور ایک درجہ کوٹھی تفضل علیخان
فی الجملہ لائق سکونت معلوم ہوتا تھا اور ہر کوٹھی کے جلو دخانے میں وسعت اور گنجائش ہزارہا
آدمی کی تھی بشرطیکہ سامان رسد وغیرہ خراب نہو جاتا اور گرد ہر کوٹھی کے خندق و سرنگ
بھی دی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت یہ ہے کہ اسی احاطہ رزیڈنٹی میں ایکدن
نواب منتظم الدولہ کے چھاتے اور حقہ کی ممانعت میڈک صاحب نے کی تھی اور زمان سابق میں اسی
احاطے سے مرزا وزیر علیخان نواب ناظر محمد حسین علیخان کو نہ لیجا سکے تھے آج اوسی احاطے کی یہ
صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہیں کل کونسی صورت دکھائے گا ۵ مہینے تک صاحبان عالیشان
مع کثرت میم و اطفال وغیرہ اس بند زندان میں رہے اور پھر کس عظمت و شان بہادری سے
لاکھوں میں سے بسلامت نکلے چلے گئے ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسنخان ۲۱ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق نومبر ۱۸۵۷ء مرض اسہال سے بیلی گارد
میں مر گئے اور زیر درخت برگت برابر قبر شہید مرد گڑے اونکی قبر جلداروں نے پورب پچھم کھودی
تھی فوج باغی نے اوسے دفینہ خزانہ سمجھکر کھود ڈالا تھا لاش کفن میں نظر آتی تھی کئی دن تک

بعض کہتے ہین ہیضہ وبائی ہوا بہرصورت اس صاحب عالیشان کے مرنے سے صاحبان عالیشان کو بڑا صدمہ ہوا بڑے بہادر خیرخواہ دلسوز سرکار تھے اور سرفروش جناب نواب ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے اونکی بی بی کے واسطے ہزار پونڈ سالانہ یعنے دس ہزار روپیہ مقرر فرمائے اور اونکے بیٹے کپتان ہنری مارشمن ہویلاک جو اپنے باپ سے خوبیون سے کم نہین پنشن سالانہ ۲ ہزار پونڈ مقرر ہوا فوج مین میجر اور مرتبہ امارت مین بارنٹ ہوے ازروے اخبار۔

روز دوشنبہ ۵ ربیع الثانی مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۷ء قبل ازطلوع آفتاب سپاہی جو مقابل بیلی گارد مورچے پر تھے اونھون نے موافق معمول گولیان مارین اودہر سے جواب نہ آیا بلکہ ایک سناٹا معلوم ہوا پہلے حیران تھے مگر کسیکی جرات آگے قدم بڑھانے کی نہ پڑی ایکدوسرے کا مونہ دیکھنے لگا سمجھا یسے شاید کہ پلنگ خفتہ باشد آخر ایک پاسی نے ہی نوار جرات کرکے جا کودا۔ وہان پہونچکر نہی بجائی بس یہہ آواز صور اسرافیل سنتے ہی جتنے نامرد تھے سب مورچون سے غل مچاتے مثل مور و ملخ بیلی گارد مین پھیلے اور رعایاے شہر محتاجین بامید دستیابی قسمت آزمائی غوطہ سمجھ کر کیتنے لوٹنے لگے ہرچند وہان سواے پس خوردہ اور فضلہ اسباب کے کچھہ نہ تھا مگر انکے نزدیک یہہ بھی داخل فتوحات غیبی تھا گودامون مین غلہ نکمہ ناقص کیڑون سے پڑا سڑا رہ گیا تھا وہ سب مال مفت سمجھکر لوٹا توپین جو پڑی جابجا مورچون پر یا زمین مین گاڑ کر ناقص کرکے چھوڑ گئے تھے ہر سپاہی کی پلٹن نے پہچان کر اوٹھالین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے لائے تھے ہزارون گولے گرنال شیشہ کی اور سلیس لین اور کئی آلات غیر متعارف ڈاک گھر مین تھے یہ سب داخل سرکار ہوے۔ کنوئے سے صندوق باروت اور بم کے گولے نکالنے لگے اس احتمال سے کہ شاید روپیہ ہوگا لطیفہ یہہ ہے کہ ایک تلنگہ بم کا گولہ اپنے دونو پانون مین رکھکر کھانڈے سے توڑنے لگا اتفاقاً چوٹ سے لوہے نے آگ دی دفعتہً وہ پھٹا پہلے وہ تلنگا گرہ تار مین اوڑگیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوے بڑے صندوق چوبی تہ خانے مین سامنے برآمدے کے اور بہت سے ٹاٹ کے بورے پیسون کے بھرے ہوے اونمین روپیہ سمجھکر آپسمین لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے پائین باغ مین اسباب چوبی وغیرہ نکمہ و فضول جان کر جلا گئے تھے اوسکا خاکستر دور تک دورہ مین دیکھا اور ہر کوٹھی مین متفرق اسباب چوبی میز کرسی کوچ۔ تپائی۔ الماری شیشہ آلات ظروف چینی مسی آہنی ٹن جو

توپین مورچہ کو بدستور رکھا جب آدھی رات گئی بان اور بم کے گولے متصل برسانے لگے گراب بھی خوب چلا یہانتک کہ جتنے سپاہی پہرے پر تھے سب بھاگ گئے میر واجد علی نیچ بنگلہ پر سوتے تھے اوٹھکر بچشم خود دیکھا یقین ہوگیا کہ گورے اندر چلے آئے وہانسے وہ بھاگ کر جہان بی بیان قید تھین آکر کھڑے ہوئے کہ انکو بھی بچائیے اور آپ بھی اونکی بدولت بچیے خاص مکان کے سب مکاندار بھاگ گئے خزانے کے پہرے والون نے روپیہ لوٹ لیا بھاگے جو قیصر باغ مین تھے وہ محل مین جاکر چھپے رنڈی مرد سب ایکجا ہوگئے ہزارون باغ سے باہر بھاگ گئے علی محمد خان بدحواس ہوکر بیگمصاحبہ کے پاس بیٹھ رہے اس عرصے مین گولہ گولی ازخود موقوف ہوگئی لڑائی تھم گئی۔ سبکی جان مین جان آئی واہ ری بہادری۔

۴۔ ربیع الثانی روز یکشنبہ مطابق ۲۲۔ نومبر ۱۸۵۷ء اوسی راہ کنار دریا سے بموجب حکم جنرل صاحب و نعتہً بی بیان اطفال صاحبان فوج پیدل وسوار توپخانہ بیلی گارد سے ۹۔ بجے صبح کو سنگر باندھے نکلے اور اپنا اپنا اسباب بقدر برداشت ہر صاحب کے کندھے اور سر پر تھا اور جسسے نہ اوٹھا سکے اوسے بموجب حکم وہین چھوڑ دیا تھا اور ایدہر جابجا پچاس ہزار آدمی کا مورچہ تھا اور ہر طرف سے گولیان برستی تھین مگر سب کے سب محفوظ رہے فقط ایک میم کے پانون مین گولی لگی تھی اودہیہ سب مُنہ دیکھتے رہ گئے ایک بہادر کی جرأت روکنے کی نہ پڑی اگرچہ بظاہر حکم سرکار سے تامل کیا تھا اسی حیلے کو غنیمت سمجھے۔

غرض اوسدن قافلہ بیلی گارد احاطہ جرنل مارٹن کوٹھی دلکشا مین رہا پڑہ کے دن عالم باغ مین اور جب بیلی گارد سے نکلے تھے اوسکے بیشتر توپونکو خراب ناقص کرکے زمین پر ڈالدیا تھا بارود کے پیپے صندوق جابجا کنوؤن مین ڈالدیے تھے پنجشنبہ سڑک شارع عام سے سیدھے کانپور کینبس صاحب کے ساتھ گئے راہ مین شیخو شیے بھی محفوظ رہے۔

شاہزادہ مصطفےٰ علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ مرزا جہان قدر وغیرہ صاحبزادہ مرزا سکندر حشمت جرنل صاحب عالم باغ تک لائے جتنی میمین تھین سب کلکتہ بھیجکر ساہی ولایت ہوئین اور ہندوستانی آیا وغیرہ ٹھیھی حسن خدمت مع انعام فراخور حال رخصت ہوکر چلی آئی تھا۔

۶۔ نومبر ۱۸۵۷ء جنرل ہوی لاک صاحب بہادر بسبب محنت و مشقت شاقہ عالم باغ مین مرگئے

تھا پس گیا تھا وہین رہا اور دفعتہً غل ہوا کہ گورون نے تلنگون کو گھیر لیا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ زیر زینہ برآمدہ کوٹھی ایک گڑھا ایسی حکمت سے کھودا تھا کہ جو تلنگہ اوپر سے نیچے اوترا وہ مارا گیا یہانتک کہ ۸۰ تلنگہ وہین ایکبار مارا گیا اور کوٹھے پر ۲۶۴ کام آئے اور جو بھاگ کر نیچے وہ شاہ منزل پہونچے اب سبکو یقین ہوا کہ عنقریب قیصر باغ بھی لے لینگے اوسوقت سب فوج جنگی بھاگی۔
بہرحال ۲۷ ربیع الاول مطابق ۱۱ نومبر ۱۸۵۷ء صاحبان عالیشان کی فتح ہو چکی تھی کسواسطے کہ ساری فوج بھاگ گئی قیصر باغ مین شمرد وہ رہ گئے تھے راجہ مانسنگہ راجہ مادہو سنگہ عیش باغ مین پہونچے۔ خلاصہ ادہر باغیون کا یہ حال تھا اودہر صاحبان عالیشان کو میم اور بچون کے لیجانیکا ارادہ تھا شاید اسیوجہ سے تامل کیا ہو اور خوب یقین ہو چکا تھا اور سان بہادر ونکی ساری قلعی کہلچکی تھی کہ جب چاہئن گے انھین نکالدینگے۔

خالی ہونا بیلی گارد کا

خلاصہ صاحبان عالیشان نے قبل از خالی کرنے بیلی گارد ایک اشتہار چہتر منزل مین لگایا کہ ہم مکانات شاہی بیلی گارد وغیرہ مقبوضہ و مفتوحہ کو نہ اس فوج باغی کے ڈر سے اور نہ اس حاکم وقت کے خوف سے چھوڑتے ہین بلکہ محض اپنی خوشی خاطر سے مناسب وقت سمجھکر جاتے ہین جس جوانمرد بہادر کا جی چاہے اپنی بہادری سے ہمارا سدراہ ہو اور ہماری لڑائی کا تماشا دیکھے اور اسی مضمون کا اشتہار کانپور مین بھی بسکے گوشزد کر دیا تھا کہ اودہر جمعیت مخالف لاکھون ہے اور اسکے پیشتر مجموع خزانہ اسباب تحفہ میگزین وغیرہ ہاتھی اونٹ چھکڑے کرانچی پر بار کر کے کنارے دریا موتی محل کے رمنہ سلطان گنج سے احاطہ کوٹھی جنرل مارٹن مین باطمینان تمام چلا جاتا تھا۔ بعض اہلکار ذوی الاقتدار نے مقابلہ اور سدراہ ہونیکو سرکار کو سمجھا کر منع کیا تھا کہ انکا یچھا کرنا اس وقت نہین یہ تو از خود چلے جاتے ہین اور باطن مین اپنا رسوخ اور خیر خواہی سرکار انگریزی ثابت کیا چاہتے تھے بلکہ مستحق انعام اور پنشن نزاخر حال تھے مگر دنیا سے ناکام بہلے چلے گئے۔
اوسدن شاہ جی نے کچھ قرینے سے دریافت کر کے جنابعالیہ سے عرض کیا کہ بیلی گارد عنقریب خالی کر کے انگریز خود چلے جائینگے کسیطرح کا آپکو نقصان نہوگا چنانچہ بیلی گارد موتی محل خالی کر دیا اور

لیکن میر فدا علی کو و یا وہ پچیس تیس قدم آگے بڑھا جاتا تھا نواب مع اپنے جان نثار پیچھے چلے جاتے تھے بشیر الدولہ کے مکان کی طرف سے ارادہ دھاوے کا کیا اودہر سے گراب توپ چلی پھر کسیکا آگے قدم نہ بڑھا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار پھر کر چلے آئے۔

جناب عالیہ نے اپنی سواری بر جیس قدر کی منگوائی بلیاری بھاگنے کی کی اوسوقت ممو خان اور افسرون نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر مین فتح کیے لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین آپکے چلے جانے سے سبکو ہراس ہو جایگا گھر سب لٹ جایگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی۔

صاحبان عالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے لے لیا تھا کچھہ نجیب مقبرہ جنت آرامگاہ مین رہ گئے تھے اور گولے بم کے محل مین متصل چلے آتے تھے چنانچہ بم کے گولے محل مین ٹوٹے باقی کا شمار نہین اوسی رات کو ہرکارہ خبر لایا کہ مقبرے کے نیچے سُرنگ آتی ہے جتنے سپاہی مورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہین بلکہ سب بھاگ گئے میر مہدی اوستاد اور احمد حسین اتالیق تصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز سنکے بھاگے محمد قاسم رسالدار ۱۵ رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئے اب یقین سُرنگ کے آنے کا ہو گیا پھر سائی برس منہ پر کے سپاہیون نے اوس سرنگ کو کاٹ دیا گورے نے اودہر سے بندوق ماری ایدہر سے تلنگون نے گولیان مارین دو نوکر بڑے محل مین ہل چل پڑ گئی۔ رات بھر بم کے گولے برستے رہے موتی محل کے سامنے جو انگریزی توپین لگی تھین اونسے فوج باغی کا ناک مین دم ہو گیا تھا ایدہر قیدی وغیرہ مورچے بناتے تھے وہ ایکدم مین گر جاتے تھے توپین ایدہر سے بھی جھانکی باندھ کر لگائی تھین ایک سورج جھنکار دوسرا کالہ کھو۔ تیسرا کالا ناگ۔ چوتھی کوہ لرزان۔ انکا گولہ بھی برابر سے چلا گیا مگر انگریزی گولہ انداز آوازہ پر گولہ مارتے تھے چنانچہ ایک گولہ انداز نے شست باندھ کر ایسا گولہ لگایا کہ در دولت کی چھت پر سیاہ تصویر تھی اوسکا ماتھہ اوڑ گیا صبح کو ہرکارہ خبر لایا کہ گورون نے تارے والی کوٹھی لے لی محمد قاسم یعقوبخان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھوڑاؤ اگر یہہ کوٹھی نہ چھوٹی پھر کسیسے کچھہ نہوسکے گا سب کارخانہ درہم برہم ہو جایگا اگر اسمین کوشش کروگے بہت سا انعام پاؤگے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر خدا جانے کیا ہوا گورے از خود کوٹھی چھوڑ کر چلے گئے جب باغیون نے بالکل قبضہ کر لیا اوسوقت گورون نے دہاوہ کرکے باغیون کو گھیر لیا ایک

آدمیون کے مجمع مین گرپڑتا تھا زمین مین دہنس جاتا تھا یا کوٹھی کی چھت یا دیوار پر گرتا تھا مگر اس کثرت بارش مین فقط ۰- آدمی مجروح اور دو جان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پہونچا اور گوندے انگریزی ہر روز ہر طریق سے پکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زر نقد روپیہ اشرفی اونکے پاس ہوتا تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کو تلنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گوندہ کو چتر منزل مین خلف شاہ، صاحبان عالیشان جو دوربین سے دیکھ رہے تھے تکذیب خبر پر گولی سے مارڈالا اسے لوگ کرامات سمجتے تھے یعنے جب اوسنے خبر دی کہ قیصر باغ مین بہت شمردہ لوگ رہگئے این اور سب بھاگے جاتے این اور چتر منزل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پر دوربین سے نظر آتے ہین یہ کیا اسرار غیبی تھا کسواسطے کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموع ۲۰- آدمی سب رہگئے تھے واللہ اعلم۔

تلنگے سوار بھاگ کر عیش باغ آغا میر کی سرا- ملیح آباد- گشائین گنج پہونچے- احمد اللہ شاہ بھاگ کر نواب علی نقیخان کے مکان- گاؤگھاٹ مین گئے- باقی تلنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے- شاہ جی نے اسباب بارہ دری نواب پر قبضہ کیا اور فقیری بڑمار کر نواب سے کہنے لگا قبل قتل بعد اسکے انگریز قتل مطلب یہ تھا کہ مین صاحب کرامات ہون فوج نے برجیس قدر کو بادشاہ کیا مجھے حکم کیا پہلے سب فوج قتل- بعد اسکے رعایا کہ میرے شریک دین نہوئی- برجیس قدر نے میری بیعت نکی بعد اسکے مین اپنی کرامات سے سب گورے اور انگریز کو قتل کر دیتا جو میرے شریک ہوتے وہ بچ جاتے اگر کوئی افسر یا تلنگہ شاہ جی سے کہتا تھا کہ آپ دمادمے کو چلیے تماشا دیکھئے تو کہتا تھا جب یہ برجیس قدر اور اسکی مان میرے قدم پر سر رکھیگی بیعت کریگی اوسوقت جاکر سبکو ایک دم مین قتل کردونگا- واہ-

تو کارے زمین را نکو ساختی +

جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی لے لی قیصر باغ سے فوج بھاگ محلات معلی مین طلاطم پڑگیا جنابعالیہ نے اوسوقت مرنے پر کمر باندھ سید الشہداء کا ماتم حلقۂ عورات مین شروع کیا جب نواب نے یہ حال سنا علم لے کر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے اوسوقت قیصر باغ مین تقریبًا ۵۰۰ سو آدمی تھے اونمین سے دو سو مرنے کو طیار ہوے میر صفدر علی نے نواب سے عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ مین ہونا چاہیے میر رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہے بہادر بھی ہے چنانچہ علم نواب نے

باہر لپٹ گئے کیسے پیچھے پھر کر دیکھا آخر ہزاروں گالیوں کے چھپر سینہ پر ٹوٹنے لگے وہ سب سنتے چلے گئے
بس سکے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔

جب صاحبات محل نے نازی مردوں کا یہ حال دیکھا بابرہنہ سر اسیمہ پریشان حال دامن اور پائنچے
اپنی بغل میں کمر و زن سے کم باندھے ہوئے بار خفیف مثل پاندان وغیرہ اشیاء بیش قیمت
بقدر تحمل وقت ہاتھ میں اوٹھائے ہر شخص سے پوچھتی تھیں کیوں بھائی جب گورے محل میں آئیں تو ہم
بس دروازے سے کس طرف کو بھاگیں جناب عالیہ نے اوس وقت حالت یاس میں مرزا رمضین قدر کو
ہرا پوشاک سبز پہنائے اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھیں کہ ہمیں فوج جنگی چھوڑ کر
چلی گئی پھر ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر جناب عالیہ یہاں سے شہر میں جا کر کسی مکان میں رہیں تو
بہتر ہے مگر خود جناب عالیہ نے نہایت ثابت قدم رہیں باہر کے پھاٹک میں قفل دلوا دیا اور سبکو یقین ہوا
کہ جس وقت صاحبات محل قیصر باغ سے باہر نکلیں بے شبہہ فوج باغی سبکے سب آ گھیر لینگے گھر کو
لوٹ لینگے ایک تنکا نہ چھوڑینگے—

غرض صبح دوشنبہ سے شام چہارشنبہ تک حالت سکرات رہی شب پنجشنبہ کو علی محمد خان نے پھر علم اوٹھایا
اور قرآن شریف کو مثل سابق سینہ پر رکھکر اوٹھایا ایکساعت تک کلمات یاس فہمائش سے
کہتے رہے کوئی مسلمان تعلیم قرآن کو بھی نہ اوٹھا آخر آزردہ ہو کر قرآن اور علم کو حجرے میں رکھدیا
کیا اسکے دماغ میں خیال آگیا تھا کہ ہمیں سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگر یہ سب فوج مطیع حاکم وقت
ہوتی اور عدل اور انصاف سے پرورش رعایا نے پاتی نہ اوٹھاتی تو کیا عجب تھا کہ یہ روز بد نہ دیکھتی
ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورے جو موتی محل سے بم کا گولہ برسا رہے تھے جرنیل صاحب نے حکم دیا تھا
کہ اس تعداد پر گولے لگاتا اگر قیصر باغ خالی ہو جائے بہتر ورنہ دست بردار ہو جانا اسکا نشانہ خال خود
گوروں کا کلام ہے کہ انھوں نے پکار کر یہاں کے سپاہیوں سے کہا کہ ہماری بات یاد رکھو کل ایسے
ہم قیصر باغ میں حاضری کھائینگے یا اپنی ولایت چلے جائینگے اسکے سننے سے صاحبات محل کو زیادہ اضطراب
آب قدرت خدا کو دیکھا چاہیئے کہ بم کے گولوں سے وہ دولتخانہ جسکا مثل غربال ہو گئی تھی
اور قیصر باغ میں ہر مکان پر جسقدر برستا تھا ہوا میں تھوڑا بلند زمین سے رہ کر پھٹ جاتا تھا اور اگر

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دور دور لڑتا رہا حضرت گنج مین ٹنگڑا گورے کا اوسکے داہنے ہاتھ مین لگا زخمی ہوکر بھاگے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل مین آئے۔
جنرل اوٹرم بہادر نے اپنی فوج سے بیلی گارد سے دھاوا کیا موتی محل تک میدان صاف کردیا جسطرح گوڑے کو جھاڑو ڈالتے ہین مورچے باغیون کے اوٹھ گئے جب چتر منزل مین آئے ایدہر سے کمانڈر انچیف ہویلاک صاحب بہادر فوج سے لڑ بڑھ کر پہونچے دونون جنرل سے ملاقات ہوئی اوسدن بھی عجب معرکہ طرفین سے ہوا اور چتر منزل سے دلکشا تک کمانڈر انچیف کے لشکر کا پڑاؤ پڑا نصرت باغ کو کھود کر سڑک لب دریا نکال کر ایک درجہ تو مین فرح بخش اور چتر منزل دریا مین رہتا تھا ہموار زمین دوسرے درجہ ہوگیا اور تختے واسطے بچاؤ گولہ قیصر باغ کے ہموار کردیے تین توپین جہانگیر آباد مدم کر موتی محل مین لگائین اور گراب مارنا شروع کیا پھر میدان قیصر باغ تک کوئی نہ ٹھہر سکا گورے بم کے موتی محل اور بارک کی کوٹھی سے قیصر باغ مین علی الاتصال آنے لگے فوج باغی جو ہر طرف پھیل ہوئی تھی جابجا متفرق ہوکر گوشۂ امن ڈھونڈ ہنے لگی صاحبان عالیشان کو منظور یہ ہوا کہ بچون اور میم کو بیلی گارد سے نکال کر لیجاوین گورے ایکدفعہ یورش کرکے دردولت پر آپہنچے پکار کے کہنے لگے پھاٹک کھولو ہم آپہونچا ایک توپ دروازے پر لگی تھی اوسکے گولنداز بھاگ گئے اتفاقاً بشیر الدولہ کی دو کانون مین ایک بھٹیارا رہ گیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہوگیا یہ حال دیکھ کر وہ توپ جو پیشتر سے بھری ہوئی تھی اوسے دو مشکر مہتاب دی دفعتہً سامنے سے گورے گر گئے ان دونون نے پھر چھیڑ توپ مین دیکر داغ دیا اسفلک کا کچھ خیال نہ پایا ناواقف تھے حرارت آگ سے توپ چل گئی خود بچ گئے تیسرے چھرے مین گورون کے منہ پھر گئے اسوقت سے مین حضرت گنج سے ایک پلٹن جو سکھے پہلے دلی سے آئی تھی آپہونچی اونسے پیچھے سے گرباہی گورے سیدھے رمنہ مین چلے گئے۔

دوشنبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیون کا دیکھا اپنے جان نثارون سے نشان محمدی قیصر باغ سے اوٹھا کر بقصد جہاد ایمانی باہر نکلے ہندو مسلمان کو غیرت دلائی کہ جسے حمیت غیرت مذہب ہو وہ اسوقت مین اپنی جان کو عزیز نہ کرے جب باہر کے جلوخانے مین علم لیے آئے غیر از قلیل من عبادی الشکور ایک نہ تھا بلکہ جتنے تھے جب نل صاحب کے دو تین نے کی کھڑکی سے سیدھے سر جھکا کے

ی اشرفی شاہ جی کے پاس اور ایک عرضی بھیجی کہ تمہارے تلنگے ناحق درپے میری جان
کے ہو گئے ہین چاہتے ہین کسی حیلے سے مار ڈالین محض مجھپر بہتان کرتے ہین بغیر آپکی عنایت کے
بغیر ابچنا دشوار ہے امیدوار ہون ایک پروانہ امان عنایت ہو اوسکے وسیلے سے میری جان
بچے گی شاہ جی نے پروانہ بھیجا پھر آکر اپنے کاروبار مین مشغول ہوے پھر تلنگے متعرض نہوے۔
شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشرفی ہر طرح سے لیا مگر نہ اونکا خرچ معلوم ہوا اور نہ اوسکا
قیام کسی کے پاس معلوم ہوا سب مظلمے اپنی گردن پر لے گئے۔

محاربات مکانات شاہی

جب فوج انگریزی میدان دلکشا مین پہونچی رات کو پورن دار وغہ کے مکان مین ٹھہر کر
پشتہ اور پل نہر کا باندھ کر صبح کو نواب مبارز الدولہ کے مکان مین پہونچی جو کچھ وہان بچا
تھا لوٹا اور نواب پیشتر اس ہنگامے کے شہر مین چلے گئے تھے گانون اور محلے جو قریب نہر تھے
سب مین آگ لگا دی سارا شہر روشن ہو گیا تھا اور فوج باغی ہر مورچے سے کچھ لعنت بھیج
اُکھڑ کر بھاگتی اور ہٹتی چلی آتی تھی اور گورے ہر جگہ غالب ہوتے جاتے تھے۔
جب صبح ہوئی نئی سڑک جو گوروں نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگاون سے لڑائی شروع
ہو گئی جب گوروں نے سکندر باغ لینے کا ارادہ کیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار
پڑنے لگی سکندر باغ مین اور شاہ نجف مین دو ہزار تلنگے نجیب سکھ ٹھہرے تھے باڑھ بندوق
کی اور موتی محل سے گراب توپ کا پڑنے لگا مگر گوروں نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو
گھیر لیا اور پھاٹک سے اندر باغ کے دھاوہ کیا تلنگے جب گھبر گئے راہ کسی طرف سے بھاگنے کی نپائی
حوض مین گر گر کر مر گئے اور جو دیوار سے پھاند کر نکلے مارے گئے مگر بڑا کھیت پڑا ۲۲ - افسر ہندوستانی
جان سے مارے گئے ۵۴۳ - زخمی نیم جان بچے انمین سے تھوڑے زندہ رہے باقی مر گئے اور ۱۶ - نومبر
سے ۲۰ - تک ۱۰ - افسر جان سے اور ۴۲ - زخمی ہوئے اور کمانڈر انچیف بھی زخمی ہوے اور جنرل
منل صاحب کے بھی گولی لگی۔
پھر فوج انگریزی چوپڑ کے اصطبل پہونچی حضرت گنج نگمی اس جہت سے کہ دونا دوسے کی سپاہی ہر طرف

میر واجد علی منصور نگر مین نواب خورد محل کے پاس اسی بندوبست کو گئے تھے وہ تو اوسوقت اپنی
قسمت سے بچ گئے اور جناب عالیہ اور نواب تے بھی اس امر مین بڑی کدکی مگر شاہ جی نے سُنا کہ
ایسی رعایتون سے فتح مین دیر ہوتی چلی جاتی ہے غرض اوسدن تلنگے صبح سے آئے تھے آخر
آر صاحب وغیرہ کو شاہ جی کے پاس لے گئے صاحب موصوف نے جانا کہ تلنگے آپہونچے آپ
اوس مکان سے از راہ مہوری باہر نکل آئے شاہ جی نے آر صاحب سے کہا تم تندرست اور بہت
طیار ہو تمکو قید مین تکلیف نہین ہوئی وگرنہ ڈبلے ہو جاتے اور مکان بھی سب طرح سے میز
کرسی اسباب سے آراستہ تھا تمھین کون اسطرح کے آرام سے رکھتا تھا اوسکا نام بتاؤ صاحب
نے کہا مین نہین جانتا لیکن ایک شخص مشہور داروغہ اور جمعدار تھا وہ اکثر میرے پاس آیا کرتا
تھا تلنگون نے کہا بہتر یہی ہے سچ بتا دو وگرنہ ہم تمکو مار ڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی
پہونچے اور شاہ جی بھی متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو مین گولی ماری اور
کہا اب بھی خیر ہے تم نام اوسکا بتا دو تمھین ہم چھوڑ دینگے وگرنہ مار ڈالین گے صاحب نے کہا
مین مطلق نہین جانتا خلاصہ چارون صاحبون کو محاذی صحن کوٹھی قریب سڑک شارع عام
واقع دروازہ سیاہ پتلی قیصر باغ کہ لارڈ الاکینشان آجکل صاحب اوسوقت بڑی بہادری سے کلمات سخت تلنگونکو
کہتے جاتے تھے وہ بیچارا ظالم ابدی ایک گولی مارکر ٹھہر جاتے تھے کہ انھین بہت سی تکلیف زخم ہوا آٹھ گولیان
کھا کر گرے اوسکے بعد پانچ دن تک میر واجد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہو گئے تھے دیوان
امنت رام چھپ کر جان بچا کر بھاگے شہر مین پھرتے پھرتے ایکدن عیش باغ پہونچے جہان راجہ
درسے لوگون کا پڑاو تھا راجہ صاحب بھی سیدھے چلے گئے تھے وگرنہ تدبیر یہ ہو چکی تھی کہ ایکوقت
سا مین یہ سب کہارون کی ڈاک مین شاہ گنج کو روانہ ہو جاتے اور غیر متعارف گومتی کی گھاٹ
پر رستے چنانچہ دو سو روپیہ کی کشتیان بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہ گنج تک برابر ڈاک
کہار اور سپاہ کی بٹھادی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ پاسیون سے عقب کوٹھی لب
روشن الدولہ سرنگ لگوا کر ان اسیرونکو بے تکلف نکال بیجاتے مگر اجل نے راز نہانی کو کھولدیا مگر وسعت بکی حسن عمل کا ثمرہ
بقدر مقسوم قلیل یا کثیر سرکار سے بنیکنامی اور باعزت حاصل ہے اسواسطے چنانچہ دیوانجیکو اس جلدو مین ۱۲ گانون معاف ہوا اور
نام نیک خیر خواہی سرکار مین مندرج کتاب اور زبان زد حکام ہوا میر واجد علی نے پانسو روپیہ

مشورہ بچانے اسیران غدر تنگ کا پھر اونکا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی کا ہمراہ کمانڈر انچیف بہادر دیوان اننت رام وکیل راجہ بانسگانو اور
داروغہ میر واجد علی مین مشورہ ہوا کہ جب تلنگے بھاگینگے غصہ مین اکر باو جہت سمجھکر آر صاحب
وغیرہ کو ضرور مار ڈالینگے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ قیصر باغ سے انھین نکال لے وجہ
اسکی یہ ہے کہ جب آر صاحب کی پلٹن متعین علاقہ راجہ بہادر تھی دیوانجی سے کمال خصوصیت
دوستی ہوگئی تھی اس جہت سے از راہ حق دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ اونکی ہالی
کے ہوے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہین جاتی غرض یہ دونو ممو خان کے پاس سے اور
کہا تمکو آر صاحب کا مار ڈالنا یا بچانا منظور ہے جواب دیا حتی الوسع بچانا میر واجد علی نے کہا کہ اس
مکان سکونت مین تلنگون نے صاحب کو دیکھ لیا ہے ایسا ہو کہ زبر دستی چھینکر لیجا کر مار ڈالین
دوسری جگہہ رکھنا چاہیے ممو خان نے کہا اسمین جو تم مناسب سمجھو اوسوقت داروغہ نے نجیب جو
پہرے پر تھے کہا کہ تمکو ہم سو سو روپیہ دینگے انکو دوسرے مکان مین لیچلو وہ راضی ہوے اور
دیوان اننت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب قیصر باغ سے نکل آوین تم گڑھی شاہ گنج مین
انھین بھجوا دو وہان سے الہ آباد کو چنانچہ داروغہ نے مال اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکال دیا
اور پانسو آدمی راجہ کے قریب امام باڑہ نواب ملکہ زمانیہ آکر مقیم ہوے اور یہان دو ڈولیان
طیار کین اسباب بھی لد چکا فقط اسیرون کے سوار ہونے کی دیر تھی بچے خان سپاہی ساکن خیرآباد
نے کہا شاید راہ مین کوئی تلنگا ہمین ٹوکے ہم ڈولیون کے ساتھ نجاینگے اور اوسنے حقیقۃ چالاکی
ممو خان سے یہ ماجرا کہدیا کہ آر صاحب کی تدبیر نکالنے کی ہو چکی ہے آپ سے از راہ خیر خواہی عرض
کیا ہے اور اس بچیا نے تلنگون سے بھی جاکر یہ راز کہدیا ممو خان نے کہلا بھیجا یہ کیا کر رہے ہو تلنگے
سب ترائے ہوے ہین ایسا نہو اسی حیلے سے ہم تم سبکو زیر تیغ لے ڈالین انھون نے جواب دیا کہ ہمنے
بموجب تمھاری اجازت کے انھین قیصر باغ سے علیحدہ رکھنا چاہا ہے ممو خان نے کہا آج ملتوی
رکھو کل لیجانا بعد اسکے شاہ جی کو مفصل خبر پہونچی اوسنے تلنگے پول کی پلٹن کے بھجوا دیے اونھون
نے آکر بند وقین ممو خان اور شرف الدولہ پر رکھدین اور کہا آر صاحب کہان ہے داروغہ

اقرار کیا ہے چار ہزار روپے واسطے بھیجنے کے دیگر جلد روانہ کرو احمد اللہ شاہ سے بھی وہان رستے کو کہنا آیا ہے
اونھون نے جواب دیا میرے سپاہی بھی بھوکے ہین دو ہزار اونھین بھی بھیجدو وہ بھی چلے۔
اس عرصے مین گورے [illegible] پانچ آدمیون
سے وہان واکیا بڑی بہادری [illegible] احمد اللہ شاہ
اور احمد علی بیگ بھی وہان واکیا پیش نگیا اوسوقت تلنگون نے کہا یہان کے کارتوس مین بھوسی
بھری ہے اور بنے گراب کے کرنج بھرے ہین یہ سبب ہے کہ سب اہلکار انگریز سے ملے ہین جو
توپ ہم مارتے ہین اونپر کچھ اثر نہین کرتی اونکی توپ سے ہمارے سب سپاہی مرے جاتے ہین۔
اوسیوقت در دولت پر آکر داروغہ میر واجد علی کو گھیرا اونھون نے اپنی حکمت عملی سے ٹالا وہ
سپاہی جو دلی سے آئے تھے چپکے چلے گئے پھر ممو خان کو گھیرا بھوسی گرابون مین کسنے بھری ہے
بتاو وہ اونھون نے میر محمد علی کارندہ کاظم علی داروغہ میگزین کو بتایا محمد علی جو گراب بناتا تھا
اوسکا سامنا کر دیا اوسنے کہا دستور گراب بنانے کا یہ ہے کہ اوسمین بھوسی پڑتی ہے تلنگون نے
کہا یہ سب جھوٹ ہے تم سب انگریز سے ملے ہو ہم تم سب اہلکارون کو مار ڈالینگے غرض پھر جنابعالیہ
کے حضور گئے ممو خان کو اپنے ساتھ لے گئے اور گالیان دیکر کہا یہ انگریز سے ملا ہے اور سب اوسکے
کارندے ہین اوسوقت روبروے جنابعالیہ و نواب روبکاری ہوئی ممو خان کو بچایا اور کہا جسپر
تمھارا شبہہ ہو اوسے مار ڈالو تلنگون نے میر محمد علی اور ایک متصدی جو گراب بناتا تھا مشکین
باندھ کر توپ پر لیجا کر مار ڈالا اس امر مین تلنگون کا گمان غلط نہ تھا یہ کارندے اپنی عاقبت اندیشی
سمجھا کرتے تھے کہ اگر عمل انگریزی ہو جائیگا ہم اسی خیر خواہی کو پیش کرینگے
بعد اسکے احمد اللہ شاہ نے اسیر اور لون مرخین لگا کر ذکر کیا کہ یہ گورے اور گراب آر صاحب کے
بنوٹے ہین جیسے مع دو صاحب تین میم ایک مس کے ساتھ متول کے راجہ لونا سنگھ نے بھیجا ہے
با رڈالو وہ چاہتا ہے ہماری شکست ہو جاے انگریز کی فتح اور اہلکار بھی تدبیر معرفت اوسکے
سازش کیا چاہتے ہین اسیواسطے آر صاحب وغیرہ کو جان سے نہین مارا بلکہ راحت و آرام سے رکھا ہے
اپنے بچاو کے واسطے۔ چنانچہ تلنگے بگڑ کر صاحبان موصوف کے تلاشی اور دولت پر آگئے۔

اور گورون کے سر کا پچاس اور حکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہین سب گرا دیے جائین اور نہر پر بند باندھا ہو اور پلٹن نجیب و تلنگہ کو حکم دیا گرد باغات عالم باغ مین اپنا پڑاؤ کر کے مورچہ قائم کرو۔

محاربہ و دمادوہ عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دلکشا سے آنا

۱۵۔ ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کئی رسالے جنگی پٹالن تلنگہ و نجیب نظامت ملازم قدیم و جدید کلاکٹر راجہ جے لال سنگھ لے کر آئے کربلا سے میر خدا بخش الماس علیخان باغ داروغہ عاشق علی نواب خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا مہدی علیخان کے باغ مین جو پار کیے گاؤن مین ہے اور کنار شہر پشتہ باندہ رندکشی کی اور جا بجا توپین لگائین۔

۱۶۔ روز دوشنبہ صبح کو فوج باغی طیار ہو کر کنوسی جلال پور کے میدان مین مقابل عالم باغ جا کر کھڑی ہوئی تھوڑے گورے اور دو ہر سنے دو توپ اپنی لیکر نکلے دو ساعت تک دور سے کچھہ رد و بدل ہوا کی آخر نا کام پھر آئے ۱۷۔ سہ شنبہ کو اوسیطرح پھر سامنا کیا۔ فی الجملہ نسبت کل کے اچھے رہے اور گورے بھی حد سے زیادہ نہ بڑھے اب قرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو ناکہ کربلا سے داخلہ شہر منظور نہین کسواسطے کہ بیلی گارد تک شہر سے گذرنا مشکل ہو جائیگا۔

۲۰۔ ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹۔ نومبر عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دلکشا ہو کر بیلی گارد کو رمنہ شاہی سے یا شارع عام سے جائے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھتے آتے ہین فوج باغی پیچھے ہٹی آتی ہے۔ راجہ مانسنگہ نے تصدیق خبر کو اپنا ہرکارہ بھیجا وہ بھی خبر لایا سچ ہے فوج بھاگتی چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ نے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا اور دولت میں تلاطم ہو گیا ممو خان نے ہر چند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک اور ہرکارہ خبر لایا کہ محمد باغ گورون نے لیا وہانکی فوج بھاگ آئی اور جہان انگریزی تلنگے ہین وہ سب کچھہ ٹھہری توپین بھی لگائین جب گورے انکی طرف بڑھے اونکی صورت دیکھہ کر بھاگے کوئی سامنے نہ ٹھہر سکا یقین ہے دو پہر تک یہان اور شہر مین گورے داخل ہو جائین یہ سنکر ممو خان نے مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان کو بلوا کر کہا کمپ نصیر آباد جو دلی سے آیا تمھارے سپرد ہے تم اوسکے افسر ہو پہلے وہ لوگ سات روپیہ کی تنخواہ پر راضی تھے اب اونسے ۱۲۔ روپیے کا

یہ سنتے ہی راجہ مادہو سنگہ بہادر تعلقدار گڈہ ایٹھی دو ہزار سپاہی اپنے لیکر بطور دہاوے کے جا پہونچے اور فوج باغیہ ابھی کوچ نہ کرنے پائی تھی کہ بنی اور فیروز گنج کے میدان مین لال مادہو سنگہ سے لڑائی شروع ہوگئی سرکار مین خبر آئی کہ لال مادہو سنگہ نے دو برن گورونکے کاٹ ڈالے بڑی بہادری کی ایک برن رہ گیا ہے وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مار لیا جاتا ہے کوئی امر ہراس کا نہین ہے۔

الغرض یہ خبر سنتے ہی بہت تحسین و آفرین کی اندر باہر دھوم مچی اور در اصل وہان یہ حال گذرا کہ کسی گاؤن مین آڑ پکڑ کر راجہ کے لوگون نے لڑنا شروع کیا تھا گورون نے چار طرف سے گھیر لیا راجہ مادہو سنگہ جماعت قلیل سے راہ مجبوری سے بھاگ کر چلے گئے بعض کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑ رہے ہین بعض کہتے تھے وہ غیرت سے مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰ آدمیون سے اپنے گھر گئے ہین اگر سرکار سے کمک نہ جائیگی کسیطرح زندہ نہ آسکینگے یہ خبر سنتے ہی راجہ مانسنگہ بہادر نے ازراہ دوستی ہرکارے خبر کو بھیجے اثنائے راہ مین دیکھا کہ راجہ دو تین آدمی سے چلا آتا ہے وہ لوگ راجہ مانسنگہ کے مکان پر لے آئے مادہو سنگہ نے قسم کھائی کہ جبتک مین گورونکو نہ مار لونگا کھانا نہ کھاؤنگا نہ پانی پیونگا۔
آخر سبھون نے سمجھایا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ دودھ پی لو جب طاقت نہوگی تلوار کسکے زور و قوت سے لگاؤ گے غرض خجالت سے دو دن تک کچھ نہ کھایا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے رعب اور خوف سے حواس درست نتھے اوپر کے دل سے کہتے تھے کہ پھر لڑنے کو جاؤنگا سب گورون کو مار لونگا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نکی سچ تو یہ ہے کہ جو تعلقدار زمیندار پہلے آیا خوب لڑا دوبارہ لڑنے سے جی چرایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ سے اور کمک کو پہونچے توپین چھین لین پھیر تلنگے داخل شہر اور کمانڈر انچیف عالم باغ مین داخل ہوئے۔

تھوڑے سے گورون نے جاکر قلعہ جلال آباد مین دخل کیا وہان پلٹن نجیب سہ بندی تھی اپنی جان بچا کر نکل گئی گورون نے کئی دن تک قلعہ مین دمدمہ باندھنے کی طیاری کی پھر معلوم نہین کس جہت سے موقوف رہی۔

ہر روز ممو خان کو خبر پہونچتی تھی کہ آج گورے دو سو کل تین سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہین اس خبر پر نواب ممو خان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سر انگریز کا لاوے سو روپیہ انعام پائیگا

م بڑھ کر گرفتار کرینگا کہ وہ کچھ جیسا اشارہ ہوگا اسیطرح میلی گارد کو بھی خالی کرا دونگا فوج میں جیسا شاہ جی
... قصہ ... ہو گیا تانگے مثل ہما دیو ڈنڈوت کرینگے سوار اپنا خلیفۃ الزمانی جانتے
... ہم چیر چاہتا تھا کہ اگر شاہ جی نہوتا گوروں نے شہر لے لیا تھا اب کچھ نہو سکیگا بس نہیں
ے یا نی تھے اور یہی دلی کانپور فتحپور و عیسبرہ میں پہلے پھر رہے تھے وہ بھی چیمبرلین
... شاہ جی نے اقرار کیا ہے کہ کل شکرے وار ہے ہیں سب گوروں کو مار اونکا بس گوروں کا اور
ر اسی رات کے مہمان ہیں کل سب مارے جائینگے دوسرا بولا شاہ جی نہیں کوئی انکار ہوا ہے آج
پر کوئی گولہ گولی نہیں اثر کرتا ہے غرض اسیطرح کی تعریف ہیں وہ دن گذرا اور کار و باغ عیش
... پہنچا ... زیادہ دھوم جاہل نداہب ڈنڈوت ... کپتان رسالدار نے نذر
...ی قدم پر سر رکھا شاہ جی نے اپنے ولولہ جوش و خروش میں یہ شعر پڑھا سے چون شود در عہد آن
...ور و بدعت رارواج ... شاہ غربی باہر تلبیس خروش عنان پیدا شود ... در میان این و آن گردد
پسے جنگ عظیم ... قوم ... شکست بیگان پیدا شود ... یعنی وہ شاہ غربی میں ہوں انکے قتل کو
پیدا ہوا ہوں پھر اگر کوئی ہمسر نہیں ... جیسی قدر کیا اصل ہے شاہ ولی پھر سے ... کم ہے تجھکو حکم
اللہ ہے پھر سے ... نصاری سے تباہ ہے ہیں انکی بیخ و بنیاد مٹا دونگا میں ظل اللہ
خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ ہوں کہ لندن میں جاکر لڑوں گا شاہ دہلی ... تھا اوسکی سلطنت ...
گوروں کے حوالے کر دی اب پھر اپنی عرضی ... قسمت اوسکی اچھی ہے ...
چوبدار کو حکم دیا ممو خان کے پاس جاؤ ابلاغ حکم پہنچاؤ کہ اب آنکھیں کھول کر ہوش میں آؤ ...
بیہوش نہو جاؤ آج تمہاری عروج اور زبیندار ... سے کچھ نہو سکا ہیں ...
چھین لیا اگر تم چاہتے ہو پھر گوروں کے ... اطاعت کرے - آج رات کو بیگم پھر
پانچ ہزار روپیہ نقد و عورت فقرا ... جیسی قدر ... گوروں کو قیصر باغ میں بلا لونگا اور اس لونڈے کو ریاست
بیعت کرے اور درصورت ... شندہ شندہ یہ خبر جا بجا تک پہنچی اونھوں نے
اوٹھا دونگا چوبدار نے ممو خان سے جاکر کہا ... سب نے کہا شاہ جی کوئی امام نہیں بہت
مفتاح الدولہ شرف الدولہ ممو خان میر واجد علی کو بلایا ... کسی نے کہا خیر فقیر ہے جو چاہے بکے
سے ہیں کفر و الحاد کی ہیں - اپنا مطلب فقط دھوکا کرتا ہے

لاؤ و خانم سید جی اپنے گھر جاکر بیٹھ رہی ایک مہری کمر ہمت مردانہ باندھ کر کھانا لیگئی دوسری نوبت سے نہ گئی حسینہ جلشن کو حکم ہوا تم بھی اپنے گھر جاؤ جواب دیا مینے ان شاہزادون کو پالا ہے انکے پاس رہونگی یہ قصور جرنل بہادر کے خاص محل کا تھا اگر وہ اپنے پاس شاہزادون کو رکھتین کاہیکو یہ آفت آتی مگر سگی مان نہ تھین آپ سوار ہوکر چلی گئین اپنے ساتھہ انکو کیون نہ لیگئین-

جب دوسری بارات موتی محل مین ہوئی جرنل اوٹرم نے حکم دیا تھوڑے آدمی ہین مع رسد و میگزین وا اسباب سب بیلی گارد مین چلے جائین حسب الحکم چھتّے گورے دستے بیلی گارد مین چلے گئے سپاہ بہادر نے جب یہ حال دیکھا اور سنا کہ فضل الٰہی سے رات بخوبی کٹ گئی اور ابھی تک سب قیصر باغ مین بچے ہوے ہین باوجود اس اقل قلیل سپاہ خاص بردار اور کچھہ لوگ راجہ مان سنگھ اور راجہ گور بخش سنگھ بھیڑ مثل ٹڈی کے آگرے اور جہالت سے مدارات بار دینی کیے جناب عالیہ اور ارکان دولت نے مصلحتًا طرح دی اس خیال سے کہ موجب شکستہ دلی کا ہوگا اس معرکے مین ۱۱- افسر ایدہر کے مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوے باقی مجروحین اور مقتولین کا حساب نہین اور بعض امراے معزول خانہ نشین بھی بعد دریافت تمیز و اہلیت وقت ساتھہ ہمراہی سنگھ بھالی سے حاضر حضور جناب عالیہ ہوے اور سپاہ بہادر پھر بدستور اپنے مورچون پر قائم ہوئی اور مقابلہ عالم باغ کا کبھی خیال نہ کیا کہ وہی ناکہ کانپور ہے بلکہ اکثر یہ کہتے تھے کہ وہ میدان مین ہے اوسی کھیت سے کھڑے رہینگے البتہ بیلی گارد کا مشکل ہے کہ وہ شہر مین ہے مگر تعجب اس امر کا ہے کہ سب مورچون سے فوج بھاگ گئی تھی قیصر باغ مین سواے ۵۰- آدمی کے دوسرا نتھا- صاحبان عالیشان نے کیون ایسے وقت مین غفلت کی کچھہ مفصل معلوم نہین یا جناب عالیہ کو توفیق ہوتی اوسوقت خود بیلی گارد مین چلی جاتین یا لکھنؤ اوٹرم صاحب کو بلوا بھیجتین کیا خوب بات ہوتی- مگر مشیر ملے کہ تو دغان اغیر متسلط تھے انکو کیا غضب ہر کوئی صورت نکلتی-

۲۰- تاریخ پنجشنبہ سنہ الیہ ۲ ستمبر ششلام شاہ جی کو خبر ہوئی کہ گورے بیلی گارد مین چلے گئے خود یکہ و تنہا اوٹھا کہا تم سب یہان شہر مین اکیلا وادا کرونگا اپنی کرامات آج دکھا کر اونکو بھگا دونگا یہ کہکر موتی محل پر گیا مکان خالی ایک گورہ زندہ تھا مگر ایک مردہ گورے کا لاشا اوسکا سر کاٹ لیا جب فوج نے سنا کہ شاہ صاحب نے اکیلے دھاوا کیا پیچھے سے پہونچی شاہ جی کے ہاتھہ مین وہ سر تھا

گرفتاری صاحبزادہ ہاے جنرل مرزا اسکندر حشمت

گورے جب جنرل مرزا اسکندر حشمت کی ڈیوڑہی پر آئے سپاہیون نے پہلے پھاٹک بند کر لیا تھا جب جلوہ خانے مین آئے طرفین سے گولی چلنے لگی صاحب میر داروغہ خواجہ سرا حبشی محمد مرتضی خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش تمندار وغیرہ یہ سب ملازم و رفیق جنرل صاحب مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوے مگر ۱۳ آدمی دریا کے کنارے کی کوٹھری مین چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر نکلے دریا مین کود پڑے گولیان ہر طرف سے پڑنے لگین یہ تیر کر اوس پار ہوے ایک گولی نہ لگی سپاہیون کے مورچے پر دہرے گئے در دولت پر آئے بعد تحقیقات چھٹ گئے باقی سپاہی بھاگ کر دریا مین گرے گورے داخل محلسرا ہوے دونون شاہزادے اور صاحبزادی اور حسنیہ حبشن لاڈو خانم داروغہ محل اور خواص یہ سب ۴۲ تھین کسیکو جان سے نمارا جنرل اوٹرم صاحب کے سامنے لے گئے اونھون نے شاہزادون کی بہت تشفی دلجوئی فرما کر کوپر صاحب کے سپرد کیا اونھون نے کارنیگی صاحب کے حوالے کیا اونھون نے میجر گبنس صاحب کے خانسامان کے گھر مین بغیر پہرہ رکھا اب سرکار عالی کی ہمت مردانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس و عدل و انصاف کو بخلاف سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار برجیسی۔

غرض یا قوت علیخان نواب ناظر روتے ہوے جنابعالیہ کے پاس آئے عرضحال کیا جنابعالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مانسنگہ سے جا کر کہو اسکی کچھ تدبیر کرین داروغہ نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیر دروازے پر دھاوا کیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی جراوت و بہادری کر چکے ہین اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہین اسوقت کیونکر جائین گے اور کیا تدبیر کر سکتے ہین فرمایا تم حکم پہونچا دو جب راجہ سے کہا جواب دیا مجھسے کیا ہو سکتا ہے نہین معلوم اونھین قید کیا یا مارڈالا اب کسکی مجال ہے جو وہان سے لاوے۔

جب عورات کے سمجھانے سے شہزادون نے کھانا نہ کھایا آخر لاڈو خانم اور دو مہری باجازت کھانا لینے کو نکلین مورچون سے بچکر جنابعالیہ کے پاس آئین مفصل سرگذشت بیان کی کسینے تنا

اور افسردگی ہوگئی تھی اور اسکے عوض روز داخلہ جنرل بہادر کو باعث نوروز اور روز عید اور سبکے دلون مین طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا
اوسیدن مورچہ جو ظفرالدولہ کے مکان کی طرف اور کوٹھی فرنگی صاحب مین تھا پیلی گارد سے وہان داخل ہوا اور محمد گیا چتر منزل مین عمل ہوگیا صبح کو جو جنرل وٹرم صاحب کے ساتھ سے موتی محل مین رہ گیا تھا اوس سے گولی چلنے لگی ۹ بجے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب اوتر کر کھڑے ہوئے توپ منگوائی اودھر گوروں نے توپ لگائی طرفین سے گولہ چلنے لگا ایک بم کا گولہ توپ پر گرا گولہ انداز زخمی ہوئے باقی بھاگ گئے نواب ازراہ بہادری آگے بڑھے گورے دو پہر کے ہوتے ہوتے ہٹ گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ مارے دہشت سکے بن مارے مرگئے دن بھر یہ لڑائی رہی اودھر مرزا ذالی کوٹھی سے گورے مارتے تھے دروازے کی توپ سے ایک ہوٹ انگریزی ٹوٹ گیا قریب اصطبل شاہی میدان مین رہ گیا ایک توپ قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی ہوٹ کو تلنگے مع پسنگہ کے اوٹھا لائے نجیب دوسری توپ کے لانے کی فکر مین تھے جب اجینٹ کے قریب توپ کے جاتے تھے گورے گولی مارتے تھے کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی عجب تماشا ہورہا تھا اسیطرح رات بھی گذری حیدن جنرل وٹرم صاحب دو لاکھ فوج جنگی نظامت تعاقدار زمیندار رابہ کے بیچ مین سے داخل پیلی گارد ہوئے تخمیناً دس ہزار بدمعاش دریا مین ڈوب کر مرگیا بیس ہزار سوار و پیدل رعایا شہر سے بھاگ کر دس کوس جاکر دم لیا اور سبکو یہی خوف تھا کہ فوج انگریزی ہمارا پیچھا کرتی چلی آتی ہے
فوج انگریزی مجموع مکانات شاہی مین مثل سیل پھیل گئے مثل مرزا ذالی کوٹھی موتی محل نصرت باغ چتر منزل فرح بخش بارہ امام امام بارہ نواب قدسیہ محل کرہ سرا جناب عالیہ کوٹھی مشکل مین امام بارہ مظفرالدولہ حسن علیخان کوٹھی علیم اللہ خان اصطبل سب نخچہ آہنی اور مکانات جو ملے ہوئے تھے جب گورے چینی بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب نوملازم نے جراوت کرکے ایک صاحب کو برابر سے تلوار لگائی گھوڑے سے گر پڑا مر اوسکا کاٹ کر علی محمد خان کے پاس ہدیہ لایا ہزار ۲ انعام دیا کمیدان صاحب نے اپنا حق سمجھ کے لیا جب روبکاری ہوئی سپاہی نے داد بیداد کی انصاف یہ ہوا کہ کمیدان کی تنخواہ سے کاٹ کر اسے دیدینا۔

ساتھ چلین اور اس امر مین سب حیران تھے کہ اسدن گورے قیصر باغ مین آئین جہان میدان سب طرح سے خالی ہو اور اوسدن چلے آوین جہان ہزارون ہون چنانچہ اوسدن تعلیمات وغیرہ سے تلوار چلی ہے ظاہر ہے مفتاح الدولہ کہتے ہین جب مین نے دیکھا کہ قیصر باغ بالکل خالی ہے۔ اوسوقت بلا پور کے راؤ کو بلوا بھیجا اوسکی سپاہ کے جا بجا پہرے کر دیے۔

دوسری صبح کو تین توپین جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھین گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر ایک لڑکا جوان سیدزادہ فقط اپنی تہوری سے توپ کے تخت کے نیچے چھپکر رہ گیا تھا اور توپ مین چھرہ دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آئے نواب بھی کمال دلیری سے مع اپنے جان نثاران خاص کوٹھے سے اوتر کر اون توپون پر آکر کھڑے ہوے تھے اوس لڑکے نے تینون کو برابر سے چلین۔ دفعتہ چھرے سے کئی گورے گر پڑے سکس ٹوٹا اور لٹے موتی محل کو پھر گئے اوسوقت ایک ہلکی سی گولی نواب کے بازو پر لگی۔ نواب نے دوشالہ رومال اوس سید کو دیا اور آپ پنس مین سوار ہو دولتسرا پھونچے۔ یہ امر گاہ باشد کہ کودکے نادان مین حساب کیا جاتا ہے۔

جنرل اوٹرم صاحب نے گونڈے سے فرمایا کہ ہمین نیا راستہ بیلی گارد کا بتادو وہ ناواقف تھا شیر دروازے سے ہوکر لیچلا اور زخمیون کو منشی رامدیال کے مکان مین چھوڑا جنرل آگے آگے گھوڑے پر سوار پیچھے گورے سکس باندھے چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہوکر چلے۔ عجب کام دلیرانہ و مردانہ کیا کہ باوجود راہ تنگ دونون طرف سے گولی برس رہی تھی کسی جا بسبب مڑکے سیدھے بخط مستقیم چلے گئے۔ فی الحقیقت بہادری وجوانمردی میر مبداؤن کی یہی ہوتی ہے جب قریب مکان عظیم اللہ خان پھونچے کپتان بارلو کی پلٹن کا مقابلہ ہوا اوسکا وہان مورچہ تھا خوب لڑائی ہوئی دوسو تلنگے پچاس گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیلی گارد کے پھاٹک پر پھونچے باواز بلند پکارے خبردار گولی نمارنا ہم اوٹرم ہے آپھونچا یہ سنکر گورون نے جھٹ پٹ کس سرعت سے مٹی ہٹاکر ایک پٹ کھولا جنرل بہادر داخل بیلی گارد کس شان وشوکت سے ہوے اوسوقت محصورین کی خوشی کیا بیان ہو تازہ جان سب مین آئی باجے بجنے لگے شادیانون کے بھون نے باتفاق کھانا کھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ محصورین کہتے تھے کہ جس دن جنرل لارنس صاحب مارے گئے عجب طرح کا سناٹا تھا گویا سارا احاطہ ماتم سرا ہو گیا تھا اور سبکو یاس

چھپکر تماشا دیکھنے قدرت خدا کر رہا تھا تقریباً تین سو گورے دو توپین آگے تین افسر گھوڑون پر دو کالی کرتی ایک سرخ کرتی پہنے سب آگے سنگین باندھے دونون طرف بیگاری نتاگر دفیہ وغیرہ رسن بستہ ایکدوسرے سے ملے ہوے قدم باقدم کس اطمینان سے چلے آتے ہین پیچھے کرانچیان میگزین ڈولیان مجروحین کے واسطے تھین اور جلو خانے کے کوٹھے سے دونون طرف سے مینہ گولیون کا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر جھکائے بندوق ہاتھ مین لیے چلے جاتے تھے جب مقابل درِ دولت پر پہونچے ۳۔ گولے مارے دیوار جلو خانہ پھٹگئی اوسوقت سبکو یقین داخلہ قیصر باغ ہوگیا ارکان دولت جنابعالیہ کو سمجھا کر محلسرا سے چولکھی مین لیگئے کہ مقام امن ہے۔

خلاصہ احوال روز جمعہ تا زوال روز سہ شنبہ جو گذرا قابل بیان نہین اگر جنرل اوٹرم جسطرح بیلی گارد کو جاتے تھے بعد ان تین گولون کے قیصر باغ مین چلے آتے اوسیدن میدان خالی اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہین کیا وجہ تھی اور کس جہت سے یہ خیال نہ گذرا خلاصہ قیصر باغ مین سوائے ۲۰ آدمی اور سپاہی کے دوسرا نتھا صاحبات محل سر و پا برہنہ باہر نکل پڑے ہرچند جنابعالیہ نے منع کیا کسینے نمانا اور نسا پردہ کہان رہا تھا پھر جنابعالیہ نے صاحب علی خزانچی سے فرمایا کہ برجیس قدر کو سوار کرکے موٹے کپڑے پہنا کر اپنے گاؤن اجریہ مین لیجاؤ نواب نے منع کیا کہ ابھی مناسب نہین ہے سب بیدل ہوجائینگے جنابعالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھین کہ خداوندا ہم بیگناہ ہین تو خوب جانتا ہے تو ہی ہمین اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے داروغہ سے سواری منگا رہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہین چلے جائین اوسنے کہا سواری کا کیسے موش ہے اور کہار کہان ہین کوئی کہتی تھی سر و پا برہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غش مین پڑی تھی کوئی کسکتے سے حیران تھی انمین سے بعض پہلے سے نکلکر دہ کوسی گانون مین جاکر رہی تھین غرض ہر طرف آہ و فریاد و بکا کی دہوم مچی تھی ممو خان کو گالیان کوسنے دیتی تھین کہ خدا اسے غارت کرے اسنے ہم سبکو تباہ اور قتل کروایا کوئی دل کھولکر جنابعالیہ کو طعن و تشنیع کر رہی تھی کوئی آپس مین گلے ملکر رو رہی تھی جنابعالیہ نے مضطر ہوکر محبوب خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگی جاتی ہین اونکو تلاش کر دو اور باقی جو رہ گئی ہون وہ ہرگز باہر نجانے پائین جب ہم بھاگینگے ہمارے

بڑا نام و نمود ہوتی ہے جب ادہر مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گورے حضرت گنج کے پورب کے پھاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص برداروں نے داراب علیخان نواب ناظر کے حکم سے دونوں طرف کوٹھوں پر چڑھ کر خوب مینہ گولیوں کا برسایا پچھم کا پھاٹک بہت استحکام سے بند کر دیا تھا گورے وہان سے اولٹے پھر سے خوب مار پڑی پھر حضرت جنت مکان کے امامباڑے میں آئے سمجھے کہ بڑا پھاٹک یہی در شاہی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی گولہ انداز بھاگ گئے تھے مفتاح الدولہ نے اپنی اردلیوں کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو ہتی کو گھسیٹ لاو جب گورے مقبرے میں آئے ایک شخص نے کہا یہ قبرستان ہے مردے گڑے ہیں قیصر سلطانی پر آگئے تھے گورے وہان سے باہر نکلے کچھ اوس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ ہم آج بیلی گارد میں جا کر کھانا کھائینگے کئی ساعت تک موتی محل میں ٹھہرے پھر دھاوا کیا کچھ گورے چھتر منزل میں آئے ایک پلٹن نجیب وہان بھی تھی بھاگ گئی کچھ سپاہی دریا میں ڈوبے کچھ ہر جگہ چھپ رہے یہان بھی قریب دوسو کے مارے گئے۔

بارگاہ سلطانی سے گولے پڑ رہے تھے خلق سب بھاگ گئی مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک ٹٹ پاریکا لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی نوملازم توپ کو کھینچ کر اور ایک خلاصی نے لگا کر توپ ماری فوج کی جب چینی بازار سے آتے تھے اوس طرف اترتے تھے جو پڑ کے اصطبل سے آتا تھا اوسے نشانہ کرتے تھے یہانتک کہ اب مارے کہ گوروں کو آنے نہ دیا پھر گوروں نے پشت سے آکر توپ کو لے لیا در دولت پر دو توپیں تھیں اونکے پیالوں میں کیلیں ٹھونک دیں اور وہ لڑکا بھاگ کر بچ گیا پانسو نجیبوں نے بڑی جرات سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب در دولت مارا گیا غرض ہر طرف ہر مکان شاہی میں ہنگام کارزار گرم تھا سب گورے رمنہ شاہی سے مکانات شاہی میں پھیل گئے یہ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل ہیولاک بہادر داخل بیلی گارد ہوئے محصورین کو رات کو گولندازوں سے آمد و داخلہ معلوم ہو چکی تھی اوسوقت سب کا مارے خوشی کے عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجا لاتا تھا کوئی آپس میں مصافحہ کرتے گورے جا بجا ناچتے تھے باجے بجاتے تھے۔

مفتاح الدولہ کہتے ہیں کہ میں بروقت داخلہ فوج انگریزی مقبرہ جنت آرامگاہ کے کوٹھے پر

توپونپر آ پہونچے گولہ انداز سب بھاگ گئے مگر یہ دونون افسر اپنی توپ ہی سے نہ ہٹے وہ مردانگی بکر
مارے گئے گورون نے توپون کو کھینچکر نہر مین گرا دیا جنرل بہادر نے جب یہ حال دیکھا تا بحال پر سوار ہو
سیدھے دلکشا کو تشریف لے گئے افسرون نے بھی اپنی راہ لی باقی سب فوج ہر طرف متفرق ہو
گورے پہلے صدمہ بلدیت راہ سے عیش باغ کی سڑک پر چلے سلام حسین کی مسجد پر نبی بخش خان
سنگے بھائی نادر حسنخان زمیندار جھلوا مع اپنے جان نثار سرفروشون سے وہان تھے مقابلہ ہوا انجب
تلوار چلی طرفین سے خون ناحق خدا کے گھر مین بہا آخر وہین لڑ بھڑ کر سب مارے گئے ایک نام کر دیا
تجمل حسین خان اونکے بھائی زخمی ہو کر بچے اس معرکے مین پانسو ادھر کے مارے گئے سو ادھر کے بس
شہر مین ظالم ہو گیا بازار مین دوکانین بند ہو گئین رعایا نے اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے پھر
گورے گھبرا کر عیش باغ سے سڑک مین آباد پر آ گئے تیلیون کو مارا تلنگون نے دونون طرف سے
گولیان مارین گروہ چپکے ٹولی باندھے چلے جانے تھے اتفاقاً ادھر سے ممو خان گھوڑے سوار
ننگی تلوار ہاتھ مین کھینچے پیچھے کئی سو سوار کمک کو آتے تھے ہر چند فوج کو دکھا سامنے توپ بھی لگا لی
بہت سا دم بڑھایا گالیان بھی دین ایک نے نشانہ کیے پانون اوٹھ گئے گورون نے جب بھیڑ سوارونکی
دیکھی گھبرا کر توپخانے کی طرف چلے ممو خان نے اونکا پیچھا کیا اکثر گورے ہاتھیون پر تھے
گولیان مارتے جاتے تھے جب گورے برف خانے کے پل کے قریب دوراہے حسین گنج پر پہونچے
جنرل اوٹرم صاحب دوسری برن سے برہی پورن دار وغہ ساکھو کے جنگل سے چلے آتے تھے وہان
دونون برن نے ملکر فند ہاری بازار کی راہ لی برف خانے کو آگ لگا دی راہ مین جو سامنے آیا تہکانا
کیا رعایا نے چھپ کر اپنے کوٹھون سے ڈھیلے پتھر مارے گورون نے مسجد فند حسین کپتان مین پہونچکر
کھانا کھایا تھوڑے سے توشخانہ سلطانی مین گئے جتنے شیر جانور وغیرہ تھے سبکو مار ڈالا نبی بخش
داروغہ کو گولی ماری ایک مادہ شیر نے گورے کو زخمی کیا بھاگی چلی گئی فوج باغی کے سوار دن نے
اپنے گھوڑے چھوڑ دیے میگزین خزانہ سب وہین رہ گیا گورون نے آگ لگائی بھیر جو پڑکے اصطبل مین
آئے جتنی چھاؤنی تھی سبکو جلا دیا بہت سے سوار تلنگے گھبرا کر دریا مین ڈوبے ایک کشتی عبور پر اس
کثرت سے چڑھی کہ اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبی۔
راجہ مانسنگہ بہادر نے ہر کارے سے سنکر ساکھو کے جنگل کی راہ لی تھی اس خیال سے کہ اکیلے لڑنے مین

شام تک ہزاروں نجیب سوار جنگی نو ملازم جنگ نادیدہ کربلائے میر خدا بخش سے کنارہ نہر ہو کر
سیدھے اپنے گھر کو چلے گئے اسواسطے ناکہ چارباغ پر توپ لگی تھی اور حکم قطعی تھا جو ادھر سے بھاگ آئے
اوڑا دو۔ جناب عالیہ نے راجہ بالسنگہ بہادر کو اس جانفشانی و جان نثاری پر خطاب فرزندی دیا۔
خلعت دوشالہ رومال اور ملبوس خاص اپنا دوپٹہ عنایت کیا اونکی بہادری کی بہت تعریف کی
اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر دیکر خوش کرونگی اونھوں نے عرض کی کہ تا قیام لکھنو ارادہ
سرکار کا ہوں میں یہی چاہتا ہوں کہ روبروئے حضور تصدق ہو جاؤں اور حق نمک سے ادا ہوں
اوسیدن شام کو گوروں نے دھاوا کرکے عالم باغ لے لیا۔ رات کو فوج تہی وہاں رہی یہانکی
فوج جتنی وہاں تھی بھاگ کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم باغ ہے جسے فوج پھر نہ لے سکی۔
بہت دنوں تک ہاتھ پانوں مارے۔

۵ صفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضری کھاچکے فوج طیار ہوئی دو ہزار کی ایک پشت چارباغ ساتھ
کے جنگل کی طرف سے گیا جسکے ساتھ جنرل اوٹرم صاحب تھے دوسرا سید ناکہ چارباغ کو کئی سو
مویشی پیشرو رکھے یہاں جنرل حسام الدولہ مرزا مستقیم چارباغ میں رفقائے خاص اور افسران
فوج جنگی سوار و پیدل لیے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن سے ناشتے سے کمر باندھے ہوئے تھے
جتنے پونڈوں کے کھیت دونوں طرف نہر کے تھے سب صاف کروا دئے تھے ہر سپاہی کا پیٹ پھولکر
مشک ہو گیا تھا جب کھیت والوں نے بہت سی واویلا کی جنرل بہادر نے بڑی ہمت فرما کر
تین سو روپے اونھیں عنایت فرمائے غرض یہ سب اجتماع کثیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن سمجھکر بیٹھے تھے
اور جانتے تھے کہ ہم ہزاروں سے اندر اس تنگ کوچے سے کیونکر بسلامت گورے بچ کر نکل جائنگے۔ اسیطرح
امین آباد تک دونوں طرف کے کوٹھے مکانپر ہمراہ سپاہ اور افسران نامور نشے بھرے ہوئے تھے
اور مقامات امن سمجھکر بیٹھے رہے تھے کہ جب فوج ادہر سے آئیگی دونوں طرف سے مار پڑیگی اور
دو بڑی توپیں ناکہ پر پل کی طرف لگائی تھیں ایک پر میر نجف علی داروغہ توپخانہ دوسرے پر
مرزا امام علی بیگ صوبہ دار توپخانہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ دفعتہ سامنے سے برن گورونکا
نمود ہوا ادہر سے دونوں توپیں چلیں گوروں نے موافق اپنی قواعد کے رنگاٹ کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے
گولے اونپر سے گذر گئے اور بعد فیر کے گوروں نے مثل عقاب جھپٹ پڑتے تیسرے حملے میں مثل باد صرصر

محمود خان کوتوال کو ۲۵ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۹ ستمبر کنول ہار سے مع اونکے ہمراہی میر ناصر حسین صاحب زندہ جاکر پکڑ لائے ہاتھی پر سوار سر چوک تشہیر کرتے در دولت پر لائے وہ بھی شہر انھین اسیرون کے تھے اور یہ ایک پٹھان کے گھر جاکر چھپے تھے وہ دو بھائی تھے ایک نے بطمع زر دنیا سرکار مین خبر کی محمود خان کو تعصب مذہب تھا شہر کے شیعون کا دشمن جانی تھا اور اپنی حکومت مستعار مین بہت سی ذلتین دی تھین اور بے محسن منہ سے کوئی بات نکرتا تھا اپنی حکومت پر نازان تھا اور بہت سا مال دنیا شہر سے ہر طرح سے لوٹا تھا مگر اس روز بد کی خبر تھی انکا حال بہت عجیب ہوا ہے ظالم کا انتقام اسی دنیا مین ہو جاتا ہے۔

محاربہ عالم باغ و داخلہ فوج انگریزی شہر مین و مکانات شاہی غیرہ مین

غرض ۲۳ تاریخ شہر صفر روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۳ ستمبر سنہ ۱۸۵۷ء بعد ۲ ساعت زوال شمس سے جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہو رے لاک صاحب جنرل نیل صاحب بہادر سے بارہ بردے کے میدان مین فوج باغی سے مقابلہ ہوا اید ہر کثرت سپاہ مجموع جنگی و نو ملازم گو ہار بعض زمیندار راجہ تعلقدار وغیرہ سوار پیدل تو بیمانتہا کہ چار باغ سے عالم باغ اور میدان جنگ تک تقریباً ہم نہر سب تھے طرفین سے چلے بڑے زور شور سے توپ چلنے لگی جب جنرل اوٹرم قریب پہونچے دیا دا گیا توپ اودھر سے جیت ادہر سے سست ہو کر چلنے لگی۔ ۵ بجے عالم باغ تک پہونچے کہ دفعتہ ابر سیاہ نے مارے آسمان کو گھیر لیا اندھیرا ہو گیا بڑے زور شور سے مینہ برسنے لگا کر جل تھل سب بھر گئے توپ طرفین سے چلتی رہی پس ہاتھی لنگڑے اور سوارون کے پاؤن اوکھڑے سب بھاگ گئے نواب اور محمود خان اور جتنے افسر تھے سب نے میدان سے ہٹ کر ناکہ بار باغ لیا اور ہراسان ہو کر راجہ مانسنگھ بہادر کو بلوایا وہ جمعیت ۸-یا ۹ ہزار آدمی سے آ گئے مقابلہ کیا نوبت تلوار پہونچی گورے بھی بہت مارے گئے ادھر بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا اور ظلمت ابر سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور مینہ بھی نہ تھا فوج انگریزی مین ہو گئی قیام فوج ہوا میدان وسیع مقابل عالم باغ کنوئیں سے ملا ہوا کر باہ کے الماس جلیخان تک احاطہ فوج کیا اور بنا بنا ہر طرف بکٹ کھڑے ہو گئے خیمہ برپا ہوئے رات بھر شبخونون سے محفوظ رہے

اتنے مین قریب پہنچی کہ جب توپ انگریزی چلی تلنگے جو ادہر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ بھاگ گئے ممو خان اونھین گالیان دیکر غیرت دلاتے تھے اوسوقت تلنگے چپکے سر جھکا کے چلے جاتے تھے جب یہ صورت ہوئی ممو خان اور جنرل صاحب پہنچے کہ اسنے فوج انگریزی لیکے قریب پہنچی مقام کیا اور اس فوج نے بھاگ کر عالم باغ مین پڑاو کیا۔

اس خبر سے شہر مین قیامت برپا ہو گئی رعایا مایوس ہوکر بھاگنے لگی۔ تلنگے سب سے پہلے بھاگنے پر مستعد ہوئے جناب عالیہ نے رات کو افسرون کو بلایا پھر کورٹ ہوا صبح کو ڈنکا شاہ فقیر ۱۲ رسالے نجیب جمعدار وغیرہ ساتھ باہر فوج انگریزی کو چلے جب پہونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا مقابلہ رہا جب شاہ جی اور ۱۲ رسالے نے دہاوا کیا کئی کرانچیان ایک جا کھڑی تھین اونپر سوار جا پڑے گرد کرانچیون کے جو لوگ تھے بھاگ گئے سوارون نے لوٹ شروع کی۔ کرانچیان کھونٹے لگے کئی گورے آڑ مین کھڑے تھے گولیان مارنے لگے دو تین سوار گرے سبکے پانون اوکھڑ گئے شاہ جی ایک ناسے پر کھڑے تھے اونہین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ مین آ گئے۔ گورون نے پیچھا کیا مگر جمعدار اور تلنگون نے روکا بول کی پلٹن کے تلنگے خوب مارے تقریباً پانچ سو تلنگے سوار مارے گئے مگر مورچہ قایم رہا۔

قتل اسیران عیسائی و ممو خان کوتوال وغیرہ

قبل ازروانگی فوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسی دن دردولت پر قربانی ۲۵ یا ۲۶ اسیر فرنگی ہوئی جنمین کئی میم اور صاحب اور ممو خان کوتوال وغیرہ تھے ان سبکو رسی سے باندھ باہر جلوخانہ مین لائے پہلے ایک باڑھ ماری اوسکے بعد زیر تیغ بیدریغ کیا ایک شخص کہتا ہے اونمین ایک میم ولایتی عجب صاحب حیا تھی کہ جب اوسکے سایے کا دامن ہٹا اسے اوڑتا تھا جبکہ اپنی ساق پا کو ڈھانک لیتی تھی ازانجملہ اس گلہ قربانی مین ایک سیدہ بھی اسیر زمام بلا ہوکر آئی تھی اوسکے کئی گولیان ماری ایک نہ لگی سب اوچٹ گئین ہر چند اوسنے داد وبیداد کی کہ مین سیدہ ہون اور بے گناہ قتل کر دی ایک نے نستا تلوارین مار گرادیا درجہ شہادت پر پہونچی زبانی معتبرون بار بار۔ افسوس ادہر انکی فوج مین دس بھی سید تھے جو گولیان اثر نکرتین اور سبکو قتل کرتے

حکم دیا مکان عمدہ مین لیجاؤ اور پانون کی بیڑیان کٹوا دو ۔
غرض داروغہ میر واجد علی نے نگینہ والی کوٹھی تجویز کی مرزا حسین علی داروغہ چاے خانہ کو بلوایا سامان چاے پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب ضروری انگریزی رکھوا دیا تلنگون نے اپنا پہرہ نہ اوٹھایا ہرچند داروغہ اس تدبیر و فکر مین رہا کہ انکا پہرہ اوٹھ جاے یا قائم رہے اسکی بدل نہو اونھین کچھ دیکر موافق کر لیا جاے گا مگر یہ تدبیر بن پڑی تلنگون نے نہ مانا ۔
پھر غل ہوا کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اوترا چاہتی ہے فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن اکثر نادری ڈوئل گاسٹر وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گونڈ زمیندار پلٹن بھرمار وغیرہ میر محمد حسین خان تعلیخان کے ساتھ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی بھی ہوئی آخر ساری فوج وہان سے بھاگ کر بنی مین آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ چلی آئی اس خبر سے شہر مین تہلکہ پڑا منادی کی گئی کہ سب رعایا عیسائی کیجانب بکی چاہیے کہ سب ملکر عالم باغ مین جمع ہون کافرون کو مارین کسواسطے کہ یہ معرکہ دینی ہے مگر شکر خدا کا کہ اہل شہر سے کوئی نگیا مگر افسوس و مقام تحیر ہے کہ بعد تسلط سرکار ظالم و مظلوم ایک گھاٹ اوترے ۔
ایک اور اشتہار دیا گیا کہ خبر خاص و عام بگوش ہوش سنین کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہان کسیکو جیتا نچھوڑا ۔ میرٹھہ ۔ دلی ۔ کانپور وغیرہ مین اونکے بچے ہیم مارے گئے اسیطرح تمھارے بھی بال بچے مار ڈالے جائینگے تس یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھون کے سامنے عورات بچے ماریجائین ذلیل ہون اے بہادرو یہ گورے پانسو سے زیادہ نہین اگر انھین مارلو پھر تمام عمر چین سے رہو ۔
۱۲۴ اشتہار جابجا شہر مین لگائے گئے اور پلٹن بول ڈن ٹیرمع توپخانہ روانہ ہوئی ۔
جب گورے قریب انگنج پہونچے شدت بارش مین اور ہتیار جنگی کی نجیبون کی ۱۲ ۔ ۱۳ ۔ ۱۴ رسالہ روانہ ہوا اور اوسی شدت بارش مین ممو خان جنرل حسام الدولہ یوسف خان ایک گاڑی پر سوار مع پانسو سوار اردلی فوج کے دیکھنے کو سبی عالم باغ مین جاکر ٹھہرے ممو خان نے میر واجد علی سے کہا تم بھی چلو اونھون نے کہا مجھے تلنگون کی گالیان سننا منظور نہین اگر لڑنے کو چلتے ہو جاؤ مین بھی چلتا ہون اور اگر بھاگنے کو جاتے ہو مین نہین جاتا ممو خان نے کہا مین فوج کا جائزہ لینے کو جاتا آخر وہی ہوا کہ لشکر جنرل مخان انکو ہزارون گالیان دیتے چلے جاتے تھے یہ اونسے چھپکر مسجد مین جا بیٹھے تھے ۔

یہ باتین تھین کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آتے جاتے ہین اور اسپار گورون کا بکٹ کھڑا ہوا ہے راہگیرون سے مزاحمت کرتے ہین کوئی آنے جانے نہین پاتا توپ اسپار ہماری بھانگی مین لگی ہے اوسکا گولہ اوسپار نہین جاسکتا اور جو حکمنامہ بنام کاشی پرشاد عامل بنائے گئے یہ سنے گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے ندو فوج مقابلے مین رکھو وہ ابھی تک نہین آئے بظاہر حیلہ کرتے ہین اسپار فوج کم ہے گورے جب آئینگے مقابلہ نکر سکینگے جلد اور فوج روانہ ہو ورنہ جب گورے اوتر آئینگے پھر کچھ نہوسکے گا۔

اس بات کا کئی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پلٹن جاوے کوئی یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی کہ بندہ حسین نامی ساکن ضلع عبور علاقہ دہریرہ کا وکیل نانکری انگریز اور میم اور ایک منشی بطریق تحفہ پکڑ لایا ہے اس تفصیل سے ۱۶- نومبر ۱۸۵۷ع کپتان پاٹرک اور اونکی میم اور بیٹی مس ہنری جکسن صاحب مونٹ اسٹارٹ جکسن صوفیہ بیٹی کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد۔ لفٹنٹ جی جی سرجنٹ میجر ای مارٹن وغیرہ ۸- آدمی تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا۔ تلنگے پکڑ لائے ہین اور راجہ ہر پرشاد ناظم نے پکڑ کر بھیجدیا ہے اور اپنے بھائی کو ساتھ کردیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ امر سچ ہے جانکی پرشاد اونکا بھائی پکڑ لایا ہے اور وکیل راجہ بھوری اونکے ساتھ ہے۔

جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کھٹی ولیان بہل میانون مین آٹھ انگریز ندکور در دولت پر آئے تلنگون نے ہجوم کیا کوئی کہتا تھا ابھی مار ڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مار ڈالا ہوتا معلوم ہوا یہ راجہ دہریرہ انگریزون سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب ولی کا رہنے والا کوٹھی نیلکی رکھتا تھا ایک گورہ بہادر کرسٹان ایک میم ایک مس جکسن چیف کمشنر لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سب کو میر واجد علی داروغہ نے ایک مکان مین اوتارا پہرہ تلنگہ جنگی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان میر فدا حسین کا بھائی ریکھنا تھا سنگم امراؤ سنگھ کپتان یا زلوحا ناظم خان میر واجد علی ایک جانب تھے نواب شہنشاہ محل نواب خورد محل نے ازراہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب ماجرا ہے کہ واجد علی شاہ مع اہل و عیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونھین عزت و توقیر سے رکھتے ہین تم انکے اسیرون کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور بدولت تدبیر رکھا ہے پس اگر تم خون قتل واجد علی شاہ پیہا نہین چاہتے نواب نے کہا بہتر ہے یا انھین قتل نکرو با عزت و آرام سے رکھو ایسے صیانت سے مرزا ون سنتہ تیمم چھوڑ دیا اور

تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد بزدل تلوار توڑ کر بکتا تھا کہ اگر یہان گورے آئینگے ہم بھی دل کھولکر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علیخان کو تین پٹالن نجیب ملین۔ خلاصہ اسیطرح کی لڑائی ہوا کرتی تھی سُرنگ بھی اڑائی جاتی تھی کبھی اودہر بھی کئی مہینے تک یہی آگ رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہان یہ فوج منتظم برسون کی تعلیم یافتہ یون غیر منتظم ہو جاوے اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے تسلط تمام ہندوستان مین کیا بلکہ یہی فوج سوا ہندوستان کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی تھی دوسرے سبب ایمان سے ہاتھہ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی بسببے سنت چھوڑ دی تھی دل کی وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی۔

ایک دن تلنگون نے محمود خان سے کہا ہے اور انگریز سے سرنگ مین خوب باتین ہوئین اسطرف سے ہم سرنگ مین جاتے تھے اوسطرف سے وہ سرنگ لاتے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ برابر ٹوٹی اوسمین ایک صاحب تھا ہمنے کئی بندوقین مارین اوسکے نہ لگین اوسنے کہا اے نمکحرامون ہمنے تمکو مثل فرزندون کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسون قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنایا تم قاتل ہماری میم اور بچے کے ہوے ہمنے تمہاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقت تم سچ کہتے ہو مگر ازراہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھہ جان دی تمام ہندوستان مین جس سے مقابلہ ہوا جو تمنے کہا ویسا ہی کیا صدہا ملک فتح کیے کبھی کچھہ غدر نہین کیا اب تم اپنے قول سے پھرے ایمان لینے کے درپے ہوے چربی کے کارتوس ہماری خرابی ایمان کے منگوائے ہمپر جبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی اوسوقت بمجبوری ایمان کے واسطے بگڑے بس یہ خطا ہماری یا تمہاری ہے اسیطرح گفتگو رہی آخر پانچ چار آدمی سرنگ کھودنے کے وہ صاحب لیکر چلا گیا۔

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی درجواب عرضی مخدوم بخش کپتان لایا مضمون سے عرضی تمہاری مشعر قتل کنارہ فرنگ بالاحتلال اقدس مین گذری بابدولت واقبال بہت شاد ہوے لکھنؤ کو صاف کر کے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا ان کافرون کے فریب مین نہ آنا یہ سنکر سب توپخانون مین حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلی یہانتک کہ توپخانہ برجیس سے بھی سلامی چلی فوج مین جشن ہر خیمے مین ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آپس مین گلے ملتے تھے کہتے تھے کہ فیصلہ ہی لگا رو کر کے سیدھے الہ آباد چلے چلو۔ واہ توکار زمین رانکو ساختی

یہ باتین تھین کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آتے جاتے
ہین اور اسپار گورون کا یکٹا کھڑا ہوا ہے راہ گیرون سے مزاحمت کرتے ہین کوئی آنے جانے
نہین پاتا توپ اسپار ہماری جہانگی مین لگی ہے اوسکا گولہ اوسپار نہین جاسکتا اور جو حکمنامہ بنام
کاشی پرشاد عامل بنائہ بہ گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے ندو فوج مقابلے مین
رکھو وہ ابھی تک نہین آئے بظاہر حیلہ کرتے ہین اسپار فوج کم ہے گورے جب آینگے مقابلہ نکر سکینگے
جلد اور فوج روانہ ہو ورنہ جب گورے اوتر آئینگے پھر کچھ نہو سکیگا۔
اس بات کا کئی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پلٹن جاو کوئی کہتا یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی کہ بندہ حسین
نامی ساکن ضلع جبور علاقہ دہریرہ کا وکیل بنا کئی انگریز اور میم اور ایک منشی بلبری تحفہ پکڑ لایا ہے
اس تفصیل سے ۱۶ نومبر ۱۸۵۷ء کپتان پاٹرک اور اونکی میم اور بیٹی مس میری جکسن صاحب مونٹ اسٹارٹ
جکسن صوفیہ بیٹی کرسٹن صاحب کمشنر خیر آباد۔ لفٹنٹ جی جی سرجنٹ میجر ای مارٹن وغیرہ ۸ آدمی
تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا۔ تلنگے پکڑ لائے ہین اور راجہ ہر پرشاد ناظم نے پکڑ کر بھیجدیا ہے
اور اپنے بھائی کو ساتھ کر دیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ امر سچ ہے جانتی پرشاد اونکا بھائی پکڑ لایا
ہے اور وکیل راجہ مجبوری اونکے ساتھ ہے۔
جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کچھی ولیان ہل میانون مین آٹھ انگریز مذکور دولت پر آئے تلنگون نے ہجوم
کیا کوئی کہتا تھا ابھی مار ڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مار ڈالا ہوتا معلوم ہوا یہ راجہ
دہریرہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب دلی کا رہنے والا کوٹھی شکر کی رکھتا تھا
ایک گورہ بہار کرشان ایک میم ایک مس جکسن جنٹ کمشنر لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سکو میر واجد علی
داروغہ نے ایک مکان مین اوتارا پہرہ تلنگہ جنگی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان میر فدا حسین
کا بھائی کو رکھا ساتھ سنگھ امراؤ سنگھ کپتان بارلو صاحب بلوخان میر واجد علی ایک جانب تھے نواب
شہنشاہ محل نواب خورد محل نے ازراہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجیب ماجرا ہے کہ واجد علیشاہ
مع اہل و عیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونھین عزت و توقیر سے رکھتے ہین تم انکے
اسیرون کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور بدولت قید رکھا ہے پس اگر تم خود قتل واجد علیشاہ چاہتے ہو
تو اپنے کیا بہتر ہے بالفعل قتل نکرو باعزت و اکرام سے رکھو اسے صیغہ سمیر ترتیب تھی کہ پیہول کیا اور

تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد بزدل تلوار توڑ کر بکتا تھا کہ اگر یہاں گورے آئینگے ہم بھی دل کھولکر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علیخان کو تین پٹالن نجیب ملین۔ خلاصہ اسیطرح کی لڑائی ہوا کرتی تھی سرنگ بھی اڑائی جاتی تھی کبھی ادھر کبھی کئی مہینے تک یہی ڈھنگ رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہان یہ فوج منتظم برسون کی تعلیم یافتہ یون غیر منتظم ہو جائے اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے تسلط تمام ہندوستان مین کیا بلکہ یہی فوج سوائے ہندوستان کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی تھی دوسرے سبب ایمان سے ہاتھ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی سب نے سنت چھوڑ دی تھی دل کی وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی۔

ایک دن تلنگون نے مموخان سے کہا ہمسے اور انگریز سے سرنگ مین خوب باتین ہوئین اسطرف سے ہم سرنگ مین جاتے تھے اوسطرف سے وہ سرنگ لاتے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ برابر ٹوٹی اونمین ایک صاحب تھا ہمنے کئی بندوقین ماریں اوسکے نہ لگین اوسنے کہا اے نمکحرامون ہمنے تمکو مثل فرزندون کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسون قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنایا تم قاتل ہماری میم اور بچے کے ہوئے ہمنے تمہاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقت تم سچ کہتے ہو مگر ازراہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان مین جس سے مقابلہ ہوا جو تمنے کہا ویسا ہی کیا صدہا ملک فتح کیے کبھی کچھ عذر نہین کیا اب تم اپنے قول سے پھر سے ایمان لینے کے درپے ہوے چربی کے کارتوس ہماری خرابی ایمان کے منگوائے صبر جبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی اوسوقت بمجبوری ایمان کے واسطے بگڑے بس یہ خطا ہماری یا تمہاری ہے اسیطرح گفتگو رہی آخر پانچ چار آئے سرنگ کھودنے کے وہ صاحب لیکر چلا گیا۔

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی درجواب عرضی مخدوم بخش کپتان لایا مضمون سے عرضی تمہاری مشعر قتل کفار فرنگ ملاحظہ اقدس مین گذری بادولت و اقبال بہت شاد ہوئے لکھنؤ کو صاف کرکے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا ان کافرون کے فریب مین نہ آنا یہ سنکر سب توپخانون مین حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلے یہانتک کے توپخانہ برجیس سے بھی سلامی چلی فوج مین جشن ہر خیمے مین ہو رہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آپس مین گلے ملتے تھے کہتے تھے کہ فیصلہ بیلی گارد کرکے سیدھے الہ آباد چلے چلو۔ واہ تو کار زمین را نکو ساختی

کسی کی جرات نہ پڑی باجے بجاتے مع اون چھہ توپ کے جنھین گورے توڑ کر چھوڑ گئے تھے شہر مین لاف و گذاف بکتے ہوے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۸۵۷ء مین ہوا۔
جب بدمعاش اپنے زعم باطل مین نشیر گنج کی لڑائی فتح کر کے آئے پہلے بیلی گارد کے دبانیکا ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمٰعیل گنج پر چھہ توپ بہت بڑی قریب مسجد پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے وہیں جہانگی باندھ کر لگائی اوسکا لقمہ و گولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران و پریشان ہو کے مارے جاتے ہین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ و زمیندار و غیرہ نجیبون کی جہت سے بہت سخت ہو گیا تھا امجد علیخان بلوچ نے اپنا پڑاو میر حسو کے مکان مین کیا تھا اور خبر گیری تمام اپنے مورچہ ہاے قریب کی ہر دم لیتا تھا نواب علیخان کی گوہار کا پڑاو لطف علی داروغہ کے مکان مین تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی قریب پانسو کے ہر وقت صبح و شام حاضر رہتے تھے اور سکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آنے پر چھوٹیگا ایکدن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آئے یہ سب سب بھاگ گئے کچھہ بدحواس ہو کر دریا مین ڈوبے کچھہ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ دس آدمی داروغہ مذکور کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسی نے ہتھیار نہ پکڑا گورون نے توپ کو توڑ ڈالا انمیں گولہ انداز مارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بابو پور بخپند کے مکان سے آڑ مین گولیان مارین گورے زخمی ہو کر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی لاش مع ٹوپی پڑی رہگئی تھی اوسکا سر امجد علیخان نے کاٹکر فوراً آکر نواب سے کہا کہ سب فوج بھاگ گئی تھی مگر غلام نے چار رفیقون سے جا کر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگ گئے یہ سر انگریز کا ہے نواب نے اونکی مستعدی و بہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے اپنے نوکرونکو ہتھیار دلوائے اوسیدن شہر مین غل ہو گیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل پڑے کچھہ توپ کو توڑ ڈالا۔
ایک گردہ توپ کا اوٹھا کر لے گئے اب ارادہ قیصر باغ مین آنیکا ہے بس یہ سنتے ہی قیصر باغ مین بھاگڑ پڑی غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھ کر بھاگنے لگے جناب عالیہ نے حکم دیا پھاٹک قیصر باغ کے سب بند کر دو جب راہین بند ہوئین صاحبات محل سر کھولکر دعا مانگنے لگین غرض کوئی گھنٹا

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کی طرف چلے گئے مکروارے مین ٹھہرے
ہین وہان دھس بناتے ہین جب وہ بن چکیگا پھر کچھ نہوسکیگا کسواسطے کہ وہ پہلے سے سخت
تھا اب اور بھی سخت و دشوار ہوجاویگا حکم ہوا فوج جاوے وہ دُھس بنانے نہ پاوین - الغرض
پلٹن اختری نادری سوبہ سنگہ خان علیخان نواب جرار الدولہ توپخانہ میگزین اور سب پلٹن
نجیب لیکر روانہ ہوے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہوگیا تھا کہ ناگاہ اودھر سے
تلنگے ہزارون شتر قطار اور نجیب شتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے
ممو خان نے ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہانتک آئے اور یہ فوج کہان تک
جا پہونچی اگر راہ مین ہو کہنا جلد بشیر گنج پہونچو اوسنے عالم باغ مین افسرون کو حکم پہونچایا کہ ابھی
یہانسے روانہ ہوجاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جبتک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لیجایگی ہم مرنے
نجائینگے ممو خان یا بیگم صاحبہ خود جائین -

بعد اسکے ممو خان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو
اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی اسوقت ممو خان
نے لاچار ہوکر ۲۰ ہزار روپیے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کمکمر نے علی الحساب سبکو تنخواہ تقسیم
کردیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم ہوکر
جائیگی - چنانچہ بعد ۲ دن کے روز چہارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین چھٹ گئین گورے مکروارے کو
پھر گئے الغرض اسیطرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے - مگر سوبہ سنگہ کی
پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے -

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ایدھر بھاگی اودھر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک راجہ کسیطرف
سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بہادر لڑنیوالون کے پیچھے بھاگ
کے آگے مکروارے کو گئی اسباب جو گورے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹا دُھس کی لکڑی توڑ کر دیہی کی
جو کی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلی اور برجیس قدر ہے کہ گورے از خود کانپور بھاگ گئے
بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہے ہمنے اونکو ہٹا دیا ہے بعض کہتے تھے بھیا چلے چلو گورونکو مار کر کانپور سے نکال دو
بعض کہتے تھے بھاگ گئے کا ہے چھپا نکر وانسے ہو کہین وہ چھپے ہون او ٹھگ مارلین غرض وہان سے پھر آگئے

کسی کی جرأت نہ پڑی باجے بجاتے مع اون چھہ توپے جنھین گورے توڑ کر چھوڑ گئے تھے
شہر مین لاف وگزاف بکتے ہوئے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۱۸۵۷ء مین ہوا۔
بدمعاش اپنے زعم باطل مین شبیر گنج کی لڑائی فتح کر کے آئے پہلے بیلی گارد کے دمدمہ کا
ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمعیل گنج پر پچھہ توپ بہت بڑی قریب
ہمدم پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے دہس جہانکی باندھ کر لگائی اوسکا لقمہ
گولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران و پریشان ہوکے مار یجاتے
ہین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ و زمیندار وغیرہ نجیبون کی جہت سے بہت سخت
ہو گیا تھا امجد علیخان بلوچ نے اپنا پڑاو میر جستو کے مکان مین کیا تھا اور خبرگیری تمام اپنے
مورچہ ہاے قریب کی ہر دم لیتا تھا نواب علیخان کی گوہار کا پڑاو لطف علی داروغہ کے مکان
مین تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی قریب
پانسو کے ہر وقت صبح و شام حاضر رہتے تھے اور سبکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آلنے پر چھوٹیگا
ایکدن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آئے یہ سبکے سب بھاگے کچھہ بدحواس
ہو کر دریا مین ڈوبے کچھہ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ دس آدمی داروغہ
نذر کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسینے ہتھیار نہ پکڑا گورون نے توپ کو توڑ ڈالا اتنے مین
گولہ انداز مارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بابو پورنچند کے مکان سے آڑ مین گولیان
مارین گورے زخمی ہو کر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی لاش مع ٹوپی پڑی رکھی
تھی اوسکا سر امجد علیخان نے کاٹکر فوراً آکر نواب سے کہا کہ سب فوج بھاگ گئی تھی مگر غلام نے چار
رفیقون سے جاکر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگ گئے یہ سر انگریز کا ہے نواب نے
اونکی مستعدی و بہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے اپنے نوکرونکو ہتھیار
دلوائے اوسیدن شہر مین غل ہو گیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل پڑے پچھہ توپ کو توڑ ڈالا۔
ایک گرد توپ کا اوٹھا کر لے گئے اب ارادہ قیصر باغ مین آنیکا ہے بس یہ سنتے ہی قیصر باغ مین
بھاگڑ پڑی غول کے غول تلنگون نے اپنا اسباب باندھ بھاگنے لگے جناب عالیہ نے حکم دیا پھاٹک
قیصر باغ کے سب بند کرو جب راہین بند ہوئین صاحبات محل سر کھولکر دعا مانگنے لگین غرض کوئی

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کی طرف چلے گئے مگر وارے بن ٹھہرے ہین وہان دمدمہ بناتے ہین جب وہ بن چکیگا پھر کچھ نہو سکیگا کس واسطے کہ وہ پہلے سے سخت تھا اب اور بھی سخت و دشوار ہو جاویگا حکم ہوا فوج جاوے وہ دمدمہ بنانے نپاوین۔ الغرض پلٹن اختری نادری سوبہ سنگہ خان جلیخان نواب جرار الدولہ توپخانہ سگیزین اور سب پلٹن نجیب لیکر روانہ ہوے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہو گیا تھا کہ ناگاہ ادہر سے تلنگے ہزارون شتر قطار اور نجیب نشتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے مموخان نے ایک شترسوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہانتک آئے اور یہ فوج کہان تک جا پہونچی اگر راہ مین ہو کہنا جلد بشیر گنج پہونچا وسنے عالم باغ مین افسرون کو حکم پہونچایا کہ ابھی یہانسے روانہ ہو جاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جبتک ہمارے پیٹ کی خبر نلیجایگی ہم مرنے نجائینگے مموخان یا بیگم صاحبہ خود جائین۔

بعد اسکے مموخان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے نوکر ہو اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی اسوقت مموخان نے لاچار ہو کر ۱۲ ہزار روپیے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کمکمر نے علی الحساب سبکو تھہ تقسیم کر دیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم ہو کر جائیگی۔ چنانچہ بعد ۸۔ دن کے روز چہارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین چھٹ گئین گورے مگروارے کو پھر گئے الغرض اسیطرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے۔ مگر سوبہ سنگہ کی پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے۔

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ادہر بھاگی اودھر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک بابہ کسیطرف سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے سے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بہادر لڑنیوالون کے پیچھے بھاگنے لگی کرکے آگے مگروارے کو گئی اسباب جو گورے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹا دمدمہ کی لکڑی توڑ کر دیہی کی چوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلی اور برجیس قدر ہے کہ گورے ازخود کانپور بھاگ گئے بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہے جنہوں نے اونکو ہٹا دیا ہے بعض کہتے تھے بھیا چلے چلو گورونکو مار کر کانپور سے نکالدو بعض کہتے تھے بھاگے کا پیچھا نکرو ایسا نہو کہین وہ چھپے ہون اونکو مار لین غرض وہان سے پھر آگئے

اور باطمینان روٹی کر رہے تھے کہ دفعتہً سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی - آگے بھیڑ و بکری و
مویشی رکھے آن پہونچی زیر چہرہ توپ سبکو رکھ لیا افسران جنگ نادیدہ و غیر منتظم نے سامنا
سڑک کا چھوڑ کر توپون کو سڑک کے دہنے بائین کھینچا - اس خیال سے کہ ہم دونو طرف سے انپر
مار کرینگے وہان دونو طرف سے پانی سے دلدل ہوگئی تھی پہیے توپون کے جاکر پھنس گئے
اور ہٹ گئین اس عرصے مین گورے سر پر آپہونچے یہ سب سر پر پانون رکھکر بھاگے انسے پہلے سوارون
کے پانون اوکھڑ گئے اور چوپڑ کے اصطبل مین آکر دم لیا تھوڑی سی فوج انسے ہٹ کر کچھ فاصلے
پر آمادہ کارزار ہوئی جب آگے والون کا یہ حال دیکھا یہ بھی سب ملکر بھاگ گئے نواب جرار الدولہ
نے جب یہ حال دیکھا پینس مین سوار ہو داخل دولتسرا ہوے تھوڑی سی فوج جنگی اپنی چال
سے دم لیتی ہوئی لکھنؤ پہونچی عبد الہادیخان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی جرار
جہاد ایمانی سے سیدھے دلی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوے فرمایا خانصاحب تم بھی بھاگے
جہاد راہ خدا سے منہ پھیرا چودھری میر منصب علی مع اپنے جان نثارون کے پھر آئے -
زمیندارون کی گوہار سب سے پہلے پہونچی لشکر مجاہدین مین آ اچونی انتظام رسد سے کسیکو چار تکیہ
بھی میسر نہوا مگر محمد حسین کلکاٹر خان علیخان دس ہزار سپاہ سے نواب گنج مین رہ گئے -
فوج انگریزی نے او نام اجگین بکرواره اور گانون جو قریب سڑک تھے خوب لوٹا اور قتل و قمع
کیا ہر چند غریب رعیت بیجرم سمجھکر ہر گانون مین کچھ رہ گئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی
جب یہ صورت ہوئی افسرون نے کہا جلد تدبیر اسکی کیا چاہیے ورنہ شہر ایکدم مین آکر لے لینگے
پھر سب منہ دیکھتے رہجائینگے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوے دم بخود رہ گئے - میر واجد علی نے
اونسے کہا تم عجب بات کہتے ہو جسکا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک تدبیر کرینگے کسواسطے تم سب
جنگی ہو لڑنا لڑانا تمھارا کام ہے اسکی تدبیر تم کر سکتے ہو ہمنے مدت عمر کبھی ہتھیار نہین باندھا نہ لڑائی
دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب عزت تمھارے ہاتھ ہے ہمتو بہر حال گئے گذرے ہوچکے ہین
تلنگون نے کہا تم افسر ہو آگے چلو ہم تمھارے ساتھ ہین داروغہ نے کہا تم کپتان ہو پانسو پاتے ہو
اپنے جرنل فوج کو ساتھ لو یا خود جاؤ لڑو اگر ہم جاوین تمکو کسواسطے نوکر رکھا ہے جسکا جو کام ہے
وہی خوب کرتا ہے اسے سنکر افسر بہت بگڑے کلمات بیہودہ اہلکارون کو سنانے لگے -

سنتے ہی محاصرات اور فوج باغی مین ایک تھلکہ عظیم پڑگیا جنرل حسام الدولہ کو حاکم
تمام فوج لیکر گھاٹ پر سد راہ کو جا جنرل بہادر بہ افسر فوج سے کہتے تھے ایکدوسرے پر
تھا غرض اسی حیلہ و غفلت سے دس دن گذرے تیرہ جمادی الاخری دو توپخانہ سہ پلٹن چلنے پر
ہوئی وہ بھی چلنے مین آج کل کرتی تھی اس عرصے مین محمد مرزا کمیدان کا تھانہ نبیر گنج مین
تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی بیہ کنارہ دریا درست کرکے پل باندھکر اسپار اوترا چاہتی ہے اور
روکسکے او جلد فوج جاے تو بہتر ہے چنانچہ جنرل بہادر خود تشریف فرما ہوے مگر نواب ازال
اسسٹنٹ و کمنڈنگ فوج تھے بجاے اپنے روانہ کیا چند روز کچھہ علیل بھی تھے اور اس سفر مین
خیمے سے باہر نہین نکلے فقط اپنے بھائی کے کہنے سننے سے گئے - میر محمد حسین کپتان اور انکے
بھائی میر محمد حسین کلکٹر عبد الہادیخان تمنداری رفیعت خاص نواب اپنے جوش بہادرانہ سے
سب تیز و تند و چست ہوگئے - اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی - سپاہ
بیسروسامان خوب ابتر ہوئی ادھر فوج انگریزی نے فرصت پاکر بخوبی باندھ لی ادھر سے
پہلے ایک بڑی توپ لگائی تھی اوسکے گولے سے ... نہ بندھ سکتی تھی اور شرف الدولہ غلام رضاخان
حکم رسد رسانی کا ہوا - پھر بموجب حکم ممو خان امراؤ مرزا مقرر ہوے -
پھر یہہ اختیار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایکساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب مینہ شدت کے برسنے لگا
فوج پسپا ہوئی مگر اسپر بھی گرتی پڑتی لڑتی بھڑتی ہوائی دھیکی چوکی پر دو کوس گھاٹ سے ہٹی چلی
آئی - ایک باغ مین آٹھہرکر خوب لڑی پھر مینہ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج مین کچھہ حال
نہ باقی بچا منتشر ہوگئی اکثر گورے بہت مارے گئے - بادا کرکے مکروارہ گاؤن مین پہونچے پھر
اولٹے گھاٹ کو چلے گئے -

فوج باغی کے جب پاؤن نہ ٹھہر سکے فوج سب طرف بھاگی بدستور رہ گئی تب افسر نبیر گنج مین
تھا وہ جلد بھاگا ہاتھی ت بیت اپنا [illegible] کیا جرات فقط اپنے خیمے مین اوترے جانتے تھے کہ مین
انکے ساتھہ آیا ہون اب لڑائی کا ڈنکا [illegible] چاہین بجائین دوسرے دن ایک
کمندان نے فوج سے کہا کہ فوج انگریزی ابھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جبتک بفراغت
[illegible] زمین کرلیجیے یہ سب [illegible] قریب [illegible] غنیمت سمجھکر نہانے دھونے لگے

مسند نشین کیا ہے اسوجہ سے ۲ لیتے ہین تمنے ابھی کچھ کام نہین کیا اونھون نے کہا ابھی ہم کچھ نہ لین گے بعد فتح کے ۲-لین گے اور اگر ہمین نوکر رکھو گے ہم دفعۃً شہر لوٹ لینگے بعد اوسکے اونکا پڑاو حسین آباد شیش محل دولتخانہ کی کوٹھی کلان مین ہوا۔

نانا راؤ کے وکیل کا مع خط آنا

نانا راؤ کا وکیل آیا ایک خط مضمون کا لایا کہ اگر اجازت ہو ہم تمھارے شہر مین آوین جنابعالیہ نے اجازت دی راجہ جے لال سنگہ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۲-اونٹ ۲۹-چھکڑے ۱۰-گاڑیان-بیس پچیس ہاتھی لیکر فتحپور چوراسی کو جاؤ نانا راؤ جیا سنگہ چودہری کی گڈھی سے عین شدت بارش مین مع عیال شہر کو چلے نصرت جنگ دوسو سوار دو ہاتھی ہودہ نقرہ دو شتر سوار سے پیشوائی کو گئے اور بحکم جنابعالیہ دولتخانہ شیش محل مین اوتارا اوسے آراستہ کر دیا تھا اور ۱۰-شطرنجی و سنا چاندنی و سنا پلنگ کئی کرسیان شیشہ آلات وغیرہ بقدر ضرورت مع تصویرات بھیجدیا-۵-تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ھ ہجری نانا راؤ داخل شہر ہوئے ۱۱ ضرب توپ سلامی ہوئی حسب الحکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دوشالہ رومال خلعت پایا اور کہا ہماری ۲۱-ضرب کی سلامی ہوتی مضائقہ تھا ورنہ کچھ احتیاج سلامی کی نتھی انھون نے کہا ۲۱-ضرب کی سلامی فقط بادشاہ کے واسطے معمول ہے یہ کیونکر ہوسکتا خلاصہ اسی وجہ سے سلامی موقوف رہی جنابعالیہ نے پھر خلعت تجویز کیا خلعت خانے سے نکلا-۲۵-ہزار روپیے دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے قباے زرین شمشیر و سپر مالہ مروارید دہکدگی مرصع الماس کنٹھہ مروارید نورتن مرصع دستبند مروارید دوشالہ رومال پرتن زرین کار لبادہ کمربند شال اسپ مع ساز زین نقرہ ہاتھی ہودج نقرہ اس سبکو پہلے جنابعالیہ نے دیکھ لیا۔

خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے

اس عرصے مین ہرکارہ متعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنبوٹ مین سوار اسپار دریا کے آئے گھاٹ اپنی فوج کے اوترنے کا دیکھ کر چلے گئے تدبیر فوج کی اوتارنے مین ہین یہ خبر

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہے تھے کہ آج شام تک بیلی گارد خالی ہوا جاتا ہے اگرنہ پھر رات تک تو کچھ فرق نہیں جناب عالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور رنج بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر پہنچے ہوے ہاین دیکھیے کیونکر نکلتے ہین صبح کو میر واجد علی نے اپنے معتبر مخبر کو بھیجکر مفصل خبر منگوائی کہ نہ کوئی تلنگا اندر ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا پہونچے ہین میر صاحب نے یہ خبر جناب عالیہ سے کہی اونھین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے۔ بعد اس تحقیق کے تلنگون کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا زخمیون کا پرچہ آیا ۲۲۰۔ مارے گئے۔ لاشین چھٹکین وہ ایسے سکتے رہے ہین بس اس دہاوے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوے جی سب کے چھوٹ گئے اور کہتے پھرتے تھے جبتک جرنل صاحب موخان بچا ہین گے ہم اکیلے دہاوانہ کرینگے ہمین کٹوائے دیتے ہین آپ گھر مین چین کر رہے ہاین۔

ایک شخص یہ خبر لایا کہ پلٹن لمبوزن ٹوفل ہوٹ وغیرہ آمد کانپور کہتی ہے کہ اگر سرکار ہمین طلب فرمائے اور دہاوے پر بھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرتے ہین جسقدر شرمندگی سے دہوکا کانپور مین اوٹھایا ہے وہ سب مٹ جائیگا ایکدم مین انگریزون کو قتل کرینگے بیلی گارد لے لینگے اوسوقت سرکار ہمکو تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بیلی گارد سے بھاگ آئی تھی اوسکے کان کھڑے ہوے۔ جناب عالیہ سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہین جتنی فوج کانپور سے بھاگ آئی ہی آپ نے بلوایا ہے ہمین دغا ہے کسواسطے ہمنے سنا ہے کہ انگریز نے اونمین اپنی فوج ملا دنی ہے کہ تم پہلے بھاگنا فوج بھی ازخود بھاگ جائیگی جب وقت پانا ریاست پر قبضہ کرلینا ایسا نہو وہ پلٹنین انگریز شریک ہون ہم اونھین شہر مین نہ آنے دینگے ہم سبکو مارڈالینگے اور اگر وہ صاف ہین پہلے سب قسم اقسام کرلین ہمارے پاس آوین یہ بات سنکر سبکے کان کھڑے ہوے جناب عالیہ کو اسقدر اندیشہ و خلجان ہوا کہ مرزا برجیس قدر کا باہر کا نکلنا موقوف کردیا غرض قاسم خان رسالہ دار ہ اور رسالے کا اونکے پاس گیا کہا اگر تم صاف ہو پہلے افسرون کے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چنانچہ وہ سب آمنی ہوکر بارے والی کوٹھی مین ہم آئے تو آن گنگا اوٹھی کہ ہم بدل وجان تمہارے شریک ہین انگریز سے ہرگز ساز نہین رکھتے پھر وہانسے حضرت باغ مین چاندی والی بارہ دری مین آکر تنخواہ کا درخواست ہوا کہ ہم۔ روپے تنخواہ ہمین دینگے افسران آمد کانپور نے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران لکھنؤ نے کہا جنھے

رکھکر بھاگے۔
اوسوقت تماشائی طعنہ زن ہوئی کیسی قسم تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا کل کے دہاوے پر بھی اسیطرح
بھاگو گے دوسرے دن ہر پلٹن و رسالہ اپنی جگہہ پر طیار رہا واسیدبرکات احمد جرنل فوج باغی
مع اپنے رسالے و فوج بیلی گارد پر تلی ہوئی چلی ہو گل مچتا ہوا تلنگون نے جاتے ہی بیلی گارد
کو گھیرا ہر طرف سے شاہ جی بھی برانے سیر سوار ہوکر آئے کہنے لگے یہ دہاوا ناحق ہوتا ہے جبتک
مین نکھو نگا ہیں فتح نہو گا یہ کہکر چلے گئے تلنگے ہم مہادیو کہتے ہوے بیلی گارد پر چلے مگر سوار و توپخانہ
خدا کی فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کہ دفعتہً توپ دہاوے کی چلی اور سبھو نسے یہ کہہ رکھا
تھا کہ جب توپ چلے سب دفعتہً دہاوا کرین اور سرنگ ہین آگ دین مگر نہ اوڑی اور تلنگے قریب
دیوار بیلی گارد جا پھونچے دیوار کھودنے لگے کچھہ تلنگے گرجہ کی طرف سے کچھہ خزانہ کی طرف سے
آگئے ممو خان کے پاس ہرکارہ خبر لایا دہاوا پسپا ہو گیا گوروں سے سنگین چل رہی ہین خزانہ
و میگزین پر تلنگون کا قبضہ ہو گیا سب گورے سمٹ کر امیر مرزا والاجی محل کے بھائی کے مکانمین
چھپے ہین مدد جلد بھیجیے ایک کمپنی نول کی پلٹن کی اندر ہے اور سب تلنگے بم کے گولوں سے
بھاگے چلے آتے ہین ایک جمعدار اسی پلٹن کا ممو خان اور شرف الدولہ کو گالیان دیتا ہوا آیا
کہ یہ سب ملے ہوے ہین ہم کٹے جاتے ہین وہان کوئی نہین جاتا یہان مسند پر بیٹھے تکیہ لگائے
پا در ہے ہین ہماری کمپنی کے تلنگے اندر پھنسے ہوے ہین یہ کہکر روتا تھا معلوم ہوا وہ بھی بھاگ کر
آیا تھا اسکا منشا یہ تھا کہ کچھہ روپیے اس فریب سے لیجیے اوسوقت میر واجد علی نے بیس روپیے اوسے
دیے اور کہا کہ علی محمد خان اور نواب صاحب بھی دہاوے کو جائینگے اور مدد بھی جاتی ہے اب تم
بہت لڑچکے آرام کر دکھانا کھاو جا کر یہ سنکر وہ چلا گیا اتنے میں خبر آئی کہ گوروں سے تلوار چل رہی
ہے اور صوبہ سنگہ کپتان کے تلنگے اندر ہین مدد نہین جاتی بھوکے پیاسے تلنگے لڑرہے ہین نہ باہر
نکلسکتے ہین اور نہ ٹھہر سکتے ہین اور کہہ رہے ہین میگزین اور خزانہ ہم مرکر بھی نچھوڑینگے کسیکو اسمین
سے حصہ نہ دینگے ہمنے جان دیکر یہ خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو پہلے خزانہ و میگزین لے لو حصہ
ملیگا بعض گالیان دیتے تھے ہم کیوں دین ہم لڑنے کیواسطے ہین اور ہرکارے دمبدم خبر لاتے تھے
سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہ گئے ہین وہ ادہر سے گولیان برسا رہے ہین ممو خان کمیسا

تلاطم پڑ گیا سبکے دل کانپنے لگے جنرل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلایا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت بجز اوسی کے یہ حال تھا کہ کہا کچھہ چاہتے تھے منہ سے نکلتا کچھہ تھا پھر افسر طلب ہوے انکے سب سے زیادہ جو اس باختہ تھے مگر بظاہر دلجوئی کو کہنے لگے رانا راؤ اور اوسکی فوج نامرد تھی شہر مین تانے پائے ہا ہین کچھہ خوف نہین ہم اسی دن کی خوشی مناتے تھے کہ گورے میدان مین ہمارے مقابلے مین آئین جیسا چنہٹ پر مارا ہے اوسیطرح اگر وہ زمین مار لینگے گورے بہت تھوڑے ہین لعنت خدا کی فوج جنگی کانپور سے بھاگ آئی نواب اور جناب عالیہ نے فرمایا یہ تو سب باتین ہین اب گورے قریب شہر آپہونچے اسکی کیا تدبیر ہے کسکو اونکے روکنے کو بھیجو جنگیون نے جان چورا کر کہا ہم تو خواہ نخواہ جائینگے مگر یہ نظامت کے لوگ مثل پلٹن نادری اختری بارلو وغیرہ خیر خواہ سرکار ہین انکو بھیجیے کہ یہ اپنا کام تو ہمین دکھائین ہماری ہر بات مین برابری کرتے ہین اور مقابلہ اور ۱۲۔ روپے تنخواہ مانگتے ہین نظامت والون نے کہا کہ تم چپکے رہو تمہارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمہارا کام ہے ہمارا کیا جب تم جواب دیدوگے اوسوقت ہم جائینگے ہم اس گھر کے قدیم نمکخوار ہین جان نثار سرفروش ہین غرض اسیطرح کی تکرار کر کے باتین بناتے رہے جاتا کون تھا آخر نصرت جنگ اجے ال سنگہ بمجبوری اپنی پلٹن لیکر ناکہ شہر پر گئے اور جابجا باغ حوالی شہر مین لوگ بٹھا دیے رات دن ڈنڈ پھیرنے لگی۔ مگر فوج بہادر ایسی غیرت دار تھی اونمین سے ایک بھی نگیا کوئی کہتا تھا جنگی جائین کوئی نظامت۔

ہرکارہ مفصل خبر لایا کہ پلٹن لمبوزن رنڈ فل کا مشر کلس فدا حسین رسالہ دار دوسرا افسر سوارون کا مع توپخانہ یہ سب قریب مشاہ درہ کانپور سے آکر ٹھہرے ہین اور گورے ابھی تک دریاے گنگ سے اسپار نہین آئے ہین اسپر یہ نامرد کہنے لگے بھائیو اگر کل دھاوا کر کے بیلی گارد لے لیا انگریزونکو مار لیا جان اور ایمان سب بچے گا ورنہ جب اونکی کمک کانپور سے آجائیگی پھر کیسے کچھہ نہو سکیگا افسرون نے جوابدیا ہم حاضر ہین ہمکو کسیطرح اپنی جان عزیز نہین پھر سبنے باتفاق قسم لی مسلمان نے قرآن ہندو نے گنگا۔ برہمن گنگا جل لے آیا مسلمانون نے قرآن اوٹھایا ہندو نے گنگا۔

الغرض اوسکی صبح کو دھاوا ہوا ابھی افسر تارے والی کوٹھی مین سب جمع تھے کہ دفعۃً بیلی گارد سے ایک بم کا گولہ آیا کوٹھی کی چھت پر ٹوٹا افسر کھڑے ہو گئے سر پر پاؤن

انکا ایک بیٹا بھی مرگیا نھے نواب نے چاہا کچھ مین مدد کرون انکی غیرت سے قبول نکیا پھیر دیا اور کسی عزیز کے شرمندہ احسان نہوے ایک مہاجن انکا بقدر کفاف روپیہ دیا کرتا تھا بامید انشاء اللہ ابھی یہین اپنی گذران کیا کرتے تھے اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہو نیسے صورت نجات مشکل معلوم ہوتی تھی آخر احمد علیخان وکیل عدالت اور منیجر صاحب نے ایک صورت نکالی اس عرصے مین نواب غور و محل نے کربلاے جنت سے محبت مادری سے دو ہزار خرچ کو باب رہائی مین بھیجے اور کسی مہینے کی روبکاری کی بحکم صدر کچہریہ تخفیف زندان ہوئی آخر بیبری ثابت ہوئی صاحب عدالت کو بسبب ناسمجھی مقدمہ الزام ہوا مستحق پانے اپنے وثیقے کے ہوے ایک لاکھ کئی ہزار سب ملے پھر سامان امارت درست ہوگیا خلاصہ پھر مشرف بعتبات عالیات ہوے پھر لکھنؤ آئے اپنی دونو بیٹیون کی شادی مرزا احید شکوہ شاہزادے کے دونو بیٹون سے شادی کر کے چلے گئے مزاج مین شکست و غرور امارت بہت تھا اور اپنی قابلیت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے تھے آخر انتقال کیا دو بیٹے ہین آپسمین بہت اتفاق رکھتے ہین ایک صاحب کربلا بھی مشرف ہو آئے صحبت بہت معقول ہے لوگ انکی چلن کی ہر طرح سے تعریف کرتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اس ہنگامہ فساد مین سب برخود غلط ہوگئے تھے تسلط صاحبان عالیشان کا یقین تھا اب جسطرح سے چاہین بیان کرین۔

خبر شکست رانا راؤ وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۸۵۷ع خبر آئی کہ رسالے اور پلٹن کانپور سے بھاگے چلے آتے ہین نانا راؤ نے شکست پائی فوج انگریزی عقب فوج مفرور چلی آتی ہے سنا ہے کہ داخل نواب گنج ہوئی ہو اسکے بعد ایک سوار یلغار کانپور سے چلا آیا سید ہا نواب کے پاس حاضر ہوکر چلکے سے خبر شکست کہی کسیکو یقین نہوا احتمال کذب رہا جب پرچہ اخبار آیا یقین ہوا راجہ جے لال سنگہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج لمگنہ وغیرہ تا کچہات شہر پر متعین تھی وہ بھی گورون کی آمد سے مارے ڈر کے بھاگی چلی آتی ہے لیکن جتنے میرے ہمراہی تھے وہ ٹھہرگئے ہین اس صورت مین کیا عجب ہے شام یا صبح کو گورے داخل شہر ہو جائین بس یہ خبر سنتے ہی ایک

یہ کہکر چلا گیا سقے نے جانا ایسا نہو یہ لشکر مین جاکر خبر کردے اپنی مشکین پھیلا کر درخت سے گر پڑا اور نوابگنج کو سیدھا بھاگا بٹھور کے گھاٹ سے اوترکر اسپار آیا خدا نے بچایا جیسا اوس صاحب نے کہا تھا۔

اسیطرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرتا ہے کہ جسدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوئی تھی مین گوشہ سڑک پر رسوئی طیار کرکے چاہتا تھا کھاؤن کہ دفعتہً ایک صاحب گھوڑا پھیکے میرے پاس آکہنے لگا ہم بہت بھوکا ہے ہمین اپنا کھانا دو مین نے دال روٹی سب اوٹھا دی پانی پیکر مجھسے کہا بتاؤ میم کہان ماری گئین ہمسے کچھ خوف نکرو یہ کہکر رونے لگا کہا ہماری میم بھی ماری گئی ہے مینے کہا اوسطرف جہان وہ کنوان ہے یہ سنکر صاحب اوسیطرف چلا گیا۔

اولاد نواب معتمد الدولہ

نواب محمد علیخان عرف ننھے نواب کا گھر پہلے فوج باغی نے خوب لوٹا گرفتار کیا چاہتی تھی مارے بعلت ساز وچھپانے میم و صاحب کے گر پڑا اوسنے سردار امیر سمجھکر فوج سے بچایا جب انتظام کانپور ہوا بہزار خرابی بہت سی روبکاری کے بعد چھوٹے اپنی بیجرمی طرح سے ثابت کی وثیقہ بدستور جاری ہوا روانہ عتبات عالیات ہوکر مجاورت اختیار کی بعد کئی برس کے وہین انتقال کیا گھوڑ دوڑ کا بڑا شوق تھا۔ ہر سال بمبئی مین آیا کرتے تھے پھر چلے جاتے تھے۔

نواب دولہ خویش اور بھانجے نواب معتمد الدولہ اس جرم پر دھرے گئے کہ انکے دروازے پر ایک میم ماری گئی تھی مگر بروقت روبکاری سب اہل بازار نے باتفاق گواہی دی کہ یہ اوسوقت کانپور مین نتھے اور کسیطرح شریک فوج باغی نہین ہوئے۔ غرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا۔

نواب نظام الدولہ سید علیخان اس ہنگامے مین لکھنؤ چلے آئے تھے جب کانپور گئے بہزار خرابی بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا۔ ایک وجہ اور بھی تھی کہ بہ فرمشن بھی تھے اس جہت سے اس فرقہ خاص مین طریق حق یاوری ایکدوسرے پر شرطاً اختیار لازم ہوتا ہے۔

نواب باقر علیخان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سبکے ساتھ جان بچاکر بھاگے تھے بروقت امان لکھنؤ سے گرفتار ہوکر بسواری ڈونڈے بہزار ذلت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد روبکاری کے مقید کیا گھر کا اسباب ضبط ہوکر نیلام ہوگیا کئی مہینے تک قید رہے بہت سی تکلیف اوٹھائی اسی قید مین

قلعے سے نکلکر ان سب کا ستیاناس کر دیا گرد شہر کے آگ لگا دی بعد تسلط ہزار کو پھانسی دی بعض اولی العزم اپنی حماقت سے لکھنؤ ملک لینے کو آئے مگر قضا نے اونھین جانے ندیا کہ مین خود تمھارے پاس حاضر ہون اتنی دور کا ہیکو تکلیف راہ اوٹھا کر آئے بعض لکھنؤ کے صاحب بھی آمادہ الہ آباد کے ہوے اگر ملیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی۔

نقل عجیب

جب کانپور مین ۲۰ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزارون بھاگے ہزارون بچ رہے ہر ایک کی صورت نجات مختلف ہوئی از انجملہ بر سبیل مذکور ایک سقہ رہنے والا لکھنؤ کا وہ بھی بیکار تھا صاحب کے ساتھ جا کر نوکر ہوا جب شکست ہوئی ایک شخص کے گھر مین چھپ رہا بعد کئی دن کے صاحبخانہ نے کہا تم میرے گھر سے چلے جاؤ۔ ایسا نہو کوئی گوئندہ سرکار مین خبر کر دے مجھے تمھاری جہت سے پھانسی ملیگی یہ سقہ مضطر ہو کر نواب گنج کی سڑک پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب اکیلا سوار نواب گنج سے آتا تھا اوس سے پوچھا کون ہے کہان جاتا ہے اوسنے کہا لکھنؤ مین میان احمد علی کی سبیل کربلا پر نوکر تھا فرخ آباد مین میرا بھائی ہے اوسکے دیکھنے کو جاتا ہون کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو رانا کا نوکر تھا ہر چند اسنے عذر کیا اوسنے اپنے ساتھ لا کر گورون کے پہرے مین دیا کہا ہم آج تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اسنے کہا میرا قصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہمارے میم بچونکو بیگناہ مار ڈالا ہے اسنے کہا مین نے تو نہین مارا کہا ہم تمھاری سب قوم کو پھانسی دینگے ایک کو بھی نچھوڑینگے اگر تیرے خدا مین کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھڑا لے گا اسنے کہا بس ہے اب میرا آسرا اور بھروسا یہی ہے غرض اسکی مشکین باندھ بگھی کے نیچے درخت کے بٹھا دیا کھانا پانی کچھ ندیا تیسرے دن مینہ شدت سے برسنے لگا اوسیوقت بیگل کوچ ہوا چلنے گورے سکھ تھے متوجہ طیاری سفر ہوے اوسوقت سقے نے منہ اپنا آسمان کی طرف اوٹھایا اوسکے ہاتھہ کی رسّی ڈھیلی ہو کر گر پڑی یہ بہزار خرابی شیشم کے درخت پر چڑھ کر ایک ٹہنے سے لپٹ کر بیٹھ رہا جب گورے اسے آکر ڈھونڈھنے لگے نملا۔ مایوس ہو کر چلے گئے تھوڑی دیر مین کوچ ہوگیا تھوڑی دیر مین ایک سائیس کسی صاحب کا اوسی درخت کے نیچے ٹھہرا اپنا سر اوٹھایا اسے دیکھکر کہنے لگا یہ کوئی سڑی سودائی ہے

ہر شخص پانچ پانچ روپیہ ملاح کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتار دے کسواسطے کہ یہ سب نامرد نا
لکھنؤ کی لوٹ سے مالا مال ہوچکے تھے جانتے تھے اپنے بچون مین پہونچکر خندے آرام سے روٹی
مبادا راہ مین لٹ جائین۔
فوج انگریزی کانپور تک پیچھا کرتی چلی آئی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے نالاب ہوا کہ
کیا احمد علیخان وکیل عدالت کانپور اور کئی مہاجن شہر جنرل ہوے لاگ صاحب کے استقبال کو
سڑک پر کھڑے ہوے سلام کیا مہاجنون سے استفسار حال کرکے حکم رسد رسانی کا دیا اسکی صبح نوز
بٹھور گئی رانا راؤ اور بعض گھرون کو لوٹ کر آگ لگادی ازبسکہ گورے خستگی راہ سے بہت بھوکے
تھے اشیاے ماکولات بازار پر گرے اسکی قیمت بھی دی یہ شکست رانا راؤ ۱۵ جولائی ۱۸۵۷ع
ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالیشان نے بندوبست شہر کانپور کیا تب ہنگامہ پھانسی گرم ہوا جسے پایا
بے تحقیق روبکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسلیے کہ شعلہ نار مقتولین بیگنا نے جگر جلادیا تھا
کئی ہزار کی نوبت پھانسی کی پہونچی اکثر اپنے تئین بے قصور جانکر رہ گئے بھاگے ہزارون گرفتار
ہوکر پھانسی دیے گئے ازانجملہ اعظم علیخان کو لوگ بالاتفاق کہتے ہین بے تصور تھے شریک باغیون
کے نہوے تھے اور اپنے تئین بے قصور سمجھکر بھاگے نتھے پہلے باشتی جو کچھ لینا تھا لیا نقد وجنس سے
بعد اسکے پھانسی دی ہر چند وہ او وبید ادا اپنی بے حرمتی کی کی نسبت اب سرکار نے ازراہ عدالت
کاغذ لوٹ ہوا اونکے عیال کے نام تھے دیے کہ اپنی بسر اوقات کرین۔
فتحپور مین پھانسی شروع ہوئی کسواسطے کہ دہانکی رعایا اور ناعاقبت اندیشون نے اپنی اجل آپ
بلائی تھی اور چودھری جیتا سنگھ کے بھی لڑکے مارے گئے تھے۔
بنارس مین پلٹن آ انیسے اور فوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکرور مین لیکن راجہ کی جہت سے
صورت امان ملی مگر استیصال باغیون کا نہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی انکی گروہ باغی سے مل گئی۔
الٰہ آباد مین سب سے زیادہ پھانسی دی گئی کہ ایک مولوی نے محمدی جھنڈا اٹھا کے تمام رعایا کو
باغی بنادیا پہلے حکام فوج قلیل سے قلعہ بند ہوے فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹ کر سیدھی راہ
دلی کی لی دریاباد کے پٹھان رعایا وغیرہ نے ملکر کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر باندھ مقابلہ کیا
مثل مشہور کم زور مار کھانے کی نشانی یہ نہ سمجھے ہم کس عوض سے مقابلہ سرکار سے کرتے ہین آخر فوج

مستعار کرین مگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ الہ آباد سے آن پہونچی ہے اسکا سبب یہ ہوا تھا کہ قبل از دخالہ کئی سو میم بچے وغیرہ انکے دام بلا مین گرفتار تھے اور جبتک کسیکو قتل نہ کیا تھا فقط بند زندان مین رکھا تھا اگر اپنی حفاظت مین رکھتے کیا عجب ہے روز بد نہ دیکھتے ۔ بلکہ ایکدن ان سب کے لباس کثیف دیکھکر حکم کیا دہوبیونسے انکا لباس سفید دلواؤ و نگر میم گوئندون کے ہاتھ ہر طرح سے باخفا چٹھیان اپنے احوال گذرانی لکھکر بھیجتی تھین چنانچہ ایکدن دو گوئندے مع چٹھی پکڑے گئے ۔ بس یہی ان سبکی قضا کا باعث ہوا بالا راؤ مع فوج جنگی و نو ملازم مقابلہ فوج گورہ روانہ ہوے یہان رانا راؤ نے جھنجھلاکر ان سب اسیران بیگناہ کو بہزار ذلت زیر تیغ لیا اس جرم پر کہ تمنے اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا وگرنہ ہم ہرگز تمھین قتل نہ کرتے قید مین رکھتے میم نے حالت یاس مین بہت سا عذر و سماجت کیا کسینے نسنا اور نہ کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت و مذہب مین جائز ہے اور بالفرض اگر قتل بھی ہوے تو لندن خالی نہو جاے گا اپنی موت یاد باہے اس سے زیادہ نرمر جاتے ہین یہ بھی نہ سمجھے کہ امیر دوست محمد خان کابل نے کسطرح اپنی حفاظت مین عورات کو رکھا مردہ پر محافظ کردیے تھے اسیطرح اگر یہان بھی صورت سفاکی نہوتی کیسی نیکنامی ہوتی اور صورت رفاہ بھی حسب دلخواہ ہوتی پس جب یہ صورت نہوئی سرکار کے حق بجانب ہوئی جتنا غصہ اسکی یادداشت مین سبکے واسطے کرتے بجا تھا۔

غرض ما بین فتحپور و سرسول مندراجی گورون سے مقابلہ ہوا ایکساعت تک لڑے اوسکے بعد فوج جدید جنگ نادیدہ پسپا ہوئی اور مرہٹے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہین رکھتے خلاصہ کانپور سے ۱۲-کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصے مین بالا راؤ کے پاؤن مین گولی لگی تھی یہین مچھٹگتین کانپور مین پہونچکر قدم نہ ٹھہر سکا بٹھور کو بھاگے اس بہانے سے کہ وہان اپنی ہمقوم لیکر آتے ہین یہان فوج مین طلاطم پڑگیا جانا کہ رانا راؤ بھاگ گیا سبھون نے سیدھی اپنے گھر کی راہ لی بلکہ جو بٹھور تک چلے گئے اونھون نے رانا راؤ کا گھر لوٹا اوسنے جب یہ صورت فوج کی دیکھی کچھ نہ بن پڑا گنگا سے اوترکر فتحپور چوراسی مین آکر ٹھہرا۔ چودھری کے یہان جو زمیندار فتحپور چوراسی کے تھے —

جب فوج سفرور باغی گھر لوٹ چکی ہر گھاٹ سے عبور کرنا شروع کیا اوسوقت گھاٹ پر کثرت سے

آخر تلنگون نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی جو انکے مکان جنرل صاحب مین رہتے تھے دینے تم نواب لینے کانپور سے بھیجا ہے کہ تم مفصل احوال نواب منور الدولہ و ممتاز الدولہ کا لکھو کہ کیونکر ہاین اس ملت جعل سے نواب ممتاز الدولہ کو الزام دیکر گرفتار بلا کیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر واجد علی نواب کے بڑے ساعی ہوے جناب عالیہ نے کپتانون سے سفارش کر کے بڑی جد و جہد سے چھڑوایا جب نواب حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر ہوے دو اشرفی نذر دی نواب سعید الدولہ نے اپنے بیٹے سے بھی نذر دلوائی دوسرے دن چھ نالی ولایتی بندوق اور ایک تلوار مرزا برجیس قدر کو دی۔ چندروز مین فضل خدا سے جناب عالیہ سے ایسی موافقت ہوگئی کہ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوگئے ممو خان کو برا نظر گذرا جناب عالیہ نے انکی بیٹی سے نسبت مرزا برجیس قدر کی تجویز کی مگر کوئی رسم عرفی مقرر نہوا زبانی جمع خرچ رہا اور سارے شہر پر حال موافقت و نسبت کھل گیا۔ ایکدن کسی انگرکھے کبھی رومال تحفہ لاتے اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے ممو خان نے انتہا سے موافقت ناگوار بلکہ خار سمجھکر آپنے ہاں نے مین تفرق کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کر کے کہین بھیجدیا جاہیے مگر جناب عالیہ نے بچانے دیا بدستور اپنے پاس رکھا کہ جب ممو خان کو خلش زیادہ بڑہی اور بہت خار جگر کھٹکنے لگا جناب عالیہ کو سمجھایا یہ بڑے روپیہ والے ہین انسے بھی کچھ لیجیے وگرنہ مجھسے اب کام چلتا نہین معلوم ہوتا جب نواب کو یہ کھٹکا ہوا اونسے بھی راہ و رسم دنیا سازی بڑہایا چنانچہ ممو خان جب کچھ علیل ہوے نواب نے جاکر اونکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوے اپنے گھر بلاکر ایک ولایتی بہت عمدہ ایک بھاری تیغچہ میر واجد علی کو دیا اور بہت دنیا داری سے کہا ہمین تم اپنا جانو تلنگے ہمارے دشمن جانی ہین انکا کہنا انسنا کچھ سوار ہمارے ساتھ کردو ممو خان نے دس سوار تعینات کردیے بہرصورت بچے

فوج انگریزی کا الہ آباد سے پہونچنا شکست کر نانا راو کا ہونا

رانا راو پیشوا کانپور اپنی عیش و عشرت ناچ رنگ مین مشغول تھے اور دس بندرہ ہزار سوار و پیادہ مثل ٹلہ بندی خرکیر کی بھرتی جنگ نا بدوفانہ ست ٹوٹے مارے کچھ لکھنو کچھ اطراف جوانب کے رکھہ لیے تھے فوج جنگی سوار و پیدل و توپخانہ بھی تھی انکی غفلت سے بہت خلاف دیکھا سیدل برنا مست خاطر ہوچکی تھی بلکہ منتظر رہتا اگر نتھے نواب یا کوئی اور صاحب بیرحملہ اولوالعزم ہاتھہ لگجاے تو اسے اپنا حاکم

کہ یہ انکی بنائی ہین اور مکان کرایے مین اپنی حفاظت مین رکھا ان سبنے اپنی داڑھیان بڑہادی تھین کرتے مشائخی بھیس گریبان پہنتے تھے سر پر عمامے بادامی ہاتھہ مین تسبیح زیتون بڑے دانونکی بہرصورت جان بچی۔

57 ## احوال دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی نے چاہا کہ مثل نواب منورالدولہ دلیرالدولہ کے بھی گھر کو لوٹیے یہ پہلے باخبر ہوکر مع اپنے رفقا اور ملازمین تن بمرگ دیگر مسلح گھر مین بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہے یہ سامان جنگ دیکھکر پھر کسی کی جرات نہ پڑی کاشکے منورالدولہ بھی یہی صورت کرتے وہ تو انسے زیادہ شکاری تھے مگر مرنا بہت مشکل ہے ہر شخص سے نہین ہوسکتا بعد اسکے حسب الطلب سرکار مین گئے چنانچہ ہر روز اوسیطرح مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جہان اور امرا اہل وثیقہ صاحبان نشین بیٹھتے تھے جناب عالیہ نے انکے واسطے نظامت صوبہ الہ آباد تجویز فرمایا تم فوج لیکر جاؤ وہانکا بندوبست کرو انھون نے عذر عدم واقفیت مالی وضعف قوائے سن پیری درپیش کیا موقوف رہا بعد اسکے جب جنرل اوٹرم صاحب وہاوے کو آئے اسکے سات دن پیشتر انھین خلعت جرنیلی پٹالن نجیب ملچکا تھا جب بھی اونھون نے عذر کیا تھا کچھہ پیشرفت نہوا خود بھی کسی مورچے پر نہ گئے اور نہ کوئی افسر نذر دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہرحال بچایا۔

59 ## احوال نواب ممتازالدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ مین آئی نواب ممتازالدولہ مصلحت وقت سمجھکر عنایت باغ جو گولہ گنج مین قریب بیلی گارد تھا وہانسے اپنے قدیم مکان گنگی سوکل کے تالاب پر مع اسباب جاکر رہے چندروز بروپوش رہے تلنگون کے شر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑتے عنایت باغ سے کچھہ اسباب لوٹکر لیگئے بعد اسکے نواب نے کچھہ خرچ کرکے افسران فوج سے ایک گارد سوار اپنی حفاظت کو متعین کروالیا خرچ یومیہ اونھین ملتا تھا دروازے پر سبیل شربت قند کی رکھوادی تھی مجاہدین مرد و دخدا بخوبی سیراب ہوجاتے تھے مرزا قاسم بیگ داروغہ عنایت باغ ضریح لقرہ لاکھہ روپیے کی توڑکر سے آگے

کچھ سمجھکر اپنے گھر مین لے آئے تھے منصور نگر مین اور لطمع دنیا قریب اپنے مکان کے مکان رہنے
کو دیا تھا مگر وہ مفلس ہو چکے تھے کچھ اسباب زیور بیچ کر بسر اوقات کرتے تھے محمد تقیخان کو بھی کچھ
دیتے تھے محمد عسکری انکے بڑے بیٹے نے جوزف شارٹ سے کچھ مانگا جب نملا میر یوسف علی سے
جاکر سارا احوال مخفی کہدیا کہ ہمارے محلے مین انگریز آکر چھپے ہین اونھون نے ممو خان سے کہا
تلنگے بون کی پلٹن کے اوسکے ساتھ ہوے اتفاقاً محمد تقیخان بھی اوسی مکان مین آکر بیٹھے تھے
سبکی مشکین باندھ سر چوک ہجوم عام سے دردولت پر لائے انکا بیٹا جانتا تھا کہ میرا باپ بچ جائیگا
مگر چاہ کنندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے اسواسطے وہ علیحدہ ہوکر اپنے گھر مین چھپ رہا۔
غرض جب یہ اسیر صف بستہ روبرو سے جناب عالیہ جاکر کھڑے ہوئے تلنگون نے چاہا کہ سبکو گولی
سے اوڑا دین مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ جوزف شارٹ جسکے بھائی سلطان مریم بیگم محل
حضرت خلد مکان کے ہین حاکم وقت کسی رئیس و عالیخاندان کو قتل نہین کرتا بلکہ حفظ آبرو و
ناموس کرتا ہے سارا شہر جانتا ہے کہ یہ مسلمان ہین ہمیشہ سے انکا طریق ظاہری لباس وغیرہ موافق
اہل اسلام ہی پھر انکی ایک ایک ہاتھ پکڑ کر روبرو سے جناب عالیہ لے گئے کہ ملاحظہ فرمائیے انکا لباس
مثل ہندوستانیون کے ہے یا نہین بعد اسکے ہاتھ دستگیری کو جناب عالیہ کے ہاتھ مین دیدیا فرمایا
انکی مشکین کھولدو قید کرو میر واجد علی کے سپرد کردو اونھون نے ایک مکان مین لیجاکر رکھا یہ بھی
غنیمت سمجھے کہ اب حمایت سرکار مین رہنا بہتر ہے ورنہ شہر مین پھر خراب ہونگے مرزا محمد تقیخان
کو مرزائی بیگم نے اپنا عزیز بناکر چھوڑ دیا مفتاح الدولہ کے پاس رکن رکین جایا آیا کرتے تھے
ممو خان کے پاس بھی جاتے تھے بلکہ امیدوار کسی عہدے کے بھی رہے مرزا اببر جلیس [illegible] کو ایک
[illegible] جو ادخاندانی انکے پاس تھا اور مختص فتیح وغیر وزری کا خوشامد سے نذر دیکر بنگلے مین
[illegible] فتیح ہوگی ایکدن چھوٹی تلوار غدر رونی شاعر تھے قصیدہ بھی اونکی شان مین گذرانا
[illegible] عرض کیا میرے پاس کوئی بندوق نہین ورنہ مین بھی کسی مورچہ پر جاتا مفتاح الدولہ
[illegible]
[illegible] کی جان بخشی کا ایک حیلہ مشہور کیا کہ جوزف جو ہانس ہندون کی
[illegible] صورت یہ تھی کہ اپنے پاس سے کئی سو روپیہ سرکار مین دیا کرتے تھے

لالے رہتے تھے اور سب سے پہلے آپس مین تقسیم کر لیا تھا سپاہی کو سوا فی تلنگہ ۱۲/ روپیہ پیسہ سوار ۳۰/ روپیہ کپتان
بجای کرنل پالنسو جیلی رسالدار ہزار روپیہ ماہوار ہی لیا کرتے تھے اسکا حساب کچھ نہین
ان وجوہات سے تھا جرہ بیلی گارد کا طول کھینچنا اپنا فتوحات سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ بعد
خالی ہو جانے کے سرکار کی غرض ہمسے کچھ نہ رہیگی تلنگون کے پاس فقط بندوق تو سوا ان فسرونکے
پاس فقط کرپا نصرین رہ گئی تھی ان باتون سے سوا شہر پر ایک اور آفت سماوی نازل تھی کہ
ابتدا سے بادشاہ ال ... وبا کے بہت شہر اس شدت سے ہو رہی تھی کہ کبھی پیشتر اسکے نہوئی تھی اور
اس ہنگامہ مین کئی سبب سے بڑھ گئی تھی ایک کثافت شہر کوچہ و بازار کہ گنگ کے متصل ہوا سے شرقی
بیلی گارد سے شہر پر چلی آتی تھی نعش مقتولین جو پایہ مردہ تمازت آفتاب سے برج اسد اور زبان پار
کی ہوا اور بے احتیاطی عوام ماکولات مین مکھیون کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام وبا کے
گئی تھی مگر قدرت خدا کو دیکھا چاہیے اور تصور کرنا لازم ہے کہ اگر بالفرض بیلی گارد مین یہ
برج باخیمہ داخل ہوتی تعجب ہے کہ ایک کو جیتا نچھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دریا بہتا اور خدا
...در رہتے سے تسلط صاحبان عالیشان ہو جاتا توقع تھی کہ رعایا جیتی بچتی یہ غبار اپنے زکلت اور
شہر کی رکھتے یا برابر زمین کر کے ایسی صورت کرتے کہ کبھی گھاس تک نہ جمتی یہی مصلحت
باری تھی کہ محصورین بسلامت نکل گئے خدا نے غربا سے رعایا اور بے گناہون پر رحم کیا کر
ت دکھائی اور حکمت و فعل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بصیرت اس امر خاص
ر و تامل دیکھین کہ کیا ہوتا ہے۔

...ی مرزا محمد تقی خان نبیرہ نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان مرحوم

...ش نے پہلے لوٹنا اہل و ثابق و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۵ ذیحجہ روز دوشنبہ
...جوزف شارٹ بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور جوزف جوبانس اور انکا داماد چودہ
...رو کو مرزا علی رضا کوتوال اور محمد قاسم نے قید سے چھوڑ دیا وہ دولت گنج حسن جلیخان
...ن مین جا کر رہے راٹن صاحب بھی اوسی مکان مین تھے پوشیدہ پہلے حسین بخش
...ن تھے تلنگے خوب لوٹ چکے تھے مگر جان سے بچے تھے پھر وہان نے مرزا محمد تقی خان

مگر نواب پر شاق گذرتا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری بھلائی کو کہتے ہین نواب شرف الدولہ بھی
بظاہر خوف فوج اور باطنین اپنے کینہ دیرینہ سے طرح دیتے تھے ارکان دولت بھی انکو ایک
رقم سمجھے ہوسے تھے فی الجملہ اگر یہ سب نہ ہوتا جیسے ایچی ظاہری بنے گئے تھے اگر مرنے پر کمر باندھتے
خوب تلوار چلتی بڑا گھمسان پڑتا۔

ایکدن تلنگون نے بہت سخت سست کہکر روپیہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر پلنگ کا پایہ رکھکر
ایک تلنگہ چڑھ بیٹھا کہتے تھے ہم تجھے ایسی سختی سے مارڈالینگے کسطرح سے تاقیت تنگ کی
تھی حالت یاس ہوگئی تھی کہ اسنے جان نہ بچیگی۔ ہر چند تلنگون کو ہر روز بہت کچھ دیا کرتے تھے
آخر شرف الدولہ جرنل ممو خان اور چھوٹی ہست کو بحساب رسدی دیکر مستعد سفارش جنابعالیہ کیلے
بقول ع چو مزدور خوشدل کند کار بیش۔ ان سب نے پہلے تماشا دیکھکر پھر سفارش جنابعالیہ سے
نجات دلوائی۔ نواب نے بود و باش مرزا ابوتراب خان کے گھر مین اختیار کی دوسرے تیسرے دن
جنابعالیہ کے سلام کو جاتے تھے۔

جب سپاہ باغی نے مردم آزاری ظلم و تعدی سے ہاتھ نہ اوٹھایا سبکو یقین ہوا کہ بیلی گارد کبھی انسے
خالی نہوگا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھکر ٹالتے ہین ورنہ یہ فوج جنگی تلنگہ سوار توپخانہ پچاس ہزار
گوبار ممالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار پانسو کی مہینے سے اولجھی ہوئی ہین ہر مشکل کو مثل مشکل
داخلہ جنت دھاوا کرکے رہ جاتے ہین اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہ جی اکثر جہاد پر باندھ کر بھجاتے تھے
اور اسکے دن بیلی گارد سے دھاوا ہوا کرتا تھا ہزارہا مظلوم و بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور
ہر دفعہ دھاوے پر ایک نیا عذر درپیش ہوتا تھا کہتے تھے ہم کیا کرین سب انگریز سے ملے ہین اور
ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص مالا مال ہو چکا تھا مگر ایک کو نصیب نہوا جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا
دوسرا اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے گانون چلا راہ مین مارا گیا اگر گانون میں پہونچا زمیندار
نے چھین لیا فوج نے چار لاکھ روپیہ نذرانہ مسند نشینی ٹھہرایا تھا اگرچہ وہ یکمشت نہ ملا مگر کوٹھی شاہی
جو چتر منزل مین تھی جنمین اسباب چاندی سونے کا بھرا ہوا تھا مثل حوضہ پالکی نالکی۔ پلنگ
مسہری پیچشانہ۔ وغیرہ ہر قسم کا قریب ڈیڑھ کروڑ کا ہوا اوسے کئی مہینے تک لوٹا کیے سرکاری
مہرے کو وقت لوٹ باہر نال دیتے تھے وہ سب لاکر آپسمین تقسیم کرتے تھے خزانہ سرکار جو ہر ضلع

بچا کر محلے در محلے مکان در مکان چھپتے پھرے بظاہر بدمعاشون سے جان بچنے کے لالے پڑے منشی میر باقر علی نے مفتاح الدولہ سے جا کر کہا کوئی صورت نواب کے جان و مال بچنے کی ان تلنگون کے ہاتھ سے نکالیے وگرنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہوے جاتے ہین کب تک ایسے چھپتے پھرینگے اور کہان جا سکتے ہین اونھون نے اپنی رحم دلی نیکنہادی نیکنامی سمجھکر سید برکات احمد رسالدار کو سب طرح سے سمجھا کر کچھ دیکر رضامند کیا جب خاطر جمع ہو چکی منشی جی سے کہا نواب سے کہیے اپنے گھر چلے آئینگے۔ دوسرے دن صبح کو رسالہ دار کو اپنے ساتھ نواب کے پاس بے آئے پھر نواب کو در دولت پر لائے جناب عالیہ کو نذر دلوائی خلعت دوشالہ رومال ملاہت سی تشفی فرما کر رخصت کیا دربار مین شامل اور امداد پانے لگے فی الجملہ بظاہر باغیون کی زیادتی شر سے صورت عافیت معلوم ہوئی مگر مخالفت و ترسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھات مین لگے ہوئے تھے جب رسالدار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوے کہ جو کچھ دیکر رسالہ دار سے صورت عافیت کی پیدا ہوئی تھی گئی ۱۲۔ ذیحجہ روز سہ شنبہ نواب تالیف قلوب سمجھکر تقریب سیوم رسالہ دار مین مع رفقا با اسلحہ جا کر شریک فاتحہ خوانی ہوے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور خلش باطن سے وقت پا کر پہلے ڈاڑھی سے چھیڑ شرع کی تقریر بڑھی آخر افسر کہنے لگے ہمین خوب معلوم ہے کہ تمہارے مورچہ اسمٰعیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈالی قلمی عام کی بھی ہلی گارد مین جاتی ہے تمنے اپنا مورچہ اسیواسطے وہان کیا ہے بظاہر ہمین دھوکا دیتے ہو اسی قیل و قال سے نواب کو گرفتار کر بدلت پیادہ پا اپنی پلٹن مین لیچلے اوسوقت اونکی خوش نصیبی سے جناب عالیہ کو خبر پہونچی چوبدار نے آکر کہا انھین اور کہین نہ لیجاؤ در دولت پر لیے آؤ جبتک وہان پہونچین راہ مین بہت صورت خلاف پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ نچھوڑا وہ بپالالشش مین آگئے جناب عالیہ نے فرمایا انھین ہمارے مکان مین رکھو غرض جہانپناہ کے نیچے مکان مین رہے پہرے تلنگے کے تھے ہر روز افسر انسے گفتگو لا طائل ہم انگریزی تھی لاکھون مانگتے تھے رفقاے جان نثار جو ساتھ تھے سب بھاگے فقط منشی جی مصاحب غار رہ گئے مگر یہ بھی بہانے تھے اگر نواب سے جدا ہو جاؤنگا جان بھی نہ بچیگی افسر سے کچھ ساز کر لیا تھا وگرنہ لال باغ مین انکا گلا بھی خوب لٹتا نوبت با افسرون کو جواب اضطرار و حرکت مذبوحی سے دیتے تھے منشی اپنی چال سے بنا کر جواب دیتے تھے اگرچہ وہ مصلحت آمیز ہوتا تھا

از سبب تعارف لکھنؤ نواب مظفر الدولہ اجل گرفتہ کے گھر اترے یہی بہانہ قتل نواب کا ہوا شہر مین شہرت ہوگئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آراستہ ہوا ارکان دولت حاضر ہوے سفیر نے عذر خستگی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دو پہر تک منتظر رہے خاصہ ہر شخص اپنی طمع نفسانی سے چاہتا تھا کہ دربار شاہی مین میں واسطہ سفیر ہون آخر نواب زینت محل کے وسیلے سے تخلیے مین ملازمت سفیر ٹھہری اوسدن دربار عام برخاست ہوا محلسرا مین سفیر حاضر حضور ہوا بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے ڈورے کا کرتہ پہنے دولائی اوڑھے سفیر آداب سلام بجا لایا نذر دی عرضداشت اشرفیان نذر کی گذرانین بادشاہ نے پنسل سے عرضداشت مزین بدستخط خاص فرمائی کہ فرزند ارجمند مرزا برجیس قدر بہادر شاہ اودھ آفرین ہو کہ چھوٹے سے سن مین تمنے بڑا کام نام کیا آیندہ پیچھے سے تمھارے واسطے مہر خطاب بھیجی جایگی خاطر جمع رکھو جو ملک قدیم تمھارا تھا اوس سے زیادہ عطا ہوگا بعد اسکے وہ عرضداشت دستخطی عنایت ہوئی رخصت کیا دوسری ملازمت مین باقی اسباب مانندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی سے رسید بھی اوسیدن مل گئی ورنہ بڑی خرابی ہوتی۔

شب سہ شنبہ رات بھر فوج انگریزی سے اس کثرت سے بینہ بم کے گولون کا برسا کہ اہل شہر کو یاس کلی ہوگئی دو گھڑی دن چڑھے منگل کو گورون نے کشمیری دروازے سے دھاوا کیا داخل شہر ہوگئے بیگم سمرو کے باغ مین مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھر آہستہ آہستہ ہر مقام مین جھگڑا جب یہ صورت ہوئی فوج باغی نوک دم سی بھاگی اہل شہر نکلے اونکے ساتھ سفیر بھی اپنی جان بچا کر بھاگے۔ ۲۰ محرم ۱۲۷۴ھ بادشاہ قلعہ سے مقبرہ ہمایون مین آئے اسکا ذکر تفصیلی معرکہ دلی مین آئیگا۔

غرض سفیر لکھنؤ بہزار خرابی بعد طے منازل خوف بیم بسلامت لکھنؤ آئے جناب عالیہ کی حضور مین رسید اسباب مرسلہ دی اور جو کچھہ بچا لائے تھے وہ داخل جواہرخانہ ہوا۔ عرض کیا دلی کا خاتمہ ہوچکا ممو خان نے کہا اسکا ذکر نکرو فوج بیدل ہوکر بھاگ جایگی۔

قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور اونکی رہائی

نواب منور الدولہ کے گھر کا اسباب ظاہری جب تھوڑا بدمعاش لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

دیں وہ بھی مارے جاتے ہیں مگر امیدوار عنایت خسروانہ کا ہوں کہ جو مہربانی سرکار حضور کی میرے بزرگوں کے ساتھ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق میں بھی چاہیے اور یہ تحفہ واسطے خداوند ذوی الاحترام کے گو کہ لائق حضور نہیں ہے مع عرضداشت گزرانتا ہوں اگر قبول افتد زہے عز و شرف۔

تحریر فی مفتاح الدولہ سے ایک کیسہ زربفت معہ کمربند ایک تیغ جوہردار قبضہ مرصع ... با موتی و مروارید گلوبند ... جوڑی النگوٹھی ... دستبند مروارید ... انگشتری مروارید گلوبند ... جمع ...۔

ایک سو ایک اشرفی یہ سب پیش سفیر ہوا اور کہا جب خطاب مرزا ... حیدر کا آ گئے خلعت پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گے دو ہزار روپیہ خرچ راہ کے ... سپاہی ... بخش حیدر خان کمیدان دو سو سوار دو چپراسی دو چوبدار آٹھ بہرہ کہار ۔ اخبار ... سوار ... کہار ... ۔ فراش مع خیمہ وغیرہ یہ سب عملہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے عبید خان رسالدار ... شاہ وکیل اخبار نویس لکھنؤ کا آچکا تھا وہ بھی بسفارش نواب ساتھ ہوئے۔

... تاریخ شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۳ ہجری خیرآباد کی راہ سے روانہ ہوئے ... محرم سنہ ۱۲۷۴ کو دلی پہنچے راہ میں ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے کا رہتا تھا کہ زمیندار ہر گانوں کا خودمختار ہو گیا تھا اثنائے سفر میں بمقام قریب مرادآباد بریلی ولسن صاحب سے جا ملے کہ ... خوف تھا چنانچہ ... دلی تک پہنچا مرادآباد میں اپنے رسوخ و خیرخواہی سرکار کے واسطے سفیر کو دوستانہ صلاح دی کہ تم ولسن صاحب سے ملاقات کر لو تو بہتر ہے ... اسکا نتیجہ اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمہاری سرکار کے واسطے بھی نکلے سفیر نے جواب دیا کہ یہ خیانت مجھ سے نہ ہوگی مگر وقت مراجعت البتہ مضائقہ نہیں کہ اپنے موکل سے جا کر عرض کروں اور سمجھاؤں۔

غرض ان دونوں صاحبان عالیشان سے لڑائی بہت کم ہونے پائی تھی فوج باغی کو جو ادبار آ ہو چکا تھا مستعد بھاگنے پر ہو رہی تھی اہل شہر کو یقین قتل و بربادی کا ہو چکا تھا ... لکھنؤ کا پہلے شاہزادے میں با اتفاق ایک شخص کو ... بھیجا جب بادشاہ کو خبر ... جلوس کو استقبال سفیر کے واسطے حکم ہوا سفیر بھی ... راہ میں گولے گولی سے بچ کر داخل شہر ہو کے

تلنگہ حسین آباد کو توالی سپاہی ساتھ تھے کسی گوئندے نے یہ خبر مفصل فوج سے جا کر کہدی
پچاس سوار کو حکم ہوا اسکو گرفتار کر کے دروولت پر لے آؤ جب سوار پہونچے سپاہی جتنے ساتھ تھے
صورت دیکھتے ہی بھاگے زنانی سواری کو در دولت پر لائے احمد علی اور کو توال قید ہوے
جب کورٹ مین روبکاری ہوئی سبب عیال کے باہر بھیجنے کا پوچھا کہ اگر بخوف انگریز کیا تو مرگ
انبوہ سے کون سی صورت نجات عافیت کی نکالی تھی یا درحقیقت تھین اونسے باطنین ساز
ہے اپنے بچاؤ کو حاضر رہتے ہو کچھ جواب شافی ندیا اور جب تلاشی اسباب کی ہوئی کچھ مسروقہ
سرکار نہ پایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب خازیان فوج ہو گیا دو تین دن کے بعد
جناب عالیہ اور نواب کی سفارش سے دونو پھر کام پر بدستور مامور ہوے۔ مگر فوج کو ان سے
کھٹکا ہو گیا۔

روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور وہانسے لکھنؤ پھر آنا

جب فوج باغی مسند نشینی مرزا برجیس قدر سے مطمئن ہوئی اور فرمان شاہ دلی درجواب عرضداشت
فوج اسباب خاص مین آچکا افسران فوج اور ارکان دولت مین صلاح ہوئی کہ دلی قدیم
سے دار الخلافت ہے لازم ہے کہ کوئی شخص معتبر معقول سرکار سے تجویز ہو کر مع عرضداشت اور کچھ
ہدیہ بھی لیکر باعزت روانہ ہو چنانچہ جناب عالیہ نے مفتاح الدولہ سے تجویز شخص معقول فرمایا اونھون
نے اس فقیر حقیر مولف کتاب سے کہا مینے کہا مجھے کچھ تماشا دیکھنا منظور ہے آپ جانتے ہین
ندیکھون حالانکہ اس سب کا مآل کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر بنظر رفاہ وفلاح میرے یہ امر دوسرا ہے
آپ کو معلوم نہیں عباس مرزا بیٹے میر احمد کے داماد مرزائی بیگم مقرب جناب عالیہ تجویز ہوئے ہین ہا
جائینگے چنانچہ یہی صورت ہوئی بسفارش مرزائی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا دوشالہ رومال کا
خلعت ہوا اور کہا تمھین معتمد و امین سمجھکر بعہدہ سفارت شاہ دلی بھیجتے ہین پہلے اونھون نے نظر
با اسباب ظاہر عذر کیا مگر پھر مرگ انبوہ سمجھکر قبول کیا نواب شرف الدولہ با بو پرنجنو عرضداشت لکھی القاب
حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ۔
اس خاکسار عقیدت نہاد نے کافران فرنگ کو تہ تیغ بیدریغ کیا چند کفار بدنہاد بیلی گارد مین باقی

ہوکر فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج لیکر لکھنؤ آئے اپنے پاس سے
خوراک دیتے تھے بعض کو سرکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار
تعلقدار راجہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار پاتے تھی اگر درحقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے بہت تھے
بشرطیکہ سپاہ باغیہ موافق ہوتی اور وبال رعایا نہوتا -

بھیجنا فرمان بہادر شاہ دلی اور انتظام کورٹ فوج باغی وغیرہ

۱۲ تاریخ شہر ذیحجہ چہارشنبہ کو فرمان بہادر شاہ دلی در جواب عرضداشت سپاہ باغی یہ آیا کہ تمنے
مرزا برجیس قدر کو مسند وزارت پر بٹھایا اچھا کیا بدولت بہت خوش ہوے حسب دستور ۲۱ توپ
سلامی چلی اوسی دن سپاہ کو اپنے افسروں سے کچھہ مظنہ سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس
جہت سے ابتدائی عقال صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار و توپخانے کے بھی داخل کورٹ
ہوا کریں اور ان سب جماعت سے ۴ اشخاص مشخصہ کو اختیار کلی دیا جاے کہ جس بات کو
یہ چار یار باتفاق کہیں وہ حکم جاری ہو چنانچہ اس اجلاس میں ایک صف میں افسر دوسری
میں سپاہی وسط میں جرنل اور نوابصاحب بیٹھے تھے ایکدن صاحبان پارلیمنٹ نے یہ حکم دیا
کہ جسوقت حکم جرنل بیلی گارد کے خالی کرنے کا ملے ہمیں ہزار پانسو بیلدار ملے اوسکی صبح کو ہم
خالی کروا لینگے - دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام پر مارا جاے پہلے اوسکا وارث اوسکے
بدلے نوکر ہو اور اگر نہو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار ہو اور اگر کوئی شہر میں لوٹے حکم کورٹ
سے وہ مارا جاے یا اگر رعایا مار ڈالے کورٹ سے اوسکا مواخذہ نہو - نوابصاحب اور جرنل نے
ان سبکو بطیب خاطر قبول کیا -
ہر روز گوئندے بیلی گارد کے طرق مختلف سے پکڑے جاتے تھے اگرچہ تبدیل لباس و نئی صورت
سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپاکر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے
اشتباہ سے بھی گرفتار ہو جاتے تھے اور طمع زر سے اپنی جان پر کھیلتے تھے -
۹ - تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر اور محامد الدولہ میان احمد علی
مہتمم حسین آباد کے قریب پچاس مبنی میانہ ڈولی کے باغ علی گنج سے روانہ ہوے کچھ لوگ گو ہاں

مجھے ملے یہ باتین ازراہ فریب بیگم صاحبہ اور ممو خان کی تھین اسواسطے کہ میرا ساز انگریزونسے تیار ہے جناب عالیہ نے فرمایا مین اسکا جواب صلاح کرکے دونگی مگر شرط نمکحلالی یہہ ہے کہ ستعدی و جانفشانی سے ان کافرون کو قتل کرکے جلد بیلی گارد خالی کر دالو اسوقت جو کہو گے کرونگی بلکہ اوس سے زیادہ اتنے مین کئی کپتان بھی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہان آئے ہو اپنا مورچہ ہمارے ساتھہ لگاؤ چنانچہ راجہ کا مورچہ شیر دروازہ اور اصطبل آئینہ خانہ پر ہوا۔

حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈی سندیلہ وغیرہ

تین پروانے اس مضمون کے روانہ ہوئے کہ بفضل خدا سے بتاریخ بہتر روز نیک ما بدولت و اقبال تخت مسند آبائی پر جلوس فرمایا اکثر تعلقدار اطراف و جوانب مع اضراب توپ واسطے سپاہ قلع قمع انگریزون کے در دولت پر حاضر ہوئے لہذا تمھین بھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز مع فوج اور اہلکار کسی گھاٹ سے تمھارے علاقے مین اوترنے نپاوے جسطرح سے ہو مقابلہ کرنا اور بفور دیکھنے حکمنامہ ہذا مع فوج و توپ در دولت پر حاضر ہونا تاکید جانو۔

چنانچہ ایک پروانہ نرپت سنگہ باغی تعلقدار روہیا دوسرا ہردیو بخش سنگہ تعلقدار کٹاری پرگنہ سانڈی ضلع ملانوان تیسرا دینا سنگہ تعلقدار راج پور پرگنہ ضلع مذکور کو گیا نرپت سنگہ نے دو پروانہ دعوت دس انعام اور عرضی سپاہی کو دیکر روانہ کیا کہ پروانہ کرامت نشانہ حضور مشعر اجلاس فرمالی آیا سرفراز و ممتاز کیا اللہ تعالے مبارک کرے اور اوج ارادت دل پر فائز کرے خانہ زاد کی گڑھی سے علاقہ انگریزی قریب ہے فقط دریاے گنگ درمیان ہے اکثر ہرکارون سے خبر عبور انگریزون کی سنی جاتی ہے خانہ زاد کا آنا مصلحت وقت نہین ہے انشاء اللہ اگر کفار قصد عبور گنگ کرینگے اقبال سرکار سے مقابلہ کرکے قتل کرونگا۔ واجب تھا عرض کیا۔

ہردیو بخش نے ۱۲ روپیہ دیے تین دن تک سپاہی کو رکھکر رخصت کیا لچھمن سنگہ زمیندار بانگرمئو میر غلام جعفر زمیندار عثمانپور میر عالم علی زمیندار باغون علاقہ سانڈی بھیکنخان زمیندار بھولی علاقہ سلون وغیرہ حاضر نہوئے وجہ انکی غیر حاضری کی معلوم نہین اور بعض سا جیسے مثل لال ہنونت سنگہ کالے کانکر یا گلاب سنگہ تعلقدار نزول علاقہ سلطانپور وغیرہ ہمراہ جیکے دارد

جواب دیا - راجہ نے معرفت ماتا پرشاد اپنے مختار کے جواب بھیجا کہ تین شرائط سے حاضر ہو نا ہون پہلے یہ کہ شرارکت تلنگاون کی نہو سے مین تنہا بیلی گارد فتح کر لونگا دوسرے کوئی تلنگہ بجبر دست اندازی نہ کرے کسواسطے میرے بیٹا سے مین باہت سے تلنگے رہتے ہین مجھکو یقین انکی نالش کا ہے تیسرے جتنی فوج مین لاؤن سرکار او سکا روپیا اور خرچ دے اسکے سوا دو مین باہین وقت حاضر ہونے کے تخلیے مین عرض کرونگا -

حکم ہوا بروقت حاضر ہونے کے موافق تمہاری مرضی کے عمل مین آئیگا قصہ مختصر راجہ ۷ ہزار سپاہ گوہار معہ سے حاضر ہوے ۵ ہزار دو رستہ راج کمہار بڑے بہادر ہوتے ہین فقط تاوار باندھتے ہین اور دو ہزار پانسو نجیب وغیرہ زمیندار ساتھ تھے آلات حربی مثل لوکے کے تھے اوسکی صورت یہ ہے کہ کمہار مٹی کا مجوف بناتے ہین وہ جہان پہونچتا ہے بھیجتا ہے بارود اوسمین بھر کر ایکطرف فلیتہ لگاکر قلعہ یا گڑھی پر پھینکتے ہین اوسکے ٹکڑون سے آدمی زخمی ہو جاتے ہین تہنیت پر آکر ٹھہرے جب فوج اونکی مضمون عرضی اور شرائط سے واقف ہوئی بگڑی بہت برا بھلا کہنے لگی اور کہا کہ اگر بے مرضی و صلاح ہمارے آویگا ہم سیدھے دلی چلے جائینگے اور کہنے لگے کہ جو لوگ انگریز سے ساز رکھتے ہین وہ سب برجیس قدر کے پاس جمع ہین اوسوقت راجہ نے اپنا وکیل امراؤ سنگہ نیپال سنگہ رگھناتھ سنگہ گھمنڈی سنگہ کپتانون کے پاس بھیجا ۵ ہزار افسر اور سید برکات احمد رسالدار کو جو جرنل فوج تھے بھجوا دیے -

پھر کورٹ ہوا آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے لال سنگہ نے پڑھا کہ اگر آویگا سواے اطاعت کے وہ ہمارا کیا کر سکتا ہے اوسے بھی کوئی مورچہ دیدیا جایگا شہر مین آنے دو غرض راجہ اپنی دھوم دھام سے در دولت پر آکر حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر ہوے ۱۱ اشرفی نذر دین خلعت و شالہ رومال ملا - راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تدبیر انہو کچھہ عرض کرون جناب عالیہ نے کہا مموخان میر احمد علی میرے خیر خواہ ہین خلاصہ عرض کیا یہ تلنگے بیلی گارد نہین خالی کر سکتے یہ فقط میدان کی لڑائی جانتے ہین ہم لوگ گڑھی خالی کروانے مین مشاق ہین ہمنے سیکڑون گڈھی قلب خالی کروالی ہین بیلی گارد کی کیا اصل ہے ایکدن مین خالی کروالونگا بشرطیکہ کوئی میرے ساتھہ دغا دے کو نہ چلے مگر دو شرطین ہین اول یہ کہ بیلی گارد کی ایکطرف فقط میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ نہیں آباد

منجھلی بیگم خواہر نواب - عـــہ
محمد بخش داروغہ - صـــہ
چندہی - مہاے گرہ داسے - دیوان منشی و نواب - طہ لاکھ
اہل شہر سے بد فعات - لاکھ
غلاصہ یہ روپیہ علاج خلیر فوج وغیرہ مین ہمیت صرف ہونے لگا اور سرکار کو اسکے بینے نکلنے
نکلنے سے بڑی خوشی ہوئی مومن خان کی بھی بڑی قدر اس ہبت سے ہوئی کہ مالک سیاہ و سفید
ہوے ایسے روپیہ مین خدا کیونکر برکت دیتا -

زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ مع فوج جو لکھنؤ کو آئے

زمیندار تعلقدار اطراف لکھنؤ مع فوج کو بار حاضر دربار دولت ہوے -

راجہ دیبی بخش سنگہ گونڈہ کا راجہ - ۲ ہزار
آنندہی اور خوشحال وغیرہ زمیندار تعلقدار گوشا مین گنج - ۲ - ہزار
راجہ سکہ درشن زمیندار سمروتہ - عـــہ
سیجہ رام بخش زمیندار سمروتہ وغیرہ - ۲ - ہزار ۲ - ضرب توپ
راجہ لال مادہو سنگہ بہادر تعلقدار گڈہ امیٹھی - ۵ - ہزار - ۴ ضرب توپ ۲ سوار
رانا بینی مادہو بخش سنگہ بہادر تعلقدار شیوا گڈہ - ۵ - ہزار - ۵ - ضرب توپ
حشمت علی چودہری سندیلہ - ۴ - ہزار
مہر منصب علی چودہری رسول آباد - ہزار -
رگہناتہ سنگہ تعلقدار کمہور گاؤن علاقہ ملوہ بیلی - ۲ - ہزار - ۳ ضرب توپ
کلو خان کار بندہ تعلقدار نان پارہ - عـــہ
راجہ مان سنگہ بہادر کو کئی قطعہ حکم نامہ اس مضمون سے گئے کہ تم انگریزسے بلا بہت سے انگریز
تمنے چھپائے تمام اسباب زر نقد جواہرات اونکا تمہارے پاس ہے فوج سرکار آتی ہے تمہاری
بیخ و بنیاد مٹا دیگی ورنہ جلد سرکار مین حاضر ہو -

سہ سکہ زد بر سیم و زر چون مہر بدر * نیر دین میرزا مرجبیس قدر + ایضاً - سکہ زد از فضل حق
بر اشرفی مہر و بدر + اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر + خالصہ خوشامد سے بہشتی سکی ہو ئی
مگر افسرون نے نا نا کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑیگا پھر صلاح ہوئی کہ نہیں معلوم وہان کسکا اور کو
سکہ پڑا ہے بہر حال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہیے پہلے اوسکے مہتمم مفتاح الدولہ ہوے بعد آسکے
آغا نجف کشمیری داروغہ نواب معشوق محل نے ہ - ہزار پر اجارہ لیا نواب معشوق محل کا اسباب ججہ
اور اہلکارون نے ملکر خوب لوٹا -
جب قلت خرچ روپیہ کی ہوئی شہر مین مالدار گھر تاکے پہلے وزیر خان محمد بخش داروغہ حضور عالم
پکڑ آئے اونپر سختی کی کہ روپیہ بتاؤ جواب دیا کہ تمام گھر نواب کا پلٹن نادری اختری نے لوٹ لیا -
ہماری دانست مین اب کچھ نہین ہے غرض یہ دونون قید ہوے پھر گوبند سے گھر کے بھیدی خبر
لائے کہ ہم نواب کے گھر کا حال خوب جانتے ہین جہان روپیہ ہے ممو خان نے اونھین نیسد سات روپیہ
دینے کو کہے بعد اسکے رات کو ممو خان راجہ جے لال سنگہ یوسف خان حیدر خان بھائی ممو خان کے
مخبر کے ساتھ نواب کے گھر گئے محلسرا مین ایک صحنچی کو کھدوایا پانچ لاکھ روپیہ نکلا - ہاتھی چھکڑون پر
رکھکر لے آئے جناب عالیہ سے ممو خان اور راجہ نے عرض کی ہمسے زیادہ کون آپکا خیر خواہ ہوگا -
ابھی اس سے زیادہ خیر خواہی کرینگے بہت خوش ہوئین تعریف کی خلعت دیا راجہ محروم رہا
ممو خان نے گوبند ہی کو ایک کوڑی بھی ندی اپنے عزیزونکا وہان بہرہ کر دیا آمین سب کے سب
مالامال ہوگئے اور نواب کے متوسلین کا نقد و جنس بھی سرکار مین ضبط ہو کر آیا جسکی تفصیل
بموجب یادداشت مفتاح الدولہ یہ ہے مگر بعد فتح کے ان سبکو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہین
اس چوری سرزوری کا روپیہ کیا ہوا -

نواب کے گھر کا نقد و جنس وغیرہ -　　　　سے لاکھ
نقد ۱۴۱ - لک اشرفی سمہ - طلا ۱۲ ہار ظروف نقرہ وغیرہ ۱۲ - جواہرات دو لک -
متفرقات - لک -

اچھے صاحب داماد نواب -　　　　صمہ
میر احسان علیخان داروغہ دیوانخانہ نواب -　　　　صہ

ورنہ اس سے زیادہ شہر لٹیگا اور جو اشرافون کی شکل ہین سب خفیہ انگریز سے ملے ہین اونکو ہم بیشک پہلے مار ڈالینگے۔ غرض کچھ نشا ۱۰ مہینے تک شہر ہر روز لٹتا رہا۔

تعلقدار راجہ جو کمک کو آئے تھے

سب سے پہلے فوج بدمعاش کے ساتھہ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علیخان تعلقدار محمود آباد سات ہزار گوہار سے آئے چکروال کوٹھی مین اوترے درگبجے سنگھ تعلقدار مہونا وغیرہ پانسو سے بموجب حکمنامہ مذکور منشی محمد حسین قدوائی ۲ سو راجہ اٹو سنجے کا۔

۴ سو میر اولاد حسین زمیندار رسید پور ۴ سو سے آئے۔

پھر افسران فوج نے حکمنامہ زمیندار تعلقدارون کو بھیجا کہ جو سرکار مین مع اپنی فوج کے حاضر نہوگا زمینداری اوسکے حیثیت کو ملے گی فوج وہان پہونچکر اوسکی بیخ و بنیاد کو مٹا دیگی اور جو حاضر ہوگا علاوہ معافی مستمرہ بعد فتح بیلی گارد جاگیر پاویگا۔

طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ خانہ نواب علی نقیخان وغیرہ

جناب عالیہ کے پاس زر نقد ۴۰ ہزار روپیہ تھا جب وہ خرچ ہوچکا مفتاح الدولہ سے طلب خزانہ کیا عرض کی مین پہلے عرض کرچکا ہون اور حسام الدولہ ممو خان کو کوٹھہ بھی کھلا دیا ہے خزانے مین سوا ہے چاندی سونے کے اسباب کے زر نقد نہین ہے پھر بھی وقت خیر خواہی ہے تمھارے بزرگون سے خیر خواہی ہوتی چلی آئی ہے اگر یہ سلطنت قائم ہے روپیہ بہت سا ہو جائیگا بہتر ہے اسوقت مین کام آؤ خزانہ بتاؤ۔ ورنہ ممو خان بہت تنگ کریگا عرض کی میری جان مال سب سرکار کی ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہین ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۴ لاکھ کے ہو جائیگا وہ حاضر ہے آئندہ سرکار قید یا قتل کرے ہر صورت مین حاضر ہون پھر جناب عالیہ نے بہت سا سمجھایا آخر کنجیان اونسے لیکر یہ صلاح ہوئی کہ ٹکسال جاری کرو مگر سکہ کسکے نام کا پڑے کسی نے راجہ علیشاہ کسی نے بادشاہ کسی نے جوان بخت کا نام لیا وہ یہ ہے۔ ۵ نصارا پہ قہر خدائی کرا تھے جوان بخت سلطان دہلی ہوا ہے بعض نے یہ کہا یہان سکہ برجیس چاہیے۔ وہ یہ ہے

ڈنکا ہوتا ہوا جب مورچوں پر پہونچے روئی کے گٹھے جابجا رکھے تھے اونکی آڑ مین دبا دبا کیا زیر دیوار
بیلی گارد پہونچکر دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہونگے جب ادھر سے بم کے گولے کا مینہ
برسنے لگا ہزارہا قیمہ ہوکر چلکر بھاگے پھاٹک پر بیلی گارد کے ہزارہا مارے پڑے سرکار مین دفعتہ
ایک ہرکارہ خبر لایا دبا دبا پیش ہوگیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گورے ایک مکان مین
چھپ کر گولیان مارتے ہین اسباب سب وہانکا لٹ رہا ہے کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب لوٹ
سے بچے ارکان دولت یہ خبر سنکر بہت خوش ہوے آپسمین عید سمجھکر گلے ملنے لگے نامرد تلوار پکڑکر
اکڑنے لگے مونچھون کو بل دیتے بیلی گارد کو چلے آپسمین مبارکباد دینے لگے کوئی کہتا تھا اوسے
کھودکر بڑا تالاب بنایئے کوئی ممو خان سے کہتا تھا اسکا فتح باغ بنوایئے گا۔ دوسرا فتح گنج
کہتا تھا کوئی کہتا تھا برجیس گڈھ نام رکھیگا دوسرا بھاگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی طلاطم پڑ گیا
ایکدوسرے کے بھاگنے مین اودھم کرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چارپائی کے نیچے چھپنے لگا موجب
حکم جنابعالیہ دروازے قیصر باغ کے بند ہوگئے گوروں کی سد راہ کو توپین لگائین تلنگہ نجیب
بیان سے زیادہ مارے گئے بہت سے جھنجھلاتے غصہ کرتے گالیان بکتے شہر کو چلے کسیکو گوئندہ
کسیکو وثیقہ دار کہکر لوٹنے لگے دکانین خاص بازار کی لٹنے لگین سپاہی کوتوالی کے جو حفاظت
کو تھے اونھین گوئندہ کہکر قید کر دیوانخانہ بھیجدیا مٹھائی جو کچھ تھی کھاتے جاتے تھے اور کہتے
تھے شہر والے سب وثیقہ دار ہین انگریزونکو خبر دیا دیا کی پہونچاتے ہین ہمکو جادو سے بھگواتے
ہین اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارد مین نہ پہونچاتے انگریز فاقون سے مرجاتے خیر کل ہم
بیلی گارد خالی کروا لینگے کہان جاتے ہین اور طرفہ ماجرا یہ تھا کہ افسر تلنگا ہر لوٹ کو منع کرتے
تھے گالیان دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اونسے لیتے تھے۔

جب لوگون نے خبر لوٹ مرزا برجیس قدر سے عرض کی ایکدن سب افسر اور تلنگونکو بلوایا آپ
گھوڑے پر سوار ہوے ۲۱- توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ چلے سپاہ کو سمجھانے لگے کہ اے بھائیو
ہم تم سے بہت خوش ہین خوب لڑتے ہو مگر ہمین ایک بات کا رنج ہے کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اوسے
موقوف کرو ورنہ سب رعایا بد دعا کریگی افسرون نے دست بستہ عرض کی جنابعالی اب شہر
نہ لٹیگا تلنگے جو اوسوقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے پیٹ کی خبر نہین لیتے کہانسے کھائین تنخواہ

نواب سلطان جہان محل جھی انکی شریک تھین کہا کہ تم طبیعت سے اچھی ہو تمہارا بیٹا بادشاہ ہوا مبارک مگر ہم سب بے وارث ہوئی جاتی ہین کل فوج کا یہ ارادہ سنا ہے اب تمھین انصاف کرو پھیر بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتے مین ہین زندہ پھینکیے یا سب پھانسی دیے جائینگے ایسی سلطنت کو چولھے مین ڈالو جناب عالیہ نے برہم ہو کر جواب دیا معلوم ہوا تم سب ہمارا ابرا چاہتی ہو بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے جلتی ہو مختصر یہ کہ اوس وقت آپس مین ایسی بگڑ گئی تھی کہ جناب عالیہ برجیس قدر کو لیکر اندر کے دالان مین چلی گئین۔

دوسرے دن جب افسرون نے یہ خبر سنی بگڑ کر کہا یہ سب محلات انگریزون سے ملے ہوے ہین یکبارگی سب جمع ہو کر ڈیوڑھی پر آئے کہ ہمین کچھ عرض کرنا ہے جناب عالیہ چلمن کے پاس آ بیٹھین حاضر الوقت نواب شرف الدولہ ممو خان میرزا احمد علی مولوی میر مہدی مولوی محمد حسن جواہر علیخان مفتاح الدولہ تھے اور دو ناظر دروازے پر آنے جانے کے مانع کھڑے ہوے افسرون نے عرض کیا یہان کے سب آدمی انگریز سے ملے ہین اور ہمین ہماری تمھاری خرابی ہے پھر کہین ٹھکانا نہین اب جسطرح بنتا ہے دہاوا کرکے بیلی گارد مین گھس جائینگی رام چاہے تو کل انگریز نہین یا ہم نہین جبتک بیلی گارد فتح نہ کرینگے تنخواہ نہ لینگے مگر شربت پانی دہاوے کے وقت پہونچنا ضرور ہے ہمارے برہمن پنڈت اپنے علم نجوم سے کہتے ہین کہ برجیس قدر کی سلطنت کلکتہ تک ہے بڑا صاحب اقبال ہے اچھی ساعت مین گدی پر بیٹھا ہے اوس ساعت سے پچاس برس تک ترقی اقبال ہے زوال نہین جناب عالیہ نے فرمایا چپکے چپکے باتین کرو اور محل بھی یہان موجود ہین اونمین سازانگریزون کا پایا جاتا ہے اونھین اونکا قتل ناگوار ہے افسرون نے کہا جو ایسے محل ہون اونھین محل سے نکالدو کسواسطے اونکا دوست ہمارا دشمن ہے فرمایا بعد فتح تدبیر مناسب دیکھی اسطرح کیجائیگی ابھی موقع نہین۔ ۲۰ جولائی ۱۸۵۷ء کو افسرون کے نام حکم پہونچا کہ سب افسر مع اپنی پلٹن کے کل چار گھڑی رات رہے بقواعد مکلبستہ بیلی گارد مین جا بیٹھین اور سپاہی اپنی کمپنی کا افسر سپاہ ہو گئے وقت دہاوا ہے جو مارا جاوے تلنگہ لاش اپنے عزیز کی نہ اوٹھاوے کہار ڈولی لیے پیچھے رہین وہ اوسے اوٹھا لینگے اور جتنے سہائی کی تو اریں دفت دہاوے کے ساتھ رہین غل بازار ہر چیز موجود رہے۔

۲۱ جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر دہاوے کو تیار ہو کر چلی تھا جی کے آگے نقیب جی لتا جاتا تھا

انتقال چیف کمشنر بہادر

جنرل لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اول درجہ قدیم کو کوٹھی ریذیڈنسی میں مشغول تحریر تھے
صاحب سکرٹر کو بہ صاحب کچھ تحریر دکھا رہے تھے قلی باہر سے تو ڑ ہی کھینچ کی کھینچ۔ ناگاہ کہ
ناگہاں ایک گولہ قلی کے سر سے صاحب کے دونوں پاؤں پر سے ہو کر گوشت اعصاب لیتا چلا گیا
باہر گر پڑا اس صدمہ ناگہانی سے تین دن صاحب جیتے رہے آخر ۱ جولائی ۱۸۵۷ء کو انتقال
کیا گبنس صاحب کو اپنا قائم مقام کر کے کہتے ہیں کہ وقت آخر صاحب نے اپنے ملازمین کو بلا
اپنا قصور معاف کرایا اور رخصت کیا گرجہ میں دفن ہوئے بعد ہفتہ عشرہ کے منی صاحب جوڈیشل
کمشنر ایک دن صبح کو مورچے دیکھتے پھرتے تھے ناگاہ ایک گولی قضا کی آئی مر گئے محصورین بیلی گارد
کو بڑا صدمہ اور حالت یاس ہو گئی کس واسطے یہ دونو صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے میجر بنکس صاحب
نے چیف کمشنری گبنس صاحب کو قبول نہ کیا کس واسطے کہ وقت محاربہ صاحب فوج مستحق و سزاوار
عہدہ جلیلہ ہوتا ہے صاحب سول یعنی نظامت نہیں ہوتا چنانچہ طرفین سے کئی چٹھیاں دو بدل
اس باب خاص میں لکھی گئیں آخر گبنس صاحب مصلحت وقت سمجھ کر مستعفی ہوئے میجر صاحب مستقل ہوئے

واقعہ بیلی گارد وغیرہ سوانحات

ایک دن مشہور ہوا کہ تمام سپاہ فوج باغی بیلی گارد پر دھاوا کرینگے صاحبان محصور کو زیر
تیغ لے گئے اور روٹی زمین کھود کر برابر کر دینگے اور جب تک نہ کہینگے دوسرے کام پر متوجہ نہو نگے اپنا
کھانا پینا حرام کیا ہے کس واسطے کہ دو مہینے ان کے عرصہ سے بیلی گارد فتح نہیں ہوتا ہے تو ایک گھڑی کا
کام ہے جب یہ خبر گورنمنٹ و صاحبات محل تک پہنچی آپس میں کہنے لگیں کہ جسوقت یہاں سب کو قتل کیا
تلنگے کلکتہ میں ہیں اونکی جان کا ٹھکانا نہیں ایک نے کہا اور کیا موقوف ہے ہم تم بھی
نہ بچینگے کس واسطے کہ انگریزوں کا حال مثل گھاس کی جڑ کے ہے جتنا کاٹو اوتنا ہی بڑھتی ہے
غرض نواب فخر محل جو صدر ہی بیگم زوجہ سلطان نواب سلیمان محل نواب شہزادہ محل نواب فرخندہ محل
یاسمن محل محبوب محل ... سب بیچ حضرت محل کے بیٹھکے کہنے لگیں اور نواب خورد محل

بیلی گارد کے مورچون کا

غرض چھ دن اور رات تک طرفین سے مینہ گولے گولیون کا برستا رہا جمعہ کے دن وقت عصر
احمد اللہ شاہ نے دھاوا کیا بیلی گارد کے زیر دیوار پھاٹک پر جا پہونچا اوسوقت محصورین بیلی گارد
کہتے ہین کہ اوسوقت ہم سبکو یقین اپنی ہلاکت کا ہو گیا کسواسطے سپاہی گورے ہندوستانی
جتنے مورچون پر تھے کئی دن کے علی الاتصال لڑنے سے تھک گئے تھے ہاتھ پانون کی سکت
جاتی رہی تھی خصوصاً میم کا حال اضطرار و سراسیمگی اوسوقت کے بیان سے باہر ہے سب کے سب
تہخانہ میرزا لوصاحب کے خوف سے جا کر چھپے اور موت ہر ایک کی نظر مین پھر گئی شاہ جی پھاٹک
کی آڑ مین اپنے مجاہدین کو پکارا کیے کہ بس اس حملے مین ان سب کا کام تمام ہے مگر کسیکی جرأت
قدم سے قدم بڑھانیکی نہ رہی دفعتہً ایک بم کا گولہ اوپر سے آیا لاچار رکتے ہوے شاہ جی بھاگے
بس محصورین کو یقین اپنی فتح و نصرت کا ہو گیا پھر مورچون پر سب کا دل بڑھا ہو گیا تازہ دم ہو گئے
بعد کئی دن کے فوج باغی نے عذر اپنی صرف میگزین ہمراہی کا کیا اگر ہم سب دفعتہً اوڑا دینگے
بر وقت ضرورت ایسا ہمین میسر نہوگا اور نہ کچھ کام بن پڑیگا بہتر یہ ہے کہ اب سرکار سے ہمین ملے
بس اب عذرات بار و بہلو تہی کے شروع ہوے اودھر روز وقت بدلی تلنگے غول کے غول بم ہا دیو
کہتے جاتے تھے تماس بازار کی دوکانون مین جا بجا مقامات امن مین متفرق بیٹھے تھے ڈفلی و ارغن
بجا کر بھجن گاتے تھے بات سے سبکو گالیان دیتے تھے بہت سے جمع ہو کر ڈیوڑھی پر آتے تھے مرزا
برجیس قدر کو محل سے بلا کر تلنگے گلے لگاتے تھے کہتے تھے تم کنھیا ہے باپ کی طرح غافل نہ جانا ان
اپنے شاہد والون سے ڈرتے رہنا ورنہ تم خراب ہو جاؤگے ۔

ایکدن تلنگے تیس روپیہ کا اسباب کہین سے لوٹ لائے ممو خان نے لیا سو روپیہ انعام دیے
آفرین و شاباش کہی اس لوٹ کو داخل سرکار کیا اسیطرح نواب ممتاز الدولہ کے گھر سے لوٹکر تقریباً
پچاس ہزار روپیہ کا لائے ممو خان کو دیا اور کہا یہ ہمنے شہدون اور اور گھرون سے لیا ہے اسکا بھی
انعام ملا مال خانہ مین رکھوا دیا بعد اسکے نواب افسر و صاحبہ کے گھر کا اسباب لائے ہر چند صاحبات محل
نے سمجھایا کہ تلنگے پہلے ہمارا گھر لوٹ چکے ہین یہ قدر قلیل انکی اوقات بسری کو رہ گیا ہے ممو خان نے ضبط

خلعت دیوانی مہاراجہ بالکرشن کی یہ صورت ہوئی کہ انہوں نے پہلے بہت سا نذرانہ پیش
کیا کس واسطے کہ وہ از روے رقم سیاق بہ نسبت نواب کے زیادہ تر خوفناک تھے اور اپنی عافیت
اور حرمت آبرو سے افسران فوج کو بہت کچھ دے چکے تھے اس جہت سے انکا گھر لوٹنے سے
بچ رہا تھا مگر جب انکا نہ لینا خلعت دیوانی کا افسروں پر کھلا سمجھے کہ یہ انگریزوں سے ملے ہوے ہین
خلعت کو ٹالتے ہیں پس آج بہ صورت انکو خلعت دینا چاہیے اگر نہ مانے گھر لوٹ لیجیے یہ خبر
مہاراجہ کو ایک دوست نے مفصل آن کر کہی غرض جب دربار مین آئے افسروں نے کہا یا
خلعت دیوانی کو قبول یا انکار کرو تین صاف جواب دیجیے انہیں کچھ بن نہ پڑا ناچار خلعت پہنے
تیسرا خلعت کوتوالی مرزا علی رضا بیگ - چوتھا میرزا حسین ناظم [illegible] کو - پانچوان خلعت
جرنیلی حسام الدولہ بہادر کو پھر اہل دربار نے مرزا برجیس قدر حضرت کو کل شہنشاہ مغل کو نذر دی
منشی کچہری خاص امیر حیدر داروغہ ڈیوڑھیات میر واجد علی ممو خان الملقب علی محمد خان
بہادر داروغہ دیوانخانہ بعد چار دن کے اور چار خلعت نکلے ایک اخبار ملکی دوسرا اخبار
ڈیوڑھیات تیسرا [illegible] تحصیل چوتھا دیوانخانہ کا واسطے ممو خان کے چنانچہ اخبار ملکی محمد حسنخان
داماد نواب شرف الدولہ کو حضور تحصیل محمد یعقوبخان بڑے بیٹے نواب کو اخبار شہر میر واجد علی
[illegible] نے باسراز نام اخبار ڈیوڑھیات لیا -

حکم [illegible] ڈیوڑھیات تعلقدار زمینداروں کے نام اس مضمون سے جاری ہوے کہ ملک آبائی ہمارا
[illegible] نے ہم کو عطا کیا نوع کفار فرنگ اب لازم ہے کہ باہم شریک ہو کر باقیماندگان بیلی گارد کو
قتل کرو داد بہادری دو انشاء اللہ تعالیٰ بیشتر سے زیادہ پرورش ہوگی انعام و جاگیرات وغیرہ
ملے گا بلکہ جو انکو قتل کریگا نصف جمع اوسکے علاقے کی معاف ہو جایگی -

جرنل حسام الدولہ کو حکم بھرتی ۱۲ - پلٹن نجیب کا ہوا کہ فی پلٹن پانسو چھتیس نجیب بھرتی
ہون چنانچہ خان علیخان جرنل کے بڑے جائزہ دیکھتے تھے اونکی تفصیل یہ ہے -

نعمان علیخان دو پلٹن پیارا صاحب بیٹے میر یوسف داروغہ میر جعفر علی - ا محمد تقیخان -
میر بادر حسین جواہر علیخان بلال اعظم علیخان - قائم علی - بہادر مرزا - اصغر علی محمد حسنخان
پہلے سو پلٹن جو نوکر ہو چکیں [illegible] امیدواران موقوف کر کے اپنی متوسل بھرتی کیے

تجویز نائب و دیوان و تقسیم خدمات وغیرہ و احکام کورٹ

الغرض باب نیابت و دیوان مین کورٹ ہوا کسی نے جنرل حسام الدولہ کا نام لیا کسی نے نواب منور الدولہ کا انکے نام پر سب کنمنائے کہ انسے ہمین ابھی سمجھنا ہے نواب شمشاد محل نے مفتاح الدولہ سے کہا کہ تم سب طرح سے لیاقت رکھتے ہو اس عہدے کے سزاوار ہو کیون نہین قبول کرتے عرض کی مجھے منظور نہین پھر فرمایا عہدہ جنرلی قبول کرو تمھارے چچا اقبال الدولہ آگے جنرل بھی ہوچکے ہین تمسے زیادہ کون واقفکار ہوگا جب اسکا بھی انکار کیا بحضور دو پوچھا کہ تمھارے نزدیک کون اس عہدے کے لائق ہے عرض کی شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے بہتر کوئی اور سزاوار اس عہدہ جلیلہ کا نہین ہے خلاصہ جب کورٹ مین نواب شرف الدولہ کا نام لیا سب نے باتفاق مانا کہ انکی کارگزاری البتہ بنیکنامی مشہور ہے جواہر علیخان نے کہا وہ سستی ہے اونکا نائب ہونا اچھا نہین قاسم خان نے تعریف کی خلاصہ یہ کہ جب شرف الدولہ آئے ممو خان اُس پر بگڑے کہ بیٹے میری مرضی کیون بلایا پہلے مجھسے عہد و پیمان اسکا ثابت ہو جانے تو کیا مضائقہ اس پر سب لین سب افسر بلکہ گھمنڈی سنگھ صوبہ دار کوسے آئے ہو کل نقد ہو گیا تھا بعد عذر معذرت ممو خان سے صفائی ہوئی اور جب عہد و پیمان ہوچکا ممو خان شرف الدولہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لائے اونھون نے جناب عالیہ کو ۱۰۱ اشرفی نذر دین نواب حسام الدولہ نے اوٹھکر بیگم صاحبہ کے ہاتھ مین رکھدین سید برکت احمد قاسم خان اونکی تعریف کرنے لگے کہ یہ بڑے خیر خواہ سرکار اور کارگذار ہین انسے بہتر کوئی اور ہماری نظر مین نہین آتا آگے آپ کو اختیار ہے۔

شرف الدولہ نے عرض کیا مین قدیم سے اس گھر کا نمک خوار ہون تا دربار سر پر چڑھا لاؤنگا مگر خلعت نیابت نہ لونگا یہ کہکر رخصت ہوے وجہ اسکی یہ تھی کہ اس ریاست و حکومت مستعار کے انجام و مآل کا [illegible] خوب سمجھے ہوے تھے کہ یہ سب نقش بر آب و بے ثبات ہے لیکن صورت نجات [illegible] بھی نہ تھے اور کمال تشویش سے متردد تھے اور خوف آبرو و دوسری سرکار کا [illegible] تدبیر کسی طرح کی بن نہ پڑتی تھی دوسرے دن جب حاضر ہوے [illegible] گذرنے پر مجبور ہوے دریا خلعت آخر لینا تھا۔

اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے واللہ اعلم۔ بضرورت لکھا۔
غرض اوسوقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مرزا برجیس قدر گھبرا کر اوٹھ کھڑے ہوئے تامجان پر سوار باہر نکل آئے تلنگے بجاے سلامی جنگی کارتوس داغنے لگے مرزا برجیس قدر خوف سے داخل محل ہوئے آواز بندوق سے ایک تھالکھ پڑ گیا تلنگا سینہ زوری سے چاہتے تھے محل مین چلے جائین قاسم خان نائب رسالدار نے پہرہ کر دیا اسیر بھی کسی نے نہ مانا ناگہان کمپنی لکھمنڈی سنگہ صوبہ دار کی کلمات لاطائل بکتی ہوئی آئی کہ کسنے انھین گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہین مسند نشینی کیوقت ہمارے صوبہ دار کو کیون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور اسی غصے سے اپنا مورچہ بیلی گارد سے اوٹھالیا ہر چند افسرون نے سمجھایا نہ مانا آخر بہت منت وسماجت سے بٹھا کر کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمہارے صوبہ دار بہادر کو راضی کر دینگے۔ پھر شہر مین منادی ہوئی کہ خلق خدا۔ ملک بادشاہ دل۔ حکم مرزا برجیس قدر کا اب کوئی کسیکو شہر مین نہ لوٹے ورنہ سزا پائیگا ادہر یہ منادی ہوتی تھی اودہر بدستور لوٹتے پھرتے تھے۔

دوسرے دن شہر مین یہ منادی ہوئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خانہ نشین معطل ہو در دولت پر حاضر ہو اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور بحال و مامور ہوگا اسمین جتنے اہل وثائق وصاحب نانشش قدیم وجدید سب کے سب مسلح ہوکر در دولت پر جان نثاری کو حاضر ہوے اگرچہ ہر ایک بظاہر محض اپنی جان وآبرو سے آیا کچھ سپاہی بھی جو بیلی گارد سے باہر رہ گئے تھے مثل سپاہ انگلشی وہ بھی بخوف شریک حال ہو گئے چنانچہ افسران فوج جدید وفاقہ مست سے پہلے ایک اقرار نامہ لیا گیا کہ جبتک تسلط و انتظام کلی نہو کوئی تنخواہ سرکار سے نہ مانگے چنانچہ توپخانے کے لوگ اکثر مورچے پر مامور ہوے اونھون نے جابجا توپین قرینے سے لگا دین اور دل کھولکے مستعد جانفشانی ہوئے اور بڑے توپ نانک مندی خار باغ کے توپخانے سے ہا جوڑی بیل سے کھینچکر لے آئے گولہ گنج کے مورچے پر لگائی اسمین بڑا فخر کیا کہ یہ توپ ہمسے چلی ہے انگریزا سے نہ لا سکے ایکدفعہ دو تین گولے اوس سے مارے اوسکے بعد پھر نہ چلی۔ شاید اوسکے پر کٹنے سے نکمی ہو گئی تھی۔



تیسرے جو پلٹن رکھی جاوے اوسکا افسر ہماری تجویز سے ہو۔
چوتھے نائب و دیوان بھی ہم اپنی تجویز سے کرینگے اوسکی بحالی موقوفی ہمارے اختیار مین ہوگی
اور کوئی اور ایسے صلاح و تجویز ہماری کورٹ کونسل کے مشورے پاویگا۔
پانچوین جو ہماری تنخواہ اوسکی انگریزی مین چڑھی رہ گئی ہے وہ بھی ہم لینگے۔
یہ سب تکلمند ہو مین مہر وزیر بیگم تدر منگائی حکیم حسن رضا بیٹھے گئے مگر اوسوقت پہلا انگلونا
ٹیک یہ ہوا کہ اس ہنگامے مین مہر گڑبڑ ہو گئی تو [illegible] جاؤ کل مہر ہو کے تمہارے
پاس بھیجینگے افسرون نے کہا کہ ایک [illegible] ہونا چاہیے کہ مہر فوج کے پاس اوسکا نقل رہے
چنانچہ مہر عبد الله [illegible] ایک [illegible] ہوئی اوسکے [illegible] کو دیا گیا پھر افسرون نے
کہا کہ [illegible] بعض [illegible] کیا [illegible] ہے فوج نے کہا کہ احتیاط جنین ممو خان کو اوسیکے
کے عکس ہونیکا یقین تھا مگر افسرون نے ایک [illegible] سمجھا اوسی دن کردیا چند منشیان
نے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ آج شب [illegible] جشن ہے اگر [illegible] جلوس ہو تو
بہتر ہے ممو خان نے کہا [illegible] سلطنت کی [illegible] ایک [illegible] ہو اور [illegible]
پہر رات چند دقیقہ اوسوقت غروب آفتاب مین باقی تھے [illegible] اگلی مدت [illegible] بھی
چند نقص ہونگی غرض شہاب الدین اور سید برکات [illegible] کے [illegible] اوٹھا
مسند پر مرزا برجیس قدر کے سر پر رکھی [illegible] قدر کی [illegible]
[illegible] آباد [illegible]

زائچہ جلوس

زائچہ حسب تقویم

قوس
عقرب
دلو
جدی
حوت
میزان
ذنب قمر
سنبلہ
حمل
مشتری
آفتاب مریخ عطارد
جوزا
ثور
اسد

زائچہ حسب صور بندی

دلو
جدی
حوت
حمل
مشتری
ثور
جوزا
سرطان
اسد
ذنب
آفتاب مریخ عطارد

سب طرح سے معذور ریاست ہے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کیونکر جرارت ایسے امر کی کر سکتے ہین۔
غرض یہ خبر پہلے محمود خان شیخ احمد حسین نے سنی اونھون نے راجہ سے مرزا برجیس قدر کیواسطے کہا اوسنے جواب دیا فوج کو یہ منظور ہے کہ اگر باتفاق سب بیگمات محلات شاہی راضی ہون تو البتہ ممکن ہے اوسوقت ممو خان راجہ کو اپنے ساتھہ خاص مکان مین لایا میر واجد علی کو بھی بلایا اور سب بیگمات وہان جمع ہوئین ذکر ریاست شروع ہوا بعض نے کہا ہمکو کیا غرض اور مطلب اگر واجد علیشاہ ہوتے تو کیا مضائقہ تھا۔ بعض نے جواب شافی دینے مین تامل کیا اور سکوت حضرت محل نے سب سے ہاتھہ جوڑکے کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم سب مناسب خیال جانو نواب خورد محل نے ازراہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے راضی نامہ پر مہر کردین کلکتہ مین انگریز واجد علی شاہ کو مارڈالین تو کیا ہو اور یہ بھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رئیس نہو جیسا تم خود مناسب وقت سمجھو کرو۔ راجہ رخصت ہوکر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئین ممو خان نے پھر راجہ سے سمجھاکر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کرین مین نے دوسری صورت نکالی ہے یعنے ایک خط حضرت محل کی طرف سے افسران فوج کی طلب مین بھجوا تا ہون چنانچہ اوس خط کا جواب یہ آیا کہ ہم کل آئینگے اس لڑکے کو دیکھین کس لیاقت کا ہے۔
۱۲۔ تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ جولائی ۱۸۵۷ء اتفاقاً اوسدن پانی شدت سے برس گیا تھا بعد ۲ بجے شام کو افسران فوج راجہ کے ساتھہ قصر السلطان مین آکر بیٹھے مرزا رمضانعلی خانصاحب الملقب مرزا برجیس قدر صاحبعالم سواری حضور عالم پر سوار مسند جلوس جنت آرامگاہ پر آکر بیٹھے افسرون نے باتین شروع کین کوئی کہتا تھا لڑکا بہت چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے اس سے کیا کام ہوگا کوئی آوازہ کرنے لگا کہ تم عیش و عشرت سے محو ہوکر غافل نہو جانا ہم تمکو سلطنت دیتے ہین پھر کہنے لگے ہم کئی سوال کرتے ہین اگر وہ مقبول ہون تو ہم پیش کرین۔
پہلے یہ کہ بادشاہ دلی کو ہم اس باب خاص مین عرضداشت کرتے ہین بشرط منظوری وہانکے یہ رئیس ہونگے خواہ بادشاہ ہین یا وزیر تابع فرمان شاہ دہلی رہے۔
دوسرے ہماری تنخواہ دوچند ہو یعنے تلنگہ ۷ء پاتا تھا اب اوسکے ۱۲ء ہون۔

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سرانجام ہو اور ایسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جس سے انتظام شہر ہو۔ چنانچہ بصلاح گارد بھیجکر مرزا علی رضا کوتوال شہر کو میر نادر حسین صاحب روند کو بلوایا تاکید کی کہ تم بندوبست شہر بدستور سابق کر دو اور اوسیطرح مستعد و سرگرم رہو فوج بہادر سے تنخواہ پاؤگے انھوں نے کہا کہ سبحان اللہ آپکی فوج بہادر ایک طرف شہر لوٹتی پھرے ہم انتظام شہر کریں جبتک کہ کوئی حاکم قرار نپائے پھر کس صورت سے انتظام ہوگا کہا ہم فوج کو منع کردینگے بعد اسکے ایک دستہ فوج کا دس تلنگے دو افسر انکے ساتھ کرکے عہدہ کوتوالی پر مامور کیا اس خیال سے کہ یہ اکسٹرا اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شاید ملتجا ہیں ملے ہوں باطن میں انگریزوں سے اسی خبث سے محمد ہاشم خان کو افسر کلان کیا ایک کپتنی پچاس سوار بھی متعین کیے انھوں نے چار و ناچار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہ جی اولو العزمی سے شہر میں بندوبست طفلانہ کر چکے تھے جا بجا تھانے بٹھا چکے تھے شہر کے مفلوک محتاج ناعاقبت اندیش نے قبول کیا تھا بقول مرتا کیا نہ کرتا۔ اب تلنگے متعین ہوے جا بجا کے تھانے اونکے اوٹھا دیے۔ شاہ جی سخت پشیمان گھبرا کر چھپے ہو رہے مگر انکی بساط نہ چیدہ تارا کوٹھی کی اولٹ دی اسباب لوٹ لیا شاہ جی کو زیر چاق کندہ رکھکر نکال دیا وہ ننگے پاؤں بھاگ کر گھنا تھہ سنگہ امراؤ سنگہ کی ہٹ میں جاکر چھپ رہے۔

غرض پارلیمنٹ میں صلاح ہوئی کہ صاحبو تم بڑا مرکا بندوبست چاہتے ہو کبھی دنیا میں ایسا نہیں ہوا۔ اور اسکے پیشتر اوا جنت مکان کو تجویز کیا تھا یعنی نواب ملکہ عہد صاحبہ کے بیٹے مرزا دارا سطوت کو بٹھا بیٹھے اون سے نذرانہ ۳۰ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب اونھوں نے دیا کہ نواب شجاع الدولہ انگریزوں سے مقابلہ نکر سکے مجھسے کیا ہو سکے گا۔ عبث عبث ہم اپنی انیت تنگ کریں افسروں نے پھر راجہ سے کہا تم سب طرح سے واقفکار ہو کسی بادشاہ کے بیٹے کو تجویز کرو جو سب طرح سے لائق و قابل ریاست ہو مثل واجد علیشاہ غافل نہو۔

تیسرے دن بعد داخلہ فوج جمعہ کو بہت سویرے صبح کو راجہ نواب خاص محل کی ڈیوڑھی پر آ کہنے لگے کہ مرزا نوشیروان قدر بڑے بھائی مرزا ولیعہد بہادر کے کہاں ہیں افسران فوج چاہتے ہیں کہ انھیں مسند نشین ریاست کریں شمشیر الدولہ داروغہ نے جواب دیا کہ وہ لڑکا

۱

کپتان بیوبری دادا جنرل مالی الہ آباد صاحب پنشن دو صدر روپیہ بہت قابل شہر پر انگریزی مین کئی برس سے مسلمان ہو گئے تھے صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی جاتے تھے اگرچہ ناگوار تھا اس شکل سے دیکھنا مگر کچھ کہہ نسکتے تھے بہت زبان آور تھے باغیون نے گرفتار کیا ہرچند چاہا محضر اسلام بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لے چلے راہ مین مار ڈالا گھر کئی دن تک لوٹا غرض ایسے سوانحات خلق کو کہانتک بیان کر سکے دل اہل درد تاب نہ لا سکے گا۔ اعوذ باللہ من شر الکفار ومن غضب الجبار الواحد القہار۔

مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہزادہ حضرت سلطان عالم

خلاصہ احوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو بلا زمین شریک حال سے مشروحاً معلوم ہوا یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالامال ہوچکی اور داد و بیداد مظلومان شہر حد سے گذری اور پہلے سے کوئی شخص رعایاے شہر سے از روی خصوصیت جہاد ایمانی یا بالطمع لوٹ فوج باغیہ سے نملا یہ امر بسبب تعصب مذہب کے اونپر بہت ناگوار و شاق گذرا مثل شاہجہان آباد دست یک ہو گئے تھے۔ وہان اہل تسنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہوے لکھنؤ مین کثرت شیعہ تھی انکے مذہب مین جہاد بغیر امام زمان حرام تھا کیونکر شریک ہوتے اور یہان کے اہل تسنن بھی ماہیت انکے جہاد خود رائی و خود پسندی سے شریک ہوکے واقف ہو چکے تھے پھر کیونکر شریک ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک نہوے خیر بر وقت سمجھ لینگے اب متوجہ امر ریاست پر ہوے کہ کسیکو مستحق ریاست سمجھکر نام حاکم کرنا چاہیے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچین بلکہ بظاہر نیکنام ہو جاوین چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بیٹا راجہ غالب جنگ کا حسب الطلب فوج حاضر ہوا اوسنے افسرون سے اپنے گھر لٹنے کی شکایت کی اونکی بہت خاطر جمع کی کہ اب وہ چند تمھارا بھلا ہو جاویگا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد نواب سعادتعلیخان کو مسند وزارت آبائی پر بٹھانا چاہیے جو اصل اس خاندان مین گذرے ہین مگر رکن الدولہ نواب محمد حسنخان اسی توہمات سے داخل بیلی گارد ہو چکے تھے پھر راجہ سے افسرون نے کہا تم قدیم ریزیڈنسی نمکخوار سرکار خیرخواہ تمھارا باپ بڑا کارگذار تھا یہ کام دین و مذہب کا ہے آمین چاہیے بدل و جان

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل اسلام تھا حسین بخش کے مکان مین آکر رہے ہا فوج سنے گھر لوٹکر پھونک دیا وہ خوف سے شہر مین روپوش ہوئی جوزف جوانس انکا دا ما مع اپنی بی بی کو توالی مین قید ہوا اسکے بیٹے کئی برس کے راہ مین چھپٹ گئے اوسکی دائی اپنے گھر لے گئی بہزار خرابی ملی اسکے بعد یہ بھی کہین روپوش ہوا۔

لٹیل نامے کرانی جنہ برادر بالا زمان وفاتریل بازار مہاراجہ جھاؤلال پر انکی بھی ایک چھوٹی سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی یحییٰ نامے ایک ہمسایہ سے نہایت اتحاد تھا اور سیاہک بھی کرتے تھے اور گھر یہان سب زن و مرد کی وضع مسلمانی رہتی تھی مولوی یحییٰ نے ان سے کہا کہ چونکہ ہم لوگ دلی دوست اور ممنون انواع پرورش آپ کے ہین آپ سب ہمارے زنانخانے مین آرہین تاہم سپاہی کو آپ سے مزاحم ہونے نہ دینگے یہ لوگ باعتبار اتحاد اون اہل فساد کے انکے مکان مین رہ گئے اور اپنا گھر بار اسباب دوست معتمد جانکر اونکو سونپا تھا بلوہ ہوتے ہی مولوی نے مع اپنے بیٹون کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سر کاٹ کر باغیون کو بنظر فروغ جہاد اپنے دیدیا اور سب اونکے مال و اسباب مکانات پر بڑی خوشی سے متصرف ہوا ایک لڑکا اونمین سے کسیطرح بچا تھا اوسنے بعد غدر اپنا بدلا پایا۔

عملہ نظامت سرکار جا بجا پہلے روپوش ہوا جب فتنہ و فساد بڑھا اور ہر ایک کا تجسس زیادہ ہوا ہر ایک تبدیل لباس و شکل ہو کر شہر سے باہر نکلا قصبات دیہات جنگلے دس بارہ کوس پرتھے پیادہ پا ہو کر بھاگے جان بچی منشی رام دیال وغیرہ بیلی گارد مین چھپے بعض نے اپنی جان بچانکو باہر نجا سکے فوج باغی سے آشتی کی اور باطن مین گویندہ سرکار رہے کچھ خبرین جھوٹ سچ ملا کر سرکار کو کسی صورت سے بھیجتے تھے اس خیال سے کہ شاید ہمین بھی نہ بر آرد پروبال بعد فتح بعض کامیاب ہوئے بعض ناکام رہے۔

کتب انگریزی ہزارہا ہر کوچہ و بازار مین مثل خس و خاشاک پڑی رہتی تھین کسی کی مجال نتھی اوسے اوٹھا سکے با تمام انگریزی مارا جاتا تھا حتٰی کتب خانہ جنرل مارٹن کالج اور ہزارہا ساطانی جلد تھی جلا دیا تالاب مین ڈبوا دیا ایک لڑکا یہودی کا گلے مین اپنے باپ کی نعش سے لپٹا ہوا رہتا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا رہا کسینے خوف سے ندیا آخر وہین سسک کر مرگیا

پکوان مٹھائی بہت کثرت سے بھیجتی تھین کچھ زر نقد بھی بمنت دیا خلاصہ اگر تفصیل ہر گھر کی
لوٹ کی لکھی جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے سپاہ باغی نے کسی گھر کو نچھوڑا ارباب نشاط
سے بھی خاطر خواہ لیا چوک مین جو دکاندار رہنے تاکید دوکان کھولنے کی کرتے تھے جب وہ کھولتے
تھے جو چیز چاہی لیلی یا کسیکو کچھ خیرات سی دیدیا اسکے سوا رعایا سے شہر برداشت بیکس رہجاتے
تھے کہ یہ بڑے خیر خواہ انگریزین ہمارے جہاد راہ خدا مین شریک نہین ہوئی خلاصہ ہر گلی کوچہ
مین طرح طرح ہنگامہ فساد برپا کر دیا تھا اسکے سوا جتنے افسر تھے اکثر ارباب نشاط سے گرفتار ہوگئے
تھے بعض لونڈون سے گرفتار ہوگئے تھے۔
کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوشباش ۴۸ء۔ قلمبند ہوئے اکثر حسب الحکم چیف کمشنر بیلی گارد
مین جا کر چھپے بعض وہان رہ کر نکل آئے اونکی قضا باہر لائی چنانچہ تامس ہیر سر دفتر ریذیڈنی
جسے جنرل سامین نے موقوف کیا اور کرنل ہیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوئے تھے کئی دن
بیلی گارد رہ کر نکل آئے تھے انکا گھر سڑک پر تھا اثنا جب متفرق ہو کر بھاگے بی بی ادھر گئی بیٹیان
ادھر کہین آپ خود کئی دن کے فاقے سے عیش باغ مین کچھ کمہار تھے تلنگے پکڑ لائے
روپیہ مانگنے لگے انھون نے میر امام علی رسالدار کے پاس کچھ امانت رکھی تھی اونکے گھر لے گئے
اونھون نے تلنگون کے خوف سے انکار کیا گو انکو ہمسے جانتے تھے چوک سے کسی مہاجن سے
دلوا دین جب آتو جی کی مسجد کے پاس پہنچے کچھ سوار و تلنگے نانبائی کی دوکان پر بیٹھے تھے
آپسمین اشارہ کر کے گولی ماری دوسرے نے تلوار ماری گر پڑے خاکروب نے پاون مین رسی
باندھ کر نالے مین پھینکا کپڑے اوتار لیے انکی بی بی بیٹیان جب رات کو گھر سے باہر نکلین
پہلے اہل محلہ نے جو کچھ پاس تھا لے لیا ہزار خرابی بی بی کی جان بچی بعد فتح بیلی گارد پچاس
ہزار کا نوٹ اونکے شوہر کا تھا ملا اوسی پر بسر اوقات کرتین ہین آخر عمر مین مذہب عیسائی اختیار
کیا تھا قوم رذیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوا دیا تھا اوسکے بہانے سے گیا ایک بیٹی
کسی پٹھان کے گھر مین رہی دوسرے بالمن انگریز ملازم نواب محسن الدولہ سے اقرب بیاہی
گئی اوسنے جلا جلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسیکے پاس رہا اوسنے شاید مسلمان کیا مگر مفقود ہے۔
جوزف شارٹ سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ اسی طرح یعت

دلیر الدولہ مرزا احمد جمعیت ملازمین سے اپنے گھر مین مسلح و مستعد بیٹھے رہے کوئی نہ آیا۔
نواب امین الدولہ کے گھر تلنگے پہونچے تھے گھوڑے اصطبل سے کھول لیے پھر حضور منزل خاص مکان مین آئے جتنا زیور و اسباب ماں کہ اشرف الدولہ تھا سب لیا نہان بہت حفاظت سمجھکر رکھا تھا ازانجملہ دو جلد قرآن شریف مطلا خط ولایت تھے اونکا بڑا افسوس ہے معلوم نہین کسکے ہاتھ لگے نیز لیکن اللہ امیرن احمد علی خان کچھ مانع ہوئے مگر کون سنتا تھا صاحبات محل سے تغیران ماما وغیرہ سہم اسیمہ جا بجا دین اوڑھے سڑک پر نکلین شاہزادہ جھنو جی اپنے داماد کے باغ کو جاتی تھین اشرف الدولہ اونکے آگے تھے تلنگون نے روکا کہا تم کہان بھاگے جاتے ہو اہل بازار نے غنیمت سمجھا پاس اشرفی رکھکر چھوڑ دیا و دو منہ چھپے دن راجہ متوا نواب علیخان کی گڑھائی جا بجا مکانون مین اترے فی الجملہ عافیت ہوئی پھر اپنے مکان مین آئے۔
نواب ممتاز الدولہ پیشتر اس فساد کے اپنے قدیم مکان مین مع اسباب جاکر رہتے تھے ملازمین دو رفقاے خاص سے مسلح رہتے تھے کہ دروازہ شارع عام پر تھا اور اپنی نیکنامی و تالیف قلوب سمجھکر شربت کی سبیل بھی رکھوائی تھی بعد کئی دن کے جب باغیون نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنے کمیٹی مقرر کی افسران فوج سوار و پیادہ و توپخانہ تارا کوٹھی مین بیٹھے وکلاے امراے شہر پہونچے سب نے داد و بیداد و غارتگری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے بہادر راہ خدا اور حمایت دین حق و حفاظت جان و مال رعایا پر کمر باندھی ہے صاحبان کمیٹی نے بموجب اپنے انصاف نادرست کے بہت حکم کھا کہ موافق ہر ایک کی درخواست کے گارد سوار و پیدل ہر ایک کے گھر پر مقرر کیا چنانچہ نواب کی ڈیوڑھی پر بھی گارد سوار و پیدل مقرر کیا اونکا ومیہ خوراک و فرمائشات لوٹ سے زیادہ تھی ایک دن تلنگے عنایت باغ مین آئے کچھ لوٹ کر لے گئے اوسکے بعد مرزا قاسم بیگ داروغہ جاکر ضریح نقرہ الک لیے گئے جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہو کر آئی تھی اور حضرت خلد منزل نے نواب بانو بیگم کو عنایت فرمائی تھی اوسے توڑکر لائے بیچ ڈالا ورنہ تلنگون سے نہ بچتی اسکے سوا اور اسباب بھی لے آئے معظم الدولہ نواب باقر علیخان نواب مجاہد الدولہ کے گھر سے خوب زر سرخ و سفید اسباب لوٹا بلکہ لونڈیون سے زیور نقرہ بھی لیلیا۔
نواب ملکہ جہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر روز ہندو مسلمان کو کھانا

کچھ اعتنا نہ کی فرمایا یہ ہنگامہ طفلانہ ہے تھوڑی سی فوج جاکر اونکا استیصال کریگی بلکہ شہر کے باہر اونھین روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل اصطبل نواب ہوا گھوڑے سب کھولکر لیگیا اسیطرح روز چہارشنبہ پہلے ۱۴ تلنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے سپاہیون سے کہا پھاٹک کھولدو جب داخل دولتسرا ہوے اونکے ساتھ لُچے فاقہ مست شہر فتوحات غیبی سمجھکر لوٹنے لگے جتنا نقد وجنس ہاتھ آیا خوب لوٹا اور یہ سب جہیز صاحبزادی حضور عالم تھا نصیب عدا ہوا اور جس اسباب بیش قیمت کو اوٹھا نہ سکے اوسے توڑکر خراب کردیا شیشہ آلات جھاڑ آئینہ فانوس کو توڑکر سڑک پر پھینکدیا ساری سڑک شہنچین دروازہ الماس تراش ہوگئی اور کئی دن پیشتر اس ہنگامے کے نواب نے تین مکان نواب معین الدولہ کے سعادتگنج مین بکرایہ لیکر اوسمین عیال نواب اور عظمت الدولہ معزز الدولہ مرزا احمد تقیخان بھانجے مع اپنی والدہ آکر رہے تھے اما مباڑہ مفت تھا۔ جب عملداری سرکار ہوئی کانیگی صاحب آئے جتنا مملوکہ نواب عظمت الدولہ تھا سب لیکر چلے گئے ہرچند متواتر سرکار مین اظہار حال کیا انسنا لقریبا کئی لاکھہ روپیے کا تھا بہادر موصوف اوسوقت فقط لنگی باندھے بیٹھے تھے کپڑا تک نچھوڑا تھا جب اپنا گھوڑا مامون صاحب کے ہاتھہ ہزار روپیے پر بیچا کپڑا نصیب ہوا مامون صاحب بھی آمین کچھہ نہ بولے وگرنہ سرکار مین کہہ سکتے تھے۔ نواب منور الدولہ اپنے گھر مین متردد فتح وشکست کے بیٹھے ہوے تھے دفعتہً حال شکست سنکر متحیر ہوے پہلے باورچی ٹولہ مین مرزا بندہ حسن داماد بہادر الدولہ کے گھر مع افضل محل جاکر رہے بعد اسکے میرن صاحب عرف محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھر رات کو چھپکر سعادتگنج مین جاکر رہے افضل محل تنہا قریب مینا بازار غرباے محلہ کے گھر مین رہین بعد تین دن کے ڈولی مین سوار ہو کہارون کو بہت منت سماجت سے خاطرخواہ مزدوری دیکر مرزا ابوتراب خان کے گھر مین گئین امجد علیخان اکیلے کہین جاکر چھپے حکیم میر علی میر محمد نہرہ مین پھاٹک بند کرکے بیٹھے تھے اسعرصے مین تلنگے پہونچے پھاٹک کھلوا داخل ہوے گھسنے لگے تلاشی گھر کی دو یہان کوئی بی بی یا صاحب چھپا ہے یا نہین اسمین بہت گفتگو ہوئی اور دست ہمت کوتاہ دیکھکر لوٹ پر مستعد ہوے کچھہ اسباب جو باہر تھا لیکر چلے گئے بعد کئی دن کے گھر کے بھیدی پھر اونھین لے آئے اکثر مقام جو اونھین معلوم تھے بتائے کھودا جو نکلا لے لیا کچھہ اسمین سے اونکو بھی دیا اسمرتبہ البتہ زیادہ نقصان ہوا۔

سبکو طعن و تشنیع دیتے تھے آتشبازون سے باروت مہتاب لیکر جو چاہا کچھ قیمت دیدی پائین باغ کوٹھی اسکول مین ایک انبار گھاس کا تھا اوسمین جاکر آگ لگادی سارا شہر روشن ہوگیا میر باقر علیشاہ پکّے پُل پر رہتے تھے اونھین بڑے امام باڑے کے دروازے پر لاکر تلوار وان سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بظاہر اونکا قصور کسی پر نہ کھُلا خون ناحق سید کا انپر وبال ہوا ننگی ننگی تلوار ہاتھہ مین لیکر گلیون مین پھرتے تھے۔

جب سپاہ لوہے کے پُل سے اسپار نہ آسکی رستہ شاہی سے ٹیڑھی کوٹھی مین آئی پہلے جنرل مرزا اسکندر حشمت کے ۱۰ گھوڑے خاصہ سواری کے کھول لیے یاقوت علیخان نواب ناظر نے سپاہیونکو منع کیا تم انسے مزاحم نہو صاحبان عالیشان زندہ مردی کا مال اس کوٹھی مین تھا سرداربہرہ سے کنجیان لیکر صندوق کھولے جو اونمین تھا سب لیا ایک اپنا مورچہ مقابل نقارخانہ دوسرا ظفرالدولہ کے دروازے پر لگایا جب فرح بخش و چتر منزل مین فوج آئی صاحبات محل نے فریاد کا غل مچایا کہا ہم سرکار کی حفاظت کو آئے ہین ہمسے کسیطرح کا خوف نہ کیجیے رات بھر یہان رہین گے صبح کو چلے جائینگے اور باقی فوج بادشاہ باغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل کوٹھی صدخانہ حضرت گنج میدان دلکشا محمد باغ مین اوتری اور چہارشنبہ کو گو نار راجہ تعاقدار گرد و پیش لکھنؤ داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیرآباد و راجہ منوا نواسہ راجہ صورت سنگہ چودھری سندیلہ حشمت علی ملیح آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان سالدار کی کول ہار سے آکر داخل شہر ہوے اور سرگرم اپنے مورچونپر ہوے۔

جب محسن الدولہ کو خبر دخلہ پہنچی منگل کے دن دوپہر کو نواب مرزا عالیقدر محبوب خواجہ سرا گھوڑے پر سوار کئی خدمتگار سے سعادت گنج قصبہ موہان ہو کر فتحپور چوراسی مین لال شاہ زمیندار کی گڈھی مین جاکر اوترے ہر چند بہت سی تکلیف مالا یطاق کئی مہینے تک مثل نید زندان اوٹھائی جبتک کہ فتح بیلی گارد نہوئی فوج باغی کے شر سے محفوظ رہی اس جہت سے کہ جناب عالیہ نے بسبب سفارش جنرل حسام الدولہ فوج کو منع کر دیا تھا ہر چند کہ اونھون نے کئی مرتبہ وہان کے جانے کا ارادہ کیا مرزا عباس علی بیگ نقل کرتے تھے کہ مین رات کو جسکی صبح فوج داخل شہر ہوگی نواب کے پاس حاضر تھا عرض کی کہ یہ خبر سے صد سواری جو سر راہ بندھے ہین اگر مین اور جاکر بندھا ہین تو بہتر ہے

کبھی بار بار غاریں میں جو انفت تھی ہر ایک تفاخر و نازان اپنے خاندان عالیشان پر کرتا تھا
پھر بھی زبانی مرزا حیدر شکوہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان انھیں باتون اور آپس کی نا اتفاقی
ہوتی چلی آئی ہے —

جب جھجھون کے سرنگت میں آگ دی سارے شہر میں زلزلہ ہوا جیسا اکبر آباد کی بڑی توپ
کے چھوٹنے کا قدما ذکر کرتے تھے ہر شخص خواب غفلت سے چونکا دروازے کی زنجیریں چولیں ستون
سائبان سے اپنے جوڑ سے جدا ہو گئیں ہاتھیان تھے فیل نشین کانوں کے آسمان میں ہوا ہو کر اوڑنے
لگے شیشے کے جھاڑ فانوس جہاں آویزاں تھے بالکل اپنا باڑہ مرزا کیوان جاہ میں جو کربلا کے
میر خدا بخش میں اتنا شہر کس قدر رفا جہلے پر سے وہاں کے سب جھاڑ ہلنے لگے چراغ گھروں کے
بجھ گئے تمام شہر میں جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سوائے کوٹھی جدید جو مرزا خورم بخت نے
بنوائی تھی گودام میں جتنا وغیرہ تر و خشک سامان لڑائی مثل وغیرہ سرسلیمان جمع کیا تھا سب
برباد ہو گیا ایک گورہ شاید غفلت یا نشہ کی جہت سے رہ گیا تھا جل بھن کر کباب ہو گیا تھا کبھی
پیدا اپنے تماشے سے راہ میں چھپ گئیں ہندوستانیوں کے گھر میں آئیں وہاں سے سرکار میں گئیں
زبانی کپتان مفتاح الدولہ —

جب صبح ہوئی پہلے شہیدے ڈرتے ڈرتے جھجھون کے پاس پہنچے چھپ کر دیکھا کہ سرنگ کے اڑنے
سے ایک پٹ چول سے اکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے آدمی کے جانے کی راہ ہو گئی ہے شہید
قرانہ داخل ہوئے پھر مفلس تھے شہر کے ہر محلے سے پہنچے خوب لوٹ ہوئی جمعہ کی شام تک بعد اسکے
سرکار سے کسی راجہ کے سپاہی آ بیٹھے دسویں شہر ذیقعدہ تھی —

بعد از زیل کے ناخن ہونے بعد اسکے شہیدے اپنی اخیرہ مری سے زیادہ بڑھے دو توپ لگا کر مقابل مورچہ
بیلی گارد ہوئے ایک مورچہ بھی کے تکیہ پر منشی التفات حسین خان کے بنگلے پر لگایا دوسرا درخت املی کے
پیچھے مقابل اسپتال اور سرگرم آتشبازی ہوئے ہر چند لڑائی لڑکوں کی از راہ بیہودگی تھی مگر مقام حیرت
کا تھا اور شہیدوں کا دماغ اور نشہ جرأت آسمان پر چڑھا اور زبان طعن و تشنیع اطراف سے سب پر
کھولے پھر با جا ادھر سرکار اپنی قوم کے ایک پلٹن بھرتی کی شہر میں جس امیر کے دروازے پر گئے
دھمکا کر زر نقد لیے اپنی چیز بدم خود زندہ کرنے لگے حلوا پوری مٹھائی دوکانوں سے لیکر کھا لیتے پھر

مشکین باندھ منہ پر رومال باندھ دیا تھا یہ زبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا اب شاید خلاف اپنی شان کے سمجھین غرض حسن باغ کی طرف سے جتنے محصورین تھے بانتظام حلقۂ فوج مین توپین آگے پیچھے رکھے نکلے اور سیم کو توپون کی پٹیون پر بٹھا دیا تھا ایک آن واحد مین شاہزادہ کے مکان کے دروازے سے داخل حصار بیلی گارد ہو گئے دفعتہً ایک توپ چلی تھی ۱۰۔ آدمی نوبالام گولہ انداز وغیرہ راہ مین اپنی جان کے خوف سے بھاگے تھے مین دو چار صاحب یا گورے بھی تھے شہر کی گلیون مین پھنس گئے مارے گئے انکے نام مفصل نہین معلوم فوج باغی جابجا مورچو نپر تھی منہ دیکھتی رہگئی بلکہ اوسوقت سب خواب غفلت مرگ مین اپنے بستر پر پڑی رہی اور بجہد چلنے توپ کے سرنگ بچھی بھون مین آگ دی ایک گورا شاید اپنی ہماری سے رہ گیا تھا فی الحقیقت بڑا کام کیا۔

جب گاڑی محبوسین کی زیر کوٹھی ضیافت رزیڈنٹی ٹھہری کئی گھنٹے تک کسینے خبر نہ لی قریب صبح میجر بنگ صاحب آئے ان سبکو بالاخانے کے کمرے مین لے گئے سب کیواسطے پلنگ بچھوائے بڑی خاطر دلجوئی کی انکے آدمیونکو حکم دیا کہ گودام سے مصرف ضروریات لے آیا کرو اور نہین سمجھا یا کہ یہ امر ہمنے فقط مصلحت وقت سمجھکر کیا ہے وگرنہ معلوم ہے کہ تم سب بیگناہ ہو اور یہ بھی کہا کہ اپنے آدمی بھیجکر اپنے اشیاے ضروری کو منگوا بھیجو چنانچہ پہلے نواب محمد حسنخان کا آدمی باہر نکلا وہ کب جاتا تھا بعد اسکے ایک نسید ملازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نگیا۔ اب میجر صاحب کو انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھ تحریر یہان کی رانا راوکے پاس بھیجی ہے اس خیال سے انکے پاس نہ آئے دوسرے دن گورے ان سب کے پلنگ لے گئے بالاخانے سے نیچے کے کمرے مین آئے وہ حقیقت مین محبس تھا تاریک و نہایت بدبودار۔ کئی دن تک اسی حال مین رہے کوئی پرسان حال نہوا اتفاقاً میجر صاحب گولی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوے وہ انکے پاس آئے بہت باخلاق پیش آئے پھر ایک صورت راحت پیدا ہوئی جب جرنل اوٹرم صاحب داخل حصار ہوے ایکدن ان سب سے ملاقات کی اور فی کس خرچ کو ڈیڑھ سو روپیے دیے۔ ہر ایک نے اپنا لباس بہ تکلف درست کیا گورے جو جرنل مرزا اسکندر حشمت کا گھر لوٹ لائے تھے نیلام سے بکفایت ہر چیز ملی لیکن مقام تاسف یہ ہے کہ اس حالت یاس و گرفتاری بیبسی مین

ہونگا مگر اجل اونپر ہنس رہی تھی من کی من مین رہی۔
غرض جب امام باڑہ بھی قورخانہ سب خالی ہوگیا سرکاری اسباب جابجا پڑا رہ گیا تھا کسی کا خون ناحق نہ بہا ہر چند توپ آلات حرب سب جمع تھا پہلے دم صبح شہر کے شہدے پیچھے جا پہونچے تو سپاہ نا جیسے جو پایا لیا اتفاقا ان شہدون مین سے رومی دروازے کے شہدے سے اپنے فرزند نا ... نکال دیکر للکارا ابھی تم لوٹ نہ مچاؤ چلے یہ توپین کھینچا مچھی بھون پر لگاؤ لڑو نہیں تو ہم کم سکا برا انام ہوگا کہ ہمیشہ نام ہیر حقیر ذلیل شہر نے کس سلیمان جاہ کا مقابلہ کیا سبھون نے قبول کیا اور جمع ہوکر مستعد جنگ ہوے اور اہل شہر کو پکارے کہ خبردار میگزین کو کوئی ہاتھ نہ لگائے یہ کہکر چھوٹی توپ ... سے جکڑا ایک الاٹھی کا شنیدہ تھا یا توپ کو سیدھا کر مچھی بھون پر لگایا اتفاقا گئی گولہ انداز بھی ... آشنا تھے انکے ... ہوگئے دو توپین نقارخانے کے کوٹھے پر لگا مین جیتنی تھت ... تھے اونکی جہانکیان بنائین قدم قدم پر ٹہٹنے لگے۔ اب مچھی بھون سے جو توپ چلتی تھی اونال جاتی تھی انمین سے کوئی بھی درست مقتول نہوا فقط ایک شہدے کا ہاتھ بیکار ہوگیا توپ کے ... سے پراگندہ ہوگئے سے انکی توپ کے گولے متواتر مچھی بھون پر پڑتے تھے شب پنجشنبہ کو ... رات کے روئی کے گٹھے اور کپاس پھوس لا آگے رکھکے اونپر آگ لگاکر شور و غل مچاکر دوڑکر جھٹ پھاٹک سے لپٹ گئے۔ مچھی بھون کے لوگ کہتے تھے اونکے اس شور و غل سے ہم نے جانا کہ ہزارہا آدمی شہر کا ٹوٹ پڑا ہے پھاٹک گراکر داخل قلعہ ہوجاینگے
اس عرصے مین چیف کمشنر نے ایک گوئندہ کو ہزار روپیہ انعام دیکر ایک چٹھی تاہ مین بھیجی کہ دو مقام سے لڑائی کا ہونا اچھا نہیں بہتر یہ ہے کہ تم سب آج نصف شب کو مع خزانہ و عورات و فوج واسیر لیکر بیلی گارد مین چلے آؤ تو بہتر ہے اور اوسیوقت چلنے کے سرنگ مچھی بھون مین لگا دینا۔ اہل شہر نے پیشتر سے جب یہ خبر سرنگ کی سنی تھی کسیکے ہوش بجا نتھے اس جہت سے فرنگی محل وغیرہ محلے جو قریب تھے اپنے گھر چھوڑکر سعادت گنج وغیرہ دور کے محلون مین رہنا اختیار کیا تھا۔
غرض جب محصورین مچھی بھون چلنے پر مستعد ہوے پہلے مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ نواب محمد حسنخان راجہ تلسی پور نواب مصطفی علیخان شاہزادے کو ایک گاڑی مین سوار کیا اس سبب ... عزیزو دالانتبار نے جانے مین کچھ تکرار کی بہت چلاکر بات کرنے لگے از راہ غضب اس جہت سے انکی

مورچون سے چلتے دیکھا ہر شخص اپنی جان بچاکر ہر طرف حصار سے جس طرف سے ممکن ہوا نکلکر بھاگا جو رہنے والے تھے رہگئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گورے چار سو سے زیادہ میم اطفال خرد وسال انکے سوا تھے کسواسطے کہ اطراف اضلاع کی میم پناہ سمجھکر لکھنؤ چلی آئی تھین اسیطرح صاحبان اضلاع بھی جو پہونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرانی سکھہ۔ پنجابی۔ کچھہ تلنگے نمکحلال کچھہ سوار برقنداز اور شاگرد پیشہ رنڈی مرد۔ مزدور۔ کچھہ۔ گھوڑے بیل وغیرہ اوسوقت عجب طرح کا تلاطم ہوگیا تھا انگلشی سپاہی جنھین گھر سے بلاکر جابجا مورچون پر مامور کردیا تھا وہ سب اپنی جان بچاکر ہر طرف سے بھاگے۔

محمود خان کوتوال جمعیت برقندازون سے داخل امام باڑہ ہوا پھاٹک مین قفل ڈلوادیا برقنداز جو لڑنے گئے تھے اونھون نے لکھنؤ عیش باغ مین سوا بندرون کی لڑائی کے دوسری آنکھ سے دیکھی نتھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ پگڑی ٹپکے کو پھینک سفید پگڑی رکھہ لی جو گھر سے لے گئے تھے اور تنخواہ انعام پیشگی پاچکے تھے اور سرکار نے بندوق دیکر جنگی مشہور کردیا تھا اور جتنے کوتوال کے ساتھہ تھے متقاضی تنخواہ پیشگی ہوے کوتوال نے دم دلاسے مین رکھا شام کو گھبرا کے قفل توڑ باہر نکلے قریب پانچ ہزار کے نوکر ہوے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک مہینا پیشگی پاچکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کوتوال کے ہوے تھے خطاب بہادری شمشیر ولایتی کمر مین باندھنے کو ملی تھی کارنیگی صاحب نے اپنے رفع اشتباہ کو انسے قسم قرآن شریف کی لی تھی اونھون نے برقندازی دفانہ کرنیکی قسم لی تھی فاقہ مستون نے سب طرح سے قبول کرلیا تھا کسواسطے ہر ایک اپنے گھر مین ایڑیان رگڑ رہا تھا وہ پیسے پر کوئی نوکر نرکھتا تھا کوتوال نے پیشتر سے اپنا نقد وجنس جنپر اعتماد تھا رکھوادیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال صاحب مال ہونیکا سرکار پر نہ کھلا کارنیگی صاحب یا منشی قربان علی کا حال کھلا توکیا ہوا اب دونون چین کر رہے ہین غرض جب رات ہوئی پشت مسافر خانے کی کھڑکی سے تبدیل لباس کرکے سنکری محلہ بھیات اپنے مہاجن کے گھر آئے وہانسے تیسرے دن نخاس مین اپنی رنڈی کے گھر رہے پھر کوئیلے والون کے سر پر ٹوکرا رکھہ شہر کے ناکے سے ملیح آباد پہونچے کرم خان پٹھان کے مہمان ہوے ایک دفعہ پوشیدہ کانپور بھی ہو آئے۔ جانتے تھے کہ جسدن عملداری سرکار ہوئی مین بدستور مامور ہونگا شہر والون سے اپنا انتقام

وہ سوار باغی کہتے تھے اس آمد فوج سے ہم مین دم باقی نرہا تھا ایکدوسرے کو ہم ملامت کررہے تھے کہ یہان مہابیر مین نشان چڑہانے آئے تھے قریب تھا کہ تلنگون کے پانون اوکھڑ جائین مگر جب یہ تینون گورے سپاہ کے سر سے بسلامت گذر گئے اسے وہ تلنگون نیک شگون سمجھے اور پہاڑ ہوگئے دفعتہً سوارون نے یمین و یسار سے سبقت کی اب زبانی فوج یہ ہے کہ جب ہم مقابل ہوکر آگے بڑہے دیکھا کہ ہنک صاحب بگھی پر ہماری طرف چلا آتا ہے سوار ایدھر سے جھپٹے اونسے بگھی بھگائی دفعتہً فوج جا پڑی باہم مل گئی سرکاری توپ چلنے پائی اب جنگ مغلوبہ ہوگئی صاحبان عالیشان نے جب گھونگٹ کھایا چاہا کہ اسمعیل گنج مین پناہ لین وہان نہ جاسکے اختلاف رائے ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا وسنے بائین پشت سے توپ بندوق چلنے لگی جب پانون نہ ٹھہر سکا اور انتظام فوج بگڑ گیا بوگل رجعت کہا گورے و تلنگونکے پانون گویا زمین گیر ہوگئے باغی آنکر مل گئے لوہے کے پل تک بڑا کھیت پڑا لاش پر لاش گرنے لگی کپتان انڈرسن اپنے رسالے مین لکھتے ہین ۱۱۱ گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اور بھی ہوا کہ راہ مین کہین مقام ٹھہرنے کا نپایا سوار ملے ہوے دباتے چلے آتے تھے برقنداز سب نمکحرام کہین معلوم ندیے بڑی توپین چھوٹ گئین گھوڑے مشکل سے اونسے جدا کیے گئے صاحبان عالیشان بگٹٹ گھوڑے پھینکے مرزا سلیمان شکوہ کے مکان سے دفعتہً چھمار و مس بیلی گارد مین ہورہے پھر کسینے پیچھا پھر کر ندیکھا جو صاحب یا گورہ مجروح تھا مشکل سے پھونچا راہ مین کسیطرحکی کمک نہ پھونچی وگرنہ پل سے باغیونکو تازہ دم ہوکر روکتے۔

غرض لوہے کے پل تک سوار پیچھا کرتے چلے آئے جب اسمعیل گنج کی طرف بڑہے بیلی گارد اور قلعہ مچھی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسیکا قدم نہ بڑھا جتنے نکل سکے شہر مین پھیلے فوج باغیہ اور پلٹن گھاٹ سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ راہ مین بہت سرگرم تھا پانون مین گولی لگی بہت مخر و مباہات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا رصد خانے کی کوٹھی مین اوترا موافق اہل تنجیم غلبہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ لوہے کے پل تک مریخ برج عقرب مین اونکی پشت پر فوج سرکاری جب لوہے کے پل سے باغی بڑہے انکی منہ پر ہوا پھر کیونکر صورت فتح ہوتی۔

جب عوام بیلی گارد نے یہ ہنگامہ شکست سنا اور باہر سے سبکو سراسیمہ داخل ہوتے دیکھا توپ کو دونو

چنانچہ انکا اتفاق ظاہری دیکھکر ہر ایک نے اطاعت کی اور باطن مین متردد رہے اور اپنی حفاظ
کو سپاہ گو ہار نوکر رکھی ۔

راجہ مانسنگہ نے عرضی چیف کمشنر کو بھیجی کہ مین مطیع و فرمانبردار سرکار ہون لیکن ان باغیون سے
طاقت مقابلہ نہین رکھتا جہانتک ممکن ہے اپنے جان و مال سے حاضر ہون کئی میم اور صاحب
کو ابھی تک چھپایا ہے جیسا حکم ہو دستخط ہوئی کہ تمھاری خیرخواہی ثابت محبوسین جہان چاہین
چلے جاوین چنانچہ انکی حفاظت مین ہر ایک عملداری سرکار مین بسلامت پہونچ گیا فوج باغی
نے قرینے سے دریافت کیا کہ راجہ باطن مین سرکار سے موافق ہے کچھ سمجھکر چپ ہو رہی کہ یہہ
زبردست ہین صاحبان فوج صاحب مقابلہ ورہین شاید کوئی فساد تازہ برپا ہو جاوے ابھی درگذر کرنا
چاہیے جب اپنا اختیار کامل ہوگا سمجھ لینگے ۔ حکومت فیض آباد دیکر چلی آئی ۔

روز سہ شنبہ ۱۸ شہر ذیقعدہ مطابق ۳۰ جون ایک گوئندہ نے چیف کمشنر سے خبر کی کہ ۲ کمپنی
تلنگہ و دو توپ اسپی ایک رسالہ علی گنج معہ ہنومان جہابیر مین لکھنؤ سے دو کوس پر آ پہونچا ہے
باقی فوج منفرقات مثل نواب گنج کو ایک دوسرے کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریباً
۱۵ ہزار ہونگے کسواسطے کہ اور رسالہ ہندوستانی پٹالن بول ۲ الن ٹیر و دو توپخانہ اسپی و نرگادان
۱۵ رسالہ ۱۲ رسالہ پٹالن ملازم شاہی کپتان ہیگنس بارلو بوری آر پٹالن گھن گھور ۔ اختری
نادری میر فدا حسین کی یہ سب باتفاق آئی ہین چیف کمشنر نے سنکر تجویز کیا کہ ابھی تھوڑی سی
فوج قریب پہونچی ہے قبل از داخلہ شہر اسے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھہ ۱۲ سو برقنداز
۵ کمپنی تلنگہ و گورہ ۱۱ بڑی توپ بیل و اسپی ۵ صاحب میجر کارنیگی محمود خان کوتوال
باقی کرانی اہل دفتر کے سب مسلح کچھہ ہاتھیو نیز باقی گھوڑو نپر سوار پہر رات رہے رزیڈنسی سے
چلے جب لوہے کے پل پر پہونچے مسافرون سے حال تعداد فوج پوچھا اونھون نے کہا تھوڑی سی
قریب باقی کثرت اونکی مثل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوئی ہے آخر انسپین یہ صلاح ٹھہری کہ
یہان سے پھر جائین مبادا صورت خلاف پیدا ہو آخر از را تہوری آگے بڑھے دم صبح کوکرال
تدی پر پہونچے وہان کچھہ نشان فوج نہ پایا گوئندہ سے برخفا ہوئے اوسنے عرض کی اوس باغ
مین باغی اوترے ہین کمربندی کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی تین گولے مارے اوسوقت کا حال

سپاہی حبشی جو در دولت پر حفاظت کو باہتمام حسام الدولہ تھے کہا کہ فوج فیض آباد عنقریب ہے اگر اوسکو جلد خبر پہونچیگی چلی آئیگی جبتک انھیں ہم روک سکتے ہیں اونھون نے کچھ مناسب سمجھکر منع کیا کہ خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے جائزہ جواہر خانہ لیکر ۲۲ صندوقچہ جواہر ۳ تاج شاہی مکلل بجواہر کئی توڑے اشرفی تخت شاہی ہتھیار بیش قیمت پر تکلف مصرف شاہی لیکر مفتاح الدولہ حسام الدولہ بعث الدولہ کو گورون کے پہرے مین لیکر چلے صاحبات محل نے اپنی ناداشتگی سے شور واویلا برپا کیا کہ بادشاہ کا گھر اوڑے لیے جاتے ہین چیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے ہم اپنی حفاظت مین لیے جاتے ہین وگرنہ یہان رکھنے مین احتمال بربادی وغارتگری کا ہے اور کیسے اسکی حفاظت ہو سکیگی فی الحقیقت یہ بڑا احسان چیف صاحب نے کیا ورنہ زمانہ پر حبیسی مین یہ سب غارت ہو جاتا اور اگر کلکتہ بادشاہ کو بسلامت ندیا جاتا - ۱۰ کوٹھیون کی طیاری آراستگی خاطر خواہ بادشاہ کا حکم ہوتی اور اس اسباب کے نیلام سے منشی صفدر کا کیونکر بھلا ہوتا خلاصہ مفتاح الدولہ سے تحقیقات کوٹھیون کی کی نگران تینون صاحبون کو اس قید سے توقع نجات نتھی گورون کے پہرے سے گھبرانے تھے آپسمین بات نہ کر سکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ بیٹھے تھے آخر جب رات ہوئی بسلامت پھر آئے -

معرکہ چنہٹ وخاص لکھنؤ

جب فیض آباد مین ہر چھاؤنی سے فوج باغی آکر جمع ہوئی زرخزانہ سرکار سے مالا مال ہو گئی ہر ایک نے چاہا کہ سیدھی اپنے گھر کی راہ لے افسرون نے کہا کہ تم عملداری سرکار سے کہان بھاگ کر جاؤگے کسی دوسرے کی عملداری قریب ہے سوا اسکے کہ اپنی سزاے اعمال مین گرفتار ہوکر ہر ایک کسی جزیرے کو روانہ کیا جائیگا مناسب یہ ہے کہ اپنا سنگر نہ توڑو کمر ہمت باندھ بادشاہ ہندوستان کے ظل حمایت مین چلو کہ یہ ہو کہ مرگ انبوہ جشنے دارد یعنی جب عافیت بنیکنامی اور اپنی حکومت واختیار بھی باقی رہیگا پس افسرون کی صلاح ہوئی کہ دلی چلو بعض نے کہا کہ اگر دلی جانا منظور ہے تا لکھنؤ ہو کر چلو اور ممالک محروسہ کے جتنے راجہ ہین اون سب کو اپنا شریک کرنا چاہیے -

تھوڑی دور گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا اونکے شانے مین چوٹ آئی زمین پر
گر پڑے چارپائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج لے آئے تھوڑی دور اور چلے تھے ایک اور صاحب
گھوڑے سے گرے اونکا ہاتھ مجروح ہوا جب کنار دریا پہونچے صبح ہو گئی بیفائدہ آگے جانا پار
اوترنا سمجھکر پھر آئے زبانی قربان بیگ جو تحصیلدار کے ساتھ تھے۔
کئی چھکڑے صاحبون کے اسباب کے چھاؤنی سکرورہ سے نواب گنج کی سرا مین پہونچے پاسی جو حفاظت
کو ساتھ تھے بحیلہ عدم رسی تنخواہ اسباب چھکڑون سے لیکر چلے گئے۔
ایکدن کپتان ویسٹن صاحب نے چاہا کچھ سوار لیکر فوج باغی پر شبخون مارین اپنی ٹوپی دار بندوق
کو چھوڑا رنجک جاٹ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد سمجھکر بندوق ہاتھ سے
پھینک دی فسخ عزیمت کیا۔
میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو پلٹن سپاہی نوکر رکھے فوج باغی کے ساتھ نواب گنج کے ایک
باغ مین اوترے احمد اللہ شاہ فقیر بھی بارادہ فاسد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ساتھ تھا
افسرون سے کہنے لگا یہ دونون پلٹن بروقت پہونچنے لکھنؤ دغا سے تمپر آپڑین کیا کروگے بس چاہیے
انسے عہد و پیمان لیلو ایک گارد تلنگونکا کمیدان کے بلانے کو گیا اتفاقاً وہ دو ہزار روپیہ آگے
رکھے سپاہ کو چٹھہ بانٹ رہے تھے مع زر نقد اونھین قید کرکے لے آئے احوال پوچھا کچھ تامل کیا
دوسرا گارد گیا سپاہی اوسوقت بھاگے گارد اونکا اسباب ہتھیار لیکر پھر آیا آخر قرینے سے معلوم
ہوا کہ کسی امراے لکھنؤ سے میر اکبر علی کہ ہزار روپیہ واسطے نگاہداشت دو پلٹن لے آئے تھے
کہ ہم باغیون کے ساتھ آئینگے اونھین غافل پاکر لوٹ لینگے پھر مفصل احوال نہ کھلا کمیدان کو
سید غریب سمجھکر چھوڑ دیا بات بہت خوب تھی اگر بن پڑتی ٭

چیف کمشنر کا قیصر باغ سے بادشاہی کوٹھون سے اسباب لانا

روز یکشنبہ ۵ تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۷۴ ہجری مطابق ۲۰ جون ۱۸۵۸ء دوپہر کو چیف کمشنر مع
میجر بنگ صاحب اور کئی افسر بر قندار کمپنی گورہ دو توپین لیکر داخل قیصر باغ ہوے اسواسطے
کہ بادشاہی کوٹھون سے جو اسباب عمدہ اور بیش قیمت کیاب ہے لیجائین اور اپنی حفاظت مین رکھین

قطعی ہوا اوسکے بعد، کشتیونپر اسلحہ حرب اسباب ضروری بار کرکے مع جنرل صاحب روانہ کلکتہ ہوے بالاجی راؤ سکے بھائی رانا راؤ نے ارادہ خیانت اور فسخ عہد کرکے حکم شلک توپ دیا اوسنے منع کیا کہ دغا موافق مذہب کے گنگا سے کرنا اچھا نہین اسکا انجام بہت برا ہوگا نہ مانا جب توپ چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بیٹھہ گئین بیبیان گود مین بچے لیے صاحب جو کنار دریا کشتیونپر سوار ہونیکو پانیمین کھڑے ہوے تھے سبھون نے فریاد و غل بلند کی اوسوقت سپاہ باغی کا قتل کرنا ایکطرف تلوار پر تلوار پڑتی تھی دوسریطرف سے گولیان برستی تھین بیبیونکا پاس سے ہر ایک سے لپٹنا ہونا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈھنا وہ بیان سے باہر ہے اگر ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی ماردیتا تھا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ جو کشتیونپر سے دریا مین کودا ڈوب گیا ادھر سے جو گیا پایاب تھا جنرل صاحب کی کشتی بسلامت الہ آباد پہونچی۔ راہ مین فقط دو کشتی کو زمینداروں نے لوٹا۔

نواب محمد علیخان عرف منجھلے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹنا چاہتی تھی مارڈالین کسواسطے کہ پہلے اونھون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو اپنے گھر مین چھپایا تھا لیکن پیشوا نے رئیس دلیر جان کر منع کیا اقربا ے نواب معتمد الدولہ کو مالدار اہل وثیقہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت و جان بچانیکی انسے صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایا ے شہر کو امان دی خزانہ بکلکٹری سے لاکھہ روپیہ لیکر فوج کو انعام دیا حکمنامے تحصیلدار اور زمینداروں کو بندوبست و انتظام و حفاظت راہ کے روانہ کیے جب رانا راؤ اس مدت قلیل مین اپنی غفلت و نااندیشی سے عیش و عشرت و لغویات لاطائل مین مشغول ہوا فوج باغی بیدل ہوئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

فساد خاص لکھنو

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین چیف کمشنر مع ۷ صاحب ۲۰ سوار تلوارین کھیچے آدھی رات کو نواب گنج پہونچے میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانیکی چیز ہے لاؤ اور خود کرسی اور مونڈھونپر بیٹھے اور یہہ بھی فرمایا کہ ہم جاکر کرنل گنج مین توپخانے کو نے لینگے تحصیلدار نے عرض کیا یہانسے چھاؤنی ۷ کوس ہے دریاے گھاگرہ بیچ مین بعد ایک بجے جب کچھہ کھا چکے

وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گئے لیکن تھانہ وا بچ گیا دوسرے دن
تھارن ہیل صاحب نے منشی رامدیال کو حکم دیا کہ وصی علیخان کو خط بھیجکر بلواؤ جب یہ عذر کرکے
نہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکمنامہ انکی طلب کا لایا لکھنؤ مین روبکاری کو آئے حکم پھانسی کا یا
مگر ولسیٹن صاحب جو مدت سے انکے حال سے واقف تھے سینہ سپر ہو کر انھین بچایا نجات دلوائی
اپنے گھر آئے۔

بلوہ فساد کانپور

فی الحقیقت عجب طرح کی آندھی کالی آئی جسنے تمام کرہ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلائق کا
ایک امر پر ہونا سواے خالق کے کار بشری نہین ہے کسواسطے کہ روبروے سلطنت سلیمانی ان مور ہاے
ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل اہل بصیرت ہے خلاصہ ۲۳ پٹالن ایک تیسرا رسالہ
کانپور مین تھا اور توپخانہ جب منشی لی خبر پھانسی کی سنی سبکو اپنے قصاص لینے کا یقین
ہوگیا کچھ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعتہً وہان
بھی بلوہ کر دیا بنگلون مین آگ لگا دی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان جز و کل چھوٹی بڑی
بیبیان ولایتی خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اوسی طریق سے پیش آئے جسکا
بیان نہین ہوسکتا بعض میم صاحبان وفور غیرت و شرافت سے کنوون مین گر کر مر گئین
نعش اطفال اور مقتولین سے بڑا کنوان بھر گیا چار دن تک فوج باغی اپنے افسرونسے لڑی
جب مغلوب کیا جنرل ویلر صاحب مع اور افسر اور گورون نے وہین اسپتال مین بنا کر پناہ لی۔
شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو اوسوقت طعام تر و خشک بہت تکلف سے بھیجنا شروع کیا
رانا راو پسر متبنائے باجی راو پیشوا سے پونا جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے سازسے آگے سے آیا
ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوئی کئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل اہل توپخانہ
شامل سپہ بندی نوکر رکھے ۲۰ دن تک فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی آخر صاحبان
محصورین نے ازراہ مصلحت وقت رانا راو سے امان چاہی اسپر راضی ہوے۔
صبح کو سب فوج رعایاے شہر تماشا بین جمع ہوئی جنرل صاحب نے سفید نشان امان کے گڑوادیے
اوسوقت صاحبان محصور ادھر سے ادھر سے افسر مع پیشوا جمع ہو یکجا بیٹھے باہم عہد و میثاق

قطع ہوا اوسکے بعد ۷ کشتیون پر اسلحہ حرب اسباب ضروری بار کرکے مع جرنل صاحب روانہ کلکتہ
ہوے بالاجی راؤ سکے بھائی رانا راؤ نے ارادہ خیانت اور فسخ عہد کرکے حکم شلک توپ دیا
اوسنے منع کیا کہ وغا موافق مذہب کے گنگا سے کرنا اچھا نہین اسکا انجام بہت برا ہوگا نہ مانا
جب توپ چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بیٹھہ گئین بیبیان گودمین بچے لیے صاحب جو کنار
دریا کشتیون پر سوار ہونیکو باطمینان کھڑے ہوے تھے سبھون نے فریاد وغا بلند کی اوسوقت سپاہ
باغی کا قتل کرنا ایکطرف تلوار پر تلوار پڑتی تھی دوسریطرف سے گولیان برستی تھین بیبیونکا
پاس سے ہر ایک سے ملتجی ہونا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈھنا وہ بیان سے باہر
اگر ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی ماردیتا تھا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ جو کشتیون پر سے دریا
مین کودا ڈوب گیا ادھر سے جو گیا پایاب تھا جرنل صاحب کی کشتی بسلامت الہ آباد پہونچی۔
راہ مین فقط دو کشتی کو زمینداروں نے لوٹا۔

نواب محمد علیخان عرف نجھے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹا چاہتی تھی مارڈالین کسواسطے
کہ پہلے اونھون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو اپنے گھر مین چھپایا تھا لیکن پیشوا نے رئیس
و امیر جانکر منع کیا اقربا ے نواب معتمد الدولہ کو مالدار اہل وثیقہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت
و جان بچانیکی انسے صورت عافیت و آشتی پیدا کی رعایا ے شہر کو امان دی خزانہ کلکٹری سے
لاکھہ روپیہ لیکر فوج کو انعام دیا حکمنامے تحصیلدار اور زمینداروں کو بدستور انتظام و حفاظت راہ
کے روانہ کیے جب رانا راؤ اس مدت قلیل مین اپنی غفلت و نا اندیشی سے عیش و عشرت لغویات
لاطائل مین مشغول ہوا فوج باغی بیدل ہوئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

فساد خاص لکھنؤ

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین چیف کمشنر مع ۷ صاحب ۲ سوار تلوارین کھینچے آدھی
رات کو نواب گنج پہونچے میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانیکی چیز ہے لاؤ اور خود
کرسی اور مونڈھون پر بیٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم جاکر کرنل گنج مین توپخانے کو لے لینگے تحصیلدار
نے عرض کیا یہانسے چھاؤنی ۷ کوس ہے دریا ے گھاگرہ بیچ مین بعد ایک بجے جب کچھ کھا چکے

وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گئے لیکن تھانہ وا رہ گیا دوسرے دن
تھارن ہیل صاحب نے منشی رام دیال کو حکم دیا کہ وصی علیخان کو خط بھیجکر بلوا وجب یہ عذر کرکے
نہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکمنامہ انکی طلب کا لایا لکھنؤ مین روبکاری کو آئے حکم پھانسی کا
مگر وسیٹن صاحب جو مدت سے انکے حال سے واقف تھے سینہ سپر ہو کر انھین بچایا نجات دلوائی
اپنے گھر آئے۔

بلوہ فساد کانپور

فی الحقیقت عجب طرح کی آندھی کالی آئی جسنے تمام کرۂ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلائق کا
ایک امر پر ہونا سوائے خالق کے کار بشر کی نہین ہے کسواسطے کہ روبروے سلطنت سلیمانی ان مورچہائے
ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور رہے ارباب بصیرت ہے خلاصہ ۲۳ - پٹالن ایک تیسرا رسالہ
کانپور مین تھا اور توپخانہ جب نشی کی خبر پھانسی کی سنی سکو اپنے قصاص لینے کا یقین
ہوگیا کچھ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعتہ وہان
بھی بلوہ کردیا بنگلون مین آگ لگادی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان جنرل کل چھوٹی بڑی
بیبیان ولایتی خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ اوسی طریق سے پیش آئے جسکا
بیان نہین ہوسکتا بعض میم صاحب بہ خیال وفور غیرت و شرافت سے کنوون مین گر کر مر گئین
نعش اطفال اور مقتولین سے بڑا کنوان بھر گیا چار ون تک فوج باغی اپنے افسرون سے لڑی
جب مغلوب کیا جرنل ویلر صاحب مع اور افسر اور گورون نے دمہسل اسپتال مین بنا کر پناہ لی۔
شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو آذوقہ طعام تر و خشک بہت تکلف سے بھیجنا شروع کیا
رانا راو پسر متبنای باجی راو پیشواے پونا جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے سازش سے آگے سے آیا
ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوگئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل اہل تیغ بلکہ
مثل سپاہی نوکر رکھے ۲۰ دن تک فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی آخر صاحبان
محصورین نے از راہ مصلحت وقت رانا راو سے امان چاہی اسپر راضی ہوے۔
صبح کو سب فوج رعایاے شہر تماشا مین جمع ہوئی جرنل صاحب نے سفید نشان امان کے گڑوائے
اوسوقت صاحبان محصور ادھر سے ادھر سے افسر مع پیشوا جمع ہو یکجا بیٹھے باہم عہد و میثاق

غرض اوسوقت ۲۲ آدمی مجرم وغیر مجرم جو وہان تھے دست بستہ قید ہوکر کوٹھی رزیڈنٹی
مین گئے صوبہ دار نے حاضر حضور صاحبان کمیٹی مفصل سرگذشت بیان کی حکم ہوا منشی اونکا بیٹا
حوالدار یہ تینون پھانسی دیے جایئن کارنیگی صاحب نے منشی سے کہا تو مبدء فتنہ وفساد
اس سب ہنگامہ کا ہوا ہے برسون تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرو روپیہ پیدا کیا اور میر عباس
سے کہا تو وہی ہے کہ لشکر مولوی امیر علی مین ہماوپر کمر باندھی چار ہزار روپیے اون سے
بفریب لیکر بھاگ آیا پھر فضل علی مفرور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر ہم سے اجازت لیکر اوسکے
قتل کو گیا اور اپنے جبن ونامردی سے پھر کر چلا آیا۔ لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد وبلوہ
دیتا رہا کرانی سرکار کو مار ڈالا۔

اسی صبح کو یہ ۲۲ آدمی پیادہ رزیڈنٹی سے مچھی بھون کو گئے ان چار یار نے بعد ایکدوسرے
کے پھانسی پائی باقی بندھے ہوے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب ضعف
پیری کے بہت برا حال تھا گویا جان قالب سے نکلچکی تھی بعد پھانسی کے اونکی نعش شاہ
پیر محمد کے ٹیلے پر حکم ہوا گڑوا دو باقی مجرمین کو حکم امام باڑہ ہوا۔ صوبہ دار نے روبکاری مین
کہا کہ فقط میرے کہنے سے نوبت یہان تک پہونچی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ اس ماجرے
سے مین نہین واقف یہ سب بیگناہ قید ہوے ہین آگے آپ حاکم ہین اختیار ہے اوسکے اظہار سے
براتی بھی چھوٹے اور یہ برات سنگٹا پرشاد نامے قوم کھتری ایک معزز شخص بنارس کے تھے
بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا چوبیس گھنٹے کے اندر
تم اس شہر سے چلے جاؤ وہ بجنور جا کر رہے منشی کا اسباب لٹا گھر کا نیلام ہوا۔ مرزا فرخندہ بخش
شاہزادے کے دادا نے دوبارہ اوسے مول لیا کسواسطے کہ وہ انکی ملک تھا میر خلیل احمد
کربلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا۔

تھارن ہل صاحب ملیح آباد سے شکست کھا کر دو سوارون سے کاکوری مین قاضی وصی علیخان
کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگذاری سے بہت خوش ہوے بشرط رجعت حکومت وتسلط سرکار
وعدہ پرورش کیا وہان سے بسلامت لکھنؤ آئے جب ملیح آباد کے لوگون نے منشی رسول بخش اور
حافظ کی خبر پھانسی کی سنی کاکوری مین آکر جمعدار اور دو برقنداز کو مار کر چلے گئے جو باغ مین

پٹھانون کو خبر کر دی مارے گئے بعد اسکے اوسی رسالے کے دو سو سوارونے اپنی تنخواہ لی اور چھاؤنی منڈیاؤن مین نماز جمعہ پڑھ کر روانہ شاہجہان آباد ہوے اس رسالے مین توم رانگڑ دلی کے قریب رہتی تھی اپنے بھائیون کا احوال سنکر چلی گئی ۔

منشی رسول بخش قصبہ کاکوری کا پھانسی پانا وغیرہ

زبانی کرم خان صوبہ دار پٹالن نادری اس قصہ کا بیان کرتا ہے کہ ایکدن میر عباس تھانہ دار اور ایک حوالدار پٹالن مفرور چھاؤنی منڈیاؤن شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیر درخت شہتوت کھڑا سمجھا رہا تھا کہ مثل اور پٹالن کے فتنہ و فساد برپا کرنے مین تمھین تامل کیا ہے صوبہ دار نے جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہین مبادا نوکری ۲۵۔ روپیہ کی مفت ہاتھ سے جاتی رہے بدنامی و نمکحرامی حاصل ہو اتفاقاً دو سپاہی اور انکی سرگوشی کان لگا کر سننے لگے صوبہ دار ڈر کر چپ ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اور اوسے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونون سپاہی میری پلٹن کے ازراہ جاسوسی کمان افسر سے جا کر کچھ کہدین اوسوقت سوائے پھانسی پانے کے کوئی علاج میسر نہوگا غرض اسی خلجان سے اوسنے افشا راز ایک اپنے دوست سے کیا۔ اوسنے کہا تو اسیوقت جا کر صاحب سے رپورٹ کر دے جب صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبح کو وہ دونو پھر آوین ہمارے گوینڈے کے ساتھ تو اونکے گھر چلا جانا اوسنے کہا اگر نہ آوین تو آفت مجھپر آویگی کہا اس سے مطمئن رہو غرض صبحکو جب وہ دونو اجل گرفتہ آئے اونکے ساتھ مع جاسوس بازار تکیت رائے راجہ ہلاس رائے کے مکان مین کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی رسول بخش کاکوروی اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حوالدار اور دو آدمی مجموع بیٹھے ہین منشی نے صوبہ دار سے باتین اطمینان کی کین اور مستعد ہونے برپا کرنے فتنہ و فساد کی شروع کین اور تحریر خطوط بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارنگی صاحب محمود خان کوتوال کمپنی تلنگہ بر فندازلیکر پہونچے گھر کو گھیر لیا اتفاقاً ہمسایے مین ایک ہندو کی برات بھی اوتری ہوئی تھی من الاتفاق میر خلیل احمد امین زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس اپنے بیٹے کا احوال کالکتہ سننے کو گئے تھے ضعف سن پیری سے تھک کر منشی کے پاس آکر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پیکر چلا جاونگا

راہ رفی اختیار کی تھی بجاے خود حاکم ہو بیٹھے تھے رودلی مین تحصیلدار کو مار ڈالا کاظم حسینخان
کنبوہ تحصیلدار وہان بھاگ کر ملیح آباد چلے گئے اپنی حکمت عملی سے آپ بھی بچے کپتان بسٹن
صاحب کو بھی بچایا خزانہ سرکار بیلی گارد مین پہونچایا فی الحقیقت بڑا کام خیرخواہی کا کیا لیکن
بعد رفع ہنگامہ فساد کے اونکو پنشن نہ ملی شاید اس سبب سے کہ زمانہ برجیس مین وہ وکیل
پیشوا سے بقدر ریانار اوکے ہو کر دربار لکھنؤ مین حاضر رہتے تھے یا اپنے بچاؤ کی صورت نکالی تھی
تو دکھتے تھے کہ مین پرچہ اخبار سرکار کو لکھتا تھا چنانچہ کرنل چمبرلین صاحب نے اسکی تحقیقات
کو دالایت مین ریسیڈنٹ صاحب کو لکھا اوسکا جواب آیا مگر تحمیہ اونکے مفید نہوا اکثر مقام پر تھانہ دار
مارے گئے ظہیر دار چاند پور سے زمیندار قدیم نے اپنی زمین چھین لی اور درپے انتقام بیکدیگر ہوے

کپتان ہیر صاحب اور کپتان فیر صاحب کا مارا جانا

کپتان ہیر صاحب ملٹری سکرٹر کپتان فیر صاحب نے از راہ جوانمردی و تہوری نمکحلالی سرکار
جان کر والنٹر یعنے ہراول لشکر ظفر پیکر ہو کر چار سو سوار رسالہ کپتان گال صاحب لیکر بسد راہ
اضلاع غربی کے واسطے لکھنؤ سے روانہ ہوے مین پوری سے جب رسالہ دو دراہے پر پہونچا
کمان افسر نے حکم دست راست جانیکا دیا سوار ٹھہر گئے دوبارہ حکم دیا نہ چلے آخر ایک صوبہ دار
مقابل صاحب آیا گالی دیکر تپنچہ مارا ایمان خان صوبہ دار میجر صف سے نکل کر اوس سے کہنے لگا
تو نے میرے افسر کو مارا مین تیرے افسر کو مارتا ہون بعد اسکے سوارون نے افسرونکو قتل کر
راہ شاہجہان آباد لی رمضانخان نے کپتان ہیر صاحب سے مخاطب ہو شکایت لکھنؤ مین گالی
دینے کی کر کے تلوار ماری اور باقی سوار کپتان گال سے کہنے لگے کہ ہم آپکی بدولت نوکر ہوے
آپکا نمک کھایا اب بہتر یہ ہے کہ آپ ہم مین سے بسلامت چلے جائیے اور ہمین جانے دیجیے
کپتان لڑائی سے منہ پھیر سیدھے لکھنؤ آے مورد طعن و تشنیع ہوے نام کٹ گیا اکثر اپنے حال پر
رویا کرتے تھے چیف کمشنر نے کپتان شیپرز صاحب کو عہدہ میجری رسالہ دیا بعد کئی دن کے
گال صاحب کئی سوارون کو فی کس سو روپیہ دیکر بطریق انعام وردی سوارون کی پہن اونکے
ساتھ روانہ الہ آباد ہوے بریلی کی سرا مین اوترے وہان جاسوس نے پایا اونھین سوارون نے

سلطان پور ۔ ۱۵ رسالے مین کرنل فشر صاحب تھے سید برکات احمد رسالدار نے پہلے انھون نے صاحب سے عرض کیا جہان آپ فرمائین ہم آپ کو بسلامت پہونچاوین پھر ہمسے کچھہ نہوسکیگا نمکحرام ہوجائینگے سپاہ پر ہمارا اختیار و حکومت نرہیگی صاحب جلیل القدر نے خلاف شرافت و شجاعت سمجھکر اسے قبول نکیا آخر اپنے بنگلے مین نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے اور مرتے دم تک کہتے رہے کہ اگر تم بہادر ہو ایک بندوق ہمین دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو کسی نے نشانہ ایک آیہ چھوٹے لڑکے کو گود مین لیے جاتی تھی ایک نامرد سوار نے گود سے گرا کر برچھی کی انی سے چھبو چھبو کر مار ڈالا پھر چھاؤنی مین آگ لگادی ہر بنگلے کو خوب لوٹا۔

بہت سے مسلمان اس رسالے کے اپنے تعصب مذہب بعلت خون مولوی سید امیر علی آنجہانی ناظم کی تلاش مین رہے نہ پایا وہ جان بچاکر رودولی مین جاکر چھپے مرزا حیدر مرزائی اور انکے دونون بھائی جان بچاکر لکھنو آئے یا فیض آباد مین رہے اسکے بعد رسالہ فیض آباد آیا۔

راجہ بھرائچ قید تھا اس ہنگامے مین بھاگ کر اپنے گھر گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب کمشنر نے سبب نگاہداشت پوچھا کہا از تحصیل ہمین سرکار سے معاف ہوجائے یا فوج تحصیل کو ملے وگرنہ زمیندار مالگذار روپیہ کیونکر دینگے۔ صاحب سنکر چپ ہورہے۔

علاقہ سلون مین کرنل بیرو صاحب مع اور حکام فوج مین گھر گئے تھے راجہ ہنونت سنگہ راجہ کالے کانکر وغیرہ انھین اپنی حفاظت مین لے گئے اپنی گڑھی مین رکھا ہرچند وہ بدل تشفی صاحب ممدوح کرتے رہے مگر صاحب بمقتضائے تاثیر وقت مخالف رہے آخر بسلامت قلعہ الہ آباد مین پہونچے اپنی رسید راجہ کو بہت شکرگزاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل زمرہ خیرخواہان سرکار ہوئے اگرچہ وقت داخلہ فوج انکا جوان بیٹا مارا گیا یہی سبب کہ محاصرہ بیلی گارد مین زمیندار علاقہ سلون کے نام آئے غدر کیا اور جب بٹالین متعینہ نے خزانہ سرکار لیا زمیندارون نے مال سرکار سمجھکر مقابلہ کیا طرفین سے قریب ۶۰ آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔

بھرائچ۔ مین فوج باغیہ خون ناحق صاحبون سے درگذری لیکن زمیندارون نے راہ ندی آخر بطمع زر دونو بٹالین نے اتفاق کیا اور خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئین۔

خلاصہ ہر چھاؤنی مین فساد نے نیا رنگ پیدا کیا تھا اور زمیندار مالگذار تمام ممالک محروسہ نے

زمانے

اوسکی صبح سب صاحب اور میم کوٹھی دلکشا مین جمع تھین ایک کمپنی سو سوار چھاونی سے آے ایک جمعدار دو تلنگے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہان ہے ہمین کنجیان دین صاحب خزانے نے پھینک دین کہا ہمین تم خود گنکر روپیہ دیدو صاحب خزانہ اونکے ساتھہ گئے تین لاکھ ۲۰ ہزار گنوا کر توڑے دیدیے صاحب نے کہا ہمین سے ہمین خرچ کو ۵ ہزار دیدو برکات احمد رسالہ دار نے کہا ۳۰ ہزار دیدو باقی سب گرانچی پر رکھہ چھاونی لے گئے۔

پھر ایکدن کمشنر صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و میم صاحبات باتفاق چھاونی گئے افسران ہندوستانی سے فرمایا ہم سب موجود ہین مار ڈالو یا نکالدو سب افسر راضی ہوے کشتیون پر سوار ہوکر چلے یہ خبر بسلامت نکالدینے کی سپاہ باغی نے سنی جو اعظم گڈہ وغیرہ سے آکر کنارہ دریا سے زیر ٹانڈہ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجا کہ تمنے ان سبکو جانے دیا ہم پہلے تم سے مقابلہ کرینگے غرض جب کشتیان ٹانڈے پہونچین وہی تلنگے وڈریہی کمشنر لکھنو تپنچہ مار کر دریا مین کود پڑے مر گئے۔ اونکا سگیہ با وفا بھی اونکے ساتھہ دریا مین کود پڑا مر گیا واہ رے حق وفاداری میم صاحبہ بھی ڈوب گئین باقی اور صاحبون سے مقابلہ ہوا مارے گئے دوسری کشتی دوسرے کنارہ پر تھی کرنل پٹالن بول مع میم صاحبہ اور کئی لڑکے لیکر کنارے اوتر کر ارہر کے کھیت مین بیٹھہ رہے پھر وہان سے میر محمد حسنخان ناظم کو خبر بسلامت پہونچی اسکا ذکر قابل بیان ہے آگے آئیگا۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا مندراج یا دکن کا کئی برس سے لکھنؤ مین گھسیاری منڈی مین رہا کرتا تھا مشہور نقارہ شاہ اتفاقاً کسی ارادے سے فیض آباد گیا سرا مین اوترا تھا کسی سے تنداز سے فساد کیا تھا قید ہو کر بول کی پلٹن مین تھا لیکن اپنے جذب جنون سے الفاظ شدنی اور لفظ قتل و غارت بکا کرتا تھا جب ہنگامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھکر چھوڑ دیا پہلے فوج نے چاہا کہ اسے اپنا افسر کرین ہمارا سرپرست ہو لیکن اسکی باتون سے ڈر سے کہ ہندو سے بہت بیزار و نفرت رکھتا ہے اکثر استقام ہنومان گڈھی کو بھی کہتا ہے مبادا اسکی جہت سے پھر ہندو و مسلمان مین صورت فساد کی نکلے اس جہت سے افسر نکیا بعد اسکے مرزا عباس پوتے نواب شجاع الدولہ کو تجویز کیا بسبب پیری کے وہ بھی نہ ٹھہرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہرا حکومت فیض آباد راجہ مانسنگہ کو دیکر لکھنو چلے۔

کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد اونکا بنگلہ کنار دریا تھا اوسوقت معرکے مین مع میم صاحبہ گھوڑے پر سوار ہو لکھنؤ چلے پیچھے سے تلنگون نے بندوق ماری زمین پر گر پڑے میم صاحبہ دوڑ کر صاحب کی نعش سے لپٹ گئین دفعتاً انپر بھی گولی پڑی اپنے خاوند سے جا ملین ایک صاحب نے اپنے بنگلے مین پناہ لی بندوق دشمنون کو کمرے سے مارا کیے جب گولی باروت ہو چکی گھوڑے پر سوار ہو لکھنؤ چلے تھوڑی دور جا کر گولی سے وہ بھی زمین پر گر پڑے ایک میم صاحب جمال سراسیمہ بنگلے سے باہر نکلی چپراسی سے پوچھنے لگی ہمارا صاحب کہان ہے ناگاہ ایک تلنگے نے گالی دیکر ایک لکڑی ماری دفعتاً ایک سوار دوڑ کر آیا اونھین اپنے گھوڑے پر سوار کر جنگل کو چلا گیا پھر اوسکا حال معلوم نہوا کہ وہ کہان گئی۔

دو صاحب رات کو ایک زمیندار کے مہمان ہوے پانی پیا خشک روٹی کھائی کہنے لگے تین میم ہاتھ سے چھٹ کر تمھارے گانون مین آئی ہین تلاش کرو چوکیدار اونکو ڈھونڈھ کر ایک دھوبی کے گھر سے لے آیا لیکن اس عرصے مین صاحب گھبرا کر لکھنؤ کو چلے گئے بیبیان چوکیدار کے ساتھہ بہزار خرابی لکھنؤ پہونچین اکثر میم مجروح نیم جان چھکڑون پر سوار ہو کر سپاہی اس ندامت کر راہ مین لکھنؤ پہونچ جاتی تھین لاکن زبان ناہن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھین۔

فوج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۳- لاکھہ ۲۱- ہزار روپیہ لیا اوسمین سے کچھہ رعایا کے بھی ہاتھہ لگا بعد اسکے کہ دار تاتھہ و میر فدا حسین کیدان کو حاکم خیرآباد کر کے حکم دیا کہ بدستور زمان تم مستعد ہو گرم کار سرکار پر رہو ہر وقت ضرورت ارسال رسد غلے سے غافل نرہنا۔

فیض آباد- پہلے دو کمپنی تلنگہ اعظم گڈہ سے ٹانڈے پہونچی پھر گورکھپور جونپور سے بھی جب آئی ہنگامے سے دو دن پیشتر گولڈنی صاحب کمشنر مع اور حکام نے ہندوستانی افسران فوج کو سمجھایا کہ اگر ہمارا مارڈالنا منظور ہے بسم اللہ لیکن اس سے تمھین کیا فائدہ ہوگا ایسے مسلمان نے عمل کہو عرض کی ہم تابعدار سرکار ہین لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہین اگر سپاہ آپ پر ہاتھ اٹھاوین گے بہتر ہے حضور خود اونھین بلوا کر سمجھائیے جب سپاہ ... لیکن اونپر تسلط شیطان تھا اور خون ناحق مین سرشار ہو چکے تھے ... گئے سرکار کے عہد و میثاق پر راضی نہوئی۔

محمدی مین فقط دو کمپنی نمبر ۲ سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی لی یہان ۴۴ پلٹن کا
ایک رسالہ تھا۔ ایک صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان
افسر کو چٹھی وہی صاحب نے اوس سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میمصاحبہ کو فلان صاحب کے پاس
پھونچا دو حسب الحکم مع میمصاحبہ اوس صاحب کے پاس پھونچا اونھون نے قبول نکیا جواب سخت
دیا میمصاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کہین جنسے
یہ نوبت پھونچی کہا ہم حکم سرکار سے مجبور ہین بہرحال کار توس سپاہیون کو تقسیم کرینگے۔
صبح کو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہمنے خزانہ سرکار تمھین بخشا لو اور ہمارے
دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دوسری پلٹن سے ہوئی وہ پیشتر سے آپسمین قسم و اتفاق
کر چکے تھے فوراً بھڑ پڑے اور اپنے افسرون کو زیر تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی ہوے اس شقاوت
قساوت قلبی سنگدلی بیدردی بیرحمی کا بیان یا عورات بیگناہ اور اطفال خردسال سے سلوک کیا کس
زبان سے بیان ہو سکے اور کیونکر تحریر کیا جاے کپتان انڈرسن نے اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین
لکھا ہے واللہ باللہ ایک صاحب کا لڑکا ۹ برس کا حالت اضطرار مین معلوم نہین کسطرح اپنی
مان باپ سے چھٹ کر ایک بنگلے مین رہ گیا دو دن اور دو رات ہر کمرے مین گھبرا کر جاتا تھا کبھی
ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نرہی غش کھا کر ایک کمرے مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن
ایک نامرد ازلی لوٹ کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی اوس پر پڑی لوٹ بھول گیا ایک کندہ
بندوق اوسکے سر پر مارا جان بحق ہو گیا بس یہ ملعون میجر سپاہ سے کہتا تھا کہ مین نے ایسا
کام کیا ہے اسطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔
غرض بیبیونکی یہ نوبت پھونچی کہ بھوکی پیاسی پابرہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلود بعض مجروح
گودی مین بچہ لیے جسطرف چاہا چلین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان سے
راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کسی گانون مین بیبیان اس خراب حالت
سے پھونچین زمیندار نے رحم کھا کر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو ماحضر تھا حاضر کیا صبح کو ایک چھکڑے
پر سوار کرکے پانسی ساتھہ کر لکھنؤ پھونچا دیا بعض صاحب وہان سے جنگل مین ہو کر گورکھپور چلے گئے
وہان سے بنارس پھونچے بعض کئی دن تک زمیندارون کی گڈھیون مین چھپے رہے۔

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس مربع ہے یہ راج زیر دامن کوہ متصل عملداری نیپال واقع تھا نیپال و دراندیشی یہ بھی بُلاکے بحکمت عملی محصور اس تمام کے کیے گئے بلکہ بہین فوت ہوئے اور رانی باغی ہوگئی اور وہ راج اب مہاراجہ سر دگبجئے سنگہ بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور کو کہ پیشتر سے یہی حق اعلیٰ لیتے تھے بجمیع حقوق مل گیا اور علاقہ بانسی کا وسمین سے والی نیپال نے لیا۔

ہنگامۂ فساد شاہجہان پور وغیرہ وغیرہ ازروے اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جابجا ہر چھاؤنی مین مشہور ہوئی سب کو یاس کلی اپنی زندگی سے ہوئی آتش کینہ و فساد دفعۃً مشتعل ہوئی اور ہر چھاؤنی مین نئے ڈھنگ سے فتنہ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارہ علاج ہر طرح سے بند ہوا اب باغیان سرکش مستعد اپنے انتقام لینے پر ہوے یہ احوال مختلف ہر چھاؤنی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع نے لکھوایا ہے غالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن لکھنؤ مین جہان جہان سے فوج باغی آکر جمع ہوئی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلہ کتاب کے واسطے لکھا۔

شاہجہان پور مین جب بلوہ ہوا سب صاحب فوج و نظامت جمع ہو کر ایک بنگلے مین آئے اور مستعد ہوے فی الحقیقت جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاے استقامت نرہا مضطربانہ سمت علاقہ پوایان راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے فا مہ مین اور بعض صاحب ہر قصبہ و قریہ کی طرف چلے گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ رکٹس صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کا بیٹا اسی فساد مین مارا گیا جب باغیون نے میدان خالی پایا زر نقد خزانہ خوب لوٹا اوسکے بعد اسباب جو کوٹھی اور کچہری کے بنگلون مین تھا لوٹ کر آگ لگادی آئین رعایاے شہر موم تیمان اجل گرفتہ شریک ہوگئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے ایمان سے سمجھے جو صاحب مقدور عزت دار تھان تھے وہ حاکم بن بیٹھے کل کی پاداش کی خبر نرہی اور بظاہر اپنے مذہب و ملت کے خدا اور رسول بزاع کر کے صورت جہاد نکالی کہ عوام اس جال ایمانی مین جلد پھنس جائینگے۔

بہت جلد اپنی سزاے کردار اعمال کو پہونچین گے فوج ولایتی جو مندرا اس سے بندر بوشہر کو سمت ایران گئی تھی عنقریب سرکوبی مقہورین کو پہونچتی ہے یہ پندار غلط نکرین کہ سرکار مین قلت فوج ہے دوسرے اشتہار مین یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے درگذر کیا لازم ہے کہ فوج بدستور سابق اپنے کام مین مستعد و سرگرم رہے آئندہ ایسے امور لاطائل کا خیال نہ کرے اور اگر روزگار منظور نہو بسلامت ہر ایک ڈاک مین اپنے اپنے گانون چلا جاے کفالت خرچ راہ سرکار سے ہوگی اور کوئی شخص لفظ نمکحرام مفسد باغی وغیرہ نسبت اونکے اپنی زبان سے نہ نکالے ورنہ مجرم سرکار ہوگا۔

مگر افسوس ہے ان نمکحرامون نے اپنی قدر نشناسی سرکار کی اس عطوفت قدردانی پرورش کا کچھہ خیال نکیا آخر جہنم واصل ہوے اونکے ساتھہ غرباے شہر بھی مفت برباد ہوگئے عزت و آبرو نرہی اور سرکار کے حکم اشتہار پر کسی نے اعتبار بھی نکیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم ہوا ہے خاطر جمع ہے کہ ہمارے ملک سے کہان جائینگے ہم سمجھہ لینگے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ

نواب رکن الدولہ محمد حسنخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ مین گوشہ عافیت سمجھکر رہتے تھے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے اونھین سوار کرکے کیمپ مین نظربند رکھا اور اونکے سپاہیون سے ہتھیار لیے جبہ دار زرہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے اور نواب سے کہا کہ ہمنے یہ امر از راہ مصلحت کیا ہے آپکو کسیطرح کی تکلیف نہوگی

دوسرے دن مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کارنیگی صاحب کوتوال مع برقنداز آئے جو ہتھیار کچھہ تھے لیے اور سوار کرکے امام باڑے مین آئے پھر قلع قمع کیا اور نواب وزیر مرزا عرف مرزا کیوان جاہ کے بیٹے کو مہمان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور ہوئی کہ انکا سالا شریک اہل بلوہ تھا انکے گھر مین چھپ رہا تھا جب انسے پوچھا انھون نے کہا مجھے معلوم نہین اتفاقًا از راہ نادانستگی اوسوقت انکے گھر سے نکلا گوئندون نے بتادیا اور سب ہتھیار انکے بھی گھر سے لے گئے نواب سلطان عالیہ انکی پھوپھی نے مثل مادر شفیق پرورش کی تھی سرکار مین بہت داد و بیداد کی کھانا نہ کھایا اوسکی صبح کو کوتوال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جوڑی پہنچہ لی اور کچھہ اور بھی دیا وہ کارنیگی صاحب کے پاس گئے دو دن کے بعد بڑی جد و جہد و خرچ سے نجات پیدا ہوئی بسلامت گھر آئے۔

رحمدل تھے حکم دیا خالی بندوق سے دھمکاؤ بھاگ جائین گے ان نامردون نے اور پرورش کی تلنگون نے پیچھے ہٹ کر ایک باڑھ ماری مجروح ہوے مقتول ہوے باقی سب بھاگے پھاٹک حسین آباد کا بند کر لیا آغا مرزا اس قافلے سے پیچھے رہ گیا تھا بندوق کی آواز سنکر جلد آیا اور پھاٹک کھول کنار تالاب جا پہونچا قرابین ماری اتفاقاً ایک گولی شانے پر دوسری سینے پر پڑی با حواس پھر کر پھاٹک بند کیا اور کہا میرا کام تمام ہو چکا اور زخم کو اپنی چادر سے باندھ کہین چھپ رہا سب بھاگے اس عرصے مین برقنداز بھی آکر تلنگون کے شریک ہو گئے اتفاق نہانہ دار کی سازش سے کئی برقنداز مرزا مہدی چھوٹے بھائی حکیم آغا علی خان کے دروازے پر گئے وہ وہان کھڑے تھے باتہام اجماع بدمعاش زیر تیغ خون ناحق کیا۔

دو دن دو رات تک نا نجابت تمام شہر اس فساد کی جہت سے خالی ہے تیسرے دن صبح کو کپتان کوتوال شہر منصور نگر سعادت گنج مین تحقیقات مفسدین کو آئے اکثرون کو گرفتار کیا لیکن طالب نہاد وغیرہ بانی مبانی مفسدین نکلے آغا مرزا بھی بڑا آئے اور ایک صوبہ دار پٹالن منفرد رجو رخصت اپنے گھر گیا تھا سید ہا باطمینان داخل چھاؤنی ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاؤن غرض پہلے دن شام کو صوبہ دار اور شیخ کو بھی بھون سے باہر لائے دروازے کے بلوہ خانے مین پھانسی دی ایک حلقہ برقنداز دوسرا گورون کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہو۔ تھا اور کمانیہ کھڑے ہوتے تھے باقی ہزارون تماشا مین جسطرح زیر اکبری دروازہ بر وقت گردن مارنے کے جمع ہوتے تھے دوسرے دن عوض بیگ آغا مرزا کی تلنگو نکو پھانسی دی عوض بیگ نے کہا مین عیسائی ہوں پھانسی ند و نہ سنا اپنی سزا سے اعمال کو پہونچا غرض چودہ آدمی پھانسی پیسے گئے باقی بندگو تحقیق کر کے چھوڑ دیا اوسکے بعد منادی ہوئی کہ اب سرکار نے غافلین کی تقصیر سے ،گذر کر کے معاف کیا آئندہ کوئی قصور ایسا نہ کرے۔

پھر اہل فوج کے واسطے متواتر اشتہار ہوے کہ ہمنے ان سپاہیون کو مثل ، ا، کے پرورش کیا تعلیم و تربیت سے محروم تھے آدمی کام کا بنایا دون مرتبے سے اعلی مرتبے پر پہونچایا عزت دی داخل شوربے کیا اونھون نے اپنی فہم ناقص و زعم باطل سے حقوق سرکار کو ضایع کیا بر سر فساد بیجا ہوے مرتکب ،بر و بربری صاحبان جلیل الشان و عورات و اطفال بکمال کے باعث قتل ہوے

سمجھا کہ ... اور بندوبست سے نے خدا ترس ایک ہفتہ پیشتر ایک ... جب ...
... الا کیہ ... تھا ... ایک ہفتہ ... سکے کہ تمہم بدایت مار سیجا کی
... حرکت کرنا بھی تم سے نہیں پڑیگی سواد ...
... ار ... آپ ... کہتا تھا جو کچھ ہوگا آپ بھی دیکھ لیجیئے گا خلاصہ
... سنتا تھا اور یہی ... اور وہ رہتا تھا اور وقت ...
... صاحب نیشیل کمشنر اودھ ...
... آج کس ہنگامہ فساد کی فکر میں پھر رہا ہے
... دیکھا کہا آغا مرزا ...
... تمہارا گمان غلط ہے کچھ تم سے نہوسکیگا آغا مرزا نے جواب
... بہت ... تمہارا ... صاحب نے بھی جواب
... آغا مرزا کا صاحب نے مار ڈالا تھا صاحب ...
... دیا ... کہا ... ساتھیوں نے گھر میں گھسکے اوسے مار ڈالا گھر کا
... وگیر گولی ... گولی خالی گئی آغا مرزا اور اوسکے ساتھیوں ... ساکن ... دوگانہ اور
اسباب لوٹ لیا ... چھوٹے خان ایکر ناگ ... ساکن ...
... بہت سے سرشورش شامل ہوگئے۔
عوض علی وغیرہ کے ... اور ایسے ہی بہت سے سرشورش ... نشان محمدی اوٹھا کر ... کو چلے
غرض ... باغ ... جب تقریباً پندرہ سو آدمی جمع ہوچکا نشان محمدی ... راہ میں ...
اور نواب آصف الدولہ کے امام باڑے کی زیر دیوار ہوکر گاؤگھاٹ کی راہ پر چلے
... مچاتے ہوئے مجمع عام سے گذرے انمیں سے دو سو بصورت سپاہ مسلح باقی کسی کے پاس
کسی کے پاس صرف لاٹھی اکثروں کے پاس بانس کے ٹکڑے بازار میں جب دوکان ...
... وکاندار ... بکثرت کے منہ دیکھا رہ گئے جس مرد آدمی کو دیکھا بہادر کی ترغیب
... دکاندار ... جاتے تھے برقندازہ ... پر ... تھے اونسے ہتھیار
چھینے لگے اکثر آپس میں گالیاں دیتے ہنستے ہوئے جاتے تھے جانا کہ حسین آباد
... محمود خان کوتوال امام باڑے میں ...
... بانٹے ... کارنگی ...
... کو روک کر نذر اوین نگر ... کیا۔
... جب ... شوہر ... قریب چھاؤنی پہونچے وہاں کیفیت ... انگو کیا ...
غرض ... سب پیاسے ہونے جان ... اس ... بعض کی صلاح
کی ... شدت حرارت سے سب پیاسے ہونے جان براہی ... سے ترکاری کی
... باغ چلو آخر گاؤگھاٹ اوتر کر حسین آباد آئے ... کانوں سے ترکاری لیکر کھائی
... آباد ... سمجھانے لگے کہ یہاں نہ ٹھہر و چلے اپنے گھر
شروع کی ... متعین حسین آباد ... سمجھانے لگے ... تلنگوں نے بریگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر
چلے ... اون سے بھی ... پیش آئے تلنگوں نے بریگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر

ہوگئے اور بندوقین لے کر مقابل توپ ہوے جب توپ چلی یہ موافق قواعد کے زمین پر لیٹ کر توپ پر جا پڑے اور طرفین سے گولے چلنے لگے۔ ساتوین رسالے کے دو سو سوار بھی انکے شریک ہوگئے بریگیڈیر ہانڈسن کونپ اوسوقت بھی کس شفقت پدری سے ان نامردونکو سمجھاتے تھے کہ اب بھی تم اپنی حرکت ناشائستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پرورش کو دیکھو اپنی قدر عزت پہچانو تو ایک نامرد نے نسنا آخر گولی ماری زمین پر گر پڑے بعد ایکساعت کے دو تین اور صاحب بھی مجروح و مقتول ہوے کچھ بھون مین پھر آئے چیف کمشنر اوسوقت گرچہ چھاؤنی مین کھڑے ہوے تھے خدا نے اپنے گھر کی برکت سے گولے سے بچایا لکھنؤ تشریف لائے۔

اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پھیلے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب انگریز جلے اسباب بنگلون کا لوٹا اوس لوٹ مین وہان کی رعایا بھی شریک ہوگئی تین ساعت تک یہ ہنگامہ رہا اور دو پٹالین طیار ہو کر فقط تماشا دیکھا کین اس پلٹن کے شریک محاربہ نہوئین آخر جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین بیشتر سے قسمیہ ہو چکی تھی کہ تین سو سوار بیرون شہر ناکہ چارباغ سے پہونچے اور ان باغیون پر جا پڑے یہانتک کہ وہ سب سراسیمہ ہو کر بدحواس قیام الدولہ ٹہرچند بخشی کے تالاب پہونچے جہانتک طاقت رہی بھاگتے چلے گئے پیچھے پھر کر دیکھا توپین ریت مین چل نسکین رہ گئین اور خزانہ جتنا کوٹھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کر اپنی توسدان بھر لیے تالاب پر پیاسے ہوے مصری و قند جو بنگلون سے لوٹا تھا خوب گھول کر شربت پیا پھر وہان سے سیدھا رستہ دلی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پیچھا نہ کیا خاطر جمع تھی کہ کہان جائینگے راہ سے توپین لیکر چھاؤنی مین آگرا۔ توپین فتح کی سرکین۔

اس عرصے مین مفسدین و کوتاہ اندیش شہر نے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستعد شریک سپاہ باغی ہوے چنانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج مشک گنج سے نشان محمدی اوٹھا کر عیش باغ مین جمع ہونا شروع کیا اور سیکڑون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جا کر شریک ہون جب خبر سب کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی

منجملہ متمردین اجل برسر آغا مرزا ایک شخص مشہور کمبل پوش جو بسفارش حضور عالم بادشاہ کے ذرہ پوشون مین نوکر ہوا تھا سب سے زیادہ اجل اوسکی دامنگیر ہوگئی تھی کہ اوسدن صبح سے ہر طرف سے لوگون کو

اور اسیقدر میبیان
...بیچ بارود کے رکھوا دیے تھے چہ سو تین گورے جنگی چارسو دو صاحب
و اطفال شاگرد پیشہ زندی مرد تھے اسلحہ حرب ہر قسم کا کوٹھہ شاہی سے نکلوا کر عموماً سبکو تقسیم
کر دیا صاحبان دفتر بھی اسلحہ حرب باندہے تھے قواعد کرتے تھے ہر صاحب محکمہ داخل حصن حصین تھا
کچہریان سوائے فوجداری سب بند چیف کمشنر کرنیل ویر اور کئی افسر چھاؤنی منڈیاؤن مین
رات گور ہتے تھے غلغلہ آمد آمد و تاخت فوج باغی نمکحرام و مبدم پہونچتا تھا۔
ایکدن چیف کمشنر و کمانڈر فوج نے ہندوستانی افسرون کو بلوایا اور بکمال عطوفت اور رحم دلیسے
طرح کے نشیب و فراز و حقوق پرورش سرکار اور اونکا ادنی مرتبے سے درجہ اعلی پر ہونا
سمجھایا کہ اگر سرکار کے روزگار سے تنگ ہوئے ہو تو تنخواہ لو بلکہ اسلحہ حربی جو تمہارے پاس ہے
لیکر اپنے گھر چلے جاؤ ہرگز سرکار تم سے کسیطرح کا مواخذہ نکریگی لیکن اون باغی اور سنگدلوں
نے کسیطرح نمانا ایسا سب پر تسلط شیطان ہو گیا تھا اور بسبب اپنی توہمات باطلہ کے کچھہ سمجھے
ہرچند اس شہر مین اپنے زعم ناقص مین بہت سے وارث ظاہری ریاست تجویز کیے اور بہت سے
ہاتھہ پاؤن مارے لیکن کسی کی جراءت نہ پڑی ایسے توہمات سے سرکار نے کئی وارث مشخصہ
کو احتیاط سے اپنی حفاظت مین رکھا تھا فی الحقیقت یہ اونپر احسان کیا تھا اگر باہر رہتے اور فوج
باغی کے دم مین آجاتے تو اونکا بھی حال مثل بہادر شاہ یا امراے دلی ہوتا خلاصہ عجیب و غریب
معرکہ تحیر افزا عالم آرا درپیش ہوا تھا پس معلوم ہوا جسوقت ایسا اتفاق اور سب یکدل ہو جاینگے
پھر کسیسے کچھہ بن نہ پڑیگا اور یہ امر موقوف مرضی خدا پر ہے جیسی اوسکی مصلحت ہو گی۔

رسالہ ترک سوا...

فساد چھاؤنی منڈیاؤن رجمنٹ ۱۴-۴۹-۱-۷۱-۷

غرض جب حکام عالیشان نظم و نسق شہر و استحکام قلعہ ہاے جدید و وہیں و غیرہ سے مطمئن ہو...
فوج باغی و نمکحرام کو نمنتہاے نصیحت و پند سے بشفقت سمجھایا کچھہ اثر نہوا بلکہ ساعت...
شعلہ آتش و فساد تمام ممالک محروسہ ہندوستان مین پھیلا آخر ۔ ۹ تاریخ شب شوال مطا...
۱۳ مئی ۱۸۵۷ء ۹ بجے تھوڑی سی فوج گورہ و سوار پنجابی کو حکم تاخت ملاکہ دفعتہً مع...
کے کو تھونپر جا پڑین تا سپاہ بیدست و پا ہو جاوے لیکن بمجبر دیکھو پہنچنے فوج کی ...

پہونچی روز شنبہ ۱۲۔ ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۳ ہجری کپتان ہیر صاحب کارنیگی صاحب کوتوال شہر مع برقنداز سعادت گنج گئے اور نواب مصطفے علیخان کو پنس مین سوار نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین لے گئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ مچھی بھون کیا کسواسطے کہ اس مکان کو مرزا خورم بخت بہادر سے لیکر مثل قلعہ آراستہ کیا تھا اور ۴۰۔ ہزار روپیے بعوض مکان انہین دیے تھے اور غربا ے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو مسمار کر دیا تھا جابجا توپین لگائی تھین دو توپین بہت بڑی زیر قلعہ گومتی کے پل پر نصب کی تھین حسن باغ ملوکہ نواب محسن الدولہ باجازت نہ ہواے لیکر ہموار کیا تھا امراے شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سپاہی اپنی حفاظت کو نوکر رکھہ لو سبھون نے تعمیل حکم کیا لیکن شہر مین بنظر مردم جنگ نادیدہ ایک طلاطم پڑگیا تھا غرباے شہر اس اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی اور بیکاری کو بھولگئے اور گرانی غلّے سے زیادہ تر موجب ہلاکت ہوگیا تھا کسواسطے کہ ہر قسم کا غلّہ اور سامان جنگ لاکھون روپیے کا قلعہ مچھی بھون مین جمع ہو کر غار اور کھتّے کھود کر رکھا گیا تھا اور زمین نقب دمدمہ تک کھود کر جابجا پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے اس خیال سے کہ بروقت غلبہ دشمن انہین آگ دیدینگے نواب سرفراز محل نواب امتیاز محل بیچ محلے سراؤ ٹھکر شہر مین بکرایہ جا کر رہی تھین اولاد صاحبان محل نواب آصف الدولہ زر دمحل وغیرہ سراؤ ٹھکر شہر مین ہی تھین دوربین ٹیلیگراف کو مچھی بھون کے کوٹھے بلند پر لگایا تھا کہ فوج بیرون کا حال اُ ن حاملہ معلوم ہوتا ہے ۳۔ لاکھہ روپیہ خزانہ بیلی گارد سے مچھی بھون مین رکھا تھا صاحبان عالیشان مع عیال و فوج گورہ اور برقنداز کو توالی اور ہندوستانی گولہ انداز نوملازم اور اکثر قدیم ملازم شاہی پانچ ہزار سے زیادہ جمع ہوے مچھی بھون کی نہر مین پانی بھر دیا لیکن قرب دریا اور رطوبت زمین سے انبار غلّہ واجناس و باروت خراب ہوگئی اس جہت سے ہزارہا روپیہ کا نقصان ہوا آخر خزانہ کو وہانسے پھر بیلی گارد مین لے گئے۔

چیف کمشنر نے کوٹھی رزیڈنٹی و اطراف و جوانب بیلی گارد کی جتنی کوٹھیان تھین سب کے گرد دمدمہ باندھ کر مثل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپین نصب کین اور دور تک جتنے مکان سامنے تھے مسمار کر دیا اور درخت سامنے کے سب کٹوا ڈالے اور سب صاحبان عالیشان نے بیان اطفال ملازمین متوسلین نے وہین مقام امن سمجھکر پناہ لی اور گرد ہر کوٹھی کے نقب بکر

حسب معمول علم و گھڑی رات رہے باہر نکالتے تھے نہ نکالا۔
روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تعزیے نقطہ میر خدا بخش کی کربلا میں جاوین اگر دوسری
کربلا مین لیجاوین گے شاید بخوبی انتظام نہو سکے اور بازار مین خلاف دستور شل میلہ ہر چیز
بکتی تھی عملداری شاہی مین یہ صورت نہوتی تھی اور کسیکے سرکار مین ایسے امور کی اطلاع
بھی نکی ورنہ عجب تھا اسکا انتظام بھی ہو جاتا اسی جہت سے ہزار ہا مومنین نے بعد دفن تعزیہ
اپنے گھر جاکر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گوئندے نے کارنگی صاحب سے خبر کی مع کوتوال شہر
میر محمود حسینخان کیدان برادر نسبتی حضور عالم کے گھر مین چلے آئے اسلحہ حرب جو انھون نے
بخوف آبرو کنوئین مین ڈالدیے تھے سب نکلوا کر لے گئے اور ایک اقرار نامہ بھی انسے احتیاطاً
لکھوا لیا یہ آگ انکی پٹالن کے سپاہی کی لگائی ہوئی تھی۔
۱۷ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ استمبر میجر کارنگی صاحب کپتان ہنیر صاحب دو کمپنی لیکر آئے
نواب محسن الدولہ کا گھر گھیر لیا اور ایک کاغذ جعل بعلت اتہام بلواے شہر نواب کو دیا۔
دوسرے دن سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئے اظہار حال کیا اور بہر صورت رفع
غلطیان صاحب کیا کہ مین کبھی مدعی سلطنت کا تھا اور نہ ہون ہر چیز کا ایک قرینہ ہوتا ہے آپ خوب
دریافت کر لیجیے اور ایسے مقدمات لاطائل سے کچھہ کیا فائدہ تھا جو عبث عبث اپنی عافیت
تنگ کرتا غرض ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ۔ ہر صاحب عزت یہ آشوب تازہ دیکھہ کر
اپنی عزت کو ڈرتا تھا ایک تو قحط روزی معاش سے عافیت تنگ تھی دوسرے یہ نیرنگی آشوب سے
کچھہ نہ بن پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے۔

باب تیسرا

ہنگامہ فساد عظیم بلواے عوام ہندوستان و مقامات خاص و بغاوت تلنگان
سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست ناپایدار اجماعی مرزا برجیس قدر وغیرہ

خلاصہ اکنون سخن از کرب و بلا گو یم و گریم جب خبر وحشت اثر فساد فوج کمپ میرٹھ و ہنگامہ
فساد شاہجہان آباد ایجنٹ نواب گورنر جنرل سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودھ کو

مرزا برجیس قدر



Mirza Birjis Quader,

بدستور ہووے لیکن تبرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہوتا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کریگا مجرم سرکار ہوگا اور کسی کے ہاتھ مین لکڑی بھی نہو دوسرے دن ضعیف اور بڈھون پر رحم کھا کر اجازت دی اور اہل سنت جمع ہو کر شیعون کے امام باڑے مین بجا مین اور ہر گھر مین طریق عزا بدستور رہا ہے۔

سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر اور کارنیگی صاحب نے کئی دن پیشتر مرزا علی رضا کو توال قدیم سے کہا کہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرو اونھون نے عذر کیا اور اپنے علاقہ دریاباد کو چلے گئے حکام نے موافق حکم چیف کمشنر عشرے کا انتظام کیا۔

امرائے لکھنؤ جو کلکتہ مین تھے اپنے گھر لکھ بھیجا کہ تعزیہ داری و مجلس بیرونی موقوف زمانہ مین موافق رسم کے بجالانا شرف الدولہ غلام رضا خان نے کاظمین کی طیاری روشنی وغیرہ بدستور کی میلہ سورج کنڈ جو ۴ محرم کو ہوا چاہتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اس جہت سے کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور محرم کے موافق زمان شاہی دی چیف کمشنر نے اوسے منظور فرمایا کہ موجب شکستہ دلی رعایائے شہر نہو۔ دوسری محرم کو مطابق ۳ ستمبر سامان ضیافت صاحبان عالیشان باہتمام مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان مہتمم امامباڑہ حسین آباد اور محمد پناہ آتشباز ہوا ارباب نشاط بسبب عشرہ محرم کے معذور رہے لیکن کتھک ہنود حاضر ہوے امرائے لکھنؤ بھی بہت حاضر تھے۔

ایام عشرہ بصورت عافیت مین گذرا لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباسؑ مین موافق معمول کئی سو آدمی حلقہ زن ہو کر صحن مین صبح تک منتظر نکلنے علم کے رہ کر سینہ زنی کرتے تھے ناگاہ کسی گوئندے نے سرکار مین خبر کی کہ آج رات کو کئی محلے سے لوگ جمع ہو کر بہانہ زیارت علم چاہتے ہین کہ یہان آکر شہر مین بلوہ کردین اس جہت سے بڑا خوف مفتی گنج کے لوگون سے تھا رات بھر سارا دولتخانہ گھرا رہا بڑا بندوبست کیا غربائے مومنین اپنے تعزیے خانے مین خائف رہے برقندازون نے درگاہ مین بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن مین ماتم کر کے جب چلے آوین دوسرا غول باہر سے جاوے اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہو کر علم کے ساتھ آئے چاہا کہ سب داخل صحن درگاہ ہون تھانہ دار نے نرمی سمجھایا جب سینہ زوری سے جانے کا قصد کیا زنبورک لیا سکو باہر نکالدیا بصورت

وہین مجلس عزا برپا کی بعد سوم کانپور آئے وہان سے ۲۶ محرم روز شنبہ ۱۲۵۴ھ مطابق ۲۰ ستمبر بسلامت داخل دولتسرا سے بہمرہ ہوے اسکی صبح کو ڈاکٹر فیر صاحب کی ملاقات کو گئے ارکان دولت شاہی جو لکھنؤ مین تھے باری باری جاکر حاضر ہوے۔

نواب اکرام الدولہ کانپور سے بمقابلہ حساب علاقہ حضور تحصیل لکھنؤ آئے تھے بعد مواجہہ حساب تیس ہزار روپیہ عین المال انکے ذمے نکلا ڈپٹی کمشنر سے دو مہینے کی رخصت لیکر ڈاک مین کلکتہ گئے بادشاہ نے ازراہ مرحمت خسروانی وہ روپیہ معاف فرمایا جب لکھنؤ آئے کاغذ دستخطی دکھیا کر نجات پائی بنارس مین عقد شرعی اپنے دونون بیٹون کے نواب امین الدولہ کی بیٹیون سے کیے منور الدولہ سے ایک اخلاص دلی ہوگیا تھا ملاقات ہوئی اوسی دن راجہ سے بھی انکی ملاقات ہوئی پھر لکھنؤ آئے۔

۱۷ شہر ذیقعدہ روز یکشنبہ مطابق ۲۰ جولائی قرۃ العین مرزا ولیعہد کسی صاحبات خاص سے لکھنؤ مین پیدا ہوا قمر دلو آفتاب سرطان مریخ میزان۔ عطارد سرطان۔ زہرہ۔ اسد مشتری۔ حوت زحل۔ جوزا۔ راس حمل۔ ذنب۔ میزان نچھتر دہاشتھہ جوگ۔ ایسمان۔ احتراق زہرہ وشمس نام نامی نواب خاص محل نے بروقت روانگی براتی خانم صاحبہ اپنی مان کو کچھ روپیہ دیا تھا کہ بروقت ضرورت اسے صرف کرتا۔

زائچہ مولود بحساب اہل تنجیم

زائچہ مرزا اورنگ نام ملک —
ابن نقش فدا محمود ان ... سلطان

جوزا زحل
سرطان
اسد زہرہ
سنبلہ
ثور
آفتاب زہرہ
حمل
میزان
راس
مریخ ذنب
حوت مشتری
جبدی
عقرب
دلو قمر
قوس

۲۶۔ اگست کو میجر کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے شہر مین جابجا پہرے حفاظت عشرہ محرم کو بٹھائے امامباڑہ آغا باقر خان درگاہ حضرت عباس علیہ السلام مین حکم دیا کہ مجلس عزا

چڑھا ہوا تھا تابشام ادسپار قافلہ پہونچا۔
کانپور مین مہمان نظام الدولہ ہوے بعد دو تین دن کے سامان برسات درست کرکے الہ آباد کو چلے راہ فتحپور مین ڈپٹی لکھنؤ کے تھے دعوت کی ٹھہری زبان عوام وہان بھی بند نہوئی۔ راہ مین درختون پر چڑھ کر جو کچھ کہنا تھا کہا الہ آباد کے چوک مین اترے مظفر حسینخان کے کارپرداز نے حسب الحکم خان سامان دعوت بخوبی سرانجام کیا مشقت وتعب راہ سے بیگم صاحبہ جلیل ہوگئی تھین دوسری حویلی مین نقل مکان کیا بعد ایک ہفتے کے پانچ ہزار پانسو روپیہ پر جہاز دخانی کا کرایہ دیکر روانہ کلکتہ ہوے جب بنارس پہونچے جہاز نے لنگر کیا مہاجن آغا علیخان نظم کے گھاٹ پر منتظر تشریف آوری تھے کئی تھان مشروع کلیدن مطبوع حضور گذرانے۔ بیٹے نواب اکرام الدولہ کے کئی مہینے سے اپنی سسرال مین تھے چاہتے تھے کشتی پر سوار ہوکر آوین نواب نے منع کیا کہ رات ہے دریا چڑھا ہے نہ آو پھر بنارس سے ہوگلی تک بسبب برسات وطغیانی دریا اور طلاطم جہاز سے صاحبات محل کو بڑی تکلیف ہوئی بلکہ چاہا کہ کسی صورت سے راہ خشکی سے جاوین ممکن نہوا ناچار خوف وبیم مین کاٹا جب ہوگلی پہونچے کپتان جہاز کو خلعت وانعام دیا اور پانسو روپیہ لنگر کے دیے جو زمین گیر ہو کر نہ نکلا تھا۔
خلاصہ ۲۹ جولائی صبح کو کلکتے سے گذر کر زیر کوٹھی خاقانی لنگر کیا اوسوقت دستور معظم پابوسی بادشاہ سے مشرف ہوے بدستور قدیم مرحمت خسروانی ہوئی جو موجب مزید تفاخر معاصرین ہوا۔ حاضر الوقت خوانین لکھنؤ بھی حاضر ہوے صاحبات عصمت تاب محل داخل محلسراے سلطانی ہوے متقربان خاقان جو افسردگی خاطر اور تسلط منور الدولہ سے حالت ضیق مین تھے مثل گل خندان وشاداب ہوے پھر وہی قہقہے ہونے لگے۔
نواب منور الدولہ پیشتر سے برخاستہ خاطر اور مستعد روانگی وطن مالوف ہو رہے تھے عرضداشت متضمن تعارض آب وہواے کلکتہ منشی میر باقر علی نے نظر انور سے گذرانی بظاہر کلمات تشفی ارشاد کیے لیکن برخاستہ خاطر جانکر عرضی پر دستخط فرمایا اوسوقت منور الدولہ حاضر ہوے اشرفی امام ضامن بازوے مبارک پر باندھ کر رخصت ہوے اوسوقت حضور عالم سے بھی کچھ شکوہ شکایت ہوئی۔
غرض بعد طے مسافت راہ بنارس مین راجہ صاحب کی کوٹھی مین اترے ایام عشرہ محرم قریب تھا

ابتدا مین موافقت تھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب اونسے رہتے تھے جب عمر ابقض ہو اخوا ہون کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی حسن رسائی سے بہت بنا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشعر بیقراری مفارقت قدم مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گذری اوسپر اشک رحمت دیدۂ حق بین سے ٹپکے بعد اسکے ایکدن امام خان کا بھی سامنا ہو گیا غرض شقہ خاص طلب حضور عالم صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین رفقاے خاص اور شاگرد پیشہ کو تنخواہ پیشگی دی اور اسباب ضروری چھکڑون پر بار کرکے مع اعظم علی بیگ آتشبازی روانہ کانپور کیا۔

حضور عالم نے چیف کمشنر سے کئی مرتبہ رخصت طلب کی اور شقۂ خاص بادشاہی دکھایا منظور نکیا آخر نواب نے نواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم محکم باب عدم مزاحمت سفر صادر ہوا بعد اجازت پھر براے سفر باستخارہ ایمائی پر کی گئی خلاصہ ۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۵ جولائی حضور عالم مع عیال ولواحقین و ملازمین و رفیقان سرفروش ۱۹ گاڑی ڈاک اپنی و ۲۰ کرانچی بیل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و پشمینہ وغیرہ ظروف مصرف وخادمان اناثیہ بعد نصف شب روانہ ہوے۔

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفقا و ملازمین درِ دولت پر حاضر ہوے حضور خود مہتمم سواری پردگیان عصمت ہوے ایک گاڑی مین چار سواریان زنانی جب سوار ہو چکتی تھین ایک رفیق گاڑی کی چھت پر باسلحہ بیٹھتا تھا بعد اسکے خود بدولت گاڑی چار اسپہ پر سوار ہوے نواب محسن الدولہ نواب جراز الدولہ بہادر بمقتضاے قرابت قریبہ تا ناکہ چار باغ ہم پہلو تھے شہر کے شہدون نے شام سے دروازے پر ہجوم کیا تھا پچاس روپیہ مرحمت ہوے کہ آپسمین تقسیم کرلو وقت سواری کے شور وغل نہ مچانا کچھ منہ سے کلمات بیہودہ نہ کہنا لیکن یہ حریص کب مانتے تھے ناکہ شہر تک بازار مین مشعل دیمک پھیلے ہوے تھے اور شہر کے بیفکرے تماشابین سرِ راہ کوٹھون پر منتظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہدے کب اپنی زبان طعن وتشنیع سے باز رہسکتے تھے غرض جو خدا نے سنوایا سب نے سنا جب کنار گھاٹ دریاے گنگ یہ قافلہ پہونچا

۲۴- لاکھ سالانہ کا ہوتا ہے لیکن اگرچہ راست از موصوف جنگ و جدال ظاہری مین ہوتی
افزونی سلطنت اور انتظام سلطنت اندرونی و نظم و نسق مفید و ترقی کا ہوتا اور کام سرسبزی
تجارت ایسا ہوتا اور احکام انتظام واسطے حفاظت رعایا کے ظلم سے چلے اونکے کمترین خاطر
ہورہے ازین قبیل نہر دریاے گنگ جو اونکے عہد دولت مین جاری ہوئی جسکی ابتدا کھودنیکی
ماہ اپریل ۱۸۴۸ء سے ہوئی اوسکا پانی ہزارون میل سے سرسبزی زراعت ہوتا ہے اسیطرح
نہر ملک پنجاب مین جسمین کشتیان چارسو دو میل کے فاصلے سے آتی ہین ایضاً اور سندھ
مین نہرین کھدوائین پل بندھوائے اور بہت سے کارنمایان اونکے زمانے مین ہوے اور
ہر پرگنہ و ضلع مین کچہریان تحصیل الحاصل کے واسطے مقرر ہوئین اسیطرح تار برقیہ جو کلکتہ مین
۱۸۵۱ عیسوی مین واسطے سہولت خبر رسانی شروع ہوا یکم فروری ۱۸۵۵ عیسوی مین اختتام
پایا اور ضلعون و پرگنون مین باتفاق یکدیگر ۳۰۰ میل تک راہ مین گیا اور بہت تخفیف
سے ریل روڈ و موخانی جاری ہوئی اور مجموعی محاصل ممالک محروسہ تقریباً ۲۶ کروڑ سے ۳۰
کروڑ تک پہونچا اور ترقی اسکول و کالج انگریزی شفاخانہ ہندی وغیرہ کی ہوئی صاحب
ممدوح الیہ سے مصروف و متوجہ کار و بار سخت دشوار کے رہے جو دوسرے سے انتہا [illegible]
سے مشکل معلوم ہوتے۔

غرض بعد تکمیل و قال و قلیہ پنشن پچاس ہزار سالانہ ان موصوف کے واسطے مقرر ہوا اگرچہ اسے
اکثر صاحبان نے شورلے کی کہ اسکے خلاف تھی [illegible] پنشن [illegible] کمپنی نے اپنے انصاف و قدردانی
سے مقرر کیا۔

روانگی حضور عالم لکھنؤ سے سمت کلکتہ اور معاودت نواب نور الدولہ

سلطنت و [illegible] آمد [illegible] [illegible] نواب نور الدولہ [illegible]
[illegible] مین بیگم تھی [illegible] بیگم صاحبہ [illegible]
نواب [illegible] [illegible]
آب و ہوا [illegible] [illegible] [illegible] وقت
[illegible] [illegible]

درمت طلب تھی پانچ ہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔
ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباس میں جو اسباب چاندی سونے کا ہے اوسے بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ شرعاً مال وقف جائز نہیں مگر از راہ حکومت اختیار ہے انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا۔

لارڈ ڈلہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن میں پہونچنا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈلہوزی صاحب لندن پہونچے ۱۴ مئی ۱۸۵۶ء کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روبرو ۶ صاحبان شوری خاص واسطے پنشن نواب ممتحنہم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکرگزاری اونکی شروع کی کہ جو باب انتظام مملکت برطانیہ قبضہ متصرفہ قدیم مین جانب شرق و غرب ہوا تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی مین بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و معروف اور نظر مفتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح فیروزی ملک پیگو جو باعث فرید رہ چکا علاج ہوسے اور جبتک باتمام نہ پہونچے طریق بشتیدہی اختیار و قدرت سے باہر تھا جو ہمارے سکون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف و سستی و غفلت منغلبہ سے مرہٹونکے ہاتھ آیا تھا بسبب نہونے مستحق وراثت کے وہ بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ مین آئی اسیطرح سے مملکت سلطنت اودہ جو بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ مین آئی اور اون ظلمون سے جو مدت دراز سے وہان ہو رہے تھے حیات تازہ پائی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران ماضیہ نے متواتر حکام اودہ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈلہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال موثر کیے جو پایۂ قبول و منظور مین پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوے اور بسبب عدم ارتکاب خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص و عام ہوا بس ان نتیجون سے قطعی خورسندی ممالک باعث تشفی و موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک کرور پچاس لاکھ پیگو ۲۔ لاکھ محاصل کا۔ ناگپور ۴۱۔ لاکھ کا اور بالفعل ملک اودہ بھی ایک کروڑ ۵۴۔ لاکھ کا پس یہ مبالغ و محاصل ستارہ اور مفوضہ حیدرآباد سندہ وغیرہ مجموع ۴۔ کرور

ایکدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلطانپور نے چیف کمشنر سے عرض کی کہ ناظم بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر حضوری کے ہین دس سوار جاکر سلطانپور سے لے آوین ناظم سوار ان کی آشتی سے لکھنؤ مین پہلے داخل اپنے گھر ہوے جب سوارون نے رپورٹ داخل کیا حکم برطرفی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوے حکم حوالات ہوا پھر حسب سررشتہ مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چند روز تک ڈاکٹر فیر صاحب سے علاج کیا کہ اسی حیلہ علالت سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو دیکھو ضلع کے پاس جاؤ تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے میر مہدی حسنخان ناظم سلون بعلت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط چار مہینے کے قید ہوے ہرچند عرض کیا کہ .. ہزار روپیہ سال سرکار ہو چکے ہین از روے کاغذ دفتر دیوانی دریافت کیجیے اور زر باقی کو قانگوؤن سے دریافت کیا جاے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا زمیندارون کے ذمے ہین آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا ربیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی دن تک متواتر مرزا خورم بخت کے گھر جاکر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایکدن چپراسی نے آکر کہا کہ شاہزادون کے پانون مین ہندوستانی جوتہ نہو سادہ چمڑے کے بوٹ پہنکر آوین بازار سے خرید کر حاضر ہوے۔ کپتان ہیر صاحب نے ملاقات کرکے ایک کاغذ مہر کرنیکو دیکر رخصت کیا۔

چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب گورنر جنرل کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ بقید مدت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجاے چنانچہ صاحب نے افسر سوار اور پیادہ کیواسطے سو روپیے کی پنشن کی اکثر دن کو ملی باقی امیدوار رہے اس عرصے مین بلوہ اور فساد ہوگیا یہ سررشتہ درہم و برہم ہوگیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اور مدرسین مدرسہ کو بقید نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۶ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی دخانی اور کئی بجرے سلطانی حسب الطلب بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہوئی راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ و اسباب بیش قیمت روکے گئے بعد تلاشی حکم ہوگیا جب کلکتہ پہونچی اتفاقاً پہلے نظر اقدس اونپر پڑی بہت خوش ہوے

صرف طلب تھی پانچ ہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔
ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباس میں جو اسباب چاندی سونے کا ہے اوسے بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تصرف مال وقف جائز نہیں مگر ازراہ حکومت اختیار ہے انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا۔

لارڈ ڈلہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن میں پہونچنا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈلہوزی صاحب لندن پہونچے ۱۴ امئی ۱۸۵۶ء کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روبرو سے ۶ صاحبان شوری خاص واسطے بخشش نواب محتشم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکرگزاری اونکی شروع کی کہ جو باب انتظام مملکت برطانیہ قبضہ متصرفہ قدیم میں جانب شرق و غرب ہوا تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی میں بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و معروف اور نظر منفتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح فیروزی ملک پیگو جو باعث فرحت رہ چکا ملاخ ہوسے اور جبتک با تمام نہ پہونچے طریق پیشقدمی اختیار و قدرت سے باہر تھا جو ہمارے ملحوظ خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف و سستی و غفلت مغلیہ سے مرہٹونکے ہاتھ آیا تھا بسبب نہونے مستحق وراثت کے وہ بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ میں آئی اسیطرح جیسے مملکت سلطنت اودھ جو بالفعل قبضہ تصرف برطانیہ میں آئی اور اون ظلمون سے جو مدت دراز سے رعایا ہورہے تھے حیات تازہ پائی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران ضمنیہ نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈلہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال دنیر کیے جو پایۂ قبول و منظور میں پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوسے اور بسبب علم انتظام کامل خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی و رضامندی خاص و عام ہوا کہیں نتیجون سے قطعی خورسندی ممالک باعث تشفی و موجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک کرور پچاس لاکھ پیگو ۲-۲ لاکھ محاصل کا - ناگپور ۴۱ - لاکھ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک کرور ۵۰ - لاکھ کا پس یہ مبالغ و محاصل ستارہ اور مفوضہ حیدرآباد سندہ وغیرہ مجموع ۴ کرور

ایکدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلطانپور نے چیف کمشنر سے عرض کی
کہ ناظم بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر ہونیکے ہین دس سوار جاکر سلطانپور سے لے آوین
ناظم سوارون کی آشتی سے لکھنؤ مین پہلے داخل اپنے گھر ہوئے جب سوارون نے رپورٹ اخلہ
کیا حکم برطرفی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوئے حکم حوالات ہوا بحسب سررشتہ
مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چندروز تک ڈاکٹر فیر صاحب سے علاج کیا کہ اسی حیلہ
علالت سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو بحاکم
ضلع کے پاس جاؤ تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے
میر مہدی حسنخان ناظم سلون بعلت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط چارسالہ کے قید ہوئے ہرچند
عرض کیا کہ … ہزار سال سرکار ہوچکے ہین ازروے کاغذ دفتر دیوانی دریافت کیجیے اور زبانی
کرقانگویون سے دریافت کیا جائے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا زمینداروں کے ذمے ہین
آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا ربیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی دن تک
متواتر مرزا خورم بخت کے گھر جاکر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایکدن چپراسی نے آکر کہا کہ شاہزادون
کے پانون مین ہندوستانی جوتہ نہو سادہ چمڑے کے بوٹ پہنکر آوین بازار سے خرید کر حاضر ہوے۔
کپتان ہیر صاحب نے ملاقات کرکے ایک کاغذ مہر کرنیکو دیکر رخصت کیا۔

چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب گورنر جنرل
کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ بقید مدت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجائے چنانچہ صاحب نے افسر سوار اور
پیادہ کیواسطے سو روپیے کی پنشن کی اکثرون کو ملی باقی امیدوار رہے اس عرصے مین بلوہ اور
فساد ہوگیا یہ سررشتہ درہم وبرہم ہوگیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اور مدرسین مدرسہ
کو بقید نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۴ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی دخانی اور کئی بجرے سلطانی حسب الطلب
بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہوئی راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ واسباب بیش قیمت
روکے گئے بعد تلاشی حکم ہوگیا جب کلکتہ پہونچی اتفاقاً پہلے نظر اقدس از بسکہ بہت خوش آئے

مہاراجہ صاحب والی بلرامپور کا نوکر رہا مر گیا۔

۲۹ شوال روز پنجشنبہ مطابق ۳۱ جولائی حکیم میر علی منشی منصب پال مع لوازمات طلب بکار راہی کلکتہ ہوئے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت مزاج سے رہ گئے شہر کے بیباکون نے ایک خطاب ذہنی تراشکر نسبت نواب مشہور کر دیا یعنے افسر الوزرا ناصح الخاقان وزیر الممالک وزیر الممالک نواب گورنر جنرل منور الدولہ احمد علیخان بہادر وزیر شاہ۔

سید عبد اللہ جایسی مقیم لندن نے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی مہربان بادشاہ سے نظر اقدس سے گذری اس مضمون سے کہ استرداد ممالک شاہی حسب عرضداشت انصاف جناب ملکہ معظمہ سے یقین واثق ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر حسب الکلا ید دوات حضور مین بھیجین گے۔ اونکی منظوری کا آپکو اختیار ہے اسیطرح کی وہمین باتین انکی گرم بازاری سے بناکر مندرج کین بادشاہ نے اصلاح الدولہ کے خطاب کی مہر کندہ کرواکر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنؤ سے اوسی ڈاک مین روانہ کیا تھا اور یہ سب بے اصل و بیفروغ تھا۔ لندن مین یہانسے زیادہ کامل و طامع مقیم جاکر ہوئے ہین۔

انکی حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نواسے منشی میر غلام حسین جایسی کے ہین جو رکٹس صاحب کے زمانہ مین بسفارش الگزنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر منشی رزیڈنٹی ہوئے تھے بعد اونکے چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن مین باطمینان جاکر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انکو طلب کیا یہ اوسکے اظہار مین اپنے خوف آبرو سے پیچھا رکر مر گئے پر وہ دری سے بچی سید عبد اللہ پہلے سے انتظار سفارت کا کاتب تھے بعد اسکے کسی طریق سے کسی صاحب کے ساتھ لندن پہونچے وہان کے رئیس از راہ جوہر شناسی علم با عزت پیش آئے صورت معاش بھی بخوبی نکلی بعد چند روز کے بی بی ولایتی سے جو بہن کسی پادری کی بیٹی کسی افسر فوج کی تھی بعد ایجاب مذہب عیسائی شادی ہوئی کسواسطے کہ عقد شرعی بے اختیار کیے مذہب عیسائی پادری نہ پڑھیگا اب انقلاب سلطنت سنکر از راہ رسوخ و خود نمائی و دولتخواہی رعایا ممالک محروسہ سمجھکر یہ صورت پیش کی شاید کہ ہمین ہمیشہ بر آور دہ وبال۔ مگر کچھ مفید مطلب نہوا اخبار کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

الغرض ۱۴ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ع بارہ بجے رات کو جناب عالیہ سوار ہوئین وقت رخصت عجب شور قیامت محل سے برپا ہوا نعرہ الفراق والوداع مخدرات اوس پردہ نشین محیط کرہ عالم ہوا تھا ہر ایک کی آنکھ سے مسلسل در اشک رشک دریا سے بھاگی رت بہہ رہا تھا اور ہر دل جل بھن کر کباب ہو گیا تھا قرب وجوار کے رہنے والے سب سوتے سے جاگ اوٹھے تھے ہزار ہا زن و مرد در دولت پر کھڑا ہو گیا تھا اور گردش روزگار کی اور انقلاب زمانہ دیکھ کر از خود دگم ہو گیا تھا کہ ایسا انقلاب بھی تمام ہندوستان مین کبھی نہین ہوا تھا یہ عورات عالیخاندان شاہی جنھون نے مدت عمر تک صورت دریا نہ دیکھی ہو وہ ایسا دور دراز سفر بحر ذخار سمندر اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہوتا ہے اور کیونکر کہین کہ اہل انصاف ولایت انپر رحم نکرینگے خاصہ اول صبح جہاز نے لنگر اوٹھایا زیر کوٹھی شاہی گذرا بادشاہ نے فرط بیقراری سے برآمدے مین کھڑے ہوے جنرل صاحب نے و مرزا ولیعہد نے اداب سلام کیا بادشاہ نے خدا حافظ کہہ کر رخصت کیا طرفین کو عجب صدمہ روحانی ہوا۔

بعض سوانحات کلکتہ و لکھنؤ و آمدورفت اشخاص مشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلہ شاہی کے ساتھ راہ خشکی سے کلکتہ پہونچے پہلے وہی غریب مسافرین راہ ہوے یعنے دوسرے دن ہیضہ وبائی سے رات کو مر گئے اونکی نعش بےخبر لیے رات بھر پڑی رہی جب مولوی مسیح الدین خان کو خبر ہوئی حمیت اسلام اور اپنے مذہب و ملت سے اہل محلہ کو خبر کرکے دفن کیا اسباب کا طالیقہ کر دیا کو اغذ اسناد مہری وغیرہ مال سرکار جو اونکے صندوقچے مین تھی میجر برڈ صاحب نے بہت سی رد و قدح کرکے لے لیے اونکے بعد شیخ قمر الدین خدمتگار قدیم بھی اسی عارضہ سے اونکا ہم بستر ہوا۔

نبدہ علیخانصاحب عمان بادبہارس سلطانی بعد گلوخلاصی خدمات نقاقات اپنے مع امید علی اور اپنے چھوٹے بھائی کے کلکتہ پہونچا بعد شرف ملازمت حسام الدولہ و مفتاح الدولہ کے باب مین بہت جھوٹ سچ دل سے بنا کر عرض کیا لیکن جاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے چند روز عیش کلکتہ اوٹھا کر باہم لکھنؤ آیا چند روز بعد نواب سعید الدولہ کی ڈیوڑھی پر اونکے بعد

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہوئے بسبب جوش و خروش شباب جوانی و از راہ اولوالعزمی مستعد سفر وسیلۃ الظفر ہوئے پہلے اپنی مادر گرامی سے عرض حال کیا جب مقبول خاطر مقدسہ نہوا بلکہ حرکت طفلانہ سمجھکر فرمایا کہ اگر بادشاہ تشریف لیجاتے تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمہارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادری سے ارشاد فرمائے مایوس ہوکر نواب کے پاس آئے اپنے راز دل سے آگاہ کیا نواب اونھیں بادشاہ کے پاس لائے مشروحاً عرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد کیا اور ساجد درگاہ آلہی ہوئے الحمد للہ کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ و توفیق رفیق فہم سلیم سے متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین درست کردو۔

کرایہ جہاز دودی کلکتے سے سوئز تک درجہ اول کا فی کس مع خوراک بارہ سو روپیہ درجہ دوم کا چار سو مقرر ہوا چنانچہ مسماۃ بنگال جہاز ٹھہرا اکیسو دس آدمی سب ذکور و اناث تجویز ہوئے مولوی محمد مسیح الدینخان سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی میر محمد رفیع کے تین سو۔ حاجی الحرمین شیخ محمد علی و اعتماد الدولہ رفیق خاص جرنل صاحب کے دو سو دو ہزار چار سو پنشن ملے تھے برنڈ لصاحب مہتمم جلیس الدولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ واسطے اخراجات راہ قیام و لایت وغیرہ وہ دیا یہ پیشکش بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ایک ہار الماس پر جسکا وزن تین سیر سے کم نتھا زبانی مفتاح الدولہ دوسرا ہار یاقوت و زمرد کنگھی مرچہ الماس جو شامل ہدیہ ولایت مرسلہ حضرت خلد منزل تھی بہت سے مالہ مروارید انگوٹھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہدیہ جنابعالیہ مثل سایہ لعینے پیشواز بہت تکلف سے تین لاکھ ہزار روپیے کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوجہ سواری جنابعالیہ ایک نامہ شاہی متضمن حال خود جناب ملکہ دوران کیواسطے اور مختار نامہ امور جزئی و کلی سپرد جنابعالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغے سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد کے ساتھہ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہوگا اور پھر کسیطرح کا خدشہ و خلجان کسی امر کا نرہیگا اور ہر شخص سر حساب رہیگا ورنہ بہت سے خدشون کا احتمال ہوگا نواب نے عذرات بار و پیش کیے آخر بنائے استخارہ ذات الرقعہ پر ٹھہری پانچ رقعہ نکلے حکم مساوی آیا بلے دل نخواستہ نا عذر

اور بے ترتیب دیکھ کر بہت تاسف کیا اور مفتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ حال میجر کارنیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا کتب خانہ فرح بخش کی الماریون مین بترتیب تھا باہر نکلوا کر پھکوا دیا فرمایا اب تم انھین آراستہ کرکے رکھو عرض کی عالیجناب برطرف ہو گیا جنہین ہزار با روپے کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہو گئے فرمایا کارنیگی صاحب کو اسقدر زیادتی بیجا ہے پھر فرمایا مکان شاہی اسقدر وسیع ہے اگر پہرے کی احتیاج ہو ہم بھی یہی عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کرینگے۔

روانگی جناب عالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جناب عالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوے اور کوئی صورت قیام اطمینان نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوے اور چار و ناچار عزم بالجزم لندن اختیار کیا اس جانے کے بہت سے اسباب ہوے اول یہ کہ مداخلت اغیار امور سلطنت مین دوسرے خلاف راے اراکین میرے ناموافقت نواب خاص محل سفر غربت مین جو تھے عبث عبث زیرباری خرچ لابدیات اپنے پاس سے آوارہ وطنی بہرحال لندن جا کر اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے بامید موہوم کہ جب وہ سریرآراے سلطنت براۓ العین ہماری شکستہ حالی کو ملاحظہ فرمائینگی اور وزراے سلطنت رحم دلی سے از روے انصاف عرض کرینگی بس ” کیونکر اپنی جود و ہمت سے استرداد سلطنت مین دریغ فرمائینگی۔

غرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضہ لاحقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے ہمدمۂ طوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور از راہ مصلحت وقت کہ اگر خدا نخواستہ عرضی حال مقبول بارگاہ سلطانیہ نہوئی تو دو صورت یاس کلی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ لطف نہ ہے گا بظاہر اسمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے یہ سب امور مانع تشریف بری ذات خاص ہوے۔ چنانچہ ایسا ہی حال نواب مرشد آباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب سے ناکام ہوے اب ہندوستان کی مراجعت ناگوار ہے ہرچند اونکی ان طلب کرتی ہین نہین آتے اور نہ ایسے توفیق ہوتی ہے کہ مشاہد مقدسہ کی مجاورت اختیار کرین۔

نواب وسکرٹری سے بھی ملاقات نہوئی ہر چند کہ انھوں نے چاہا مگر وہ بھی مجبور تھے کچھ بس نہ چلتا تھا
آرزو سے اخبار لندن میل انگریزی معلوم ہوا کہ اہالی کورٹ آف ڈائرکٹرس نے ایک کاغذ
داخل سررشتہ پارلیمنٹ کیا مشتمل حساب قرض ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب
سنہ ۱۸۰۰ع سے انتہا سنہ ۱۸۵۶ع تک کہ بہمہ وجوہ مبلغ چار کروڑ بہتر لاکھ ۹۰ ہزار نو سے روپیہ بادشاہان
اودھ سے بدفعات قرض لیے تھے اور منجملہ ایک کروڑ بعوض بعض ہند و غیرہ ملک نیپال جو
بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کروڑ ۳۰ لاکھ ۸۲ ہزار ساتسو ۵۰ روپیہ نقد سود کی ہوا یعنے
سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کروڑ اسی لاکھ سات ہزار دو سو ۴۳ روپیہ جو ذمہ بادشاہ اودھ
ذمہ سرکار کمپنی انگریزی باقی رہا بسبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا انشاء اللہ
اخبار کلکتہ سے یہ بھی لکھا کہ صاحبان الضمانت ولایت متفق الرائے ہیں کہ بادشاہ لکھنؤ اپنے
ملک میں اختیار کلی رکھتا تھا جو مناسب تھا وہ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسب تھا اور
درحالیکہ بادشاہ بہمہ تن اطاعت و موافقت سرکار انگلشیہ میں مطیع و منقاد رہا ایسے احکام متعلق
لکھنؤ کا سننا اگر سرکار مدعی ہو چاہے تو اس صورت میں ننگ قوم انگریز ہے ۔

چیف کمشنر جدید کا آنا اور بعض سوانحات

۔ مئی سنہ الیہ مطابق ۲۔ ماہ مبارک سنہ الیہ کا لونل کورلی جیکسن صاحب بہادر ممبر صدر بورڈ آگرہ
قائم مقام جنرل اوٹرم صاحب ۸ بجے صبح کو داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوئے سلامی ہوئی ترکان
ظاہری دھوم و ہام جتنے تھے داخل رزیڈنٹی تھے وہ سب بادشاہ کے ساتھ گئے ۔
ایکدن چیف کمشنر کپتان ہیز صاحب بر سبیل تفریح قیصر باغ میں تشریف لائے موافق دستور
قدیم منتظر تامجان کے رہے کہ جب گاڑی سے اوترتے تھے سوار ہو کر داخل باغ ہوتے تھے ۔
مفتاح الدولہ نے عرض کیا تامجان سواری موجود ہے مگر کہار کہاں ہیں اس واسطے کہ اس وقت بھی برہمی
سلطنت سے کوئی خبر گیر نہیں رہی حسام الدولہ بھی شریک تھے [illegible] چیف کمشنر نے کہا کہ
اسی باغ کو قیصر باغ کہتے تھے یہ تو ہم نے بھی دیکھا ہم نے عرض کی کہ بادشاہ نے [illegible] اپنی
عیش و آرام کے لیے آراستہ کیا تھا بعد اسکے متوجہ کتب خانہ سلطانی ہوئے کتابوں کا انبار

ایسی گفتگوے بے ربط سے موجب شکستہ دلی صاحب موصوف ہوا چار و ناچار امید وار ایک لاکھ
۵۳ ہزار زر خالص کا ٹھہرے جسکے بھروسے پر سرکار کمپنی کی نوکری استمراری سے ہاتھ اوٹھایا
بہزار خرابی مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپیہ نواب خاص محل نے بابت رسوم سرکاری کاٹ کر باقی کا
سونا کا بوز مین دیدیا تھا وہ مجرے لیا خلاصہ صاحب ممدوح جہاز پر روانہ ولایت ہوے صاحب
تھے کچھ محتاج روزگار کمپنی نتھے بعد اونکے جانے کے حریفون نے مشہور کیا کہ صاحب بھاگ گئے
حالانکہ اونکی حقیقت شرافت و وفاداری آگے معلوم ہوگی جو سوتھم ٹن مین لندن سے ۶ کوس
خاص و عام پر ظاہر کردیا۔
آپ مشورہ خاص یہ ٹھہرا کہ حضرت کی رونق افروزی سے اب تک حکام گورنمنٹ سے کوئی
پرسان حال نہوا۔ اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی میر باقر علی نواب منور الدولہ
سکرٹر صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جسکا مضمون یہ تھا کہ ما بدولت اس شدت تا بستانین
مع اقربا سے قریبہ اور چند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوف سے ہوکر بعد برداشت صعوبات سفر
کلکتہ پہونچا بیخبری ویسے اعتنائی اہالیان سرکار خلاف دستور روابط قدیم سے سراسر باعث استعجاب
و موجب تحیر ہوا۔
اوسکا جواب یہ ہوا کہ نیازمند کو آپکی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی وگرنہ تعارف معمولی مثل
سلامی توپ وغیرہ حسب رشتہ عمل مین آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا۔ لہذا حکم سلامی یا جانا
اور سفر لندن کا آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی و پریشان خاطری سے وطن مالوف
سے نکلنا بسبب آپکی التفات فہمائش دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب ہوا جو حسب تجویز کونسل بحکم
صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امورات مجوزہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی
بہادر مین نیازمند کو کچھہ مداخلت نہین۔
دوم شوال سنہ ۱۲۷۲ ہجری مرزا امجد علی بن انتظام صاحبزادہ نواب حکیم میر محمد حکیم میر علی بسبب علالت
مزاج و ناموافقت آب و ہوا رخصت داخل لکھنؤ ہوے اب سواے میر باقر علی کوئی اور ہمزبان
نواب سے وہان نہین اور جتنے مقدمات ہوتے تھے محول براے نواب تھے صاحبان عالیشان کو
رفاقت نواب بھی بہت ناگوار تھی کہ ہمارے متوسل ہوکر کیون شریک حال ہوے اسی جہت سے

۱۰۲/۲

نقصان اور صدمہ پہونچا۔

بہت سے صاحبان اولی العزم متمنی سفارت شاہی ہوے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے بلاغ ہنر کا دکھایا چنانچہ پیٹرسن صاحب منجملہ ناموران صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تحریر و تقریر مین بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوی پھر نہ ٹھہری اس عرصے مین احسان حسینخان باجازت دستور معظم پہونچے سید حسین شیروانی کانپور سے ہجرت کرکے اسی خیال سے آئے خان موصوف نے دیکھا کہ نواب منورالدولہ سے صورت موافقت نہین ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے رسائی پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ بنی کسواسطے کہ وہ اس فرقہ خاص کی رفتار و کردار سے خوب واقف تھے ہر چند ازراہ اپنی قوت بازوے شناوری تدبیر بہت سے ہاتھ پاؤن مارے ان سب کے بعد میر اولاد علی المعروف جلساز مشاہیر لکھنؤ دستور معظم سے دو ہزار روپیہ زاد راہ لیکر اکرام الدولہ کے سابق کے وسیلے سے نواب خاص محل تک پہونچے سبحان اللہ جہان اسباب مصالح جمع ہوتا ہے پھر کیونکر مفتاح فلاح حاصل ہو ہر شخص کو اپنا فایدہ مقدم تھا یہی صورت ناکامی کی تھی کہ اوبار مین سبکی عقل زائل ہو گئی تھی۔

مولوی مسیح الدینخان اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقربان سواری خاص کی دیکھی کہ ان صاحبان سفر نادیدہ نے بھاگی رت دریاے کلکتہ دیکھ کر بحر محیط لندن سے ہاتھ دھو اور خاطر اقدس شاہی مین اپنے خدشے دل کے مرتکز کردیے اور نواب خاص محل نے صاحبان مفتری کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپیہ ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا اور منظور خاطر یہ ہوا کہ اقرباے قریبہ سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اپنے پاس سے کرے یہ طعن و آوازہ نسبت جنابعالیہ و جرنل صاحب تھا انپر بہت شاق و ناگوار گذرا بلکہ صورت خلاف پیدا ہوی آخر بادشاہ نے تنگ ہو کر یہ خرچ معیشت خزانہ عامرہ تحویل کنہرالدولہ سے مقرر فرمایا نواب خاص محل جو بواسطہ اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منورالدولہ سے ہوئی تھی اوسکے خلاف ہوی خان موصوف نے ایک رخنہ بندی تو کی۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے زر معہودہ کے ہوے نافہمون نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ اگر حضرت جلیل القدر بلے سند و اسناد کسی حیلے سے اپنی ولایت جاکر بیٹھ رہے اسکا چارہ علاج کیا ہو گا آخر

ہو گئی ہر ایک اپنے مرکز عالم سے نہاورسے مثل بنات النعش جدا ہو گیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی
بعد طے منازل و سیر و سیاحت راہ روز سلخ ۳۰ شعبان مطابق ۲۰ مئی مقام رانی گنج مین پہونچا
وہان سے ریل پر ۶۰ ساعت کے عرصہ مین کوٹھی راجہ بردوان کنار دریا باغ بیل گاچھیا مین
اوترے ہنگام ورود سواری صاحبات محل کے واسطے قنات سار کھنچ جاتی تھی پالکیون مین
سوار ہو بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی تھین بعد اسکے تجویز مصلح السلطان پانسو روپیہ کرایہ
کی کوٹھی لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور دیا لیکن جب جناب عالیہ نے ناپسند کی کرایہ داخل تصدق
راہ ہوا آخر بصلاح مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بردوان موچی کھولہ تین کوس فاصلہ پر
سے ہزار روپیہ کرایہ پر سوائے مرمت شکست و ریخت لی۔
مرکب شاہی نے ۱۰ ماہ مبارک روز سہ شنبہ مطابق ۱۳ مئی شام کو زیر کوٹھی مذکور لنگر کیا راہ مین
جو مصائب اور صدمات روحانی نادیدہ بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور جا بجا
زمین گیری جہاز اور سندربن گنگا ساگر کی کھاریون سے آنا کر قریب ملیح بنگالہ ہے یہ صدمات
تحریر و تقریر سے باہر ہین اوسوقت اشخاص مشخصہ کنارے ہیہ جہاز پر جا کر حاضر حضور ہوئے
فرمایا دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہو گیا ہے یہ سنکر حاضرین رونے لگے اور اونکی برنج
جنھون نے سفر لندن اور سمندر سے ذرا کر نفس کا بحر کر دیا تھا بعد اسکے کپتان جہاز کو خاص
خلاصیون کو حکم انعام فرما کر داخل کوٹھی ہوئے۔

تاریخ سفر وسیلۂ الظفر

وحید این بر آورده سال عجیب   کہ نصر من اللہ و فتح قریب ۱۲
ایضاً   لندن کا سفر تمہین مبارک ۱۲۶۲

اسکی تصدیق بروقت پہونچنے لندن کے ہوتی۔
ہمراہیان لشکر ظفر پیکر بھی راہ مین انواع و اقسام مصائب منغز اور دبین حالت سفر مین ہوئے
تھے کچھ بپاس سرپاسعلی السلطان اور اہتمام الدولہ کا عزیز رحمت ہوا جب خیمہ کے گرنے سے
کچھ چشم مین زخم بھی پہونچا ایک کشتی خیمہ سرکار کی ڈوبی نواب ناظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا بجرہ
طوفانی ہو گیا بہ چند روز کے تھبستہ حالی سے پہونچے خلاصہ ہر شخص کو موافق اوسکی نسبت کے

پر کالیف شاقہ اوٹھائی تھین فی الجملہ صورت راحت مستعار دیکھی دوسری تھی ہر جناب عالیہ جناب عالیہ نواب مخدرہ عظمےٰ رونق افروز تھین تیسرے دن راجہ ذات کو اور اونکے بھائی مع مولوی گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا بردوش نواب منورالدولہ کے پاس آئے وہانسے اونکے ساتھہ حاضر ہوے سات ہزار پچیس ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر دیکر رخصت ہوے اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت پخت طعام سے کرین لیکن بادشاہ نے اسے بروقت انشاء اللہ رکھا ہر چند پیشتر سے سامان ضیافت لکڑی۔گھانس ظروف گلی چارپائے ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جنکی اونکی سرکار مین تھین ہر وقت ملازمین شاہی کیواسطے طیار رہتی تھین کہ جب چاہین سوار ہوکر شہر جاہین اور کئی داروغہ مقیم اشیاء ضروری دیوان عام مین حاضر رہتے تھے۔

نواب منورالدولہ از بسکہ ہمیشہ شائق ومشتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھہ مقام چکیہ مین تشریف لیگئے تھے ہر چند کہ یہ حرکت اس حال مین مضبوط تھی ایک جوڑی گھوڑی کی بہت تحفہ راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور اونکے حضور قلب ہونے سے بہت خوش ہوے جسدن تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایکسو ایک اشرفی نذر اور کئی کشتیان تحفہ بنارس گذرانین دوسرےدن معرفت بشیرالدولہ نواب خاص محل کو نذر بھیجی جناب عالیہ کو نذر بھیجی۔

میجر برڈ صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس مین متصل ہوا کے پھر آئے شرف ملازمت حاصل کی اور از راہ استصواب جو کلکتہ مین اپنے دوستان خاص اور محرمان راز سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشروحاً عرض کیا وہ کسی پر مفصل نکھلا۔

خلاصہ بادشاہ ۱۹ شعبان روز جمعہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۵-اپریل ۱۸۵۶ء وقت عصر مرکب خانی جنرل مکلوڈ پر سوار ہوے صبح شنبہ روانہ کلکتہ نواب منورالدولہ ومخصوصین خاص مقربان مع شاگرد پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب جہاہرالدولہ باقی اور جتنے ارکان دولت تھے کشتی بجرے کرایہ پر راہی ہوے جناب عالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی مین بعد ایک دوسرے کے روانہ ہوے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی درہم برہم

دو لجوئی اور امتحان سواد علم کے کرچلے گئے اور اسباب سامان ضروری اور خاصہ طعام کو حکم دیا۔ بعد دو مہینے کے حکم ہوا اب اپنے مکان کو تشریف لیجائیے اور سو روپیہ ماہواری مقرر ہوئے بادشاہ کے سرکار سے ۹۰ روپیہ بہزار خرابی ملتے تھے غرض چیف کمشنر نے رپورٹ صدر کیا اندر وے حق وراثت پدری کہ حسب رشتہ یہ اکبر اولاد ہیں مگر جنت مکان نے حق تلفی کی منظور بحق بیانی چیف کمشنر کو تھا مگر لاٹ صاحب نے منظور نہ کیا ہوتا اور کرنا تو یہ تھا بھر کیونکر حق بکر کو قرار رہتا۔

جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیف کمشنر از بسکہ شب و روز منصرم و مہتمم کار و بار سرکار رہے و فعتہً مادہ فالج جانب راست گرا ڈاکٹر صاحب نے تجویز دہیں کی اس عرصے میں حسب الحکم نواب گورنر جنرل ۲۳۔ اپریل روز پہار شنبہ مطابق ۸ شعبان ۱۲۷۲ ہجری ۵ بجے شام کو روانہ کلکتہ ہوئے اور سیدان حضور عالم بھی ایک ساعت تک خلوت میں حاضر رہے آپ شکر گزاری بیان کی صحت الدولہ باہر رہے بعد اسکے کچھ اشرفیاں بطریق ایمان ہندوستانی حمائل دلوکر کے رخصت ہوئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ ولایت ہوئے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل جان لو صاحب دوم کونسل و انصرام امور جزئی و کلی اودھ روانہ ولایت ہوئے شاید مدت ۵ سالہ کونسل ہو چکی ہوگی۔

عملہ دفتر قدیم رزیڈنسی موقوف ہوا اکثروں کا حسب دستور پنشن ہوگئی اکثر شہر سے مفصل میں نوکر ہو گئے وگرنہ اضلاع میں بدستور بحال رہتے بلکہ صورت ترقی کبھی ہوتی۔

اجارہ افیون ۶۶ ہزار سالانہ پر ہوا افیونی امر ہدیہ سے معاینہ ہالکت میں پڑے سعادت گنج کے مارواڑی سرکار میں دس ہزار روپیے نذرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر کا رہیگا اور افیون بدستور بکا کریگی مگر سرکار نے منظور نہ کیا مستاجر افیون کا بڑا نقصان ہوا غربا کی دعا کی جہت سے اور اب کل مسکرات ملک اودھ کا بیا د ڈیڑھ لاکھ کا محصول آتا ہے۔

بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہونچنا اور سوانحات وغیرہ

بادشاہ بنارس کی کوٹھی میں خیمہ سنانے اور اشیائے ضروری پر تکلف سے آہستہ بادشاہ نے از بسکہ

سوار کا پہرہ تھا اونھون نے پہچانا مگر انجم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک گئے ناکام پھر آئے اور
بادشاہ نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اسطرح سے آئے ہم تک آنے ندو
فی الحقیقت بادشاہ کے انکار مین کچھہ شبہہ نہین اگر کچھہ خلاف سرکار منظور ہوتا تو لکھنو سے اوسکی
صورت ہو سکتی تھی نہ یہ کہ کلکتہ مین اور آخر ایسے توہمات سے قلعہ مین سرکار نے رکھا تھا
باقی زمیندار سب حساب ہوگئے ملاک و املاک و دیہات زمینداری جنسے بجبر لی تھی اون سے
بعد تحقیقات اونکے وارثون کو ملی مگر راجہ مذکور بڑے صاحب نصیب و خوش اقبال تھے بہرحال
خیرخواہ سرکار مین باعزت رہے۔

ہرکارہ اخبار یکقلم موقوف خبر رسانی ہرگھر محول خاکروبون پر رہی۔ سات سو سقہ آبپاشی بازار نوکر
ہوا اور خاکروب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کرین۔ کوڑا جمع ہو کر اوٹھانے کے واسطے لگا کرے۔
اور کثافت شہر جمع ہو کر زراعت کے کام آوے۔ اسکا بھی ایک دفتر محاصل مقرر ہوا اسپرنٹنڈنٹی محبسٹ

شاہزادہ مصطفے علی بہادر مہم صولت صاحبعالم صاحبزادہ حضرت جنت مکان

قبل از روانگی کانپور ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر ڈاکٹر فیرر اور ایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے ساتھ
باجازت بادشاہ سعادت گنج مین شاہزادہ مصطفے علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد ہوئے
موافق عادت قدیم ننگے سر تھے ڈاکٹر صاحب پرسان حال ہوئے نبض دیکھی کہا آپ کو دوسرا کمرہ رہنا ہے
فرمایا نہین بھر کچھہ سوال معنی و ضمنی امتحانا کیے ہر ایک کا جواب شافی دیا کہا اب بہر صورت صحیح
و تندرست ہین لیکن اس مکان مین انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی ہوگی اگر چندے قیام چھاونی
مین کیجیے تو بہتر ہے فرمایا مین ۱۴ برس کے عرصے سے اسی قید کا عادی ہو رہا ہون اسیا ودی
ہے بعد اسکے خرچ یومیہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم نہین شاہزادے نے فرمایا ہم وکیل
سلطنت ہو معلوم نہین۔ بعد اسکے رخصت ہوے اور کوتوال پر تاکید حفاظت کی چیف کمشنر سے
بہا کیفیت خاص بیان کی۔

دوسرے دن صبح کو کوتوال پینس لیکر آئے شاہزادے کو سوار کر کے بڑے اہتمام سے کنارے پر
لائے وہان سے گاڑی پر سوار ہو بنگلہ منڈیاؤن مین اوترے کپتان ہیز صاحب آئے کلمات تشفی

مین یہ ظاہر کیا کہ سپاہی تھانے شہر کے خالی کرکے چلے گئے اس فریب سے سراسر سرکشی و تمردی
غریب سپاہیون کی ثابت ہو جاے چنانچہ تین دن تک تھانے خالی رہے بعد چھ روز کے
میر نادر حسین اور تلنگے سیر فدا حسین کے اکثر مقام پر آ گئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا۔
بعد ہفتہ عشرہ کے محمود خان کوتوال لاہور ساکن نجیب آباد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مرزا علی رضا مقرر ہوے
دس تھانے شہر مین مقرر ہوے تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور بد فعات چودہ سو برقنداز
و چوکیدار اور چار روپیہ تنخواہ کے نوکر ہوے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا قواعد کرین اور صبح
و شام طیار رہا کرین۔
منجملہ عمارات شاہی جلوہ خانہ پہلوے بیلی گارد برابر کرکے صحن وسیع کر دیا اور دولتخانہ قدیم
نواب آصف الدولہ مین چھاؤنی توپخانہ و میگزین رکھا اور دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے
اصطبل مین گورہ بارک اور فیلخانہ قدیم جسمین خاص ہاتھی سواری کے رہتے تھے اسپتال بنایا
اور دونون دروازہ حضرت گنج مملوکہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو وسعت شارع عام کیواسطے توڑ ڈالا جب
بیگم صاحبہ نے چیف کمشنر سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی۔
صاحبان حکام عالیشان نے جابجا ممالک محروسہ کی توپین جو متعین تھین بیکار کرکے تحت
فی النار کر دین باروت کو نکمی سمجھ کر پانی مین بہا دیا ممالک محروسہ مین تھانے ہوے اکثر
عمال و تحصیلدار شاہی بدستور بحال رہے بہت سے نئے نوکر ہوے مگر بیرونجات کے بہت ملازم
ہوے اقساط ممالک محروسہ بارہ کین اوسمین سے ساڑھے چار ۔ فروری ۱۸۵۸ء تک مال
بادشاہ۔ باقی مال سرکار حالانکہ معمول دس اقساط کا تھا۔
فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ بے اسلحہ حاضر ہو کر تنخواہ لے از روے مواجہہ بخشیون کے اور فوج
انگریزی طیار رہے مبادا صورت فساد پیدا ہو اکثر جا چھاؤنیوں مین سپاہ کا اسباب لٹ گیا زمیندار
تعلقہداروں کو حکم ہوا کہ اپنی فوج برطرف کر دو قلعہ و گڈھی خاک مین ملا دو اسلحہ جسقدر ہی
توپ بندوق وغیرہ کو دور کر دو راجہ تلسی پور نے کچھ تمردی کی تھی گرفتار ہوا راجہ مانسنگھ
بعلت زر باقی سرکار ۲۵ ہزار کچھ دنون روپوش ہو کر بنارس اپنے بھائی کے پاس آ رہے پھر امین گئے
وہان سے کالا پانی گئے باغنا اور نیتہ پار گی بنگرا شمہ مین ستار لیے درشاہی پر پہونچے مرزا قربان

پہلے سپاہیون کو حکم دیا تھین صف باندھکر دو بدو کمپنی کھڑے ہو تو ہتھیار سے کھڑے ہوے-
مگر روح قالب سے نکلی کہ یہہ تقسیم تنخواہ ہے یا ہتہیار نگاہ افسرون نے حکم دیا کمپنی بندوق کو
بھرے کارنیگی صاحب کوتوال کے ساتھ سپاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھدو پھر تنخواہ لو ورنہ ہم
تم سب کو ابھی اوڑا دینگے کوتوال نے جوش کی جگہ پر تھوڑا توقف کرین اور سپاہ سے بنت اپنی
پگڑی اوتار کر کہا واسطے خدا کے میری عزت تمہارے ہاتھ ہے تمنے میرے باپ کے وقت سے
نمک کھایا ہے اپنے ہتھیار حوالے کر دو یہہ کہکر تلوار اپنی پہلے صاحب کو دیدی اور رونے لگے
جب یہہ حال سپاہ نے دیکھا سبھون نے اپنے اپنے ہتھیار دیدیے باقی جتنے رہے خوف جان سے
مسافرخانہ کی دیوار سے کود کے اکثرون کے ہاتھ اکثرون کے پانون ٹوٹے اکثر مجروح ہوے
سیدھے اپنے گھر پہونچے تنخواہ سے ہاتھ اوٹھایا یہہ فقرہ کوتوال صاحب کا خود تراش تھا کوتوال صاحب
سپاہ کی تنخواہ خورد و برد کر چکے تھے سرکار مین پہلے کہدیا کہ یہہ سپاہی بر سر فساد ہو رہے ہین
یہہ حیلہ فساد سبب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد و بیداد شروع کی کہ سرکار سے تنخواہ دو مہینے کی
اور انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چھہ مہینے سے ۱۲ مہینے تک کی چاہیے چنانچہ
چبوترے کے تلنگون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور بحال بھی رہے ہمنے کون سی عدول حکمی
سرکار کی ہے جو اپنے اصل حق سے محروم رہے جاتے ہین پھر افسرون نے چاہا عرض کرین کہ آیا
دستور سرکار یہی ہے کہ بروقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر تفنگ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے
بلائین کوتوال نے منع کیا کہ زنہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کارنیگی صاحب نے کوتوال کو
فقط اونکی تلوار دیکر اور سپاہ کے ہتھیار لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایک ساعت بعد
یہہ سپاہی اپنے مقام پر چلے جاوین - زبانی جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدرگنج تحریر کیا یہہ انکی تھی کہ تنخواہ سپاہ
جو آپ کھا گئے تھے وہ روپیہ ماہواری تنخواہ کوتوالی کی تھی اپنی تنخواہ خود جرمانہ سرکار مین جاتی تھی انکی اونکی
بسر اوقات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور چوری پر تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے-
دوسری صبح کو ہر کمان افسر تھانہ کو حکم کوتوال پہونچا کہ حسب الحکم صاحب تم اپنے بستر اوٹھا کر
چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلا ہوکر مدت معینہ مین رہوگے جگناتھ سنگہ کمان افسر تھانہ حیدرگنج نے
سراسیمہ ہوکر کوتوال کو عرضی کی حکم ہوا کہ جو مین نے حکم دیا ہے وہی کافی ہے اور حضور صاحب

مول لے کر ایک صاحب کے پاس بھیجا بہت پسند کیا ہزار روپیہ اوسکی قیمت دینے لگا اوسوقت
نواب نے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیجدیا اور کیفیت نیلام سے آگاہ کیا بالکہ گراہ کیا کہ ایسے
نایاب گھوڑے مثل مال غنیمت کوڑیون پر نیلام ہوے اسیطرح سے اور اسباب کمیاب کا نیلام حکم
سرکار سے ہوا۔

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا کہ اگر اس سے زیادہ حساب
سے نکلیگا سرکار شاہی سے مجرا لیا جاویگا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو تو ہمین اختیار ہے پس ہر رسالہ
اور پلٹن کا پہلے جائزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جسے سرکار کمپنی کی نوکری منظور ہو اور قابل محنت
و مشقت کے ہو اختیار کرے اوسوقت دو صفین علیحدہ ہو جاتی تھین بہت کم ایسے نکلے جو تنخواہ
برطرفی لیکر چپکے اپنے گھر چلے گئے کبھی متصدیون کی اس تقسیم تنخواہ مین خوب بن پڑی ہر چند
سرکار نے اونسے پہلے ایک اقرارنامہ بجرم سنگین لے لیا تھا مگر بہر صورت اونھون نے اپنا کام
کیا اور سپاہ مین جسنے تیس ۳۰ برس سے زیادہ نوکری کی تھی اوسے پنشن ملی باقی انعام ایک
مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور سپاہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضرب لے لیے اور وردی سرکاری
راجہ ٹھاکر سنگھ کپتان تربیدی کا کچھہ تصرف تنخواہ سپاہ ثابت ہوا پابجولان قید ہوے پھر کچھہ دیکر
چھوٹے اب گھر مین بیٹھے چین کرتے ہین۔

احسن الدولہ دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے گھوڑے نیلام ہوے منجملہ مجموع سوار شاہی ہزار
سو سوار چھانٹ کر تین رسالے کیے اونکے افسر انگریز بقید وردی و قواعد انگریزی حسب دستور
اور تین مقام چھاونی مقرر ہوے۔ ایکہزار کئی سو توپ آہنی و برنجی خرید لکھ روپیہ منتخب ہو کر
علیحدہ ہوئین باقی سب کو بیکار سمجھکر چرخ سے گرا کر گولی آہنی و غبارہ وغیرہ دس آنے سیر بازار
مین بکے ہزارہا من باروت پانی مین نکمی جان کر بہا دی۔

مرزا علی رضا بیگ کوتوال کے سپاہیون کو حکم ہوا نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین حاضر
ہون تخمیناً چار سو مسلح حاضر ہوے اوسکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہیر صاحب میجر کارنگی صاحب
مسمن صاحب کو ہاتھیون پر لیے آئے ہم۔ کمپنی تلنگہ دو ضرب توپ جلوخانہ امام باڑے مین آئی ۱۲
اور اسیوقت پلٹن حسین آباد اور چھاونی منڈیاون سے اور کوتوالی چوک سے طیار ہو گئی

اوسکا عشر عشیر بھی نتھا دواب جنت آرامگاہ متعلق نواب سعادت علیخان کے تھا ۵۳ سو روپیہ روز کا تھا اور جب جناب عالی نے انتقال کیا سات ہزار اس گھوڑے گھوڑیاں تانگھن ٹٹو تھے اور اس عہد دولت مین دواب یومیہ فقط بارہ سو روپیہ کا رہ گیا تھا وہ نذرالدولہ خواجہ سرا امر وزیر یاکی کے سپرد تھا اوسکے کارندون نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بھی محتشم تھا غرض تمام ممالک ہندوستان مین اشتہار نیلام دواب وغیرہ بقید تاریخ بھیجا گیا خلاصہ وہ حال کم ہمتی نیلام کا لکھا نہین جاتا پہلے جیسے ہاتھی سرکار کمپنی کے واسطے علیحدہ کیے گئے باقی منافقین شہر نے پردہ غفلت آنکھو پر ڈال کے مول لیے تھے اور کسیطرح کی حمیت شرافت دیگانگت نکی انگریز دلی کے لوگون نے ازراہ تجارت مول لیے تھے اونکا ستیاناس ہوا فائدہ کا کیا ذکر ہے کچھ گھر سے دینا پڑا - لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر قصاب لکھنؤ نے گائے بیل سرکاری کے لینے مین عذر کیا کہ ہم قدیم سے چوپائے سرونجات سے خرید لاتے ہین مرزا علی رضا کوتوال نے کئی سو کبوتر شاہی مول لیے اس حیلے سے کہ انشاء اللہ بادشاہ کو بعد مراجعت نذر دونگا اکثر ہاتھیون کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑھاتے آنسو آنکھون سے بہتے دیکھا اکثر صاحبونکو شبہہ آنسو بہنے کا ہوا فیلبان نے کہا ہم تمین برس سے نوکر ہین یہ مثل ہمارے خاک اوڑاتے اور روتے ہین پھر زر نیلام کو حکم دیا کہ اگر مسٹر دسرکار ہووے تو احد مین تینے کے روپیہ لیا جاویگا لیکن ضمانت اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلارام کی کوٹھی مین نیلام اسباب و رمنہ مین نیلام چوپایہ ہو رہا تھا مقام عبرت تھا -

چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے فرمایا چوپایہ اور توشہ خانہ سے جو چیز تحفہ و کمیاب ہو نیلام نہونے دو آگے خرچ دواب ایکہزار کئی سو یومیہ کا تھا اب قریب نوسو روپیہ یومیہ کا رہ گیا ہے مفتاح الدولہ جب کانپور گئے تھے نواب مخدرہ عظمی نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر ڈالو ہمارے کس مصرف کا ہے غرض کی اس بقیہ دواب مین وہ گھوڑیان رہ گئی ہین جنکی اصل نسل ہین جنت آرامگاہ نے بڑی کوشش سے خانہ زاد بچہیرے پیدا کیے تھے افسران فوج نے اپنے گھوڑے گھوڑیون کا نیلام مین داخل کیا سرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے -

چنانچہ نواب منور الدولہ نے کانپور مین ایک شخص سے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپیہ کا

پنج گھر مین نزول اجلال فرمایا اور معمول تھا جہان بادشاہ گاڑی سے اوترتے تھے پہلے سائر منات کھنچ جاتی تھی وہان دو مقام ہوے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے جناب پنج گھر نے دو ہزار چار سو روپیہ کرایہ کا دعوے کیا گفتگو مین طول ہوا صاحب نے گاڑی روکنے کو سرک پر رستی باندھ دی آخر نوبت بعدالت دانشمندون کی بدولت پہونچی کسی دلال کی معرفت چوبیس سو دیکر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پر بتجویز سرکار ہوئی تھی معلوم نہین اوسکا کوئی سبب نہ ملنے کا ہوا۔

١٢ اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۹ شعبان بنارس کی چھاونی سکرور مین کوٹھی راجہ صاحب موصوف مین رونق افروز ہوے بیٹے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی سسرال مین مہمان ہوے تھے اور کانپور سے خرچ ماہواری سرکار شاہی واسطے سفر کے ١٢ ہزار روپیہ کا منصوبہ ہوکر نواب مخدرہ عظمے کے محول ہوا تھا کانپور مین اکثر صاحبان عالیشان مشتاق ملاقات شاہی ہوے بلکہ ایکدن لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور بھی تشریف لاے لیکن ملاقات نہوئی نواب صاحب استقبال کرکے اپنی کوٹھی مین لیگئے اور عارضہ حالت مزاج اقدس کیا کہ اکثر کیفیت مراق و خفقان جادۂ اعتدال سے منحرف ہوکر رہتی ہے۔

نیلام دواب شاہی اور برطرفی خرچ شاہی وغیرہ حالات لکھنؤ

چیف کمشنر نے پہلے کاغذ جمع خرچ کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جائزہ لیا چنانچہ سب مجموعہ تراسی لاکھ روپیہ تنخواہ ملازمین و اخراجات شاہی کا مع کارخانجات نکلا سوائے خرچ ضروریات ذات اقدس و خرید اسباب جدید وغیرہ اور ۷۰ ہزار آدمی حسب مجموع ملازم ہر فرقہ و پیشہ و سپاہ کی تھی چنانچہ بعد برطرفی جہان پناہ ایام زمان خلد منزل فردوس منزل حضرت جنت مکان کی ٢٢ ہزار پلٹن نجیب و تلنگا اور رسالہ تین ہزار سوار سوائے ترکسواران سواری و چودہ ہزار عملہ شاگرد پیشہ سلطانی اور چھ ہزار سپاہی متعلق چبوترہ کوتوالی شہر تا گنجہات اور سات ہزار چوپایہ اور دو سو ہاتھی جو وابستہ سرشتہ کے تھے اور ایک لاکھ کئی ہزار کبوتر اور ایکسو سات منبہ اسیطرح اور بہت سی چیزین تھین اور اگر مطلق کا حساب کیجیے تو

مشروحاً بادشاہ سے عرض کرکے رخصت ہوے اس عرصے مین انکی خوش نصیبی سے مصلح السلطان انکے لینے کو آئے جب شرفیاب ملازمت ہوے بالمشافہ عرض کیا کہ یہ بار غلام نے محض رضاے خدا اور حقوق نمکخواری قدامت سمجھکر اوٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عہدہ وزارت کو لیکن افسوس ہے کہ مقربان خاص اپنی عادات جبلی و خوکردہ سے اب بھی باز نہین آتے ہر چند کہ یہان تک خانہ بربادی وطن آوارگی کی نوبت پہونچی ارشاد کیا جو تمنے اسوقت کیا اسقدر مجھے خوشنودی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ نہ کرتے بہر صورت ہر امر جزئی و کلی مین تمہین اختیار ہے اور مین نے بھی یہ مشقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھکر اختیار کیا اور اپنی بربادی ہر طرح سے گوارا کی ہے اب تم جہان لیچلو چلونگا۔ تم بھی میرے استقلال مزاج کو دیکھتے ہو جو حضور عالم کیواسطے کیا اب تک اوسی پر قائم ہون اسکے بعد بہت سے الفاظ کسر نفس ارشاد کیے کہ حاضرین کو موجب تنبیہ ہوا۔

خلاصہ روز دوشنبہ سلخ شہر رجب مطابق ۷۔ اپریل شام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان دیکھکر گرد ونک بادبہاری پر سوار ہوکر سمت الہ آباد تشریف فرما ہوے فقرا اور رعایاے شہر بہت جمع ہوئی تھی کچھہ اونکو عنایت ہوا سب دست بدعا ہوے اوسوقت گاڑی ڈاک کی دار وگیر مین طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص برداران سلطانی مین قریب تھا کہ آپسمین صورت فساد برپا ہو نوابصاحب نے بتہدید اس ہنگامہ کو دور کیا۔

جنابعالیہ متعالیہ سواری پنس خس مین جرنل صاحب بسبب ناسازی عارضہ لاحقہ صبح سہ شنبہ کو روانہ ہوے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھہ تھا باقی صاحبات محل ملازمین بعد ایکدوسرے کے جسمین نواب منورالدولہ بعد روانگی سب قافلہ کے روانہ ہوے۔

قبل از روانگی بکمال لطف و اخلاق عرضداشت مہاراجہ ایسری پرشاد نراین سنگھہ بہادر مہاراجہ بنارس معرفت نواب نظر اقدس مین گذری کہ محب خیر طلب موروثی ہے اور ممنون قدیم اس خاندان عالیشان کا ہے امیدوار مرحمت خسروانی ہے کہ حضور بنارس مین املاک خیر اندیش مین رونق افروز ہون۔ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

راہ مین الہ آباد تک ہر مقام خاص پر سامان ضروری درست تھا جب الہ آباد پہونچے بصلاح محمد حسن صاحب

اپنے گھر مین ملتا ہے دوسری جگہہ نہین ملتا لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ حسب الحکم تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ تین چار دن کے بعد ایک اشتہار شہر مین لگایا گیا کہ فلان تاریخ ۹ بجے دن کو تماشاے عجیب رعایاے شہر کو دکھایا جائیگا کہ کبھی کسینے آنکھ سے نہ دیکھا ہو ہر شخص کو ایک توحش ہوا آخر روز سہ شنبہ ۵۔ اپریل کو دولتسراے شاہی سے پہلے سواری پنس خس مین نواب اختر محلصاحبہ نکلی اوسکے بعد حضور عالم گاڑی دو اسپہ نواب ممتاز الدولہ مین مندیل وزارت زیب سر ہر طرف سے جھلملی گاڑی بند چوبدار چیف کمشنر کوٹھی فرحبخش پر برآمد ہوئی کہی سوار بھی بحالت کذائی پیچھے کچھہ خاصبردار بے اسلحہ لباس کثیف سے گرد در شاہی سے حسین گنج تک زبان طعن و تشنیع بیباکان شہر ہر طرف سے بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چوبدار چیف صاحب نہوتا غالب ہے کہ ڈھیلے اور پتھر بھی بجاے اولے برستے۔ العیاذ باللہ۔

پردگیان عصمت و طہارت حضور معظم جو کانپور مین نواب مخدرہ عظمے کے مہمان تھے اس مدت قیام کانپور مین ایکدن شرفیاب پابوس شاہ ہوے کلمات الحاح وزاری حد سے زیادہ عرض کیے کچھہ سودمند نہوے آخر مجبوری سرخ کوٹھی کنار دریا مین جا کر رہے جب وہان سے لکھنو آنے لگے راہ مین شہدون کی زبان طعن سے بچین نملا۔

کوتاہ اندیشن و مخبران خاص باتفاق اپنی گھات مین تھے کہ بہت وسوسے و اندیشے سفر لندن و کلکتہ کے عرض کرکے خاطر اقدس کو اس سفر سے باز رکھین کانپور سے پھیر لائین تاکہ رسوخ و نیکنامی سرکار انگریزی مین بھی ظاہر ہو لیکن باوصف سننے ان سب اخبار موحشہ کے استقلال سفر کو جنبش نہوئی فی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھین شاہ جم جاہ جسنے ایسی عیش و عشرت سے بسر کی ہو دفعتہً ایسے امراض الاعضا پر کس موسم تابستان مین ایسے سفر کا متحمل ہو اور یہ امید موہوم اور درحقیقت کافۂ انام کو واسطے کہ یہ امانت خدا ہین۔

نواب منور الدولہ نے جب بچشم اعتبار کا یہ حال دیکھا اپنی نازک مزاجی اور کھرے پن سے بیدل و بد دماغ ہوے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ بیل کبھی منڈھے نچڑھیگی بہت متردد ہوے اور اپنے ارادے پر مشغول تھے لیکن انکے اصحاب شور تلک نے سمجھایا کہ ایسے وقت بہت چلے جانا بھی اچھا نہین بہر حال جو دیکھنا تھا سب دیکھہ چکے انجام کار بھی دیکھ لیا فرخ آباد

تھی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشجان کیا تھا اوسکے واسطے ڈرتے تھے چنانچہ یہی ہوا۔
پرچہ پیام شاہی چیف کمشنر کو اسی باب خاص مین پہنچا کہ ایک لاکھ ۲۶۴۴ ہزار روپیہ ازروے حساب مشیر الدولہ اور مہاراج بالکرشن بہادر بابت باقی علاقہ حضور تحصیل اکرام الدولہ کے ذمے نکلا ہے اگر انکا عملہ کچا گیا ہے اسکا مواخذہ انکے ذمے ہو اور اگر ذمے بہادر موہنت سے ہے پس مال سرکار ہے اوسکے لینے اور نہ لینے کا بدولت کو اختیار ہے اسقدر تاکید و شدت ضمانت سے کیا فائدہ متصور تھا اسکا سبب لکھیے۔
جواب شافی اس پرچہ پیام کا نہ گیا مگر مقابلہ و مواجہہ حساب بدستور رہا جب یہ ہر دو شخص ڈاک مین بیٹھکر آے چیف کمشنر کے پاس گئے وہانسے کپتان ہیز صاحب کے پاس حاضر ہوئے پھر ایکسٹرا جوڈیشل ڈپٹی کمشنر کے پاس جانا ہوا بعد ضمانت و مختار کے پھر کانپور آگئے مگر اکرام الدولہ بعلت حساب رہ گئے۔
بعد دو چار دن کے اہتمام الدولہ حیدر حسینخان حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ آئے کو اخذ مواہیر راضی نامہ اقربا سے شاہی افسران فوج اور سر گروہ ہر فرقہ رعایاے شہر سے لیکر چلے گئے۔
ایکدن مجھلی بیگم صاحبہ خواہر محترمہ حضرت دستور معظم نواب اختر محل سے تحسین گنج کو جانے لگین دربان ڈیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیون سے تھنگ ہوا حضور عالم نے برہم ہوکر فرمایا مین انگریزی پہرے باہر اسکتا ہون حسام الدولہ مہتمم محلات متردد ہوکر کانپور گئے بادشاہ سے عرضحال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیدا ہو چیف کمشنر کے پہرے اسی حیلے سے ہو جاین اسی باب خاص مین حضور عالم کو دستخط خاص مزین فرماتے پھر آگئے۔
ایکدن مفتاح الدولہ کسی امر ضروری کی غرض سے کانپور گئے بعد عرض حال پھر آئے الحق کہ بہادر مذکور کی نمکحلالی و خیرخواہی و جانفشانی مین کچھ شبہہ نہین جیسا انسے امانت و دیانت سرکار ہوئی دوسرے سے نہوئی اسی کی جلدو مین سرکار مین سے اپنے حق پنشن سے محروم رہا ہے۔
سبحان اللہ۔ چیف کمشنر نے دستور معظم کو بھیجا کہ تم دولتسراے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ۔ عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو ارشاد کیا ہے حکم ہوا کس سند سے اونھون نے دستخط شاہی جو معرفت حسام الدولہ آئے تھے اونسے بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا کہ آدمی کو چند مدت راحت و آرام

ہین وہ ایک زمانے مین وزیر اعظم سلطنت بھی ہوے تھے اونکی مان سومن سے میجر جنرل اسکاٹ کی تھین سنہ ۱۸۱۲ء مین گلاسسٹر لاج برائمٹن مین پیدا ہوے ۴۴ برس کا سن ہے پہلے اسکول مقام ائٹون مین پڑھے بعد اسکے کالج اکسفرڈ مین کتب علمیہ حاصل کین ۱۸۳۲ء عیسوی درجہ اول کالج مذکور مین علوم درجہ دوم مین حساب وہندسہ مین ترقی کی بعد اسکے لیڈی کیننگ سے کتخدا ہوے یہ بیٹی لارڈ استوارٹ ڈی راتھسی کی ہین بہر کار وبار سلطنت مین مامور ہوے اور بتدریج ترقی کرکے عہدہ سررشتہ ڈاک سلطنت برطانیہ پایا بعد اسکے بسفارش لارڈ پامرسٹن اس عہدہ جلیلہ گورنری پر منصوب ہوے۔

حالات قیام کانپور وسوانحات لکھنؤ وروانگی بادشاہ کانپور سے

بعد تشریف فرمائی بادشاہ خزانہ جواہر خانہ اسباب پرتکلف وبیش قیمت جو جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کیواسطے تیار ہوا تھا کپتان کنزالدولہ حفاظت فوج انگریزی مین لیکر لکھنؤ سے روانہ ہوے ایک دن حسب الحکم چیف کمشنر بہادر کانپور سے مسیح الدولہ مصلح السلطان نیابت الدولہ احسن الدولہ شفاءالدولہ آفتاب الدولہ اکرام الدولہ اہتمام الدولہ حیدر حسینخان اہلکار کارخانجات سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور چیف کمشنر ہوے چنانچہ ۱۲۔ اشخاص نامی بذریعہ ڈاک حاضر ہوے مگر اہتمام الدولہ بعلت باقی دس ہزار روپیہ بابت علاقے کے نہ آئے برنڈ صاحب نے اونکی ضمانت کردی اور از روے حساب وہی اونکے چودہ ہزار سرکار مین فاضل تھے۔

اکرام الدولہ نے حاضر ہونے مین مکث کیا حالانکہ صاحب مجسٹریٹ نے ازراہ عزت وتکریم پہلے ڈپٹی میر ناصر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا یہ نواب مخدرہ عظمیٰ کے پاس جاکر بیٹھ رہے چاہا کہ کسی حیلے سے ٹال دیا جاے جب ڈپٹی صاحب تنگ ہوکر چلے گئے حالانکہ انکا ابھی دن مشغول تھا مگر حکم حاکم سے آلاچار تھے جب کیفیت مشروحہ صاحب سے بیان کی صاحب نے پھر اسی سوار اونکی طلب کو بھیجے یہانتک مجبور ہوکر خود صاحب تشریف لائے اب کیا عذر کرسکتے اونہین اپنے ساتھ کچہری مین لائے رات کو روبکاری کا حکم دیا رات بھر کچہری مین رہے صبح کو روانہ لکھنؤ ہو لیکن بمنت وہزار بار منت سے گھر آئے صبح کو روانہ لکھنؤ ہوے یہ ان صاحبونکی فہم وذکا

کونٹ آف کیننگ بہادر فیروز جہاز پر جب مقام اچھا پور سے گذرے قلعہ فورٹ ولیم بنگالہ سے
توپ سلامی کی چلی پرائیوٹ سکرٹری و ملٹری گورنر جنرل اور دو مصاحب گورنر جنرل ٹون
میجر واسطے استقبال کے ہولینڈ تک گئے چھاونی خضر پور مین لنگر کیا وہان سے نواب محتشم الیہ
سوناکھی فینس پر سوار ہوے چاندپال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اوسوقت ۱۹ توپین فیروز
جہاز سے چلین اور اسکے پیشتر گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سپرنٹنڈنٹ
مرین یعنے مہتمم جہازی اور ماسٹر اٹنڈنٹ و شریف کلکتہ استقبال کو آئے تھے جب نواب گورنر
جنرل نے زمین کلکتہ پر قدم رکھا ۱۶ توپین چلین بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوے وہان
بڑے پھاٹک پر لفٹنٹ گورنر بنگالہ اور لب دالان پر نواب گورنر جنرل ڈلہوزی صاحب اور
ممبران سپریم کونسل استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اور سب افسران قلعہ او جنرل
اسٹاف ایکطرف دوسری جانب افسران خدمات دار الریاست لباس درباری پرتکلف
سے حاضر تھے جب کرسی گورنری پر جلوس فرمایا ۱۹ توپین چلین تزک و جلوس سواری چاند
پال گھاٹ سے شمالی بڑے پھاٹک تک ایوان گورنری کی ترتیب سے دورویہ قطار بستہ
کھڑے ہوے تھے یعنے سپاہی دوسرے باڈی گارڈ و تیسرا رجمنٹ چوتھا رجمنٹ ملکہ تیسرا رجمنٹ
سپاہیون کا ۱۳۱ پیادہ ہندوستانی ۴۴ رجمنٹ سو ۴ لائٹ انفنٹری قشون کلکتہ یعنے محافظان
شہر لباس سے آراستہ اسلحہ سے مکمل باتحت انتظام لفٹنٹ کرنل پال صاحب صف بستہ آراستہ
تھی جب گھاٹ ندکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک دورویہ سلامی ہوتی اور توپ
بعد ایک دوسرے کے چلی جب اس تزک تجمل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوے ۱ ساعت
۱۵ دقیقہ شام پر سوگند معمولی اپنے عہدے کی دیکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا کمانڈر انچیف
انسن صاحب سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زائد کونسل ہند پر جوزف الگزانڈر ڈارنصاحب
اسکوبر میجر جنرل جان لو صاحب ٹی بی جان پیٹر گرانٹ اسکوبر سپرنٹنڈنٹ عہدہ ممبری اول و
دوم و سوم چہارم کونسل ہند پر مامور ہوے پھر حسب منشور اشتہار منصوبی و معزولی نواب گورنر
جنرل سابق دیا گیا کہ تا قیام شہر حفظ مراتب بدستور نواب محتشم الیہ کیواسطے رہے —
نواب گورنر جنرل بہادر بہت تندرست و توانا و قوی القوی ہین یہ بیٹے لارڈ جان کیننگ کے

جناب سید تقی بیٹے سید العلماے مرحوم حسب تجویز اکرام الدولہ و نواب منور الدولہ مستعد عزم
سفر لندن ہوے کسواسطے کہ ایسے سفر دور دراز مین ایسے شخص کا بھی ساتھ ہونا ضرور ہے کہ
بروقت تشریف آوری ملک الموت کسی کی مٹی خراب نہو اور انشاء اللہ لندن مین نماز جمعہ
و جماعت ہوگی یہ امر بھی باعث یادگار زمانہ ہوگا لیکن خوبی اعمال مومنین سے وہ کانپور پہونچکر
ایسے علیل ہوے کہ وہان سے احرام جانے کا قصد کیے مع الخیر بہمراہی منصف الدولہ سید یاس
خلف اکبر جناب سلطان العلما پیشتر لشکر کے کانپور مین جو وجب یہ رنگ سفر دیکھا اور امانی جہاب
نے شکایت اونکے جانے کی بہ تہدید خیال کرکے مراجعت کی ورگرنہ اولوالعزمی مین اونسے زیادہ تھا
آدنی ترین رعایاے شہر میان محمد ونا نیز بھی اپنے منفعت فروخت اشیاے ماکول سمجھکر
داخل اردوے شاہی ہوے نواب منور الدولہ نے بحث طعام خاصہ انکے سپرد کی۔
نواب معظم الدولہ باقر علیخان ناظر نواب مجاہد الدولہ بہادر دونون بہو بہیا بادشاہ کے کمر ہمت
باندھکر روانہ کانپور ہوے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم کسیطرح آپکے
تکلیف دہ نہونگے اور ایسے وقت مین ہاتھہ ہمراہی سے نہ اوٹھاینگے بعد اسکے یہ دونو صاحب
قبل از روانگی بادشاہ روانہ بنارس ہوے۔ غرض ہر شخص رعایاے شاہی کا یہ حال تھا کہ بہر صورت
دامن دولت سے ہاتھہ نہ اوٹھائے اور شریک مصیبت سفر بازو رہے۔
کہتے ہین کہ نوروز کو کانپور مین اتھارہ من سے زیادہ قند شربت کیواسطے میسر نہوا لوگون نے
اس جہت سے نذر نیاز مختلف طعام و شیرینی پر دی وہانکے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار ہی
کے واسطے دست بدعا ہوے کہ یہ گھر قائم رہے ہاں قلت لشکر اور عدم رسی زر سے ہر شخص موافق
اپنے صرف لابدیات کے مجبور تھا۔
اسی عرصے مین کلکتہ سے خبر آئی کہ ۶ - مارچ روز پنجشنبہ جہاز فیروزہ پر پانچ بجے شام کو لارڈ
ڈلہوزی صاحب روانہ ولایت ہوے اور نواب گورنر جنرل جدید داخل کلکتہ ہوے چنانچہ
اخبار دوربین کلکتہ سے ورود نواب محتشم الیہ لکھا جاتا ہے۔

ورود نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ مین

۲۹ - فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۲ شہر ۱۲۷۲ھ روز جمعہ ۵ - بجے شام کے رائٹ آنریبل چارلس جان ارل

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم محکم بیگمات وصاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام دولتسرائے
شاہی منظور نہو وہ اسے اختیار ہے چلی جائے چنانچہ اکثر بدبختین چلی گئین اور بہت سی ثابت قدم
رہین اور سر مو حکم قضا شیم سے انحراف نکیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کے واسطے علی التو
سو روپیے ماہواری اکل وشرب و دستہ ضروری کے واسطے ہر ایک کے مقرر فرمائے انمین سے
اکثرون نے قبول نکیا کہ ہمارے پاس تصدق حضرت سے بہت کچھ اوقات بسر کرنیکو ہے اور جسدن
عملداری سرکار ہوگئی تھی ہر محل نے عملہ شاگرد پیشہ بیرونی واندرونی کو تنخواہ سکی دیکر برطرف
کیا تھا فقط بضرورت کچھ لوگ رکھہ لیے تھے اس برطرفی مین ہزارہا رنڈی و مرد محتاج ہو کر
حالت یاس مین خانہ نشین ہوے اور ہر گھر مین ماتم برپا تھا۔

اکرام الدولہ مع اپنے بیٹون کے روانہ کانپور ہوے مرزا حاجی کے بنگلے مین اترے مولوی
محمد خلیل الدین خان جو حسب الطلب حاضر ہوے تھے بادشاہ نے رہس منزل مین رہنے کو حکم دیا تھا
بعد تشریف فرمائی اپنے وطن مالوف مین چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھہ چلنے کو ارشاد
کیا اونھون نے عذر کیا عرضداشت کی کہ تین چار ہزار روپیے کا قرضدار ہون تنخواہ پنشن بھی سرکار
سے نہین ملی نئی عملداری شروع ہے مبادا کوئی قرضخواہ نالش کردے امیدوار ہون کہ
اوس سے گلوخلاصی ہو جائے آیندہ ہزار روپیے کی تنخواہ مقرر ہو کسواسطے کہ جب کلکتہ مین عہدہ
سفارت پر تھا پانچ ہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو عنایت فرمائی
اونھون نے دو ہزار خرچ کے اور تین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ یہ کہ کوئی پرسان حال نہوا وجہ
اسکی یہ تھی کہ حضور عالم اُنسے صاف تھے اور انکو بھی بدل جانا منظور تھا بہت غنیمت سمجھے اور سب کا
انجام سمجھے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب منور الدولہ باوجود کبر سنی وضعیفی
کانپور تک جاکر پھر آئے۔

شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر معزول شاہی اخراجی جنرل سلیمن صاحب کانپور مین تھے۔
اہلکارون نے سفارت مین سے بجائے محمد خلیل الدین خان انھین مقرر کیا اور دو ہزار روپیے
زاد راہ اور دو ہزار ماہوار انکے واسطے معین ہوا ہر چند بادشاہ نے از راہ استعجاب مولوی صاحب کو
پوچھا کسینے جواب شافی عرض نکیا۔

سفر لکھنؤ باعتقاد شاہی بروقت خاص حاضر ہوا کرنیل برڈ صاحب کا اہتمام تھا انھوں نے
اپنے حوصلے سے زیادہ کام کیا تھا ہر وقت بدل مصروف کاروبار رہتے تھے اور حفاظت و مراعات
سلطانی اور بجا آوری احکام مین سرگرم تھے تحائف ولایت گذرانتے تھے جسمین بادشاہ بحال
بشلے۔ شاہزادی نواب ملکہ گیتی صاحبہ کے مرزا دارا سطوت اور نواب ملکہ عہد صاحبہ کے
مرزا سلیمان قدر اور بعض اقربائے شاہی اپنی سعادت سمجھکر روانہ ہوے شاہزادونکو دو لاکھ
روپیے زادراہ سفر دے کر سمجھا دیا تھا اکثر خوشامد اور رئیس شہر بھی ہر ایک وسیلے سے روانہ
ہوا تھا مگر شاہزادی فردوس منزل کے نواب یحییٰ علیخان مرزا عظیم الشان مرزا رفیع الشان نواب
محسن الدولہ۔ نواب ممتاز الدولہ بہادر تشریف فرما ہوے خصوصًا ان دونون صاحبونکو حضور
عالم سے بھی ایک خصوصیت بلکہ قرابت بھی ہوگئی تھی۔

امیر الدولہ سید مہدی علیخان عرف امیر الامرا اگرچہ خانہ نشین بلکہ معتوب تھے روز بد سمجھکر
روانہ ہوے اور پھر آئے کسیکو خبر بھی نکی بلکہ بشیر الدولہ شرفیابی بواسطہ اپنے نذرانہ گذرانے تھے
احسان حسینخان کو حضور عالم نے دفتر انشا سپرد کرکے روانہ کیا لیکن نواب منور الدولہ کی
جہت سے بیدخل محض رہے۔ ہر چند خان مذکور نے بہت سی تدبیرین اپنی کین لیکن بے سود
ہوئین اور میر منشی قدیم راجہ مکھندن لعل کے خاندان سے منشی دولت راے
شوق تخلص واسطے جواب نویسی کے ساتھہ کیے گئے۔

مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد بسبب ضعف قویٰ و سن پیری کانپور تک گئے لیکن بادشاہ نے
کمال عطوفت و رحم سے بواسطہ مصلح السلطان فرمایا کہ تم تکلیف سفر نکرو حسام الدولہ کے پاس
حاضر رہو جب بادشاہ کانپور سے تشریف فرما ہونے لگے حسام الدولہ خویش نواب ملکہ گیتی جناب
اور بھائی نواب محسن الدولہ کو مختار و مہتمم صاحبات محلے اور امور مرجوعہ رطب و یابس اور بجا آوری
احکام شاہی کا منتظر فرمایا تھا اور کوٹھی خزانہ جواہر خانہ وغیرہ شجاع الدولہ کے سپرد تھی۔
اونھون نے اپنا قائم مقام اپنے سگے بھائی کنز الدولہ کو ہمراہ رکاب کیا تھا کسو حیطے کہ ان سے
بہتر کون مستحق و سزاوار ایسے اعتماد کا تھا انھون نے حق برادری ادا کیا مگر اونھین جیسا کچھ
تھا وہ ادا کیا۔

تھوڑے سے ترکسوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری مین تھے جب سوار ہونے لگے ڈنکا ہوا پھر تھوڑی دور جاکر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضروری ہے لیکن وہ سوار گرد سواری تک نہ پہونچ سکا شب جمعہ نوچندی تھی کربلاے میر خدا بخش مین مومنین و مومنات جمع تھے مجلس عزا مین مرثیہ خوان نے پہلے مناقب استغاثہ تصنیف بادشاہ بسوز دل پڑھی عجب حال سب کا ہوا اور ہر شخص بدعاے بقاے ملک و سلطنت مصروف ہوا۔

بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب مشوق محل صاحبہ اور چھوٹے جرنل صاحب تھے اوسکے بعد متفرق مصاحبان خاص مسیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دوسرے کے گاڑیون پر چلے شہدے شہر کے در دولت سے تا دریاے گنگ پیادہ زبان طعن و تشنیع ہیبا کانہ کھولے ساتھ رہے تمام رات رہے اور تمام مین سواری پہونچی وہانسے عبد الہادیخان قندہاری بھی کئی سوار و ہمراہ رکاب ہوے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ پہونچے بادشاہ خیمے مین رفع ضرورت کو تشریف لے گئے جبتک قفلی پل طیار ہوگئی اول صبح صادق کے پار اوترے برنڈ نصاحب کے بنگلے مین رونق افروز ہوے ہرچند ناچ گھر اور کئی بنگلے گردو پیش کے پیشتر سے خالی ہوچکے تھے خیمہ لشکر سلطانی بھی برپا تھا جب طلوع آفتاب ہوا خبر تشریف آوری عام ہوئی فوج کنٹپ سلامی کو پریڈ پر آکر جمی بادشاہ نے انعام حسب معمول بھیجدیا اور سلامی توپ کو منع کیا افسران فوج نے عذر کیا کہ مبادا ہمپر عتاب اپنی سرکار سے ہو مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم محکم تار برقی سے پہونچا کسواسطے کہ ایک ہفتہ پیشتر سے خبر آمد آمد سنکر فوج طیار رہتی تھی بعد انتظار چلی جاتے تھے اسطرح سے داخلہ کا یقین نتھا۔

روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علیخان حکیم میر محمد میر علی منشی باقر علی روانہ کانپور ہوے منزل بمنزل روز یکشنبہ مشرف ملازمت مین پہونچے جناب عالیہ نواب مخدرہ عظمے مرزا ولیعہد بہادر اور زوجہ طاہر عصمت آپ حضور عنایت الدولہ نواب سجاد علیخان روانہ ہوے صاحبات محل ناچ گھر مین اوترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق بنگلون مین اوترے سب کو ممانعت حضوری ہوئی مگر بروقت طلب جب یاد فرماین نواب منور الدولہ میجر برڈ صاحب سفیر

بمجرد سننے اس خبر کے تیاری سفر کی دہوم ہوئی اس عرصے مین ایک محبت نامہ نواب گورنر جنرل جدید لارڈ کننگ بہادر پہونچا صحت الدولہ نے سربمہر حضور شاہی گذرانا حاصل اوسکا مضمون یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر روانہ ولایت ہوے۔ احوال جانبین اور ایک آرزوے سلامتی کا منکشف ہوا غالب کہ حسب مقتضاے محبت و اتحاد قدیم الایام سے ملحوظ خاطر سرکار انگریزی رہا ہے اوسی طریق سے ہر امر طرفین سے عمل مین آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن مین بڑی مسرت حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر تو ہین جبکہ ہے نہ گرانی بار مین حکم شلک سلامی ہوتا اب یا خلاصی چھاونی انگریزی سے یہان آوین یا جب تشریف خود حکم سلامی اپنے توپخانے مین دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہو کر ملتوی رہا۔

جب رعایا و برایاے شہر اور متوسلین شاہی کا طعن و تشنیع بڑہا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر مین تامل ہوا اور روز سہ شنبہ سولہم رجب بادشاہ مستعد اور آمادہ سفر ہوے شام کو چاہا کہ بادبہاری پر سوار ہون لیکن مقربان خاص نے بمنت و سماجت نحوست یوم سمجہا کر روکا بادشاہ اوسوقت برہم ہو کر کسیقدر مخاطب ہوے مقام خاص مین تشریف لے گئے۔

تشریف فرمائی بادشاہ سمت کانپور و حالات قیام وہان کے

الغرض پنجم شہر رجب ۱۲۷۲ھ مطابق ۲ مارچ ۱۸۵۶ء بادشاہ نے بادبہاری طلب فرمائی حاضرین نے جانا کہ حسب معمول یومیہ دور گشت قیصر باغ ہوگا حضور عالم مضطربانہ ہو کر جب راہ مین پاے ثبات نے ٹھوکر کھائی روئین اور مقرب بھی حاضر ہوے ہر ایک کو بچشم غضب دیکھا کسیکو جرأت عرض نہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے ۸ بجے ساعت سعید سفری مین مع جنرل صاحب رونق افروز برج سعادت بادبہاری ہوے اور مثل نیرین از خسہ دین مرکز جادہ سے قدم سے منزل مقصود کو میل فرمائی۔ راجہ یوسف علیخان ہمنشین برابر صاحب کی گنج بخش پر ہوے کہ اوسکے کہ اوسوقت کی عنان اختیار اوسکے ہاتھ مین تھی اور کئی دن پیشتر سے اہتمام ڈاک اونکے ذمے ہو گیا تھا اور کمال خصوصیت و خیر خواہی سے ہمراہ رکاب ہوے تھے ہر چند جنرل صاحب نے انہین کئی مہینے پیشتر سے شہر سے نکلوا دیا تھا شیر الدولہ احسن الدولہ گہوڑون پر سوار تھے

رحم نہ آیا کس کس امر کو آپ نے ہم سے پوچھا ہے جو جواب دو کہا۔ اس باب میں بھی آپ کو اختیار ہے
پس چیف کمشنر نے چوپایہ وغیرہ کو حکم نیلام دیا اور تحصیل اب طرفین سے ہر امر میں خلاف
ہونا شروع ہوا جو باعث ناگواری طرفین ہوا۔

سہ شنبہ سے صبح وشام اور زوال شمسی کی جو توپ بند ہو گئی اس جہت سے کہ توپخانہ سرکار
ضبط ہوا بعد دو ہفتہ کے توپ صبح وشام و زوال شمسی موافق دستور چھاؤنی انگریزی حسین آباد
سے چلنے لگی۔

الغرض خاص و عام اس حرکت و سکون سفر سے متردد ہوئے حرافون نے ہر روز ایک نئی بندش
خود تراشنی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے چلنے سے سفر موقوف ہو جائیگا تو البتہ باعث
رسوخ چیف کمشنر بھی ہوگا اور حضور عالم پر بھی بڑی خیرخواہی ثابت ہوگی چیف کمشنر نے پرچہ بھیجا
بھیجا کہ حضور عالم اور مہاراج اور اہل خدمت درجہ دوم ہمراہ رکاب نجائینگے کسواسطے کہ
بازپرس اور تحقیقات اکثر مقدمات ضروری اور منحصر ہے ورنہ ہرج کار سرکار ہوگا اسی جہت سے
جب تحریر صافی نامہ حضور معظم کی نواب مخدرہ معظمہ اور اکرام الدولہ کی سفارش و التماس سے
پیش ہوئی اور جنرل صاحب نے بھی منظور نہ کیا تو اس مضمون پر تھا کہ اس مدت عہد معدلت حضور
عالم مدار المہام سلطنت نے کوئی امر بحکم و مرضی شاہی نہیں کیا لہذا اوسکی بازپرس بادولت کے
ذمے سے جب یہ مسودہ مقبول ہوا اوسی مطلب پر دستخط خاص سے مزین فرمائیں کہ جو کچھ مدت وزارت
میں حضور عالم نے کیا اوسکی بازپرس کا اختیار بادولت کو ہے دوسرے کو اوسکا مواخذہ پہنچتا ہے اوسکا جواب
یہ آیا کہ نیاز مند کو جو حکم نواب گورنر جنرل کا پہنچا ہے اوسکے خلاف تعمیل نہیں کر سکتا غرض یہ ہوئی جب
جب سررشتہ ضمانت حضور عالم نواب محسن الدولہ سے اور رسائی جی سے ضمانت مہاراج کی گئی
اس عرصے میں تار برقی سے چیف کمشنر نے صدر کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے استغاثہ کے
تعمیل سفر لندن کر رہے ہیں چنانچہ حکمت عملی سے ملتوی رکھ کر اطلاع کی اب اجازت اور حکم جو
میں چیسا حکم ہو۔

اوسکا جواب یہ آیا کہ بادشاہ واسطے تعمیل حکم سرکار میں از بسکہ فرمانبرداری اور عجز ظاہر کیا ہے مستعد ہوں
ہو سکے کس طرح مانع نہ ہو کر آسنے دو فقط

سلطنت آبا و کرام جو بحکم امور ناعاقبت اندیشون کے ہاتھ سے ہو رہی ہے اب نظر خلائق
مین ہم خود اپنے تئین سبکسار و خفیف سمجھتے ہین بخدا زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت
عافیت اپنے واسطے نہین سوا اسکے کہ ان رعایاے امانت خدا سے چشم پوشیدہ ہو کر عقبات
عالیات جا کر مجاورت اختیار کرین آئندہ آپکو اختیار ہے ارشاد کیا بخدا مین بھی مجبور ہون
اور خائف ہون کسی صورت سے مہر نہ کرونگا اور صفر سے بھی ہاتھ نہ اوٹھاونگا بہر حال تم خاطر
رکھو مین نے تمھین اور جناب عالیہ کو اختیار کلی دیا ہے۔

اسکے بعد مختار الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساختہ پرداختہ ہو تمھارے حقوق نمکخواری
آبائی کا یہ ہے کہ اگر مین بھی کسی طرح سے اغواے مفسدین سے مہر طلب کرون نہ دینا عرض کی
جبتک غلام مین دم مین دم ہے خلاف حکم محکم نہ کرونگا اور مہر غلام کے بھی قبضہ اختیار سے باہر
ہے وہ سپرد جناب عالیہ و جرنیل صاحب ہے اگر احیاناً ارشاد بھی ہوگا غیر از نوشتہ سند چار جنابان
کے حاضر نہ کرونگا چنانچہ اوسیوقت مہر خاص صندوق مین رکھی گئی اور سپر مہر جرنیل صاحب
مرزا ولیعہد کی ہوئی۔

ایک پرچہ پیام چیف کمشنر کو عزم سفر کلکتہ اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور حفاظت راہ اور رسد رسانی
بھیجا گیا اوسکا جواب آیا کہ نیازمند نے نواب محتشم الیہ کو اس باب خاص مین رپورٹ کیا ہے
لیکن مشعر ہو کہ ارادہ عام ہو کہ اہلکارون سے کون کون ہمراہ رکاب ہونگے اور جمعیت لشکر کسقدر ہوگی
بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کا آیا اوسکا جواب یہ بھیجا کہ نیازمند اس باب مین محض
بے اختیار ہے جبتک کہ کلکتہ سے جواب رپورٹ نہ آلے اور نہ صاحبان حکام کو حکم بھیج سکتا ہون

جب سے یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا مگر زنجیری محافظان دواب سے
حیوانات بیزبان کو بھی کئی کئی دن سے خوراک یومیہ میسر ہوئی تھی جب یہ خبر مشہور ہوئی چیف کمشنر کو
جو نہی پہونچا پیام آیا کہ یہ حیوانات روز و شب کی فاقہ سے مرجائینگے لہذا مناسب ہے کہ جو
اسمین سے بہتر ہون منتخب کیے جائین باقی سب کا حکم نیلام دیا جاے دانشمند حاضرین نے چاہا
کہ اسکا جواب معقول لکھین لیکن حضور عالم نے موافق اپنی راے عالم آرا کے جواب یہ بھیجا جیسے
کہ آپکو کمال انصاف و رحم سے حیوانات بیزبان پر رحم آیا لیکن ہاتھیان اقدس اعلے کسی طرح

غرض جب یہ تدبیرین ہو چکین رائے عالم آرائے بادشاہ مین عزم بالجزم سفر وسیلۂ الظفر اختیار کیا
ہرچند حریفان و مخربان سلطنت نے ہر طرح سے اسکا انسداد چاہا جوڑ توڑ شروع کیے۔
از انجملہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی برآمد جنرل لوٹرم صاحب سے کی کہ ہین نے ازراہ
دولتخواہی کار سب طرح کے نشیب و فراز سمجھا کر بادشاہ کو بہر راضی نامہ پر راضی کیا تاکہ آپ کے
خیرخواہون نے اوسے برہم کر دیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی بجھیر
افترا ہے ہین بے اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر کا مین متمنی تھا
جب سے خان مذکور نے لنباہر آمد و رفت شاہی موقوف کی ایسے افترائے بے فروغ سے
مگر علی اصغر خان اور منشی کرم احمد صاحب رہے نواب مخدرہ عظمےٰ نے پانچ ہزار روپیے خرچ سفر
عنایت فرمائے کلکتہ تک ہمراہ سفر رہے ہے۔
الغرض جس دن سے یہ فتنہ و فساد ہنگامہ برپا ہوا تھا جنابعالیہ نواب مخدرہ جرنل صاحب
مثل بنات النعش محیط دائرہ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی
شخص غیر بے ہماری اجازت نہ آنے پائے مبادا کسی فریب سے اپنا کام کر جائے اور حضور عالم
بھی اپنے مقام خاص سے باہر نہ نکلتے تھے بعد دو دن کے بیگم صاحبہ یعنے بی بی حضور عالم
پردۂ عصمت سے شرفیاب بادشاہ ہوئین اور بکمال الحاح و زاری سے عدم حضوری حضور عالم
عرض کی حضور عالم باجازت حاضر ہوے اور بہیر کلمات غیر خواہی و دور اندیشی مہر خاص ہین
بیان کیے۔ اوسدن سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل شور لے خاص ہوا کرو۔
و تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب تہدید جنرل لوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی عزت و
جان مفت برباد ہو جائیگی اگر حضرت مہر نفس نہ آئین گے وگرنہ یہ قراولی اور میرا سر حاضر ہے ۔
پہرے والی نے جب قراولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا بمجرد سننے آواز کے
دفعتہ صاحبات محل چلی آئین اور نسبت حضور عالم زبان کلمات بے ادبی سب نے کھول لی ۔
جنابعالیہ جرنل صاحب مضطربانہ تشریف لائے۔ بادشاہ نے رحم دلی سے صاحبات محل کو
کلمات سخت سے منع فرمایا آخر ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت +
ایکدن جرنل صاحب نے خلوت مین سفر کے باب مین بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ بے آبروئی و ہتک

استفسار چاہا اونھون نے بھی کچھ گول گول عرض کرکے جان بچاکر چلے آئے تماشا یہ ہے کہ سبکو
خوف سرکار پر تھا کیونکر ایک سرکار مین مشورہ تا عرض کرتے کہ اپنے اپنے عہد دولت مین و
کیا جسکا انجام یہ دیکھا یا دوسری سرکار مین عرض کرتے کہ اگر بے انتظامی آپکے نزدیک ثابت
ہے اہتمام جسطرح چاہیے کر دیجیے یہ صورت گو گھر چھیننے کی ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہ سکتے آخر
میجر کینگلی سٹی مجسٹریٹ کا حال سبھون نے اودھر گھر کو لوٹ کر لاتے تھے ایدھر سب کو جمع کرکے
پوچھتے تھے تم سب ہم سے راضی ہو اسکا کیا جواب ہے سوائے حکومت کے۔

نواب اکرام الدولہ مرزا حسینخان عم نامدار نواب مخدرۂ عظمے لہتے جب دستور معظم اپنے برادر نسبتی کا
یہ حال دیکھا کہ سب کے نزدیک بدنام و انگشت نما ہوے انجام کار سمجھکر بظاہر لگاؤ نگت دیکھی سے ہاتھ
اوٹھا کر لب بشکوہ آشنا کیے اور ان مقدمات سے بری ہوکر شریک شوری خاص نواب مخدرۂ عظمے
ہوے اونکے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہاں مباحثے
پیش کرتے نواب منور الدولہ کے ہوے نواب موصوف ازبسکہ اپنی دیانت و امانت و نمکحلالی سرکار پر
نازان تھے مردانہ وار کمر ہمت باندھ کارفرمائی سلطنت کو بہتر سمجھے اپنی قدامت اور
خیرخواہی سرکار قدیم کو مقدم سمجھے کہ ہمین دوسری سرکار مین وثوق ایسی اپنی سرکار کی جہت سے
ہوا ہے اگرچہ منزلت اپنی سرکار سے رکھتے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل اوٹرم صاحب
کو انکا یکسو ہونا ناگوار گذرا مگر کل کر انھین سمجھا نہ سکے۔

میجر برڈ صاحب جو جنرل سلیمن صاحب کے بعد باغ ہوکر راجپوتانہ مین گئے تھے وہان سے کیپ پر رخصت
گئے پھر کلکتہ سے کانپور کانپور سے لکھنؤ گھوڑ دوڑ کے واسطے آئے خواجہ سرایان شاہی سے بڑا
تعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے باخفا بادشاہ تک پہونچے اور بشرط بشرط سفارت بادشاہ
قبول کی اور اپنے عہدہ سرکار سے مستعفی ہوے فی الحقیقت اگر چشم انصاف سے دیکھیے تو اس
صاحب جلیل القدر نے بمقتضاے اپنی شرافت و منفعت دنیا جو اپنی طبیعت مین بطریق حمل
کی تھی عجیب کارنمایان کیا اگرچہ ولایت مین اپنے اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے مستطیع تھے اور
بدنامی اپنی سرکار قدیم کا خیال نکیا مگر اس سرکار عالیشان نے انکی بھی قدر کچھ بجا نی جیسا
بیان کیا جائیگا۔

کہ وارثان پیشوا سے حضور کے کبھی وکیل ہو جاتے ہیں بالفعل وہ راجہ وہان سے مقرر ہوا انکا حال یون ہے جب کانپور پہنچے حال ایک بام دوبارہ انکا معلوم ہوا یہان کی سفارت کو برہم کیا احمد علیخان ہم صاحب عدالت کانپور سے برخصت ہوئے تھے حضور عالم نے چاہا کہ انھین تین ہزار روپیہ ماہوار پر نوکر رکھین کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھ اوٹھائین لیکن زنگ اہلکارون کا دیکھکر اور بعض بزرگان وطن کے سمجھانے سے اپنے کار منصب قدیم پر قناعت کرکے چلے گئے سرکار شاہی کی بیرنگی دیکھکر قبول نکیا

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہ نے تمھارا کہنا سمجھانا بھی تمانا انجام کار دیکھا اب تم سمجھ جاؤ اونھین سمجھاؤ کہ بہر صورت راضی ناسہ پر مہر کرنے مین سراسر اونکی موجب بہتری کا ہے اونکے ناراضی ہونے مین بہت سی قباحتین ہیں حال او نکی غرض مختصر ماجرا یہ ہے کہ جب ایسے رکن رکین سلطنت سے جنرل صاحب از راہ اہتمام یہ ارشاد فرماتے تھے سب اپنے عزت آبرو سے بہت خوب بجا کہکر چلے آتے تھے کسی کی مجال اور طاقت نتھی کہ زبانی اونھین ویسکتا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب سمجھ جاتے تھے کہ مبادا انکو امرونہی مین شمول کیا جائیگا کیونکہ کچھ بن نپڑتا تھا از بس معزز اندہ وزاری سے ہو بامرہ ہوتے تھے خلاصہ نواب سو صورت چار و ناچار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب جناب عالیہ ہوکر اور اسے تبادلہ رسالت کی لیکن بسبب تسلط اختیار کچھ فقہ مطلب نہوا بلکہ بعضون نے یہی خیال کیا کہ یہ تم انھین کے ایسے ہوتے ہین جنکا برورا سب ہوا ـ

اسی عرصے مین نواب امین الدولہ پر بادہ فالج گراہی غدر اسمانی باعث انکی عافیت کا ہوا اور گو اپنے واسطے بہت مترددرہتے تھے کہ اگر اسوقت خاص مین بادشاہ کا شریک حال نہونگا مورد طعن وتشنیع خاص و عام ہونگا چاہیے کہ مین نواب منور الدولہ سے بڑھکر کچھ اپنے حق نمک ادا کرتا مگر صحت سے اونکو موجب سرخروئی ہوگا اور بہر صورت جنرل صاحب کی ناراضی کا لاحق حال تھا چنانچہ اپنی علالت مین اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارضہ لاحقہ باعث بہتری و عافیت کا ہوا ـ کئی مہینے تک اسی علالت مین رہے آخر انتقال کیا اس اجل نے اونکی عزت رکھ لی ـ

ایکدن جناب عالیہ نے نواب یمین الدولہ سید عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اس باب خاص مین

خیال نہ کرنا، نہ خراب ہو گئے یہ کب سنتے تھے بلکہ متمنی ملازمی شاہی کے رہتے تھے ہر چند
صاحب نے کئی چٹھیان سفارش اوجین وغیرہ لکھکر دی تھیں اور وہان روزگار بھی ہوتا تھا
مگر انکو آب و ہوا پسند نہ آئی مگر آپ بخوبش سے کیا چھ انکا ارادہ کربلا جانیکا بھی کیا تاکہ بمبئی سے بہت آسان ہے
وہان بھی نہ گئے موقوف رکھا خاصہ حضور عالم نے مامور بتوسط دربار صاحب سکرٹر اعظم کیا
چنانچہ صحبت میں بعض اسکے جواب گستاخی سے ناخوش ہوئے بادشاہ تو پہلے سے ان سے کہتے تھے
لوو صاحب کی نصیحت تمام ہوئی۔

وزیر خان نامہ نگار باوجود حضور عالم نازو نعم دیوانخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف ہو کر
مبادا کسیطرح کی نالش رعایا سے شہر میں گرفتار ہو جاؤن تو مفت میں ذلت اہانت حاصل
ہو گی حسب الحکم حضور پرنور اپنا معتمد بتا انکی جان کرکے میر عنایت علی اپنے رفیق کے روانہ کلکتہ
کیا ڈاک میں گئے۔ وہان کے جعلسازون سے نہ بچ سکے کسی علت مین دھر لیے گئے سمجھے کہ لکھنؤ سے
زیادہ مفت مین بدنامی حاصل ہو گی۔ پانچ ہزار روپئے نذر بیرسٹر لوریٹا کرکے عزت بچائی چندروز
شہر کو دیکھ بھال کے انکی لیاقت سب سے زیادہ تھی مگر اہل کلکتہ کا تجربہ تبدیل ہو گیا۔

مولوی نامدار الدینخان کئی برس سے متصل اپنے قصبہ کاکوری میں خانہ نشین تھے نقد سو روپیہ
پنشن سرکار سے پاتے تھے حسب الطلب بادشاہ حاضر حضور ہوئے ساری حقیقت حال ارشاد فرمائے
اور رئیس منزل میں اپنے قریب رہنے کو حکم ہوا۔

احمد علیخان وکیل عدالت کانپور بواسطہ احباب خود اور مقربان دربار حاضر حضور عالم ہوئے ہزار
روپئے نذر گذرانے انھون نے اپنی تجویز سے منجر صاحب تاجر مرزاپور کو چاہا کہ عہدہ جلیلہ وزارت
پر مامور کرین بعض دانشمندون نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر کا امتحان کیا جاوے کہ وہ بعد
دریافت حقیقت حال کے کس طریق سے اور کیونکر جوابدہی مقدمات شاہی کی پیش کرنے کے بعد
امتحان کے کیا مضائقہ کار پردازان سرکار نے اونکا دو ہزار روپیہ درماہہ مع اپنے تنوق کے تجویز
کیا اور ۔۔۔ آپ کانپور رہے اونھون نے جنرل اوٹرم صاحب سے اپنی حقیقت حال و بعض امور جو خلاف
عہدنامہ سرزد ہوئے تھے بیان کیے صاحب نے اونکے سوالات پر کچھ اعتناء کی اور دوستانہ عہدہ
سفارت سے منع کیا ایک ڈاکٹر کانپور کے بھی انکے شریک حال ہوئے تھے منجر صاحب نے ازراہ ہمہ ارشاد کیا

چلے جاو چنانچہ صاحب سکرٹر نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جیلانی نے ہمسے بتقریب ملاقات کی غرض وہ بھی مایوس و ناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعوے تنخواہ کیا۔

مولوی مسیح الدینخان میر منشی معزول نواب گورنر جنرل کو بسبب روابط قدیم مرزا وصی علیخان کو حضور عالم نے طلب کیا سات سو کا درماہہ مقرر کیا دو ماہہ پیشگی خرچ ڈاک و دیگر روانہ کلکتہ کیا اور دو ہزار روپیہ واسطے ضرورت کے بھی ملے اسواسطے کہ تم کو بھی کرایہ قابل گنجایش ملک و متعلقان شاہی جا کر لو اور حال کرایہ جہاز لندن دریافت کرو اور جو حسن رسائی تدبیر سے مناسب حال ہو اطلاع کرو کسواسطے کہ نسبت اوس اشخاص کے دستور العمل سے وہان کے واقف ہو اور سابق مین عہدہ جلیلہ پر مامور رہے ہو منشی جب کلکتے پہونچے اپنے دوستان قدیم اور محرم راز سے اظہار حال کیا باتفاق سب کے تجویز یہ ہوئی کہ تمھارا باخفا کلکتہ مین رہنا مناسب نہین پہلے سپریم کونسل مین اپنی اطلاع کرو چنانچہ منشی نے پرایوٹ سکرٹری کو چٹھی اپنے حال کی لکھہ کر بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل نے انکے جواب چٹھی مین تامل کیا اور جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بطریق اعلام بادشاہ کو بھیجی حاصل مضمون یہ تھا کہ تشریف آوری شاہ اودہ بسمت کلکتہ محض معارضہ اور مطالب مطلوبہ کے واسطے ہے اور جیسا چاہیے عمل مین نہ آوے اور بعض جو باتسے غالب ہے کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھہ پانسو آدمی سے زیادہ نہون کسواسطے کہ کثرت ملازمین سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہوگا بعد ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے کچھہ ارشاد نہ کیا کسواسطے کہ کوئی مخاطب نتھا۔

منشی نے جب اپنے جواب چٹھی مین تعویق دیکھی پھر درخواست فارسی مین صاحبان کونسل سے کی اوسمین بعض امور جو خلاف دستور چیف کمشنر سے ہاسکے تھے وہ بھی مندرج کیے تھے اور تجویز کوٹھی کرایہ اور حال جہاز دخانی کا ارسال دربار شاہی کیا۔

لورنس صاحب کمشنر الہ آباد روانہ ولایت ہوے اونکے ساتھہ مظفر حسینخان کنبوہ اپنا آقا اور محسن حقیقی سمجھکر بندر بمبی تک گئے اونکا بنگلہ الہ آباد مین حضور عالم نے معرفت خان مذکور برعایت مدا لیا تھا اس خیال سے کہ شاید ولایت مین انسے بھی کوئی صورت مشکلے مشکل اسکے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے مظفر حسینخان وہان سے رخصت ہو کر چلے ایک نصیحت کی کہ خبردار تم بادشاہ کی نواہی کا

اتفاق راے جمہور واسطے سفر کلکتہ ولندن اور اوسکی تدبیر وتجویز

غرض راے باصواب جمہور یہ ٹھہری کہ اس صورت مین کوئی چارہ نہین بجز اسکے کہ بادشاہ مع لواحقان
ومتعلقان خاص اور تھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ کلکتہ ہون پہلے
از راہ اتمام حجت اظہار حال نواب گورنر جنرل بہادر سے فرماوین جب وہ بھی نسنین اور اپنے حکم حاکم
سے مجبور ہون اوسوقت مع الخیر راہی لندن ہونا بہتر ہے ممکن نہین کہ حسن مدعا کری مرادسے حاصل
نہو کسواسطے کہ صاحبان کورٹ آف ڈئرکٹرس اور وزراے سلطنت کمال انصاف سے پیش
آوینگے استمداد وعطیہ اونکے جعد وہمت ونیکنامی دنیا سے کچھ دور نہین اور از راہ جبر صریح
ناحق نامہ پر مہر کرنا صلاح دولت نہین بشرط استقلال اگر قیام رہے بس خیرخواہان دولت ذکور
واناث موافق اپنے حوصلہ فہم وفراست کے مشاانشی اون لوگون کے ہوے جو لسر رشتہ مقدمات
دستور العمل انگریزی سے واقف وماہر بنیکنامی رہے ہون اسی وسیلے سے ہمارا رسوخ اور فائدہ
بھی سرکار سے حاصل ہو چنانچہ دو چار امثال اسکے بیان کیے جاتے ہین۔
حضور عالم نے پہلے حاضر الوقت تاج الدین حسینخان اور احسان حسینخان کو تجویز کیا جو کئی مہینے پیشتر
سے مہمان لکھنو اور مورد عنایات اور محل اعتماد اونکے تھے احسان حسینخان شرفیاب ملازمت
ہوے بادشاہ نے محبت نامہ غیر النیام انکو سنایا اور اوسمین جو ہرج خاطر مبارک مین تھے وہ
بھی ارشاد کیے۔ خان نے اوسے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گذارش تھے مشرعا عرض کیے
اس عرصے مین حکیم ابوالحسن بڑے مشاہیر اور ناموران بنگالہ حضور عالم کے نزدیک معتمد تھے وہ
بھی میر میدان ہوکر ڈاک مین کلکتہ گئے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑاے لیکن کہین قدم نہ ٹھہرا
ناکام پھر آے مرشدآباد کی سرکار مین محیط رہے وہین مر بھی گئے۔
بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر وکلاے عدالت آگرہ وغیرہ جنکو صاحب سکرٹر اعظم سے کچھ
تعارف سابق تھا اور باہم مناسبہ مقرر ہو کر کلکتہ گئے بر وقت ملازمت صاحب سکرٹر سے عرض
کیا مین عبر شاہ اودھ ہون بمجرد سننے اس بات کے صاحب نے بزجر جواب دیا کہ تم بے اطلاع ہمارے
پاس خلاف سر رشتہ چلے آے گو ہمنے تمھین بخیال تعارف سابق بلا لیا تھا جلد ہمارے پاس سے

۱۱ تا دو سال بندوبست جرنیلی نمایند۔
۱۲ بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود۔
۱۳ آنچه مبالغ از عملهٔ وصول گردد تنخواه سپاه داده شود۔
۱۴ جملہ عزیزان و اقربایان بادشاہ خارج الوطن شوند۔
۱۵ از بادشاہ و الاشان صاحب بالاقات تخلیہ نشود دربار عام گردد۔
۱۶ زر از زمینداران و اسامیان وصول کنند۔
۱۷ ضمانتی چکلہ داران گرفتہ آید۔
۱۸ اگر از چکلہ داران زر وصول نشود جایداد چکلہ دار نیلام گردد۔
۱۹ نانکار و سیر زمینداران جملہ ضبط کنند۔
۲۰ ہر انتظام کہ شود درفتہ شود تا بلوہ نگردد۔　آن احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہوا۔

(ترجمہ چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر بسبیل تار برقی)

بادشاہ اودہ واسطے استغاثے کے اور امداد چٹھی راہداری و رسد وغیرہ کے درخواست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے چاہتے ہیں اس باب میں جو ارشاد ہو۔

(جواب صاحبان کلکتہ)

شاہ اودہ کی خاطرداری اور تکریم ہم سب کو بجان و دل منظور ہے اسواسطے چٹھی سرپیچ گورنر جنرل بہادر بنام جمیع صاحبان و کمشنران کلکٹران عملداری کمپنی بہادر کے جاری کی گئی کہ جب بادشاہ اودہ عملداری کمپنی بہادر میں قدم رکھیں تو ہر ایک مجسٹر اپنے عمل میں پیشوائی کرے اور وہاں کی چھاونی میں ۲۱ ضرب توپ سلامی سر ہوں اور وہاں جو کوٹھی سب سے بہتر ہو شاہ اودہ کی استقامت کو مقرر ہو اسیطرح جب کلکتہ کے قریب پہونچیں گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان کے پانچ کوس سے پیشوائی کرکے لاوینگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی میں ہونگی پس شاہ اودہ کو آگاہ کرو کہ مع جلوس شاہی تشریف لائیں ہم سب کی خوشی ہے۔ اسکا نتیجہ بھی برخلاف ہوا یعنے کہیں نہ توپ چلی نہ پیشوائی ہوئی ٭

اور لوگ اب کہتے ہین کہ محاصل ممالک محروسہ ایک کروڑ ۲۲ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۲۰ ایک
یہ حساب کچھ سمجھہ مین نہین آتا۔

اشتہار

محکمہ چیف کمشنر بہادر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۶ء عیسوی
مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ

اکثر اشخاص باشندۂ بیت السلطنت لکھنؤ قطعات اراضی و باغات و گنج و اکمہ و تنخواہ و غیرہ عطیات واقع این شہر سوائے جاید او متعلقہ سیر و نجات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ از آنہا اسناد و سیر و ملک پیش خود داشتہ باشند لہذا اشتہار دادہ می شود کہ جملہ معافیداران اسناد مذکورہ اند اندرون میعاد یک ماہ شہر تاریخ امروزہ بنابر ملاحظہ اینجانب حاضر سازند و بعد انقضائے مدت مذکورہ اگر کسے سندے پیش خواہد آورد دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواہد بود فقط

تفصیل تعدات لبستہ گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل بہادر برائے تعمیل بہ چیف کمشنر بہادر حکم دادہ شد

۱ برائے مصارف بادشاہ پانزدہ لک روپیہ مقرر شود۔
۲ بر تفویض نامہ از بادشاہ مہر کنانیدہ شود۔
۳ اگر بادشاہ و نکنند کیفیت عرضداشتند انہجا حکم آن بعمل خواہد آمد۔
۴ بادشاہ در عرصہ دو ماہ اسباب خود برداشتہ خواہند برد۔
۵ بادشاہ در لکھنؤ و شاہجہان آباد نمانند۔
۶ اگر غریب گو الیار خواہند بیاند بعد کمیٹی حکم دہند۔
۷ و بنا نیکہ ملکگڑہی باشد برائے بادشاہ احتیاج است۔
۸ جملہ اسباب بادشاہ ضبط گردد۔
۹ جملہ اہلکاران شاہی و تعین شوند آنچہ مبلغ معمول شود خواہ سپاہ دادہ شود۔
۱۰ دادن تنخواہ متعلق بادشاہ است بالسرکار سروکار نیست۔۔

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۴	جیامئو	.	[illegible]
۵	سون	.	[illegible]
۶	گوگنین	.	[illegible]
۷	سائر فیض آباد	.	[illegible]
۸	شاہ مئو	.	[illegible]
۹	خاص پور باندہ	.	[illegible]
۱۰	سمر تھہ پور	.	[illegible]
۱۱	کھتولی	.	[illegible]
۱۲	چندوکی	.	[illegible]
۱۳	دوست پور	.	[illegible]
۱۴	باباپور سینا	.	[illegible]
۱۵	بودی بنکر	.	[illegible]
۱۶	دلولی	.	[illegible]
۱۷	جمال پور	.	[illegible]
۱۸	تھو پور خورا	.	[illegible]
۱۹	جاٹ مئو	.	[illegible]
۲۰	پٹی اکرام اشرف	.	[illegible]

اکثر واقفکار سرکار بلکہ وہ لوگ جو دفتر دیوانی و اصلباقی سے واقف ہین اس باب جمع محاصل ممالک محروسہ پر معترض ہین یعنے آخر زمان نیابت نواب امین الدولہ تک ایک کروڑ ۲۲-لاکھ زر نقد داخل خزانہ ہوا اور محاصل وزیر دیوان و عملہ دفتر دیوانی اور کچہری وزارت کے حقوق بذاتہ اسکے سوا تھا اور چکلہ دارونکا محاصل اور راجہ تعلقدارون کی نکاسی اونکے اخراجات سے زائد تھا

نمبر	نام جنگل	پرگنه	جمع
۳	املیا	۰	اما لؤعہ
۴	بونڈری	۰	ملعہ للعہ
۵	وہنہرپور	۰	ما لہ عہ
۶	تلسی پور	۰	لا عہ
۷	پرسن پور	۰	معہ لا عہ
۸	جام پور	۰	مللعہ عہ
۹	وہنالوان	۰	عہ ما للعہ
۱۰	اکوہنہ	۰	لک عہ ما للعہ
۱۱	کرنل گنج	۰	عہ مار معہ
۱۲	اٹا	۰	عہ لا عہ
۱۳	خالصہ ایج	۰	معہ ما معہ
۱۴	فخرپور خسہ پور	۰	عہ امار
۱۵	سائر وجیہہ	۰	معہ ما للعہ
۱۶	بہورگنج	۰	لہ عہ لما معہ
۱۷	کومراکس	۰	لک مللعہ ما لہ عہ
۱۸	سکھا چندہ	۰	دو لک سمہ ما للعہ
۲۹	جنگل	۰	ما امعہ
	قسمت چہارم فیض آباد		جمع معہ لک معہ ما عہ
۱	دلمؤبریلی	۹	دو لک مللعہ مللعہ
۲	سلون	۱۱	سے لک لہ لعہ ما للعہ
۳	سلطان پور	۲۳	عہ لک لہ معہ ما

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۱۴	صفی پور وغیرہ	۴	دو لک [illegible]
۱۵	ڈونڈیہ کھیڑا	۶	لک [illegible]
۱۶	مردلی	٠	[illegible]
۱۷	بھوج پور مراد مئو	٠	[illegible]
۱۸	فتحپور چوراسی	٠	[illegible]
۱۹	پاہو کوریا	٠	[illegible]
۲۰	فتحپور چھوا	٠	[illegible]
۲۱	سمرپہاڑ	٠	[illegible]
۲۲	جگدیس پور	٠	[illegible]
۲۳	سسینڈی	٠	[illegible]
۲۴	سمرہی	٠	[illegible]
۲۵	تولی	٠	[illegible]
۲۶	پٹی بلیہ	٠	[illegible]
۲۷	ادبیا	٠	[illegible]
۲۸	محی الدین پور	٠	[illegible]
۲۹	جملی	٠	[illegible]
۳۰	تترہی	٠	[illegible]
۳۱	بکس	٠	[illegible]
	قسمت سوم بہرائچ مقام صدر		
۱	گونڈہ بہرائچ	٠	لک [illegible]
۲	بہرائچ	٠	لک [illegible]

نمبر	نام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۳۰	ماتا دین سائر محمدی	+	دعہ ما للعہ
۳۱	راجہ پارہ	+	صمہ سالولعہ
۳۲	پیراسن	+	حاعہ
۳۳	بانگر نگرام وغیرہ	+	دو لک لہ لعہ للو معہ
۳۴	اتواپروا	+	لہ عہ لا عہ
۳۵	نصف سری نگر	+	سہ حالو للعہ
	قسمت دوم شہر لکھنؤ خاص		
۱	حیدر گڈھ	۷	دو لک لو صہ مالللعہ
۲	سید پور	۳	یک لک صہ والو معہ
۳	ٹھیہ پروا	۶	سے لک مسہ اما عہ
۴	دریاباد رودولی	۱۰	سے لک دمعہ حاعہ
۵	دیوا وغیرہ	۵	لعہ اا لعہ
۶	بدوسرائے	۱	لو عہ ما عہ
۷	رسول آباد	۲	دو لک مہ لعہ الللو معہ
۸	دیہات لکھنؤ	+	لک الہ لا عہ
۹	گورسہائے گنج	۳	لک الہ لما معہ
۱۰	بدول باغ وغیرہ	+	للعمہ اما معہ
۱۱	رام نگر دہمیڑی	+	لک معہ سامدلہ
۱۲	سلیم پور عرف منصور علی	+	سمہ سالو عہ
۱۳	ہردوئی	۲۰	دعہ اا معہ

نمبر	نام چکلہ	نام پرگنہ	جمع
۹	دیوپلیسہ	+	معہ اما للعہ
۱۰	سانڈی پالی	+	دولک للعہ عار
۱۱	بہرواوغیرہ	+	سمہ عاصہ
۱۲	دوہارہارہ	+	للعہ اما لوبعہ
۱۳	سرہی نگرویل	+	معہ سا تعہ
۱۴	کرواکھیڑا	+	عہ عا معہ
۱۵	تربت سنگھ	+	لہ عہ عا لم عہ
۱۶	پکھورہ	+	اعہ سا عبہ
۱۷	للوری	+	اما تعہ
۱۸	علی مراتب گڈہ	+	عا للعہ
۱۹	بھوانی پرشاد	+	لا اوعہ
۲۰	امیر علی درہی بھا	+	اما عہ
۲۱	پورنچند بدوہسہ	+	الہ لا لعہ
۲۲	کھیریگڈہ کنچن پور	+	لعہ لما
۲۳	متر عیسہ	+	الہ ما للعہ
۲۴	رسول پور	+	الہ نا عہ
۲۵	بودہای وغیرہ	+	الہ ما لمہ
۲۶	شاہ پور	+	عہ ما عہ
۲۷	متولی	+	لعہ عا معہ
۲۸	محمد پور بیکرنا	+	ما تعہ
۲۹	الگاوان		اعہ عا عہ

نواب گورنر جنرل بهادر خلد الله ملکه مورخه امروزه نزد ایشان فرستاده می شود باید که مضامین مندرجه آنرا بگوش از دهان جادادہ و فهمیده نزد دیر طبق تحریر کاربند شوند و در علاقجات نمود ساخته کیفیت تعمیل حکم معلی باتشریح زبان ارسال نمایند فقط۔

حکمنامه دستخطی چیف کمشنر بهادر

بنام کل افسران فوج ملازم سرکار جناب بادشاه اوده

فردا وقت نواخت ده گهنته روز در خصوص تنخواه فوج نوکر سرکار بادشاهی جلسه کمیتی بکوٹهی لفتنت همسن صاحب بهادر قرار یافته لهذا رقمے میگردد که ایشان پیشتر از وقت مذکور آنجا حاضر شوند و یا از دهنیت رائے بخشی و منشی دهر باب دو نوعی مجوز شورش بر خاش نگردید بهر نوع مطمئن و متامل بوده بدانند که هر قدر که زر تنخواه واجبی بعد مجرائے وصول مستحق خواهد از سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بهادر خواهند یافت و مردم جان نثار قابل کار سجال قدیم المنازل که چهل و چهار سال چاکری بوده باشند بعطائے پنشن سرفراز خواهند شد فقط ۱۱ فروری سنه

نقل تحصیل علاقجات گذرانیدهٔ مهاراجه بالکرشن بحضور چیف کمشنر بهادر

نمبر	مقام چکله	نام پرگنه	جمع
۱	بارهی بسوان	۱۱	دو لک [illegible]
۲	سندیله بانگرمو	۱۰	سه لک [illegible]
۳	شاه آباد	-	[illegible]
۴	محمدی	۱۲	دو لک [illegible]
۵	خیرآباد	۲۲	شش لک [illegible]
۶	سرون برکوان	-	[illegible]
۷	رامپور کلان	-	[illegible]
۸	محمودآباد	-	لک [illegible]

عدالت فوجداری۔	آرکپتان ویسٹن صاحب
دواب و توشخانہ۔	آرمیجر بنگ صاحب۔
جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی	ام سی ابا نی صاحب۔

حکمنامہ مہر کچہری خاص سلطان عالم

باسم مہدی حسن خان بہادر تحصیلدار سلون وغیرہ و تعلقداران و مالگذاران و زمینداران و افسران فوج و تھانہ داران و صیغہ داران و سائر رعایاسے قلمرو سرکار ابد اقتدار در ینولا حسب الحکم سرکار کمپنی انگریز بہادر کارگزاران سرکار موصوف برای انتظام قلمرو اودہ مامور شدہ دخل خود خواہند کرد واہند باید کہ پیش اہالیان سرکار رجوع آوردہ بہ تعمیل احکام تحصیل ادای زر مالگذاری و اطاعت رعیت گیری پردازند زنہار مرتکب تمرد و انحراف نشوند و ارباب فوج را می باید کہ بنوعی دیگر ونگہ و فساد ننمایند الا و رباب تدارک اہالی آن سرکار را ہر گونہ اختیار است و ہنگامے کہ با بدولت و اقبال برائے اظہار حال خود و حصول دولت ملازمت بسامی خدمت کثیر الافاضت اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ و گذارش حال بحضور باہر النور جناب فلک قباب ہلال رکاب کیوان بارگاہ خلائق پناہ سلطانیہ عالم و عالمیان ملکہ رفیع الدرجہ انگلستان لازالت شموس سلطنتہا طالعہ و شوارق دولتہا ساطعہ روانہ دار الحکومت کلکتہ و ولایت شویم زنہار ارادہ ہمراہی نسازند۔ ۲۷ جمادی الثانی ۱۲۷۲ ہجری مطابق سنہ جلوس والا۔

حکمنامہ مہر خاص سلطان عالم

بنام افسران فوج تعیناتی و ملکی محالات سلون و نانک پور بہار سے باید کہ آنہا بکار خود مستعد باشند و نوعی فتنہ و فساد نسازند و گدامی بے انتظامی شدن نیاید و تنخواہ آنہا بعد مجرا ئے وصول از سرکار کمپنی انگریز بہادر عنایت خواہد شد احدے از مقام جنبش نسازند

۲۷ جمادی الاول ۱۲۷۲ ہجری سنہ جلوس والا۔

نقل حکمنامہ و قطعات اشتہار حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب نواب اشرف الامرا النواب

ڈپٹی کمشنر

۲ فاربس صاحب۔
۳ کپتان ہنبری صاحب
۴ بائیلو صاحب۔
۵ بنسن صاحب۔
۶ کیلیٹ صاحب۔
۷ لفٹنٹ کلارک صاحب

اسسٹنٹ کمشنر

قسمت چہارم۔ فیض آباد کمشنر وغیرہ

ڈپٹی کمشنر

۱ کرنل گولڈنی صاحب
۲ ولس صاحب۔
۳ کپتان الگزنڈر آر صاحب
۴ کپتان برڈ صاحب۔
۵ لفٹنٹ ریڈ صاحب۔
۶ تھارن بل صاحب۔
۷ گرانٹ صاحب۔
۸ لفٹنٹ اک صاحب
۹ اشرین صاحب۔
۱۰ تھارن برن صاحب مہتمم فیض آباد۔

اسسٹنٹ کمشنر

چیف کمشنر لکھنؤ خاص۔ میجر جنرل سر ہنری لارنس صاحب بہادر کے سی بی چیف کمشنر ملک اودھ اجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر افسر کل۔

سکرٹری دفتر کچہری نظامت۔ آر کوپر صاحب۔

فینینشل کمشنر دفتر دیوانی۔ گبنس صاحب۔

مصاحبان وغیرہ مہاراجان اہل وثائق و پنشن سلطانی و ملٹری سکرٹری

کپتان فلیچ ہیز صاحب۔

تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسہ اودھ

عہدہ	نمبر	نام
قسمت اول ـ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ خیرآباد و محمدی ـ	۱	جی آف کرسٹین صاحب ـ
ڈپٹی کمشنر درجہ اول ـ	۲	تھارن ہیل صاحب ـ
	۳	کپتان مارٹن ازگسٹس صاحب
	۴	کپتان آر صاحب ـ
اسسٹنٹ کمشنر ـ	۵	پیگون صاحب ـ
	۶	لفٹننٹ بلاک صاحب
	۷	لارنس صاحب ـ
	۸	ولیشیئیٹ صاحب
	۹	نشنر صاحب ـ
قسمت دوم لکھنؤ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ ـ	۱	میجر بنیگ صاحب
ڈپٹی کمشنر ـ	۲	سمسن صاحب ـ
	۳	امنوٹر صاحب
	۴	پالک صاحب ـ
اسسٹنٹ کمشنر	۵	کیپر صاحب ـ
	۶	لفٹنٹ بلاک صاحب
	۷	جنکیہ صاحب ـ
	۸	لفٹننٹ اینڈرسن صاحب
	۹	سوائنٹن صاحب ـ
	۱۰	کپتان کارنیگی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ
	۱۱	کپتان دلیسن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جنگی
قسمت سوم بہرائچ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ ـ	۱	ونگفیلڈ صاحب ـ

نفاذ کرین جنگی رفاہیت کے واسطے پچاس برس کے عرصے سے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور تمام و کمال نظم و نسق و بندوبست ممالک اودھ ہمیشہ کے واسطے اپنے اختیار مین کر لیوین - ان دونون صورتون مین سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بلا تامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم و نسق ممالک اودھ بلا شرکت غیرے دوام و مستدام بقبضۂ اختیار کمپنی انگریز بہادر آگیا سب عامل و ناظم و چکلہ دار و جملہ نوکران عدالت و سب اہلکاران جو مالی و ملکی و چہ دیوانی و فوجی وہ سب سپاہیان دربار اور جملہ ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ آئندہ کمپنی انگریز بہادر اہلکارون کی اطاعت و فرمانبرداری کلی کرتے رہین اگر کوئی اہلکار دربار یا جاگیردار و یا زمیندار و یا کوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت و فرمانبرداری سے اغماض کرے اگر کوئی مالگذاری دینے مین عذر کرے یا اور کوئی طرح سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت مین تعرض و مزاحمت پہونچاوے تو شخص مذکور مفسد گنا جایگا اور مفید بھی کیا جایگا اور جاگیر یا آراضی اوسکی ضبط سرکار کیجایگی اور اون لوگون کو جو فورا بلا تعذر تابعداری سرکار کمپنی انگریز بہادر کی قبول کرینگے حامل ہون یا اہالیان دربار یا جاگیردار یا زمیندار یا سکنائے اودھ سب کو وعدہ کیا جاتا ہے کہ وے حفاظت و لحاظ و التفات اہالیان کمپنی انگریز بہادر پاوینگے یا پاتے رہینگے تعیین تعداد مالگذاری از روے انصاف و بندوبست واجبی کے عمل مین آویگا و بتدریج تائید آبادانی اور آسودگی ملک اودھ کے جد و جہد برابر ہوتی رہیگی ہر کسیکو بلا طرفداری احکام عدل گستری ہوتی رہیگی جان و مال کی حفاظت کیجاویگی اور ہر ایک شخص اپنے حقوق ذاتی پر بلا اندیشہ و بلا دست اندازی کسی کے قابض و متصرف رہیگا فقط محررہ شب بارہم جمادی الثانی ۱۲۷۲ ہجری -

جواب اس اشتہار سرکار کے اہل اخبار کلکتہ و آگرہ - و دلی وغیرہ نے انگریزی فارسی اردو مین متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گزر چکے ہین - بس اتنا ہی لکھنا کافی ہے -

اودھ مملکتِ نوشین خسروان در شد



اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر اور زیادہ متحمل ان برائیون اور خرابیون کی نہین ہو سکتی
جنکا بسبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامہ مذکور کی رو سے مضبوطی یا اصل ہوتی ہے اور سرکار زوہ
خبرگیری والیان ملک اودھ کے جسکے باعث سے وہ اقتدار کہ بیخ خرابیون مذکور کا ہے بحال
و برقرار رہین رکھہ سکتے ہے پچاس برس کی تجربہ سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامہ ۱۸۰۱ع نتیج رفاہ و
خیریت سکنہ ہے اودھ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت سکنائے ملک اودھ کی اس
تعدی عظیم سے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسی صورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام
کلی ملک اودھ مستدام سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص
واسطے آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامہ ۱۸۳۷ع مین کہ اس سے
ہر ایک والی اودھ نے انحراف و تجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمام ناجائز و ساقط ہے چنانچہ
واجد علیشاہ بادشاہ اودھ کو واسطے انعقاد ایسے عہدنامہ جدید کے نصیحت کی گئی کہ جسکی رو سے
دوام و مستدام نظم و نسق ملک اودھ کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جاوے کہ حسب
ضروری واسطے بحالی و برقرار رکھنے منزلت و دولت و توقیر شاہ و اقربائے اونکے کے ظہور مین آوے
معہذا شاہ موصوف نے ایسے عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجا کہ شاہ اودھ واجد علیشاہ امثال جملہ والیان پیشین ملک اودھ کے اس میثاق یا دستور عہدنامہ
۱۸۰۱ع کی تعمیل مین سنکر یا سہل انکار یا تغافل ہوا جنکی رو سے اجرا ایسے بندوبست کا اپنے ممالک
مین کہ موجب رفاہ و خیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجا کہ عہدنامہ جب سے یو مین انحراف
ہوا ناجائز و ساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامے سے جو بجائے عہدنامہ سابق
ملحوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ شرائط عہدنامہ سابق جبکہ بحال تھے بہ نسبت مداخلت اہالیان کمپنی
انگریز بہادر ملک اودھ مین نافع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجرائے سررشتہ بندوبست
شائستہ اس ملک مین ممکن نہین ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح ہوتا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز
بہادر کو سوائے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودھ کی رعایا کو ترک کرین اور انکے
ہاتھہ پاؤن باندھ کے معرض ظلم و تعدی مین ڈالدین جو کہ ظاہرا سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بنظر شرائط
نصیحت عہدنامہ مذکور مدت تک روا رکھے یا سرکار موصوف اپنے اقتدار عظیم کو بحق اون لوگون کے

بحالی رعایاے ملک اودہ کے اوس تعدی عظیم و پریشانی سے جو بحالہ حال رعایا کے علی الاتصال
رہی بکمال کوشش متوجہ رہے بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک نے بنظر اسکے
کہ جو جد و جہد واسطے بہتری احوال رعایاے ملک اودہ پیشتر ظہور مین آیا تھا اسکے مزاحمت بالفعل
ہوا جب سررشتہ دربار لکھنو مین اطلاع دی کہ ضرور ہے تمام و کمال انتظام ممالک محروسہ اودہ کو
باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑیگا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک
کی جانب سے ظہور مین آئے اسکو ۵۰ برس کا عرصہ گذرا اکہ لارڈ ہیرڈنگ بہادر نے بذات خود
اعادہ کیا اس زمانے مین والی ملک اودہ کو بڑے اصرار کے ساتھہ سمجھایا گیا کہ آیندہ ایسا ہی
واقعہ وقوع مین آوے یہ بات تمام عالم پر روشن ہو گئی کہ بطور دوستانہ بر وقت مناسب تنبیہ
و آگہی دی گئی مگر بسبب تمردی و نالائقی و یا اصل انکاری وزرا و بادشاہان اودہ کے مواعید
دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کا رائگان ہوا پچاس برس کے عرصے سے زیادہ تک بہ صلاح
بغرض چشم نمائی ہاے غضبانہ مع تنبیہات و اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین
آئے نہین ہے کوئی بھی اصلاح پذیر نہوئی اور رعایاے ملک اودہ بیچاری مایوس عہدنامہ کی
اصل میثاق پر عمل ہوا شاہ اودہ کے وعدہ کی تعمیل نہوے بسبب نالائقی و خیانت و تعدی ضایع
و برباد ہوتی ہے نقطہ ۔ یہ بات تمام ملک مین مشہور ہے کہ شاہ اودہ مثل اکثر والیان مشرقین
ممالک مذکورہ کے اس ملک کے معاملات کے انتظام مین کچھ مداخلت نہین کرتے ہین ۔ تمام
ملک اودہ اختیار حکومت مین یا تو مقرران کمیٹی یا اشخاص جابر و خائن کو جو کار گذاری مین نااہل
و درجہ اعتبار سے ساقط ہین تفویض و با ہے عاملان مالگذاری اپنے علاقجات مین مغروری
کے ساتھہ حکمرانی کر کے رعایا سے بلا لحاظ تعہد صاحب یا مال کے جبراً کوڑی کوڑی پیسے تک مواخذہ کرتے
ہین اکثر افواج شاہ اودہ کے نسبتاً و ربط بسبب بداعمالی بخشیان فوج مشاہرے سے محروم ہین ۔
اور اپنی محنت کیواسطے یہ بات گو گویا لوٹ کے مختار ہین یہانتک کہ سب ملک کی حفاظت کیواسطے
وہی متعین ہین اور سپہ گری جابر اور زند ہوتے ہین غول کے غول ڈاکوؤن کے علاقجات کو غارت
کرتے ہین آئین و عمل کا نام و نشان نہین ہے ہتھیار باندھ کر خانہ جنگی اور خونریزی سامنے آتی ہے
اور کسی جگہ نام ... بھی تو ظلمت جان و مال کی مطلق نہین ہے نقطہ

اشتہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودہ بموجب حکم محکم بندگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کے جاری ہوا مورخہ ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ

بموجب اوس عہدنامے کے جو سنہ ۱۸۰۱ء میں منعقد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے واسطے حفاظت بقیہ ملک اودہ کے ایسے سررشتہ بندوبست کے جاری کرنیکی معرفت اپنے اہلکاروں کے جملہ معاندان درونی و بیرونی سے اپنے ذمے قبول کرکے اور والی اودہ خود ذمہ دار ہوا کہ اسکے باعث سے رفاہ خلائق و حفاظت جان و مال ساکنان ملک اودہ کی حاصل ہوئی چنانچہ ذمہ داری اس عہدنامہ کی رو سے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عائد ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے سے تعمیل اوسکی بعدہ وفائی کی ساتھ علی الاتصال تمام و کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار درمیان عرصہ مذکور کے جنگ و جدال میں متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودہ کی زمین پر کوئی دشمن بیرونی قدم نہ دہرنے پایا اور کسیطرح کا فساد عظیم تخت اودہ کی پائیداری میں خلل انداز نہیں ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودہ کے قریب وحضوری میں حاضرباش رہی اور جب کبھی بہ نسبت اقتدار بادشاہ کے ناحق کسینے دہمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے میں ہرگز دریغ نہیں ہوا باوجود اس معاندہ عظیم و ہمتوار عہدنامہ کے جملہ والیان ملک اودہ کی جانب سے برعکس اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل و تغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجراے ایسے سررشتہ بندوبست کے ظہور میں آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان و مال رعایاے و سکناے ملک اودہ و موجب رفاہ کے ہوئے تاہم وہ گویا دیدہ و دانستہ بطور اپنے رویہ کے اس سے انحراف کرتے رہے بسبب انحراف اس میثاق کے ممکن تہا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکے کہیں پہلے عہدنامہ مذکور کو ناجائز کر دیتی اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودہ کے انکار کرتی معہذا تاحال سرکار کمپنی انگریز بہادر کو اجرا ایسے امورات کے جو محل اختیار و اقتدار ایک دودمان عالیشان کے ہو نتہا لہذا انہوں نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکامات خلاف عدل و انصاف کے ہوں مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی و وداد پر قائم رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر نے

جا بجا پہرون کو بے اسلحہ دیکھ متعجب ہوئے مصلح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ نے آمد و رفت سرکار سے رفع خدشہ صاحبان ملازمین اور رعایائے شہر سے ممانعت ہتھیار باندہنے کی فرمائی ہے اور توپین بھی اسیواسطے چرخ سے گروا دی ہین۔

روز پنجشنبہ ۶ - فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر مین برپا ہوا اور کوچہ و بازار مین رعایا منادی دم صور اسرافیل کی منتظر رہی کوتوال شہر بھی کوٹھی رزیڈنسی مین اسی منادی کو حاضر تھا لیکن منادی موقوف رہی رعایائے شہر خاص بازار سے بیلی گارد تک جمع تھی۔

اس عرصے مین حسب الحکم قضا شیم بادشاہ حسب الطلب رزیڈنٹ پہلے حضور عالم اپنی تجمل سواری سے داخل رزیڈنسی ہوے اور بعد ملاقات صاحب پھر آئے اوسکے بعد مہاراجہ بالکرشن شرف الدولہ غلام رضا خان نعمت الدولہ سید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کوتوال شہر میر ناد حسین مہتمم روضہ اور اہل خدمت مثل بندہ علیخان دیانت الدولہ احسن الدولہ اعظم علی بیگ طالب علی وغیرہ حاضر ہوے ہر ایک حاضر ہوکر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرتا تھا چیف کمشنر ہر ایک کو ہر حساب سکے سپرد کرتے تھے باقی درجہ دوم کے اہلکارون کو حکم ہوا تم ہر ایک کام اپنے متعلق سے ہوشیار رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا ورنہ نارسا ٹھہروگے۔ بعد اسکے یہ سب رخصت ہوے۔

روز جمعہ کپتان وسٹن صاحب کوتوال چبوترہ چوک مین آئے اجلاس کیا عملہ کوتوالی نے موافق طریق ہندوستانی نذرین دکھائین ہر ایک کو انصرام و اہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دریکا نو تمیر حضور عالم واقع چوک مین کچہری مقرر ہوئی اور ایک کمپنی تلنگہ بھی معین ہوئی مرزا علی رضا کوتوال شہر نے بمقتضائے شرافت اور حمیت سپاہ گری اور مدت قدامت نمکخواری سرکار اور انقلاب رنگ زمانہ دیکھ کر چاہا کہ اپنے عہدے سے مستعفی ہوجائین لیکن چیف کمشنر نے بکمال قدر دانی انکا استعفا قبول نکیا بلکہ دو سو روپیہ اضافہ تنخواہ کیے اور شہر کی کسافت دور کرنیکو حکم دیا اور ۲۰ تھانے و سکمان افسر شہر مین تھے دو ہزار سپاہی قدیم و جدید تھے حکم دیا صبح و شام سپاہی طیار رہا کرین اور ہر صبح و شام رپورٹ ہر تھانہ پر کیا کرین۔

نقل اشتہار سرکار جو ہر تھانہ پر لگائی گئی اوسے بھی بضرورت خبرت الناظرین کے داخل کتاب کیا۔

فکر ہوگا کہ یہ آبروریزی خاندان سلطنت کی میری جہت سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ
افاقہ ہوا رزیڈنٹ نے ازراہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ بخدا ہمارا اقارب بھی متحمل نہین ہو سکتا
کہ آپ کو ایسے صدمہ روحانی مین دیکھین جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرمائے
تھے میرے قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہرحال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد کا
حاضر ہے برضا و رغبت اسپر مہر فرمائیے کہ مین نے تفویض ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر
کو کیا اور مشاہرہ مجوزہ بطیب خاطر بلا اکراہ قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر بنسبت
بدعملی و بے انتظامی اور عدم زر تحصیل ہے تفویض ملک مضائقہ نہین ورنہ ازراہ جبر و تعدی
نہین ہو سکتا اسکے بعد رزیڈنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع مثل شاہ منزل مبارک منزل
خورشید منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی دلکشا واسطے سیر و تفریح قبضہ
اختیار آپ مین رہینگے باقی مجموع املاک قدیم و جدید ہمارے اختیار مین رہیگی جنمین عدالت
کچہری قیام حکام ہوگا اور مقدمہ خون املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا۔ آج سے
تین دن تک آپ کو اختیار ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب
شافی دیا صاحب ساکت ہوئے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستخط بلا تھا اوسے دیا بادشاہ نے
فرمایا کہ میری مہر درست ہے لیکن جب مین نے برضامندی مہر کی ہو تو پھر میرے انکار کا کیا
سبب ہے اور جب آپ خود ہر امر جزئی کو بالشافہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا
اور یہ مہلت تین دن کی کیا ضرور ہے آپ کو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا کہ اگر بموجب
ہماری رضامندی کے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور سبب استقلال و بقاے
سلطنت و دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام لکھنؤ بھی دشوار ہو جاے بلکہ نفس آباد
مین سکونت ہو جناب عالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمہاری بدولت ہونی تھی ہو چکی اس سے
بدتر اور کیا ہوگا اب قیام اس شہر اور دوسریکا اور جو چاہو دونون برابر ہین اس سے زیادہ
ہماری آبروریزی کیا ہوگی اور جبر صریح اس سے زیادہ کیا ہوگا کہتے ہین کہ شاید جنرل بہادر
اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب و سوال بالا آرزو تھے بظاہر سبب لرزش پیر سے
سے ظاہر ہوتا تھا بعد اسکے رخصت ہوئے جب در دولت پر پہنچے گاڑی روکے دستی سلامی لی اور

ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچے کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور توپین جہان جہان ہین چرخ
سے گرادیجائین اور در دولت کے سپاہی گارد اور پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام مین داخل
کردین سب سے اسلحہ فقط چوبدستی سے بہرہ ورین یہ اول مرحلہ مرحلہ رفع تردد شہ صاحبان ممدوح ہوا
جس خیال سے نظر باحتیاط دو کمپ انگریزی داخل شہر ہوے اس عرصے مین فوج انگریزی پیلن
گورہ رجمنٹ سوار رسالہ ترکسواران ہندوستانی و گورہ توپخانہ اسپی ۱۲ ضرب توپخانہ ترگاوان
۱۲ نفر سپاہ دو کمپ قریب کربلاے تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ مضرب خیام تھے
فوج کہتی تھی کہ ہم راہ دور دراز سے قوبل مارچ کرتے آئے ہین جانتے تھے کہ اگر نوبت محاربہ آئیگی
تین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہمین معاف ہونے کا حکم ہوا ہے کہ موجب تسکین ہمارے
چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہوگا اور افسران فوج یعنے صاحبان قیصر باغ کو قیصر گڈھ جانتے
تھے وگرنہ اسقدر فوج کا لانا محل عبث تھا مگر ازراہ تقدم بالحفظ اور کیونکر شبہہ ہوتا ہمان فوج
شاہی سواے کثرت رعایا کے پچاس ہزار سے کم نہ تھی سواے مردم سپاہ زمیندار و تعلقدار اور الجمہ
ممالک محروسہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جاتے تھے افسران اہل اسلام ایثار از رہ حمائی
حمیت اسلام بیان کرتے تھے کہ ہمین یقین تھا کہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھ نہ آئے گا اور ہم سب وقت
کارزار شریک ہو جائینگے کسواسطے کہ لکھنؤ چراغ ہندوستان ہے اسکے بجھنے سے سارے
ہندوستان مین اندھیرا ہو جائے گا مگر افسوس ہے کہ یہان سبنے نامردی کی اور اہلکارون نے
بڑی نمکحرامی کی۔

روز دو شنبہ ۴۔ فروری کو رزیڈنٹ و کپتان ہیر جنرل و بابا صاحب کمان افسر فوج بالاتفاق
بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جنرل کا چند مدات کا بہت توضیح سے لکھا ہوا تھا
اور تفصیل مقدمات تاخیر ابتداے مسند نشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت تھی اور بہم
بزرگی وتمکی مین عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ در باب غفلت اور عدم توجہی بادشاہ مندرج
تھے جو سراسر منافی شان و قرب منزلت اولیاے دولت و سلطنت تھے بادشاہ نے اوسے جبتک
بے اختیار ایک آہ دل پر درد سے کھینچ کر دست مبارک جناب کبریا سے کہ فرمایا خداوند ما تو شاہد
حال ہے کہ یہ مجھپر جفا اور جبر صریح ہے اور حیلہ انتظام ہے مراد کمر مجھے چھینا جاتا ہے مین کبھی گوارا

اور یہ تصور نہ فرمائیے کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس اور بے اجازت حکم جنابہ ملکہ معظمہ ایسا امر عظیم از خود کیا ہے اگر وزراے سلطنت آپ کو اجازت ولایت جانے کی دیتے اوسوقت بعد تنقیح کلی البتہ تفویض ملک کا جنابہ ملکہ معظمہ کو اختیار ہے پھر جناب عالیہ نے ارشاد کیا کہ اگر آپ واجد علیشاہ سے ناراض ہیں میرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر حشمت کو وارث سلطنت کیجیے یا مرزا ولیعہد کو اور اجراے امور سلطنت موافق تجویز اور دستور العمل سرکار انگلیشیہ سرکار سے عمل میں آئے یہ انتہاے کلام جناب عالیہ تھا۔

نواب معتمد الدولہ عظمیٰ نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفیٰ اعلیحضرت جنت مکان کے بیٹے کو بٹھائے اگرچہ ہماری غیر جنس ہے کہا اونکی منصوبی سے تمھین کیا فائدہ فرمایا اس نظر سے کہ نام سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب رخصت ہوے اگر سرکار کو قید لیاقت ہوتی تو البتہ کچھہ نہ کچھہ ہو جاتا اور جب لینا ہی منظور ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا بمجرد شہرت ہونے اس خبر وحشت اثر کے محلات معلّے اور تمام شہر مین گھر گھر عجب ماتم برپا ہوا کہ حال شب عاشورا اور روز عاشورہ ہر ایک کے نالہ فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت و ویرانی در و دیوار سے برس رہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سبکو اپنی فلاح اور رفاہ کے جسطرح اونکی توسل اور ملازمت سرکار شاہی سے ہو جاتے تھے اوس سے قطع امید و یاس کلی ہو گئی تھی یہ منشا زیادہ تر اضطراب اور اضطرار کا ہر قلب میں پیدا ہو گیا تھا تین دن تک کسی نے کچھہ نہ کھایا خصوصًا جنرل صاحب کا جو حال رہا بیان سے باہر ہے۔

خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونک کر موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے یا وہ لوگ جو حقیقت مین خیر خواہ سلطنت اور مدت عمر تک جانفشانی و دلسوزی سے کار گذاری ہمہ سرکار مین مصروف رہے تھے بقدر حوصلہ مستعد اسکے چارہ و علاج کے ہو سکے چنانچہ بعض اشخاص مشخصہ اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر نواب منور الدولہ بھی حاضر ہوے اور بتوسط صمصام الدولہ باجازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوے غرض راے خاص و عام و صغیر و کبیر کو فہم و نافہم کی اسپر قرار پائی کہ بادشاہ نے جو مہر رضامندی نامہ پر انکار کیا ہے اوسپر مستقل و قائم رہین اور بنابر رفع مظنہ و شک و شبہہ صاحبان عالیشان اور

کہ اہالیان سرکار نے ۲۲- لاکھ کا ملک بنارس وجونپور غازی پور بموافقت مختار الدولہ بروقت
جلوس نواب آصف الدولہ لیا جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتہ گئے نواب گورنر جنرل
نے بلیب خاطر پھیرنا چاہا لیکن خلاف ہمت سمجھے پھر بنارس مین عہدنامہ جنت آرامگاہ سے
تخفیف ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس منزل سے عہدنامہ لیا مد ششم ہر بالی ۲- لاکھ فوج
کی کنٹنجنٹ مقرر کیے کب کوئی عذر پیش کیا پس بہ لغوق درجہ بدرجہ ناسخ ومنسوخ اہالیان
سرکار نے کیا یا ہمارے آبائے کرام نے۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اوسوقت شریک صحبت تھین ان جلسین سے بہت سے کلمات آشتی ہو مناسب
حال تھے فرمائے کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو ہمارے قبضۂ اختیار مین رہ گیا ہے محض عطیہ عالیہ جناب
ملکہ معظمہ ام اقبالہا نے گورنمنٹ کی ہمت سے اور یہ چھین لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کرین
وزارت سے مرتبہ بادشاہت دین اب بے صدور قصور خلاف شان وشوکت شاہنشاہی
ہے فقط حیلہ غفلت ٹھہرا کر ایسی اہانت وتوہین سے ملک چھین لیوین ہندوستان مین جن
ریاستون مین فتنہ وفساد نوبت جدال وقتال پہونچی تھی اونکا ملک اونکے وارثونکو دیدیا ہے
اور ہمسے باوجود اس اطاعت وفرمانبرداری کے بمدت دوام سے جو ملی ہو یہ بے التفاتی
ظاہر ہوا اگر امور سلطنت مین غفلت اور عدم توجہی نسبت بادشاہ ہے تو آپ نے پہلے بروقت
جلوس امتحان لیاقت وقابلیت کا لیا ہوتا اور اگر نسبت مدار المہام سلطنت ہے پس قصور
نارسائی منتظمان سلطنت سے مواخذہ سیاست اونکے ذمے ہے اسکا آپ کو اختیار ہے کوئی
بھی انتظام اور اصلاح حال کے حیلے سے کسیکا ملک چھین لیتا ہے انصاف سے وہ ہے یا بس
منزلہ تخریب اسکو ہوا ہو جیسا دعا ایتہ باوال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے مین ہوا تھا
ہم اوسے آپ کے حوالے کردین۔

صاحب نے جواب دیا کہ موافقہ ہیچ امور کا صاحب بہادر ہے جناب عالیہ نے فرمایا کہ جب
آپ یا نواب گورنر جنرل ہو ... فرماوین تو اوسوقت ہم اپنے ... جناب ملکہ معظمہ ام اقبالہا
سے کرین اور یہ تاج وعبا سے ... خالیہ سے جیسے ہم اپنا ... امانت
... جواب دیا کہ ... نواب گورنر جنرل کو ... نہین

صاحب ممدوح کو مدار المہام سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نادرست سے برابر بیگانہ سمجھی
نسمجھے بلکہ اوسکے خلاف مین کوشش بیفایدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس پچاس برس کے
جو جنت آرامگاہ کے عہد دولت سے آج تک ہوے وہ سب منسوخ ہوے کسواسطے کہ جب تعمیل
اونکے خلاف ہوئی ہمنے بتامل و تساہل مین ملتوی رکھا لہذا عہد نامہ جدید بمدد ات چند کا ہے
حضرت اپنی استرضا سے خاطر مبارک سے بلا اکراہ و اجبار مہر خاص عزین فرماتے ہین کہ مدت دوام
تک بقاے دولتین مین کسیطرح کا خلاف واقع نہوگا اور طریق رابطہ اتحاد قدیم و رسوم مراتب
ملاقات و دستور تعظیم و تکریم بالاتر ایام سابقہ سے طرفین سے عمل مین آئیگا جو موجب خوشنودی خاطر
اقدس اور مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور درصورت نارضامندی اور نامنظوری و ناگواری خاطر
ہمایون اس بات خاص مین موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا —
جب بادشاہ نے یہ پیام غیر التیام ستا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ مین ایسے جبر و ظلم صریح پر ہرگز
راضی نہونگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کرون اگر کمال غفلت امور مرجوعہ سلطنت
مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اس صورت مین اوسکی اصلاح اونکے تبدل تغیر سے
ممکن ہے نہ یہ کہ اسی لطائف الحیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ اور معطلی و بیدخلی محض وارث سلطنت
ہے او جاے نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آباے کرام کا جو مدت دوام
سے ملکون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب میرے زمانے پر منحصر رکھا تھا موافق معاہدے جو سرکارین میں
ہوے ہین کیونکر ہم اسکے اونکے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آباے کرام نے کبھی عہد شکنی نہین کی
کسواسطے کہ ہر عہد سلطنت مین جسطرح عہدنامہ کو خاطر اہالیان عالیشان ہوا ہر امر نامہ کو جب
چاہا منسوخ کر کے دوسرا داخل کیا ہمارے آباے کرام نے اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور
کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامے کے تبدل و تغیر کی نہین کی بہرحال تابع مرضی صاحبان ممدوح
رہی اور ہر وقت مہمات اعانت فوج روپیہ اسباب سامان ضروریات سے مضایقہ
نہین کیا اور آپ نے نقصان لکھہا روپیہ کا گوارا کیا کبھی اوسکی شکایت نہین کی اور بعض اقربا اور رعایا
نے سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اوسکیواسطے اپنے حلم و بردباری سے آپکی
خوشی اور مرکوز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توضیح بعد معرکہ بکسر جو تحریر نواب شجاع الدولہ سے ہوئی ظاہر ہے

۱۲- لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ عملہ شاگرد پیشہ مجموع پندرہ لاکھ مقرر
فرمایا ہے اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ
موافق دستور سرکار کمپنی بہادر ہوگا محبت نامہ بھی انھیں احکام کا بادشاہ کو بھیجینگے کا اور یہ
عہدنامہ جدید مجوزہ نواب محتشم الیہ ہے چاہیے کہ اسپر بادشاہ اپنی بکمال رضامندی سے
فرمائیں اور اس بات مین تمہاری بڑی خیرخواہی سرکار مین ہوگی کس واسطے کہ تمھیں دخل
نکلی مزاج بادشاہ مین ہے اسکے عوض دس لاکھ روپیے کی جاگیر سالانہ نقد یا بدستور تعینہ بہرحال
نسلاً بعد نسل تمہارے واسطے ملیگی وگرنہ بصورت خلاف مجرم سرکار ہوگے فقط

بعد زوال شمسی جس سے نیر اقبال سلطنت بزوال آیا دستور معظم نے بیعت کی لیکن سراسیمہ
پریشان حال ہوکر حقیقت حال شروع تا بادشاہ عرض کی اور نشیب و فراز بہت سا سمجھایا مقربان
خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بخوف حضور عالم بھی بصلاح بقائے دولت عرض کی لیکن مہاراج
نے اصل مطلب کا رقعہ نامہ لکھکر نظر انور مین گذرانا اس عرصے مین جناب عالیہ جنرل صاحب بہادر
سکے بھائی رونق افروز ہوے ارکان دولت و مخبران درون آہستہ سے خوب واقف ہوے
کلمات پرغضب درد دل سے ارشاد کیے اور اس [illegible]

روز جمعہ وقت عصر رزیڈنٹ تشریف لائے احکام صدر [illegible] فرمایا کہ نواب گورنر جنرل بہادر
بحکام صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس بابت وزیر اعظم سلطنت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا انظر
باتحاد و روابط قدیم اس خاندان عالیشان کی زوال سلطنت و خیرخواہی سے مشاہرہ مذکورہ با
مقرر فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام بندوبست ممالک [illegible] بذات خود گوارا کیا ہے
بہر صورت پرورش رعایا اور آبادی ممالک اور [illegible] اور دولتخواہی اور خیراندیشی
سرکار مرکز خاطر مبارک ہے اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہوکر شب و روز اپنے
عیش و عشرت مین بسر فرمائیں اور انعامات شرط ہے کہ بادشاہ ولی عہد [illegible]
کا [illegible] لاکھ روپیہ [illegible] آپ کے واسطے [illegible] سمجھکر مقرر فرمایا ہے اور اب کوئی [illegible]
[illegible] باقی نہین رہا [illegible] اپنی مدت [illegible]
[illegible] سمجھا [illegible] لیکن ایسی [illegible]

جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا انتزاع ملک کا ہونا کانپور مین فوج کا آنا اور غفلت زدگان سلطنت وغیرہ سوانحات یادگار زمانہ

۳۰ ماہ جنوری روز چہارشنبہ ۱۸۵۶ عیسوی مطابق ۲۱ جمادی الاول ۱۲۷۲ ہجری کپتان ہیز صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو تا کہ چار باغ تک گئے توپ سلامی کی چلی بعد زوال شمسی حضور عالم باطمینان کلی استقبال کو تشریف فرما ہوئے اوسوقت تک کسیطرح کا کھٹکا و وسوسہ بلکہ گمان بھی پیرامون خاطر نہ تھا اور جو کچھ افواہ خلائق یا دوستان دور و دراز سے سنتے تھے اوسے زٹل افسانہ بازاری جانتے تھے ہر چند متواتر تجار بھی اور عملہ انگریزی نے بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہ خبر پہنچائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز ہالیان بالبداہۃ بیان کی اور اسکی صورت اصلاح امکانی بھی بتائی بے طمع غرض نفسانی گویا سبتہ شہر لیکن ان سب کو لغو و مہمل سمجھے اور اگر کسینے مقربان بادشاہ سے کہا مثل خواب پریشان سمجھ کر اوڑا دیا غرض ۴ بجے جنرل صاحب داخل رزیڈنسی ہوئے پھر سلامی توپ ہوئی اوسوقت صاحب نے حضور عالم سے کہا کل ۱۰ بجے ہمارے پاس آؤ اور احکام نواب گورنر جنرل تمہین سنائینگے اور فوج سرکاری بانتظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو باہتمام رسد کو روانہ کرو۔ ایک اور تازہ امر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کانپور مین مشہور اور زبانزد خاص و عام ہوا بادشاہ نے صاحب سے سلطنت سے اسباب خاص مین پوچھا جوابدیا کہ راجہ نیپال لاکھ آدمیون سے اپنے مقام پرستش کو جاتا ہے اوسکے اہتمام کو فوج سرکار جمع ہوئی ہے لیکن آپ تشفی رعایا کو اشتہار جلد فرمائین کہ مطلقہ فوج کا دل سے جاتا رہے اور درصورت قصور خلاف مجرم سرکار ہوگا اور نیازمند بھی صاحب مجسٹریٹ کانپور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض اوسیوقت حسب الحکم راجہ بجے لال سنگھ باہتمام رسد کو روانہ ہوئے۔

پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوئے معلوم نہین تمام رات کس خراب خیال مین کٹی اب ہجوم افکار پیش پا افتادہ خاطر اقدس مین گذری وقت خاص پر صاحب کے پاس حاضر ہوئے فرمایا نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس یعنی امنائے کمپنی بہادر

بیان کیا ۱۱۳ آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہین اور ایک عجیب امر یہ ہے کہ مجروح خوف جان سے آٹھ یا دس کوس تک بھاگے مردان راجہ شیر بہادر سنگہ نے بحکم کپتان بارلو صاحب سب ۹۰ سو مجروحون مفرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کوتوال لشکر بہزار خرابی اپنے گھر پہونچے۔

مادہ تاریخ اور قصائد منظوم اس معرکے کے بہت سے کہے گئے بعد طبع سارے ہندوستان مین مشہور ہوئے ازانجملہ بلغ العلی بکمالہ رسولی مین ایک مجذوب سے مقتولین کے باب مین پوچھا اوسنے جواب دیا وانہ علی ذالک لشہید ۱۲۷۱ ہوتے ہین۔

فوج سلطانی کے مجموع مقتول و مجروح ۱۲۵ آدمی۔

میر محمد حسن خان ناظم بہرایچ واسطے اصلاح حال مولوی صاحب نواب محسن الدولہ بہادر کے بلیرت سے ہوے تھے کس واسطے کہ زمین حیات مولوی صاحب مین اکثر متکفل ضروریات ہوتے تھے مولوی صاحب نے اونسے کہا کہ حضرات کا رستہ تیسرا ہو آپ میرے ہمراہیون کے متکفل اخراجات ضروری رہیے کیا مضائقہ مین توقف کرونگا مگر یہ یار لوبا بلغا انت الجبل الثانا منظور تھا ایفائے وعدہ کون کرتا اور اونکے خاطر جمع بصورت اچکے تھے انجام کار پر کون نظر کرتا ناظرین چشم بصیرت سے اپنے سوانحات کو دیکھیں اسکا انجام بھی سب نے دیکھا جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفعل کیا یہ شعر نکلا مزد ہی کہ ... نا اوق پر وانہ شمع را چندان امان نداد کہ شب را سحر کند۔ اور زمین مخبری کر رہے تھے کہ مولوی کو ساودھ سے تیغ کیا تو سلطنت مل جاویگی۔ تاریخ قتل خود مولوی صاحب شہید۔

... سا گر زمان ... خبیث ... شدہ تاریخ قتل ... سر ... کفن ...

نقشہ ...

خبر ہوئی حکم کیا یہان کیون سر کو لائے اب چاہتے ہو لکھنؤ مین بھی کوئی ہنگامہ برپا ہو وہ تلنگے
اور شتر سوار لیکر آئے تھے حکم ہوا کہ اس سر کو دھڑ کے ساتھ جاکر بعد ملاحظہ کرا کے بڑے صاحب کے
دفن کردو یہ ڈرے کہ اگر پھیر کر لیجاوینگے مبادا کوئی مجاہدین اسے دیکھکر چھین لے اور
ہمین مار ڈالے بڑے صاحب کو ملاحظہ کراکے معلوم نہین کہان سر کو پھینک سیدہے بارلو کے
پاس چلے گئے اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولویصاحب متواتر کہتے تھے کہ مین نے سر راہ خدا مین
دیا ہے پھر اونکا سر جسم سے کیونکر ملکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علما نے ایسے
مشاہد مشتبہ سے مقام سکوت اختیار کیا تاکسی مذہب کو دخل نہ ہو یا کسواسطے کہ شہید نے اونکے مقام وحدت
پر نظر کی نہ کثرت پر۔ والعلم عند اللہ۔

الغرض تلنگون نے اسلحہ حرب لباس مقتولین سے اوتار کر آپسمین تقسیم کر لیا تین کوس وہان سے
محمد پور تھا جاکر مقام کیا مقتولین کی نعش اوسیطرح خاک وخون مین غلطان چھوڑ دی نصف روز
چہارشنبہ سے تا دوپہر پنجشنبہ یہی صورت رہی کسی درندہ صحرائی نے اونکی نعش کو نہ کھایا برخلاف
اسکے بعض نعش ہنود جو علیحدہ پڑی تھین اونھین درندے کھا گئے اس حال کو اکثرون نے بچشم
ملاحظہ کیا ہے اس لیے بےتکلف نہین لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا کہ انکی بیکس نعش کو دون اور
سیارون نے بھی نچھوڑی آخر زمیندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہو کر آئے محض
خوف خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے نیچے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے مولویصاحب
کی پہلو مین اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز مین مولویصاحب کے ہاتھ پر گر پڑا تھا
باقی اور مقتولین کو گڑہا کھودکر پیوند زمین کر دیا اسکے سوا جہان جسکی نعش متفرق پڑی تھی اوسے
وہین دفن کر دیا۔

ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس معرکے کے جب زمیندار وہان کے ایک گیہون کی کھیت کو
کاٹتے تھے اوسمین ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوق اوسکے
ہاتھ مین ہے لیکن گولی سے اوسکا کام تمام ہو چکا ہے اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر
جمع ہوئے تماشائے قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہین دفن کر دیا نواب جعفر علیخان مرحوم فیض آباد
سے آتے تھے راہ مین یہ ہنگامہ دیکھکر آئے اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مولف کتاب سے

اس عرصے مین مولویصاحب آٹھ کوس حیات گنج مین پہونچے، زوال شمسی قریب تھا ایک باغ
مین جانب شمال ٹھہرے منظور تھا کہ بعد فریضۂ ظہر ردولی مین کوس ہے وہان چلکر رہین گے
جتنے غازی تھے وہ مورچال ایک ایک ردولی کو چلا شاہی فوج جانب دریاباد اور سدراہ
کمپنی گلابی جوار کے کھیت مین بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے سرے پر جمی اتفاقاً کئی
تلنگے اپنی قطار سے بڑھ کر راہ پر کھڑے ہوے تاکہ مجاہدین جو ردولی کو جاتے تھے منع کرین
اور کپتان بارلو نے خود مولویصاحب کے پاس آکے کہا کہ مولویصاحب خلاف حکم بادشاہ
و منشاے صاحب رزیڈنٹ بہادر آپ کو آگے جانا مناسب نہین ہے اپنی جماعت کو منع کیجیے
اور آپ کو بھی مناسب ہے کہ اس عزیمت سے باز رہیے ورنہ ہمکو حکم ممانعت کا ہے مولویصاحب نے
کپتان بارلو صاحب کو جھڑک کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہادی مارڈالیگا۔
کپتان بارلو گھبرا کے بھاگکے اپنی فوج مین آئے اور حکم دیا کہ آگے بڑہین تو خالی توپ اول داغو
کہ بھیڑ چھٹ جاوین اور مجاہدین گولیان مارنے لگے لیکن اسّی آدمی مجاہدین نے جوار کے کھیت سے
نکلکر دفعۃً توپ پر جا پڑے بند کر دی۔ ہر چند ہر طرف سے گولیان برس رہی تھین مگر مجاہدین
دل کھولکر تلوار سے خوب لڑے اور انکے غول سے صداے تکبیر بلند تھی کچھ خیال گولیونکا نکرتے
تھے جب یہ صورت ہوئی بارلو آگاہ ہو گئے اور گلابی نے پیچھے سے آکر ماری غرض نیم ساعت
مین یہ سب خاک مین مل گئے اور تین توپین نالی جانب غرب سے چلین کہ جو نرا ہوے۔
مولویصاحب اوس باغ مین ۷ یا ۱۰ آدمی سے اپنے جہاد سے پر مشغول نماز تھے تلنگون نے دور سے
جمعیت لوگون کی دیکھ کر دفعۃً ایک توپ ماری عامہ تخت سے لگ کر بڑا شور ہوا میرنا زیون
کے گرا ہیے اسکے تلنگے یورش کر کے گولیان برسانے لگے دوسری طرف سے ابراہیم بادشاہ
کو مدہ کے تعلق دار آچ ہیں سب کا کام تمام کیا ہار کے اور جگیاون کو تاراج کر کے تلوار ان سے تمام
کیا مولویصاحب اپنے جماعت پر ہوئی قیامت گزر رہا ابتدا سے یہی اونکی دعا تھی کہ مین کسی مسلمان
کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن خدا نے اونکی دعا مستجاب کی باقی غازی گرد اونکی نعش کے پڑے تھے۔
مثل بنات النعش تلنگون نے دو شکر بارلو سے کہا کہ مجاہدین کا کام تمام کیا ایک تلنگا مولویصاحب کا
سر کاٹ کر لایا بارلو نے اوسیوقت انداد فخر و فیروز ہی سمجھکر روانہ سرکار کیا جب حضور عالم کو یہ

تحریر کیا مولویصاحب کو پہونچی لیکن اوسسے خلاف نفس الامر بہت سے بانیان اعلام نے کوئی فتوی تصریح حکم سرکار سے دستخط نکیا بلکہ یہ جواب دیا کہ ایک شخص بلا غرض نفسانی ترویج توہین اسلام پر کمر باندھی ہے اور تن بکف دیا ہے سراسر اوسکے حق بجانب ہے کیونکر شرالاً امثال نصرۃ دین اعزاز احمدی بخوف حاکم لکہوں لیکن مقام حیرت یہ ہے کہ تمام ہندوستان میں لکھنؤ دار المومنین مشہور ہے ایک شخص مسکین ضعیف و نحیف نے ہمت مردانگی کی ہے مقام عبرت ہے علماے فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوے اس امر پر حاکم وقت کو اپنے شہر مین ہر وسیلے کا اختیار ہے کبھی ہم فتوی قتل اس شخص کا ندینگے مولوی محمد جعفر کے تو اسنے بھی فتوے دستخط کیا علماے ظاہر اہل سنت مثل مولوی حسین احمد غلام جیلانی وکیل عدالت انگریزی مولوی محمد یوسف مولوی فضل حق خیر آبادی مولوی محمد سعد اللہ بحد حج تا تہ کہ بہ سنت مشرف ہو کر آئے تھے اور بعض علماے گمنام نے بھی بعض طمع دنیا بخوف حاکم حکم فتوی قتل عبارات مختلفہ سے رنگین کرکے دیا اور بعض علماے شاہجہان آباد نے بھی ایسی حجت و برہان سے لکھا یعنے جب اہل اسلام قلیل ہوں اور غلبہ کفار ہو اوسوقت خلاف حکم اولے الامر یعنے حاکم وقت صاحبان عالیشان یا اہل اسلام جو اونکے اختیار مین ہوں جہاد حرام ہے پس جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاغی باغی ہے سراج الدینخان کمیدان بھی بحکم سرکار فہمائش کو گئے اونکے کہنے سے کچھہ لوگ بریلی و رامپور ومیلی ہیبت کے بزدل ہو کر اپنے گھر چلے گئے اونھین بقدر ضرورت کچھہ زاد راہ بھی دیا اور کچھہ لوگ افغان ولایتی کو ہی بجبر و شنیدن فتوے کے اوٹھہ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہو کر قریب چھہ سو کے تن بمرگ دیکر رہ گئے انتر فاقی ہونے لگے سوت سبکی نظر مین تھی پچاس روپیہ یومیہ نوابعلیخان راجہ محمود آباد اپنے پاس سے اور پچاس روپیہ روز حسین علی انکے کارندے بسبیل کرا کے کفالت مجاہدین کو دیتے تھے میر عباس ہمشیرزادہ میر گجان نامے سپر ایک مشہور شہر کوتوال لشکر تھے انکی معرفت تقسیم ہوتا ہے

غرض ۲۶ تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ مطابق ۷ - نومبر ۱۸۵۵ء عیسوی مطابق ۱۳ - ماہ کاتک ۱۲۶۳ فصلی مولویصاحب نے نماز صبح بجماعت پڑھی اور روانہ محمد پور ہوے اوسوقت تقریباً تین سو آدمی سے زیادہ ہمراہ تھے باقی شتر قطار ایک بعد ایک کے متفرق ہو کر چلے بعد ایک ساعت کے کپتان بارلو کو یہ خبر پہونچی چار کمپنی دو توپ لیکر پیچھا کیا اور ۲ - کمپنی گلابی حاجی مرزا حسین علی تیار ہوے

جب مولویصاحب مسجد عیدگاہ مین تھے نماز جمعہ مین ہزارون آدمی مع افسران فوجی پیچھے نماز پڑھتے تھے جب نماز پڑھ کر اپنے لشکر مین آتے تھے کرنیل پر باندھتے تھے جب اس حال کا پرچہ اخبار سرکار مین گذرا حکم ہوا آب ودانہ رسد غلہ مجاہدین پر بند کرو کہ انپر عرصہ تنگ ہو جاے مولویصاحب نے ازراہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے دو ثقل بزرگ اپنی امت مین چھوڑے ایک عترۃ طاہرہ دوسرے کلام اللہ عترت پر وہ حال گذرا جو پیدا کیا اب فقط کلام خدا باقی رہا تھا اوسکا کفار کے ہاتھ سے اوسی کے گھر مین یہ صورت گذری بہت تعجب ہے کہ ایسے عہد معدلت مین اسکا انتظام نہو سکے اس بندہ مسکین نے حسبتہ للہ کمر باندھی ہے اوسکی عقوبت میری مستحق ایسی پاداش کا ہو اگر حیث ہے کہ ارکان دولت نے اپنی طمع نفسانی سے یہ عرضداشت نظر انور مین نہ گذرانی کسواسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوتے۔

جب مجاہدین پر رسد بند ہوئی کئی فاقے گذرے اس کردی پر بہت سے خارج ہو گئے ناچار ہو کر مولویصاحب نے شیخ حسین علی اپنے بھائی سے کہا الحمد للہ کہ تمنے اور تمھاری فوج نے مثل دہقان سابق کئی برس کے بعد آب ودانہ بند کیا ہے جزاک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھسے کبھی نہ ہوگا اوسیوقت غلہ وغیرہ ضروریات چھکڑے وغیرہ بار کرکے بھجوایا اور بہت سی برادرانہ دلجوئی کی جب کثرت لوگونکی بڑھی مولویصاحب بخوف گرفتاری شریک نماز نہوتے تھے اسکا بھی غم بازون سے کچھ عجب تھا تین آدمی محافظت کو ہر وقت تلوارین کھینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس نجانے دیتے تھے سوا شیخ حسین علی کے یا کبھی نہور خان جایا کرتے تھے ایکدن شیخ حسین علی نے بعد بہت سی منت وفہمایش کے کمر سے تلوار نکال کر مولویصاحب کو دی اور پانون پر سر رکھکر کہا کاشکے مجھے آپ اسوقت جان سے مار ڈالے بہت سی آفتون سے بچونگا الا اپنی ہین کو بانڈہ دیکھہ سکونگا پھر شیخ حسین علی نے اور حضور عالم سے عرض حال کیا ارشاد ہوا بہر صورت اس فتنہ وفساد کو بند کرنا چاہیے اب خوف زوال سلطنت ہے اور بناے مسجد بسہولت وقت مناسب مین ہو جائیگی مولویصاحب ایسے اقوال سرکار کو بے اصل وبے فروغ سمجھے کہ جب اسنے ایفاے وعدہ نہو سکا تو اسنے بناے مسجد کبھی نہو سکے گی اور نہ فرصت مناسب ہاتھہ آئے گا۔

اسی عرصے مین مسٹر کمپ اشاہ او نیما نشین خضور عالم سے سلطان العلما نے بھی اسباب مین کچھہ

چنانچہ بندہ مولف کے بھائی کی پلٹن متعین فیض آباد ہو چکی تھی عملداری مرزا بندہ احمد مرحوم میں وہ بھی کہتے تھے کہ ہمنے اوس مسجد کو دیکھا اور جب ہم گڈھی میں گئے مہنت نے ہمیں مٹھائی دی ہے خلاصہ مولویصاحب بعد اس عہد و عدہ شکنی کے مایوس ہو کے چار و ناچار مستعد مرگ ہو کر وہان سے بانسہ میں کوچ کر گئے اور وہان سے پھر دریاباد و باغ عیدگاہ میں مقام کیا۔

حسب الحکم سرکار ۵ ضرب توپ فوج تلنگہ و نجیب مع افسران اہل اسلام کپتان بارلو صاحب وحاجی مرزا حسین علی کمیدان پلٹن گلابی یہ سب روانہ ہوئے اور حکم محکم ہوا کہ زنہار مولویصاحب کو آگے نہ بڑھنے دینا اور رزیڈنٹ سے متواتر پرچہ پیام آنے لگے کہ جلد انسداد اس فتنہ کا کرو۔ اور حریفوں اور چاشت خوروں نے بادشاہ سے نسبت خلاف مولویصاحب کی باتین اپنی بچاؤ کی بنا بنا کے کہنی شروع کین اور ادہر حضور عالم سے خائف تھے اور متفق تھے اور اپنی جیب طمع بھر چکے تھے پھر کیونکر صاف صاف خدا سے ڈر کر عرض کرتے غرض چند روز تک مولویصاحب وہین رہے اس عرصے میں وہ مولوی جو سند لیے ہین محرک جہاد و غدا ہوئے تھے حسب الحکم حضور عالم متفق ہو کر فہمائش کو آئے چاہا کہ مجاہدین کو مرتد کرین اور مسجد عیدگاہ میں گھل گول باتین خوف حاکم وقت و خوف جان و آبرو از راہ مغالطہ بیان کین جاہل یہ سنکر سب سے پہلے بگڑے کہ واہ مولویو تم سب اہل دنیا ہو کل تمنے ہمکو آمادہ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے ہمین مرتد کرتے ہو اب ہمین فریب ندو یہ فضیلت مال دنیا جاہون کے ہاتھ سے جاتی رہیگی یہ سنکر عوام سے ڈر کر چپکے چلے آئے۔

پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولویصاحب میں نقارہ کوچ ہوا سب نے کمر باندھی ہتھیار لگا لیے۔ فوج شاہی بھی ادہر طیار ہوئی توپون میں چھرّہ و دیگر مہتاب روشن کی لیکن کسی کی جرات سامنے آنیکی نہ پڑی پھاٹک حصار دریاباد بند کر دیا تھا مولویصاحب نے جب اپنے مجاہدین کے رعب سے پھاٹک کھلوا دیا وہان سے کنار قصبہ مقابل بنگلہ ڈاک مولویصاحب نے مقام کیا سات دن تک وہین رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہا مقام اول میں قلت پانی اور کثرت عفونت ہو گئی تھی اس جہت سے مقام ثانی اختیار کیا۔

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب شاہ جمجاہ کے پاس آئے شر و شگا بیان کیا کہ ہندوستان مین درمیان ہندو مسلمان کے فساد عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مبادا نوبت کشت و خون کی پہونچے ہزارہا بندگان خدا کا ناحق خون ہو جاوے اہالیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب و لازم ہے مولوی امیر علی بانی مبانی ایسے شر و فساد کا ہوا ہے اوسے سزاے قرار واقعی دینا چاہیے اوسے لکھنو سے کہیں جانے دینا یا قید کرنا مناسب ہے حضور عالم نے عرض کیا کہ مین نے اُمناے مہنت کو بلوایا ہے کہ وہ دربار پر حاضر ہون صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آوین بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپنے کہا ہماری رعیت نہیں ہین پھر کیا سبب نہ حاضر ہونے کا اسکا جواب نہ دیکر رخصت ہوے۔

امر عجیب یہ ہے کہ اسی ہنگامہ مین ایکدن کپتان ہیر صاحب نے صحت الدولہ متوسط شاہی سے کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے خونریزی نہونے پاوے ورنہ سلطنت پر آفت آجاویگی چنانچہ بعد اس معرکے کے جب صحت الدولہ کے پاس آئے کہا تم ہمارا پیام بادشاہ و وزیر سے جا کر کہدو واصل بر درشاہی رسید جب یہ تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمین حکم ہے ہین حسب الحکم شاہی بعض موکل گڈھی مذکور رایہ مانسنگاہ کپتان بارلو صاحب کی ضمانت سے در دولت پر حاضر ہوے حضور عالم نے اونہین اپنا مہمان کیا آخر بیخبر اور کوتاہ اندیشون نے بطمع دنیا اپنا کام کیا اور اونہین بسلامت سرکار سے رخصت کروا دیا اور ظاہر اپنے بچاؤ کی باتین لاطائل زہی تراشین اور بادشاہ سے باتفاق ہمزبان ہوکر عرض کیا اور یہ پیام مشروحاً رزیڈنٹ کو بھیجا کہ بناے مسجد ہنومان گڈھی مین کسیطرح ثابت و تحقیق نہین ہوتی بعد مدارج تفہیم ہر طائفہ فریقین کو خلاف بجا آوری حکم محکم بروقت سرکشی متمردی سزاے اعمال دیے جاوینگی صاحب رزیڈنٹ نے یہ حال مصدر کو رپورٹ کیا اور جواب پرچہ پیام یہ بھیجا کہ اہالیان سرکار نے اسباب مین حق انصاف ادا کیا اور ہرگز رعایت مذہب و ملت نہ کی عدل و انصاف حاکم وقت کو بھی چاہیے اور اس مدت حکومت مین کبھی ایسا امر واجبی اور مناسب حال جیسا کہ چاہیے سرزد نہین ہوا۔

پس اس پرچہ پیام نے ناتمام کردیا نافہمون نے چاہا کہ کسی حیل و فریب سے یہ امر لیت و لعل مین رہجاے مگر جار و ناچار خود بند کردیا تحقیقات مسجد مولوی صاحب بھی تمام ہوئی بناے تعمیر مسجد بر تقویت مندر کہ بناے مسجد بموجب کیفیت مرسلہ اور مشاہدہ و اکثر ثقات سے ثابت و متحقق ہو چکی تھی

بلکہ

کرین لیکن مولویصاحب نے خلعت نہ لیا اور جہاد سے ہاتھہ نہ اوٹھایا بلکہ بہت بے لطف گفتگو ہوئی کہ باعث ملال خاطر ہوا بلکہ ازراہ مآل اندیشی چاہا کہ انھین قید کر لیجیے تاکہ طول فساد نہونے پاوے منشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو پہلے مین گلا کاٹ کر مرجاؤنگا آخر اوسی شب کو مولویصاحب کو بسلامت اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلجانا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے مولویصاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریباً ۲۰۰ آدمی مجاہدین سے روانہ ہوے راہ مین ایک فقیر آزاد نے مولویصاحب سے کہا کہ زنہار نجاؤ لامحالہ مارے جاؤگے مولویصاحب اس الہام غیبی سے کچھہ خبر نہوے جب سرکار مین یہ خبر پہونچی میر صفدر علی کار بردہ اہتمام الدولہ حیدر حسینخان اور تہورخان کو حضور عالم نے مع فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جاکر انسداد فتنہ و فساد کرین مگر پہلے نرمی و آشتی سمجھانا اوسکے بعد تجدید۔ چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہورخان معرکہ اختتام تک واسطہ سوال وجواب رہے اور کوئی دقیقہ فہمائش کچھوڑا آخر بسبب قریب ہونے عشرہ محرم کے بعد عہد و میثاق وعدہ ایک مہینے کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین نہجاے تو پھر آپکو اختیار ہے مگر تہورخان نے اپنی جوشش ایمان سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اوسوقت ہم بھی آپکے شریک جہاد ہونگے کسواسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھون نے وعدہ فرمایا ہے مطمئن ہین چنانچہ ۲۵ تاریخ روز مباہلہ ذیحجہ ۱۲۷۴ سے محرم ۲۵ ۱۲۷۱ھ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولویصاحب اس مدت معینہ تک سہالی علاقہ راجہ نواب علیخان مین رہے ہر روز سومن غلہ اور تھوڑا خرچ ضروری ملتا رہا اس عرصے مین جب یہ خبر دور دراز شہرون مین پہونچی نام جہاد سنکر غافل جاہل بسائل ز فکر بے روزگار فاقہ کش آوارہ وطن لوگ شریک مجاہدین ہوے تقریباً جمعیت دو ہزار کی ہوگئی رامپور ریلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوے اور کئی سو افغان ولایتی قندہاری کوہی دشتی لباس سیاہ پہنے آئے علیحدہ سب سے اوترے چند روز مین رنگ بیرنگ دیکھہ کر اولٹے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے پچاس گئے دوسرے دن پچاس اور آگئے اس مدت مین یہ غلغلہ ساری مملکت ہندوستان مین پھیلا ہر ایک موافق عقیدہ خاص اپنے اپنی جگہہ مستعد و آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوف صاحبان عالیشان سے بدل متمنی اور بظاہر متردد و مخالف ہوکر ساکت و خاموش رہ گئے۔

نزاع لفظی بھی اون سے نکرینگے اور ہم بیراگی چار سید بہ خلاف تحریر ہذا عمل نکرینگے اور جسطرح کہ قبل از معرکہ میان ہمارے اور جعفر علی مذکور کے راہ و رسم تھا وہی ضبط اب بھی صلح اور راستی سے جاری رکھینگے اور کسیطرح کی بغاوت نکرینگے اگر منافی اقرار اور تحریر ہذا کے کرین مجرم اور گنہگار ہوکر ہو سرکار سے سزا تجویز ہو اوسکے سزاوار ہین بنابر آن یہ چند کلمے بطریق صلحنامے کے لکھدیے گئے کہ ثانیاً حال سند ہو اور عندالحاجت کام آوے۔ مرقوم ۲۶ ۔ ذیقعدہ ۱۲۷۱ ہجری۔

دستخط ہندی۔ بلرام داس۔

سانحۂ یادگار معرکہ سید امیر علی شہید ساکن قصبۂ امیٹھی متصل لکھنؤ

جب فساد و ہنگامہ ہنود و بیراگی اجودھیا یا ہنومان گڑھی کا غرباے اہل اسلام سے بڑھا اور بظاہر ثابت و متحقق ہوا کہ رعایت و پاسداری ہنود بطمع دنیا اراکین دولت کو منظور ہے مولوی سید امیر علی بندگی میان کے پوتے ساکن قصبۂ امیٹھی نسبتی بھائی شیخ حسین علی کارندہ راجہ نواب علیخان رئیس محمود آباد بسبب جوشش حرارت اسلام چاہا کہ رفع توہین اسلام کرین چنانچہ پہلے سندیلے مین اہل اسلام نے مولویون کی تحریک سے بعد شورہ اجماع کرکے ہماہ پر باندھی بعض ناعاقبت اندیشن نے منع کیا کہ یہ امر اچھا نہین حاکم وقت اور صاحبان عالیشان سے آخر کو مقابلہ ہو جاویگا پھر کچھ بن نہ پڑیگا عبث بعث توہین اسلام سب کے واسطے ہو جاویگی غرض ایک نہ مانا مولویصاحب کے سر پر اجل تو آگئی تھی جب دکن رکین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع ہوے شاہ جمجاہ سے عرض کی کہ فدوی ہر چند چاہتا ہے کہ یہہ سد رفساد کسی حکمت عملی سے موقوف ہو جاے لیکن نمانہ زاد سلطنت یعنے خواجہ سرا بہ رغفلت مین بانی مبانی اس فساد کے ہوتے ہین یعنے مولوی امیر علی میر حیدر منشی و متوسل انیس الدولہ کے عزیزون سے ہے وہ چاہتا ہے کہ اس آتش فتنہ و فساد کو خوب بھڑکائے اور مفت مین میری بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو۔

انیس الدولہ جب اس سے واقف ہوے اپنے رفع الزام کو بوسیلہ منشی مولوی صاحب کو بلوا بھیجا اور حضرت جنگان کے امباڑے مین اوتارا ہے تک رہے اونکی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور عالم کے پاس لے گئے اونھون نے نشیب و فراز سے سمجھایا اور دیا کہ خلعت سرفرازی دیکر رخصت

سے بھیجی ہے بنظر انور مین گذریگی ابعد ملاحظے کے درباب تدارک ہنومان گڈھی جس مسجد مین مسلمانونکو قتل کیا قرآن شریف سے بے ادبی کی کٹہرہ مسجد بابری مسجد جامع جو بحکم سرکار بنا تھا توڑ ڈالا اور در و دیوار کو بندوق کی گولیون سے چہلنی کر دیا مانع اذان و نماز کے مسجد مین ہوئی جو رائے جہان آرا اقتضا فرمائے ۔ واجب تھا عرض کیا ۔ الٰہی آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان رہے ۔ عرضی بندہ خاص حفیظ اللہ ۸ ۳ ۔ ۱۲ ۔ دارونعہ عدالت فیض آباد معروضہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۱ ہجری ۔

نقل اقرار نامہ

مایانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشن داس و مہنت بنسی داس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سیدہ ہم ہین ۔ غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گڈھی مین اظہار مسجد کیا ہے اور اس باب مین فیما بین نزاع واقع ہوئی اس جہت سے پیشگاہ بندگان سرکار ابد قرار سے واسطے تحقیقات کے آغا علیخان کپتان آر صاحب بہادر اور راجہ مانسنگہ بہادر قائم جنگ مامور ہوے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ اگر حاکمان موصوف از روے تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی مین ثابت پہونچا ئین اور تینون حاکم متفق ہوکر ہمسے کہین ہمین بسر و چشم منظور و قبول ہے اور کسیطرح کا عذر نسبت اوسکے نہو گا ۔ بنا بر آن بہ چند کلمہ بطریق اقرار نامے کے لکھے گئے کہ تا ثانیا حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے

مرقوم ۲۶ ۔ ذیقعدہ ۱۲۷۱ ہجری ۔ دستخط ہندی بلرام داس

نقل اقرار نامہ

مایانکہ مہنت بلرام داس و کشن داس و مہنت بنسی داس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سیدہ ہم ہین ۔ غلام حسین وغیرہ نے دعوی ہونا مسجد کا ہنومان گڑھی مین کیا تھا ہمسے نوبت بگاڑ پہونچی اور میسمیان جعفر علی محمد حسین شیخ بدھو وغیرہ باشندے اودھ کے بوجہ شراکت غلام حسین ہمسے رنج پیدا کیا اب نظر رابطہ سابق ہمین اون سے رنج و کدورت نہین رہی اور اب آغا علیخان بہادر و راجہ مانسنگہ بہادر قائم جنگ کپتان آر صاحب بہادر درمیان دیکر قسم مہابیر سامی سے اقرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ نشبہ عدم وقوع زیادتی اوسطرف سے ہم نہ مہار اور اصلاحیت و فساد و تکرار اور

کے ٹیلے پر گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اوسی مسجد مین نماز پڑھی تھی اور بیراگیون سے کوئی متعرض
نہوا اور بعض نے ایک مدت تک بعد وفات مرحوم اوسے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی
نہین ہے کہتے ہین جب وہ فقیر جاروب کش مرگیا بیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات ضلع
ہنومان گڈھی کرکے نابود کر دیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہین جاتا المختصر اس ماجرے کو سنکر
غلام حسین شاہ فقیر نے مسلمانون کو لیکر مسجد بابری مین آیا ۱۶۹ آدمیون کو ٹھکانہ ہلاکت مین
ڈالا اب دوگوش شنی سے معلوم نہین کس سمت کو بھاگ گیا اور تفصیل توڑنے کٹہرے کی جو
دو برس پیشتر حکم حضرت سے مطابق مسجد کیواسطے بنا تھا اور قتل ہونا مسلمانون کا اور غلبہ بیراگیون
اور اونکا ظلم و بدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانون کی حمائل تھی کیفیت مولوی
نہال الدین امین اور مولوی محمد حفیظ اللہ داروغہ عدالت فیض آباد نے جو سرکار مین بھیجی ہے
مفصل ظاہر ہوگا الغرض بیراگی اور گوہار کے لوگ جو قرب وجوار راجپوتون کے بھیجے ہوے آئے
تھے کیا کیا ظلم و بدعت مسلمانون پر اونھون نے نہین کیے اور ابتک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہین
بلکہ اونکے زور و شورش اس حد پر پہونچی ہے کہ جابجا اطراف شہر مین مسلمانون کو راہ چلنا اور
بسلامت نکلنا دشوار ہے اس جہت سے شرفاے شہر اودھ نے گھر چھوڑکر فیض آباد مین اپنے
عزیز و اقارب کے گھر جاکر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدانخواستہ سرکار دولتمدار سے مدد اشرار گنہگار
ظاہر ہوئی فتنہ و شورش تمام قلمرو شاہی ممالک محروسہ مین ہے۔　　علی ابن محمد الحسینی ۱۲۷۹

نقل عرضی مولوی حفیظ اللہ داروغہ عدالت عالیہ فیض آباد مورخہ ۲۲ شہر ذیقعدہ
۱۲۷۱ ہجری مضمون شرح کہ غلام حسین شاہ فقیر کئی آدمی لے کر بیراگیون ہنومان گڈھی واقع
اودھ کے ساتھ باظہار ہدم مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی مدد دولت پر ہوئی ہے
تمہین حکم پہونچتا ہے کہ وہان سے رہنے اون سے تحقیق واقعی اور تفصیلی نہر کو ظاہر ہر ایک کا
باشتراک اسے مولوی نہال الدین لیکر رعایت فریقین کی نسبت اس باب مین تاکید مزید جاکر
حسب الحکم عمل مین لاؤ بعد عرض کے حال مقتول فریقین اور مارے جانے ۱۶۹ مسلمانون کی سبب
بابری مین ۹ تاریخ شہر مذکور بطلبی اک سا ملتانی شرف ورود فرمائی لہذا باشتراک اسے
مولوی موصوف ساکنین قصبہ فیض آباد وہ سے تحقیق واقعی کرکے کیفیت تفصیلی اونکی گذارش

۱۲۷۲
نصیب اللہ لاریب فیہ ۔
۱۲۷۲
نعمت اللہ یا حفیظ شک و شبہہ نہین ۔
۱۲۷۲
شیخ وزیر علی انصاری ۔ بیان واقع ہے ۔

نقل کیفیت

منشاء فساد فیما بین ہنود و مسلمین بلدہ اودہ و فیض آباد اور کیفیت مجملی واقعہ جو اس عرصہ قریب بیس خاص اودہ مین واقع ہوا جو شعار سلاطین اہل اسلام اور آثار عمارات مساجد کرام سے اور اظہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام اور اقرار بعض ہنود ساکن اودہ سے پایہ اعتبار و ثبوت کو پہونچا ہے کہ بادشاہان سلف نے تمامی معابد ہنود و شہر اودہ مین جہان بڑے بتخانے تھے مسجد جامع بجائے بتخانہ مختص ہوا کر موذن اور جاروب کش مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت و شوکت مسجد جامع بنائے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنے مسقط راس رام پسر راجہ دسرت متصل مکان رسوئی سیتا زوجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسوئی سیتا زبان جمہور پر جاری ہے شاہد مدعا ہے اور علی ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ کنار دریا کہ بالفعل بسبب خراب و منہدم کرنے کنارے فقط دو مینار اور تھوڑی سی دیوار باقی رہ گئی ہے عہد عدالت مین حضرت جنت مکان کے اوسکی ترمیم کا حکم محکم ہوا تھا لیکن اجل نے امان ندی حکم نافذ نہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار مین رہی بالجملہ ازین قبیل دوسری مسجد مین مختص بعض قناتی او سقفی گنبد وار بہت سی ہین از انجملہ بلندی ہنومان گڈھی پر مسجد قناتی نہایت مختصر متصل مندر فقیر تھی جسکے پاس ایک بندر تھا اور سب کفار اوسکی پرستش کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلم جاروب کش مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا بعد مدت دراز کے وہ فقیر بایہ دار ہوا بعض حکام ذی اقتدار اس جا کے اوسکے معین و مددگار ہوئے حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہنومان گڈھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھہ بطور رسالانہ یا ماہوار دیکے مسجد سے خارج کیا اور اوس مسجد کو داخل حصار ہنومان گڈھی کیا چنانچہ مسلمین متدین اسے ظاہر کرتے ہین اور عہد جناب عالیہ مرحومہ مین ایک دن الطریق سیر و تماشا ہنومان گڈھی

میں ظاہر کیا ہے کذب و افترا ہے یہ کیفیت مہور شمال ہے۔ تحریر تاریخ نہم شہر ذیقعدہ ۱۲۶۲ھ

	مواہیر	

مفتی شرع محمد ابو تراب ۱۲۶۳ھ

خادم شرع محمد عربی۔ لا اکراہ الله الملک الحق المبین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱

مہر قاضی خان مطابق مہر اصل ثانیہ ہے۔

خادم شرع رسول الله اطیعوا الله واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ قاضی محمد نعیم الله۔

خادم شرع مبین مفتی محمد مبین الدین ۱۲۴۳ عقدۃ اللسانی رب اشرح لی صدری ارتسر فی امری و احلل۔

تحفہ شاہ حامد علاء الدین عبدہ ۱۲۶۵

خادم شرع مفتی محمد لطف الله ۱۲۰۴

ذالک الکتاب لاریب فیہ الله محمد شاہ بادشاہ غازی لطف فدوی ۱۲۳۴ ان الله یامرکم فی العدل والاحسان۔

محمد شاہ بادشاہ غازی رشید فدوی ۱۲۳۲ ذالک الکتاب لاریب فیہ۔

نور شرف یافت عنایت علی۔ بیان واقع۔

محمد رکن الدین ۱۲۳۴ لاریب فیہ۔

افضل جمیل ۔۔۔ جمیل ہے۔ لاریب فیہ۔

محمد غلام احمدی ۱۲۳ معز الدین ۱۲۴۲ شیخ ابن محمد انصاری۔ لاریب فیہ۔

میر محمد بیان واقعہ۔

حسن بن آدم جلال ہی لاریب فیہ ۔۔۔ ۱۲۴۳ بیان واقع۔

نیر علی۔ بیان واقع۔

خاکپای محمد ہمت علی ذالک الکتاب لاریب فیہ جو لکھا ہے بیان واقع محی الدین شاہ فخر شاہ

فرید واقع کذالک مسطور بیان واقع۔

خاکپاست نبی منظر بیگ بیان واقعہ ۔۔۔ ذالک کذا

۳۵ گواہ شد کرم خان ساکن اودہ بیان واقعی۔
۳۶ گواہ شد عبد الکریم ساکن اودہ۔ بیان واقعی۔
۳۷ دہنی سنگہ چپراسی عدالت فیض آباد۔ قرقی کو حسب الحکم سرکار نیابت منتظم الدولہ مین گیا تھا مسجد کو دیکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سابق ازین محمد عاقل درویش نے بمہر محمد عادل و شیخ بہاء الدین فوجدار اور سوانح نگار و واقعہ نگار اور میر محمد صادق کوتوال وغیرہ ارباب عدالت اور اہل خدمات اور اکابر اور اصاغر نے مسجد طیار کی تھی کہ زمان حضرت خلد مکان مین بلندی ہنومان گڈھی پر مسجد درست ہوئی تھی بعد اسکے بیراگیون نے مسجد مذکور کو مسمار کرکے تبخانہ طیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی نظر بندگان عالی نواب صاحب مین گذرا دستخط خاص مزین محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلدہ اودہ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالش کی اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بندگان عالی مین گذرانی چنانچہ غازیان لشکر ظفر پیکر نے بموجب عرضی بندگان عالی تبخانہ مرقوم کو مسمار کرکے بدستور سابق مسجد طیار کرکے رواج دین و اسلام دیا بعد کوچ کرنے فوج کے بعض ہنود منبر و محراب مسجد کو مسمار کرکے چلے گئے۔ موذن نے یہ خبر پہونچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس مقدمے مین سستی دین و اسلام ہوتی ہے بنابر عبرت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھ کر شہرت دی کہ جس شخص نے مسجد مذکور سے بے ادبی کی ہے اوسے بیراگی حاضر کرین تا موافق شرع محمدی اوسے تعزیر دیجاے چنانچہ شیخ مکرم نائب رفعت پناہ شیخ بہاء الدین فوجداری کہنے لگے کہ نام مسمار کرنے والے کا معلوم نہین ہوتا لیکن بیراگی اقرار کرتے ہین کہ من بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے بجایگا اور ہم بھی مسجد کے ہونیسے وہان بیداری کرینگے پس یہ خادم شرع اور جماعت مسلمین اوٹھ کر اپنے گھر چلے آئے اور مین نے کہا کہ بیراگی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہین مسجد مین دخل نہ کرین چنانچہ بیراگی اپنے مقام مین آباد ہین اور آراضی و یومیہ وغیرہ بلاک واملاک پر اپنے قابض و متصرف ہین اس خادم شرع و ارکنے مزاحمت نہین جن لوگون نے اس طرح سے ازراہ عداوت دینی خدمت بندگان عالی

احمد بخش میر سیج زمیندار محلہ میران پور منجملات بلدہ اودہ - بیان واقع ہے -
سید جعفر علی - بیان راست ہے -
سید باقر علی - مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -
منور علی - بیان واقعی -
مرزا محمد حسن صاحبزادہ خورد محل - بیان واقعی -
چھیدی ابن نندرام ہندو - قوم سیوتی - بارہا مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھی ہے -
محمد مہدی - بیان واقعی -
میر عابد علی - لاشبہہ فیہ -
گواہ شد - یوسف خان -
گواہ شد - محمد علیخان ساکن اودہ - بارہا مسجد اپنی آنکھہ سے دیکھا ہے ۱۰۴ - برس کی مسجد تعمیر ہنومان گڈھی -
علی مرزا - بیان واقعی -
میر محمد علی ساکن فیض آباد - مسجد ہنومان گڈھی پر دیکھی ہے اور سمت اوسکے ہیات بھی یاد ہے - محراب اوسکی نقش بسم اللہ تھے -
محمد مرزا ولد مرزا اصغر علیخان - بیان واقع -
امین الدین حیدر خان بہادر صاحبزادہ خورد محل -
محمد مہدی صاحبزادہ خورد محل - بیان واقعی -
میر عابد علی لاریب فیہ -
آغا علی - لاشبہہ فیہ -
گواہ شد محمد روشنخان مسجد جامع واقع ہنومان گڈھی کو آنکھہ سے دیکھا ہے -
علی مرزا - بیان واقعی
سید علی ... - لاریب فیہ - مسجد ہنومان گڈھی پر آنکھہ سے دیکھی ہے -
گواہ شد مرزا علی ساکن اودہ - مسجد ہنومان گڈھی پر آنکھہ سے دیکھی اور اوسکی ہیات بھی یاد ہے

مورخہ ۹ ذیقعدہ ۱۲۷۱ ہجری ملفوف بکیفیت ہے اور کیا عجب ہے کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف و خرابی ہوئی بقیتر اماکن و معابد مذہب ہنود بن کچھ نکچھ مداخلت کی تھی یہان بھی مسجد بنوادی ہو مگر محضر آیندہ سے ثابت ہے کہ زمانہ جہان مکان کے عہد مین مسجد بنی ہے دعوی مسجل محضر ہے۔ پس اس صورت مین اگر سرکار ابد قرار تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک ان سبب نزاع بیراگیون کا اور انکے حامیون کا استیصال کماینبغی ہے اور حکم تعمیل و ترمیم مسجدون منہدم واقع گڈھی مذکور کا موافق بنا قدیم نہوگا خدا جانے کہ بیراگی اس بغاوت و شورش سے دلیر ہوکر حال مسلمانون اور توہین اسلام کا درجہ بدرجہ کرینگے بلکہ بود و باش اہل اسلام اودہ مین دشوار ہوگی اس جہت سے سب نالان ہین اور امید تدارک واقعی کی رکھتے ہین۔

محمد نہال الدین	حفیظ اللہ

۱ رضوی قاضی آغا علی۔ لاریب فیہ۔ ساکن لکھنؤ

۲ میر رجب علی ساکن اودہ مسطور المتین بیان واقع ہے۔

۳ سید محمد اصغر۔ بیان واقع ہے۔ خطیب اور مسجد بابری کا ہونا

۴ محمد حسین۔ بیان واقع ہے۔ ساکن صید آباد واقع فیض آباد۔

۵ عنایت علیخان فاضل۔ ساکن فیض آباد۔

۶ میر محمد حسین ذاکر سید الشہدا۔ ساکن فیض آباد المتخلص بہ لطف۔

۷ مرزا محمد سوز خوان۔ ساکن فیض آباد۔ لاریب فیہ۔

۸ میان فرحت علیخان ناظر خورد محل۔ بیان واقع ہے۔

۹ مرزا جان نواسہ نظر علیخان چکلہ دار رئیس اودہ مسطور المتین بیان واقع ہے کہ مسجد بنوبان گڈھی پر بارہا اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔

۱۱ ابراہیم بیگ ساکن حیدر آباد واقع فیض آباد۔ مسطور المتین واقع ہے۔

۱۲ میر بخشش حسین مفتی بیان واقع ہے۔

۱۳ سید نصیر الدین ساکن محلہ چراغ دہلی۔

۔ علی زمیندار محلہ قصاب نگرو لاد دہتی لطف اللہ حید رسعید آپنی آنکھ سے مسجد دیکھی ہے

بھیجا کہ کہنا بھیجا کہ تم گھرین کھولکر بہت اطمینان سے جامع مسجد مین بیٹھو باہر نکلو کوئی تم سے رفع
فساد نہ کر سکیگا اونھون نے گھرین کھول کر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا اعلی علی کے ہے بہ نقل
مواہق کیا یہ وقت روانگی کربلا کہ اوس شب خاص کربلا مین میرے پاس رہے تھے بیان کرتے تھے
کہ یہ دونون انگریز اور مین خود اور مرزا نثار حسین مع اپنی سپاہ اور توپ وہان سے ہٹ کر
دو درخت کھرنی کے نیچے جاکر کھڑے ہوے ایکساعت نہ گذری تھی کہ بیراگی ہزارون گولے
نعرہ مارتے آکر مسجد کو گھیر لیا اور رجب علیشاہ فقیر کے کوٹھے سے چڑھ کر غلام حسین کے ہمراہیونکو
گولیان برسانا شروع کیا اور مسجد مین آکر ۲۶۹ آدمیون کو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔
مسجد مین اوس مینے لگا اور قرآن شریف جو اکثرون کے حمائل تھا پرزے پرزے کر کے معاذ اللہ پاؤن
سے روندا اور جلا دیا چنانچہ واسطے تصدیق کے جلے ہوے ورق بھی ملفوف سرکار کیے اور جگہ
بہ حکم سرکار سے چبوترہ جامع مسجد پر طیار ہوا تھا توڑ ڈالا اور دیوار مسجد کو جزائرون سے چھلنی کر دیا
نعش مقتولین کی بے گور و کفن پڑی رہ گئین دوسرے دن مرزا نثار حسین نے در مسجد پر ایک غار
بڑا کھدوا کر گل بنگل دفن کر دیا بعد انکے دفن کے بیراگی جوتیان پہنے مسجد مین آئے ہوم کیا سنکھ
بجایا بہت بیلے اوبیان کین اوسکے قریب قبر خواجہ میٹھے کی قبر شہداے سید سالار کی تھی اوسے
توڑ ڈالا ظاہر ہے کہ جمعیت بیراگیون کی اسقدر نہتھی لیکن سیکڑون دوڑہی ملازم راجہ مانسنگہ اور بابے
راجہ کشندت رام اور زمینداران گرد و پیش مدد کو پہونچے دس بارہ ہزار کی کثرت ہوگئی آخر
نوبت یہانتک پہونچی باوجودیکہ بیگم پورہ کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھے مگر بروقت معرکہ
نتھے گھرمین تھے بیراگی اور گوہار کے لوگ گئے اونپر چلے گئے اون بیچارون سے جسطرح ہو سکا
غفلتا ناموس کیا ایک شخص افضل بیگ نے زخم کھا کر صاحب فراش ہے اور اب محلہ مذکور کے رہنے والے
اور مسلمانون نے اثاث البیت گھرمین چھوڑ کر مع اہل و عیال تمام فیض آباد اختیار کیا ہے اور
اسقدر قوت بیراگیون کو ہوئی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گڈھی سے گذرنے نہین دیتے اور سب
اہل اسلام کو ڈراتے اور دھمکاتے ہین یہ حال شورش اور بدعت بیراگیون کا ہے اور ہنومان گڈھی
مین مسجد کو بت نے لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بلکہ اوسمین نماز بھی پڑھی ہے اور جنکو ان
برسون کا قاضی یار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہے چنانچہ ایک اونمین سے

بنائے مسجد ہنومان گڈھی مین رونماہی تک پھونچا مرزا اعلی علی منصرم کچھیم راٹ سندر راہ سوکے
وہین سے اونھین پھیر دیا اور اونکے دو چار ہمراہیون کو جو فیض آباد پھونچے تھے نائب کوتوال
اور کپتان الگزنڈر آر بیٹر کر اسنے باہر نکالدیا جب یہ پرچہ اخبار پیشگاہ شاہ جمجاہ گذرا حکم
تحقیق مسجد آغا علیخان ناظم اور مرزا منعم بیگ کوتوال کے نام مزین بدستخط خاص ہوا۔
غلام حسین شاہ پھر کئی اشخاص سے جامع مسجد جو سیتا کی رسوئی مین ہے مقیم ہوا اور کسی کے
کہنے سے وہان سے نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنؤ سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اوس مسجد
مین پھونچا اور باوصف عدم بضاعت و قلت جماعت کمر ہمت مسجد کے بیراگیون سے نکالنے
کی باندہی کپتان آر صاحب مرزا منعم بیگ مرزا اعلی علی نے مسلمانون کو مشارکت غلام حسین
سے روکا اور بیراگیون کی مدد راجہ مانسنگہ بہادر اور زمیندار گرد و پیش سے جوق جوق پھونچنے
لگے یہانتک کہ دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوے اور معبر دریا بند کر دیا اور غلام حسین کے پاس
سوائے چند غربا کے اور کوئی نہ تھا

روز جمعہ ۱۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ تقریباً دو سو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کے واسطے مسجد
جامع مین جمع ہوے بیراگی انکا مجمع سنکر بلوا کر کے اونکے سر پر پھونچے ہمراہی غلام حسین نے قصد
باہر نکلنے کا کیا سپاہی کوتوال اور سوار ہمراہی آر صاحب جو رفع شر کو متعین تھے درمیان آئے
اور مانع فساد ہوے کپتان موصوف بھی خبر بلوا سنکر وہان پھونچے رفع شر کر دیا لیکن مسلمانونکو
اس ہنگامہ مین ادائے نماز جمعہ کی نوبت نہ پھونچی دوسرے دن شنبہ کو جان ہرسی صاحب
مشارکت کپتان آر صاحب کیواسطے لکھنؤ سے پھونچے اور مسجد کو آکر دیکھا اوسمین دروازہ نتھا
کہا یہانکا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہو جائے اور ایک شخص کو ہمراہی غلام حسین کے
افہام و تفہیم کو بلوایا اس عرصے مین غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی محلہ بیگم پورہ مین جاکر
جوڑی کواڑے کی اوٹھا لائے راہ مین ہنومان گڈھی کے ہنود نے اونھین گولیون سے زخمی
کر دیا اونھون نے کواڑے چھوڑ اونپر حملہ کیا پسپا کر دیا اس عرصے مین باران رحمت نازل ہوا
ایکساعت تک جدال و قتال موقوف رہی اوسیوقت ایک کبڑیا ہمراہی غلام حسین کیواسطے
جو دو دن سے بے آب و دانہ تھے کھانا لایا کپتان آر صاحب اور جان ہرسی نے اپنے سپاہیونکو

باوجود اینکه ہنودان مسجد گنبدیہ وشامل مکان واحاطہ بتخانہ کردہ اند اجتماع عزیمت بہانہ
دارند وبادشاہ والی ملک که اہل اسلام است اگر ابتدارک درصورت ثبوت ورفع حجت
طرفثانی می فرمایند وممانعت وہجوم عزیمت که درضمن تشکل آن دیار خونریزی اہل اسلام است
جنماید درضرورت تعمیل امر سلطان وفسخ عزیمت می باید یانه بینوا توجروا ہو المصوب -
جواب - تعمیل امر سلطان وفسخ عزیمت میباید والله اعلم کتبه محمد یوسف صحیح الجواب
حررہ محمد رحمت الله الجواب صحیح تحریر نمودہ احقر العباد خادم احمد قد اصاب من اجاب کتبه
محمد سعد الله الجواب صحیح والراے نجیح والله اعلم حررہ ابوالبرکات الدعو تراب علی عفی عنه
رکن الدین تراب علی -

کیفیت

زمان سابق مین اودہ کی بلندی پر جسکا نام ہنود نے ہنومان گڈہی رکھا ہے ایک مسجد بناے سلاطین ماضیہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی جاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلوی مسجد مین ایک چبوترہ تھا اور سر عشرہ محرم مین تعزیہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیر ہندو بھی املی کے درخت کے نیچے جھنڈی گاڑ کر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنائی اور اوسمین بت رکھکر مقام ہنومان قرار دیا عہد جناب غفران مآب نواب برہان الملک مین بعض ہنود کوتاہ اندیش نے مسجد جو بلندی مذکور پر تھی اوسے منہدم کر دیا تھا فوج قاہرہ سرکاری پہونچی اور ان کوتاہ اندیشون کو سزاے اعمال دیکر بتخانہ کو توڑ بدستور سابق بناے مسجد قائم کی بعد مرور ایام بیراگیون نے پھر بتخانہ بنایا مسجد سے کچھ معترض نہوے جبتک حکومت پچھم راٹ وغیرہ ماتحت سرکار سے راجہ درشن سنگہ بہادر کو ہوا کفار اس دیار کو قوت وثروت زیادہ ہوئی اوس مسجد کو گراکر مکان گڈہی مین ملا لیا اور مسجد واقع رام گھاٹ دریا کو خراب کرکے اوسکے صحن مین اپنے مسکن بنالے اور اوسکے اندر کوڑا ڈالنے لگے اور سیکڑون مقابر اہل اسلام کو توڑکر اونکی اینٹین اور پتھرون سے بڑی شان وشوکت سے بتخانے بنائے یہانتک کہ مسجد پست اور بتخانے بلند ہوگئے -

تھوڑے دنون کا عرصہ ہوا کہ غلام حسین شاہ حرارت وحمیت اسلام سے کئی شخص ہمراہ لیکر بنیا

استفتای مسئلهٔ اثنا عشری مذهب و دستخط مجتهد العصر سلطان العلما

سوال - ما قولهم رحمهم الله فی هذه المسئله اگر در مسجدی اهل اسلام مقیم باشند و در حالت غفلت که آنها در خواب باشند گروهی از اهل کفار عمده عمده یورش کرده اهل اسلام را کشتند که از خون آنها مملو و پر شد و آنها در مسجد بول کردند و کلام الله را پاره پاره کرده زیر پای خود انداختند و دیگر بے ادبیها با آن ساختند و جمعے عظیم مجتمع شده هر کسے را از اهل اسلام یابند بکشند و مسلمانان ساکنان آن مقام بخوف جان و آبروی خود جلاے وطن شدند پس محاربهٔ همچو کفار مسلمانان دیار و امصار را فرض است یا نه و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشته شود ثواب خواهد شد یا نه بینوا و توجروا۔

جواب - پناه بخدای عز و جل از شر کفار بر حکام اسلام و از اهل ایمان و اسلام دفع شر کفرهٔ لئام لازم است والله اعلم۔

ایضاً - ما قولکم ایها العلام رحمکم الله که وقت هجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و هدم مساجد و انداختن مصاحف مجیده در نجاست و انصاب چون خنازیر در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور هتک اسلام و اعراض حاکم اهل اسلام پس درینصورت بر مسلمانان قتل و قمع آنها واجب است یا نه و اجازت والدین هم شرط است یا نه بینوا و توجروا۔

جواب - حکام را ابتداءً بعدهٔ حاکم رفع کفار از اهل اسلام و اهل ایمان و اجرای حدود بر محاربین مشرکین و قصاص مسلمانان واجب است و هو العالم — مهر طغرا

چه ارشاد میشود در باب کسانیکه برای جنگ هنودان در فیض آباد میروند زیرا که ایشان ارادهٔ انتقام اینچنین بے ادبیهاے هنودان که با قرآن مجید و مسجد نموده اند میدارند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع بینوا و توجروا۔

جواب - بدون مشارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتے جواز ندارد و هو العالم — مهر طغرا

استفتاء و دستخطی اهل سنت - چه می فرمایند علمای دین اندرین مسئله که اهل اسلام

اونکے لکھنؤ مین نہ آنے سے بہت خوش ہوئی تھی کہ خدا نے ہماری دعا مستجاب کی مگر اون ثمرات کو نسمجھ جو اونھون نے اپنے تردد سے اس مین پر کشتکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل پر نشو و نما کرکے اپنا ثمرہ دکھلائیگی چنانچہ اونکی امید بیک خالی نہ گئی۔

میلہ قیصر باغ شاہی

ذکر ۵۹ ۱۱ شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء میلہ سلطانی موافق دستور انتظام سالگذشتہ و پیوستہ ہوا ہزارہا اہل شہر بفکر سے ملازم لباس رنگین فقرا بنے ہوے داخل قیصر باغ ہوے اور جتنا سامان جشن و عیش اور جلوس اور تکلفات تھا حسب الحکم شاہی ہوا۔ فی الحقیقۃ ایسی کیفیت خاص قابل دید ہے نہ شنید۔ ۱۴ تاریخ میلے کا خاتمہ ہوا۔ پہلے دن صحبت حال و قال مشائخ صوفیہ بھی روبروے بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام مین ایک حال سے دوسرے حال مین ہوگیا۔

سانحہ حیرت افزاے سید امیر علی شہید جو باعث بدنامی اہل اسلام ہندوستان ہوا نقول کاغذات مقدمات فیض آباد

ذکر ۶۰ جو ہندو مسلمان مین بناے ہنگام فساد عظیم ہوا آخر نوبت مقاتلہ و مجادلہ پہونچی واقع ۱۲ ماہ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء۔

استفتاء اہل سنت و دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

ما تولکم ایہا العلماء شکر اللہ سعیکم۔ اندرین صورت کہ مقتولان فیض آباد کہ خود ہا را مسلمان میگویند و بظاہر خالصاً لوجہ اللہ از کفار جنگ کردہ قتل شدند حکم شہادت برایشان درست باشد و بر تقدیر مسلمانان را در انتقام آن قتال و جدال باکفرہ فجرہ باید یا نہ و کسیکہ مسلمانان را از انتقام کشیدن کفار باز دارد و منع کند در حق او چہ گفتہ آید۔

جواب۔ بر حکام اسلام دفع شر کفرہ لیام از اہل ایمان و اسلام لازم است واللہ اعلم۔

جنرل اوٹرم صاحب نے اونھین بدستور سابق دفتر وثیقہ مین مامور کیا اور منشی تفضل حسین ساکن
قصبہ امیٹھی قریب لکھنؤ بیٹے مولوی عبد الاحد پوتے مولوی فائق کو میر منشی دفتر فارسی کیا
اس ریزیڈنسی مین میر منشی مولوی غلام قادر خان ہانسی ہوے جنکا ہزار روپیہ کا مشاہرہ پنشن
مادام حیات رہا اور اکثر انصرام کار بار سرکار مین بہت نیکنام رہے ہے اسکے بعد مرزا باقر علیخان
کرنل لو بالنس صاحب اور پھر جان منٹن صاحب کے میر منشی رہے ہے پھر منشی آل نقیخان جو ۹-
لاکھ روپیہ نقد سوا سے املاک کے چھوڑ کر مر گئے اونکے تین بیٹے تھے بڑا تپنچہ سے بعلت کسیی
مارا گیا دوسرا مدقوق ہوکر مر گیا چند روز تک وہ بھی میر منشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا
چھوٹا عیش دنیا مین سب مال و دولت لٹا کر حالت افلاس مین مر گیا املاک داخل حصار
بیلی گارد ہوئی پھر منشی التفات حسین خان رگلس صاحب کے منشی ہوے بہت صاحب عزت تھا
پر غرور اپنے بیٹون کی شادی بڑی عظمت و شان سے کی اپنی مدت خدمت مین ۱۲- لاکھ
روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار آگرہ نے لکھا تھا کہ میر منشی سرکار سے دو سو روپیہ ماہواری کا
رہا ۹- برس تک رہا مین نہین جانتا اسقدر روپیہ اوسنے کس حساب سے جمع کیا تھا ایک بیبی
پر عاشق ہوے قوت جوانی کے واسطے کشتہ کھایا تھا اوسی مین مر گئے پھر انکے بھی بیٹون نے
وہ مال اور دولت سب لٹا کر مفلس ہو گئے -

خلاصہ انسے بہتر کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا انتزاع ملک ریزیڈنسی
مین نہین ہوا سواے ملازمی سرکار کے با فائدہ مقدمات کے سبکو علی قدر حال سرکار شاہی سے
بھی ملتا رہا اوسکا حساب نہین -

جنرل اوٹرم صاحب اور جنرل سلیمن صاحب سے رسل و رسائل بوجہ جاری رہا خصوصاً باب
انتظام ممالک محروسہ اور خرابیان جو اونکے وقت مین ہوتی رہین اور اشخاص مشخصہ جو باقی
مبانی خرابیون کے ہوتے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیمن نے دو برس کی رخصت
طلب کی ہے غالب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہون اور بعد ملاقات نواب گورنر جنرل ولایت
جائین اونھین دو عارضے مہلک تھے ایک ضیابیطس دوسرا آشوب چشم چنانچہ جب کلکتہ سے
جہاز پر سوار ہوے کئی دن کے بعد مر گئے غریق بحر سمندر ہوے نافہم اور ناعاقبت اندیش سرکار

سال مذکور مفصلۂ ذیل کا حکم محکم سب دفترون مین پہونچا دین کہ بعد سال ہجری مطابق اوسکی تاریخ و سال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا لکھے جاوین۔

ماہ واجدی[۱]۔ ماہ محمدی[۲]۔ ماہ اختری[۳]۔ ماہ سکندری[۴]۔ ماہ حسینی[۵]۔ ماہ اثنا عشری[۶]۔ ماہ آمانی[۷]۔ ماہ صنوبر[۸]۔ ماہ مراتب[۹]۔ ماہ منصوری[۱۰]۔ ماہ سلیمانی[۱۱]۔ ماہ نبی[۱۲]۔

مرقوم ۲۱ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق ماہ واجدی سنہ احد یوم المبارک مطابق سنہ ۱ جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدائش بادشاہ اسی مہینے مین ہوئی تھی +

ورود مہاراجہ دلیپ سنگہ و مہاراجہ جیاجی راو سیندھیہ

مہاراجہ دلیپ سنگہ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب فرخ آباد سے ماہ جنوری سنہ ۱۸۵۲ء مطابق سنہ ۱۲۶۸ھ لکھنؤ مین آئے بہت تھوڑے سے شاگرد پیشہ اور جلوس سواری ساتھ تھا بعد سیر و تماشائے مکانات شہر وغیرہ روانہ کلکتہ ہوئے وہان سے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل لندن کو گئے آمد و رفت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت مین عیسائی ہوئے کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائیگا فہمیدہ اور باخبر کا عیسائی کرنا مشکل ہے۔

مہاراجہ جیاجی راو سیندھیہ بہادر والی گوالیار مع صاحب رزیڈنٹ جمعیت قلیل سے پہلے فیض آباد اجودھیہ کا تھان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین اوترے حضور عالم سے بڑے رئیس جسنے ملاقات کرائی قیصر باغ دکھا نیکو لے گئے بادشاہ کو ناگوار ہوا کہ میرا مکان تماشا گاہ نہین مگر بخاطر صاحب رزیڈنٹ کئی دن رہ کر شہر کو دیکھ کر چلے گئے سنہ ۱۸۵۲ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۶۸ ہجری۔

منصوبی میر منشی رزیڈنٹی

۹ ماہ مئی سنہ ۱۸۵۲ منشی بانکے بہاری تعینات کپتان ہیر صاحب نے میر منشی رزیڈنٹی کیا تھا

ہوئے جب شرف ملازمت حضور عالم حاصل کی خلعت و دوشالہ رومال پایا تاج الدین حسینخان
نے عذر ضعف و پیری عرض کرکے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو رطب و یابس
باتین خیر خواہی کی تھین ازراہ دلسوزی گوشگذار کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا وصی علیخان کو
انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً میر تصدق حسین صدر اعلے کانپور کے برخصت یا حفا مہمان
حضور عالم ہوئے ہر روز خوان نعمت نوشجان کرتے تھے انکے پاس مصاحب الدولہ و غیرہ
مقربان شاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصے مین حریفان کین سے ایک شخص مجہول سے
عرضی کیفیت صدر اعلے کی شارع عام سے صاحب جج کانپور کو دلوا دی کہ صدر اعلے نے
اپکے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمائش صاحب رزیڈنٹ اونکیواسطے
ہون عملہ کچہری نے عرضی کو خوب تیز کرکے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم ہو کر صاحب رزیڈنٹ
کو لکھا کہ صدر اعلے کو جلد روانہ کانپور کرین حکم قضا شیم سے صدر اعلے تو راہی کانپور ہو گئے
اور مبادلہ فتحپور کو ہو گیا اور خوانین کے واسطے لکھا تھا کہ ان لوگون کا اخراج شہر سے زمان
سابق مین یہ بدنامی ہو چکا ہے ہمین تعجب ہے کہ تمنے کیونکر انکا رہنا گوارا کیا ہے۔
خلاصہ برکت مین ماہ صفر سے تاج الدین حسینخان قصبہ بجنور کو گئے پھر کاکوری ہو کر موہانسین
حکیم فرزند علیخان کے مہمان ہوئے اوسکے بعد الہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت رخصت بھی
نپائی احسان حسینخان بھی کاکوری سے ہو کر کانپور گئے حضور عالم نے محض بپاس خاطر
صاحب رزیڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وارد ہین مبادا مثل جنرل سلیمن صاحب
انسے بھی وہاہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دیگئے مگر سمجھے کہ یہ کار فرمائی مرزا صاحب کی تھی
اب اونکا وارسنیے کہ مثل کانپور لکھنؤ مین ایک عرضی بڑے صاحب کو راہ مین دلوا دی کہ وصی علیخان کو
جنرل سلیمن صاحب نے کس شد و مد سے شہر سے نکلوا دیا تھا پھر یہ کیون شہر مین آنے پائے اسمین آج
ہمارا بھی کچھ قصور نتھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید مطلب نہوئی یا خود بڑے صاحب نے طرح دی۔

اجرائے احکام عظام بنام حضور عالم بہادر و مصلح السلطان انجم الدولہ

من ابتدائے ۲۰ شہر ذیقعدہ ۱۲۶۷ ہجری سے سال یوم المبارک شنبہ و ہم سال نو قرار پایا ہے

ہینز صاحب پر ہوے۔

چندروز پیشتر کپتان موصوف نے بعلت ارسال پرچہ پیام آغا علیخان ناظم سلطانپور منشی جانکی پرشاد رزیڈنٹی کو عہدے سے موقوف کرکے بانکے بہاری محرران دفتر وثیقہ سے بعد روبکاری منشی معزول مقرر کیا تھا منشی مذکور ڈاک مین روانہ میرٹھہ ہوے جنرل سلیمن صاحب سے اپنی صفائی لائے مگر مفید مطلب نہوئی کسواسطے کہ صاحب منسوب کو اختیار کلی ہوتا ہے قدامت کام نہین آئی انکے باپ منشی روشن لال نواب امیر الدولہ حیدر بیگخان کے وقت سے رزیڈنٹی مین نوکر ہوے تھے۔ بہت سے انقلاب اور گرم وسرد رزیڈنٹی کے دیکھہ چکے تھے اور اسی نوکری سرکار مین مر گئے۔ بعد اسکے منشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوے۔

تاج الدین حسینخان احسان حسینخان کا آنا پھر شہر سے مع میر تصدق حسین جانا

تاج الدین حسینخان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور نے روزگار سے برطرف کیا الہ آباد مین اپنے داماد مظفر حسینخان کے مہمان ہوے انکی بیٹی عجب باخدا اور عابدہ تھی مرگئی جس سے بحالت تعشق انھین تھا اس صدمۂ روحانی سے اوسکا تابوت لے کر ارادہ کربلا سے معلّے کیا تھا کسی واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت باب خیرخواہی مین بھیجا کرتے تھے ایک عرضداشت اس مضمون سے کہ فدوی شکستہ حال وکم استطاعت ہو گیا ہے متمنی زیارات عالیات ہے امیدوار ہے جبتک فصل روانگی جہاز ہو دار المومنین مین چندروز اگر بسر کرون بظاہر حضور عالم کو بھی ان سے کچھہ خدشہ نتھا عرضداشت مزین بدستخط خاص بعیت شتر سوار روانہ الہ آباد ہوا۔ احسان حسینخان بھی اپنے ماموں کے ہمسفر ہو کر ڈاک مین چلے۔ ۵ تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۶۱ ہجری لکھنؤ مین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر منشی فضل حسین کے گھر مین اترے پریشانحال لکھنؤ بھوق بھوق جمع ہو کر ملاقات خواہین کو آنے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع ستارہ نے پھر عروج بشرف کیا ہے حالانکہ یہ مناورن تاریخ میمون بدیمن تھے انکی تاثیر اخیر ظاہر ہوگی اکثر اہل مقدور نے خوردہ تصدق خوان طعام ضیافت بھی بھیجے مگر خواہین نظر باحتیاط ملاقات بہت کم کرتے تھے ایکدن آغا باقر کے امام باڑے مین مجلس کی بہت سے مرثیہ خوان قدیم ہم

مرزا وصی علیخان کا کاکوری سے لکھنؤ مین آنا

جب جنرل سلیمن صاحب روانہ منزل مقصود ہوے اور بظاہر کسیطرح کا کھٹکا نرہا ۱۱- تاریخ شہر صفر روز جمعہ ۹- بجے صبح کو سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۳۰- نومبر سنہ ۱۸۵۴ء عیسوی مرزا وصی علیخان شادان و فرحان کاکوری سے حاضر حضور عالم ہوے پانچ اشرفیان نذر دین اور جناب وزارت مآب کے پانون پر سر رکھہ کر بہت سا شکر گزار ہوے اور بالاجمال شکایت نافہمی و ناانصافی رزیڈنٹ اور اپنا بچنا بیان کیا پھر عصمت آب جناب بیگمصاحبہ کو نذر دے کر گھر آئے اور کمال فارغ البالی سے اپنے کاروبار مین مشغول ہوے - مجالس عزا نذر و نیاز صدق دل سے کیے - انما یتقبل اللہ من المتقین سے غافل تھے -

جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیمن صاحب مین کئی صاحبون کی خبر آمد آمد مشہور ہوئی چنانچہ سر چارج شیکسپیر صاحب بھتیجے بھائی جنرل لو صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر حسب تجویز نواب گورنر جنرل جنرل جمیس اوٹرم صاحب جو رزیڈنٹی حیدرآباد سندھ سے عدن مین تشریف رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیڈنٹ مقرر ہوے - پہلے کلکتہ آئے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوے - مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ دنبل وغیرہ مین گرفتار تھے لیکن کشان کشان بذریعہ چٹھی کپتان ہیئر صاحب کانپور گئے -

۴- تاریخ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲- ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۱ ہجری نصف شب کو داخل کوٹھی دلکشا ہوے - ۵- تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہادر حضور عالم شاہزادے امرا جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل مین جاے پالی فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد اسکے صاحب رزیڈنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھہ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمہ شوقیہ عطر و ہار لیکر رخصت ہوے تھوڑی دیر کوٹھی رزیڈنٹی مین ٹھہر کر چھاؤنی منڈیانون مین تشریف لے گئے - متوجہ کاغذ خزانہ رزیڈنٹی ہوے باقی سب امور محول کپتان

رخصت جنرل سلیمن صاحب

جنرل سلیمن صاحب نے بسبب علالت مزاج بتجویز ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ سے ۱۵ مہینے کی رخصت طلب کی اور یہ پیام بادشاہ کو بھیجا کہ نیازمند بسبب تبدیل آب و ہوا ایک مہینے تک چھاؤنی منڈیاون مین رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام انصرام مقدمات سرکارین کرینگے۔

ایک مہینے پیشتر سے صاحب نے اسباب فضول جیکب جوانس تاجر کی کوٹھی مین نیلام کو بھیجدیا تھا بعد روانگی وہ نیلام ہوا اور صاحب ۵- اکتوبر سنہ ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲- محرم سنہ ۱۲۷۱ھ روز پنجشنبہ شام کو ۲ بجے مع میمصاحب ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوے راہ مین ڈاکٹر صاحب کی تجویز مین کچھ خدشہ گذرا کہ شاید موافقت کارپردازون سے اسی بارے مین میرے اخراج لکھنؤ کی تدبیر کی ہو اپنے رفع خلجان سے میرٹھ گئے ڈاکٹرون کو جمع کرکے موافقت آب و ہوا حالات مزاج بیان کیا باتفاق سبھون نے کہا کہ ہمارے نزدیک آب و ہواے شملہ تمھارے واسطے اچھی ہوگی بلکہ لکھنؤ کی آب و ہوا اچھی تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹرون کی صدر کو لکھی مگر مقبول نہوئی کسواسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب عدن سے مقرر ہو چکے ہین بعد انقضاے مدت رخصت البتہ اختیار ہے۔

اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پاکر یہ صورت صاحب کے اخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کے خواب پریشان سمجھے اور اپنی کوتاہ اندیشی سے اہل اخبار کلکتہ کو کچھ دیکر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیڈنٹی مین کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مضمون بنا کر کے چھپوائے نہ سمجھے کہ اونٹ کس کل بیٹھیگا چنانچہ برنڈ صاحب تاجر کو بھی صاحب نے حرکات ناشائستہ دیکھکر شہر سے نکلوا دیا تھا اونھون نے لندن مین جاکر نالش کی جس مین [illegible] ہوا۔ صاحب اگرچہ اخبار نے صاحبان کے باب مین بہت کچھ لکھکر بھیجا جنرل لو صاحب کہتے تھے کہ جب ہم کسی کوچے سے نکلتا ہے اکثر کتے دوڑتے بھونکا کرتے ہین پاس نہین آسکتے۔ ایسا ہی اہل اخبار بھونکتے ہین ہمین کیا پرواہ ہے۔ البتہ سرکار سے تحقیقات اجازت مانگتے ہے۔

کوٹھون پر سر راہ جمع ہو کر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر مین دہوم مچادی جب شام ہو گئی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے ضریح کے انتظار مین تھک کر اوٹھہ آئے ۹ بجے صندوق مقفل مین ضریح مقدسہ بند زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھائے ہوے چلے جلوس شاہی بسبب ظلمت شب جابجا متفرق ہو گیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولیعہد جرنل صاحب اور شاہزادے امرا ضریح کے صندوق کو سلام کر کے چلے گئے تھے منتظم مصلح السلطان اہتمام الدولہ ساتھہ تھے آدہی رات کو صندوق دردولت پر پہونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور قیصر باغ کی بارہ دری سنگی مین رکھوا دیا دو شالہ رومال خلعت سات سو روپیہ سید جمال ضریح کو ملے یہ بھی اسقدر مشقت و جانکاہی اور مدت سفر دور دراز اور سفارش مجتہدین سے حاصل ہوا کوہ کندن اور کاہ بر آوردن ہوا اور توقعات جو دلمین سوچے تھے کچھہ نہوے بہت دنون تک خواجہ سرا اون کے پاس آیا کیے پھر کسینے احوال اوس تابوت سکینہ کا نسنا کیا ہوا اوسمین ضریح مقدسہ تھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دوسرے زوار صاحب ایک ضریح چھوٹی بنوا کر لائے طمع نفسانی سے چاہتے تھے اسے بیچکر کچھہ فائدہ اوٹھائین نہوا ایسے خاک پاک کی چیزین ارض اقدس مین ہر طرح کی بنتی ہین کوئی تبرک سمجھکر لیتا ہے اوسے فائدہ ہوتا ہے۔

اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مسبوق الذکر جو شریک کارپردازی مرزا وصی علیخان تھے مقدمہ قتل گنگا بخش زمیندار بھٹائی ماہ شوال ۱۲۷۰ھ مطابق جولائی ۱۸۵۴ء حکم حضور عالم سے ازراہ مصلحت وقت میر بادر حسین مہتمم روند شہر کے ساتھہ روانہ کانپور ہوے یعنے انفی کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کار خردمندان نیست ہر چند مقدمہ گنگا بخش مین بہت عرقریزی و جانفشانی و خیر خواہی سرکار کچھہ سمجھہ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ و فلاح کے تھے مگر مقسوم سے زیادہ حاصل نہوا اور بدنامی خلائق تو ظاہر ہے بعد چند روز کے پھر اپنے گاؤن مین آ کر رہنے لگے اب مر گئے۔

قریب ہون خلاصہ بعد چند روز کے پھر بسلامت اپنے گھر مین آئے - اب صاحبان فہم دیکھین کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی مگر وار خالی گیا -

بیلی گارد کے تلنگے سے چھتری چھین لینا بریصاحب کا خفا ہونا ۵۸

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دورباش سے بیلی گارد کی سڑک سے ادر دولت پر جاتی تھی ایک تلنگہ بیلی گارد کا تھالی مین جنس طعام رکھے دھوپ مین چھتری لگائے اپنے مقام رسوئی کو جاتا تھا سواری کے لوگون نے خلاف داب ہندوستان سمجھکر اوسی چھتری کو منع کیا سپاہی نے کچھ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی صوبہ دار نے رپورٹ رزیڈنٹ سے کیا حکم ہوا جب ادھر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگاؤ جو منع کرے اوسے سونٹے مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راست چھوڑکر طریق خط منحنی اختیار کیا گولہ گنج ہوکر کبھی بسواری بجرہ در دولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہوا حکم آیا کہ اپنی چھاؤنی مین سپاہی چھتری لگایا کرے -

ورود ضریح مبارک کربلاے معلےٰ ۵۹

۲۶ شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۵۷ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۸۴۱ء سید مہدی حسن ہندی قدیم ساکن لکھنؤ نے کہ ۲۰ برس سے مجاور ارض اقدس کربلاے معلےٰ تھے اپنا وسیلہ رفاہ و فلاح سمجھکر ایک ضریح خاک پاک وہان سے مول لیکر بکسی صورت سے اٹھوائی ہو مجتہدین کا خطوط سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کربلا سے نو تعمیر مین او نہنے خطوط سفارش سبکو دیے باتفاق خواجہ سراؤن نے ملکر بادشاہ سے عرض کیا کہ الحمدللہ آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید آپکی سلطنت مین ہوا ہے کسی اور سلطنت مین نہین ہوا اس ضریح کا احترام تو لوازمہ ایمان سے ہے بادشاہ انکی باتون کو تہ دل سے سنتے تھے حکم دیا کہ سب ارکان دولت سیہ پوش ہوکر ضریح کے استقبال کو حاضر ہون چنانچہ حسب الحکم شاہزادے - امرا مرزا ولیعہد بہادر کا مکین تعمیر شرف الدولہ تمام رسالہ خان اور کربلا مین آکر جمع ہوے - شہر کی خلقت

ہمکو ایسا منظور ان مجموع آتش افروزیون کا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی طرف سے
ہے پس ایسا شخص جو متنازعہ فیہ سرکارین عالیتین ہو چاہیے کہ وہ شہر سے نکالدیا جاوے اوسکا
جواب یا بادشاہ کو کیا کہ آپ کو اپنی قلمرو و ملک مین ہر شخص کے رہنے نرہنے کا اختیار ہے۔
روز یکشنبہ ۹۔ ربیع الاول مرزا علی رضا بیگ کوتوال شرف الدولہ کے پاس آئے
حکم قضا شیم اخراج بلد سنایا شرف الدولہ حکم محکم سرکار کو عین طریقہ نجات اپنا سمجھکر
متوجہ و سرگرم طلب کرانچی ڈاک اور طیاری اسباب سفر ہوئی اور دو ساعت کے توقف
مین اپنا کام بانجام کیا یعنے ایک عرضی اپنی مصیبت تازہ کی مثل باوصر صاحب رزیڈنٹ
کے پاس منڈیانون مین بھیجی حکم ہوا تم اپنے گھر سے سوار ہوکر لوہے کے پل سے سیدہے
چھاونی مین چلے آو خلاصہ کوتوال بھی صاحب رزیڈنٹ سے خائف رہتے تھے اور دربردہ
اپنی خیرخواہی دکھاتے رہتے تھے اور سرکار کے ایسے کام کو خوب سمجھتے تھے شرف الدولہ
کو گاڑی مین سوار کر رومی دروازے تک ساتھ آئے خود داخل بڑے امامباڑہ ہوے وہ
لوہے کے پل سے حاضر حضور بڑے صاحب ہوے عرض حال کیا حکم ہوا کرایے کے بنگلے مین جاکر رہو
اور یہ کیفیت رپورٹ صادر کی کہ شرف الدولہ مہتمم اہل وثائق فردوس منزل انکی حفاظت اور کفالت و وکالت
متعلق سرکار ہے ہمنے وصی علیخان کو مخرب فتنہ پرداز سلطنت سمجھکر شہر سے نکلوادیا بادشاہ نے اپنی نافہمی کے
...ہی اونکی بدلے شرف الدولہ کو نکلوادیا ہماری موجب توہین ہوا یہ ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی ہوتی جاتی ہے
غرض جب خبر چھاونی مین رہنے کی سرکار مین پہونچی چوبدار سلطانی اور کوتوال کی روبکاری
...ی کوتوال نے کہا مجھے گھر سے کانپور روانہ کرنے کا حکم بھیجا تھا نا کہ شہر تک نکالنے کا حکم
...ن پہونچا اور نہ حکم ساتھ جانیکا ہوا تھا وگرنہ مین دریاے گنگ تک پہونچا دیتا بعد اسکے
...ا پرچہ پیام صاحب رزیڈنٹ بعد حصول جواب صدر اوسی مضمون واحد کا پہونچا حکم سلطانی
...لہ ہمین بہرحال خلاف مرضی نواب گورنر جنرل کوئی امر ملحوظ خاطر نہین اونھین قیام
...کا اختیار ہے لیکن شرف الدولہ نے صاحب سے عرض کیا کہ اہلکاران شاہی کی بدگمانی
...ہ سے ہے آپ کو معلوم ہے مین کہانتک آپ کو تکلیف ہر امر خاص مین دیا کرونگا کوئی
...لکوفہ تو نکالین بہتر یہ ہے کہ جبتک اونکا رفع بدگمانی میری طرف سے ہو حضور سے آپ...

بمجرد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سلامی توپ کو حکم ہوا اور سکا جواب رکن رکین سلطنت نے حسب ضابطہ بہت بنا بنا کر رنگین کر کے لکھا مگر صاحبان نہم ایسی تحریرات سے حیران ہوتے تھے کہ بادشاہ کا سراسر فائدہ گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے فائدے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑے دیتے ہیں کیسکو گمان تھا کہ ان الزامون سے سرکار کو خود منظور ہے۔

مرزا وصی علیخان کا شہر سے نکالا جانا

مرزا وصی علیخان متواتر بڑے صاحب کے حکم سے شہر سے نکالے گئے مگر وہ اپنے کردار عادل سے باز نہ آئے اور حضور عالم نے بھی بڑے صاحب سے فہمائش کی اور انکے بہکانے سے کسیطرح نمانا اور ہمیشہ سبک سمجھتے رہے ہر چند دو تنخواہون اور خیر اندیشون نے متواتر عرض کیا کہ اگر آپ کو انسے سلوک کرنا منظور ہے سب طرحکا اختیار ہے اسکا مال اچھا کبھی نہوگا بڑے صاحب کی ناراضی آنا ہے سلطنت کا بگاڑنا ہے مگر وہ کب سنتے تھے خلاصہ۔ تاریخ شہر ربیع الاول روز جمعہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۹۔ دسمبر ۱۸۵۳ء مرزا وصی علیخان پینس مین سوار ہو روانہ قصبہ کاکوری ہوے۔ ۹ بجے رات کو اپنے دوست خاص قدیم میر منشی معزول گورنمنٹ مسیح الدینخان کے گھر مہمان ہوے صبح کو اونکے عیال بھی جا پہونچے پھر وہان سے چھپکر رات کو میانے مین سوار حضور عالم کے پاس آنے لگے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان وغیرہ بڑے صاحب کو خبر پہونچاتے تھے ایکدن بڑے صاحب نے ایک رئیس کاکوری سے پوچھا کہ یہ شخص مہمان خانہ منشی ہوا سبب عرض کیا کہ اونھون نے فرمان نیکنامی اپنی حسن خدمت کا پایا ہے اسمین مندرج ہے کہ ممالک محروسہ شاہی مین جہان چاہو بود و باش اختیار کرو بس اسصورت مین خصوصیت منشی کے گھر کی نہی غرض اب ہر روز کے انقلاب تازہ سے لوگونکا توہم زیادہ ہوا کہ خدا خیر کرے خدا کے امرے کو تقدیر جلا تا ہے تقدیر کے امرے کو کون جانے آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔

نکلنا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا حکم بادشاہ سے اور منڈیاؤن مین بھیجا جانا

چونکہ پیام شاہی صاحب رزیڈنٹ کو اس مضمون کا آیا کہ جیسا آپ کو سلطنت نسبت مرزا وصی علیخان کے

اور ماتحتوں میں اس سے واقفیت بھی نہیں اور جو کہ ایسے عمل پیچیدہ ہوا ہو وہ میری حالت
وارد ہوا تھی جس کی ابتدا ہوگئی تھی [illegible] جیسی صورت کی اور اسکے بعد بھی ملازمان سے بھی
قرار [illegible] لکھا گیا [illegible] ہوگئے [illegible] کسی [illegible] سے [illegible]
[illegible] طلب ہوا اگر ان بادشاہوں [illegible] ایک [illegible]
[illegible] تھے [illegible] نسبت [illegible]
[illegible] ہوا [illegible] عمل [illegible] گئے چنانچہ [illegible]
[illegible] کیا [illegible] جاتے تھے [illegible]
[illegible] جس [illegible] ایک دن
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انجام
[illegible] اولی الامر [illegible]

محبت نامہ گورنر جنرل بادشاہ کے واسطے

[illegible] محبت نامہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جب سنہ ۱۲۵۹ھ مطابق ۲۲-اپریل سنہ ۱۸۴۳ع ۶۰ برس سے کم ہو کر مر گئے سپرد خاک کانپور کیا پہلے کربلاے معلی تابوت بھیجنے کی تجویز تھی پھر ممکن نہوا نعش لکھنؤ لائے اونکی ماں کی پہلو مین دفن کیا اب وہ املاک پدری و مقبرہ داخل حصار گجمی بھون ہو گیا بعد اسکے مہدعلیخان اور اونکی بہن لکھنؤ مین مصلح السلطان انجم الدولہ کے پاس آکر رہین حضور عالم نے سو روپیہ ماہواری مقرر کر دیے مہدعلیخان عارضہ چیچک سے مر گیا بہن کی شادی ڈپٹی کاظم حسینخان سے ہوئی میان عنبر نے حق نمک نواب روشن الدولہ ادا کیا یعنے جس قدر اسباب زیور وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس رہ گیا تھا اوسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی بھی مر گئیں مدفون کربلاے میر خدا بخش مرحوم ہوئی بے اولاد رہی میان عنبر اپنی دیانت و امانت سے مختار خانہ ڈپٹی صاحب ہین ڈپٹی صاحب دو برس کی رخصت لیکر سیر لندن بھی کر آئے دو ہزار روپیہ سرکار سے زاد راہ بھی پایا اخلاص امراے ہندوستان کا ایسا ہی حال اکثرون کا ہوتا ہے آل اندیشی نہین جانتے ہین اور وقت فراغت قدر روپیے کی نہین کرتے آخر انجام یہی ہو جاتا ہے اس ریاست مین دو وزیرون کے گھر کا قیام فی الجملہ ایک نواب منتظم الدولہ کا دوسرے نواب امین الدولہ مرحوم کا اگرچہ بعض وارثون نے اپنے ہاتھ سے اپنی بربادی و خرابی کی ہے مگر ریاست و املاک سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

روبکاری خاص جو بادشاہ نے رفع مظنہ رزیڈنٹ کی

ایک دن مسیح الدولہ سفیر شاہی نے رزیڈنٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی رات کو کوٹھی مین آگئے تلنگہ نے بندوق ماری وہ پائین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا مظنہ آپ کو وصی علیخان کی نسبت ہوا ہے تب بادشاہ اسکی خاص روبکاری اپنے سامنے کیا چاہتے ہین فرمایا بادشاہ کو اختیار ہے ہمین اس روبکاری سے کچھ سروکار نہین غرض حکم بادشاہ سے کپتان بارلو ملازم کپتان آر صاحب بکیپ ہمراہ منشی وصی علیخان حضور عالم حاضر ہوے پہلے بادشاہ قرآن شریف اپنے ہاتھ مین لے کر فرمایا خدا یا تو شاہد حال ہے کہ کبھی مجھے ایسا مظنہ یا خیال ایسے امر بالا کا خاطر مین نہین گذرا نہ گذرتا ہے اور نہ گذریگا اور ہرگز ایسا امر گوارا نہ کرونگا

دیکھہ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرف سے رخنہ بندی کرکے خوب ہاتھہ صاف کیا
خان سپیر اور راو نکی اولاد رشید سے مرجعیت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے
موافق روایات مشہور قضاے مبرم یا علق سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت
فردوس منزل ہوے نواب خوف ورجا مین تھے بادشاہ کو بدل انکا منصوب رہنا منظور
تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات کنبوہ کو اپنے پاس نرکھین لیکن نواب اپنی فہم سے ستوفی
ہوے انکی مفارقت گوارا نکی ۲۲ - لاکھہ سرکار شاہی مین دیے ۷ - لاکھہ عملہ کو دے کر
نجات پاکر روانہ کانپور ہوے -
جرنل صاحب محمد حسنخان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ہاتھہ سے
اپنے تئین برباد کرینگے مین بھی انکے ساتھہ خراب ہوجاؤنگا کنبوہ انسے جدا نہونگے -
دس لاکھہ اپنے رسوم جرنیلی وغیرہ لیکر علٰحدہ ہوگئے اکبرآباد جاکر قیام کیا اور آج تک
اچھی طرح سے بسر کرتے رہے حکام بھی انکے چلن سے راضی رہتے عنایات عالیات بھی ہوا کئے
خلاصہ کئی برس کے عرصے مین تغیر ہا پچاس لاکھہ روپیہ صرف کیا تین لاکھہ روپیہ کا علاقہ
راجہ رسدہان کے راجہ کا لیا تھا معرفت حضرات کنبوہ وہ بھی بہ نقصان ہاتھہ سے گیا پشمینہ
پوشاک تین لاکھہ روپیہ کا خرید اتھا انیس ہزار روپے پر ساہو جی کے پاس رہن ہوا لاکھہ
روپیہ کی تلوارین مول لی تھین احمد علیخان داروغہ بسفارش کنبوہ ہوے تھے گھر مین آگ
لگا کر کہا وہ تلوارین سب جل گئین نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلوارین آئی تھین
اس عاصی نے بھی اونھین دیکھا تھا کلکتہ مین جا کر بکین اسیطرح سب اسباب گھر کا نوبت
کی غفلت وبیخبری سے تلف یا بخیانت ہوا یا کوڑیونپر بکا محبوبا کسبی جو انکے گھر مین تھی وہ
بھی مرگئی پہلے منشی کسبی تھی وہ بھی مرگئی ایک بی بی نکاحی فضل علیخان کی بیٹی جسکے
بیٹی کی شادی سید علیخان نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی ایک حسینی جس سے جرنیل صاحب مین
محبوبا سے مہدی علیخان بیٹا ۱۳ - برس کا اور ایک بیٹی تھی ان صدمات اور آلام روحانی سے
نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوے جرنل صاحب باپ کے دیکھنے کو اکبرآباد سے
آئے چاہتے تھے کہ مہدی علیخان کو میرے سپرد کرین مین تعلیم وتربیت کرون مگر آخر ۱۲ شہر

ہوے اور نواب بھی قائم مقام اپنا سمجھتے تھے کس واسطے کہ نواب باوجود اس تسلط تام کے پھر بھی بادشاہ کی طرف سے کھٹکا رہتا تھا اور روشن الدولہ دربار مین صبح سے تا وقت استراحت حاضر رہتے تھے اور بجا آوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے جب مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے نظامت بیسواڑے سے موقوف ہوگئے تھے کئی مہینے تک نظامت اشرف الدولہ رضا علیخان کو رہی بعد اسکے نواب روشن الدولہ کو نظامت ہوئی انھون نے بڑے مرزا کے کہنے سے میر عسکریخان بیٹے میر زین العابدین کو اپنی طرف سے مختار کر کے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۲۲۔ لاکھ تحصیل کیے تھے میر صاحب نے ۲۶۔ وصول کیے اسپر کئی برس کی نظامت سے ۲۲۔ لاکھ عین المال اپنے مصرف مین لائے نواب معتمد الدولہ نے معاف کروا دیے تین دن تک روشن الدولہ حاضر نہوے جب طلب ہوے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت کیا بعد ازان نظامت راجہ بختاور سنگہ کو دی انھون نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگہ بہادر کو دی اونھون نے اون سے بھی زیادہ ظلم و تعدی سے لیا مگر روشن الدولہ کو زر واجبی موافق اقرار کے دیا مثل مشہور ہے مرتی مار و مرے مجبور انھین خصوصیات سے نواب معتمد الدولہ نے نظام الدولہ سید علیخان اپنے بیٹے کی شادی انکی بیٹی سے کی بہت تکلف اور دھوم دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہر مین زبانزد خلائق ہے اور اس زمانے مین مثل افسانہ۔

خلاصہ بعد معزولی و خرابی معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ معطل و خانہ نشین ہوے اور معتوب بادشاہ اور بحال عسرت و تنگی معاش اور اخراجات روزمرہ حد سے زیادہ گذرا حالانکہ راجہ بختاور سنگہ اپنی مخبری و نیکنامی سے پانسو روپیے دیے جاتے تھے مگر انکے اخراجات کب وفا ہو سکتے تھے جب منتظم الدولہ وزیر ہوے اپنی ناموری و ہمت سے پانسو روپیے مقرر کر دیے تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی یہ اوسے اپنی فتوح سمجھے تھے جب نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی موقوف ہوے بسفارش صاحبان عالیشان اور بتجویز رکن رکین سے وزیر اعظم ہوے تاج الدین حسینخان جو ہمزبان وزارت منتظم الدولہ اپنے خیال خام کے واسطے ہوے تھے وہ بھی بسبب نافہمی ان کی بدولت ناکام رہکر راہی کانپور ہوے تھے بعد چند روز کے نواب روشن الدولہ کو مزاج اقدس شاہی مین مداخلت کلی ہوئی اور رتق و فتق مہمات سلطنت از سبکہ باغ نسبت معتمد الدولہ

اور ناموافقت رزیڈنٹ جو مدت سے یہان مین ہو رہا تھا روانہ اجمیر ہوے جنرل لو صاحب
کے اسسٹنٹ ہوے وقت روانگی بادشاہ کے پاس نہ آئے صاحب رزیڈنٹ خلاف معمول
آئے رزیڈنٹ اپنے خلاف ہونے سے ساتھہ نلائے کپتان ہیر صاحب اجمیر سے اونکے مقام پر ہوئے

احوال پُر اختلال نواب روشن الدولہ اور اونکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسینخان عرف مرزا انچھو صاحب بہت مرد فیاض سیر چشم صاحب
اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گرویدہ گری مین کامل تھے لیکن خراج و مصرف غافل
مآل اندیشی سے شمہ اونکا احوال عبرت الناظرین سمجھہ کر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے
باپ نواب اشرف علیخان بموافقت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پدری ان دونون کے حصہ
مین آیا مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑی چلن سے رہے اور بہت امارت سے بسر زندگی
کی متروکہ منسوب بمہر مادری دے کر کروا لیا ہر چند جب ازواج اور اولاد مرحوم جنت آرامگاہ
کی در دولت پر داد خواہی کو گئے بخوبی سنا اور محول نواب گورنر جنرل لارڈ مایرا صاحب کی
تشریف آوری پر رکھا تھا منجملہ اور سب مقدمات کے اس عرصے مین انتقال ہوگیا یہ مقدمہ
بھی رہ گیا فضل علیخان اور مرزا حاجی کی بدولت مستحقین اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھہ
روپیہ اپنی دلالی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے طیبہ بیگم کو سمجھایا کہ پھوپھی صاحبہ یہ سب حقدار اپنے
حق سے محروم رہے جاتے ہین ایک لاکھہ کی تقسیم مین یہ راضی ہو جاینگے مظلمہ آخرت سے
آپ بچ جائیے گا کسی نے نسنا مرزا بہادر علیخان اور شرف الدین علیخان یہ دونون بھائی بھی
دربار مین حاضر رہتے تھے اور صغیر السن بھی تھے اور یہ دونو صاحب لیاقت بھی تھے خصوصاً
بہادر علیخان بہت صاحب سلیقہ تھے حضرت خلد مکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ
کے مقرب و مخرب خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا ہو لئے تھے جتنا ترکہ پدری کئی لاکھہ روپیہ کا ہاتھہ
آیا وہ مہاجنون نے اپنے قرض مین لے لیا اور اخراجات بیہودہ اوسیطرح رہے مگر اپنی
یاوری قسمت سے نواب معتمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہانتک نواب کی فرمابرداری
حاضر و غائب کی کہ موجب وثوق اعتماد کلی ہوگیا تھا اسی جہت سے داخل زمرہ مقربان جانثار

لائے۔ روز سہ شنبہ ۲۰ جنوری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آئے سرگذشت سفر حالات میور
کا ذکر رہا رخصت ہوئے نواب گورنر جنرل کا کانپور سے سیدھے چلے جانا اور اس قرب پر
لکھنؤ تشریف نہ لانا اور سفیر شاہی کا باریاب ملازمت نہ ہونا اور معتمد کا خلعت ہونا موجب
تفکر اور اندیشہ انجام کا سبکو خیال آیا نواب معتمد الیہ کی ملاقات شاہ کے نہ کرنے سے
نتیجہ انتزاع ملک ظاہر ہوا کہ مکنون خاطر یہ تھا پھر کیونکر ملاقات کرتے اور یہ خیال جب بھی
ادھر کسیکو نہ آیا کہ ظاہری مظالم کہ اپنی ہی فوج و حکام جدھر جاتے ہین اپنا ہی علاقہ
و رعایا کو بے سبب لوٹتے ہین ایسی صریح ظلمون سے تو باز رکھین۔

ایک اور حیلہ معترضہ یہ ہوا کہ ۱۷ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ روز سہ شنبہ مطابق ۹۔ مارچ
۱۸۵۶ء صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس تشریف لائے عرضی نواب مصطفے علیخان
بہادر خلف ارشد حضرت جنت مکان محبوس و مایوس سلطنت مع محضر گواہی ۲۳۰ اشخاص
مشتمعہ رکن رکین سلطنت قدیم و جدید نے دی جو از راہ استغاثہ نواب گورنر جنرل کلکتہ
بھیجی تھی اور جب سررشتہ دستخط وغیرہ جو معمول دفتر ہے سب تھا صاحب رزیڈنٹ پر یہ سب
جعل و فریب و کار سازی نسبت مرزا وصی علیخان ثابت ہو گیا اور متواتر اونھین کا نام لیا
چنانچہ نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ مہر آپکی ہے عرض کیا فی الحقیقت
مہر ہماری مگر ہم نہین واقف اور نہ خود ہمنے مہر کی بڑے صاحب نے کہا ہمین خوب ثابت ہے کہ
کہ یہ کام فقط وصی علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہر کن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک نقل
اوسکی اپنے پاس رکھ لیتا ہے مرزا صاحب نے اوسی مہر کن کو کچھ دیکر یہ مہرین ثبت کی تھین
اور لطف یہ ہے کہ اوسی مہر کن نے خود بڑے صاحب سے جا کر یہ احوال کہدیا اور خود کانپور چلا گیا
غرض جب اس محضر اشخاص کی تحقیق ہو چکی تحریر صاحب رزیڈنٹ اہل دفتر کلکتہ سے ہوئی
یعنی غرض اس اہتمام و فریب سے موقوف ہو گئے مگر مطلب اس سے مستغیث کا کچھ حاصل
نہ ہوا وجہ اسکی تو ظاہر ہے کہ نہ الگ اور ہی پاداش اعمال منظور تھی پھر کسکے حق اور مستحق بنا
خیال کرتے۔

۲۰ مئی سنہ الیہ مطابق ۱۹ رجب سنہ الیہ کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ بسبب نالش

کا مال اس قدر بیش قیمت تھا کہ سب اپنے صاحبوں کو [illegible] کا [illegible]
اشتی لاکھ کا نقد و جنس تھا کسی ریزیڈنٹ [illegible] سب کو [illegible]
لالا مل [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اپنے [illegible]
کیا [illegible] میں [illegible] نواب [illegible]
[illegible]
[illegible] نواب [illegible]
آغا علی خاں اپنے [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تھا [illegible]

ریذیڈنٹ کا ملاقات نواب گورنر جنرل [illegible]

[illegible]
نواب گورنر جنرل [illegible] ملاقات [illegible]
فرماویں نواب [illegible]
[illegible] نواب [illegible]
[illegible]
وہاں سے [illegible] الہ آباد [illegible]
[illegible] نواب
گورنر جنرل [illegible]
[illegible]
ولیعہد حضور عالم بہادر تا کہ چار باغ تک استقبال کو گئے اور [illegible]

مرشدزادہ اور فاق بنت آ[illegible] انکا وے مرض الموت جنینہ و بائی سے انتقال کیا نواب حسین [illegible]
اور انکا سگا بھائی اولاد مین تھا اور ایک پوتا خاص محل سگی بہن میر محمد اکبر گیدان اور
محمد [illegible] سالہ بزمانہ حضور عالم مین وے تھے باقی اور خواہین تھین نوابنے بہت سلیقہ
سے جلہ ساتہ لاکھہ روپیہ جمع کرکے اوسکے نوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سبکے خریدے
تھے اور بظاہر کسیطرح کا فساد و خدشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکر گزار
تھے اپنے گھر مین اپنی مان کی پہلو مین دفن ہوے عہد دولت حضور عالم مین معرفت میر
محمد حسین ناخل بموجب فتواے مجتہد العصر سب متروکہ مرحوم کئی لاکھہ روپیے کا داخل مہر
مسماۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامہ فساد لکھنؤ کے ایک اونکی بی بی مسماۃ
حسینی خانم ایک شاہزادے کی خدمت مین آئی الہ آباد مین مرگئی وزیر بیگم بھی محتاج
نان شبینہ ہو گئین حضور عالم کچھہ کفالت کرتے رہے بی بیون کا یہ حال ہوا لونڈیون کا کیا
حال ہوا ہوگا اونکے مقبرے مین کوئی صاحب بکرایہ رہتا ہے اوسے اپنی طور پر درست کر لیا ہے

انتقال خاص محل نواب معتمد الدولہ

۱۲ شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۸۵۱ء نواب بیگم خاص محل
نواب معتمد الدولہ مرض الموت سے مرگئین نواب شیر جنگ کے باغ مین اپنی بیٹی کی
پہلو مین دفن ہوئین انکی تنخواہ وثیقہ دو ہزار عطیہ حضرت خلد مکان اور ساڑھے بارہ سو
ترکہ نواب اور ہزار روپیہ منجملہ وثیقہ بیٹی کے از راہ حق مادری بموجب تحریر وصیت نامہ نواب
وارثان شرعیہ مسماۃ پیاری بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم اونکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی
سگے بھائی مرحومہ پر تقسیم ہوا تنخواہ لونڈی غلام اور خرچ مجالس وغیرہ موقوف برضامندی
وارثان رہا مرزا جمشید قدر شاہزادہ بیٹا مرزا آسمان قدر نواسہ داماد مرحومہ نے چار لاکھہ
روپیہ کے ترکہ [illegible] کیا کہ بعد اوسکے وہین تقسیم وثیقہ ہو لیکن اسکی شنوائی نہ ہوئی [illegible]
[illegible] سے اتمام یا نون [illegible] امید انشاء اللہ تعالٰے کوئی عملہ موافق ہوا اگر حسب طلب تحریر
بلطف [illegible] تا نوات وشرائط احکام کا نیور سے ہوئی تھی مگر سب جعل تھا اور وہ بھی [illegible]

مدت عمر کسی عورت سے واقف نہوے یا ناصر الدین شاہ طہران اس کثرت سے محروم ہین حالانکہ اہل ولایت ہین۔

شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیوان قدر مرزا ولی عہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے ہوئی بہی بھائی بادشاہ کے ۱۶۔ ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۴۹ع ساچق روز دوشنبہ حنابندی روز سہ شنبہ ۱۸۔ ماہ مذکور برات ۱۹۔ کو رخصت عروس ہوئی بادشاہ لباس شہانی سے موافق دستور زمان قدیم جامہ رنگین تاج شاہی ضیغہ سرپیچ سے اور سب اقربا اور ارکان دولت لباس سرخ سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت تکلف ہجوم اہل شہر سے کوچہ و بام بھرے ہوے سڑک پر بازار اطعمہ و نوا کہات کا تہا یہ جلسہ بھی غنیمت تھا

شادی جرنل صاحب بہادر

شادی مرزا فریدون قدر جرنل صاحب بہادر حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی ۲۲۔ ذیحجہ روز یکشنبہ مطابق ۱۹۔ اکتوبر سنہ الیہ ساچق و حنابندی روز دوشنبہ برات صبح سہ شنبہ ۲۴۔ ذیحجہ ۲۱۔ اکتوبر ۸ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت و اقربا لباس سرخ پہنے سوار ہوے جب برات گاؤگھاٹ کے باغ کے دروازے پر پہونچی سب وہان سے رخصت ہوے مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوے کہ محرم تھی سہ پہر کو رخصت ہو داخل حیز منزل ہوے۔ تین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام شرف الدولہ سے رہا۔ روز چہارشنبہ ۲۲۔ اکتوبر صاحب رزیڈنٹ مع صاحبان عالیشان بارہ دری فرح بخش ہین بتقریب ضیافت تشریف لائے حسب معمول عطر پان لیکر رخصت ہوے۔

انتقال نواب جعفر علیخان

۱۳۔ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۲۔ اگست ۱۸۵۳ع عماد الدولہ نواب جعفر علیخان

رشید. اصول فقہ تعلیم و تلقین احکامات شرعیہ اور دینیہ سے پس پردہ عصمت سے دیا کرتے تھے نواب ممتاز الدولہ کو انکا تسلط و اختیار اندرون و بیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ بس نہین چلتا تھا بیگمصاحبہ کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت ہوگئی تھی آخر باستصواب رزیڈنٹ و بحکم بادشاہ وقت فرائضۂ نماز عصر سلخ شہر رجب ۱۲۷۱ھ مطابق یکم جون ۱۸۵۵ء چپراسی دیوان عام سلطانی و سپاہی خدمت مولویصاحب مین آئے دوگوش بنیے پیادہ پاسپان خاص عام مولویصاحب کو شہر کے باہر نکالدیا گئی گاڑیان عیال کے پیچھے روانہ ہوئین وقت روانگی جو کچھ گھر مین تھا عین المال سیاد ہوا ہرچند جناب عصمت مآب نے نظر بحقوق تعلیم امور شرعیہ مانع و مزاحم ہوئین مگر کچھ اثر نہوا مولویصاحب نے کانپور سے اپنے بیٹے کو ڈاک مین روانہ کوہ شملہ کیا میر منشی کو عرضی افغانہ دی بحکم نواب گورنر جنرل صاحب رزیڈنٹ نے استرداد اسباب کروادیا جسقدر دستیاب ہوسکا. بلگرام سے بھی جو کچھ آیا تھا لیکن بیگمصاحبہ نے اوسکا نعم البدل عنایت کیا۔

شادی حضرت سلطان عالم

۴ - شہر شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جون ۱۸۵۵ء عروسی حضرت سلطان عالم تیسری صاحبزادی حضور عالم سے بشرط و شروط حسب المرضی بادشاہ ہوئی ہرچند حضور عالم کو بپاس خاطر نواب مخدرہ عظمیٰ اور بظاہر از راہ ہندوستان زائے بھی اس کثرت ازدواج مطہرات پر بہت ناگوار تھا مگر اطاعت و فرمانبری بادشاہ و قیام عہدہ وزارت مقدم تھا اور خلاف اسلاف کرام بھی یہ امر تھا خاندان تیموریہ اور اس خاندان عالیشان سے آج تک قرابت چلی آئی ہے خاصہ سوائے نواب مخدرہ عظمیٰ کے سب محلات معلّیٰ اور جناب عالیہ شریک عروسی تھین صاحبات محل موجب خوشنودی بادشاہ مثل خواص کام خدمت کرتی تھین بعد چند روز کے نواب مخدرہ عظمیٰ کا رنج ملال حضور عالم سے ہوگیا یہ احوال اسیقدر سلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہ ہوان کی کثرت ازدواج پر موجب استعجاب نہین ہو بادشاہ بھی ہر مہینے مین دولہا بنتے تھے سلطان روم کے پانسو جورو ہے غریب کی البتہ ایک جورو سے مٹی خراب رہتی ہے اس خاندان مین نواب سعادت علی خان جنت آرامگاہ نے کیا سوائے نواب بیگم کے

بڑے بیٹے معتمد و بحضرت سلطان عالم جسپر تکلیف بشری تھی نواب اکرام الدولہ مرزا حسینخان کی بیٹی سے حضور عالم کی [illegible] سے ہوئی حسب دستور سلطنت تکلفات شادی محض خوشنودی والدین کے واسطے ہوئی۔

شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان خلف ارشد حضور عالم

شہر رجب ۱۲۷۰ھ مطابق ماہ مئی ۱۸۵۴ء شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان بہادر سگی بھانجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی میں نسبت سالگذشتہ کے طرح کا سامان اور تکلف تھا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے۔

روز جمعہ ۱ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور تلنگون سے دو پیسے کی مٹی کی ناند پر جھگڑا ہوا نوبت کشت وخون پہونچی طرفین میں مجروح و مقتول ہوے کوتوال کے سپاہی اور راجہ بختاور سنگھ نے آکر تصفیہ کیا بعد اس معرکہ کے بادشاہ بھی سوار ہوکر قیصر باغ تشریف لائے۔

اخراج مولوی علیحسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنؤ بھی تماشاگاہ عالم ہے اس شہر کی قدر ومنزلت اہل شہر کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کے خصوصاً بلاد ہندوستان کی سیر وسیاحت کر آئے ہیں اور ہر فرقے سے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہیں اکثر غریب باشان لکھنؤ کو بے محنت بے مشقت فراغت معاش سے ہوئی ہے اور شہرت فقط اعتبار ظاہری سے مشہور ہو گئے ہیں ازانجملہ مولوی علیحسن بلگرامی بھی شہرۂ آفاق ہوے لوگ انکے بھی نصیب کی قسم کھاتے ہیں چنانچہ حکیم بندہ رضاخان کی بدولت نواب مبارک محل کے وثیقے سے سو روپے علیحدہ ملتے ہیں اور اسیقدر نواب مخدرہ علیہ کے نوٹ سے ہمیشہ پہونچتا ہے اور یہ مشاہرہ اختیار متولی اور مختار کار سے باہر ہے گورنمنٹ سے بموجب تحریر وصیت علیحدہ ہوکر ملتا ہے میر سید جان ہموطن ان کے میر منشی نواب گورنر جنرل کی سعی وسفارش سے یہ صورت ہوئی لوگ کہتے ہیں کہ انھون نے طریق تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطان عالیہ بیگم سے بہت کچھ حاصل ہوا وہ اونکی شاگرد

روانگی ایک گاڑی مین سوار ہوے نشیب و فراز راہ سے گاڑی اولٹ گئی دونون کے چوٹ خوب لگی راہ مین میر محمد اکبر بہت سختی سے پیش آئے بامید طمع زر کہ ان سے کچھہ آتھہ آوے ثابت الدولہ کے ہاتھہ مین کئی انگوٹھیان تھین لی لین اور کچھہ تھا پانی نہین دیتے تھے بچے پیاس سے تڑپتے تھے بہزار خرابی دریا کے پار اوترے جان بچی ایک مکان کرایہ کا لیکر رہے پھر ہر ایک اپنی تلاش معاش کو ہر طرف گیا ۱۱- ماہ رمضان روز دوشنبہ مطابق ۲۲- جولائی رضی الدولہ وحید الدولہ پہلے در دولت پر حاضر ہوے جب حکم ہوا برنڈن صاحب کی گاڑی ڈاک مین روانہ ہوے یہ صاحب انھین کا ساختہ پرداختہ تھا کانپور تک پہونچایا اپنے حق احسان سے ادا ہوا۔

[illegible] الدولہ ان سب مین صاحب قوت تھا وہ رامپور بریلی گیا اتفاقاً قطب صاحب کے میلے [illegible] شاہ موافق معمول آئے تھے یہ بھی وہان گیا لوگون نے بادشاہ کے سامنے بجبر گرایا [illegible] اسواسطے کہ اپنے علم موسیقی سے بے بہرہ تھا قطب الدولہ فن ستار مین کامل تھا [illegible] تھا نواب محمد علیخان کا چند روز تک نوکر رہا نواب نے ایک دن ثابت الدولہ [illegible] تنخواہ سے بلایا پہلے یہ اپنی نخوت سے نہ گئے آخر قطب الدولہ کے سمجھانے [illegible] نواب محل مین چلے گئے خدمتگارون نے انسے کہا تمنے نذر [illegible] سے ہوے تقرب شاہی نہین گئی گفتگو بڑھی بچا ملک بند کرکے [illegible] سڑک پر نکلے کپڑے پھٹ گئے کھڑیان ہوکر مین تھین جتنا ہنر [illegible] لیا نہوا ولنا چرمانہ میر پڑ گیا سے بسر کرکے بعد چند روز کے [illegible] لکھنو آئے چند روز تک نواب ممتاز الدولہ نے نوکر رکھا [illegible] گئے مگر ناکام ہے مصاحب الدولہ شمس الدولہ [illegible]

[illegible]	[illegible] خلعت ارشد بادشاہ

[illegible] شادی مرزا نوشیروان [illegible]

سبحان اللہ خوش حالے وگرنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دو نون مع لحیون نے وہین انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵۔ رجب سنہ الیہ مطابق ۴ ۲ مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالہ ثروت دنیائے ناپائدار لبریز ہو چکا تھا گنجائش ظرف ذاتی مین نہ رہی اور جوشش باد نخوت سے نکلا اور فہمائش صاحب رزیڈنٹ مرتکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کے یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ اور قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان وغیرہ دفعتہ گرفتار قہر سلطانی ہوئے اصطبل سلاخ آہنی مین قید ہوئے انکی سب خدمتین خواجہ سرا اون کو ملین ہر چند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ دو برس سے معطوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی پاتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار مین حاضر رہتے تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردیف وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر انکو بھی داخل فرقہ خارجیہ کر دیا یعنے مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰۔ رجب روز یکشنبہ مطابق ۲۔ جون سنہ الیہ محبوسین خاص مع عیال و اطفال گاڑیوں پر سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوئے میر محمد اکبر کمیدان افسر محافظین ساتھہ روانہ کانپور ہوئے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا معاملہ ہو سرکار مین نالش کرے چنانچہ انمین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بعلت محاسبہ دواب وغیرہ کے دن کے واسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوئے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار الضرورت رضی الدولہ سے رخصت لیکر رام پور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھہ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر کے سی ایس آئی ستارۂ ہند والی بلرامپور و تلسی پور و چردہ وغیرہ مین ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ وقت

[illegible] نوروز بعض
[illegible] بانگ گو
[illegible] کوسوا ہوے اور
[illegible] ہوے

[illegible] عیش [illegible] ہی ختم نکان

[illegible] ایک جشن [illegible]
[illegible] اور نکورہ
[illegible] منسوب تھی پر شادیون کی
[illegible] نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر
[illegible] سلطنت آرا بیگم [illegible] الدولہ
[illegible] بیٹے بھانجے نواب محسن الدولہ
[illegible] نواب سلیمان محل سے تھے
[illegible] کتخدا ہوے اس شادی کی
[illegible] روانہ عتبات عالیات ہوے -
[illegible] اپنے بیٹون کی شادی اپنی اقربا
[illegible] توفیق ہمرے راہ نیک اختیار
[illegible] مشہد مقدس میں تاہل کی جمعیت نکاح
[illegible] بسر اوقات خود خیرات کرتے تھے
[illegible] مسافرین ہندو وغیرہ اور کبھی مکان خریدے تھے [illegible]
[illegible] سے بسر کیا کیے زائرین بالاتفاق [illegible]
[illegible] اور بڑے ہوے تھے [illegible]
[illegible] نواب [illegible] اختیار کرے [illegible]
[illegible]

سبحان اللہ خوشا حالے وگرنہ اہل لکھنؤ کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دو نون تا معون نے وہین انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵ رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴ مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالہ ثروت دنیاے ناپایدار لبریز ہو چکا تھا گنجایش ظرف ذاتی مین نرہی اور جوشش باد نخوت سے چھلکا اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ مرتکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کے یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ اور قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان وغیرہ دفعتہً گرفتار تہر سلطانی ہوے اصطبل سلاح آہنی مین قید ہوے انکی سب خدمتین خواجہ سراؤن کو ملین ہرچند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ دو برس سے معطوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار مین حاضر رہتے تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو رد لیت وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر انکو بھی داخل فرد خارجیہ کر دیا یعنے مہاراج بہادر مدت سے وانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰ رجب روز یکشنبہ مطابق ۲ جون سنہ الیہ محبوسین خاص مع عیال و اطفال گاڑیوں پر سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوے میر محمد اکبر کمیدان افسر محافظین ساتھ روانہ کانپور ہوے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا معاملہ ہو سرکار مین نالش کرے چنانچہ انمین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بعلت محاسبہ دوابہ غیرہ کے دن کے واسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار الضرورت رضی الدولہ سے رخصت لیکر رام پور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل مہاراجہ دگبجے سنگہ بہادر کے سی ایس آئی ستارۂ ہند والی بلرامپور و تلسی پور و چردہ وغیرہ مین ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ وقت

تین دن کی روشنی تماشا منڈی وغیرہ باغ سے تحسین گنج تک متعلق شرف الدولہ تھا
دونوں طرف کنارہ دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوسیار باغ کے تھی
ہجوم کثرت تماشائے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کو سوار ہوئے اور
رسومات عروسی سب محل مین روبروے بادشاہ ہوئے۔

کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۴ رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۷ اسی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت مکان
کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیون کی اتفاقاً روز دوشنبہ ۷ ماہ مذکور وہ
شاہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منصوب تھی پرساون کی
غفلت و بیخبری سے اوسے ہیضہ محتبس ہوا انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر سے
صدمہ روحانی ہوا حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم معتمد الدولہ
محمد تقی خان عرف منجھلے آغا۔ دوسری بیٹی مرزا ابراہیم خان سے یعنے بھانجے نواب محسن الدولہ
سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان العالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے تھے
عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے بیٹے مرزا ابو القاسم سے کتخدا ہوے اس شادی کی
نسبت سے مرزا ابو القاسم خفا ہو کر بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوے۔
بندر بمبئی تک ڈاک مین گئے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ اونھین اپنے بیٹون کی شادی اپنی اقربا
مین منظور تھی اور نکی بی بی نے اونکا کہنا نمانا اس بہت سے بتوفیق جبر سے راہ نیک اختیار
کی الحمد للہ کہ کئی برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس حاصل کی حیثیت تکلیف خرچ
بھی بہت اوٹھائی آخر پنشن سرکاری وہان پہونچا تھا اوسمین بسر اوقات خود نہ گزر کرتے تھے
باقی صرف مجاورین و محتاجین مسافرین ہند وغیرہ اور کئی مکان خریدے تھے اوسمین زائرین
قیام کرتے تھے جبتک جیتے رہے اسی زہد و تقوے سے بسر کیا کیے زائرین بالاتفاق اونکے
شکر گزار ہوتے تھے اور نواب مظہر علیخان مندرجہ بھی انسے زیادہ بڑھے ہوے تھے اونکی
کی تنخواہ بھی اونکو آتی تھی مجاورت ایسے ارض اقدس کی اس صورت سے اختیار کرے تو

سبحان اللہ خوشا حالے وگرنہ اہل لکھنو کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دو نون ملعون نے وہین انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵۔ رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴ مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالہ ثروت دنیاے ناپایدار لبریز ہو چکا تھا گنجایش ظرف ذاتی مین نرہی اور جوشش باد نخوت سے چھلکا اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ مرتکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کے یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ اور قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان وغیرہ دفعتہً گرفتار قہر سلطانی ہوے اصطبل سلاخ آہنی مین قید ہوے انکی سب خدمتین خواجہ سراؤن کو ملین ہرچند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ دو برس سے معطوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا معرفت حضور عالم وہ دربار مین حاضر رہتے تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردیف وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر انکو بھی داخل فرقہ خارجیہ کر دیا یعنے مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰۔ رجب روز یکشنبہ مطابق ۲۔ جون سنہ الیہ محبوسین خاص مع عیال و اطفال گاڑیون پر سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوے میر محمد اکبر کمیدان افسر محافظین ساتھ روانہ کانپور ہوے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص قرضخواہ ہو یا جسکا معاملہ ہو سرکار مین نالش کرے چنانچہ انمین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بعلت محاسبہ و دوابت وغیرہ کے دن کے واسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار الضرورت رضی الدولہ سے رخصت لیکر رام پور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر کے سی ایس آئی ستارۂ ہند والی بلرامپور و تلسی پور و چردہ وغیرہ مین ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ وقت

تین دن کی روشنی تھا ٹھ بندی وغیرہ باغ سے تحسین گنج تک متعلق شرف الدولہ تھا دونون طرف کنارہ دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوس پار باغ کے تھی ہجوم کثرت تماشائے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کو سوار ہوے اور رسومات عروسی سب محل مین روبروے بادشاہ ہوے۔

کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۹ رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۷ امئی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت مکان کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیون کی اتفاقاً روز دوشنبہ ۷ ماہ مذکورہ شاہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منصوب تھی پرسارون کی تعفنات وغیرہ سے اوسے ہیضہ محتبس ہوا انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر سے صدمہ روحانی ہوا حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم معز الدولہ محمد تقی خان عرف منجھلے آغا دوسری بیٹی مرزا ابراہیم خان سے یعنے بھانجے نواب محسن الدولہ سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان عالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے تھے عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتخدا ہوے اس شادی کی نسبت مرزا ابوالقاسم خفا ہو کر بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوے۔ بندر بمبئی تک ڈاک مین گئے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ اونھین اپنے بیٹون کی شادی اپنی اقربا مین منظور تھی اور ملکہ بی بی نے اونکا کہنا نہ مانا اس بات سے بتوفیق چیرے را نیک اختیار کی ا[illegible] مدکوئی برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس تہ دل کی محبت سے عیش سے بہت [illegible] آخر وقت سرکاری وہان ہو پہنچا تھا اوسمین بسر اوقات خوب [illegible] کرتے تھے باقی [illegible] مقامات مین مسافرین ہند وغیرہ اور کئی دکان خریدے تھے اوسمین [illegible] قیام کرتے تھے بہت سا [illegible] رہے [illegible] سے بسر کیا کیسے زائرین بالاتفاق اونکے [illegible] اور اب [illegible] ان [illegible] ہوسکے [illegible] کی خواہش [illegible] صورت سے اختیار کرے [illegible]

طرفین سے دو مرتبہ بادشاہ رزیڈنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس
موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ اور خلد مکان آیا کرین اسکے سوا جب ضرورت ہو
صاحب اسسٹنٹ حاضر حضور بادشاہ ہوا کرین لیکن بادشاہ کا پرچہ پیام بتصریح تمام کیا
اور اوسکے ہونیکا سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسو اسطے کہ نسبت اور سرکارون
کے اور اس سرکار کے سفیر مین فرق زمین و آسمان ہے لیکن صرف اکثر مصارف رزیڈنسی
مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسمین دار وغہ متعینہ کا بھلا ہوتا تھا وہ سر حساب ہو گیا
پیچ ہے ایک مرزا زمان بیگ باپ مرزا ثنائی ہوہی کہ نقط دار وغہ عمارت تھے بہت کچھہ
حاصل کیا تھا فرنگی محل مین بہت سی حویلیان بنالی تھین وہ بکرایہ جاتی تھین یہ امر محض
دولتخواہی جنرل سایمن صاحب کی بدولت ہوا اور نہ کسی رزیڈنٹ کو اسکا خیال ہوا تھا
کہ جز رسی سرکار کرتا چنانچہ بعد انتقال جنت آرامگاہ دوسری کوٹھی ضیافت رزیڈنٹی مین
بنی وگرنہ پیشتر اسکے خیمے مین چاکر پانی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکٹس صاحب نے چھاونی
منڈیاؤن مین بنگلہ وسیع اور ایک بڑی باؤلی بنوائی تھی بعد اونکے جانے کے سب
بائیس ہزار کو سرکار شاہی مین خرید ہوئے جنرل لو صاحب نے تیخانہ وغیرہ ملحق کوٹھی قدیم
جنرل صاحب بنوایا چار پانچ لاکھہ روپیہ کے ظروف نقرہ ضیافت کے رہتے تھے سال
مین دو ضیافت بادشاہ ہوتی تھی ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری پیدائش حضرت
عیسے یہ سب گورنمنٹ سے موقوف ہو گئے ۔

شادی صاحبزادی حضور عالم بہادر

۲۲ شہر جمادی الاول ۱۲۶۰ھ مطابق اپریل ۱۸۴۴ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم کی
نواب باقر علیخان اقربائے قریبہ سے بڑی دہوم سے ہوی طرفین کا اخراجات سرکار
نواب وزیر الممالک سے ہوا باغ گاؤگھاٹ مین بادشاہ مع صاحبات محلات رونق افروز تھے
اور میدان وسیع دولتخانہ قدیم کنار دریا خیام سلطانی نصب تھے اہتمام محفل مختص شاہزادون
اور اکابر سلطنت متعلق مرزا وصی علیخان تھا اور بخت طعام مہمانی مین کئی شخص تھے اور

اور قیصر باغ مین رہنے لگے اور فرح بخش کو بدمین سمجھکر چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے تخت نشینی اسی مقام سے ہوئی تھی ہرچند صاحب رزیڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے یہانکی آب وہوا موافق نہین اور آپ بھی تو رعایت ہوا کرتے ہین مگر حکم کیا کہ آٹھوین دن ہو روز دربار عام مقرر کیا ہے سب حاضر ہوا کرین بعد چند روز کے یہ صورت بھی نرہی۔ غرض حضرت مریم مکانی حسن باغ مین جا کر رہین اور روز دوشنبہ شیعہ امامباڑہ جسکی بنا و تعمیر خود جسے مثل حسین آباد معرفت حاجی مرزا محمد علی طیار کیا تھا مدفون ہوئین نیک صاحب اوقات تھین روز و شب عبادت خدا مین بسر کرتی تھین اور مصائب خامس آل عبا مین مصروف رہتی تھین اور از راہ مآل اندیشی چھہ لاکھ روپیہ جو حضرت فردوس منزل نے معرفت نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے تیرہ لاکھ روپیہ کے نوٹ اپنے نواسے مرزا عالیقدر کے نام لیکر بقید وصیت دیے تھے جسکا نفع چالیس ہزار روپیہ ماہواری ہوتا ہے بطریق قرضہ کو بدگورنمنٹ سے معرفت نواب منور الدولہ تھے اس صرف سے امام باڑے مین رونق رہتی تھی اور متروکہ موافق سہم شرعیہ تقسیم ہوا ایک حصہ حاکم وقت یعنے بادشاہ دوسرا جناب عالیہ نواب مالکہ کشور بدعوے متروکہ پدری نواب حسین الدینخان مرحوم تیسرا حصہ بڑی شاہزادی زوجہ نواب محسن الدولہ جو تھا چھوٹی شاہزادی زوجہ نواب منیر الدولہ کا ہوا چنانچہ فی کس پانچ لاکھ روپیہ سوائے جواہر و اسباب کے ملا اور تنخواہ دار ملازمین قدیم زن و مرد کے۔ اسکے داخل وصیت تھا کئی برس تک بہ انتظام رہا اب سنتے ہین کہ وہ سب نوٹ گورنمنٹ سے نواب محسن الدولہ لیکر اپنے خرچ مین لائے فقط۔

سفارت شاہی کا رزیڈنسی سے موقوف ہونا پھر بحال رہنا

یکم ماہ ستمبر سنہ ۱۸۳۱ء مطابق ۲۶ محرم سنہ ۱۲۴۷ھ روز یکشنبہ از روے پرچہ اخبار مرسلہ صاحب رزیڈنٹ عہدہ سفارت شاہی رزیڈنسی سے موقوف ہوا اس بات سے کہ سفیر ہندوستانی ہر سرکار کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب گورنر جنرل موقوف ہوے اور منتظر رہا کہ مہینہ مین

زود انتقام ہے چنانچہ تین دن پیشتر اسکے یہ باپ بیٹے سپرد کوتوالی ہوئے تھے آب و دانہ چھوڑ دیا تھا کوتوال نے سمجھایا کہ جوہری اپنا غم و غصہ کھانے کا وقت نہیں ہے جو ہونا تھا ہوا تم کچھ کھاؤ میری خاطر سے اوسنے چند سنگھاڑے بازار کے کھائے اور کہا کہ اب ہم گنگا نہیں جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہیں اوسوقت حاضرین کے آنسو نکل پڑے کوتوال نے کہا میں حکم حاکم سے مجبور ہوں اب تمہارا اعتقاد قرآن شریف پر ہے تو اسکی عدالت بھی دیکھ لوگے یہ ہی صورت ہوئی۔

دنیا عجب مقام عبرت اور انتقام بعدالت ہے مرزا اس کار فرمائی سے دست نازان تھے مگر سوا بدنامی کے اسکا ثمرہ کچھ نہوا بہت تعجب ہے کہ ایسا مومن نماز گذار دیندار مجالس میں ہزار ہا روپیہ صرف کرنے والا مرتکب ایسے قصاص بے محل کا ہوا اور ہمیں اوسکا حال بھی دیکھے امام سے کیسی خصوصیت ہو مگر وہاں بھی عدالت ہے قید کسی مذہب کی نہیں غلام اسیر چند روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خاص مرض لاعلاج میں گرفتار ہوئے کہ نسبت اسکے اسمیں بھی ممتاز ہوئے یعنی حلق سے کوئی چیز نہیں اوترتی تھی اور روز بروز بالا بساعت عشق سنکھنی اور سوکھتے جاتے تھے ہر اطبائے حاذق اور عاملان باشعورہ اور نذر نیاز ہر اماکن متبرکہ میں بہت خشوع و خضوع سے کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہنود ہوم بھی کیا صاحب عامل ہوم نے زمیندار سے کہا کہ میں اسکی چھاتی سے نہ اوترونگا آخر مرزا کا مقولہ یہ تھا کہ میری املاک اور سب مال و دولت دنیا کوئی لیوے اور مجھے ایک دوکان رہنے کو دے اور کچھ سد رمق کھانے کو دے مگر اجل اور انتقام نے نہ چھوڑا مر گئے اسمعیل گنج کی حویلی اپنی میں دفن ہوئے اب وہ سارا محلہ داخل سڑک ہو گیا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۴۶ع قریب شام حضرت مریم مکانی نواب ملکہ آفاق عرف لکھنؤ بیگم صاحبہ خاص محل حضرت فردوس منزل بیٹی نواب ابراہیم الدین خان نے ہیضہ وبائی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ دولتخانہ قدیم اور

غرض جب لگرام دن سے بیرستہ شام ہوگئی تھی اور وہ ہر سے وہ اجل گرفتہ آتا تھا
دفعتہً جب نزدیک پہونچا ایک دفعہ بادشاہی بندوقین رعب کے واسطے مارین اوسکو فوت
وہ دام بالا تواب مرگ بسبب چونکا میلنے سے کود پڑا سپاہی ہر طرف سے دوڑ پڑے جست
پکڑ کر مشکین باندھ مرزا کی نعش مین ڈالدیا دروازے بند کردیے اسیطرح اوسکے بیٹے
کو بھی پکڑ لیا تھوڑی دور تک مرزا اوسکے چارے سواری مین چلے پھر بالمینان ایک پہر کی
پر شہر سے اس عرصے مین فوج شاہی بھی اپنی سرخروئی کو آپہونچی جو بداسنے فرمان شاہی
دیکھا دیا سر حساب ہوگئے قریب نصف شب در دولت پر پہونچے اتفاقاً اوس شب بادشاہ
رونق افروز خورشید باغ نواب محذرہ عظمے واقع پل راہ کربلاے تال کٹورہ تھے جب خبر
اسیر پہونچی حکم ہوا راجہ ٹھاکر سنگھ تربیدی کپتان کے سپرد کرو اوس پنجشنبہ کو نوچندی تھی
بادشاہ وقت عصر کربلاے میر خدا بخش مین بھی زیارت کو گئے تھے خلقت شہر کا بڑا ہجوم تھا
صبح روز جمعہ مرزا نے حضور عالم سے ساری کہانی بیان کی ہر طرف سے صداے این کار
از تو آید و مردان چنین کنند کی دھوم تھی روز یکشنبہ خلعت ۱۷ پارچہ مع ہاتھی پالکی ملا
شیخ قطب الدین بھیون سنے حق بیات زمینداری ادا کیا تھا فقط دوشالہ رومال دوسرے
دن مرزا کی سفارش سے دس ہزار روپیہ سرفروشی کو انعام کے ملے ۲۶ ماہ اگست کو
صاحب رزیڈنٹ بتقریب تہنیت عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی اور تاریخ
حسن خدمت مرزا کی گوشگذار صاحب کردی کہ اکنون حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را
ایک دوست نے مرزا سے کہا اب آپ کے باب مین صاحب سے احتیاج کسی کی کہنے
کی نرہی فی الحقیقۃ آپ ایسے ہی مین مگر صاحب رزیڈنٹ آپ سے کبھی صاف نہونگے جبر
رستم کو چاہیے آپ نے پکڑا ہے۔

خلاصہ انکی روبکاری صاحب رزیڈنٹ سے ہوئی بعد تحقیقات وبموجب فتوی قتل مجتہد العصر
سلطان العلما سید محمد تاریخ ذیقعدہ روز چہارشنبہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۵ ماہ ستمبر ۱۸۴۶ع
گنگا بخش اور اوسکے بیٹے کو وقت صبح زیر اکبری دروازہ مسلخ قتل عام مین باہتمام لاکے
گردن مارے گئے لیکن تا بہم ان مقتولین کو تعبیر شہادت قرآن شریف پر تھا لیجئے واللہ عزیز

مین آئے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شکار کھیل کر چلے آئے ۔
اور صاحب موصوف نے اس دورہ مین راجہ دگبجے سنگھ رئیس موروثی راج بلرام پور
سے بہت محظوظ رہے اور ساتھ لائے اور بعد ازین وقت روانگی ولایت یہ چٹھی یادگار
بدستخط و قلم خود لکھ کر دی ۔

ترجمہ چٹھی جنرل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ

مین دگبجے سنگھ راجہ بلرامپور کو دو برس سے جانتا ہون آدمی خوش چلن وذی لیاقت
نہایت ہوشیار ہین اور شاہ اودھ کی رعایا سے خوش کردار ہین نہایت نیکنام ہین
مجکو یقین ہے کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور جو ہمیشہ جو کچھ مناسب ہے اوسکا شوق رکھتے
ہین انھین لڑکپن ہی مین یتیم ہوجانے کے باعث عمال ضلع بہرائچ کی بدطینتی سے اپنے
علاقے کے بندوبست مین بڑی بڑی مصیبتین جھیلنا پڑین فقط

دستخط ڈبلیو ایچ سلیمن
مقام لکھنؤ ۵-۲- مارچ ۱۸۵۲ء

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۴ - ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ مطابق
۲۷ - فروری ۱۸۵۴ء وقت شام پہلے شاہ منزل مین تشریف لائے اس جہت سے کہ
مرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ تفریحاً کہین تشریف لے گئے تھے اوسدن ملاقات
نہ ہوئی ہار و عطر لیکر رخصت ہوئے - ۶ - مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنٹی مین تشریف
لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھ احوال سیر و سیاحت ملک راجہ و تعلقدارون کا مذکور
رہا - بعد ازان مراجعت فرمائی ۔
شوکت الدولہ سفیر شاہی ۵ - مارچ مطابق ۲۰ - ربیع الثانی عہدہ سفارت سے موقوف
ہوئے وسکی وجہ یہ ہوئی ذاکر علی نے انسے کہا تھا کہ ذرا سمجھکر مرزا وصی علیخان سے مقابلے کا
ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجب اتفاق ہوا کہ لشکر مین سفیر کی لونڈی انکی بی بی کے
جور و ظلم سے بھاگ کر رزیڈنٹ کے خیمے پر جاکر فریاد کی اور صاحب سے بالمشافہ سب احوال
جور و ظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دربار سے منع کیا

اور تمسے مثل زمان سابق کسیطرح کار سوخ نکلے تو حضور عالم سے نہ بگاڑنا پھر اہلکارون نے
چاہا کہ یہ کانپور مین بھیجا جاوین اکرام الدولہ ہمیشہ سپرد ہوے کہ انکے ساتھہ مین بھی کانپور
چلا جاؤنگا جب نواب مجبور ہوے اکرام الدولہ اپنے ساتھہ نواب کے پاس لے گئے خلعت
دیا املاک پدری مین آکر رہے مجالس محرم یا اور کسی تقریب مین حضور عالم کے پاس
جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے موافقت قدیم تھی اکثر اون سے ملاقات رہتی تھی لوگونکا
گمان غلط تھا انکی ظرفت سے وہ زمانہ حضرت خلد مکان کا تھا جس سیاہ اور شہد مشگذاری
سے انکا تقرب ہوا تھا یہ سواے مصاحبت کے کسی کام کے نتھے آخر ۱۲۸۵ ہجری مطابق
۱۸۶۸ عیسوی انتقال کیا پہلوی باپ مین دفن ہوے سواے چند قبر کے جتنی املاک
انکے باپ کی تھی جسپر کچھ ہزار روپیہ صرف ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان بجبر حکومت
نہین لیا تھا داخل سڑک شارع عام ہوے اسیواسطے گھر مین قبر کرنا اچھا نہین۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر کا سیاحت ممالک محروسہ کا جانا شوکت الدولہ سفیر شاہی کا سفارت سے معزول ہونا مسیح الدولہ کا ہونا ۱۸۴۹

۱۳ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۴۹ع جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان ہومنا
واسطے رخصت سیر وسیاحت ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر
مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ بسمت بہرائچ ہوے یعنی برای العین ممالک محروسہ
مقامات قلب و جنگل معمورہ و غیر معمورہ و حال رعایا راجہ تعلقدار سرکش و تمرد کا دیکھین
اسکے سوا جو باطن مین مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا فعل عبث نہ تھا۔
رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھہ ہوتا تھا شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی
راجہ بختاور سنگھ ناظم لشکر رسد رسانی وغیرہ ساتھہ ہوے حضور عالم چھینٹ تک مشایعت
کو گئے صاحب بہادر نے ابتدا اور انتہا ہر ضلع کا سفر کیا اور زمین ممالک محروسہ اور پیداوار
اور محاصل ہر جگہ کا تخمینہ کیا تعلقدار ناظم حاضر ہوتے تھے معرفت سفیر شاہی حاضر ہوتے
تھے جو اونسے پوچھا اوسکا جواب پایا جب تالاب میواڑے مین نواب گنج امین الدولہ

چوبدار سلطانی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے پھر کانپور پہونچے دوسرے دن نواب نے اپنی رفع ندامت کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت دوشالہ رومال دیا مرزا علیحسن سے ایک طریق خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار سالانہ مرزا کے واسطے مقرر کر دیا یہی دو سے روپیہ کی حساب سے گویا نمازسی کا ٹکا تھا۔

مرزا کا پھر لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

القصہ مرزا صاحب حالت تعطلی و خانہ نشینی مین رامپور گئے نواب محمد سعید خان بہت احترام سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین یہ بہت اونکے کام آئے تھے لیکن اپنے پاس انکو نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و افسری پلٹن وی مرزا رامپور سے پھر کانپور آئے اوسی دو ہزار مین اپنی بسر کرتے رہے۔

جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توپین دیکھنے گئے۔مرزا نے ملاقات کی نذر دی کربلا کے قریب جو باغ تھا انھین نذر دیا نواب نے سات ہزار روپیے انھین دیے۔ حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوؤن مین سترہ ہزار روپیے صرف ہوے تھے اسکا قصہ بھی چند در چند ہے بلکہ کانپور کا رہن تھا اوسے چھوڑایا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی بلکہ نواب کو منظور تھا کہ انھین اپنا پیشدست کرین لیکن اہلکارون نے نہونے دیا حالانکہ یہ اونکا گمان فاسد تھا لٹنے بھی نہوسکتا گو کہ نام مرد بہ از مرد تھا۔

خلاصہ حضرت سلطان العالم کا زمانہ ہوا۔علی نقی خان حضور عالم ہوے یہ بھی انکے رشتہ دار تھے نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شریف الدولہ احمد علیخان نے نظر باتحاد قدیم و قرابت معرفت مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا وہی دو ہزار روپیے سالانہ ملتے تھے بلکہ لکھنؤ مین تنخے اکرام الدولہ حضور تحصیل تھے اونمین سے دیتے تھے بعد چند روز کے عرضداشت کی اجازت قیام لکھنؤ ملی چنانچہ ۔ تاریخ ماہ مبارک رمضان ۱۲۶۵ ہجری مطابق ماہ فروری ۱۸۴۹ عیسوی پہلے کربلا سے میر خدا بخش مین آئے اکرام الدولہ انکے لینے کو آئے روبروے ضریح مبارک جاکر ان سے عہد و پیمان لیا کہ اگر احیاناً بادشاہ

ہوتی ہے تھی لیکن اپنے دل سے گذشتہ را اصلوٰۃ پڑھ کے مرزا کو بلوا بھیجا دوسو روپیہ
درماہہ کر دیا اور اپنا قوت بازو سمجھ کر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانے مین جتنے شہر
بدر ہوے تھے سبھون نے اپنی عافیت سمجھ کر اور بامید یہی کہ اگر وزیر ہو جائین گے
ہمارا بھی بھلا ہوگا اور منتظم الدولہ بقدر حال ہر ایک کی امانت بھی کرتے تھے چنانچہ
صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمد الدولہ کی جہت سے فرخ آباد وکانپور رشک
جزیرہ نپولین ہوگیا ہے غرض یہ سب قافلہ شب و روز منتظر تائید غیبی رہتا تھا اور
منتظم الدولہ کیواسطے سامان امارت جیسا چاہیے حاصل تھا مگر وزارت لکھنؤ کے متردد
رہتے تھے اور جب یہانکی بے انتظامی اور بنگرامی سنتے تھے افسوس کرتے تھے مرزا ماذلیجان انکے بڑے
بھائی کبھی تحسین کیا اگر وہ گھر برباد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے
وہ بگڑا جاتا ہے ہمین کیونکر افسوس نہو خلاصہ جب حضرت خلد منزل نے نواب کو بلوایا مرزا
حاجی بھی برفاقت اونکے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی انکے ساتھ آئے منتظم الدولہ
کی صورت قیام اعتماد الدولہ کی جہت سے نہوئی مرزا حاجی اون سے علیحدہ ہوکر بموافقت
اعتماد الدولہ لکھنؤ مین رہے املاک پدری جو فرنگی محل مین تھی بحکم سرکار ملی اور وہی دوسو
روپیے کا مواجب جو منتظم الدولہ دیتے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور املاک ذاتی اونکی جو
گھر یالی مین تھی نواب محسن الدولہ کے جہت سے نہ ملی مرزا دربار مین وقت جاے یا نہ
جاتے تھے سلام کرکے چلے آتے تھے ہرچند منتظم الدولہ کو اونکی وضعداری سے خلاف گذرا
بلکہ ایسا جانتے تھے کہ میری رفاقت سے ہاتھ اوٹھائین گے مگر اہل دنیا اپنی غرض کو
مقدم سمجھتے ہین انکو شہر کا رہنا غنیمت ہوا۔
جب نوبت وزارت بنواب روشن الدولہ پہونچی مرزا بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ ہمارے
عزیز بہت خوش ہوے کہانتک حقوق صلہ رحمی سے پیش نہ آئین گے اور کیا عجب ہے کہ
صورت فلاح بھی نکلے۔ نواب روشن الدولہ ایکدن انکی ماں کے پاس آئے بعضے نامنصب
لوگون نے نذر دی کسیطرح کا وضعدار نہ ان سب صاحبان لکھنؤ تھا وہ محترک
انکے اغراض بلند کے بہت نواب نے کسیطرح کی رعایت برادری نکی بلکہ قطع صلہ رحم کیا

بواسطہ میر ابراہیم و میر شاہ علی رقعہ اتمام حجت بھیجا کہ اگر مجھے دستخطی رقعہ مرزا لکھدین اس مضمون کا کہ آپکے بانی مبانی محمد آفرین علیخان تھے مین تنہا اب مین تمہاری اطاعت سے باہر نہونگا جب عہد و میثاق فیمابین مین ہو جائیگا پانچ ہزار کا مواجب سرکار شاہی سے مقرر کرادونگا اور اپنا کار نیابت بھی اونسے لونگا بعد غور و تامل مرزا نے جواب صاف دیا کہ مجھسے کسیطرح اطاعت تمہاری نہوسکے گی اور نہ مین صاف ہونگا کسواسطے کہ یہ مصائب دل سے نہ بھولینگے سچ تو یہ ہے مجبور ہون - آخر کار نواب نے بادشاہ سے بہر صورت اجازت فہمائی ہے کر دسوین تاریخ ربیع الثانی روز چہار شنبہ ۱۲۳۲ہجری مطابق ۱۸۲۲عیسوی راجہ بختاور سنگہ بماہ شیو دین سنگہ وغیرہ اردلی بادشاہ مع بار برداری گاڑیاں چھکڑے - کہار - اسباب ضروریات اور سپاہی لیکر آئے کئی دن تک انپر محصل رہا ہے کوئی عذر لسنا اور نہ بادشاہ سے جاکر اسکا عذر و اجبی عرض کرتی خلاصہ چارو ناچار پیادہ پا اپنے گھر سے نکلے سوار نہوے سارا شہر جا بجا جمع ہوکر قدرت خدا کا تماشا دیکھنے کے لیے کھڑی تھی اور معتمد الدولہ کو اپنی زبان سے مناسب وقت کہہ رہا تھا انکے گرد حلقہ سپاہ تھا اوسوقت ان اسیران ظلم اور اجتماع خلائق سے کیفیت بازار دمشق ظاہر تھی چوک مین کسی سپاہی سے تکرار ہوئی ایک ہنگامہ ہوگیا تھا راجہ نے بمنت و سماجت ان سبکو سوار کرکے شہر کے ناکے کے باہر کردیا قریب شام یہ قافلہ تکیہ بو علیشاہ پر پہونچ کر رات وہین بسر کی صبح کو روانہ کانپور ہوے پہلے کانپور مین کرایے کے مکان مین رہتے ہے اوسکے بعد ایک بنگلہ پریڈ پر مول لیکر رہے نواب نے انکے مکانات سب نواب محسن الدولہ کو دیدیے کہ اگر انکی رجعت شہر مین ہوگی تو اونسے کوئی نہ لے سکیگا چنانچہ آج تک اونھین کے قبضے مین ہین نسبت اوس زمانے کے اب شارع عام سڑک پر ہوگئے ہین -

مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور پھر کانپور جانا

نواب منتظم الدولہ عجب صاحب ہمت تھا اور ہمیشہ متجسس اپنی نام آوری کے رہتے تھے ہر چند ندمان سابق کے جہت مرزا مین اور نہین صورت ناموافقت جیسا اہل دنیا کو طمع دنیا سے

گایا تھا ہزار روپیے انعام کے ملے تھے ہم صحبت نواب نے بہت خوش ہو کر اسپر ضحکہ اور تعریف کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوبدار انکی طلب کو بھیجا اوسے انھون نے پندرہ روپیہ دیکر ٹھنڈا شربت پلایا اور بدبیر سواری اور پگڑی کی فکر مین ٹہلنے لگے وہ مردود بیر تھا سرد شربت پی کر اور بازار کی مٹھائی کھا کر صورت نشہ کی اوسے پیدا ہو گئی سو گیا شیخ جی نے عصا بیر کو کوٹھری مین رکھکر باہر نکلے سیدھے فقیر محمد خان رسالدار کے پاس پہونچے خانصاحب نے منشی گنج بہاری کے میانے مین بطریق سواری زنانہ سوار کرکے کول ہار بھیجدیا وہان سے کانپور ہوتے ہوے الہ آباد مین شاہ ابو المعالی کے مہمان ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہو کے کانپور مین مرزا علی محمد کے مہمان ہوے جب منتظم الدولہ معزول ہو کر فرخ آباد گئے شیخ جی پھر بسلامت لکھنؤ آے مرزا حاجی جب وزارت اعتماد الدولہ مین لکھنؤ آے شیخ جی کو نسبت اپنے اتقام تتمہ حقیقی پر رکھا۔

جب حضرت فردوس منزل ہوے شیخ جی کو سو روپیے ملنے لگے اور ہر سال قلعہ سال بادرنگ خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور اعظم الدولہ کی سفارش سے مرزا علی صاحب دوست قدیم شیخ جی کو دو سو روپیہ ماہواری کا نوکر رکھوا دیا تھا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین از راہ تخفیف برطرف ہوے مگر صاحب ایفہ تھے جس قدر سرکار نواب محسن الدولہ سے کمایا صرف ہو یا انہین کیا تھا بیٹون کی تعلیم مین قصور نہین کیا تھا حکیم زین العابدین اونکا بیٹا شاگرد تھا مرزا محمد علی طبابت کرتا ہے چلن سے چلتا ہے بعد کئی برس کے شیخ جی نے انتقال کیا بموجب اپنی وصیت کے جس گھر مین رہتے تھے اوسی مین دفن ہوے فی الحقیقت فن شاعری اور تحقیق و تصحیح الفاظ مین اونکا نظیر نتھا بہت سے شاگرد رشید اس شہر مین ہوے غرض سبب دیباچہ احوال شیخ صاحب کا تھا بر سبیل ذکر جس قدر آنکھون سے دیکھا نہ کہ از راہ نفسانیت بیان کیا ہو کئی برس تک مرزا حاجی کے دربار مین بندے کا اونکا ساتھ رہا ہے خلاصہ نواب معتمد الدولہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر کی فکر مین رہے جب بادشاہ سے اونکے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے [illegible] ایکدن نواب نے قید مین مرزا کو

خوف نواب ہوا کہ مبادا ارادہ سے پکڑ جائیں گھر میں بیٹھ رہے جب یہ جوڑ بند ہا پہلے چوبدار سلطانی
انکی طلب کو آیا انھوں نے کہا تم ٹھہرو جبتک میں تدبیر سواری کروں پگڑی بند ہو اؤں۔
اوسنے کہا میں خواجہ محمود کو قوال کے پاس جا کر ایک ڈولی تمہارے واسطے لے آؤں اوس وقت
شیشنجی سمجھے کہ رنگ بیطور نظر آتا ہے سامان بے آبروئی ظاہر ہے چوبدار ڈولی لینے گیا شیشنجی
گھر کے دروازے پر زنجیر لگا سراسیمہ چادر اوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص جانکر
آغا توکل کے پاس گئے کہ مجھے دو تین دن تک اپنے گھر میں چھپا رکھو جبتک کہ شہر سے باہر
نہ نکلجاؤں اونھوں نے خوف حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہو جاے گا ظلم
نواب ظاہر ہے تب شیشنجی نے کہا کہ ایک حجام بلا دو میں داڑھی مونچھ منڈوا کر بیراگی بنکر شہر سے
نکل جاؤں آغا نے کہا اگر حجام سرکار میں کہدے تو بھی مجھپر آفت آئیگی اب شیشنجی پر ثابت ہوا کہ
یہ خود اپنا رسوخ ثابت کرنیکو کہدیں تو کیا عجب ہے اس عرصے میں جب چوبدار آیا یہ حال دیکھ کر
سرکار میں خبر کی میر اسد نواب کے حکم سے گھر پر آ پکار کر کہنے لگے کہ بہر صورت شیشنجی کو امان ہے
مگر اس محلے میں جسنے اپنے گھر میں چھپایا ہو گا وہ البتہ ذلیل و خوار ہو گا یہ منادی کرکے پھر گئے
شیشنجی گھبرا کر ٹھیک دوپہر کو میر اسد کے دروازے پر پہونچے سپاہی سے کہا کہدو ناسخ حاضر ہے
میر اسد پا برہنہ باہر آئے اور بہت احترام سے اندر لیجا کر اپنے مسند پر بٹھایا آغا توکل نے اپنا بیٹا
انکے ساتھ کر دیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر چلے جائیں میر صاحب سے اوسنے کہا کہ ہم امانت سرکار کو
پہونچا چلے میر صاحب نے اسنے کہا کہ آپکی عزت کے ساتھ میر اسد حاضر ہے اور نواب سے جا کر کہا
فرمایا اپنے پاس رکھو دوسرے دن جب روبکاری مذکور ہو چکی اپنے گھر بسلامت آئے سو روپیہ
درماہہ نواب نے مقرر کیا بس انکا رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ جعل و فریب کا
پیش آتا تھا ان سے کہلا بھیجتے تھے یہ اوسے اپنی بندش شاعری سے موزون کر دیتے تھے
انکے پاس اسیطرح اکثر مشاہیر لکھنؤ بھی حاضر رہتے تھے۔

دوسرا احوال شیشنجی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوے شیشنجی نے محض خوشنودی مزاج
نواب کے لیے ایک غزل کہی تھی بقافیہ گریختہ یعنے دکا شو برائے پچاس شلجم گریختہ) اور پھر اونکے
غزل کی تاریخ باز گریختہ کہہ کر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے

غرض جب ایسے گھر کے بھیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مفلوک و پریشان حال کو دم
دے کر سکھا کر واسطے قتل نواب کے وقت شب بارہ دری مین بلایا کہ تو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے
چلا آنا جیسے ہم کہین گے تلوار مارنا تجھے بہت کچھ ملے گا مرتا کیا نہ کرتا اوس اجل رسیدہ نے
قبول کیا خلاصہ جب وہ رہبری جاسوس سے قریب نواب پہونچا اوسکے انتظار مین نواب
پیشتر سے باہر نکل کر بیٹھے تھے اور اصحاب یار غار بھی اونچی نے مسلح حلقہ باندھے بیٹھے تھے
اوسے دیکھکر کہنے لگے وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکار کر اوس سے کہا ارے مار
تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ تلوار لگائے اصحاب نے مل کر اوسکا کچومر کر دیا نیم جان اوسے نواب کے
پاس لائے کہنے لگا مجھ سے دغا کی یہ کہکر مرگیا حاضرین نے کہا ہذیان بکتا ہے اسکے ہوش
درست نہین خلاصہ صبح کو اوسکے پانون مین رسی باندھ ہاتھی سے کھچوا کر بازار مین تشہیر کیا
لیکن سب پر اس ہوڑ کی اصل حقیقت کھل گئی مگر خوف حاکم وقت سے دم بخود تھے اور ایک ٹپ
ہندی تحریر مہاجنی اوسکے بازو سے کھول کر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی نے اس سپاہی کو واسطے
قتل نواب کے بھیجا تھا بادشاہ کو پرچہ اخبار گذرا چالاکی اوس ٹپ کی پشت پر حساب مٹھائی کا
لکھا ہوا تھا دوسری طرف انعام قتل شیخ ناسخ اسکی مسافت کو روز دولت پر حاضر ہوے بادشاہ
کے سامنے ۔ وہ بکاری کو گئے میر غلام علی رسالدار جو مقرب خاص مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوے
بادشاہ نے صمصام الدولہ مرزا حجو کو حکم کیا تم گواہون سے قبض کراؤ یہ بہر صورت خیر خواہ و دوست
حقیقی نواب تھے انھون نے پہلے شیخ ناسخ سے تصدیق چاہی کہ یہ ٹپ کیسی تھی انھون نے
مناسب وقت سمجھ کر تو اشتباعزانہ دیا مرزا حجو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سو صادق ایکطرف
اور شیخ ناسخ ایکطرف ہے انکو حکم ہوا اپنے گھر جائیے دوسری گواہی میر غلام علی کی ہوئی
یہ سید بنی فاطمہ تھے کب جھوٹ بولتے کہا حاشا ثم حاشا یہ سب غلط ہے اور بال سے مجھے
مطلق اس حال سے خبر نہین حکم ہوا انھین اما الہ با بہ برش سنگہ مین لیجا کر وہان طوق زنجیر
مین مسلسل ہوے بعد کئی مہینے کے عشرہ محرم مین اسی زندان شاہی مین مر گئے اور اپنے آبا
کرام سے ملحق ہوے یہ ادنی شعبدہ اس زمانے کا تھا۔
اب شیخ صاحب کا اصل فصل یہ ہے کہ مرزا حاجی کی قید مین ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتہا کے

پادشاہ کو انسے مفارقت ناگوار تھی ابھی رسوخ سے نظامت سلطانپور بیسواڑہ سلون-
انھون نے بھائیون کو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دی تھی ہر چند یہ کام خالی خرخشہ و غوغے سے
نتھا کسواسطے کہ خوف انجام اور دشمن قدیمی نواب معتمد الدولہ تھا ہر چند کئی برس پیشتر سلطنت
سے انسے کمال خصوصیت تھی کہ واسطہ جواب و سوال بامید سلطنت بھی تھی شب کو باخفا آیا
کرتے تھے اور تحفہ تحائف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا مبدل بہ نفاق ہوا
جب نواب معتمد الدولہ نائب ہوے مرزا ۹ مہینے تک خانہ نشین ہوے نواب کو معرفت
دیوان بھیجا تھا بعد عہد و میثاق صفائی باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن نے باوجود اس عقل
و دانش اپنے بڑے بھائی کے کلید عقل تھے برہم کر دیا جب دوبارہ عروج نواب ارفع مدارج
پر ہوا مرزا کی مصاحبت بادشاہ ٹھنڈی ہوئی خانہ نشین ہو کر پایہ محاسبہ مین آ گئے بابت
نظامت چکلہ ہاے مذکور مرزا نے باعتبار خود ۵- یا ۶- لاکھ روپیہ گھر سے و بکہ مہاجنان بازار
سے گلو خلاصی کی اس خیال سے کہ اگر یہ قرضخواہ سرکار مین نالش کر دینگے تو معتمد الدولہ
کی بن پڑے گی اور قریب تین لاکھ روپیے کے بابت فرمائشات کے انکار روپیہ سرکار مین رہ گیا
پانچ برس تک اپنے گھر مین مع اپنے بھائیون کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی اور
گورنمنٹ سے زمان کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ سے قطع امید ہو چکی تھی اور یہ اسیر نازان و مطمئن
تھے کہ ہمارا ایکسو ہو جانا بادشاہ کے موجب صفائی کا ہو جاے گا معتمد الدولہ انکے خرابی سے
کبھی غافل نتھے آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے محرم راز مقرب خاص تھے
اور اونکا فروغ و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ انکے گھر سے انھین حاصل ہوا تھا بطمع دنیا اپنے
کو موافق و متوسل کیا انھون نے بھی اپنی قدامت سے ہاتھ اوٹھایا اور بظاہر حیلہ آبرو ریزی
حاکم وقت سے جان کر آمد و رفت بالکل مرزا کے پاس آنیکی ترک کی اسکے سوا اپنا رسوخ سمجھکر
در پے تخریب اپنی ولی نعمت ہوے اور نواب سے عرض کی کہ مین فقیر ہون دربار مین حاضر ہونا
میرے واسطے موجب مضحکہ ہوگا بروقت ضرورت حاضر ہونگا مگر کلاہ بغیر لباس اہل دربار کے
پگڑی مین نے کبھی نہین رکھی اور جو بجا آوری احکام ہوگی گھر سے بجا لاونگا نواب نے بسبب
قبول کیا تھا-

بھیجکر بلوایا تاکہ شہر پر جلوس سواری بھیجا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور
کوٹھی اسمعیل گنج سماوکہ اعظم علیخان رہنے کو دی اپنے حین حیات تک محبت کرتے رہے
تنخواہ بھی مثل اور بھائیون کے مقرر فرمائی بہرحال اوسپر قناعت کی ایکدن کمال خصوصیت
سے عرض کیا تصویر خاص مرحمت ہو کہ مین اوسے اپنا حرز جان سمجھ کر ہر وقت شرف ملازمت
حاصل کرتا رہون بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھجوائی امراسب پیادہ ساتھ تھے
نواب ہر صبح اوسکے سامنے آداب جاکر بیٹھا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ ہو
جب حضرت جنت مکان ہوے سبکی تنخواہ کم ہوئی انکے بھی پندرہ سو روپیہ ماہواری رہے
پر اوسے بھی غنیمت سمجھے ازبسکہ صدمات روحانی اوٹھا چکے تھے کوئی مسرت دنیا باقی نرہی
تھی پیر نود سالہ کی شکل کرہ ہوگئے تھے وہ حسن وہ جوانی شباب سب جاتا رہا تھا کتب تواریخ کا
بہت شوق تھا دیکھا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اوسے بھی
قے کرکے نکالدا لیتے تھے ابتدا مین بہت موٹے تھے انگریزی جونسہ بھر جاتا تھا ڈاکٹر صاحب
کی تجویز سے مشی کرتے تھے اور قے اختیار کی تھی اس سے بہت دبلے ہوگئے تھے نواب امین الدولہ
سے برا ربط تھا اس جہت سے کہ امام بخش خان انکے باپ تیر اندازی مین نوکر تھے اس
خصوصیت سے ایک شب مجلس محرم مین بھی آئے تھے۔

حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین اور بھی تنخواہ کم ہوگئی تھی اوسپر بھی شکر ادا کرتے
رہے اکثر علیل بھی رہتے تھے آخر عوارض مزمنہ سے سنہ ۱۲ھ مطابق سنہ ۱۸۶ء انتقال کیا حکم
بادشاہ سے کربلاے تقی خان سے متصل منزل مین دفن ہوے اسباب ضبط سرکار ہو کر نیلام ہوا
ازدواج و اولاد نتھی اور اسکا مدت عمر تک شوق و رغبت تھی

احوال قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی

یہ دونون احوال نواب جلال الدولہ و قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی اسواسطے لکھے
کہ انکا خاتمہ اسی سلطنت مین ہوا انکا اسم مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے
پانچ ہزار روپیہ پاتے تھے اور منتہاے عنایت اثر تھی کہ بغیر از چند ساعت خواب راحت

چھہ آدمی اسیر ہو گئے تھے اور نواب ۱۶۔ آدمیون کے حصے مین تھے ایکدن نواب نے تنگ ہوکر
اوس ترکمان کی آٹھ برس کے بیٹے کو مار ڈالا اس جہت سے کہ وہ حرامزادہ سب سے زیادہ
آزار دیتا تھا کبھی اوپر موت دیتا تھا کبھی منھ پر تھوکتا تھا کبھی گالیان دیتا تھا اوسکا باپ
نواب کی اس حرکت سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تمنے اس عورت کو کیون نہ مار ڈالا کہ میرا
حصہ بڑھ جاتا یعنی جتنے آدمی ۱۶۔ سے کم ہوتے اوسکا حصہ بڑھ جاتا دوسرے دن اوسکا بھائی
جو شریک حصہ تھا خفا ہو کر کہنے لگا مین آج نواب کو مار ڈالتا ہون اور اپنے باپ کے
چلہ دار سے نواب کی ہنڈلی پر کھڑا ہو گیا صاحبخانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دیدے پھر تجھے اختیار
ہے ایک دن نواب چکی پیستے جاتے تھے اور اپنی بیکسی پر رو رہے تھے اوس ترکمان
کی جورو نے رحم کیا اور ایک کرتہ اور لنگی نواب کو دی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی
کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندان عالیہ سے ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا یہ کرتہ اور لنگی
پہنے اسی دی خلاصہ نواب عجب مصیبت ناگہانی اور بلا مین گرفتار ہوے کہ خدا کسیکو نصیب
نہ کرے غرض اسیری نواب کی خبر مشہور ہوئی شاہ جمجاہ فتحعلیشاہ نے فرمانفرماے مشہد
مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت انکی رہائی کی ہو تو باعث نیکنامی ہے اور مزید حسنات اخروی
لکھنؤ مین حضرت خلد منزل مین یہ خبر آئی زائرین نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب روشن الدولہ
نائب تھے یہان کون سنتا تھا جب شہزادہ مشہد مقدس نے حاکم مازندران کو لکھا اوسنے
پانچ ہزار روپیہ دیکر نواب کو چھوڑایا نواب وہان سے طہران مین آکر مہمان خانہ بالیوز ہوے
شاہ کو یہ امر خلاف گذرا ورنہ احترام اور لوازمہ مہمانی زیادہ ہوتا بلکہ کیا عجب تھا کسی شاہزادی سے
شادی بھی ہو جاتی۔ وہانسے عتبات عالیات آئے پھر بصرے سے جہاز پر سوار ہو کلکتہ
ہوتے ہوے کانپور مین ڈوہان صاحب کے بنگلے مین اوترے وہی انکا متکفل اخراجات ہوا اور
وہ تاجر جسنے پانچ ہزار روپیہ دیا تھا انکے ساتھ آیا تھا۔

نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سریر آراے سلطنت ہوے انکا حال سنکر از راہ مہربانی شقہ طلب

جب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوے کمال محبت سے پیش آے فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عتبات عالیات کو چلینگے اس عرصے مین نواب شمس الدولہ نے انتقال کیا اور جانتے تھے کہ اپنے عین حیات مین چار لاکھ روپیہ کے نوٹ گورنمنٹ نواب کو خرید کر دیے حضرت بیگم صاحبہ ایکدن باتون مین کچھ طعنہ زن ہوئین نواب جلال الدولہ نے جواب شافی دیا کہ مین کلکتہ مین رہنے کو نہین آیا کہ کسیکا محتاج ہونگا میرا زادراہ مین اشرفی موجود ہین اور کچھ جواہر بھی ہے۔

نواب جلال الدولہ بدل متمنی عتبات عالیات تھے انکا کوئی روکنے والا بھی نتھا چند روز مین ناحق سے جہاز پر سوار ہو بصرے پہونچے حاکم بوشہر مسلم یعنے ناظم بصرہ و بالیوز بغداد نے ہر مقام پر انکا احترام کیا لوازم ضیافت و مہمانی موافق دستور ولایت مین آے ۔ کئی سوار اور جاوش انکے ساتھ کردیے جس شہر یا قلعے کے نزدیک پہونچتے تھے سلامی توپ کی ہوتی تھی جب دوسرے کی زیارت سے فارغ ہوے راہی مشہد مقدس ہوے ناگہان مکافات ایام ناقرجام سے منزل مابین عباس آباد و میامی جو مختص رہزنی ترکمان ہے نواب نازہ سہم نیر وخت پنا ہرم رہے تھے کہ دفعتہ ترکمان پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر قافلے کو لوٹنے لگے دہمین کچھ ہندی جو تھے بعض نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے از راہ جسارت ارادہ تیر کیا بعض نے نواب کو منع کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے آپ خاموش رہیے۔

اس عرصے مین نواب نے تپنچہ مارا ۔ دونون خالی گئے حالانکہ نواب اس فن خاص کے بڑے تیرانداز تھے ناگاہ ایک ترکمان دوڑ کر نواب سے لپٹ گیا گھوڑے سے گرادیا اور قید کرکے پشت پہاڑ پر جہان رہتے تھے لے گئے اور کئی من تبریز کی بیڑیان پاؤن مین ڈالدین اور ہر روز ہدایت سے اندھ صاب اتر آلام روحانی دیتے تھے اور بہت خوش تھا کہ میرے حصے مین امیر ہندی اور شاہزادہ ہاتھ آیا ہے ۔ نواب اسے سمجھاتے تھے کہ تیرا گمان غلط ہے۔ مین لیکن ہندوستان ہون وہ کہتا تھا بہ صورت تم مجھے پانچ ہزار روپیہ دو ... سمجھے کہ اگر یہی منظور ہے ... انکے پاس لیجا ... روپیہ ... تو ... آدمی وہان جاکر گرفتار ہو جایگا ۔ غرض اس قافلے سے ...

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے بہادر الدولہ نواب حسین علیخان بھی محصور سپاہ شاہی تھے بمنزل سوار اور پیادے متعین تھے انکے پاس دینے کو ایک کوڑی نتھی آپ فاقہ کرتے تھے جب اس قید بیجا سے بہت تنگ ہوئے ایک شب گھبرا کے گھر سے نکلے بہزار خرابی نہیں معلوم کیونکر کانپور پہونچے وہان سے فرخ آباد کو چلے کہ نواب منتظم الدولہ کے پاس جاون چوبے پور کی سراے مین اترے تھے مرزا علی حسن مرزا حاجی کے بیٹے کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہوے تھے بیس سوار جنکے ہمراہ سے نکلے تھے انکے تعاقب مین چلے آتے تھے سرا کو گھیر لیا چاہا کہ نواب کو پکڑ کر لیجائین تھانہ دار آیا انھین بازرکھا یہ مایوس ہوکر پھرے نواب نے اسی قصور سے برطرف کر دیا جب نواب فرخ آباد پہونچے وہان بھی صورت خلاف دیکھکر لکھنو گئے وہان بھی کوئی صورت دادرسی کی نہ نکلی بعدم استطاعت و بیسامانی سے اسباب دنیا کیونکر حاصل ہون جب حضرت خلد منزل سریر آراے سلطنت ہوے حسب الطلب شاہی لکھنو آئے انکی زر تنخواہ تمام وکمال ملی بادشاہ بیگم صاحبہ نے ازراہ کمال ترحم و صلہ رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جوان نامراد تھی عقد شرعیہ کر دیا نواب نے مہاجنون کا قرض بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا۔

نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنو سے نکلنا کلکتہ سے کربلا کو جانا

نواب خاص محل نے حکومت نواب معتمد الدولہ مین انتقال کیا نواب جلال الدولہ متروکہ مادری و جاگیر نواب گنج سے محروم رہے جواہر و اسباب بتحفہ ماہو لال نے اپنے خوف جان و مال سے نواب دخواہین کو دیا انھون نے اپنی امانت و دیانت ظاہر کرنے کو اوسے کوڑے بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ بامید موہوم طلب انصاف کو چند روز تک دربار جایا کیے جب شنوائی نہوئی مایوس ہوکر خانہ نشین ہوے باہر نکلنا بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آئے ایک شب کو منا سنگہ زمیندار دو گھوڑے پر باخفا سوار ہوکر کانپور پہونچے وہان سے ڈاک مین کلکتہ روانہ ہوے کئی دن گئے بعد ہرکارون نے سرکار مین خبر کی کسی کے کان پر جون بھی نرینگی۔

چاہتے تھے کہ ان سب کے مواجب معینہ بہت کم ہو جائیں چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہار
صاحب کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیوں کی تنخواہ ہزاروں روپیے کی ہے اور بسبب کثرت
مصارف انکی تنخواہ میں ہر وقت دیر ہوتی ہے انکی باعث شکایت کا ہوتا ہے
لہذا منظور ہے کہ ہر ایک کی تنخواہ نصف ہو جائے اور اولاد ازواج نواب آصف الدولہ مرحوم
میرے عم نامدار فقط بنام نامی انکے ہیں غیر مستحق سمجھ کر آزاد کر دیے جائیں اسکا سبب یہ
تھا کہ معتمد الدولہ ان سب کو غیر مستحق و بیگانۂ سلطنت بیان کر تنخواہ بہت وقت از میزان
چڑھا کر دیتے تھے یہ سب بیبیاں پنج محلہ وغیرہ میں رہتی تھیں جب فاقوں سے مرتی تھیں بعد
نصف شب کے کوٹھے پر محرم کا باجا بجا کر غل مچا کر معتمد الدولہ کو کوستی تھیں اس وجہ سے
نواب کو عداوت ہو گئی تھی اور انکے نکالنے کی یہ تدبیر کی تھی لیکن وہان سے یہ جواب آیا
کہ مقدمہ خانگی میں آپ کو بہ وجوہ اختیار ہے مگر اولاد و ازواج نواب آصف الدولہ
کے واسطے ہمیں یقین واثق ہے کہ یہ آپ کے عم نامدار کے بنام ناموس مشہور ہو چکے ہیں
غالب ہے کہ انھیں خلاف ہمت عالی سمجھ کر گوارا نہ کرینگے کہ موجب بدنامی ہوگا اور بھائیونکی
تنخواہ میں اختیار ہے ایک زمانہ یہ گذرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت میں حضور عالم
نے انھیں ازواج و اولاد کو محل سے نکلوا دیا کیسنے نشا۔

غرض جب بھائیوں کی تنخواہ نصف کر چکے اسکے دینے میں برسوں ہو جاتے تھے اس جہت سے
اکثر مرشدزادوں کی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی بسبب قلت مداخل اور عدم وصول سے
منتظم الدولہ حسین علیخان پر فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی انکی طرف سے غافل
ہو گئے آخر ایکدن تنگ ہو کر باتفاق نواب نصیر الدولہ مع بھائیوں کے دادخواہی کیواسطے
چھاؤنی منڈیاؤں میں رکمش صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے اپنا اظہار حال کیا جواب
مناسب وقت پایا وہان سے مایوس ہو کر پھرے نواب نصیر الدولہ سب سے بڑے تھے فوج
شاہی نے انکے دولتخانہ کو گھیر لیا ہر طرف توپیں لگا دیں جا بجا پہرے بٹھا دیے آمد و رفت
بند کی کئی دن تک یہ ہنگامہ [illegible] گرم رہا آخر معرفت اعظم علیخان عظیم اللہ خان نے
سمجھا کر تفہیم کیا انکا یہ صورت عافیت پیدا ہوئی کہ عظیم اللہ خان دربار نواب میں جا

احوال نواب جلال الدولہ مہدیعلیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدیعلیخان بہادر محلسرا سے خاص فرح بخش سے باولی کے مکان مین تشریف لائین یہ بھی عمارت عالیہ نواب آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال الدولہ کو اپنی ماں سے چندان موافقت نتھی اس جہت سے نشاط باغ مین آکر رہے اوسے اپنے طور پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش ونشاط شاہانہ شروع کیا اکثر ملازم تیرانداز وغیرہ نوکر ہوے تیراندازی اور بندوق لگانے مین وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے سب صاحبزادون کو جیسا چاہیے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا انکے شریک جلسہ صحبت عیش فقط نواب حسین الدینخان ہوتے تھے جد مادری حضرت سلطان عالم تھے۔

کئی برس کے عرصے مین یہ مصارف کثیر بسبب قلت مداخل کے تمام ہوے اور بسبب فضول خرچی اور صرف بیجا کے ماں نے اعانت موقوف کردی تھی اس جہت سے صحبت عیش درہم وبرہم ہوئی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہولال داروغہ بیگم صاحبہ اور کارگزار بیگم صاحبہ نے اپنے بچاؤ کے واسطے نواب معتمد الدولہ اور خوانین کمبوہ سے موافقت پیدا کی تھی ان سے ناموافقت کلی دربار شاہی مین اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ شل اور بھائیون کے نکلتی تھی آخر تنگ ہوکر دربار کا جانا موقوف کردیا تھا اتفاقاً انکو ہیضہ وبائی ہوا نوبت بہلاکت پہونچی نواب خاص محل جوشش محبت مادری سے باغ مین تشریف لائین نواب کی پرستاری کی حکیم میر ابو ملازم بیگم صاحبہ معالج ہوے خدا نے شفا دی فی الجملہ متکفل اخراجات ہوئین نواب بھی بمجبوری اطاعت کرنے لگے۔

اجمالی تنخواہ شہزادہ ہاے جنت آرامگاہ

حضرت خلد مکان کی سلطنت مین جب کثرت مصارف سرکار شاہی طرح ہوئی نواب معتمد الدولہ کو اقرباے شاہی سے کسیطرح موافقت نتھی بلکہ ہر ایک کے درپے تخریب رہتے تھے

صاحب متوفی وبسفارش جرنل کالفیلڈ صاحب رزیڈنٹ بے منت مومنین دربار مقرر ہوا تھا
ازراہ قدرشناسی سلطان عادل موقوف ہوا وجہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب تواریخ مجھسے
منگا کر بحضور بادشاہ کے جب حضرت جنت مکان کا احوال دیکھا بہت خوش ہوئے اور
تعریف کی جب اپنے احوال پر آئے ان تمام جو حقیقت میں سچ تھے دیکھے اور خفا ہو کر
برطرف کیا ہر چند میں نے واسطے کہا کہ اگر میں خود پڑھ کر اون مقامات کو سناتا او خفا
ہوتے تو اب شانی دیتا مگر مجھے دو نہ سے گئے۔ یہاں کچھ نہ تھی کہ امیدوار ہوتا صبر کیا
بسا اوقات مع عیال اطفال دو برس تک توکل پر رہا مگر شکر ہے کہ کسی امیر شہر کے دروازے
پر نہ گیا سنور عالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ اعانت کرتے تھے موافق اپنے مقدور کے یہ ادر دولت
کے دامنا ہمیشہ رزق کا تھا باعزت۔ اب منت رفع احتیاج ہوئی جب عملداری گورنمنٹ ہوئی تو
حرج حال کا کسی نے نہ سنا صبر کیا جب عملہ محمد خانہ برطرف ہوا ابتال وغیرہ جو بسفارش
اکبر آباد الہ آباد سے آئے تھے جنت الملمین صاحب کے درخواست پنشن کی بادشاہ نے فرمایا
پنشن دستور سرکار ہمیں اور مصنف تواریخ سے ہمیں رنج ہوا ہے بعد اسکے بھی جرنل صاحب
تمام مسجد پنشن کو عمل کے لیے اجازت ہوئی سوائے اس مغضوب کے بہر حال صبر کرنا چاہیے۔
جب حال پیر و صاحب کو وہ سلسلہ علمی مع تواریخ اور مرزا عباس بیگ نے وکیل نے
کہ کچھ موقوف پنشن سے جو محمد کو کی الغرض تنخواہ مہینے پچاس روپیہ ماہواری
مقرر ہوئی مگر کتاب ملاحظہ بادشاہ میں آئی تھی ۱۸۔۱۹ خبر تھے اب
الغرض کتاب ملاحظہ ایک جلد فارسی اردو اور انگریزی صاحب نے خود اور
یار صاحب نے ترجمہ کروایا بس ہے اوسکی طبع میں صرف ہو اور غالب ہے کہ نفع مجھے
... خود طبع میں رکھتی تھی سمجھا تا ... الا طبع کرائے۔ جب
اسکے قدر شناس ... آئندہ ... وہ کسی کی منت
... ...

لاکھ روپیہ سالانہ تک پہونچا تھا اور خود ہر اخبار نویس ہزار بارہ سو سے کم ماہواری نہ لیتا تھا
بلکہ اس سے زیادہ نواب منور الدولہ اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ اپنے بیٹے
کو حضرت فردوس منزل نے مرزا ہمایون بخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا اسکندر حشمت کو
حضرت سلطان عالم نے مرزا فریدون قدر کو۔ مگر دفتر جرنیلی خاص و انحل تخفیف ہو گیا تھا لیکن
جب ایسی خرابیاں فوج مین ہون پھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہاں ایک ایک پلٹن
نجیب کی تیس ہزار روپیے اجارے پر تھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی ہوتی
تھی چنانچہ ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تمہاری فوج
عملہ سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہر طرح کار سرکار ہوتا ہے۔
چاہیے کہ فوج اسطرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بروقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام
آئے اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہو کے بہم لاہور کو جانے لگے تھے تو بڑی
مشکل پڑی تھی سواروں نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتین اوٹھائی تھین اگر حلیہ سے
حاضر باش اور نوکری چور نہوتے کا ہے کو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت مین بربادی و خرابی
و نقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی جو سب نے دیکھی مہاراجہ گوالیار یا راجہ
بھرتپور نے خود متوجہ ہو کر کیسی فوج آراستہ و طیار کی ہے اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہے۔

برگشتگی تقدیر این عاصی پر معاصی اور موقوفی عملہ صدر خانہ سلطانی

جب اس عاصی پر معاصی نے بحسب حکم ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ اور تصحیح
و مقابلہ کرنل ولکاکس صاحب بہادر یہ تواریخ اودہ ترجمہ از دفتر انگریزی لکھی جسمین خوشامد
اور تعریف زائد جانب داری کسی کی نہین مطبوع طبع اکثر صاحبان عالیشان منصف و
قدر شناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ و کلمنٹ صاحب مہتمم ... و جرنل
مارٹن و ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے بنظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قطب الدولہ مہتمم ... تو اسکا
ذکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ از راہ قدر شناسی کچھ بھلا ہو جاوے مگر خرابی قسمت سے اپنے
یہ بالعکس صورت ہوئی سہ اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی مصداق آیا القصہ نان جو بدرجہ

لیٹ کر کوٹھی مین آے تھے ہر چند حکیم ناصحان بھی بادشاہ نے بھیجا تھا مگر بسبب شدت
درد کے اور پیر سوار نہو سکے کئی مہینے تک پاؤن درست نہوا۔ پاؤن لنگ رہا لکڑی
کے سہارے سے چلتے تھے اس چوٹ سے پنجشنبہ کو بسبک صاحب آئے خلوت ہوئی جرنیلی منا
مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی اصلاح صاحب موصوف
عنایت ہوا اوسکے بعد شرف الدولہ راسے بگنا تھا عرف نواب امام رضا خان کو خلعت بحالی
ساتھ تحصیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو خلعت معمولی شیخ مصاحب علی اونکے متوسلین
کو دوشالہ رومال مرحمت ہوا۔

ظاہر ہے کہ عہدہ جرنیلی درستی عبارت و آراستگی فوج سے یہ تعلق علم ہندسہ سے ہے۔
جسکی لیاقت صاحبان عالیشان کو حاصل ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کو اس
علم مین بڑی لیاقت تھی حاصل تھی اسکے سوا چاہیے کہ فوج مین خلق مجسم ہوں بھرتی
ہون اسواسطے سپاہ پیادہ کو نجیب کہتے ہین اور مدارج سپاہ بتدریج بجانفشانی کار سرکار
بڑھتے جاتے ہین اور سرکار سے ترقی اونکے دوام حیات ضائع ہونے کا اور ون کو طمع امید
ہو جاے اسکی تفصیل بہت آئین سرکار سے بابت ساد عالیشان سرکار اپنے رسالہ تسبیح حکم
مرہایت جوب کبھی سے ہا غرض اس سلطنت مین یہ منصب جلیلہ بہت ارزانی ہوا اونے مرشدزادہ
آفاق نواب شمس الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جناب عالی مثل نگاہ رحمت سوار و پیادہ ملاحظہ
فرماتے تھے یا کبھی جنرل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہو جاتا تھا حضرت خلد مکان نے
اختیار بخشی فوج کو دیا اب کم کم سفارش اور علاقہ کا فائدہ شروع ہونے لگا خاص رسالے
الی اسامیان معرفت میر محمد بخش کا میں حضرت خلد منزل نے اقبال الدولہ المنیر الدولہ کے بڑے
بیٹے کو جرنیل کیا انھون نے منشی غلام مرتضی روضہ خوان کو اختیار دیا خود عیش و عشرت آرائی
مین مشغول ہوے اس عہد دولت مین اہلکارون کی خوب بن پڑی انتظام اپنے اپنے عہدے کا
جاتا رہا افسران فوج تالاقون سے روپیہ ضروریات کا خاطر خواہ سرکار سے اوسمین بیدردی
تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس بوجہ مخالفہ ملامت پر رتبے تھے اونکا ماہانہ بدر سے کم
بیس سے زیادہ ہوتا تھا اسی سبب صاحب اخبار اردو سے ہو کر جاتے تھے چنانچہ یہ اخبار

کی تھی کہہ کے اپنی برأت کرلی صاحب نے فرمایا اچھا جاؤ آج تیسرے پہر کو نواب صاحب
کو لے آؤ مہاراج نے آکے نواب صاحب سے یہی کہدیا وہ اپنی طلب سنکے بہت خوش
ہوئے سہ پہر کو سوار ہوکر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس پہونچے وہ
بہت لطف سے پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج تو صاحب
کو سلام کرکے علیحدہ ہوگئے جانبین مین صفائیان منظور تھین تین گھنٹے تک سلیمن صاحب
اور نواب صاحب کے خلوت مین باتین ہواکین بعد اوسکے نواب صاحب رخصت ہوے
مہاراج نے اوسوقت حضور عالم بہادر کو بہت بشاش پایا خود بھی مسرور و مسرت ہوے چند روز
لکھنؤ مین رہکر بہت بات بنائی مگر ان دونون حاکمون کی رائے ہرگز مطابق نپائی ناچار
ہوکے مہاراج نے سلیمن صاحب سے عرض کی کہ مجکو دربار شاہی کا رنگ بیرنگ معلوم
ہوتا ہے اب آپکی صلاح کیا ہے مجھسے تو دیکھا نہین جاتا کہانتک روز صدمے اوٹھاؤن
اگر ارشاد ہو تو مین اپنے گھر جاؤن اونھون نے کہا تمھارے اور مقربان شاہی کی طبیعت
مین بہت فرق ہے اصل مین ریاست کا درخت بے اصل ہے اور جس درخت کی جڑ نہ مضبوط
ہوگی وہ باد مخالفت سے ایکدن ضرور مُنہ کے بل زمین پر آرہیگا جو اوسکے سایے مین ہین
اونکو بیشک گزند پہونچایگا اگر اپنا بچاؤ منظور ہے تو ابھی سوچے ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے
اندیشہ تو تمھا ہی یہ سنکے اور گھبرائے وہان سے پھر کے سیدھے نواب صاحب کے پاس
مہاراج چلے آئے موقع پاکے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے بخوشی گھر جانیکی اجازت
دی کہ ضابطہ تم بھی جانتے ہو جو کچھ مال تمھارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی بالضمانی کسیکی
لکھواؤ مہاراج نے رائے سدہن لال کی ضمانت لکھوادی چلتے وقت نواب صاحب نے ایک
نقارہ دیا اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونون چیزین اپنے ساتھہ بلرامپور لیگئے
روز چہارشنبہ صاحب ریذیڈنٹ کو پیام شاہی پہونچا کہ آپ بہر صورت بسبب علالت مزاج
کے کرسی یا تامجان پر بیٹھکے میرے پاس آئیے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس
بھیجدیجیے اسکا سبب یہ ہوا کہ کئی دن پیشتر صاحب موصوف پارہ منہ شاہی مین گھوڑے
سے گر پڑے تھے پانوون مین خوب چوٹ لگی تھی وہان سے صاحب اوٹھکے جتانگے جہانگیر

یہ بالفعل وزیر ہین مین جانتا ہون کہ وہ پوتر ہون کے امیر ہین انتظام ملک مین اونکا دخل
نہین گو اپنے نزدیک ہوشیاری و مستعدی کرتے ہین بر سر کد ہین مگر اس کوچہ سے محض
نابلد ہین بادشاہ انکو بہت چاہتے ہین اپنے کیے کو نباہتے ہین وزیر اعظم اونہین کو
رہنے دین اونکی پیشدستی کا کام شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے لین کہ اوسکا انتظام
ملک مین دخل تام ہے وہ لائق عہدہ وزارت کا کام ہے اگر یہ بات شاہ اور وزیر دونو
گوارا کرین تو ہماری دیکھی ہوئی ہے شاید اس ریاست کو ترقی ہو مہاراج کو بھی صاحب کی
یہ بات پسند آئی اور وہ ابھی بنظر انصاف دیکھیے تو سوا اسکے بہتر ہے کہ آئین کوئی زائل
نہ تھی غرض مہاراج بہت ابشاش ہوکے صاحب سے رخصت ہوئے بارہ بجے حسین گنج
پہونچے اوس وقت حضور عالم ہاد رود لشم این تھے حضور سے اپنے آنے کی اطلاع کی۔
نواب صاحب نے انکو طلب کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا وہ بکم و کاست سب بیان کیا
مہاراج کی گفتگو سے وہ صدمہ نواب صاحب کے دل پر ہوا کہ رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا مہاراج
نے رنج و ملال سے کہا کہ ابھی کچھ حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے لوازمے مین
کچھ کسر شان نہین اور جن لوگون کو صاحب نے دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا ہے بظاہر
دربار مین نہ آئین مخفی حضور کو اختیار ہے بلا تامل اسی طرح صاحب نے کہا ہے چند سے اسپر
عمل کیجیے حجت تمام کرنے کو یہ بھی دیکھ لیجیے بظاہر تو سلیمن صاحب دوست معلوم ہوتے
ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ بھی گذر جائے مین بنظر خیرخواہی عرض کرتا ہون آئندہ آپ کو
اختیار ہے یہ کہکے رخصت ہوئے دربار سے دل گیر ہوکے خون جگر پیتے تھے کچھ دن آئے
مہاراج کا کہنا نواب کے دل پر موثر ہوا اونکی نصیحت پسند آئی بارہ دن بعد وہ چارون
پانچون آدمی نظر بند ہوئے دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جاکے سلیمن صاحب
سے اطلاع کرو کہ ہمنے اون آدمیون کو ہٹا دیا اب جیسا حکم ہو مہاراج نے جاکے
سلیمن صاحب کو اوسکی خبر دی انہون نے جواب دیا کہ تمہارے کہنے سے کہ ابھی نہین ہوا اگر شرف الدولہ
ابھی پیشدستی نہ ہوا مہاراج نے مرتسا کی کہ اگر تو وہ آپ نواب صاحب کو
آپنے دیکھیے جب تک کوئی تو تخفیف نہ ہو تو بھی نہ اس کی بات وہ اندیشہ

ملمون خاطر ہمایون رہتا ہے غالب ہے کہ نظر باتحاد سرکارین آپکی بھی تنظر عطوفت حال مین انپر ہے انشاء اللہ تمام امور ملکی و مالی مین اپنے پیش نہاد رکھینگے۔

ملال سلیمن صاحب نوابصاحب اور وہان خطر دیکھکر آنریبل مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی بلرامپور و تلسی پور وغیرہ کا گھبرانا اور ان دو نو صاحبون کے درمیان مین رفع ملال کا باعث ہونا

۱۲۶۸ھ فصلی مین سلیمن صاحب بہادر وزیر اعظم سے بد انتظامی ملک کے سبب سے رنج ہوگیا اونکو اپنی رزیڈنٹی پر ناز- اونکو اپنی وزارت کا دعویٰ- نوابصاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی اونکے متوسط کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے ممانعت کی نوابصاحب کو نہایت تشویش ہوئی اسی فکر مین سربزانو ہوے ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ تمپر سلیمن صاحب ازبس مہربان ہین اگر ہوسکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اس کو ہم کو ٹالو مہاراج حسب الحکم نوابصاحب سلیمن صاحب کے پاس گئے بعد گفتگوے بسیار مطلب کی چھیڑ چھاڑ کی نوابصاحب بگاڑ کی وجہ پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگ سب سے صاف دل ہوکے ملتے ہین دل مین در نہین ہمکو یہ ریاست مٹانا کسیطرح منظور نہین بلکہ یہ چاہتے ہین کہ روز بروز یہ ملک سرسبز و شاداب ہو- رعایا آرام پائے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بد انتظامی اور سہل انکاری بادشاہ کی دیکھکے طبیعت مایوس ہے اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہین اسپر قائم نہین ہوتے کسی بات کا ماننا نہین سوا اسکے چار پانچ ایسے سرکار مین ہین کہ وہ اور بھی اونکو خراب کرتے ہین مہاراج نے عرض کی کہ آپ جو فرماتے ہین بجا ہے مگر ذرا اتنا تو یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو غافلون کو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہے ہماری راے مین تو یون آتا ہے کہ چار پانچ شخص مثل وصی علیخان اور دیوان چندی سہاے اور رزیڈنٹ وغیرہ جو مثل اربع عناصر وہم آن حضور نوابصاحب کے ہمدم و مشہور ہین نکالدیے جائین کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائین نہ اب انکو خل

امام باڑہ نجف میں ہم پہلو سے حضرت خلد مکان دفن ہوئیں یکشنبہ وقت صبح حسب دستور مجد الدولہ نے تعلیقہ کیا یہ ہے جو شاید بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا داخل سرکار ہوا۔ دیانت الدولہ کے سپرد بادشاہ نے مال مردہ سمجھکر کچھ خیال نکیا جسکی قسمت میں تھا اوسے ملا مجد الدولہ منہ دیکھکر رہ گئے اگر ان سے مقابلہ اسباب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا پشمینہ وجواہر انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا۔

بیگم صاحبہ مرحومہ ۶۰ برس پیشتر اپنے انتقال کے اپنے ثلث وثیقہ میں وصیت حسب دلخواہ مشہور ہا حکیم صاحب بواسطہ میر منشی نواب گورنر جنرل بعد انکا نہ صاحب رزیڈنٹ صدر کلکتہ میں بھیج چکی تھیں اونکے بارہ میں جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہے خلاف کہتے ہیں واللہ اعلم موافقت اہلکاروں سے بہت سی کاربرآری ہو جاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی رکنس صاحب رزیڈنٹ نے کچھ تامل کیا تھا مدار رنزاہن خزانچی نے اونھیں سمجھا کر جاری کر دیا۔

دو شنبہ کو تقریب سیوم ہوئی خلعت ماتم پرسی حکیم صاحب اور اونکے بیٹے مرزا ابندہ مہدی کو اور نیابت دیوان کو حضور عالم نے دیا اور محل میں فقط بوا جی کو خلعت ماتم پرسی ملتے تھے۔

پسک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیڈنٹ کے نام اور مرزا کیوان قدر کو خلعت ولیعہدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت جنرلی ملنا

روز سہ شنبہ ۲۳ جولائی ۱۸۳۸ء انیسوی کو صاحب رزیڈنٹ نے محبت نامہ مشعر عزل مدار المہام سلطنت بہ عدالت کا جیسا اپنے چپراسی مصلح السلاطین کے پاس لایا کہ جناب نظر اقدس میں گذرانیں انھوں نے یا الہی لیکے حضور عالم کے پاس بھیجیں کچھ احتیاط سے بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ نے بعد ملاحظہ کے حضور عالم کو دیا کہ اسکا جواب مناسب لکھکر بھیجو وشیر الملک نے بہت بنا بنا کر اوسکا جواب لکھا کہ اہلکار بسبب خلالت مزاج اقدس پر ستا بی ہیں مستوجب عزلت سے تمامت مالی و ملکی میں توجہ کامل نہوئی اب فی الحقیقت خفیف حالت ہوئی ہے انشاء اللہ سب تجویزیں محل میں آوینگے اور حضور عالم بہادر کو قابل نظر بعد وزارت کے خلعت نیابت نامی بھی شامل ہے اور حال میں یہ خیر خواہ سرکار جس میں انکے متعلقہ مراتب بحضور ۹

رزیدنٹ کے پاس بھیجدیا یعنے میں اپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری ماں نے محض بطمع زر دنیا مجھے اہل اسلام کو دیا میں بھی اپنی نافہمی سے مجبور تھی ہر چند بادشاہ نے مجھے اپنے مذہب کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن میں میں اپنے مذہب عیسائی پر مستقل رہی لہذا میری تجہیز و تکفین موافق مذہب عیسائی کے ہو اور ایک ثلث میری تنخواہ میں میری وصیت جاری ہو بعد اسکے حسن علی کپتان کے مکان میں متصل امام باڑہ آغا باقرخان یکہ ایہ جاکر رہین اخیر ۲۶ اپریل ۹ بجے رات کو ۱۸۴۹ء عیسوی میں مر گئیں اور موافق وصیت کے قریب ٹیلہ شاہ پیر جلیل کے قبرستان زمین کمپنی کی میں دفن ہوئیں حسب الحکم شاہی امجد الدولہ نے تعلیقہ کرکے پہرے بٹہائے جب بادر سے جواب رپورٹ صاحب رزیڈنٹ آیا مسٹر وکیہ اونکا جو زرف شارٹ کو ملا ہر چند پرچہ بہا پھر اس باب میں گیا کہ اسصورت میں ساری تنخواہ وثیقہ کربلا سے متعلق جاوے لیکن کچھ نہوا بعد حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا وہان کبھی بڑا اختیار کلی تھا جسطرح حکیم بندہ رضا خان مبارک محل میں تھے۔ واللہ اعلم۔

نواب مبارک محلصاحبہ کا احوال خبر کا بیان حضرت خلد مکان کے احوال میں ہو چکا ہے بیٹی کرنل علیش صاحب کی مسماۃ چینیا کے پیٹ سے خیر کا بنگلہ کانپور میں اسی نام سے تھا جب صاحب ولایت جا چکے یہ پیدا ہوئیں اسکول میں لڑکیون کے ساتھ پڑہنے کو جایا کرتی تھیں بلکہ ولایت میں بھی صاحب کے باپ نے بھی انہیں پڑہایا تھا نصرانی تھیں جب حضرت خلد مکان نے تعلیم و تلقین فرمایا صدق دل سے ایمان لائیں فی الحقیقت بہت صاحب حسن و جمال تھیں صاحب ہمت تھیں کئی ہزار آدمی اونکی بدولت پرورش پاتا تھا اور سیر چشم تھیں اختیار سیاہ و سفید سب حکیم بندہ رضا خان کے اختیار میں رہا اکثر اوجاع باطنی ہو جاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے رفع ہو جاتا تھا پھر چند روز سے آلام روحانی میں مبتلا ہوئیں خلاصہ باغ سے ڈالی انبہ کی آئی تھی اونمین سے کئی انبہ رات کو نوش کیے رات کو مزاج کچھ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھ دوا بھیجی اوسے نوش کیا پھر شاید استفراغ کیا آخر شب ہشتم ماہ شعبان روز سہ شنبہ ۱۲۶۵ہجری مطابق ۳۰ جون ۱۸۴۹ء انتقال کیا محلمیں شور قیامت برپا ہو گیا قریب دوپہر دن کے حضور عالم بہادر کو خبر پہونچی اوسیوقت بادشاہ سے عرض حال کیا پھر رات گئے جنازے کو اوٹھایا بعد غسل دریا حکم بادشاہ سے موافق رائے حضور عالم

انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ و نواب مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگم صاحبہ قوم ارمنی ساکن بغداد مذہب عیسائی بیٹی ڈاکٹر شارٹ باکوز
بغداد کے ساتھ تھی انکی ابتدائے شان نزول داخل زمرۂ محل معلیٰ حضرت خلد مکان یہ ہوئی
کہ تیسرا سال تاجوری و مسند نشینی تھا کہ انکی ماں انھین کانپور سے لیکر حیدرآباد دریا کے ایک
کرایہ کے مکان مین آکر رہین سال بھر تک لباس انگریزی پہنے سڑک پر کھڑے ہو کر جناب کو
سلام کرتی رہین جب قسمت نے یاوری کی ایک شب جناب عالی نے بعد نصف شب میر کلو
خواص کو مع میانہ سواری اور مشعلچی بھیجکر بلوا لیا انکی ماں میر کلو سے کہنے لگین کہ ہم
مایوس ہو کر کانپور جایا چاہتے تھے منتظر خرچ کے تھے غرض یہ منظر کر داخل کمرہ محلسرا
فرح بخش ہوئین حکم ہوا کہ منہ پر سے ایک قطعی مین لاکھ روپیہ کے زیور جواہر کی لیجا کر اسکے
ماں کے پاس آ گئین تھا جب مشرف بسعادت ابدی ہو چکین پانچ ہزار روپیہ دیکر
رخصت فرمایا اسوقت انکی ماں کی خوشی شادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر ہے صحن خانہ
مین ہر جگہ سجدہ شکر بجا لاتی تھی اور کئی دن کے پھیرات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور
جواہر کی اور [illegible] ہزار روپیہ [illegible] ہر قسم کے کپڑے کی عنایت ہوئے
تھی ان کے باکرامتی عباس علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کہا کہ مذہب اسلام اختیار فرمایا
[illegible] کلمہ شہادتین پڑھا اگرچہ ظاہر مین سبب دنیا کے واسطے کیا ہو اور [illegible] فرمایا
کہ [illegible] یا [illegible] ایک چوڑی جڑاؤ ہاتھون کی ایک
[illegible] الماس کے نگینے سفید [illegible] اور [illegible] روپیہ کی عنایت ہوا
پانچ ہزار روپیہ ماہوار [illegible] پہلوے بارہ دری محلسرا عنایت ہوئی اور تمام [illegible]
اور [illegible] سب ضرورتی کو حکم [illegible] ان کو حکم ہوا اسکے پالکی سواری کو
[illegible] نواب مبارک محل کیا اب [illegible] قسم کے [illegible]
الغرض افسانہ [illegible] مطلب وہ [illegible]
مرض الموت [illegible]

کہ کل ۱۲-بجے مجھ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ استراحت مین ہونگے غرض جب
ملاقات ہوئی نواب کا احوال بیان کیا اونھون نے اوسکی تصدیق کی کہ فی الحقیقت
بادشاہ نے روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ مین کل گاڑی
اسی سڑک پر سے لے آونگا نواب کا سلام ہو جائے گا خلاصہ جب گاڑی اودہر سے نکلی نواب
نے سلام کیا قدمون پر سر جھکایا بادشاہ نے بچشم غضب دیکھا جب گاڑی سے اوترے
بندہ علی پر بہت خفا ہوے اسنے قسم کھا کر اپنے تئین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے
دیکھا کہ سپاہی بندوق کے توڑے چڑہائے پھر رہے ہین حالانکہ وہ سپاہی روز کے ملازم
تھے واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کی حضور
یہ جنگل ہے زمیندار متمرد شب کو گرد ورمنہ کے پھرتے رہتے ہین یہ سنکر خائف ہوے چاہا کہ اوسیوقت
سوار ہو کر قیصر باغ مین تشریف لائین بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ کل مین
ادشاہ کو لے آونگا آپ اوسیوقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کاغذ بادشاہ گاڑی مین
وار ہوے قریب دروازہ قیصر باغ کے گاڑی کے پہیے کو کہین چڑہا دیا گاڑی رک گئی -
ب وہان کھڑے ہوے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور یہین اوترین اور سلام کیا بادشاہ
ی سے اوترکے داخل مسجد ہوے نواب نے قرآن شریف ہاتھ مین لیکر بادشاہ کے روبرو بہت
ین کھائین اور اپنی صفائی حاصل کی - بادشاہ نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کیواسطے
ت منگواؤ نواب نے عرض کی غلام کی شہر مین بڑی بدہوائی ہو رہی ہے امیدوار ہون
ے خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب
پنے خطاب سلطان العالم سے اسے مشتق فرمایا کہ نظر خلائق مین صورت واحد جلوہ افروز
ے یہ خطاب کسی وزیر اعظم کو نملا تھا اگرچہ حضرت خلد منزل نے منتظم الدولہ کو خطاب حضور
رامگاہ کا تھا دیا تھا بہرحال صبح کو سبھون نے اسکی نذرین دین بندہ علیخان کا بڑا
خ ثابت ہوا ٭

مین تین لکہون فی الحال الکہ آدمی سکونت ندارند ایک عہد دولت مین جسونل لو صاحب فرماتے کہ دس لاکہ نفوس اس شہر مین تہا اب مین خیال کرتا ہون کہ آب تین لاکہ سے زیادہ ہونگے ہزارون مکان ویران ہوگئے ہزارون آوارہ وطن ہوئے ہزارون بمجبوری ہوگئے ہین محتاج نان شبینہ کے ہین علاوہ اسکے ہزارون نے شغل بیکاری استعمال افیون اختیار کیا ہے اس سے بہتر اور دو تین چیزین اختیار کی ہین کہ وہ آدمی کو معطل اور ناکارہ کر دیتی ہین اب نقط فی السما و رزقکم پر توکل ہے وہ اپنی صحبت مین اپنی فہم اور بے لیاقتی سے افسانہای بے اصل و بے سود بیان کرکے شہرت خاص و عام کرتی ہین اور ازبسکہ یہان کی خلقت طبیعت وا لے مضامین خیالی خوب تراشتے ہین اور اوسکے کذب و صدق مین آپسمین مناظرہ بھی کرتے ہین صنوف زیر منصب کے باہین بزنل کی چند سبب نیکی ٹہیراوٹہراتے ہین اپنے توسل کے بہت سے چنانچہ عالمگیر کی نقل زبان اہل شہر ہو رہی ہے اسوقت دہلی کے تمام شہر مین جو بیکار و معطل نکلے نوکر ہوگئے اور یہان سارا شہر بیکار اور معطل ہے غرض اس بیان سے یہ ہے کہ ایکدن بادشاہ نے از راہ بیدار مغزی استفسار آمدنی ممالک محروسہ فرمایا دستور معظم نے اوسکا جواب مناسب عرض کیا اور چند روز پیشتر سے شہر مین مشہور ہوگیا تہا کہ حضور والا نے تمام ایام برسات مین باغ کا ہم گشت مین ایک کنارے زین سے اتفاقا اوسیدن تمام اسباب بھیرو دولتخانہ قدیم حسین گنج مین بہیجا اسی ترددت مشہور ہوا کہ حضور شاہی ہوئے اسی بہت سے بعض نا فہمون نے شہر اپنا ...

[illegible]

سیرہی طرف سے رزیڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ ہین بحکم بادشاہ اپنے شہر سے نکالا گیا امیدوار
ہون کہ اپنے گھر کے گوشہ عافیت مین بیٹھا رہون اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے اور امورات
شاہی مین کسیطرح کی مداخلت نکرون جسکا شبہہ صاحب رزیڈنٹ کو ہے صاحب سکرٹر نے
نظر بحسن سلوک کپتان چٹھی دوستانہ رزیڈنٹ کو لکھی کہ اگر یہ شخص کسیطرح کا تمھارا مارج نہو اور
مثل رعایاے شہر کے اپنے گھر مین بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکرٹر معلوم
ہوئی احتیاطاً رفع مظنّہ کے لیے صاحب رزیڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب
ممدوح مطالب سے خوب واقف ہو چکے تھے بپاس خاطر صاحب سکرٹر دستخط کیا کہ اگر اسطرح شہر مین رہنا
منظور ہے تو کیا مضائقہ - اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی بنا پائی تھی نواب صاحب کی
رعایت سے یہ بسبب انکی رجعت قہقری کا ہوا - جب گھر مین آئے خوب مجالس عشرا کین مگر اپنی
خوے بد سے باز نرہے رات کو چھپ کر بسواری زنانہ نواب صاحب کے پاس جانے لگے یہ اخبار ہر روز
صاحب رزیڈنٹ کو پہونچنے لگے - اس عرصے مین الیٹ صاحب روانہ کیپ ہوے -

ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر مین ہزارون بیکار و معطل خانہ نشین ہین ان سب کی تلاش معاش بھی مختلف ہے -
بہت بڑا وہ شہر ہے جہان کسی پیشے یا تجارت کی قدر نہو یا وہان کے لوگ کسی کسب یا پیشے کو
خلاف اپنی شان کے سمجھین جسطرح دستور ہر ولایت کا ہے اور ہندوستان مین بھی قلیل بہ نسبت کثیر پر
تجارت تھی جسطرح علی آباد کا سلم سب ولایت مین جا کر بکتا تھا تاجران لکھنؤ کو دو چند سہ چند
نفع ہوتا تھا اسیطرح جنکے پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چند روز مین ہو گئے
تھے وہ تجارت بھی بالکل موقوف ہو گئی ولایتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت خاص اشیاء جزیات
کی رہ گئی اوسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی رہی پھر تلاش معاش منحصر فقط نوکری پر رہ گئی
وہ بھی اس زمانے مین جاتی رہی اگرچہ اوسمین ہر شخص ملازم نکما ہو جاتا تھا کسی کام کا نرہتا تھا
تربیت و تعلیم و کسب پیشہ نہین رہی اب اس زمانے مین فقط تعلیم زبان انگریزی کی رہ گئی -
وہ بھی چند روز مین بسبب کثرت بہت سستی ہو جائگی اور از روی حساب جغرافیہ مملکت تمام اودھ

لیا کیجیے ہمین کچھ فائدہ ہوگا گر کب سنتے تھے اپنی تدبیر پر نازان تھے غرض او سیدن نواب صاحب نے بھی ڈپٹی صاحب سے اونکے اخراج کی اطلاع کی —

مرزا ہے مذکور بعد چار مہینے کے فیض آباد سے قصبہ کاکوری مین چلے آئے مولوی مسیح الدین خان میر منشی منزل گورنمنٹ کے مہمان ہوے اپنا دوست خالص سمجھ کر انکا غزل بھی انہین کی بہت سے ہوا تھا اکثر لوگ جانتے تھے علاوہ اپنی حسن رسائی اور یاوری تقدیر سے سرکار ہی سے اجازت قیام قصبہ مذکور قریب شہر کے لی تھی اسکا سبب یہ ہوا کہ الیٹ صاحب سکرٹری ناظم ... بسبب کتب کے تعارف ہمیشہ حاصل ہو چکا تھا گویا تخم امید بو چکے تھے شاید کہ ہمین جنبہ برآورد ... بال رکھو ... صاحب کو کتب تواریخ ولایت کمیاب و نایاب زمانہ کا بڑا شوق تھا جستجو مین گئے ہر پاس کتب ہوے مرزا نے بروقت عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کتب بزرگون کی نشانی ... ہین ہمین معاش دنیا سے فرصت اسقدر کہان کہ اونپر متوجہ ہون اگر آپکو ... فرمایئے اور وہ کتب دراصل کتب خانہ سرکار شاہی کی قلعہ مچھی بھون ... جنت آرامگاہ مین ... عہدیداروں نے ... کے تختہ ... اونکے ... مثل ... بدستور قائم رہا تھی ... مرزا ... الکرام ... ان کے ... کسی ... ان کو ... کوشش ... ہو جانے بعد ... مرزا ... اونکے بیٹے کے پاس ... معتمد الدولہ کے ... بہت سی کتابین ... مرزا محسن ... مرزا اونکے بھتیجے سے ... [illegible]

[illegible]

گفت ہاتف مصرعہ سال وفات او چنین
ماہ اوج سلطنت زیر زمین شد ہائے ہائے

مرزا وصی علیخان کا فیض آباد جانا اور پھر لکھنؤ آنا

خلاصہ نواب وزیر الممالک نے بہت جد و جہد مرزا وصی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ مین کیا اور عدم ثبوت قصور ہر ایک صاحب سے بیان کیا لیکن ہر صاحب رزیڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہے اور جمیع امور عظیمہ سلطنت حسن رائے و تدابیر اور مصلحت وقت صاحب رزیڈنٹ پر موقوف ہین بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب ممدوح سمجھ کر حکمنامہ بنام وزیر الممالک مزین بدستخط خاص فرمایا کہ بالفعل اخراج وصی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہمایون بھی ہے اور صاحب ممدوح کو امر خفیف کے واسطے ناراض کرنا مناسب حال نہین کہ تازہ وارد ہین۔

الحاصل چار و ناچار مرزا وصی علیخان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ عملداری سرکار مین رہین کانپور کا جانا عذر نا موافقت آب و ہوا کیا گیا اور حسب دستور بخاطر صاحب ممدوح تاکید روانگی کو چوبداری متعین ہوا چنانچہ ۱۹ شہر رجب روز سہ شنبہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۱۲ جون ۱۸۴۹ عیسوی مرزا ے مذکور مع متعلق و اسباب بجمعیت سپاہ حفاظت راہ اور سپاہ راجہ مان سنگہ بہادر قائم جنگ باطمینان تمام روانہ فیض آباد ہوے بعض احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے تا کہ شہر تک پہنچا آئے اب خدا باقیات صالحات کو ایسے حوادث غیر طبعی سے بچائے اور توفیق اعمال و سکون و قیام کی دے نہ یہ کہ بحرک خبر صالح ہو جائین دیکھا چاہیے اس اخراج کے بانی مبانی کیونکر بچتے ہین فی الحقیقة مرزاے مذکور کی کارگذاری مین کچھ شبہہ نہین کسواسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ ناتنظم الدولہ تھے مگر اسکے دستور صداقت شعار صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنے جرو ہمت و نفع ذاتی کو مقدم سمجھتے تھے محل و غیر محل پر جراءت کر بیٹھتے تھے انجام کار کا خیال نہین کرتے تھے یہ باعث انکی ناکامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درد دل سے سمجھایا کہ مرزا صاحب ایسی روا روش اچھی نہین صاحب رزیڈنٹ کو ناراض کرنا اور اونکے حکم کے خلاف ہونا و درمقابلہ کرنا اسکا مآل کیا سمجھے ہین اگر آپ کانپور یا بیرون شہر رہیے اور تحریر یا بواسطہ نواب صاحب کے صلاح دیجیے

انتقال مرزا ولیعہد بہادر

مرزا ولیعہد بہادر شاہزادہ اودھ ولی بادشاہ کئی مہینے سے مبتلاے تپ دق و مرض مزمن ہو رہے تھے مرض سنگین بھی ہو گئے اطباے ملازمین نے بلطائف الحیل بچاؤ اپنی بدنامی کا سمجھکر علاج سے ہاتھ کھینچا آخر کار محول بڈاکٹران کیا یعنی ایکدن حسب الحکم ڈاکٹر اسپرنجر صاحب و ڈاکٹران بھاؤلی شہزادے کے دیکھنے کو آئے اونھوں نے اپنی کیفیت مزاج بزبان شیرین بیان کی کچھ تجویز کر کے چلے آئے لیکن کچھ مفید دوا کسو اسلئے کہ وقت ہاتھ سے جاچکا تھا حکیم اپنا الزام ہمکو دیا چاہتے ہین آخر کو جب ایک گلی اوسکی شدت سے زیادہ ہو موجب ہلاکت ہوا دوسری تاریخ رجب روز شنبہ قریب شام سنہ ۱۲۶۶ ہجری مطابق ۲۰ مئی ۱۸۵۰ عیسوی شاہ منزل مین نقل مکان کیا تھا اوسکے ۹-۱۰ دن کے بعد انتقال کیا ۳ بجے صبح کو پہلوی حضرت جنت مکان مین دفن ہوے اس خبر موحش کو مصلحتاً بخیال ناسازی مزاج اقدس مقربان خاص نے چھپایا لیکن جوش خون پدری و دردجگر کب چھپا سکتا ہے اوسیدن بادشاہ پر نسبت اور دنون کے بہت افسردہ و مشوش طرب الحال رہے وقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ آج نوالہ میرے حلق سے نہین اوترتا اور دل خود بخود بھرا آتا ہے اسکا کیا باعث ہے حاضرین نے باتون مین لگا دیا آخرکار رات کو جناب عالیہ نے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا کلمات صبر و شکیبائی ارشاد فرمائے۔ اوسوقت بہت بیتاب ہوے سچ ہے کہ اس خاندان مین ابتداے عروج ریاست سے جسے ولیعہدی پر کس آگے کسیکے ہاتھ نہین آئی مراد اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون بد سمجھے لیکن سلطنت ہند مین کسکو کیا دوسرے امر کو دیکھنا چاہیے روز سوم کپتان فلیٹ صاحب قائم مقام ریذیڈنٹ بقریب تعزیت مین نواب کے پاس آئے بادشاہ کے پاس ناسازی مزاج کی وجہ سے نہ آسکے سن شریف مرحوم کا دس برس پانچ مہینے کا تھا۔

قطعہ تاریخ وفات از نتیجۂ فکر منشی امیر احمد صاحب

رفت از دنیا ولیعہد شہنشاہ جہان — جوہر تیغ خلافت زمین نشین شد ہاے ہاے
شمع بزم خاک شاہان وارث تاج و نگین — خاتم دست سلیمان بے نگین شد ہاے ہاے
زیب داماں جناب حضرت خاقان ہند — زینت آغوش پاک حور عین شد ہاے ہاے

درکردار زبان حال و تحریم و فرقہ کہ یہ ایسے ہیں پرچہ پیام ارسال شاہی کہ ایسا شخص جسکا اخراج
اس صورت سے ہوا ہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور جزو کل سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکار ہے
لہذا نیاز مند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہے کہ حکم محکم اسکے اخراج کا شہر سے ہو فقط یہ پہلی تسلیم القدر
اخراج شہر کی شروع ہوئی دیکھا چاہیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہے —
روز سہ شنبہ نواب صاحب ممدوح کے پاس واسطے رفع توہمات نسبت مرزا سے مذکور تشریف لے گئے
اور پرچہ پیام بھی بہت بنا بنا کر اور سمجھ کر لکھا کہ قصور مرزا سے مذکور سرکار شاہی میں ثابت نہیں کسو واسطے
کہ زمان جنت مکان میں انکی روبکاری ہو چکی ہے بعد عدم ثبوت قصور نواب امین الدولہ نے مختتم
کار و بار وزارت کیا تھا اور میرے عہد دولت میں کوئی اور شخص من جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و عزت
کا نتھا اسواسطے انھیں نواب گورنر جنرل کے چاہ پانی کے ساتھ بھجوایا تھا اور نواب محتشم الیہ نے
نظر بحسن خدمت و قدرشناسی کمال و فور عنایت سے بنگلہ میور ڈاک میں اپنے دستخط خاص سے چٹھی
حسن خدمت کی عنایت کی ہے اور لکھنؤ میں خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادہ نواب ممدوح مع صاحبان
عالیشان مہمان انکے باغ میں ہوئے ہیں دعوت کے طور پر چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب نے شکایات
انکے باب میں کی تھی اوسکا جواب گیا تھا کہ تمنے پہلی چٹھی میں مردودی عزت لکھا تھا ان وجوہات سے
نظر بحسن خدمات سابقہ مرد کار گذار سمجھ کر منصرم کار و بار کیا۔ پس کیا قباحت ہے فقط
خلاصہ نواب صاحب نے بھی بمقتضائے حسن خدمت جس قدر ہر کو خاطر تھا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا
صاحب نے پھر اسکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھوں نے مقتضائے وقت
سمجھ کر گول گول جواب دیا بخیال ناراضی وزیر حال اسکے بعد دوسرا پرچہ پیام آیا کہ نیاز مند کو تحقیقات کی
کچھ احتیاج نہیں ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ انکو مداخلت کار و بار سے معطل کیجیے چنانچہ دسویں تاریخ
ربیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا مذکور حکم حاکم سے مجبور ہو کر مستعفی ہوئے لیکن دو سو روپیہ تنخواہ کے
بدستور رہے۔ خدمت اطلاق و اصطبل باقی سپرد مہاراج و شرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی
اور مقدمہ وصی علیخان شروع نفاق صاحب رزیڈنٹ اور وزیر اعظم ہوا۔ آگے اسکا انجام دیکھا
چاہیے کیا ہوتا ہے ✣

نواب صاحب نے اس عاصی سے ارشاد کیا کہ شہر کے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی مناسب ہے کہ
تمام رصدخانہ برطرف کو بھی بدستور بحال کرو چنانچہ بیس دن کی تنخواہ دینے کو بھی حکم خزانہ عامرہ پر
پہونچا بدستور قدیم بنگالی وغیرہ مددگار تمام مشاہدات میں مصروف ہوے اور توپ بھی ۱۲ بجے
کی بحکم رصدخانہ سے بدستور چلنے لگی۔

رزیڈنٹ صاحب کا واسطے عیادت بادشاہ کے آنا مرزا اوجی علیخان کا معطل ہونا

روز شنبہ ۱۴ فروری سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بغرض تحقیق اخبار جوش طبیعت ناسازی مزاج اقدس
سنکر تشریف لائے کہ براے العین تصدیق و رفع اشتباہ حال مزاج اقدس کریں چنانچہ محل سرے
شہنشاہ منزل میں بالمشافہہ بادشاہ سے باتیں کیں جس سے تسلی تخیلات اخبار ساعی کی ہوئی
شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ سواے عارضہ خفقان و مراق اور کوئی عارضہ متحقق نہوا اور نہ کیا عجب تھا
صورت [illegible] کی ہو جاتی یعنے نا صحت مزاج کوئی اور روبہی ہو جاتا خارج سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو
کبھی ایسا توہم ہوا تھا چنانچہ مرزا محمد رضا برق سے بھی ارشاد کیا تھا خلاصہ یہ کہ بیماری بادشاہ
محول بجناب عالیہ تھی اور سواے اطباے ملازمین سرکار علاج ڈاکٹری منظور نہ تھی چنانچہ صاحب نے
کیفیت مزاج جو خود مشاہدہ کی اوسکی رپورٹ صدر میں کر دی گورنمنٹ نے رحم کیا۔
مرزا اوجی علیخان نے اپنے رفتار کردار سے ہر طرح باغ سبز دکھا کر نواب سے مروت حاصل کیا اور بہت
خدمت و نیابت جو نواب امین الدولہ نے دی تھی اوسکی پر امید ہوتے اور مشیر خاص صلاح کی
اکثر امور میں ہوتے تھے اتفاقاً ان سے اور نواب محمد خان مشیر شاہی سے بوجوہ بگڑی اب دونوں
انکے کام بنے ہوے آل [illegible] پیدا ہوے آوان [illegible] نواب محمد خان
[illegible] ذاکر علی [illegible] محمد خان سے کہا کہ انکے [illegible] نوبت جو [illegible]
[illegible] دونوں نے باتفاق [illegible]
[illegible] شروع کیا [illegible] بیان [illegible]
[illegible]
[illegible]

کیے ہونگے تیرہ سو پر نیلام ہوئین بہت سی ڈاکٹر اسپرنجر صاحب و ولسن صاحب نے کپتان ہاکنس صاحب کا مال بال دوست سمجھ کر لے لین اسیطرح سارے گھر کا نیلام ہوا - مال مردہ پیس ہر دہ -
اس عرصے مین ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جان کر درخواست اس عہدہ جلیلہ کی کی - جب یہ صورت ہوئی بندہ نے حضور عالم سے مشروحا عرض حال ابتدا و انتہا کا کیا کہ اگر ازراہ فروغ علم کچھ اسکی قدر و منزلت اور اپنی نیکنامی سمجھیے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہربرٹ صاحب کے صاحب متوفی مامور ہوے اور اگر کچھ تخفیف منظور ہے تو کلنٹ صاحب مہتمم کالج جو جرنل مارٹن صاحب کے دوست ہین اور متوفی صاحب کے عمل سے بھی واقف ہین انھین مقرر فرمائیے اور وہ کچھ کم مشاہرے پر بھی راضی ہو جاوینگے اور اگر بسفارش کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل اور ناواقف اس کوچہ سے ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہے آئندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی جایداد کا خالی ہونا مغتنم خاص اپنے واسطے فتوح غیبی سمجھے -
خلاصہ کئی دن کے بعد نواب صاحب نے اس عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی اور رصدخانہ کا قائم رکھنا منظور خاطر اقدس نہین کتب خانہ رصد داخل تحویل مجد الدولہ ہوا و عملہ رصدخانہ برطرف - چنانچہ ۲ جنوری ۱۸۴۹ع تک تنخواہ عملہ دیکر رخصت کیا اور اس عاصی کو نظر بعنایات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا - رصدخانے سے توپ زوال شمسی چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہو جاتی تھی بابو رشنک موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر ہوے -

نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمن صاحب کے جانا رصدخانہ بدستور قائم رہنا

۸ جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوے روز چہارشنبہ ۱۲ بجے رات کو کرنل سلیمن صاحب بہادر داخل کوٹھی دلکشا ہوے صبح کو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور تھے روز پنجشنبہ ۱۱ ماہ مذکور کو مرزا ولی عہد بہادر مع شاہزادے دوم واسطے استقبال کو گئے ۹ بجے صاحب ممدوح داخل شاہ منزل ہوے حسب دستور فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد حاضری کھانے کے صاحب رزیڈنٹ واسطے ملاقات بازدید بادشاہ تشریف لائے تعارف معمولی ہوا - ۱۱ بجے صاحب ممدوح داخل کوٹھی رزیڈنسی ہوے اتواپ سلامی سر ہوئین -

عیال اطفال کو خلعت ماتم پرسی ملتا تھا اور زر نقد بھی اس امر خاص مین
سرکار سے ملتا تھا ہر چند اس عاصی نے حضور عالم سے عرض کیا کہ ولسن صاحب
سلمہ صاحب کے اسباب وغیرہ نیلام کرنے کو کہتے ہین اونھین ارساونکی اولاد کو خلعت دینا مناسب ہے اسمین
آپکی بڑی نیکنامی ولایت تک ہوگی حضور نے قبول فرمایا پھر معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ ولسن صاحب
سے ملاقات تک نکی آخر وہ انتظار کرکے رات کو منجھے ڈاک مین سوار ہو کر چلے گئے۔ اور کپتان
برڈ صاحب سے بھی قیام رصدخانہ مین سرکار سے کچھ تحریک نکی جیسا جنرل لو صاحب نے اظہار حال کیا تھا
معلوم ہوا اونھین ایسے ذی عزت صاحب کا یہان رہنا ناگوار تھا گلے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اسکی سرکار
مین بھی کی کہ اس رصدخانہ کا فائدہ اہل ولایت کو ہے اہل ہند کے واسطے کچھ فائدہ نہین ہے لہذا یہ امر
موقوف خوشی اور قدرشناسی بادشاہ پر ہے پس یہ وجہ اسکے قیام کی نہوئی حالانکہ ۱۹۔ لاکھ روپیہ
موجودہ برس کے عرصے مین سرکار کا خرچ ہوا اور نو دس برس تک محنت مشقت مشاہدات اور درستی
حساب مین صاحب نے کی تھی اور اسکا نتیجہ کچھ حاصل نہوا اسلیکہ دو روپیہ جو سرکار سے طبع مشاہدات کیواسطے
ملا تھا وہ بھی پھیر لیا گیا۔

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد مصمم ہو چکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات رصدخانہ کے مین ولایت
چلا جاؤن گا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا ڈاکٹر لوکن صاحب اپنے بنگلے منڈیاؤن مین
لے گئے پھر ڈاکٹر صاحب روانہ کانپور ہونے لگے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کانپور تک لے گئے وہان ڈاکٹر
میکی خن سے ہر چند علاج کرکے اندر اندر دست صاحب کو حمل لیا اس کثرت سے ہوئے کہ جان بلب ہو گئے۔
آخر ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۸۴۹ع کو وقت شب انتقال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بی بی انکی پرستاری کو
آئی تھین اونکے شوہر جم ہابر کو بیالن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ اونھون نے بتاکید تمام ڈاکٹر صاحب اور
ڈاکٹر صاحب کو بلا کر صاحب نے دیسی صاحب وغیرہ اپنا ذمہ کیا شام کو جنازہ اوٹھا
جنٹ سے مہربان کمپ تھے سب تشییع جنازہ مین شریک تھے۔ فوج گورہ بھی ساتھ تھی۔
جب لکھنؤ مین خبر آئی تو ریذیڈنٹ صاحب نے نواب کا ... حضور سے کپتان بارلو صاحب کو واسطے حفاظت اسباب
کے بھیجا بعد اسکے نمائش پرست لیسٹر صاحب ... اسباب نیلام کرکے چلے گئے اس کا
[illegible]

نے تجویز کرکے بھیجا اور مہتمم ہوئے ستره سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمعیل
مع چند طلبہ ہندوستانی اکتساب علم وعمل ہیات کے واسطے مقرر ہوئے رصد سلطانی مین بنا سے رصد خانہ
تجویز ہوئی قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مرگانڈ صاحب مہندس و مصاحب خاص جنت آرامگاہ
کی تھی بعد دو برس کے ناتمام ہوکر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب دفعتہً مرگئے جرنل لو صاحب
نے صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت
برتے اونھین مقرر کرکے بھیجا اور وہ ۱۸۳۵ عیسوی اپریل کے مہینے مین داخل لکھنؤ ہوئے معرفت
صاحب رزیڈنٹ شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوئی ۱۴ پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصد خانہ پر
متوجہ ہوئے جب مولوی اسمعیل بسفارت روانہ لندن ہوئے اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قائم مقام
ہوئے جب حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوئے خرچ فضول وبیکار سمجھکر تخفیف کیا جسطرح
اکثر کارخانون کو بیفایدہ جان کر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام وکمال دے کر مع دو ہزار روپیے زاد راہ
کے دیکر روانہ لندن کیا جب جرنل لو صاحب کہ کلید سلطنت تھے بادشاہ سے اسکی سب حقیقت حال بیان
کی اور کہا کہ آپکی سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی ایسا امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری
ولایت کے کاملین مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصد خانہ ہے جس سے کاملین کو فائدہ حاصل ہوتا ہے
اور اسکی بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہے بہت تعجب ہے کہ آپ ایسے
قدرشناس اسے صرف بیجا سمجھ کر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی
اسکے جاری رہنے سے ہوگی اور یہ رصد خانہ مجمع ولایت مین ہین یا ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین
ہوئی یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجرا سے رصد خانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگھ
تجویز صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپیے اسکی تعمیر مین صرف ہوئے پچاس ہزار کے تہیر دوربینونکے
نصب کرنے کو بنارس مرزاپور سے آئے اور لاکھ روپیے کے آلات رصدیہ موافق رصد خانہ گرین وچ
لندن سے آئے اسکے بعد حکمنامہ شاہی آیا کہ مہتمم رصد خانہ تا تکمیل رصد خانہ دو سو روپیہ تنخواہ سے
کم ہونگے اور عملہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمہارے کام کا ہو رکھ لو چنانچہ مولوی عبدالرحمن
کنبوہ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھ لیا جب رصد خانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کی کہ طلبا زبان انگریزی سے واقف ہون اور بسبب اسکے نوکر نہون وہ نہ موجب ابتری کار سرکار ہونگا

نے تجویز کرکے بھیجا اور مہتمم ہوے ستر دسو روپیہ ماہواری کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمعیل
مع چند طلبہ ہندوستانی اکتساب علم وعمل ہیات کے واسطے مقرر ہوے رصد سلطانی مین بناسے ہو گلہ
تجویز ہوئی قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مرٹاوڈ صاحب مہندس ومصاحب خاص جنت آرامگاہ
ذکی بھی بعد دو برس کے ناتمام ہو کر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب دفعتہً مر گئے جنرل لو صاحب
نے صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت
پر تھے اونھین مقرر کرکے بھیجا اور وہ ۱۸۳۰ عیسوی اپریل کے مہینے مین داخل لکھنو ہوے معرفت
صاحب رزیڈنٹ شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوئی ۱۴ پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصدخانہ پر
متوجہ ہوے جب مولوی اسمعیل بسفارت روانہ لندن ہوے اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قائم مقام
ہوے جب حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوے خرچ فضول وبیکار سمجھ کر تخفیف کیا جسطرح
اکثر کارخانون کو بفایدہ جان کر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام وکمال دے کر مع دو ہزار روپیہ زاد
کے دیگر روانہ لندن کیا جب جنرل لو صاحب کہ کلید سلطنت تھے بادشاہ سے اسکی سب حقیقت حال بیان
کی اور کہا کہ آپکی سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی ایسا امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری
ولایت کے کاملین مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصدخانہ ہے جس سے کاملین کو فائدہ حاصل ہوتا ہے
اور اسکی بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہے بہت تعجب ہے کہ آپ ایسے
قدرشناس اسے صرف بیجا سمجھ کر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی
اسکے جاری رہنے سے ہوگی اور ۷۰ رصدخانے مجموع ولایت مین ہین ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین
ہوئی یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجراے رصدخانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگھ
تجویز صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوے پچاس ہزار کے پتھر دوربینونکے
نصب کرنے کو بنارس مرزاپور سے آئے اور لاکھہ روپیہ کے آلات رصدیہ موافق رصدخانہ گرین وچ
لندن سے آئے اسکے بعد حکمنامہ شاہی آیا کہ مہتمم رصدخانہ تا تکمیل رصدخانہ دوسو روپیہ تنخواہ سے
کم ہونگے اور عملہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمھارے کام کا ہو رکھہ لو چنانچہ مولوی عبدالرب
کنبوہ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھہ لیا جب رصدخانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کہ طلبا از زبان انگریزی سے واقف ہون اور بسبب ہارس نوکر نہون ورنہ موجب ابتری کارسرکار ہوگا

نواب گورنر جنرل کا کانپور سے ملک مغرب جانا نہ پانا اور الہ آباد سے پھر آنا کرنل لو ہمینڈ صاحب کا ولایت جانا

جب خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر کا کانپور سے سمت ممالک مغربی جانے کی مشہور ہوئی حسب دستور قدیم چاہی پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سے الہ آباد روانہ ہوا مرزا احمد علی خان کچھ سوچ سمجھ کر گئے اپنی طرف سے کسی داروغہ کو تجویز کرکے بھیجدیا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آیا نواب گورنر جنرل نے عذر جانے ملک مغرب کا کیا وگرنہ معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سے کانپور تک عملداری سرکار تھی اس جہت سے معمول تھا دانشمندان اہلکاران سرکار کو اسی سے ایک تخیلہ پیدا ہوا انجام نواب معتشم الیہ ڈاک مین ۱۵ ماہ نومبر ۱۸۴۲ عیسوی داخل کانپور ہوئے بعد توقف ایکساعت روانہ اکبر آباد ہوئے وہانسے انبالہ کو روانہ ہوئے

اس عرصے مین جنرل لوٹ صاحب ساہو تانہ اجمیر کے رزیڈنٹ ہو کر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کپتان ہاکنس صاحب دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے کرنل ولکاکس صاحب مہتمم رصدخانہ سلطانی کا حال انتقال سنکر بہت تاسف کیا کسواسطے کہ یہ دونو صاحب ایک دوسرے کی اولاد کے دہرم باپ تھے۔

۲۶ ماہ نومبر سنہ الیہ کو کرنل لو ہمینڈ صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی سے بسبب علالت مزاج روانہ ولایت ہوئے اور یہان کے کاروبار اور رنگ دربار اور مزاج بادشاہ سے بہت تنگ ہو کر اپنا جانا بہتر سمجھے اور جانتے تھے کہ یہاں کا رنگ اچھا نظر نہیں آتا کرنل سلیمن صاحب بہادر مدت سے متمنی رزیڈنٹی تھے بوندیلکھنڈ سے تشریف لے گئے وہان بہت عمدہ عمدہ کار سرکار کیے تھے کہ تیس ہزار ٹھگ اور راہزنون کو گرفتار و پھانسی دے کر راہ و گھن خوب صاف کر دی تھی ۔ کپتان برڈ صاحب انتظار تشریف آوری صاحب ممدوح قائم مقام رہے جب جبسی صاحب کلکتے سے اونکے مقام پر پہونچے تب حسب مذکور بالا لکھنؤ آئے

انتقال کرنل ولکاکس صاحب اور گفتگو سے قیام رصدخانہ کا اس عاصی مولف کتاب سے نواب منیر الممالک سے ولیس صاحب کا کلام کرنا اور برطرف ہونا عملہ رصدخانہ کا

اب سنیئے بنائے رصدخانہ سلطانی کو حضرت خلد منزل کی سلطنت مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر و لیفٹیننٹ بسفارش و تجویز صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس ہوئی نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان وزیر اعظم تھے اپنا سوچ و نیکنامی سمجھ کر بانی ہوئے چنانچہ کپتان ہربرٹ صاحب کو نواب گورنر جنرل

کئی بار وزارت مین قید بھی ہو چکے تھے اس حکم ناطق سے قیام شبانہ روز پرہی کا موقوف کرکے
نمود وقت صبح و وقت شام بھی الٹا اختیار کیا تھا آخر بعد چند روز کے ہوا اپنے اپنا عرض حال کپتان
ہربرڈ صاحب سے کیا جنکے تعلق صاحبات محل تھے اور کرنل رچمنڈ صاحب نے بسبب اپنی ناواقفیت کے جنھین ہو
تھے انھین کی تجویز پر بحال رکھے تھے انکا حال جو کچھ ان صاحب کی ریذیڈنٹی کے عہد مین گذرا سب نامدار
عالیشان بھی خوب جانتے ہیں آس حکومت جدید کو ہر ایک سے موقوف کر دیا بحسب فارغ البال
بدستور سابق ہوگئے نواب منتظم الدولہ نے جب احوال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہان سے قطعی حکم آیا
کہ باب عدالت مین صاحبات محل کے اور حفاظت ناموس سلاطین مین بادشاہ کو اختیار ہے چنانچہ
حضرت فردوس منزل کے عہد دولت مین نواب تاج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونے کی شکایت
جنرل کانفیلڈ صاحب کی کہ ہم اہل تشیع ہین صاحب نے ناواقفیت سے بادشاہ کو یہ پیام لکھا مولوی
خلیل الدینخان نے بحکم صدر سے منقول کیا صاحب نے بھی جب کتاب مین تحریر دیکھی خاموش ہو رہے

ہتک لال جی اخبار نویس میان اچھاونی کے اور ریذیڈنٹ صاحب کا برہم ہونا

کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ اول ریذیڈنٹ بسبب ناموافقت آب وہوا شہر اکثر چھاونی منڈیاؤن
محلوکہ شاہی مین رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس ریذیڈنٹی ہر روز اخبار سنانے کو انکے پاس جایا کرتے
تھے ایکدن نواب عزت محل منجملہ محلات معلی راجہ جیا لال کے باغ مین جو واقع سر راہ چھاونی
تشریف لیگئی تھین بشیر الدولہ ناظر کے سپاہی حکم ہر آیندہ و روندہ آدمیون کا ہٹانا کرتے تھے منشی
کپتان موصوف ہاتھی پر سوار شہر سے صاحب کے پاس جاتے تھے سپاہیون نے منع کیا وہ ہاتھی سے
اوتر کر حد باغ تک پیدل ہو کر چلے گئے راہ مین لال جی سے اپنی کیفیت بیان کی انھون نے
کہا تم بلند سواری پر تھے اس جہت سے منع کیا تھا مین پالکی نشین ہون مجھکو کوئی منع نکریگا جب زیر باغ پہنچے
سپاہیون نے پھر ممانعت کی انھون نے تند سواری روانہ کیا مگر سپاہیون نے نکالا آخر حد باغ تک یہ
بھی پیادہ گئے کسواسطے کہ رنجیدہ ہو کر تحریر پر تامل مین ہو رہے بعد اسکے لال جی نے جنرل
سلیمن صاحب سے اپنے ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوے نواب کو بلوا کر بہت رنجیدہ ہوئے
بشیر الدولہ سے ہزار روپیہ جرمانہ لیکر لال جی کو دلوا دیا۔

بحکم صاحب رزیڈنٹ بہر حساب وثائق پر محلدار کا ہونا اور باہر داروغہ کا اور بحکم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبات محل اہل وثائق مثل نواب مبارک محل و ولایتی محل ممتاز محل سرفراز محل تاج محل نواب
ملکہ جہان صاحبہ وغیرہ موافق تجویز ضمانت وحمایت مختار افعال و کرداز خود و پسند فارغ البال
رہتی تھین اور ظل حمایت صاحب رزیڈنٹ مین باستراحت تمام خواب راحت مین آرام کرتی تھین
ہر چند بسبب تلون فاسد جو خلاف شان شاہی تھے ہوتے تھے اور متواتر مداخلت بیجا اغیار سے
اکثر وزراے سلطنت سے ممانعت ظاہری ہوئی کسواسطے کہ حفظ ناموس اسلاف کرام حاکم وقت پر
لازم ہے چنانچہ نواب منتظم الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام مین بحکومت چاہی اور میر منشی صاحب رزیڈنٹ
بسفارش بحیلہ و شیقہ چاہتے تھے کہ مداخلت بیجا کرین نواب نے روبروے صاحب رزیڈنٹ معقول کیا
اور بعض وزرا نے دہمکا کر اپنی صورت نفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار واقعی کیا اونھون نے بھی
اپنی عادات قدیمہ سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہونچی کہ میر کلب حسین بیٹے جناب
میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلاے احمق مزمنہ مین گرفتار ہوے اسکا شور و غل
ہر گلی و کوچہ شہر مین پہونچا نواب ناظر محالات شاہی نے اسپر بہت سی چشم نمائی کی جو سراسر انکے خلاف شان
خاندان تھی پس بعد از خرابی بسر و کرایا محملی سارے محل کو گندہ کرتی ہے صاحب رزیڈنٹ نے نظر باہتمام
و حفظ مراتب ناموس اسلاف کرام شاہی اور اپنی رفع بدنامی کیواسطے ایک حکمنامہ صاحب نائب کو بھیجا
کہ ہمیشہ اسطے خبر رسانی محالات کے ایک محلدار مقرر کی ہے کہ وہ بعد بندوبست بحکم صاحب نائب کے احوال سے
خبر پہونچایا کرے اوسکی تنخواہ صاحبات محل کے ذمے ہوگی اور ایک ایک داروغہ سرکار شاہی سے مقرر ہو کر
وہ بھی اندرونی و بیرونی خبر مفصل پہونچایا کرے بہت خوب انتظام کیا تھا اور بہت سی رخنہ بندی کی ہر
کی تھی اگر اسے قیام ہوتا با مرجدید ہوا اس تاکید شدید سرکارین سے ہواسب کے سب اس گم ہوے اور ہر طرف
گھونسے چاندی سونے کے دوڑانے لگے چنانچہ پہلے ہر ایک نے خیالی مضمون بنا بنا کر صاحب سے عرض حال
کیا مگر مطلق شنوائی نکی حکیم بندہ رضا خان جو مدت سے ملازم خاص سرکار نواب مبارک محل کے تھے بعلاقہ
پیشہ طبابت مگر جناب موصوفہ کے و نور عنایت سے اختیار کلی اندر اور باہر کا رکھتے تھے وہی بلند اداوہ نامہ

ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی صاحب کا کلکتہ مین اور محبت نامہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب کا بادشاہ کے واسطے

۳۔ ماہ جنوری ۱۸۴۸ء عیسوی مطابق ۱۲۶۴ ہجری رائٹ آنریبل جیمس انڈروارل آف ڈلہوزی گورنر جنرل بہادر بیت السلطنت کلکتہ مین رونق افروز ہوے حسن اتفاق سے دونون صاحبان عالیشان منصوب و معزولین مین رسم ملاقات مہماندار ی بہ تکلف ہوئی اور ایک دوسرے کو رخصت کر کے روانہ ولایت ہوے لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر نے مناسب وقت سمجھکر بموجب ارشاد بادشاہ وقت رخصتی محبت نامہ بھیجا چنانچہ ۲۰ شہر ربیع الاول سنہ مذکور را بجے صاحب رزیڈنٹ تنہا بادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برڈ و صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ ہمنے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہمات رتق و فتق سلطنت مشروحاً بیان کیے نواب محتشم الیہ نے ہماری راے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جم جاہ تعمیل امورات مرجوعہ سلطنت مین متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی اور دولتخواہی سے بجا لائینگے باعث مزید اتحاد دولتین عالیین کا ہوگا اور باعث نفع کثیر و موجب نیکنامی سرکار فقط یہ بھی وہی مضمون مد شتم کا ہے ورنہ اسقدر تاکید شدید سے نتیجہ کیا۔ ہمنے کردی ہے خبردار رہو ورنہ انتزاع ملک ہو جائے گا۔

بادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی اتواپ فرمایا اور بعد رخصت صاحب رزیڈنٹ بسواری تامجان فرح بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیر اعظم ہمراہ رکاب تھے از راہ آداب پیادے جلو کے سواری مین تھے پھر توپخانہ کو ملاحظہ فرماکر مراجعت فرمائی۔ بادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھہ کیا آپ بھی میرے واسطے ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار رہیگا۔ پس غرض اس ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی یہ بھی رموز مملکت ہین جو حکام ہی جانتے ہین اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے ⁂

کشتی جواہر و ظروف نقرہ ہشت ظروف چینی کار طلائی شیشۂ الماس تراش کے سامان آراستگی میز مین بری روشالہ کشمیری کے عمدہ قلمدان جواہر نگار رقوبات جواہر مرصع بہا تاج بطور سرپیچ قدیم مالہ مشرکی دولڑہ مروارید انگوٹھی الماس دست بند وغیرہ دیا ایسے طرح کسی گورنر جنرل بہادر نے نہیں دیا کسواسطے کہ لارڈ مائرا صاحب عموماً صاحب لکھے جاتے تھے اونھون نے اسقدر تحفہ نہیں دیا تھا سب جانتے ہین بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لے گئے تھے یہ امر سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی مین بھی مندرج ہے سرکار شاہی سے بھی بہت تحفہ اسباب دیا گیا ایک گاڑی نقرہ بمعرفت کپتان برڈو صاحب کے لندن سے بفرمائش آئی تھی دی گئی۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزیڈنٹ کو بادشاہ کے واسطے ایک محبت نامہ چند مدات کا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ممالک محروسہ امانی کئی برس کی مدت کا دیا جاوے جس مدت مین عہد شکنی نہو پرگنون پر تحصیلات مقرر ہون تاکہ رعایا پر ظلم نہو اور زر تحصیل بسہولت حاصل ہو کہ موجب آبادی ملک اور افزائش مزروعات ہو لہذا تفہیم ان صاحب کی محض بمقتضائے محبت و دولتخواہی سرکار شاہی منظور ہے اسواسطے کہ فیما بین دولتین عالیتین محبت و اتحاد قدیم مستلزم اصلاح مفاسد ہے پس مکرر و متواتر مدارج تفہیم مین کوئی امر نہین رہا اگر شاہ اودھ کی فہمائش مذکور پر جو موجب افزائش مال و نیکنامی سلطنت ہے حکم کی تعمیل نفرمائینگے تو آئندہ بطور اپنے بندوبست کرکے بعد انتظام کلی ممالک محروسہ اودھ مہیشہ اہالیان شاہ اودھ مین مناسب وقت سمجھ کر دیا جائیگا فقط یہی مضمون محتشم عہدنامۂ فردوس منزل ہے۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس آئے محبت نامہ جو حقیقت مین مثل حکمنامہ تھا دیا اور یہہ سب طرح سے کمال نرمی دولتخواہی سے فہمائش کرکے رخصت ہوئے جسکا نتیجہ یہ ہوا جو سب نے دیکھا بادشاہ نے اقرار تعمیل فرمایا کہ انشاء اللہ بتدریج بموجب لکھنے کے عمل مین آئیگا چنانچہ پہر تحصیل متعلقان انگریزی سے مقرر ہوئی اونکے تمام حدود تک تحصیل و آبادی مقرر ہوئے اور بظاہر ممالک محروسہ امانی قرار پایا مگر اوسمین شرط اجارہ کی تھی *

دیکھتی چلی آیا ہے بہرحال پاسداری اور رعایت امور مرجوعہ لازم ہے ہمنے تخلیہ مین بہت سے
مراتب تفہیم بادشاہ سے کیے۔ اونھون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلیے ہمنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم رکھی
پس نظر بحقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت اہالیان سرکار پر لازم ہے اور ہمین کسیطرح کی
مداخلت اونکے گھر مین منظور نہین لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم و بدعت اور اتلاف
ملال شاہی مین بدل مصروف رہین اور کوشش کرین اگرچہ وہ درستی خلاف مزاج بادشاہ ہو
اور بعض ارکان دولت کے ہو اور درستی فوج بھی باین شائستہ عمل مین آوے کہ تعدیل ۲۰ ہزار سوار
و پیدل و توپخانہ جنگی اسی طرح سے آراستہ و پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام
آسکے اور سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کرسکے۔
خلاصہ رتق و فتق مہمات سلطنت تجویز و صلاح وہی صاحب رزیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے داد رسی
مستغیثان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنہ ملک اودہ جنکا مقدمہ زمینداری محکمجات شاہی مین
انفصال ہوتا تھا اور سجل بھی مل جاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقدار سے اپنے حق
کو نہ پہونچکر ہمیشہ داد و بیداد کرتی تھی اسکے واسطے ایک کچہری تحصیل حضور مقرر ہوئی اور انفصال
فیصلہ مقدمات پر تاکید ہوئی اور امر نیابت بھی محول بصاحب رزیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم رسائی
زر سرکار عمال سے تنقیح کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہو اونکا تدارک کیا جاوے اور اگر سرکشی
رعایا سے بغیر حجت ظلم دریافت ہو اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کہ انتظام کامل عمل
مین آوے اور اگر متدین کارگزارون کا ملنا جو سب طرح کی لیاقت رکھتے ہون دشوار ہے
لہذا اس ملک مین ایسا قانون جاری ہو کہ کسیطرح کا فتور انتظام مین نہو اور از روے قانون
کوئی شخص خیانت نہ کرسکے اور اجراے کار سرکار حسب لیاقت ظاہری رہا ہے
غرض نواب گورنر جنرل بہادر عجیب سردار سیر چشم حاتم زمانہ تھے عملہ شاہی سے جیسے خلعت عنایت کیا
پشمینہ بیش قیمت اور ہر شے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نو ہزار روپیہ کی مالیت کا ار زر بازار
اور خلعت نواب وزیر الممالک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جیسے خلعت دیا
بیش قیمت۔ اور بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار و ہودج نقرہ و جھول کارچوبی دو مالکی ایک
تامجان۔ ۱۰ گھوڑے ساز طلا و نقرہ ایک مسہری نقرہ خیمہ پشمینہ اکاون کشتی ملبوس خاص معہ گوشوارہ

اور بڑا انتظام کیا تھا کہ سواے متوسلین سرکار کوئی تماشہ بین شہر نہین جانے پاتا تھا اور دالان بارہ دری مین میز پر نواکہات ومیوہ جات تر وخشک آراستہ تھے۔

غرض ۱۰ بجے نواب گورنر جنرل بہادر کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوے مرزا اوسی علیخان جو میر کے نبیلے مین ہمان اپنی چالاکی سے ازراہ رسوخ کانپور سے مین کرانچی ڈاک مین چار پائی اور سامان بارہ دری لے گئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل نے وعدہ انکے گھر جانے کا کیا تھا بموجب ایفاے وعدہ ازراہ ناواقفیت دستور مع چند صاحب باغ مین دریا کے اوسپار تشریف لیگئے مرزا نے موافق اپنے حوصلے کے بہت تکلف سے باغ آراستہ کیا تھا اور کئی طائفے ارباب نشاط صاحب حسن وجمال بھی اپنا باغ سبز دکھانے کو بلوائے تھے بعد دو ساعت کے یہ تماشا بھی دیکھکر رخصت ہوے اسوجہ سے انکا موجب رسوخ وتفاخر ہمچشمون مین ہو گیا جب کپتان برڈ صاحب نے صاحب سکریٹر کو اس مہمانی جدید کی چٹھی شکایتی لکھی کہ موجب تفاخر میزبان اور خلاف شان مہمان کے یہ امر ہوا۔ ایسا کبھی پیشتر یہان نہین ہوا کہ سواے بادشاہ کے کسی اور کے گھر مین صورت مہمانی ہوئی ہو اسکا جواب دیا کہ تمنے اپنی چٹھی مین حال چارپائی کو مرزا وسی عزت لکھا ہے پس اگر ایسے شخص کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا قباحت ہے۔

روز سہ شنبہ چہارم ماہ ذیحجہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۲۔ نومبر ۱۸۴۷ء صبح کو نواب گورنر جنرل بہادر ڈاک مین مترک بیلی گارد باغ سے روانہ کانپور ہوے نواب منیر الملک اور رزیڈنٹ تاکہ شہر تک مشایعت کو گئے صاحب سکریٹر بھی اوسی رات روانہ ہوے۔

مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ اور ارکان دولت کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزہ مناسب وقت تحریر رپورٹ فرمائی جسکا مضمون مدبران نے اپنی سمجھ کے بموجب یون بیان کیا۔

قبل بادشاہ اودھ اور برخلاف رسم ماثر شاہی رزیڈنٹ ہونا اور استغاثہ رعایاے شہر نسبت وقوع امر بیداد زورآور اخبار وتحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ کو اجازت دی کہ شاہ اودھ کے ایسے امور مین مداخلت نکرین کسواسطے کہ بعد ورود لکھنؤ ہم خود سمجھ لین گے کسواسطے کہ آبا واجداد سلطنت اودھ سے ہماری سرکار دولتمدار سے ہمیشہ سے سلسلہ اتحاد

اونٹے کے ہار کے بدلے مالاے مروارید یا اوسی دن بادشاہ موصوف کے واسطے خلعت نواب
گورنر جنرل کے تشریف فرما ہوے دو ساعت تک تخلیہ خاص رہا نواب محتشم الیہ نے بمدارات
صرف ہمت والا انتظام ممالک محروسہ و رفاہ و فلاح رعایا مین اوس طریقے سے جو از بہ
محبت و یکجہتی ہے سمجھایا شاہ عالم پناہ نے کلمات نازروستانہ بہر حال خوشنودی خاطر
نواب معظم الیہ کو مقدم رکھکر کمال بے تکلفی سے دامن نواب کا ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ لارڈ
ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جو سلوک جنت آرامگاہ کے بعد کیے ظاہر مین اور لارڈ امہرسٹ صاحب
نے فردوس منزل کو صاحب تخت و تاج کیا ہمیشہ اونکے عین وعدہ گار رہے لہذا آپ بھی نسبت
خلوص میرے اسلاف کرام کے میرے واسطے امر جدید جو باعث مزید محبت ہو تجویز فرمائیے تو آپ سے
کچھ بعید نہوگا اور جبتک اقرار نہ فرمائیے گا اپنا ہاتھ آپکے دامن سے نہ اوٹھاؤنگا نواب
موصوف نے اس جوش محبت بادشاہانہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو موجب تسکین
خاطر ہمایون ہوے اور بہت خوش ہوے ایک انگوٹھی الماس اور شمشیر والاجاہ نے حسب دستور وقت
رخصت دی نواب محتشم الیہ نے ایک قلمدان جواہر نگار اور ایک ہاتھی عماری دار نذر دیا اور
شادان و فرحان رخصت ہوے۔

اوسیدن رات کو نواب گورنر جنرل بہادر واسطے ملاحظہ روشنی حسین آباد تشریف لائے اوسکی کیفیت
یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے از راہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس منزل کو
والا شان سرکار دولتمدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان ہمدم کو بھی خصوصیت و یکدلی تھی
پس محبت فیما بین مستلزم اسکے ہے کہ حضور مع صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ حسین آباد مین
رونق افروز ہون اور تماشاے روشنی اور آتشبازی ملاحظہ فرمائین کہ یہ مہمانی حضرت فردوس
منزل ہے اور باعث خوشنودی روح حضرت - اس جہت سے نواب محتشم الیہ تشریف لائے دو ساعت
تک بارہ دری تالاب پر بعد زیارت امام باڑہ کے رونق افروز رہے۔

صورت روشنی پر تکلف یہ تھی کہ رومی دروازے سے حسین آباد تک دورویہ ٹھاٹھر روشنی کے
تھے اور ہر ایک بلند بنا تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد تالاب کے ابرکی فانوسین اور گولے
نصب کیے تھے اور بارہ دری مین روشنی شیشہ آلات اور حسین آباد مین در و دیوار پر گلاس روشن تھے

۲-بابو بھیرون چندر خزانچی رزیڈنٹی	۹- پارچہ-	ایک رقم جواہر
۳-اخبار نویس لال جی رزیڈنٹی	۵ پارچہ-	
۴-مظفر حسین خان کنبوہ-	۴-پارچہ-	
۵-مرزا حسن علی خان مہتمم چھاپہ خانہ	۴-پارچہ-	۴-رقم جواہر-ایک سردلی
۶- نانک چند مہاجن	۵- پارچہ-	

نواب امین الدولہ کا دربار مین جانا لوگ خلاف سمجھتے ہین کہ یہ داخل اہل وثائق نتھے- اور اولاد نواب مختار الدولہ سرفراز الدولہ- امیر الدولہ کب اہل وثائق سے تھے وظیفہ شاہی بواسطۂ صاحب رزیڈنٹ ملتا ہے نظر بحسن خدمت کہ سرکارین مین باعث فتنہ و فساد کے نہوئی بلکہ موافقت سرکارین مین پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اسیطرح نیکنام ہے تحریر صاحبان رزیڈنٹ سے ظاہر ہے مقام استعجاب ہیجا اور حمایت رزیڈنٹ بھی ظاہر ہے جسکا ذکر کیا گیا بلکہ دونو سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی-

مظفر حسینخان کنبوہ اپنی خوش رفتاری سے الہ آباد سے بموافقت لارڈ صاحب کمشنر لکھنؤ آئے فی الحقیقت پرنامت دیٹی ولایت حسینخان کے واسطے بجویز ہوا تھا گر موافقت عملہ سرکار اور اپنی حسن تدبیر اور لارڈ صاحب کی جہت سے انھین ملا چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب کو اصل حقیقت معلوم ہوئی یہ اسوقت حکیم بندہ مہدیخان کے پاس بیٹھے گرمجوشی سے اختلاط کی باتین کررہے تھے کہ دفعتہ چپراسی رزیڈنٹ نے حکم اخراج شہر پہونچایا اسیوقت سیدھے کانپور چلے گئے اسیطرح ایک تبہ نایب اب امین الدولہ ایکزمانے مین شہر مین آئے اور مہاراج جھاؤلال کے مکان مین اترے لکھنؤ کے اہل غرض عروج ثانی انکا سمجھکر آنے لگے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کارفرمائی کے تھے جب کپتان شکسپیر صاحب انکے باب مین بہت کچھ نواب سے کہا نواب نے کہا کہ ایسے لوگ بہت لکھنؤ مین آتے جاتے ہین مجھے اونسے کیا علاقہ غرض عذر کیا و گرنہ کیا عجب تھا کہ اونکو بھی کچھ کام کا سمجھکر اپنے دربار مین آنے دیتے جیسے لنبی اونکے اور عمرکو کارفرما سمجھکر داروغہ اپنے کاروبار کا کیا تھا- غرض یہ مایوس و ناکام ہوکر پھر کانپور چلے گئے-

آمد تحایف روز پنجشنبہ ۱۲ تاریخ ماہ فروری کو جنت آرامگاہ مین انگلشیہ مہمان صاحبان مسلمان مین ہر ایک کو

صاحبان خلعت ۱۲۶۵

۶۔ نواب امین الدولہ۔
۷۔ نواب شرف الدولہ
۸۔ سلطان مرزا شاہزادہ صفوی
۹۔ دلیر الدولہ۔
۱۰۔ نواب بہادر۔

۱۱۔ نادر مرزا
۱۲۔ مرزا عباس
۱۳۔ رضا علیخان۔
۱۴۔ مرزا علیخان۔
۱۵۔ مرتضےٰ حسینخان۔
۱۶۔ مرزا محمد حسین۔
۱۷۔ مرزا افضل علیخان۔
۱۸۔ مرزا علی عسکری۔
۱۹۔ مرزا مہدی پسر حسین علیخان
۲۰ مرزا افدا علی پسر حسین علیخان
۲۱ جعفر علیخان۔
۲۲ امیر مرزا۔
۲۳ محمد عطا خان۔
۲۴ سید محمد خان مجذوم
۲۵۔ جلال الدین حیدر
۲۶۔ مظفر الدولہ
۲۷ محمد علیخان۔
۲۸ میر نظیر علیخان۔
۲۹ مرزا محمد تقیخان پسر حسین علیخان۔
۳۰ احمد حسین خان
۳۱ نواب حیدر علیخان۔
۳۲ نواب محمد تقیخان ابن نواب ابرار الدولہ
۳۳ میر نواب ابن مرزا صاحب۔
۳۴ ڈاکٹر میر عنایت حسین۔
۳۵ منشی عبدالکریم منشی گورنمنٹ
۳۶ اعظم الدولہ۔
۳۷۔ رفیق الدولہ۔
۳۸ مولوی ذاکر علی
۳۹ مظفر حسینخان کمبوہ
۴۰ منشی جانکی پرشاد
۴۱ احمد رضا خان۔

	صاحبان خلعت	
۱۔ منشی جانکی پرشاد میر منشی رزیڈنٹی	۷۔ پارچہ۔	۵۔ رقم جواہر۔

تھا صبح یہ صاحب رزیڈنٹ نے سعادتخان جمعدار کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوایا دوپہر کو سوار ہوکر چلے راہ مین دوسرے چوبدار نے آکر کہا کہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل ۲ بجے تشریف لائیے گا

دوسرے دن شنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ منزل مین واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے ہاتھی گینڈے کی لڑائی دیکھی اسکے رخصت ہوے دوپہر کو اہل دربار صاحبان وتعلق تیز خواہان سرکار کمپنی کوٹھی ضیافت مین جمع ہوے نواب امین الدولہ شرف الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ اپنے کوٹھی ضیافت مین علٰحدہ بیٹھے پھر ہر شخص کو نمبر وار ٹکٹ کا موافق اوسکے کرسی نشین ہوے۔ یہ سب اکتالیس صاحب تھے۔

پہلے کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سرگوشی کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوے۔ کرسی نشینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا پھر کرسی پر بیٹھے بعد اوسکے پھر ہر ایک نے ترتیب وار جاکر حضور محتشم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر آکر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیڈنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد اسکے ہر ایک شخص کو عطر اور ہار عنایت ہوا پھر ہر شخص نے جاکر سلام رخصتی کیا جب دربار برخاست ہوا نواب امین الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیا ہر شخص کے پاؤن مین فرش پر جراب بغیر کفش تھی۔

	نقشہ دربار	

کرنل ریمنڈ صاحب۔ نواب گورنر جنرل بہادر۔ الیٹ صاحب سکرٹر۔ کپتان برڈ صاحب

[illegible]

۱۔ نواب مبارک الدولہ
۲۔ نواب ممتاز الدولہ
۳۔ نواب ...یہ مرزا۔
۴۔ نواب سعید الدولہ
۵۔ نواب منور الدولہ۔

کنارہ دریا اور دریا مین بڑے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑے بہت سی آتشبازی چھوٹی
دریا مین ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوے صاحبان
عالیشان و نجوا تین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھین۔
صبح روز جمعہ بادشاہ سوار ہوے بہاری ڈاک مین پہلے داخل موسیٰ باغ ہوے وہان سے درگاہ
بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوے صاحب رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی
ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔
روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام انام ہوے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ غالبجنگ
مہتمم لشکر نے داتارام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے بعزت کیا بازار مین تشہیر کیا چوتھے دن
چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے برسم قدیم چار امرا مع نواب وزیر الممالک
پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ و صاحب رزیڈنٹ بادبہاری پر سوار ہوکر ناکہ شہر تک تشریف فرما
ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوے
شاہ منزل مین داخل ہوے چاے پانی اور فیل جنگی وغیرہ ہوئی نواب معز الیہ بمقتضاے سن پیری
و خستگی راہ بہت جلد رخصت ہوے۔ بروز پنجشنبہ چاے پانی کوٹھی رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص
مشخصہ کرسی نشین تھے رسم ہدایاے کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے لکھنؤ مین نہوئی کسواسطے
کہ کانپور مین ہوچکی تھی اور طریق طعام شب و روشنی وغیرہ یعنے بڑا کھانا خاص منزل کے وقت سے
موقوف ہوگیا ہے۔
روز جمعہ جب وہ معتمد معظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار
مین نواب امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی ہین فرمایا اونکا آنا
محض بمشاہرۂ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو انکے آنے مین کیا قباحت
ہے جب نواب اور سفیر شاہی نے بھی بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی
ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت ہوئی جو
بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ مین انکا کچھ استحقاق تھا اور منور الدولہ کسواسطے
وسیلہ آبائی تھا اونکو کسی حمایت جدید کی احتیاج نتھی۔

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرۂ الماس بیش بہا اور جیغۂ گلابی تھا باقی امرا و اقربا کو عطر اور ہار گوشہ وغیرہ کے ملے۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ بہادر کو خلعت مع ہاتھی و پالکی ملا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے ازراہ احتیاط تعداد کرسی کہ مبادا وفا نکرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا جہان مین اگر بتقدیم اپنے قانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب ممدوح نے بطیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی امرا دوسرے کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ ہیسٹنگس صاحب نے کیا ظاہر ہے اور نظر بجا جس جنت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین

نواب گورنر جنرل کا خانساماں جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت ۶ پارچہ کا اور ایکہزار روپیے عنایت ہوے۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا اسکندر حشمت۔ مرزا خرم بخت بہادر۔ نواب وزیر الممالک صاحب رزیڈنٹ کرنل ولاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے ۹ بجے نواب محتشم الیہ پل پر پہنچے اوسیطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے بہادر مین بٹھاکر داخل خیمہ ہوے بعد ایک ساعت کے رخصت ہوے بادشاہ نے سرا پردہ خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت مالاے مروارید نواب محتشم الیہ کیا اونکے صاحبزادون کو اور دولتمند جلیل القدر کو بھی ہار دیے گئے باقی اور صاحبون کو ہار گوشہ و عطر دیا گیا اور ادہر کشتیان جو ہیس کی پیشکش کے خانساماں کو ایک تھیلی مین رکھ کے لے گیا۔ اقبال الدولہ مستر کرنل نے اکبر حسین ساوک محمد کاظم اپنے ملازم کو بھیجکر مثالہ اسباب بھیجا خلعت ۵ پارچہ ہزار روپیے پاکے ساتھ بھجوایا۔ آغا مرزا اور محمد یوسف کمنانہ جو ہمیشہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا مجد الدولہ سے شکایت کی وہ خلعت انھین مل گیا۔

شب جمعہ ہفتم ماہ خان عالم رسول آ ... واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے مسرع کے

کنارہ دریا اور دریا مین بڑے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑے بہت سی آتشبازی چھوڑی دریا مین ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوے صاحبان عالیشان وخواتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھین۔

صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بگھی بہاری ڈاک مین پہلے داخل موسیٰ باغ ہوے وہان سے درگاہ بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوے صاحب رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام ام ہوے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ غالب جنگ مہتمم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے بعزت کیا بازار مین تشہیر کیا چوتھے دن چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے برسم قدیم چار امرا مع نواب وزیر الممالک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ وصاحب رزیڈنٹ بادبہاری پر سوار ہوکر تا کہ شہر تک تشریف فرما ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوے شاہ منزل مین داخل ہوے چاء پانی اور فیل جنگی وغیرہ ہوئی نواب معز الیہ بمقتضاے سن پیری وخستگی راہ بہت جلد رخصت ہوے۔ بروز پنجشنبہ چاء پانی کوٹھی رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص مشخصہ کرسی نشین تھے رسم ہدایاے کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے لکھنؤ مین نہوئی کسواسطے کہ کانپور مین ہوچکی تھی اور طریق طعام شب وروشنی وغیرہ یعنے بڑا کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہوگیا ہے۔

روز جمعہ جب وستو معظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار مین نواب امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی ہین فرمایا اونکا آنا محض بمشاہرہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو انکے آنے مین کیا قباحت ہے جب نواب اور سفیر شاہی نے بھی بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت ہوئی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ مین انکا کیسا حق تھا اور منور الدولہ کیواسطے وسیلہ آبائی تھا اونمین حمایت جدید کی احتیاج نتھی۔

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرۂ الماس بیش بہا اور جیغہ گلابی تھا باقی امرا و اقربا کو عطر اور ہار گوشہ وغیرہ کے ملے۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ بہادر کو خلعت مع ہاتھی و پالکی ملا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے ازراہ حکمت تعداد کرسی کہ مبادا وفا نکرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا مہمان ہین اگر تقدیم اپنے مہمانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب معزالیہ نے بطیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی امرا دوسرے کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ ہیسٹنگ صاحب کیا ظاہر ہے اور نظر بجاے جس جنت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین نواب گورنر جنرل کا خانساماں جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت ۵ پارچہ کا اور ایک ہزار روپیہ عنایت ہوے۔

روز پنجشنبہ بوقت صبح جنرل مرزا اسکندر حشمت۔ مرزا خرم بخت بہادر۔ نواب وزیر الممالک صاحب رزیڈنٹ۔ کرنل والکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے ۹ بجے نواب محتشم الیہ پل پر پہنچے اوسیطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھا کر داخل خیمہ ہوے بعد ایک ساعت کے رخصت ہوتے بادشاہ نے سرا پردۂ خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت ہار اسے مروارید کے نذر نواب محتشم الیہ کیا اور نکے صاحبزادون کو اور ہمراہی نواب جلیل القدر کو بھی ہار دیے گئے باقی اور صاحبون کو ہار گوشہ و عطر دیا گیا اور ۱۰ کشتیان جو اس کی پیشکش مین خانسامان سب ایک کوٹھری مین باندھ لے گیا۔ اقبال الدولہ مسٹر گٹس نے از راہ حسن سلوک محمد کاظم اپنے ملازم کو بمیلہ مثالہ اسباب بھیجا خلعت ۵ پارچہ ہزار روپے پائے اوسنے تعجب کیا۔ آغا مرزا ادوچہ بوتا لکھا جو ہمیشہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا معتمد الدولہ سے شکایت کی وہ خلعت انھین مل گیا۔

شب جمعہ ہشتم جمادی الثانی ناظم رسالہ ارونٹ واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے ہمراہ کے واسطے

کنارہ دریا اور دریا مین بجرے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑے بہت سی آتشبازی چھوٹی دریا مین ایک باغ تازہ گلہاے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوے صاحبان عالیشان وخدرات معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آئی تھین۔

صبح روز جمعہ بادشاہ سواری ہوادار پہلی ڈاک مین پہلے داخل موسی باغ ہوے وہان سے درگاہ بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوے صاحب رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام انام ہوے لشکر مین تمامت رسد ہوئی راجہ غالب جنگ مہتمم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے بعزت کیا بازار مین تشہیر کیا چوتھے دن چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے برسم قدیم پارامرامع نواب وزیر الممالک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ و صاحب رزیڈنٹ بادبہاری پر سوار ہوکر ناکہ شہر تک تشریف فرما ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوے شاہ منزل مین داخل ہوے چاہ پانی اور عمل خنگی وغیرہ ہوئی نواب معز الیہ بمقتضاے سن پیری وخستگی راہ بہت جلد رخصت ہوے۔ بروز پنجشنبہ چاہ پانی کوٹھی رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص مشخصہ کرسی نشین تھے رسم ہدایا ے کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے لکھنؤ مین نہوئی کسواسطے کہ کانپور مین ہو چکی تھی اور طریق طعام شب و روشنی وغیرہ لینے بڑا کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہو گیا ہے۔

روز جمعہ حسب دستور معظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار مین نواب امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی ہین فرمایا اونکا آنا محض بمشاہدہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو انکے آنے مین کیا قباحت ہے جب نواب اور سفیر شاہی نے بھی بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت ہوئی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ مین انکا کیا احق تھا اور منور الدولہ کیواسطے وسیلہ آبائی تھا اونمین حمایت جدید کی احتیاج نتھی۔

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرۂ الماس بیش بہا اور جیغۂ گلابی تھا باقی امرا و اقربا کو عطر اور ہار گوشہ وغیرہ کے ملے۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ غیر کو خلعت مع ہاتھی و پالکی ملا۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب گورنر جنرل لارڈ ہسٹ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے زنگ ہنگامت قند اوکرسی کہ مبادا دوفا نکرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا مین اگر تقدیم اپنے خاندانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب ممدالیہ نے بطیب خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی امرا دوسرے کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ ہیسٹنگس صاحب کیا ظاہر ہے اور نظر بجاوس جنت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے تحریر خلوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین نواب گورنر جنرل کا خانساماں جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت ۲۔ پارچہ کا اور ایکہزار روپیہ عنایت ہوے۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا اسکندر حشمت مرزا خرم بخت بہادر نواب وزیر الممالک صاحب رزیڈنٹ کرنل والکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے گئے ۹ بجے نواب محتشم الیہ پل پر پہنچے اوسیطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھاکر داخل خیمہ ہوے بعد ایک ساعت کے رخصت ہوے بادشاہ نے سراپردہ تک مشایعت کی وقت رخصت مالاے مروارید نذر نواب محتشم الیہ کیا اور کمپتان صاحبزادون کو اور مالی جواہر جلیل القدر کو بھی ہار دیے گئے باقی صاحبون کو ہار گوشہ و عطر دیا گیا اور دو کشتیان جوہر کی ہمراہ مین خانساماں صاحب کو ایک گھڑی مینا کی دے گیا۔ اقبال الدولہ مہتمم کشتی نے نظر کپتان سلوک محمد کاظم اپنے ملازم کو بھیجا مثالہ اسباب بھیجا خلعت دو پارچہ ہزار روپے پاکے اوسنے چھپایا۔ آغا میرزا اور ہدیہ پوشا کہا جو جیغہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا محمد ال او سے تشخاص کی دو خلعت انھین مل گیا۔

شب جمعہ ہشتم جلیقعدہ ناظم رسوا آ اور نے واسطے خوشنودی مزاج اقدس اپنے مسوخ کے

بعد اس منظوری کے اہلکار سرکار نے ازراہ معاملہ فہمی خلعت دینے مین تامل کیا مگر یہ اپنی یاوری اقبال سے روز جمعہ ۶ شہر ذیقعد ۱۲۷۰ ہجری خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے اسعرصہ مین لیسٹ صاحب بہادر سکندر اعظم نواب گورنر جنرل ڈوانک بین یکم ماہ نومبر ۱۸۲۶ع مطابق ۱۲ شہر ذیقعد سنہ الیہ داخل شہر ہوئے اور باتفاق صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے تعارف معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے شہر کو دیکھ کر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتبخانہ سلطانی سے کرکے پھر کانپور گئے یہ صاحب جس شہر مین گئے ہین بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ ہدیہ لوگون نے خوشامد سے نذر کین یا بقیمت چنانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان کی لکھین وہ طبع ہوکر مشہور ہوئین اور اپنی علالت مزاج سے برخصت کیپ گئے وہین مر گئے۔

جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کانپور مین آئی بادشاہ نے حکم طیاری لشکر فرمایا ارکان دولت امرا سے جس قدر سامان سفر درست ہوسکا ارادہ ہمراہی بادشاہ کیا کسواسطے کہ تنخواہ ہر ایک کی سرکار مین بہت چڑھ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہرصورت روز سہ شنبہ ۲۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا وصی علی خان پیشتر سے چار پانی لیکر روانہ ہوگئے وقت پہونچنے کے ۱۱ پارچہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار گھڑی دن رہے بسواری بادبہاری موسی باغ مین ازراہ پاتراب رونق افروز ہوئے روز پنجشنبہ ۲۴ کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ روز شنبہ صبح کو سڑک قدیم نول گنج و رحمت گنج سے تشریف فرما ہوئے انتظام شہر افسرون کے سپرد ہوا الحق کہ شرف المکان مکین سے ہوتا ہے تمام شہر کی کوچہ و بازار مین خصوصًا در دولت پر ایک وحشت برستی تھی۔

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسون کا میدان موسم خوشگوار خوبی لطافت دریا خوبی عمارات کنب آنطرف دریا خصوصًا خیمہ بارگاہ سلطانی کو راجہ درشن سنگہ بہادر غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گرد چمن اور دوب بلکہ درخت میوہ جات سب ثمردار کئی ہزار کھدید کرکے آراستہ کیا تھا اور سڑک پر سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مصنوعی نہین ہے ہمیشہ سے یونہی ازخود آراستہ تھا۔

اس سلطنت مین جب سے غلام یحیی خان ظہیر الدولہ رتبہ سفارت سے بوزارت ماموز ہوئے ہر صاحب دربار کو حوصلہ اولو العزمی ہوا یہ نہین سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوتے ہین تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہوجاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہونے سے موقوف کیا تاج الدین حسینخان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین آسمان کے ملائے تھے مگر بوجوہ ناکام ہے۔

اس عرصے مین ثابت الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان برادران عینی مقربان خاص بظاہر بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علیخان ہوئی پایہ عتاب مین آئے دربار موقوف ہوے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رہا دربار وزیر اعظم مین جاتے تھے۔

خلاصہ باب سفارت مین مشورہ ارکین سلطنت ہوا نواب نے بنظر حسن خدمت زمان سابق جو میر علی حسن ناظر خیرخواہ ان کی سفارش حالت بیکاری مین نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ مین انکے بار احسان سے سبکدوش ہوجاؤن وہ بھی تجویز سے کئی مہینے سے لکھنؤ مین آئے تھے نواب کے پاس آتے تھے لیکن جب صاحب رزیڈنٹ سے استمزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار و گفتار مین قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب تکلیف کا ہوگا چنانچہ اس استمزاج کی فہرست تین نام سفیران مجوزہ مشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بادر حسبارت جنگ دیوان اور راجہ کندن لال مہتمم منشی نظامی کی صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر ثابت جنگ دوسرا منشی محمد خلیل الدینخان سفیر زمان حضرت ناصر مکان قبول نہ ہوا تیسرا مولوی فضل حق خیرآبادی مندرج کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام بھی محمد خان کمگر کا لکھا جائے تو چار پورے ہوجائین مہاراج نے کہا وہی تینون چلے گئے غرض بعد ملاحظہ چوتھا نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور کیا لفٹینانٹ انگلستان صاحب کی سفارش سے کہ وہ اسوقت موجود تھے کہ نسبت اور رؤسا کے بہتر پیشتر سے واقف آئین تہذیب ہیں نواب منور الدولہ کے پیشدست بھی ہے مین

بعد اس منظوری کے اہلکاران سرکار نے ازراہ معاملہ فہمی خلعت دینے میں تامل کیا مگر یہ اپنی یاوری
اقبال سے روز جمعہ ۱۰ شہر ذیقعد ۱۲۴۶ ہجری خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے اسی عرصہ میں جب لیفٹنٹ
جناب سکندر اعظم نواب گورنر جنرل ٹوالکس میں بکیم ۱۰ نومبر ۱۸۳۱ء مطابق ۱۸ شہر ذیقعد سنہ الیہ داخل شہر ہوئے
اور باتفاق صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے تعارف معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے
شہر کو دیکھ کر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے لے کر کانپور چلے گئے جب
اس شہر میں کئی برس بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ بہدیہ اور کوان لے خوشامد سے نذر لین یا بقیمت
چنانچہ چار جلد کتاب متوسط احوال ہندوستان کی لکھیں وہ طبع ہو کر مشہور ہوئیں اور اپنی عملداری
ولایت سے رخصت لیکر گئے وہیں مر گئے۔

جب خبر دخل نواب گورنر جنرل لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب بہادر کانپور میں آئی بادشاہ نے حکم تیاری لشکر
فرمایا ارکان دولت امرا سے جس قدر سامان ضرور ہوا سب کا ارادہ ہمراہی بادشاہ کیا گو سواے
تنخواہ ایک کی سرکار میں بہت چڑھ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہر صورت روز شنبہ ۲۲
شہر ذیقعد سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا و حسن علی خان پیشتر سے چار
باقی لے کر روانہ ہو گئے وقت پہونچنے کے ۱۱ پارچہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار
تیرہ دن رہے بسواری باد بہاری موتی باغ میں ازراہ پایاب رونق افروز ہوئے روز پنجشنبہ
۲۸ کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۹ روز شنبہ صبح کو سٹرک قدیم نول گنج و
جنت گنج سے تشریف فرما ہوئے انتظام شہر افسروں کے سپرد ہوا سچ کہ شرف المکان بالمکین سے
ہوا سے تمام شہر کی کوچہ و بازار میں صومعا دولت پر ایک وحشت برستی تھی۔

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسوں کا میدان موسم خوشگوار
خیمہا تلافت مرا ہمزبی عمارات کسب آنظرف دریا خیمہ و شامیانہ بارگاہ سلطانی کو راجہ درشن سنگھ ناظم
نائب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گرد چمن اور روش بلکہ درخت میوہ جات سب ثمر دار گملوں سے
آراستہ کیا تھا اور سٹرک پر سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مصنوعی نہیں ہے ہمیشہ سے
یونہی آراستہ رہتا تھا۔

اس سلطنت مین جب سے غلام یحیی خان ظہیر الدولہ رتبۂ سفارت سے بوزارت ماموز ہو[ے]
ہر صاحب دربار کو حوصلہ اولوالعزمی ہوا یہ نہین سمجھے کہ لیاقت او[ر] اسباب جمع ہوتے ہین
تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی
بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہو جاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہونے سے موقوف کی[ا]
تاج الدین حسینخان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین آسمان کے ملائے تھے مگر
بہر وجوہ ناکام ہے

اسی عرصے مین ثابت الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان برادران عینی مقربان خاص بظاہر
بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علیخان ہوئی پایہ عتاب مین آئے دربار
موقوف ہوے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رہا دربار وزیر اعظم مین جاتے تھے۔

خلاصہ باب سفارت مین مشہور ہے رکن رکین سلطنت ہوا نواب نے بنظر حسن خدمت زمان سابق
جو میر علی [illegible] تیرہ خوران کی سفارش سے حالت بیکاری مین نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے
محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ مین انکے بار احسان سے سبکدوش
ہو جاؤن، وہی مجبوریت کئی مہینے سے لکھنؤ مین آئے تھے نواب کے پاس آتے تھے لیکن جب
صاحب رزیڈنٹ سے امتزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار
[illegible] کردار مین قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب شکایت کا ہوگا چنانچہ اس امتزاج کی
[illegible] سفیران مجوزہ مشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر جسارت جنگ دیوان اور راجہ
کندن لال [illegible] منشی [illegible] صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ
میوہ رام بہادر [illegible] جنگ، دوسرا منشی محمد خلیل الدینخان سفیر زمان حضرت خلد مکان قبول
[illegible] مولوی [illegible] مندرج کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام
بھی محمد خان [illegible] لکھا جاے تو بہتر [illegible] مہاراج نے کہا وہی تینون پہلے
[illegible] تیسرا [illegible] نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور
کیا [illegible] صاحب کی سفارش سے کہ وہ اسوقت موجود تھے کہ نسبت اور [illegible] انکے یہ بار
[illegible] نواب منور الدولہ کے پیشدست بھی ہے مین

بادشاہ ولی اور انکے اسلاف کرام اقربائے قریبہ سلاطین طیموریہ سے ہین اور اس سلطنت مین بھی قرابت قریبہ ہے جد امجد حسب جنت آرامگاہ نواب مخدرہ عظمے انکی بھتیجی اور سکے بتدمنہ خسرو حضرت سلطان العالم پس اگر انصاف شرافت کی راہ سے کیجیے تو وزارت کو فخر ہوا گرنہ اور و نکو وزارت سے فخر ہوا کسواسطے کہ وزیر داخل ہر خواص بادشاہ ہوتا ہے خدا توفیقات عمل خیر عنایت فرمائے کہ رعایا اور برایا سے از روی انصاف پیش آئین جو موجب ترقی اور بقاسے مرتبت و حقوق ولی نعمتی بجا لکی وخیر خواہی ادا ہوان اور انجام بخیر ہو اور مشیران بد سے محفوظ رہین ۔

مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا ہونا بادشاہ کا کانپور تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے

الغرض نجم سعادت مصلح السلطان مطلع شرقی سے اوج شرف رفعت سرکارین پر چمکا اور انصرام مہمات بجا آوری احکام عہدہ جلیلہ سفارت پر بجانفشانی وخیر خواہی سرگرم و مستعد ہوئے اور سفارت خاقانی ہوا سطہ وزیر اعظم بالمشافہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے یہ بھی حسباً و نسباً کچھ کم نتھے نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے عزیزون مین تھے فی الحقیقت آدمی کے ہوا سے جاہ دنیا عالم سفلی سے طالب جاہ عالم علوی کی ہوتی ہے نفس قناعت نہین کرتا مطمئنہ مشکل خلاصہ اسکہ بہادر موصوف دستور صحبت صاحبان عالیشان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بسبب خوف بادشاہ عادی نتھے خوشی خاطر اقدس کو بخوف اپنے عہدہ قدیم مقدم سمجھکر نقض احکام رسالت ہوا جو باعث ناگواری خاطر صاحب رزیڈنٹ ہوا کسواسطے کہ سرکارین کو بصداقت و بصفائی راہی رکھنے مین خود الزام سے بری ہونا ہوتا ہے جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیڈنٹ تنگ ہوئے آخر ایک پیام صاحب نے جو بادشاہ کو بھیجا تھا اسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوئے ۱۳ شہر ذیقعدہ روز شنبہ ۱۲۶۳ھ صاحب رزیڈنٹ مع کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور طالب جواب اپنے پیام کے ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہم تک نہین پہونچا زیادہ تر موجب برہمی مزاج ہوا اور بہت عتاب سے کلمات نامناسب فرمائے اور اپنے پاس کے آنے کی ممانعت فرمائی بہادر موصوف نے چار و ناچار یہ عتاب بسبب خوف بادشاہ قبول کیا اس جہت سے اپنے عہدہ قدیم پر بدستور رہے ورنہ دونون طرف سے جاتے رہتے ۔

موقوف اہتمام الدولہ حیدر حسینخان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علیخان برادر نسبتی انجم الدولہ
کو خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ خانہ نشین سیف الدولہ علی حسینخان خدمت قدیم دیوانخانے
سے موقوف خانہ نشین ہوئے مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر کو خدمت دیوانی راجہ
بہاری لال کو خدمت وزملباقی بدستور بحال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر و تبدل نہوا شبیہ الدولہ
گلبدن الدولہ ریاست الدولہ۔ احسن الدولہ فیروز الدولہ کو نظارت محلات علی اور خدمات
عالیہ اور حاجی شریفان سب خواجہ سرا کو خدمتیں عنایت ہوئین حاجی شریف کو رسالہ نرکسواران
خاص اور کمپنی پیالٹن تلنگہ ملین اسیطرح ثابت الدولہ۔ وتاج الدولہ۔ رتنی الدولہ عجیب الدولہ
قطب الدولہ۔ انیس الدولہ مصاحب الدولہ۔ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین
قطب الدولہ کو کچھ علم تھا اس جہت سے دستخط عرضداشت وغیرہ مین دخل تام ہوا اور ان دونون
فرقہ خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک ہشتمی سے گذر گیا تھا
مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے فی الجملہ نیکنام ہے اور مقید صوم و صلواة بھی تھے
فی الحقیقت اگر بنظر انصاف دیکھیے تو امر وزارت بڑا بار عظیم ہے ہر شخص مین مشکل سے قوت ایسے بار
عظیم سلطنت کے اوٹھانے کی ہوتی ہے اگر کتب تواریخ مین دیکھیے تو اس امر خاص کیواسطے حکیم تجویز
ہوتے تھے یا وہ لوگ جو حسباً و نسباً خصوصاً من حیث العمل اچھے ہوتے تھے اور اپنے حق خدمت کو جانتے
تھے اور صاحب لیاقت صاحب علم خدا پرست سزاوار امانت و دیانت ہوتے تھے نہ یہ کہ شخص اجنبی جاہل ہو
مگر اس سلطنت مین ہمیشہ سے یہ عہدہ جلیلہ رضامندی اور خوشنودی حاکم وقت پر ہے اسی جہت سے
اصل ہندوستان سے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچتی ہے بالفرض اگر ایک شخص اس لیاقت کا ہوا اور وہ آیندہ
ہوتا اور بڑی خطا یہ ہے کہ ایک شخص پر معمول ہوتا ہے اگر نیک کا شعور و مشورہ پر ہوا کرے تو سبب
بہتر ہے انکی مانع نفسانیت ہے لہذا ہمین اتنا کہنا کافی ہے کہ سب امور مملکت خوبی سے خسروان تدبیر
نواب وزیر الممالک مثل امرائے ہند زندگی بسر کرتے رہے سب جانتے ہین پہلے اہلکار سلطنت اقسام
تمامت تھے کہ دیکھیے اس انقلاب وزارت مین کون منصوب اور کون معزول ہوتا ہے لیکن نواب کی
ہمت اعلیٰ اور مروت اور اخلاق اور فروتنی مین کچھ شبہ نہین یہ صفات ذاتی کیونکر نہون حسباً اور نسباً
اعلیٰ ہو اور اب مین امراے مشاہیر ہندوستان سے تھے جد امجد نواب بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

یہ بھی تجویز ہوئی کہ مثل زمان حضرت خلد مکان مرزا ولیعہد بہادر کو خلعت ہو اونکی ناپسندیدہ سستی
کا انھین خلعت دیجیے۔ پھر اسمین بھی تامل ہوا۔
قبل از معزولی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے مین اہل اسلام و ہنود و سراگیون سے
بجہت ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذرا ثابت الدولہ و تاج الدولہ کو حکم ناطق ہوا
کہ تم ابھی جا کر اوس دہرہ کو جو سراوگیون نے بنایا ہے کھدوا ڈالو اس حکم ناطق سے بعض نادان
اہل اسلام نے اپنی جرأت حماقت سے کئی شیوالون کو کھود ڈالا قریب تھا کہ صورت بلوہ عظیمہ
تمام شہر مین ہو جاے یہ دہرہ جوہریون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہو کر بڑے صاحب کے پاس فریاد
کو چھاونی منڈیاون مین گئے۔ بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا اس جہت سے کہ گلاب رای جوہری
کار فرماے نواب تھا بڑے صاحب نے اسمین کچھ دخل ندیا مگر صدر مین رپورٹ کر دی یہ شعلہ بدیدگی
تھوڑا سا سلگ کر رہ گیا۔
بعد ایک مہینے کے جب رزیڈنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت مین حسب المرضی بادشاہ آیا براحتیاط
اور کپتان برڈ صاحب بادشاہ کے پاس آئے اوسکا جواب باصواب کہہ گئے کہ یہ امر خانگی ہے بادشاہ
کی خوشی پر موقوف ہے روز چہارشنبہ بادشاہ نے پرچہ پیام منصوبی وزارت مین بھیجا مصلح السلطان
انجم الدولہ نے زبانی بھی بریصنا سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ شہر شعبان ۱۲۶۳ھ مطابق ۵ اگست
۱۸۴۷ء ۹-۲ پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا۔
"رکن رکین خلافت و جہانداری اعتضاد سلطنت و شہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک
معتمد الخاقان تلمیذ السلطان سیف مسلول بازوی شاہنشاہی رمح مصقول معرکہ دشمن گاہی
صاعد مصاعد یکرنگی و صفا ناہج مناہج صداقت و وفا مرید مرشد پرست اخلاص گزین خانہ زاد عقیدت
سرشت صفوت آئین مختار ذوی الاقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم ہند مدار الدولہ منتظم الملک
علی نقی خان بہادر سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ
بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان العالم واجد علیشاہ بادشاہ اودہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ"
یہ خطاب نامی جد امجد نواب کو تبرکاً اور تیمناً ہوا کہ قطع نظر مرتبہ جدی کے عمر بھی موافق اونکے
بڑی ہو مگر نہوئی مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت رزیڈنٹ حفیظ الدولہ مولوی عظیم علی

ہوگیا اور اس جستجو میں قیام وزارت مین لوگون کے کہنے سننے سے کچھہ روپیہ بھی صرف کیا
لیکن فائدہ نہ ہوا اور بے محل کیا یا ما۔ ایک مقربان محل خاص سے جسدن اوسے کچھہ ملا اوسی رات
کو وہ مرگئی خود نواب اوسکے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹ ماہ رجب ۱۲۶۳ ہجری روز شنبہ و ہجری مطابق
و ہجرانی ۱۸۴۷ع اگرچہ کیفیت شدنی سے باخبر ہوچکے تھے کہ آج مین خانہ نشین اور اپنے عہدے
سے موقوف ہوجاؤن گا لیکن چار و ناچار موافق معمول در دولت پر حاضر ہوئے مشیر الدولہ مہاراج
بالکرشن بہادر اور اہل دفتر بھی سب حاضر تھے مصاحب الدولہ نے آکر کہا کہ بادشاہ نے مہاراج
اور راجہ کندن لال میر منشی کو یاد فرمایا ہے پہلے انہون نے جانے مین کچھہ تکلف کیا دوبارہ جب
طلب ہوئے نواب نے فرمایا تم کیون نہین جاتے عرض کی آج خلاف معمول ہوتا ہے کسواسطے کہ ہر روز
آپ کے ساتھہ جاتے تھے اس عرصے مین ایک شخص نے نواب سے کہا کہ آپ کو حکم برخاست ہوا
نواب یہ سنتے ہی سوار ہو کر اپنے گھر چلے آئے بعد دو گھڑی کے ایک چوبدار سلطانی نے شیخ اکبر علی داروغہ
دیوانخانہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ یہ ہے کہ نواب سوار نہون ۔

بادشاہ نے اوسیوقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہمنے
امین الدولہ کو موقوف کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دیتے ہین صاحب نے جواب دیا کہ مشورہ
ہمارا نہ معزولی قدیم اور نہ منصوبی جدید مین ہے مین خود بادشاہ کے پاس آتا ہون جب تشریف
لائے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل عنقریب تشریف لایا چاہتے ہین اگر جبتک کسی امر جدید خصوص اس
عہدہ جلیلہ وزارت مین توقف ہو تو بہتر ہے اس جہت سے اوسی دن کے خلعت مین تامل ہوا مگر
صاحب کو نہایت ناگوار خاطر ہوا کیسے بادشاہ نے کہا کچھہ اور کیا کچھہ اگر ہماری خواہش پر یہ امر
ہوتا تو ہمکو ناگوار ہوتا بلکہ نواب امین الدولہ سے باعث تعجب ہوا کہ ہمارے سمجھانے سے اونھون نے
اپنا رکھنا کسی مین تامل کیا تھا فی الحقیقت یہی خرابی نواب کے کام آئی کہ بڑے صاحب کو انکی حمایت
ضرور اجنبیہ تھا لازم ہوئی نواب معتمد الدولہ نے اکھون صرف کر کے حمایت سرکاری تھی انھین تغیرات
مثل مسبب الاسبابی سے منتقل ہوئی بے اام اور روپیہ صرف گیے۔ فی الحقیقت صاحبان عالیشان
نزاکت کو بہت برا سمجھتے ہین اور راست گوئی اور صداقت کو اچھا۔ بلکہ خدا بھی یہی سمجھتا ہے
غرض نواب علی نقی خان بکمال خدمات اور انتظام جاری کرنے لگے اور مصروف کار و بار ہوئے

نواب نے کہا کہ ابھی کئی دن جلوس بادشاہ کو گذرے ہین انشاءاللہ جیسا آپ کے مکنون خاطر ہے اوسیطرح عمل مین آئے گا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس مین یہ آیا کہ یہ تاکید شدید جو بڑے صاحب کر رہے ہین اس دہمکانے کے محرک فقط نواب ہوے ہین مگر در پردہ اس تصور سے امور خلاف و ناگوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انہین موقوف کر کے امیرالدولہ میر مہدی کو وزیر کیجیے انکے دماغ مین بھی بوے کبر و نخوت سما گئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال وفور عنایت سے فرمایا کہ تم یہ مندیل وزارت سر پر رکھکر بار وزارت کو اوٹھاؤ اونھون نے بمقتضاے اپنی شرافت کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کارروائی یہ کی کہ ایک مسجد ہنود جو انکے مکان کے قریب راستہ مین تھا تیسرے روز پانے مندیل وزارت کے کھدوا ڈالا کہ ہندوون کا سبب ناراضی ہوا اور دوکانین شہر مین بند ہوگئین ایک بلوہ سا ہو گیا اور لوگ مستغیث در دولت بادشاہ و رزیڈنٹ پر پہونچے صاحب رزیڈنٹ بھی سوار ہو کر بادشاہ کے پاس آئے اور حکم نظر بندی میرن مذکور جو موسوم بہ میر مہدی اور ملقب بامیرالدولہ و قائم بوزارت ہوے تھے صادر ہوا اوس روز سے اپنے گھر پر مقید رہے۔ بعد اسکے نواب علی نقی خان کو تجویز فرمایا انکی یاوری اقبال سے بہت سے اسباب بیرونی و اندرونی جمع ہوے حالانکہ برابر امیرالدولہ کے یہ پایہ اعتبار مین تھے ہر چند انہین ازراہ عاجزی دبی اختیاری بدل اسنے صفائی منظور تھی لیکن امیرالدولہ اپنی خوش فہم اور پندار غلط سے بی حقیقت سمجھکر نانا اسقدر نخوت و تکبر ہو گیا تھا بلکہ واسطہ کو جواب نامناسب دیا کہ صفائی انکی ہمسر سے چاہیے سو وسو کا دریا ہم تمہارے واسطے ہو جاویگا تقدیر اسپر ہنستی تھی کہ علی نقیخان کے ہاتھ سے یہی تمہارا ہو جاویگا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان بزبان حضرت خلد مکان ایکدن نواب امین الدولہ کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے انکا احوال پوچھا جواب دیا کہ اب ہم بحکم بادشاہ مرزا ولیعہد بہادر کے سپرد ہوے ہین اونھون نے کہا بس تم سجدہ شکر بجالاؤ اسکا انجام ہم جانتے ہین تم نہین جانتے دیکھو تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے۔ بعد اسکے جب راہ مین ملاقات ان سے ہوتی تھی پوچھتے تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی جیسا انکو خیال گذرا تھا خدا کو ہنانے کچھ دیر نہین لگتی لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔

غرض نواب امین الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑہتی چلی گئی اور اونھین بھی اپنی معزولی کا یقین

وزارت پہنچادون آئندہ اگر تجھے حسن خدمت سمجھ مین جو کچھ مناسب ہو میرے واسطے تم فرمائین مین اوسپر قناعت کرکے حامی دولت دیا کرونگا اور خوب مجھ پہ ثابت ہے کہ بادشاہ بدل مجھسے صاف نہین اور نہ کبھی ہونگے۔ دوسرے اونکے مہربان خاص سے جنگلی بڑے صاحب نے جواب دیا کہ اگر ایسی ابتدائے وقت مین تم کنارہ کش ہو جاؤگے ہمارے نزدیک خلاف تمہاری قدامت و خیرخواہی زمان ماضیہ کے ہوگا کسواسطے کہ جتنا بادشاہ کو تمہارا پاس و حفظ مراتب و شنوائی نیک و بد صلاح کا ہوگا دوسرے کا نہوگا مگر تم از راہ آل اندیشی عذر کرتے ہو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاص مین استمزاج لین گے اور دوستانہ صلاح نیک دیکر سمجھا دینگے چنانچہ بڑے صاحب نے بادشاہ سے مشورہ مناسب طرح کے نشیب و فراز سے سمجھایا بادشاہ نے فرمایا مجھے اونکی نمکخواری و خیرخواہی سے تعجب ہے کہ مجھسے اس وقت مین کنارہ کش ہوتے ہین مین اونکے حقوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہین سمجھتا جب بڑے صاحب نے ایسے کلام سنے مطمئن ہوے اور نواب کی بہ صورت خاطر جمع کردی پھر نواب نے نواب ملکہ آفاق اور نیز ملکہ کشور سے بھی عذر کنارہ کشی عرض کیا اونھون نے بھی یہی جواب دیا کہ سبحان اللہ تم چاہتے ہو ندامت اور ننگ حلالی کو اپنے ہاتھ سے مٹا کر دوسری صورت پیدا ہو دوسرا ایسا نمک حلال خیرخواہ کون ہوگا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی یہ خیال کیا بادشاہ نے بہ نوع خاص [illegible] اپنے گلے لگا لیا اور فرمایا مین تمھین بجائے حضرت جنت مکان سمجھتا ہون تم مجھے ایسے وقت مین چھوڑتے ہو نواب مطمئن ہوے گو سب باتین ظاہر ہی اونکی کی تھین باطن مین بے اصل اور نہ انکا خیال ہوا کہ ہم آج جو یہ کہہ رہے ہین کل جو انھین وقوع کرینگے تو بڑے صاحب سے کیا صورت ہوگی اور نہ کذب و صدق ہماری منزلت کے خلاف نہ کبھی رکھا اور دونکے مین لگے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیون نہ موقوف کیا یہی فہمایش سب [illegible] بعد حضرت خلد مکان نواب محمد الدولہ سے کی تھی بلکہ کپتان صاحب رزیڈنٹ نے بھی نواب کو دوستانہ سمجھایا تھا اونھون نے اپنی طمع نفسانی سے نہ مانا اور اسکا نتیجہ بھی دیکھا جب زوال خود پسندی ہوگی البتہ یہی صورت ہوگی۔

تذکرہ چند روز کے بعد [illegible] بڑے صاحب نے بے انتظامی ممالک محروسہ کو بادشاہ سے کہا

ز تشریفِ وزارت گشت افزود
زرہ خود و کمانِ داستانہ +
شہنشہ اینچنین کردہ عنایت
بحمد اللہ کہ بر نواب ذیجاہ
بدورش کشتہ شد این احمدِ پیر
بہ پیری بر طرف گردید ناگاہ
گدائی نیست ہرگز عادتِ او
سعید الدولہ اور اینش ازین آہ
شہِ جنت مکان از روے اعجاز
کنون از رحمتِ نواب عالی +

ز رختِ ریشمی اشیاے معدود
دگر چار آئینہ ہم رستمانہ +
نمودہ جملہ مختارِ ریاست
شدہ ز نگونہ الطافِ شہنشاہ
کہ دارد شہرتے در فنِ تحریر
کند ہر روز و ہر شب نالہ و آہ +
بہ پیری شد پریشان حالتِ او
نمودہ از ستم چون قتل ناگاہ
نمودش زندہ ہم گردش سرفراز
شدہ شامل بہ امیدِ بحالی +

برائے چاردہ معصوم اورا
دوبارہ زندہ کن نواب والا

معزولی نواب امین الدولہ و منصوبی سید علی نقی خان بہادر

خلاصہ باوجود اس قدر تفضلات ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکار و مقربان محفل عیش و نشاط سلطانی سے نبھی بلکہ ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہمایون مین غبار زمان ماضیہ از سر نو پیدا ہوے چند روز امیر الدولہ کی جہت سے گذرے نواب نے حسب فہمایش و صلاح دہی اپنے خیر اندیشون کی اتمام حجت سمجھ کر بعد جلوس بادشاہ اوسکے دوسرے دن بڑیصاحب سے عرض کیا کہ میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان کے تمام ہو چکی اب میرے واسطے کنارہ کشی بہتر ہے کسواسطے مثل مشہور ہے کہ باپ کا نوکر کبھی بیٹے کے کام کا نہین ہوتا چار دن کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سے موقوف ہو جاؤنگا باعث میری سبکی اور نارسائی کا ہوگا بلکہ کیا عجب ہے کہ حسن خدمت و خیر خواہی زمان ماضیہ کی مٹ جاے اب بادشاہ جس شخص کو چاہین اوسے بخوشی اور اپنی رضامندی سے خلعت

زرِ مقبولہ ہم محمول فیلان
شوید اکنون سوارِ فیل با زر
غرض نواب را صاحب رہانید
مع زرِ تار زیڈنٹ بہر دہ
سوارِ پالکی خوش گشتہ نواب
بدولتخانہ از اقبال شاہی
پس از دو روز گشتہ روبکاری
بجرمِ آن سیہ کاران نظر کرد
شدہ آن جملہ بیرون گشتہ محبوس
مگر جرمِ ہمہ نواب ذیجاہ
ولیکن بیشتر زان بانیِ شر
زخونِ وارثانِ خویش و ناگاہ
بجرمِ سابقہ در بند زندان
بہر یک جرمِ شان گردید ظاہر
وزیر اعظم از راہِ عنایت
ز راہِ رحم و با الطاف بیحد
خدا نواب را داد او سلامت
بافضالِ خدا نواب والا
زبس از تیغ کین مجروح بودہ
شدہ در عرصۂ یک ماہ کامل
بہر یک خلعت و زر شد عنایت
بروزِ پنجشنبہ بعد یک ماہ
محلاتِ نظامت شاہانہ پر زر

طلب کرد است نواب فلک شان
بجا آرید از دل شکر داور
بہ پشتِ فیل اعدا را نشانید
بسر ہنگان انگریزی سپردہ
روان شد مثل خورشید جہانتاب
بیاید از عنایاتِ الٰہی
بحمد اللہ کہ از تائید باری
ز کوٹھی صاحب آنہا را بدر کرد
ز جانِ خویشتن بودند مایوس
ز راہِ مرحمت بخشید لیکن
شدہ زین گونہ چون احوال اکثر
نمود اکثر رعیت نالہ و آہ
شدند از حکمِ شاہی پا بجولان
ولیکن روبکاری ہست دائر
بر آنہا مے کند اتمام حجت
العام نامہ خود مے فرید
برائے بندگان است آب رحمت
رہا گردید چون از شستِ اعدا
علاجش ڈاکٹر صاحب نمودہ
شفا از جملہ مکروہات حاصل
برسمِ تہنیت شد جشن عشرت
درآمد بہر پابوسِ شہنشاہ
بفیل و پالکی و اسپ و گوہر

امیر الدوله چون بودند بیتاب
بگفتا با یکی زان بدمعاشان
امیر اهل ایمان است نواب
زداده زخم او را وا رهانید
کلامم من اگر سازید باور
هم از روی [illegible] سازم ضمانت
بگفت آن زمره اهل شقاوت
نباید از زبان [illegible] قسم ار
[illegible] صاحب [illegible]
دگرگون [illegible]
اجازت [illegible] از رزیدنت
پس آنگه صاحبان [illegible] طلب کرد
بگفتا اول [illegible] زخم نواب
[illegible] این [illegible]
برای [illegible] گر باشد اجازت
بگفتم آن همه بسیار [illegible]
[illegible] از [illegible]
[illegible] تا [illegible] نواب
[illegible] بار آب [illegible] طلبید
به انگریزی بگفتا ڈاکٹر هم
به انگریزی جوابش داد صاحب
رزیڈنٹ آن زمان کرده ضمانت
که اینک ضامن جان شما ام

نظر کرده بحسرت سوی نواب
شما هستید آخر اهل ایمان
زاندازه جراحت هست بیتاب
بجای پیش خود بار انشانید
وهم پنجاه تا از ضربهٔ زر
[illegible] جان شما باشد ملامت
اگر صاحب کلان سازد ضمانت
[illegible] بردار
[illegible] آمده با [illegible] صاحب
هم از روی [illegible]
[illegible]
ز دشمن پرسش [illegible]
نهایت [illegible]
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور از آیین شرافت
[illegible]
که بوده آن [illegible]
[illegible] نواب را بس خواهش آب
[illegible] تشنگی نواب نوشید
زیک کار دگر فتن می توانم
نباشد اینچنین ساعت مناسب
بگفتا با همه اهل شقاوت
[illegible] شمائیم

بدل چون سبب سالها نقش بست
چو شد نواب بی یار و مددگار
ولیکن از زبان پر شقاوت
که ای نواب مثل تو والا ور
ترا امسال خیال ظلم من نیست
در این حالت وزیر از روی جرأت
اگر دارید قصد کشتن من
نماند لیک در اندک زمانی
اگر باشد طلب دیگر شما را
رسانم تا که آن مطلب به انجام
چو از کردار خود شرمنده بودند
که ای بحر کرم ای بی همادر
چنین کس را اسازیم هیجان
ز تو خواهیم ای نواب والا
پس انگه گفت آن نواب ذیجاه
ازین هنگام بای برده ما را
پس آن سگ را زرا پاس آید
وزیر انگه بر آنت صدا زد
نه برگشت اثر را چون شنیدند
بیکدم در همان هنگام شدت
فراهم شد چو هر سو فوج سرکار
بیاتازی همه بودند چوچو
[illegible]

ز دهم تیر بدیواری و پشت
نمود آن سگان او را گرفت
همی کردند اظهار شجاعت
ندیدم در جهان الحق کسی
ز جرأت بر جبین تو نشان نیست
چنین اظهار نمود با اهل شقاوت
نمودم صد اینک تیغ و گردن
بعالم از شما آن نشانی
کند از راه خود آگاه ما را
ازین شورش نباشد هیچ فرجام
بیا هیچ از خجالت لب کشودند
بعالم نیست مثل تو بهادر
نباشیم از گروه مرد میدان
امان جا نمای خویشتن را
مناسب نیست شورش در گذرگاه
زمن سازید اطمینان خود را
نشانیدند در دوکان قصاب
که بنشیم هیچ کس اکنون نیاید
امیر الدوله هم فوراً رسیدند
بیامد هر یک از ارکان دولت
شده هنگامه محشر نمودار
ولی با هر یکی نواب فرمود
به پیش ما کنون هرگز نیاید

دگر سگ چون سگ دیوانه بیتاب
دران هنگامه دستور معظم
بزد دستے بران نامرد ناپاک
بهمراهیش باقبال خداداد
بسان ابن ملجم دیگرے آه
یکے دانست کان نواب ضرغام
هولاس آن وقت کار شیر نر کرد
قرابینک دگر یکبار سر داد
بضرب گله فوراً گشت بیجان
شده بر قاتل خود حمله آور
پس انگه بر زمین از پا در افتاد
سوارانے که اول گشت مذکور
شنیدم شاه میر آن دم مکرر
باین الفاظ مے کرد آه و ناله
یکے بر دست آن مرد فراری
دران هنگامه لیکن سید پاک
زبس شمشیر پیش نوکرش بود
بلاچاری بیامد از سر زین
دو کس را چید با مشت و لگد زد
که دارم کارد زیب کمر باهم
بدشمن مے زد آن کارد چو شیران
بحفظ حر چه چون باشد سپر دست
روان شد سیل دریا خون سید
به بگهی رفت بهر قتل نواب
که در جرأت بود ثانی رستم
که او از صدمه اش افتاد بر خاک
بروے سینه اش نواب افتاد
بزد ضربت بروے پشت ناگاه
رسانده کار افتاده به اتمام
که بر نواب خود خود را سپر کرد
که آن بر سینه آن شیر افتاد
ز جرأت لیکن او مانند شیران
زده یک زخم شمشیر آن دلاور
تصدق گشت و بر نواب جان داد
ز خوف جان خود گشتند مفرور
ز بیم جان آقا گشته مضطر
که از جان مے رود نواب واله
زده شمشیر بهر یادگاری
بسان شیر نر بوده غضبناک
تلاش نوکر و شمشیر بنمود
نموده حمله آن مرد خونی آئین
پس انگه دفعتہً در یادش آمد
کشیده از کمر آن را همان دم
شده خصم کارد آن مرد میدان
رسیده چار زخم تیغ بر دست
شده خصم قامت موزون سید

امین الدوله دستور معظم
بحسب عادت خود صبحگاهان
بدور نجیبش هنگام رفتار
بنا هر پنج شش کس از سواران
یکی نامرد عیسے لنگ پا بود
دگر در مذهب خود بوده ارشد
سیوم مشهور هر برنا و پیر است
چهارم بود سید میر میدان
علما و را همیشه در امان داشت
پیاده چند کس از خاص بردار
یکی سرکرده آنها برهمن
تمرخن نجمی بیامد در روانی
همانجا چار کس از بدمعاشان
یکی فضل علی و دیگر اکبر
بهم آ چار کس کردند فریاد
منم از مردمان راج پالتن
مراد انسته از جنس پیاده
شنیده این ناله چون نواب وجیها
ابغرظ رحم و عدل و بذل اشفاق
کرنا که چون سگ آن سگها دویدند
بجوهر آن چاکر بجمی بیک بار
چو اینها جسارت نموده آن دلاور
یکی زان چار کس بندوق سر زد

وزیر باکرم ثانی رستم
روان شد از پی مجرای سلطان
شده همراه معدودی جلودار
بجز سید همه زنهای میدان
بحنت نام شریر و بیحیا بود
خلاف مسلک آل محمد
جوان خوب نامش شاه میر است
شهید و عاشق شاه شهیدان
چو فرزندان خود مانند جان داشت
بدست هر یکی برق شرربار
هولاس اسم و بدل مانند بهمن
بزیر مسجد ملکه زمانی
بباطن کافر و ظاهر مسلمان
دو کس دیگر تفضل نام حیدر
که بر ما بیکسان گردید بیداد
بسیدان بے سبب گردیده دشمن
ز تنخواه هم بما دامے نداده
ازین فریاد هر یک گشته آگاه
عنان درکشید از روی اخلاق
همه تازیانه بجمی رسیدند
زده یک ریسمان بر آن سیه کار
بگر شمشیر زد بر دست چاکر
برقت سکه بندوق بر باد

۴۱- بادشاہ آرا نواب ہادی بیگم — ہادی محل

۴۲- تاجدار نساء نہاد بیگم — مرغوب محل

۴۳- زکیہ بانو بیگم — بارگاہ محل

شاہزادی للعہ - شاہزادیان ببہ - جملہ بعہ

یہ تفصیل کئی برس پیشتر کی ایک دوست نے کلکتہ سے بھیجی تھی غالب ہے اس مدت میں اور بھی ہوں حضرت عرش منزل کی محلات اس کثرت خداداد سے تھے مگر حضرت سلطان عالم کو اپنے مبدء جود و فیض سے عنایت ہوئے۔ اللہم زد و لا تنقص

مثنوی سانحہ نواب امین الدولہ من کلام منشی احمد

بیا ای خامہ تا رسم فسانہ — رقم سازم ز آشوب زمانہ
برای بندگان خاص داور — رسد آلام روحانی مقرر
غم و رنجی کہ در عالم عیان است — پی مومن برای امتحان است
بنا کم شرح این اجمال اکنون — برنگ مثنوی و طرز موزون
بعہد بادشاہان اکثر اوقات — بملک ہند شد زینگونہ آفات
پس از فرخ سیر از دست دشمن — بہر یک حال سادات ہست روشن
مگر بود آنہمہ از قہر یزدان — مکافاتی ز خون بادشاہان
بعہد آصفی مختار دولہ — شدہ مقتول خنجر در اٹاوہ
بود اسباب قتل او نمودار — بظاہر جرم و بدخواہی سرکار
شدہ ہنگامہ اکثر امیران — بدہلی ہمچنین بعد از نجف خان
بہر یک بود دعوای ریاست — باین اسباب شد بغض و عداوت
ازین ہنگامہ ہا از بہر ہر یک — ثبوت وجہ تحقیقی بود بیشک
مگر در لکہنو از جور گردون — نباشد فتنہ بی وجہ اکنون
کہ از نیرنگی گردون دون آہ — عجائب سانحہ رو داد ناگاہ

۸- نواب سرآرا بیگم	خاقان محل
۹- بنت الملک نواب جعفرا بیگم	معشوق محل
۱۰- تاج آرا نواب صبیہ سلطان بیگم	شہزادہ محل
۱۱- رتبہ آرا نواب [illegible] بیگم	سلطان محل
۱۲- [illegible] آرا نواب شمس [illegible] بیگم	جہاں پناہ محل
۱۳- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	سرفراز محل
۱۴- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	[illegible] محل
۱۵- محل آرا نواب [illegible]	[illegible]
۱۶- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	محبوب محل
۱۷- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	[illegible] محل
۱۸- حسن آرا نواب فاطمہ بیگم	[illegible] محل
۱۹- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	[illegible] محل
۲۰- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	[illegible] محل
۲۱- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	[illegible] محل
۲۲- [illegible] بیگم	[illegible] محل
۲۳- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	حسن محل
۲۴- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	[illegible]
۲۵- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	[illegible] محل
۲۶- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	حسن محل
۲۷- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	[illegible] محل
۲۸- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	خوش خصال محل
۲۹- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	مبارک محل
۳۰- [illegible] آرا نواب [illegible] بیگم	صاحبزادی [illegible] صاحب

۲۷۔ سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر۔	سبنہا محل
۲۸۔ تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر۔	محبت محل
۲۹۔ سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر۔	بے نظیر محل
۳۰۔ مسرور مرزا حسین علی بہادر۔	تابان محل
۳۱۔ بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر۔	شہزادہ محل
۳۲۔ ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر۔	پیارا محل
۳۳۔ محمد علی مرزا بہادر۔	عالم افروز محل
۳۴۔ عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر۔	دل نما محل
۳۵۔ دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر۔	بنگالہ محل
۳۶۔ خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر۔	ولایتی محل
۳۷۔ کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر۔	دلاویز محل
۳۸۔ دارا جاہ مرزا ابو العلی بہادر۔	مبارک محل
۳۹۔ بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر	شباب محل
۴۰۔ مرزا اختر جاہ۔	صغیر محل

تفصیل شاہزادی ہائے عصمت مآب

۱۔ سپہر آرا نواب کبری بیگم۔	سلیمان محل
۲۔ صغرا بیگم۔	عزت محل
۳۔ جہان آرا بیگم	حور محل
۴۔ سریر آرا نواب زینب بیگم۔	خاقان محل
۵۔ تخت آرا نواب شہر بانو بیگم۔	نواب بیگم
۶۔ نگین آرا نواب رقیہ بانو بیگم	شیدا محل
۷۔ وسیم آرا نواب بنت السلطان بیگم	ملکہ سرو سہی

۴۔ قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔
۵۔ آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر۔ نواب رشک عالم صاحبہ سے۔
۶۔ صاحب عالم مرزا حسن مرزا خوش بخت بہادر۔ — اختر محل
۷۔ جنرل فریدون قدر محمد ہنر علی بہادر۔
۸۔ محمد علی — معشوق محل
۹۔ مرزا برجیس قدر — نواب حضرت محل
۱۰ قمر احسن مرزا۔ — مہدی بیگم جنا
۱۱۔ قمر قدر مرزا۔
۱۲۔ محمد عابد علی بہادر۔ — فخر محل
۱۳۔ مرزا آسمان جاہ — رشک محل
۱۴ قمر احسن مرزا۔ — واجد محل
۱۵ قمر احمد مرزا جہاں علی بہادر۔ — معشوق محل
۱۶ مرزا محمد جوگی بہادر — جہان پناہ محل
۱۷۔ مرزا محمد جلال بہادر — صدر محل
۱۸ قمر حسین مرزا بابر بہادر۔ — اکلیل محل
۱۹۔ بانا نیا مرزا احمد سکندر بہادر — عیش محل
۲۰۔ مرزا کام بخش بہادر — الفت محل
۲۱۔ روشن گوہر مرزا انور علی بہادر — حور محل
۲۲ مرزا مسعود علی بہادر — شاہ نواز محل
۲۳ جہان پرور مرزا محمد کاظم علی بہادر۔ — دل افروز محل
۲۴۔ فرخ مرزا ابو تراب بہادر۔ — نونہال محل
۲۵۔ مبارک مرزا علی بہادر۔ — ہمایون محل
۲۶۔ اقبال باہ مرزا محمد ہادی بہادر۔ — تابان محل

الغرض ۱۵- دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی بدستور زمان سابق رہی بعد اسکے شہنشاہ منزل مین تشریف رکھنا فرح بخش بیت السلطنت قدیم کو بدین سمجھکر چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہوا اسواسطے کہ وہان صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہے بڑیصاحب نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور اپنے آبای کرام کی یہین تشریف رکھیے تو بہتر ہے اوسوقت باوشاہ نے فرمایا مجھے یہانکی ہوا ناموافق مزاج ہے اور یہ امر کچھہ آپ کے خلاف بھی نہین بعد اسکے اہل دربار اور شاہزادگان ودامرا کو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار سب کوٹھی فرح بخش مین حاضر ہوا کرین مین بھی وقت خاص پر آیا کرونگا۔

خلاصہ یہ کہ ۹- بجے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ وبیر الدولہ اور اہل دفتر خاص در دولت پر دولتخانہ قدیم مین حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب نوبت زوال شمسی بجتی تھی خاست ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کبھی دن تک سواریہ وترک سوار آگے صندوقچی لیکر چلتے تھے راہ مین جو مستغیث عرضی دیتا تھا صندوقچی مین داخل کردیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ اوسپر حکم نوشیروانی مزین بدستخط خاص ہوتا تھا اسکا نام مشغلہ نوشیروانی رکھا تھا اہلکارون کو اس سے خوف اور رعایا کو باعث ازدیاد تقویت ہوتا تھا فی الحقیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا۔

دوسرے ہفتہ کو روز سہ شنبہ کوٹھی رزیڈنسی مین صحبت چای پانی ہوئی موافق معمول کے نواب علی نقی خان امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل زمرہ کرسی نشینان ہوے وقت رخصت بڑیصاحب نے حسب سررشتہ ان دونون صاحبون کو ہار گوٹہ اور عطر دیا۔

تفصیل اولاد ومحلات بادشاہ

نواب خاص محل مخدرہ عظمے اسے

۱- خسرو مرتبت دارا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر معتذر مصرع۔

۲- ابو الحرب مغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جاوید علی بہادر

۳- ابو النصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علی بہادر۔

زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ یکپاس روز برآمدہ ۱۲۳۷ھ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۱
و سنہ ۱۲۲۹ فصلی طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد و سنہ ۱۸۷۹ اساون سدی ۱۲ روز منگل
۸ دگھڑی ۲۹ پل چھپا نچھتر ۳ گھڑی ۳۲ پل اندر جوگ

سرطان ۱۱ — اسد — سنبلہ ۱ — میزان راس — عقرب ۳
قوس ۴ مریخ — جوزا ۱۰ — ثور ۹ مشتری — حوت ۶
جدی قمر — دلو عطارد و آفتاب زحل زہرہ — ذنب حمل ۸

استخراج اہل نجوم

طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی ذوجسدین اور اسکا کوکب عطارد برج دلو مین ۶ خانہ
محل وبال آفتاب اور اسمین زہرہ زحل جمع ہے منسوبات ۶ خانہ دشمن و جنگ و خوف
و نفع و غلبہ اعدا برج دلو برج مذکر بادی و خسانہ ثابت اور اسکا کوکب زحل اپنے گھر پر کمال قوت
سے زحل قوت دشمن و مضمون گری و حیلہ جوئی و دروغگوئی و مکاری اور اسکی زحل آفتاب
دشمن ہے مشار الیہ استاد و اتالیق بادشاہ ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ بادشاہ سے خصومت ہو
ایک دوسرے کی مشارکت سے زہرہ کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چاروں
کوکب ۶ خانے مین منحوس ہوتے ہین دوسرے خانے مین راس دلیل نقصان مالی برج خانہ
مینا چھا نہین ذنب ۸ خانہ مین اچھا نہین قمر ۵ خانہ جدی مین خانہ دشمن و خانہ ہیبۃ قمر مشتری
خوب ہے اگرچہ خانہ دشمن مین ہے واللہ اعلم یہ بڑا علم ہے مگر اس سے استخراج مشکل ہے لیکن
اصل حقیقت نحوست و سعادت۔

الغرض مین … بعد یکہ خطاب شاہی ابو المظفر … صاحب شمشیر ہوئے آئندہ امیدوار فضل
و کرامت شاہان ہیچ عجب گر بنوازند گدا را۔

ستاٹے کا عالم تھا۔ قدم قدم پر وحشت برستی تھی اور شہر سے کسی کی آواز بھی نہین آتی تھی حتّےٰ کہ کتّون کی آواز بھی نہین سنائی دیتی تھی بہرکیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسطرح آبادی شہر نہین ہے اور آدمی کوئی راہ مین نہ ملا سوا سپاہیون کے اونکے تو البتہ نظر آتا غرض یہ آثار اور علامات حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتی ہین اکثر نواب اور امراے چہلم کے ہمت تا [illegible] اپنے خیمہ مین تھے مجھ سے پرسان حال ہوے جو سانحہ گذرا تھا بیان کردیا۔

صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا محلسرائے وزارت مین نواب امین الدولہ معین الدولہ اور اہل دربار تذکرہ [illegible] بیٹھے ہین سنا کہ بادشاہ نے صبح کو تخت پر جلوس فرمایا تھا باقی شاہزادون اور امرا اور اہلکارون کی نذرین لین جب مرزا [illegible] سلطنت [illegible] اونکی [illegible] سالی اور یتیمی پر رحم فرما کے [illegible] دربار برخاست ہوا [illegible] بارہ [illegible] گئے

جب خبر دفن جنت مکان بادشاہ نے سنی وقت عصر بادہ ہاری [illegible] گاڑی پر سوار ہوے مقربان خاص سواری مین تھے شہنشاہ منزل مین تشریف لائے چار گھڑی رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

القصہ روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کے قبر پر ہوئی ارکان دولت شریک فاتحہ خوانی و روضہ خوانی تھے روز سہ شنبہ ۲۹ صفر کو پھر بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا نواب امین الدولہ مہاراجہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ قدیم بدستور اپنے کاروبار مین مصروف ہوا الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق علی مکانہ بادشاہ معدلت پروری و دادرسی رعایا پر متوجہ ہوے عدالت نوشیروانی کی سرسبزی خیال مبارک مین ہوئی خداوند عالم اپنے حفظ و حمایت مین رکھے اور توفیقات اعمال حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور رضامندی خدا اور رسول ہو عطا فرمائے کہ یہی شیوہ و طریقہ عدالت گستری ہے اور مکائد اعدا اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے اور بصحت و باقبال عمر طبعی تک پہونچائے بحق محمد و آلہ رعایا اور برایا سے قریب و بعید پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے دعا سے غافل نرہین

خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑہی عبائے خاص بر دوش زیبنے سے تخت
پر کھڑے ہوے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوے مجد الدولہ چوبی کشتی مین تاج شاہی
لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ سے تاج فرق مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی اب
واجد علیشاہ بادشاہ اودھ ہوے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہوکے تخت جسپر شامیانہ
بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اوسکے بعد سبکی نذرین نواب نے او محالین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو ملازم تھے اونھون نے
نذر دی بادشاہ نے سب ستو پانچ اسم سادات جتنی دستخط فرمائے سامنے مبارکباد کا غل
ہوا ناچ ہونے لگا باجا انگریزی بجنے لگا سلامی سر ہوئی شہر مین منادی ہوئی اوسوقت گھڑی مین
دیکھا تو ۹ ساعت ۳۰ دقیقہ گذرے تھے بعد ایکساعت کے تخت سے اوترے ایکطرف
بڑے صاحب دوسری طرف برگرد تخت رواں تک لاکر رخصت ہوے بادشاہ سوار ہوے
روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسرائے پہلوے بارہ دری ہوے۔

صاحب رزیڈنٹ نے برگرد میجر کپتان ام صاحب جنکو حکم حفاظت پہرہ انگریزی کا تھا نواب امین الدولہ سے
رخصت ہوکر سوار ہوگئے چھاؤنی سے پانچ کمپنیان جمع واسطے بندوبست کی آئی تھین اونکو دستور
انعام دے کر رخصت کیا یہ دستور ہے انگریزیکا کرنل جان بیلی صاحب کے وقت سے چلا آتا ہے۔

قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ ڈیوڑھی عصمت سرائے خاص پر گئے قربان جنت مکان
سے سب سرگذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین قنبر علیخان نے خاتمہ علیہ السلام
کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازے پر کھڑے رہے جرنل م سکندر حشمت
بھائی کو نذر دے کر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بیقراری سے معلوم ہوتا تھا کہ ابتک
باپ مرگیا ہے اونکے پیچھے حکمت الدولہ اونکا بیٹا تھا اوسوقت محلسرا مین ہجوم ملازمین خاص
امام ولیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرائے وزارت مین
تشریف فرما ہوے اوسوقت نصیب اولیائے دولت ہوی امیر الدولہ و دیوان اور لشکرے آئے
اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذری ہوگی بندہ راہی کربلائے میر خدا بخش ہوا اور شب
ابتدائے ظلمت سے گھرا ہوا تھا اور کچھ ترشح بھی ہوتا تھا در دولت سے تا کہ چار باغ تک عجب

سناٹے کا عالم تھا ہر قدم پر وحشت برستی تھی اور شہر سے کسی کی آواز بھی نہین آتی تھی حتّٰے کہ کتّون کی آواز بھی نہین سنائی دیتی تھی بہرکیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسطرف آبادی شہر نہین ہے اور آدمی کوئی راہ مین نکلا سواے ناکے کے سپاہی کے اوسکے تو البتہ لُٹو کا غرض یہ آثار اور علامات حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتی ہین اکثر نواب اور امراے جہلم کے جہت سے اپنے خیمے مین تھے مجھہ سے پرسان حال ہوے جو سانحہ گذرا تھا بیان کر دیا۔

صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا مجلس اسے وزارت مین نواب معین الدولہ سعید الدولہ اور اہل دربار مشرق بیٹھے ہین سنا کہ بادشاہ نے صبح کو پھر تخت پر جلوس فرمایا تھا ہاتھی شاہزادون اور امرا اور اہلکارون کی نذرین لین جب مرزا اداے سلطنت سے نذر دی او نکی نذر و سالی اور یتیمی پر رحم فرما کے روسے جب دربار برخاست ہوا احاطہ ان تشنیج بہار سے لیکر گئے۔

جب خبر دفن جنت مکان بادشاہ نے سنی وقت عصر بادبہاری نیچہ گاڑی پر سوار ہوے مقربان خاص سواری مین تھے شہنشاہ منزل مین تشریف لائے چار گھڑی رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

القصہ روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کے قبر پر ہوئی ارکان دولت شریک فاتحہ خوانی و روضہ خوانی تھے روز سہ شنبہ ۲۹ صفر کو پھر بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا نواب امین الدولہ مہاراجہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ قدیم بدستور اپنے کاروبار مین مصروف ہوا الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق علی مکانہ بادشاہ معدلت پروری و دادرسی رعایا پر متوجہ ہوے عدالت نوشیروانی کی سرسبزی خیال مبارک مین ہوئی خداوند عالم اپنے حفظ و حمایت مین رکھے اور توفیقات اعمال حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور رضامندی خدا و رسول ہو عطا فرمائے کہ یہی شیوہ و طریقہ عدالت گستری ہے اور مکائد اعدا اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے اور بصحت و باقبال عمر طبعی تک پہونچائے بحق محمد و آلہ رعایا اور برایا سے قریب و بعید پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے دعا سے غافل نہ رہین

خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑہی عباے خاص بر دوش زینے سے تخت
پر کھڑے ہوے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوے مجد الدولہ جیبہ (؟) کشتی مین تاج شاہی
لاے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ سے تاج فرق مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی اب
واجب الاعلیشاہ بادشاہ اودہ ہوے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہو کے تخت جسپر شامیانہ
بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اوسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اوٹھائین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب علی قدر مراتب الیسادہ کھڑے رہے جو ملازم تھے اونہون نے
نذر دی بادشاہ نے حسب دستور پانچ اسم سادات سنی و تحویلدار سامنے مبارکباد کہا
ہوا ناچ ہونے لگا آتشبازی چھٹنے لگی شادیانے بجے شہر مین منادی ہوئی اوسوقت گھڑی مین
دیکھا تو ۹ ساعت و ۳۰ دقیقہ گذرے تھے بعد ایک ساعت کے تخت سے اوترے ایک طرف
بڑے صاحب دوسری طرف بریگیڈیر تخت رواں تک لاکر رخصت ہوے بادشاہ سوار ہوے
روشنی ہوئی بجتی ہوئی داخل محلسرا ے بارہ دری ہوے۔
صاحب رزیڈنٹ نے بریگیڈیر میجر کپتان لام صاحب جنکو حکم حفاظت پہرہ انگریزی کا نواب امین الدولہ
سے رخصت ہوکر سوار ہوگئے چھاونی سے پانچ کمپنیان جو واسطے بندوبست کے آئی تھین اونکو دو سوم
انعام دیکر رخصت کیا یہ دستور پہرہ انگریزی کا کرنل جان بیلی صاحب کے وقت سے چلا آتا ہے۔
قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ ڈیوڑھی عصمت سرائے خاص پر گئے قربان جنت مکان
سے سب ماجرا گذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین قمر علیخان نے نواب علیہ السلام
کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازے پر کھڑے رہے جنرل مرحوم کے ہمشیرہ زادہ
بھائی کو نذر دیکر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بیقراری سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی انکا
باپ مر گیا ہے اونکے پیچھے حکمت الدولہ اونکا بیٹا تھا اوسوقت محلسرا مین ہجوم ملازمین خاص
و عام ولیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرا ے وزارت مین
تشریف لائے اوسوقت نصیب اولیاے دولت ہوئی امیر الدولہ و دو خوان ارکان کے گر آئے
اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذری ہوگی بندہ راہی کربلاے میر بندہ بخش ہوا اوس شب
ہر ایک طرف سے گھر ابوا تھا اور کچھ ترشح بھی ہوتا تھا در دولت سے تا کچہار باغ عجب

اور پھر کھڑکی کو بند کروا دیا کہ کوئی نہ آسکے جب گلستان ارم مین گیا دیکھا کہ کرنل رچمنڈ صاحب اور ڈاکٹر لوگن و کرنل ولکاکس صاحب ایک اور صاحب بھی مہمان رزیڈنٹ کھڑے ہین مہاراجہ بالکرشن مسودہ فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنا رہے ہین یعنے مابدولت و اقبال نے باعانت و امداد آنریبل سرکار کمپنی انگریز بہادر وراثت آبائی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا دوسری طرف مصلح السلطان اہتمام الدولہ حیدر حسینخان شرف الدولہ غلام رضا خان دوسری جانب مرزا وصی علیخان حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سفیر شاہی کھڑے ہین بعد چند دقیقہ کے آمد آمد سواری بادشاہ کی دہوم ہوئی اور دور باش سواری کا بہت غل و شور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کیون اتنا غل مچایا ہے چپراسی سے ولایتی تلوار لے کر ڈاب کمر سے لگائی اور صاحب بھی قرینے سے کھڑے ہوگئے جب بوچہ سواری زینے سے چڑہنے لگا کثرت ہمراہیون سے جنگلہ آہنی زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہالنگس صاحب پہلو سے بوچہ تھے قریب تہا کہ گر پڑین جب بادشاہ داخل کمرہ ہوے بڑے صاحب سے معانقہ ہوا اور کمرۂ وسطی مین جاکر بیٹھے دو دروازے بند کر لیے باہر ثابت الدولہ و تاج الدولہ جوڑی تنچہ وقراولی کمر مین تلوار ہاتھہ مین لیے کھڑے ہوے ایک صاحب کے ہاتھہ مین خاصدان بھی تہا ڈاکٹر صاحب نے صورت غیر اونکی سمجھہ کر مجھسے پوچھا یہ دونون غلام زنگی کون ہین مینے کہا انھین پہچان رکھیے یہ مقربان خاص شاہی عالم عمل علم موسیقی این امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل کمرۂ خلوت ہوے پھر نواب علی نقی خان تسبیح در دست وظیفہ پڑہتے ہوے کمرے مین چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسینخان داروغہ دیوانخانہ ولیعہدی۔ نواب امین الدولہ نے اوسوقت مفت کرم داشتن خیال کرکے مجھسے فرمایا کہ مین نے میر مخلص حسین کو بہیجکر نواب معین الدولہ کو بلوایا ہے مینے عرض کی اب یہ وقت عام ہے جسے چاہیے بلوائیے وہ وقت خاص گذر چکا پھر نواب نے مولوی محمد خلیل الدینخان کو معمار کے ساتھہ واسطے تجویز قطعہ نشستگاہ مقام مہر احاطہ رسالہ چھاونی سواران ہینڈ وخان مین بھیجا بعد ایکساعت کے جانسن صاحب برگیڈیر چھاونی ہندیان تشریف لائے وقفطا انھین کے آنے ہی کا انتظار تہا بڑے صاحب کمرے سے باہر آئے اور انھین بھی کمرے مین لے گئے بعد اسکے بادشاہ تخت روان پر سوار ہو داخل بارہ دری ہوے پہلے کمرۂ

مین امیرالدولہ امیر محمد علیخان نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان ہالنگس صاحب تھیا
آتے ہین۔ الا زمین ہر طرف اپنے مقام پر کمر بستہ جلو سواری مین حاضر ہوے۔
حسب اتفاق اوسدن یہ مولف کتاب بھی نیلام چھاؤنی منڈیاؤن مین گیا تھا مجرد
اس خبر کے وہان سے جلد چلا تاکہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہوجاے جسوقت لوہے
پل پر پہونچا دیکھا کہ جابجا لوگ باتین کر رہے ہین جب قریب مکان ظفرالدولہ کے
اور بیلی گارد سے گذرا ہجوم رعایا سے شہر اور جابجا امرا اور اہل دربار کی سواریان ٹھا
کھڑی دیکھین اوسوقت مجھے یقین ہوا اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جاکر صورت
جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ دری کے پھاٹک پر آیا پھاٹک بند دیکھا الدباہر دو
سوار اردلی بڑے صاحب کے کھڑے ہوے پائے اس عرصے مین اوسی ہجوم عام مین سے
ایک شخص نے مجھے متوسل انگریز جان کر کہا کہ ہمارے نوابصاحب نے فرمایا ہے کہ صاحب زیڈ
سے عرض کیجیے مین سب طرح سے حاضر ہون اگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہین تو مجھے
میرے حق سے اسوقت محروم نرکھیے اور جہانتک صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کر لینا مینے ا
سے کہا کون سے نواب نے یہ پیام بھیجا ہے اور مین کون ہون جو واسطہ دار ایسے امر عظیم
ہون اس عرصے مین سوارون کے گھوڑے بھڑکے لوگ ادہر کے اودہر ہوگئے مین بھی برابر
سے ہٹ کر کھڑا ہو رہا اور وہ شخص کافور ہوگیا مین سمجھا غالب ہے کہ وہی مستحق ہون گے
سبحان اللہ باوصف اس انتظام صاحبان عالیشان کے صاحب اولی العزم اپنی طمع خام
سے ہاتھ نہین اوٹھاتے فی الحقیقت اگر ذوات حکام عالیشان نہوتا تو مثل مقدمات شاہجہان
یہان بھی مستحق اور غیر مستحق دونون فتور نکرتے۔
الغرض مین اس دروازے سے نا امید ہوکر دوسرے پھاٹک شرقی پر گیا وہ بھی پھاٹک بند تھا
ایک چپراسی دیوان عام نے مجھسے کہا کہ مین آپ کو بحکم نواب لوہے کے پل تک پہونچا آیا
[illegible] دیوان کو [illegible] جب بھی پھاٹک نہ کھلا اس عرصے مین مہاراج بالکرشن کی [illegible]
پھاٹک [illegible] بھی [illegible] ہوا [illegible] نوابصاحب ممدوح مرزا ولیعہد کے پاس سے آتے تھے
[illegible] کی [illegible] ہوکے مجھے [illegible] الدولہ اور میر عنایت علی سالدار کو [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوسرا جلوس حضرت سلطان عالم واجد علیشاہ کے بیان میں

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنل رچمنڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ کو خبر انتقال جنت مکان پہونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے ساتھہ داخل محلسرا ہوے بادشاہ کی نعش پر آئے نوروز علیخان نے دوشالہ منہ پر سے اوٹھایا دیکھا تو کسیطرحکا شبہہ ڈاکٹر صاحب کو نہوا صاحبات محل مین شور قیامت برپا تھا صاحب نے بتاسف نوروز علیخان سے فرمایا کہ جناب عالیہ سے عرض کردیہ وقت مقام صبر ہے پھر وہان سے گلستان ارم مین آکر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی سنتے ہی عجب حالت بیقراری سے برآمد ہوے دونون طرف خواص بازو تھامے ہوے متصل اشک چشم حق بین سے جاری تھے بیقراری دمبدم بڑہتی جاتی تھی اسی حال سے زرد کوٹھی مین آکر بیٹھے مصاحبان خاص دست بستہ حاضر تھے ہرچند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسیطرح سے صورت افاقہ گریہ وبکا ہو جاے لیکن رعب ودبدبے سے جرات عرض نہوسکی اس عرصے

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر



Vajdali shah

PAGE	ACCT	SUBJECT	Urdu subject column
316	122	GENERAL OUTRAM WAS INFORMED OF THE MURDER OF THE ENGLISH PRISONERS	[illegible]
319	123	BIRTH DAY OF MIRZA BIRJIS QUADAR	[illegible]
320	124	REPORT OF MIR MEHDI HUSSAIN KHANS & OTHERS' ROUT	[illegible]
321	124	REPORTS OF THE DEFEAT AT FARUKHABAD & BAREILLY	[illegible]
322	126	ACCOUNT OF CAPTAIN HARDINGE	[illegible]
323	127	ACCOUNT OF GENERAL LAWRENCE	[illegible]
324	128	BATTLE OF ALAMBAG	[illegible]
327	129	WONDERS AMONG THE REBELS	[illegible]
328	130	DEATH OF MAHARAJA BALKISHEN & APPOINTMENT OF RAJA LEHAREE LALL AS DEWAN	[illegible]
329	131	BRITISH FORCES CROSSED THE RIVER & WAR WAS PUT TO AN END LIST OF THE ENGLISH FORCES	[illegible]

A

PAGE	ACCT	SUBJECT	مضمون	ورق	سطر
106	57	ENTERING OF MAHARAJAH DALEEPSING AND MAHARAJAH SEAJIRAO SCINDHIA.	[illegible]	[illegible]	[illegible]
11	58	ESTABLISHMENT OF MEER MOONSHEE SHIP OF RESIDENCY.	[illegible]	[illegible]	[illegible]
109	59	KINGLY FAIR OF QAISUR = BAGH.	[illegible]	[illegible]	[illegible]
,,	60	ACCIDENT OF MURDER OF MOULWEE AMEER ALLY SHAHEED	[illegible]	[illegible]	[illegible]
120	61	QUARREL OF MOULWEE AMEER ALLY SHAHEED	[illegible]	[illegible]	[illegible]
129	62	ENTERING OF GENERAL OUTRUM AT LUCKNOW FROM CALCUTTA AND DISPOSSESSION OF DISTRICT.	[illegible]	[illegible]	[illegible]
137		GOVERMENT NOTICE APPENDIX OF BRITISH OFFICERS OF DISTRICT OF OUDH	[illegible]		
141		ORDER OF KING OF OUDH BY HIS OWN COURT	[illegible]		[illegible]
143		COPY OF ORDER OF THE CHIEF COMMISSIONER.	[illegible]		[illegible]

PAGE	ACC	SUBJECT	مضمون	۶	صفحہ
88	38	MARRIAGE OF SULTAN ALUM	[illegible]	۳۸	[illegible]
89	39	MARRIAGE OF MIRZA WALY AHUD BAHADUR	[illegible]	۳۹	[illegible]
-	40	MARRIAGE OF THE GENERAL	[illegible]	۴۰	-
-	41	DEATH OF NAWAB JAFUR ALLY KHAN	[illegible]	۴۱	[illegible]
90	42	DEATH OF NAWAB MOW-TUM-UD-DOW LAH'S MAHULS	[illegible]	۴۲	[illegible]
91	43	DEPARTURE OF THE RESI-DENT TO PAY HIS RES-PECT TO H.E THE VICEROY	[illegible]	۴۳	[illegible]
93	44	ACCOUNT OF NAWAB ROSHAN UD DOW LAH AND HIS DEATH.	[illegible]	۴۴	[illegible]
96	45	MEETING OF THE NAWAB AND RESIDENT AND THEIR RECONCILIATION-	[illegible]	۴۵	[illegible]
97	46	FRIENDLY LETTER OF H E THE VICIROY	[illegible]	۴۶	[illegible]
[illegible]	47	[illegible]	[illegible]	۴۷	[illegible]

PAGE	SECT	SUBJECT	مضمون
		MEHDI ALLY KHAN ABOUT NASEER-UD-DOWLAH'S PAY	
65	23	NAWAB JALAL-UD DOWLA WENT. DISGUISED ON PILGRIMAGE THROUGH CALCUTTA AND WAS IM PRISONED AT TURKMAN	نواب جلال الدولہ کا اخفا گشت سے کلکتہ ہو کر کربلا جانا اور ترکمان میں قید ہونا
67	24	RETURN OF NAWAB JALAL-UD-DOWLAH TO LUCKNOW AND HIS DEATH	ایضاً لکھنؤ آنا اور انتقال
68	25	ACCOUNT OF QAMUR-UD-DEEN AHMUD KHAN ALIAS MIRZA HAJEE	امیر قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی
73	26	ARRIVAL OF MIRZA HAJEE AT LUCKNOW AND HIS RETURN TO CAWNPORE	مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا [illegible]
75	27	HIS RETURN TO LUCKNOW AND DEATH	مرزا حاجی کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا
76	28	THE RESIDENT WENT TO SURVEY THE PROVINCE SHOWKUT UD-DOWLAH WAS [illegible] [illegible] PLACE	صاحب رزیڈنٹ [illegible] ملک کے لیے [illegible] [illegible]

فہرست مضامین وذکرہاے تواریخ اودہ جلد دوم

جلد دوم

قیصر التواریخ

جسمین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطان عالم

واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سے تا زمانہ وزارت مصنوعی و جبری

مرزا برجیس قدر و حالات زمانہ غدر

مسطور ہین

جسے مستجمع کمالات سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی المشہدی طوس طبسی المعروف بہ

سید محمد میر صاحب زائر نے

حسب ایمای صاحب والا شان جناب ہنری ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا تھا

فی الحال برطبق ارشاد عالی جناب ہیز ایکسلنسی مہاراجہ سر دگبجے سنگھ بہادر

کے سی ایس آئی والی ریاست بلرام پور و تلسی پور وغیرہ

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ محلہ حضرتگنج مین چھپی

ماہ نومبر سنہ ۱۸۷۹ عیسوی

الا وقتیکہ پتہ ان شکیپیر صاحب لشٹنٹ نوبش تھے بہ سبب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان
تھا وہ بسبب اپنی عداوت کے کہتے سنتے رہتے تھے اس سلطنت مین کوئی انقلاب
یا حادثہ زمانہ یا اور کوئی امر عظیم نہ ہوا جو باعث تحریر ہوتا فقط ضروری جو کہ زائد انضباط
تحریر ہوا نسبت انقلاب سلطنت حضرت سلطان عالم کے جو دوسری جلد مین سے
از تحریر قاب جنرل سلیمین صاحب تحویل خزانہ تمام ملک لاکھ روپیہ ایک لاکھ چھبیس ہزار اشرفی
تیئیس لاکھ امانت گورنمنٹ

خاتمۃ الطبع

شکر شہنشاہ حقیقی کا کہ جسکے فضل و کرم سے جلد اول کتاب نادر العصر موسوم
سوانح سلاطین اودھ جسمین مسلسل حالات جزو کل اولاد و احفاد و صاحبات
محلات خاندان مالکت اودھ کا مع احوال عمائد و اراکین ریاست اور حالات عہد دولت
میر محمد امین المخاطب بہ نواب برہان الملک سعادت خان جنت نشان تا زمان حضرت
محمد علی شاہ مذکور ہے اور ہر ایک کی تصویر ہر ایک کے احوال کے ساتھ نصب ہے
جیسی نادر تاریخ آج تک نہین ہوئی جو سالہا سال کی مشقت مین بہ تجمع کمالات صوری
و معنوی سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی الموطن الطوسی
المعروف بہ سید محمد میرزا صاحب نے حسب ایماے صاحب والا شان ہنری
ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹری گورنمنٹ گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف
کی زبان اردو میں فی الحال کتاب مذکور بتصحیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد
جناب ... مہاراجہ دگبجی سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرامپور
و بسعی ... مطبع نامی منشی نول کشور بمقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج چھاپی گئی
... واقعات تاریخی ...

نواب امین الدولہ	[illegible]
نواب معین الدولہ	[illegible]
افسر بہو صاحبہ	[illegible]
نواب تاجدار بہو صاحبہ	[illegible]
پھوپھی بیگم اوستانی جی	[illegible]
سید محمد میر شمشیر الدولہ	[illegible]
حسن علیخان چیلہ	[illegible]

دفعہ تقسیم نوٹ سے لک

نواب تاج آرا بیگم	[illegible]
جناب عالیہ مریم مکانی	[illegible]
نواب غفور محل صاحبہ	[illegible]

دفعہ کواغذ نوٹ براے ملکہ گیتی و ملکہ عہد صاحبہ و غیرہ متعلقان سے لک

صاحبان رزیڈنٹ

جنرل لو صاحب　ہز اکسلنسی جنرل ناٹ صاحب　جنرل پالک صاحب
شیکسپیر صاحب　طامس رینڈ یوڈسن صاحب　کرنل رچمنڈ صاحب

پیشدست و ڈپٹی　نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان　نواب امین الدولہ
نواب منور الدولہ　پھر نواب امین الدولہ

اس عہد دولت مین تین ہزار سوار ۲۸ ہزار پیالن نجیب و تلنگہ سواے چند پیالن باہتمام انگریزی واخلہ خزانۂ عامرہ ایک کروڑ ۔۔ لک نقد سواے رسیدات وغیرہ نواب امین الدولہ بہادر صاحب ورع و تقوی و مطیع احکام شرعیہ مقلد خاص مجتہدین جب خانہ نشین ہوے بعض خواص کو سمجھانے سے نواب منور الدولہ نواب معین الدولہ سے بھی صفائی ہو گئی مگر اگر وقت منصوبی مین ہوتی یہ صفائی تو البتہ بہتر تھا جب دونون کی قطع امید ہو گئی پھر گیا اور صاحبان رزیڈنٹ بھی حسب السنہ راضی ہو گئے

سلطان العلما مولوی سید محمد صاحب مجتہد العصر



Syed Mohommed,

مگر اس عمارت کا احاطہ سست ہو حسن اترا تھا تو تشویش بڑھ گیا تھا حضرت خلد مکان کے
زمانے تک بیان رعنا ہے دربار میں کوئی صاحبزادہ انکے مقابل نہ تھا حضرت خلد مکان
بھی بہت چاہتے تھے ۲۰ روز یکشنبہ زیر موتی محل کنارہ دریا خیمے میں غسل دیا اور
میدان رمنہ میں مجتہدین نے بجماعت کثیر نماز پڑھی خود پیادہ ساتھ ہوئے جنازہ بشکل از
کثرت خلائق از حد تھی چھاونی میڈو خان رسالہ وار میں خیمہ نصب تھا وہیں دفن کیا
صاحب رزیڈنٹ اور صاحبان عالیشان شریک دفن ہوئے نعش کو سادات نے
لکا قبر میں اتارا اسکے واسطے کہ جسیم تھے بعد فاتحہ سب رخصت ہوئے

حضرت سلطان عالم نے قبل از جلوس تخت نشینی گلستان ارم میں باتلار گیندر
جانسن صاحب رونق افروز تھے دس لاکھ روپیہ کا ارشاد ہوا کہ جمع خزانہ عامرہ سے
سات لاکھ میں تعمیر مقبرہ سبطین آباد حضرت جنت مکان اور تین لاکھ روپیہ کا نوٹ
گورنمنٹ مصارف مقبرہ ہو چنانچہ کئی برس میں تعمیر مقبرہ باہتمام خواجہ سرایان
وغیرہ اتمام کو پہونچی اور نوٹ کا روپیہ اپنے مصرف عیش میں لائے اسی جہت سے
مقبرہ باختیار شاہزادوں کے ہے اگر وہ صورت ہوتی تو البتہ ایک رونق مقبرہ رہتی
اب جو ہے میں ہاں البتہ کرایہ کوٹھی دکانوں وغیرہ کا کچھ کم نہیں ہے

الحق کہ ایسا بادشاہ دیندار اور پرست متقی صوم و صلوٰۃ بعد شاہ علی کے کوئی
اس خاندان عالیشان میں نہیں گذرا نماز روزہ حج و زیارت کا اگر سرکار سے کبھی
اتفاق ہوتا تھا ایسے مستحق تجویز ہوتے بالانصاف تھے آیندہ اونکے یہیں تنخواہ تھا

حضرت جنت مکان نے صاحبات محلات علیا اور اپنے متوسلین کیواسطے ہر ایک کے
نوابانہ نوٹ بابت ترکہ ہوا بشمولہ تعلق سے لاکھ بیس ہزار مع کل مدد کے

تفصیل صاحبان پنشن نوٹ

نواب ملکہ زمانیہ بادشاہ بیگم ملکہ کشور ماہواری ۱۰۰۰
نواب خسرو محل ۱۰۰۰
نواب ... بہادر ۱۰۰

کیچ کھینچکر نواب کی سلامی لی رخصت ہوکر نواب بنگلے مین آئے شب کو کھانے کی صحبت مین شریک ہوئی اوسکے بعد نواب اس پار اپنے لشکر مین آئے صبح کو صحبت حیا پائی ہوئی بہت سی صاحبان فوج و حکام نظامت آئی سلامی توپ ہوئی وقت رخصت بار اور عطر دیا گیا جب نواب لکھنؤ آئے بادشاہ سے سب کیفیت لشکر بیان کی اس عرصہ مین کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ ہوئی انکا مزاج سب سے زیادہ تیز و تند تھا اور انکو گھوڑوں کا شوق تھا وہ اگر ان مین سے عربی اچھے لیلیتے تھے باقی وثیقہ دارون کو نگا بیتے تھے جو قیمت کہلا بھیجتے تھے وہ بھجوا دیتے تھے دو گھوڑے جنرل صاحب کانپور نے نواب کو دی جو قیمت انہون نی کہلا بھیجی انھون نے بھیجدی۔

جب ڈیوڈسن صاحب روانہ ناگپور ہوی کرنل رچمنڈ صاحب تشریف لائی نواب گورنر جنرل بہادر نے پہلے جنرل ناٹ صاحب پھر جنرل پالک صاحب پھر کرنل رچمنڈ صاحب بتدریج رزیڈنٹ لکھنؤ کیا بعوض حسن خدمت فتح پنجاب و قندھار صاحب موصوف کسی رزیڈنٹی پر کہین مامور نہین ہوے تھے ہر امر مین بہت احتیاط کرتے تھے اسی جہت سے برڈ صاحب کو واقف کار سمجھکر اختیار کلی دیدیا تھا وہ بہت بیدار مغزی سے کارفرما رہے۔

انتقال حضرت ظل سبحانی

حضرت شاہی دموی مزاج تھے اور ابتدا سے عارضۂ جوانی مین مبتلا ہو چکے تھے اس جہت سے جب تک حکیم مرزا محمد علی جیتے رہے ہر ہفتہ مین تنقیہ خاص و عام کرتے رہے بلکہ اکثر بادشاہ اور جناب عالیہ سے عرض کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی طبیب اخراج خون مین تامل کریگا پھر مزاج قابل اصلاح نرہیگا چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ جب مرزا محمد علی مرگئی مسیح الدولہ مرزا علی حسن وغیرہ نے اکثر احتیاج فصد مین تامل کیا بادشاہ کی خاطر رکھا اس جہت سی کثرت خون فاسد سے تحریک عارضۂ مزمنہ ہوکر عارضۂ سرطان پیدا ہوا ہر چند فصد بھی متواتر لگیگی ہفتہ عشرہ مین حال غیر ہوگیا سرطان نے باطن کی طرف رجوع کی آخر ۲۶ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۲۶۳ ھ روز شنبہ چار بجے دنکو مطابق سنہ ۱۸۴۷ء انتقال فرمایا سن شریف اڑتالیس برس پانچ مہینے بارہ دنکا تھا عین شباب تھا اور صاحب حسن بھی

عرض کیا تھا لیکن کہ ریذیڈنٹ انگریز تو خفا تھے حمایت نہ تھا جنرل مارٹن صاحب
ساتھ گئے تھے انہی کی مدد جنرل لی کی انہیں قیام ہوا تھا کسی ریذیڈنٹ صاحب سے بھی
لئے تجویز کیا گیا تھا چنانچہ صاحب نے بطور شکایت نواب سے بھی یہ فرمایا تھا
الغرض کہ مضمون مشاورت

بتاریخ عشرۂ محرم مہینہ برخاست امور آغا میر صاحب نے میر حسن علی سفیر سے فرمایا
کہ توپ کی سلامی ہوا کرتی تھی سال ماضی میں بخلاف مزاج صاحب ریذیڈنٹ ہوا بموجب
کہا انہیں عہدۂ سفارت سے موقوف کرو اور پھر تاکید تمام سلامی توپ کو کہا بھیجا
عشرۂ محرم گذرنا ماہ بر جنس کیا وزارت حکم شاہی تجارات کا توپ سلامی کی بابت جب
میر صاحب موقوف ہوئے ہر شخص و عرب کو منع اس عہدہ سے بازیاں کا ہوا کہ نواب
دولت میر انشاء علی کو اپنا استاد و مرشد بنایا ہے کیا خیط الدولہ خطاب ملا چند روز
خود خواب میں بسبب از امر شکایت فرماتے تھے اور منقل ہوا کہ مدیح میں اصلاح کا ذکر
انہوں کیا کرتا ہوں کسواسطے کہ وہ غیرت سے ولایت کی نسبت صاحبان عالیشان کے
نصیب ہوئی تو انہوں نے بالکل ندامت کو نہ پوچھے آپ تو بہت کیا جھگڑ کر کیا
صاحب انکی دشمنی سے بہت گھبراتے تھے

جب کلکتہ سے خبر توپ سنبھالنے کے امر کا پھر ہوئی کلکتہ کے شکی سے باقی تھی
تمام کے واسطے متعلق ہوئے ارشاد نواب وزیر کو بھی خود صاحب ریذیڈنٹ انا
کما عرضا انکا ہند لشکر اور اور بہت ان ارادہ کی بخشش علیحدہ سے نکلے
نکلے لیکن تھی کی توپ سلامی کی بابت جب لشکر کیواسطے منادی شہر میں کرائی
اسے کوئی روز خود کے بیان ہیں

روز سہ شنبہ جب کو سب فوج کیپ پر ہیں آراستہ ہو کر حاضر ہوئی کرنیل توپ خانہ
وغیرہ امر کی سب ناہی اہتمام میں بہت پیچ جنرل فتح کپتان غیرہ ریذیڈنٹ
ریذیڈنٹ نواب وزیر الممالک عزت الدولہ ناظم نواب صاحب وارث جو ان کے
امامت سپاہ مع دست و ہر نکات توپخانہ کو دیکھتے چلتے جنرل صاحب

طرح کھینچکر نواب کی سلامی لی رخصت ہوکر نواب بنگلے مین آئے شب کو کھانے کی صحبت مین شریک ہوئی اوسکے بعد نواب اس پار اپنے لشکر مین آئے صبح کو صحبت بیگانہ ہوئی بہت سی صاحبان فوج و حکام نظامت آئی سلامی توپ ہوئی وقت رخصت ہار اور عطر دیا گیا جب نواب لکھنؤ آئے بادشاہ سے سب کیفیت لشکر بیان کی اس عرصے مین کپتان بردصاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ ہوئی انکا مزاج سب سے زیادہ تیز و تند تھا اور انکو گھوڑونکا شوق تھا سوداگران مبئی سے عربی اچھے لی لیتے تھے باقی وثیقہ دارون کو لگا دیتے تھے جو قیمت کہلا بھیجتے تھے وہ بھجوا دیتے تھے دو گھوڑے جنرل صاحب کانپور نے نواب کو دیے جو قیمت اونھون نے کہلا بھیجی اونھون نے بھیجدی ۔

جب ڈیوڈسن صاحب وانہ ناگپور ہوئے کرنل رچمنڈ صاحب تشریف لائے نواب گورنر جنرل بہادر نے پہلے جنرل نات صاحب پھر جنرل پالک صاحب پھر کرنل رچمنڈ صاحب بتدریج رزیڈنٹ لکھنؤ کیا بعوض حسن خدمت فتح پنجاب و قندھار صاحب موصوف کسی رزیڈنسی پر کہین مامور نہین ہوئے تھے ہر امر مین بہت احتیاط کرتے تھے اسی جہت سے بردصاحب کو واقف کار سمجھکر اختیار کلی دے دیا تھا وہ بہت بیدار مغزی سے کارفرما رہے

انتقال حضرت ظل سبحانی

حضرت شاہی دموی مزاج تھے اور ابتدا سے عارضۂ جوانی مین مبتلا ہو چکے تھے اس جہت سے جب تک حکیم مرزا محمد علی جیتے رہے ہر ہفتہ مین تنقیہ خاص و عام کرتے رہے بلکہ اکثر بادشاہ اور جناب عالیہ سے عرض کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی طبیب اخراج خون مین تامل کریگا پھر مزاج قابل اصلاح نرہیگا چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ جب مرزا محمد علی مرگئے مسیح الدولہ مرزا علی حسن وغیرہ نے اکثر احتیاج فصد مین تامل کیا بادشاہ کی خاطر رکھا اس جہت سے کثرت خون فاسد سے تحریک عارضۂ مزمنہ ہوکر عارضۂ سرطان پیدا ہوا ہر چند فصد بھی متواتر لگیگی ہفتہ عشرہ مین حال غیر ہوگیا سرطان نے باطن کی طرف رجوع کی آخر ۲۶ تاریخ ماہ صفر ۱۲۶۳ھ روز شنبہ چار بجے دنکو مطابق ۱۸۴۷ء انتقال فرمایا سن شریف اڑتالیس برس پانچ مہینے بارہ دنکا تھا عین شباب تھا اور صاحب حسن تھے

عرض کیا تھا لیکن سمجھے کہ رزیڈنٹ اگر رہتے تو مضائقہ نہ تھا جسطرح جنرل ناٹ صاحب کے ساگی گاڑی وغیرہ مول لی تھی اونھین قیام ہوا تھا کسی گوینده نے صاحب سے بھی اسے بتصریح کہدیا تھا چنانچہ صاحب نے بطور شکایت نواب سے بھی یہ فرمایا تھا مگر انکے ممنون و مشکور رہے ؎

خلاصہ جب عشرۂ محرم مین خبر فتح لاہور آئی صاحب نے میر حسن علی سفیر سے فرمایا کہ توپ کی سلامی ہو انسنے تبلیغ رسالت مین کچھ خلاف مزاج صاحب سرزد ہوا برہم ہو کر کہا انھین عہدۂ سفارت سے موقوف کرو اور پھر بتاکید تمام سلامی توپ کو کہلا بھیجا عذر عشرۂ محرم نہ مانا ہر چند کہ یہ امر خلاف حکم شاہی تھا رات کو توپ سلامی کی چلی جب میر صاحب موقوف ہوے ہر شخص مقرب کو حوصلہ اس عہدہ جلیلہ کا ہوا اگر نواب نے مولوی میر باقر علی کو اپنا استاد مدرس سمجھکر مامور کیا حفیظ الدولہ خطاب ملا چندروز مین خود نواب صاحب از راہ شکایت فرماتے تھے کہ یہ مثل دیوار کہنہ ہین مین اصلاح کاہ گل انپر کیا کرتا ہون کسواسطے کہ مدت عمر سے مولوی رہے معاشرت صاحبان عالیشان کی نصیب ہوئی قوانین سے بالکل ناواقف کوئی پوچھے آپ نے پہلے کیا سمجھکر مقرر کیا تھا صاحب انکی نافہمی سے بہت گھبراتے تھے ؎

جب کئی سو عدد توپ ضبط لاہور کانپور ہو کر کلکتہ کو راہ خشکی سے جاتی تھی محض نمایش حکام ہندوستانی کیواسطے بادشاہ و نواب و مہاراجہ کو بلحاظ صاحب رزیڈنٹ روانہ کانپور سفر یا کنار گنگ لشکر اوترا دوسرے دن پار اتر کر بخش علیخان کے بنگلے مین گئے انکے داخلہ کی توپ سلامی کی چلی اہل لشکر کیواسطے منادی شہر ہوئی کہ انکے اسلحہ سے کوئی مانع نہو کہ یہ مہمان ہین ؎

روز سہ شنبہ صبح کو سب فوج کنپ پریڈ پر آراستہ ہو کر کھڑی ہوئی گرد توپون کے دور دور احاطہ کر کے سپاہی اہتمام پر کھڑے ہوئے پھر جنرل فوج کپتان فریزر صاحب رزیڈنٹ نواب وزیر الممالک اشرف الدولہ صاحبزادہ نواب صوبہ دار پیشوای جھٹور احاطہ مین اس سرے سے دوسرے تک توپون کو دیکھتے چلے گئے پھر جنرل صاحب نے

نذرانے سبکے موقوف ہوتے تو توفیر اسم کا ہوتی چھوٹے بڑے سبکا نذرانہ تھا
اسکا علاج کیونکر ہوتا +

اس عرصہ مین سعید الدولہ علی محمد خان بہادر بیٹے میر بندہ علیخان فرخی سن نواسے
اکرام اللہ خان جنکو خدمت اخبار ملکی اور مہدرایانت تھی انکی خواہر محترمہ مقرب بادشاہ تھی
انکی سفارش سے پیشدستی نواب ہلی ہرچند نواب شکسپیر صاحب نے ایماء فرمایا کہ ہم
بسفارش میر حامد علیخان نہین کہتے مگر اتنا ہم جانتے ہین کہ یہ مرد چالاک و غیر متدین ہے
اپنی منفعت کو مقدم سمجھے گا اور تم سے بھی نہ بنیگی اس جزئیات مین تمہین اختیار ہے
آخر وہی صورت پیش آئی اور نواب صاحب کہلا کہ سفارش مقربان محل کیا کہتے
کہ مین نے بمجبوری انھین کیا ہے +

فی الحقیقہ اس شخص کی معاملہ فہمی کارگزاری مشقت کشی جودت طبیعت تہور ہمت مین
کچھ شک نہ تھا لیکن عجلت اخذ منفعت خود اور بیباکی اور بیمروتی سے بنا کام بگڑ جاتا تھا
اسی جہت سے مردم آزاری زیادہ کی دعاے غربای مومنین جلد مستجاب ہوئی انکی مہینے تک
اپنا باغ سبز دکھایا آخر لوگ تنگ آئے کچھ معاملات سے فائدہ دنیا ہوا پھر نواب سے بگڑی
اور خواہر محترمہ سے بھی نہ بنی قید ہوئے بعد اسکے نواب فارغ البالی سے کام کرنے لگے
نواب نے ارکان دولت بیرون سے آشتی و موافقت چاہی کسی سے صفائی نہوئی سب سے
زیادہ مہاراجہ بالکرشن بہادر تھے اونسے بظاہر صفائی رہی اور خوف بھی انسے لگا
رہتا تھا کہ کلید حساب ہین اور کسیکو اونکے مقابل مامور نہین کرسکتے تھے کہ میری بھی قلعی
کھل جائیگی یا راجا کو طرح دیتے تھے +

اس عرصہ مین ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ ہوے انکی نازک مزاجی اور تیزی
مزاج سے ہر شخص خائف رہنے لگا چنانچہ طامس ہیر جو سرذفتر تھا اوسے بلاوجہ معطل کر کے
فلیب کو اکبرآباد سے بلا کر مامور کیا لیکن اتفاقاً نواب سے موافقت ہوگئی تھی اسکا سبب
استجاب تھا چنانچہ جب صاحب لکھنؤ سے جانے لگے گاڑی چہار اسپہ اور ظروف نقرہ
مینز وغیرہ تقریباً سات ہزار روپے کو نواب نے لیے اور جب نواب نے بادشاہ سے خرید کو

امیدوار عمدۂ قدیم مجلسرای کچہری وزارت مین چلے آئے نواب نے اپنے سامنے نہ لایا بلکہ مجلسرا سے نکلوادیا کئی مہینے تک مرزا صاحب اُن کان دولت کی موقوفت کی تجسس مین سرگردان رہے آخر معرفت حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی اوستاد نواب و سفیر شاہی اپنی صفائی کرکے پھر دربار مین آنے لگے پھر ایک باغ سبز دکھا کر خدمت دستکات و اصابا قی عمال پر مامور ہوے دوسو روپیہ درماہہ ہوا +

شیخ احمد بخش رئیس شیخ زادہای لکھنؤ نواب کی پہلی نیابت مین ناکام بلکہ زیربار ہوکر رہے تھے نواب نے اوُنھین داروغہ دیوانخانہ کیا شیخ اکبر علی انیٖ ہ ۱۱۱ ہ کو اونھون نے اپنا پیشدست کیا شیخ صاحب نے بمقتضائی اپنی شرافت و نجابت کے تاحین حیات نواب کی رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا ہرچند نواب علی نقی خان نے اپنی وزارت مین بلوایا مگر اپنی وضعداری سے نگئے عذر کیا کہ پھر آپ کو ہمسے کیا توقع ہو گی دنیا چندروزہ ہے لیکن نواب نے اپنی قدرشناسی سے اوپر یہ احسان کیا کہ اکثر لوگون نے انکے دیہات زمینداری پر درخواست اضافہ کی وہ نگر قبول نکیا نواب امین الدولہ بعد اپنی معزولی خانہ نشینی مین کچھ اعانت خرچ کی کرتے رہے آخر اوُنھین کی رفاقت مین مرگئے اور خدمت دیوانخانہ مین نسبت مرزا وصی علیخان کے بہت نیکنام رہے +

لیکن باوجود اسقدر اہتمام و انتظام کہ امور سلطنت اور تغیر وزرا بادشاہ کو خاطرخواہ صورت اصلاح دوام باستقلال کسی سے نہ نکلی اور ہر وزیر سے کھٹکا بھی رہا اسی واسطے آمدنی ممالک محروسہ کو ہر تیرھوین تاریخ ماہ کو بحساب پورنماشی ہندی قسط ۱۳ لاکھ روپیہ کی ذمہ وزیر کے مقرر فرمائی کہ عمال سے وصول کرکے داخل خزانہ کیا کرین گر نہ ادا سکا ہو گیا تو موقوف ہو جائینگے چنانچہ سال کی دس قسط ہوتی ہین جسکی جمع ایک کرور تیس لاکھ ہوئی مگر اس تاکید شدید پر بھی کبھی خزانہ مین ایک کرور بائیس لاکھ سی زیادہ داخل نہوی باقی منجملہ تقاوی رسیدات وغیرہ لی جاتی تھی لیکن یہ صورت بھی زیادہ ایک سال سی نہ چلی ہرچند نواب امین الدولہ اپنی سرخروئی کے لیے اکثر محالات بادشاہ سے قرض لیکر قسط کو پورا کر دیتے تھے بادشاہ کی آخر ہر مہینے تاکید ۱۲ کی شروع ہوتی تھی وجہ اسکی کہ

اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوا فرمایا اور اوسیوقت خلعت
وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس سے پہلے اہتمام الدولہ کو بھیجکر نواب منور الدولہ سے
سکہ مہر وزارت منگوا بھیجا تھا اوسیوقت نواب منور الدولہ نے گھبراکر جنرل پالک صاحب سے
عرض حال کیا کہ بادشاہ نے امین الدولہ کو بلوایا ہے غالب ہے کہ خلعت وزارت دیں صاحب نے
انکی بہت تسلی کی کہ بے ہماری صلاح بادشاہ نکرینگے آپ خاطر جمع رکھیں ادہر بادشاہ نے
میر حسن علی سفیر سے صاحب کو کہلا بھیجا کہ ہمنے امین الدولہ کو بلوایا ہے خلعت وزارت
دینگے صاحب نے فرمایا کہ ہم ہفتہ کو حضور میں آئینگے جیسا مناسب وقت ہوگا التماس
عرض کرینگے بادشاہ نے اسکا جواب کہلا بھیجا کہ مجھے آجکی خلعت دینے کو استخارہ خوب
آیا ہے اسواسطے خلعت میں تامل نہیں ہو سکتا کہ یہ موافق ہمارے عقیدہ کی کونسل خدا ہے
صاحب بھی امور خانگی سمجھکر چپکے ہو رہے ادہر منور الدولہ کا کام تمام ہو گیا وہ سبقت
وہ بھروسا خواب پریشان ہو گیا +

مدبر الدولہ مشیر خاص نے پہلے اصالۃً جیثا اشت وزارت میر حامد علیخان اتالیق والا کے
کیواسطے تجویز کی تھی اور وہ اسی امید پر شاہجہان آباد سے لکھنؤ پیشتر سے آچکے تھے چنانچہ
ایکدن باریاب شرف ملازمت بھی ہوئے اونکی وضع ظاہری وجہت بانی مطبوع خاطر
اقدس نہوئی اس جہت سے اونھیں اس منصب جلیلہ سے محروم فرمایا مگر مدبر الدولہ کے
سمجھانے سے جسدن نواب امین الدولہ کو خلعت وزارت ہوا میر حامد علیخان کو خلعت
پیشدستی عنایت فرمایا یہ امر پہلے طے ہو چکا تھا وگرنہ کیا عجب تھا کوئی اور امین الدولہ
کی تجویز بھی ہوجاتا مگر نواب کو اپنا ہونا غنیمت ہوا دوسری فکر کون کرتا اس جہت سے
چپ ہو رہے کہ آگے وقت اپنے تسلط کی سمجھ لینگے +

جب کپتان شکسپیر صاحب لکھنؤ سے تشریف فرما ہوئے مرزا مہدی علیخان کانپور سے
لکھنؤ آئے کسواسطے کہ جنرل لو صاحب نے انھیں بہت برا سمجھکے حضرت فردوس منزل سے
کہکر شہر سے نکلوا دیا تھا پھر نواب منور الدولہ کے خوف سے از خود گئے تھے مگر شہر میں
پوشیدہ رہتے تھے جب دوبارہ نواب امین الدولہ کو خلعت وزارت ہوا روز جمعہ کو طلب

اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جنرل بالک صاحب نے منورالدولہ کو سمجھانے سے بادشاہ س
معین الدولہ کی کارفرمائی خیرخواہی کی بہت تعریف کی بادشاہ کو یقین ہوگیا اپنے فہ
کہ یہ رزیڈنٹ سے موافق ہوگئے ہین پس نقش کا حجر ہوگیا ہفتہ عشرہ نگذرا تھا
اونھین معطل و خانہ نشین کیا اور عتاب سلطانی ہوا پھر صاحب رزیڈنٹ کیونکر سفار
کرسکتے بظاہر حیلہ محاسبہ نظامت خیرآباد مین گرفتار ہو گھر پہ پہرے لگے اب مامون ح
کو بجلے مار سمجھے +

جب منورالدولہ کا جگ ٹوٹا کارندون کے پو بارہ ہوے بلاشرکت غیرے کارفرما ہوے
مرزا ابوتراب خان اپنے داماد کو ڈیپٹی کیا منشی میر باقر علی کچہری وزارت کے منشی مرزا
بندہ علی بیگ منصرم حکیم میر محمد و میر علی دونون مشیر خاص طرفہ یہ ہے کہ ان سب مین باہمی
ناموافقت مگر نواب صاحب یہ سمجھے کہ جب جگ ٹوٹ کر ایک اکیلی رہ جاتی ہے اوسکا مارنا
بہت آسان ہوجاتا ہے کئی مہینے تک افتان و خیزان کچھ کام چلا مقربان اندرونی خاقانی
جنھین ایک کوڑی کا فائدہ نہوا کہنے لگے انکی نسبت امین الدولہ کیا برے تھے اسکی و
یہی کہ جو شخص خود نکھائیگا وہ کسیکو کاہیکو کھانے دیگا اسی خوف سے کارندون کے ہاتھ
بھی وباہی لگا جب یہ صورت خلاف پیدا ہوئی بعض عاقبت اندیشون نے نواب کو یہ سمج
سمجھایا کہ جو لوگ اندر باہر کے چاشت خور لقمہ حرام کے ہورہی ہین لقمہ دہن سگ سمجھکر دینا
مناسب ہے آپ تکیہ خود جنرل بالک صاحب پر رکھتے ہین یہ تکیہ کچھ کام نہ آئیگا نواب صاحب اپنی
دیانت و امانت پر ہے کہ مجھسا کارندہ مفت جسنے تنخواہ تک نہین لی بڑے صاحب حامی و
مددگار ہین میری موقوفی کرنے مین بادشاہ سے صاحب سے بگڑ جائیگی فی الحقیقت صاحب نے
حمایت چاہی مگر کچھ نہوا +

موقوفی نواب منورالدولہ اور پھر منصوبی نواب امین الدولہ وغیرہ

الغرض بادشاہ کو نواب امین الدولہ کے ایک دقیقہ برابر ایک سال کے گذرتا تھا کیونکہ
پندرہ برس کا حق قدامت رکھتے تھے اور سبز باغ جو نواب معین الدولہ نے دکھایا تھا اوسکے
سیر سے بھی دل بھر گیا تھا بالکل بے ثمر پایا تھا آخر روز پنجشنبہ آخر شہر جمادی الثانی وقت عصر

عرض کیا کہ آپنے مغویون کے بہکانے سے قافلۂ حاج کو حالت یاس مین پھیر دیا اسکا
مآل اچھا نہوگا اگرچہ نواب منور الدولہ کو بھی لازم تھا کہ ایک خط دوستانہ تہنیت وزارت
آپ کو لکھتے تو غالب ہے آپ بھی کچھہ نفسانیت نفرماتے جواب طلب کا لکھتے اس سے رفع
توہمات طرفین سے ہوجاتے اونھون نے بھروسا اپنی قدامت اور فرمان اور ملاقات
نواب گورنر جنرل کیا +
حجاج صالحین نے جب حضور قلب عالی منعم حقیقی سے بلبیک اجابت فرمائی اور زمانہ
مستعار نواب معین الدولہ سے موافق ہوا یہ سمجھے کہ منور الدولہ بابت خود بے طمع ہین
اور بہت مالدار ہین ایسا قیت بازو کہان ملیگا بادشاہ سے اونکی دیانت و امانت اور
مقدور اور مقبول گورنمنٹ عرض کیا بہر صورت سمجھا کر فرمان طلب بھجوایا چنانچہ روز جمعہ
عید مومنین ہے منور الدولہ نواب معین الدولہ مع میر باقر تاجر پہلے عنایت باغ مین آ
اونسے بھی عہد و میثاق مثل اہل دنیا ہوا بعد اسکے اپنے ساتھہ حضور بادشاہ لیگئے کچہری
بامصالحہ تک جلکی بھی خلعت وزارت سے سرفراز ہوے دونون اخوی مقامی ہوے
جرنل پالک صاحب کے پاس دونون باہم گئے نذر دی معین الدولہ ڈپٹی ہو کر کار فرما رہے
بہت زور و شور سے متوجہ کار ہوے اب رزیڈنٹ کے پاس باتفاق جانے لگے
پر وہ حجاب مغایرت فیمابین نرہے +
مرزا وصی علیخان نے جب اتحاد اخوی مقامی دیکھا خائف ہو کر معین الدولہ سے رخصت
کانپور لیکر چلے گئے ہر چند معین الدولہ نے رفع شک کیا تشفی خاطر کی نمانا اپنی خوف ابرو
سے چلے گئے سمجھے کہ اب صورت حال بھی نہوگی مبادا دشمن کمین مین ہے شاید کوئی اتہام
ایسی ٹر جاے کسواسطے منور الدولہ کے سب کارندے بھوکے ہین انسے لقمہ رفاہ کب بچیگا غرض
سپاہی معین الدولہ ساتھہ لیکر گئے منور الدولہ نے علی حسین خان رفیق قدیم کو اپنی دیوانخانی کا دار و غہ کیا
جب منور الدولہ کے اہلکاران مفلس نے دیکھا کہ اس موافقت اخوین کن غانی سے معین
کا ہمکو فائدہ دنیا حاصل ہوگا اب جگ کو توڑنا چاہیے چنانچہ رفتہ رفتہ رشتۂ اتحاد و عہد و
میثاق کو جو بہت چست ہو رہا تھا ڈھیلا کرنا شروع کیا تا کہ اوجھکر اسمین گتھی ریشم کی پڑجاے

قبل زخانہ نشینی گذرانی کہ یہ حضور کی بدولت حاصل ہوا ہے یہ مال سرکار ہے اپنی دیانت اور امانت ظاہر کی حالانکہ تین لاکھ علیحدہ رکھ لیے تھے او تین سے بادشاہ نے لاکھ روپیہ تعمیر عمارت کو عنایت فرمائے نواب نے معرفت مرزا عید شکوہ شاہزادے کے ستائیس ہزار روپے کو ساری املاک مرزا اسکندر شکوہ شاہزادہ مرحوم کی خریدی او سیری لاکھ اپنے خرچ کر کے دکانیں اور مجلس ابتدائی معرفت منشی ظہیر الدین کی تعمیر ہوئی جب بادشاہ نے وفات امین الدولہ کا ذکر صاحب رزیڈنٹ سے کیا جواب پایا کہ اگر وہ مال سرکار کو بڑھا سکتے تو اس سے زیادہ امانت ثابت ہوتی مگر اس دینے میں احتمال شق ثانی بھی ہے

منصوبی نواب منور الدولہ و تسلط تام نواب معین الدولہ وغیرہ

جب میدان اغیار سے صاف ہوا چند روز تک نواب معین الدولہ باطمینان بلا شرکت فارغ البال ہو کر کار فرما رہے لیکن بذات خود جرات اختیار وزارت نکر سکے اس جہت سے دوسرے مالدار دنیا کو تاکا اور اگر خود صاحب ارادہ و قوت ہوتے تو دوسرے کی احتیاج نہوتی آپ خود اسکا مصالحہ جمع کر لیتے۔

نواب منور الدولہ جو حضرت فردوس منزل سے اور بظاہر اتہے انباے دنیا دون سے رخصت حصول عافیت کو رخصت گئے تھے چار برس کے بعد بہت کچھ مال دنیا صرف کر کے پھرے آگرے میں نواب گورنر جنرل سے شرف ملازمت حاصل کر کے بہت خوشی اور باطمینان فرمان فردوس منزل کانپور سے بے طلب شقہ خاص بادشاہ رحمت گنج میں مقام کیا لیکن بے خبر تھے اپنے تکلیر ورزہ قدیم سے کہ وہ پیشتر انکے داخلہ سے احرام پر کمر باندھ چکے تھے نواب امین الدولہ کو یہ نشست فرار سمجھا کر ایک شتر سوار مع فرمان شاہی کے بھیجا کہ تم نے اجازت حضور قصد داخلہ لکھنؤ نکرنا پھر جاؤ بیچارے وہیں پہنچنے حکم قضا شیم کو جیسے سب حجاج خوش تھے کہ بعد اس مدت کے ہم اپنے عیال سے ملینگے مایوس ہو کر پھر کانپور کو گئے نواب اسیوقت رات کو سوار ہو گئے۔

بادشاہ نے دوسرے دن نواب امین الدولہ کو سر رشتہ پیشدستی سے خلعت وزارت اور صاحب نے دستخط کر دیا نواب سی اول دروازہ عاقبت اندیشی نے تنخواہی اور امر دینی کجا

معین الدولہ سے موافقت وبنا پیدا کی انکے مدار المہام ہوگئے گویا انہین کی ہمیشہ سے
متوسل تھے احکام دیوانخانہ جاری کرنے لگے +

صبح روز سہ شنبہ یازدہم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۹ھ نواب امین الدولہ نے اپنی بیخبری کلہ سے
پوشاک دربار طلب کی باہر اہل دربار مجرائی سب حاضر تھے دفعتہً مرزا وصی علیخان نے آکر
عرض کی کہ رات کو حکم بادشاہ پہونچا معین الدولہ کو کہ امین الدولہ بے اجازت سوار نہون
مینے عرض کیا کہ رات کو اونہین کا ہی کو خواب راحت کا خلل انداز ہون صبح کو تبلیغ
رسالت ہو جائیگی اوسکے بعد عرض کیا مین آپکی رفاقت مین حاضر ہون فرمایا تم پر عنایت
تنگ ہو جائیگی مناسب وقت یہی ہے کہ تم معین الدولہ کے پاس رہو اور میرا اسباب فراشی کچہری وزارت
سے بھیجدو غرض جب مرزا صاحب سوار رہ کر دروازت پر چلے اتفاقاً بندہ بھی بلاقات
نواب کو گیا تھا مین بھی مرزا صاحب کے پیچھے پیش سے کے تھا سبکو معلوم ہوا کہ نواب صاحب خانہ نشین
ہوے فقرا ومساکین جو تحسین گنج سے دردولت تک آس لگا کر بیٹھے تھے اتنی دور مین
پانچ روپیہ خیرات ہوتے تھے وہ سب بیچارے مایوس ہو کر اوٹھ گئے +

دوسرے دن جوبدار سلطانی خزانہ عامرہ سے تنخواہ نواب لا کر دے گیا تیسرے دن بادشاہ کو
پرچہ اخبار گذرا کہ نواب نے مفارقت قدم مبارک سے کھانا نہین کھایا ہے بادشاہ نے خوان الش اور
ایک پرچہ پر ایک سطر سے دستخط فقط صرفی پیارو مہربا بخور + اور ایک اچاری مربا بھی عنایت
فرمائی اور فرمایا کہ منصب و معزولی ہماری مرضی پر موقوف ہے تم باطمینان اپنے گھر مین
بیٹھے رہو نواب نے اسکا ادای شکر کیا اور جانا کہ بادشاہ کو میرا اتنا خیال ہر گونہ خاطر ہے اب
جان میری دشمنون سے بچ گئی پھر نواب نے عرضداشت اپنے قیام دواب کیواسطے بھیجی کہ اب
خانہ نشینی مین اسکا خرچ مجھپر بار ہے امیدوار ہون یہ سب داخل دواب سرکار ہو ارشاد ہوا
کیا تم پھر سوار نہوگے اس ارشاد سے زیادہ تقویت ہوئی کہ انشاء اللہ پھر میری طلب ہوگی
مگر اپنے گھر سے باہر نہ آتے تھے اور نہ کسی سے ملاقات کرتے تھے الا اس مولف کتاب سے
تحریر رہتی تھی باہر مہینے کی تیرہوین کو مجلس ایام بارہ راجہ جھاؤلال مین شب کو بلاقات
ہوتی تھی اور کبھی بعد نماز صبح عمارت امین آباد کی دیکھنے کو آتے تھے بادشاہ کو چھ لاکھ روپیہ

معزول ہونا نواب امین الدولہ کا بیشدست نواب معین الدولہ وغیرہ

دستور معظم سرگرم مہمات سلطنت تھے نواب اکبر علیخان ڈپٹی اور انکے بیٹے اصغر علیخان
سنج مرنجان افتان وخیزان سب اہلکارون سے دبے ہوئے کاروبار کیے جاتے تھے
کہتے تھے کہ ہمنے ایک کرور بائیس لاکھ نقد داخل خزانہ کیے تھے مگر کوئی اہلکار انکا دبائو
مانتا تھا آخر اکبر علیخان کچہری مجلسرای وزارت مین دفعتہً مرگ مفاجات سے مر گئے چند روز تک
اصغر علیخان بدستور بحال رہے کچھ کام کیے جاتے تھے لیکن آہستہ خرام بلکہ مخرام اس مدت
مین بہت دیانت سے کام کیا کچھ فائدہ نہین ہوا اور درونی و بیرونی عیاشت خود انکو
کہان سے فائدہ ہوتا آخر ان وجوہات سے موقوف ہوئے

نواب نے سید قطب الدین حسین خان کو مرد مسن گرم و سرد زمانہ دیدہ جانکر ڈپٹی کیا
انکے واسطے بھی وہی صورت پیش آئی اس عرصہ مین کچھ رسوخ و اعتماد باغ سبز نواب
معین الدولہ کا نظر اقدس مین اثر کر گیا اور جناب عالیہ نواب ملکۂ آفاق نے بھی بہت
سمجھایا کہ وسوسۂ خاطر جو انکی طرف سے تھا کچھ کم ہوا امین الدولہ کیطرف سے مظنۂ خیالی
بڑھنے لگا اور بادشاہ کے روبرو ہر امر مین مکابرہ و مناظرہ ہونے لگا اور مقربان محل بھی
جو امین الدولہ سے جلے ہوئے تھے لگانا بجھانا شروع کیا جب بادشاہ بعد ملاحظہ کاغذ
داخل محلسرا ہوتے تھے یہ دونون در دولت پر جناب عالیہ سے ساری کیفیت دربار بیان
کیا کرتے تھے اور صاحبات محل کا بھی ہر امر مین وہ سفارش کھلا ہوا تھا اور طمع ہر ایک کو
اخذ زر کی تھی اب نواب اندر اور باہر کے دام پیچ مین پھنس گئے اور کسیطرح اپنی عافیت
نجات نہ دیکھی لاچار ہو کر نواب معین الدولہ کو ڈپٹی کیا اس خیال سے کہ کسیطرح نیش افروزی
کم ہو جائے بظاہر دونون مومنین صادقین مین عہد و میثاق ہوا جسطرح اہل دنیا اپنی
غرض پر کرتے رہین چند روز یہ بھی صورت مثل حباب ہی آخر وہ موافقت مبدل بہ نفاق
ہوئی نواب سے کچھ نہ بن پڑا سوائے اسکے کہ تنگ ہو کر مستعفی ہو جائین چنانچہ ایکدن استعفا لکھکر معین الدولہ
کو دیا انھون نے خوب لون مرچین لگا کر بادشاہ کو گذرانا منظور ہوا جب میدان خالی
ہوا معین الدولہ اور مقربان محل کی بن پڑی مرزا وصی علیخان نے اپنی رسائی سے

نواب امین الدولہ ایکدن پیشتر داخل لشکر ہوے اوسکی صبح کو جنرل بہادر پہلے اپنے خیمے مین اوترے اور اپنے استقبال کو لشکر سے بڑھکر منع کر دیا تھا توپ سلامی کی چلی بعد ایک ساعت کے ۹ بجے اوسی لباس سفر سے خیمہ نواب مین تشریف لائے ایک بیٹا دو بیٹیان ناکتخدا ساتھہ تھین کپتان ہالنگس صاحب بحکم رزیڈنٹ رہبری کیواسطے گئے تھے مصاحبان خاص سے کپتان فریزر صاحب بخشی صاحب بحکم بادشاہ گئے تھے دستہ معظم نے لب فرش سے استقبال کیا بعد معانقہ کے خیمے مین تشریف لائے فقط چاہ پانی ہوا سامنے ناچ ہونے لگا جنرل صاحب کے حقہ پیچوان کی برابر نواب صاحب کا بھی حقہ لگا ہندوستانیون مین مہاراج مولوی خلیل الدین خان محفوظ علیخان کرسیون پر میر حسن علی نواب و جنرل کی پیچھے بیٹھے راجہ غالب جنگ دو تین اور اشخاص پیچھے نواب کے کھڑے ہوے اور ایک یہ بندہ مؤلف کتاب نواب صاحب اپنے ساتھہ لیگئے تھے پہلوی میز مین کھڑا تھا مرزا وصی علیخان اہتمام کرتے تھے باتین تعارفات کی جنرل صاحب کرتے رہے میر حسن علی اوسکا جواب انگریزی مین دیتے تھے بعد ایک ساعت کے یہ صحبت برخاست ہوئی لب فرش تک مشایعت کی عطر ہار گوٹہ دیا توپ سلامی کی چلی +

بعد اسکے نواب گاڑی پر سوار ہو دو کوس ہٹکر مقابل رحمت گنج جاکر نواب گنج کی بنیاد ڈالی کپتان فریزر صاحب ساتھ تھے بندہ کو سید وزیر علی سمجھکر تھوڑی سی زمین کھدوا کر پانچ روپیہ رکھکر پانچ اینٹین رکھدین وہان سے پھر آئے نصف شب تک صحبت ناچ رہی اوسکی صبح کو بنی مین آئے بعد زوال شمسی روانہ لکھنؤ ہوے پہلو حاضر حضور ہوکر بہ استان سفر عرض کی دوشالہ رومال کا خلعت ہوا +

جنرل صاحب بہادر گاڑی چہار اسپہ شاہی پر سوار داخل دلکشا ہوئے صبح کو بادشاہ نے استقبال کیا نصف راہ مین ملاقات ہوئی شاہ منزل مین جا کر پانی ہوا پار رمنہ مین فیل جنگی ہوئی دس بجے رخصت ہوے داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے بعد اسکے دو دن اور دو رات طرفین سے بدستور سابق ملاقات ہوئی بعد کئی مہینے کے جنرل صاحب نے دوسری شادی کرنل ولکاکس صاحب کی بی بی کی سگی بھانجی سے کی +

پیٹ مین مارکر مرگئے پس اگر وہ جیتے ہوتے کچھ تعجب نہ تھا کہ بادشاہ اونھین کو وزیر کرتے یہی دنیا کا انقلاب ہے +

دستور معظم نے مرزا مہدی علیخان جنھین شرف الدولہ نے بتحریک بڑے صاحب دانا سکا بدر کیا تھا وہ پیشتر بہ شہر مین آکر نواب صاحب کو اپنا سبز باغ دکھا چکے تھے نواب صاحب ذہبی مرد کارگزار زمان نواب منور الدولہ جانکر بانشاء اللہ امیدوار کیا تھا اونھین خدمت دیوانخانہ وزارت دی بعد اسکے نواب نے اپنے عزیز اقربا و دوست قدیم کو بپالن بخشیدین اسمین بہی صورت فائدہ سب طرح سے ہوتی تھی وگرنہ کیدانی کا مواجب سو روپیہ تھا پھر نواب نے محمد خلیل الدین خان کو جو کاکوری مین خانہ نشین تھے شرف الدولہ نے انھین بہی صاحب ارادہ سمجھکر دربار سے موقوف کر دیا تھا فقط سو روپیہ کا پنشن سرکار سے ملتا تھا بادشاہ سے عرض کرکے پانسو روپیہ کا نوکر رکھوایا بادشاہ نے پہلے داروغگی صدر امانت کیا اور اخبار ملکی اونکے بڑے بیٹے رشید الدین خان کو دی میر حسن علی ابن فقط برکت سفر لندن اور پیرس مین سال سمجھ دیکر عہدہ سفارت رزیڈنٹ پر مامور کیا وہ کانپور سے ڈاک مین چلے آئے فی الجملہ ایک متعمدی سرکار کی سفارش سے کہ لندن ہو آئے ہین زبان انگریزی جانتے ہین اسکے پیشتر نواب سے کچھ تعارف نہ تھا بادشاہ بہی اسقدر واقف نہ تھے غرض کئی مہینے کے عرصہ مین یہ سب کاروبار سلطنت حسب تجویز بادشاہ درست ہوے +

استقبال ہز اکسلنسی جنرل ناٹ صاحب بہادر

جب جنرل لو صاحب روانہ ولایت ہوے کپتان شکسپیر صاحب انکے برادر نسبتی قائم مقام ہوے نواب گورنر جنرل بہادر نے ہز اکسلنسی جنرل ناٹ صاحب بہادر کو رزیڈنٹ لکھنؤ مقرر فرمایا جب وہ فتح قلعہ قندھار اور غزنی سے پھرے تھے اس جلدی مین مامور ہوے حسب الحکم شاہی نواب امین الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر وغیرہ اعزاے ملازمین شاہی بہ کبت تکلف جلوس سواری سے سڑک جدید سے رحمت گنج تک استقبال کو گئے +

ظاہری سے علیحدہ ملاقات کی اور بالمشافہ فرمایا کہ یہ امر خاص محول بخوشی بادشاہ ہے
ہم امین کبھی مدافعت نکرینگے جب استمزاج صاحب معلوم ہوچکا اوسکے بعد بارھوین
شہر رجب روز یکشنبہ دو پہر کو بعد برخاست کاغذ نواب امین الدولہ کو خلعت پیشدستی
عنایت ہوا شرف الدولہ اس سے پیشتر سمجھکر رخصت ہو گھر چلے گئے تھے اور خطاب
کامل یہ ہوا رکن رکین خلافت و جہانداری عمدۂ سلطنت و شہریاری زبدۃ الامرا
مدارالمہام وزیر الممالک امین الدولہ عمدۃ الملک امداد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ
یار وفادار سپہ سالار فدوی خاص جان نثار محمد امجد علی شاہ بادشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ
انکے پیشدست کو پٹی نواب اکبر علیخان بیٹے نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان مرحوم محض تجویز
خاص بادشاہ ہوے اور عہدہ دیوانی مشیر الدولہ مؤید الملک مہاراجہ بالکرشن بہادر
جسارت جنگ کو گھر سے طلب فرما کر خلعت سے سرفراز کیا اور منشی الملوک راجہ رتن سنگھ
بسبب ساخت و پرداخت شرف الدولہ کے موقوف کیا نواب معین الدولہ کیواسطے
نواب ملکہ آفاق کے مکنون خاطر یہ تھا کہ اگر وزارت انھین نہو تو کاشکے سفارت ریزیڈنسی
ملجاے جس سے دبانہ وزارت پر رہ جاتا ہے بلکہ یہ اول زینہ وزارت ہے مثل ظہیر الدولہ
لیکن بادشاہ نے انھین فقط مشیر مہمات سلطنت پر رکھا نظامت خیرآباد ایک رسالہ
سوار دیکا اور ایک پلٹن نجیب انکی بیٹونکو دی اسی باعث سے ان دونون کی سلطنت
مین صفائی قلبی بلکہ ظاہری بھی نہوئی ہمیشہ چوٹ چلتی رہی اسکے سوا نواب امین الدولہ
بڑے صاحب نصیب تھے ایک میر احمد علی بیٹے میر حیدر علی پہلے نواب اور انمین دوستی
از حد ہوئی برادر حقیقی سے زیادہ وہ ولیعہدی مین داروغہ دیوانخانہ ہوے تھے
بادشاہ سے اور انسے ایسی موافقت ہوئی کہ نواب صاحب اونسے خار کھانے لگے اب
ناموافقت شروع ہوئی جوڑ طرفین سے چلنے لگا نواب صاحب کی افسردگی و مایوسی اپنے
واسطے بڑھنے لگی آخر ایک جوڑ کامل ایسا پڑا کہ معلوم نہین کس طریق سے کہ میر احمد علی
مشتری ہو گئے دربار سے نکالے گئے چندروز کے بعد ایسا اونھین خوف غالب ہوا نواب
کیطرف سے کہ ایکدن ننگی تلوار لیکر کنوئین مین کود پڑے اور وہان تلوار انکے ہاتھ سے

نواب امین الدولہ



Ameenoodoulah.

حسب سر رشتہ طیاری کیے جاتے تھے الہ آباد کے مطبع مین چھپکر مشہور ہو ولایت مین جا کر بہ
سات ہزار روپیہ بھی خزانہ شاہی سے اونکی طبع کو ملا تھا اس عرصہ مین صاحب کی انتقال کے
کرنل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ نے اسکے نیک و بد و صرف سالہا سال کا خیال کیا میجر بہ توصد
کو صاحب سے بدمزاجی ہوگئی تھی حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین باتحقیق
مین آگیا عمارہ برطرف ہوگیا اٹھارہ یا اونیس برس کامل لکھا روپیہ صرف ہو کر نام و نشان مٹ گیا
ہوا نہوا دونون برابر ہوگیا اسیطرح مدرسہ سلطانی کا حال ہوا حضرت خلد منزل کے
عہد دولت مین ہزار لڑکا داخل مدرسہ ہوا تھا فی کس پانچ روپیہ تنخواہ اور بیس لڑکون مین ایک
مدرس تھا سالہا سال کے بعد وہ بھی مٹ گیا ایک طالب العلم کون کہ فضیلت مآب ہوکر
نکلا ہو اور جسپر اتنی تکمیل عہد دولت مین ہوئی اسکی طلب لندن سے جنت آرامگاہ نے
کی تھی ہر سلطنت مین اسپر بھی ناواقفیت سے بربادی لکھا روپیہ کی ہوئی آخر کپتان فیسر صاحب
اتمام کو پہونچایا دو لاکھ پچاس ہزار اسکی طیاری مین صرف ہوئے جگناتھ لعابت گرفتاری
خوف حالت واصلیت سرکار کے تقریبًا نوٹے ہزار تھے مسلمان ہوئے غلام رضا خان نام خطاب
شرف الدولہ مقابل اول یہ تاقی ہوئے اس پردہ اسلام سے زر باقیات پر پانی پھر گیا
اور کاروبار خدمات سلطانی مع علاقہ حضور تحصیل وغیرہ بظاہر انکی و درحقیقت اجارہ
عنایت ہوا اسکے بعد شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے موقوف کرنے کی فکر ہوئی ایک
تو ناسی مذہب دوسرے بڑی صاحب کی خوف صلاح صوابدید او بہادر موصوف کی بھی
بادشاہ سے کسیطرح صفائی کی دنیاداری بھی نباہی تھی ٭

منصوبے نواب امین الدولہ بسر رشتہ پیشی یعنی پیچی اور موقوف ہونا شرف الدولہ کا

الغرض جب دو مہینے کئی دن شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کو اسی کشمکش پیچ مین
گذرے اور یقین اپنے موقوف ہونے کا تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ صاحب رزیڈنٹ
امر خانگی بجا نکر تحریک صوابدید نکرینگے جب صاحب رزیڈنٹ کو یہ خیال آیا کہ بادشاہ کو
انکو خواہ نخواہ موقوف کرنے مگر بخیال میرے صوابدید کے تامل کرتے ہین اسکو کھول دینا
چاہیے اس جہت سے ایکمرتبہ گیند خانہ حسین آباد مین دوسرے دلکشا مین کسی

مجرئی حاضر ہوکر رخصت ہوتے تھے بعد ۹ بجے کے ۱۲ بجے تک صحبت کواغذ ملکی و مالی وغیرہ رہتی تھی اوسکے بعد داخل محلسرا ہوتے تھے وقت سہ پہر پھر امین الدولہ مجلس مین حاضر ہوتے تھے اکثر امور مجوزہ انکی تجویز یا دستخط وغیرہ سے ہوتے تھے شام کو پھر بادشاہ سوار ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم سوار ہوتے تھے اور نہ ایسا شوق سواری تھا فی الحقیقۃ بادشاہ امور دینداری خداپرستی مقید صوم و صلوۃ من حیث الاسلام آبائی کرام سے زیادہ تھے اور مقدمات معدلت رسانی بمقتضای حسن عقیدت و خلوص نیت سلطان العلما و سید العلما دونون مجتہدین پر محول رکھے تھے مرافع شرعیہ مقرر فرمایا اور سید باقر بیٹے سلطان العلما کو خطاب منصف الدولہ مہتمم عدالت دیوانی فوجداری دی گئی تھی اور ہر سال زکوۃ شرعیہ جمع خزانہ عامرہ سے مقرر فرمائی اسکی تقسیم بتجویز مجتہدین رہی اگر بقدر مستحقین زکوۃ کو ملتا تو سب سے بہتر ہوتا مگر جتنے اہلکاران و مقربان صاحب اقتدار مع وزیر اعظم سب سے پہلے اپنا حقوق سے لیتے تھے بادشاہ اپنے عقیدۂ خاص سے مجتہدین پر اعتماد رکھتے ہوئے تھے پھر کہنے والا کون ایسا صاحب ایمان تھا بلکہ ایک گستاخ نے حسبۃ للہ نواب امین الدولہ سے کھل کر تصریح کہا جواب دیا مجتہدین جانین تین مرتبہ اس سلطنت مین تقریباً تین لاکھ بموافق حساب النصاب اور دو مرتبہ حضرت سلطان عالم کی سلطنت آخر مین اسمین پہلے ہی جو مقربان بادشاہ تھے اونھون نے اپنا حق پہلے سے لیا جب جاری ہونے دیا پس اس صورت مین اسی کو نسی زکوۃ کہیے آخر کو مفتاح الدولہ کہتے تھے کہ جب حضرت سلطان عالم کلکتے تشریف فرما ہونے لگے بعد خرچ اخراجات کے ۲۳ لاکھ خزانہ مین رہ گئے تھے فرمایا اس مسکوک کو مٹا کر خشت طلائی بنا کے رکھو چنانچہ وہ بھی اس سفر مین تمام ہوئین ابتدا اسکے بنا ہی مدرسہ سلطانی ہوئی یہ تجویز و اختیار مجتہدین اس صورت خاص سے دو سو طلبا اور تیس مدرس خلاف دستور مدرسہ و کالج انگریزی جیسا سب جانتے ہین مگر یہان کارخانہ بسفارش اور ہر ضلع ناظم کے پاس ایک مفتی اثنا عشری رہا کرے اسکا حال بھی سب جانتے ہین کہ وہ مفتی کس کام کے تھے اور ضلع پر کونسا کام کرتے تھے دوسرے امر عمدہ یہ ہوا کہ تکمیل رصدخانہ سلطانی ہوئی دس برس کامل مین کرنل ولکاکس صاحب مہتمم نے کاہش جان سے کتب مشاہدات کوکب

نوکر ہوے تھے جب حکیم مرزا مہدی اپنے باپ کے ساتھ روانہ کربلاے معلی ہوے تھے بعد اسکے بتدریج رفیق خاص و محرم راز ہوکر داروغہ کاروبار ہوے تا زمان ولیعہدی تنخواہ بھی بتدریج بڑھتی گئی عزت بھی بڑھی صاحب سواری بھی ہوے انھیں خطاب امین الدولہ امداد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ خلعت ہاتھی پالکی جھالردار شمشیر ولایتی سے سرفراز فرمایا انکے مقابل اسیطرح کا دوسرا خلعت میر عنایت علی مشہور بامو حضرت جو داروغہ نواب ملکہ آفاق صاحبہ تھے ابتداے سلطنت حضرت فردوس منزل سے پیشتر اسکے کالپی میں نواب نصیر الدولہ کے نوکر کئی برس سے تھے وہان بھی قرابت تھی لکھنو سے پریشان ہوکر گئے تھے لیکن بادشاہ سے اور انفسے صفاے باطن جیسا چاہیے نتھی مگر بان کی خاطر سے انکا پاس کرتے تھے دوسرے امین الدولہ اور انسے ہمیشہ خلاف رہتا انھیں خطاب معین الدولہ بہادر عنایت ہوا اور ان دونون کو اجازت کرسی نشینی بروقت جاے پانی وغیرہ ملی اور زمرۂ امرامین شریک بار و عطر رخصتی ہوے۔

بادشاہ نے ایک مہینہ کئی دن کے بعد اعظم الدولہ اور داروغہ عاشق علیخان انکے پیشدست کو بسبب کدورت غبارہاے زمانہ ماضیہ اور شکوہ ہاے دروغی جو موقوف بروقت خاص رکھے تھے موقوف کیا داروغگی اہتمام وبوانعام سے وہ موافق تحریر وثیقہ کے اوسیدن دربار صاحب ریذیڈنٹ مین جاکر حاضر ہوے انکے عوض اعتبار الدولہ اعظم خان بڑے بھائی امین الدولہ کو خلعت دیکر مقرر فرمایا اہتمام الدولہ حیدر حسین خان جو زمان ولیعہدی سے حاضر رہتے تھے انکو انکا پیشدست کیا منشی عبداللطیف ملازم قدیم نواب ملکہ آفاق کو خطاب دبیر الدولہ و خدمت تقسیم خزانہ عامرہ منشی جوالا پرشاد ملازم اعتماد الدولہ کو خطاب مدبر الدولہ دستخط عرضداشت وغیرہ انکے سپرد ہوے حکیم مرزا مہدی جو مہدی جنرل مرزا سکندر حشمت کی تعلیم کو نوکر تھے نظر بقدامت خطاب حکمت الدولہ ملا اس جہت سے کہ انکے باپ یہ بھی خود طبیب تھے اور شاہزادے وغیرہ جنکی تنخواہ ہزارون تھے تخفیف سے چہارم سبکی کم کردی ہرچند عرض کی مقرون اجابت نہوئی۔

طبیعت دربارہ یہ تھا کہ صبح کو بادشاہ سوار ہوتے تھے ہوا کھانے کو جب مراجعت کرتے تھے

نظر بر اینکہ بتوسط آنہا انصرام اینہمہ امور بخوبی خواہد شد و زر تنخواہ رفتہ رفتہ زبی دران او تنخواہ یافت
شرف الدولہ بعہدہ وکالت جہت عرض حال و معروض جملہ مشاہرہ داران نزد گرفتن
زر تنخواہ آنہا از خزانہ رزیڈنسی و عظیم اللہ خان بہادر برای تقسیم و رسانیدن زر تنخواہ
مشاہرہ داران مذکور دست بدست مقرر و مامور نمودند لہذا زر تنخواہ مشاہرہ داران مندرجہ
وثیقہ ہذا معرفت شرف الدولہ بہادر از خزانہ رزیڈنسی دادہ خواہد شد و ہمہ مشاہرہ داران
را لازم خواہد بود کہ بتوسط اشخاص مسطور الصدر اظہار حال و وصول زر تنخواہ خود ہا مینمودہ باشند
دفعہ ہشتم صاحب رزیڈنٹ بہادر جناب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا نواب
گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ و ارباب اولوا الالباب کونسل درخواست وثیقہ عہدنامہ
بمضمون مرقوم الصدر مزین بمہر و دستخط جناب ممدوح نمودہ وثیقہ مزبورہ حاصل کردہ بجناب
بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ حوالہ خواہند ساخت ❊

قرضہ مؤبد امام باڑہ حسین آباد متعلق شرف الدولہ و اعظم الدولہ
رفیق الدولہ بہادر سہ لک ماہواری بوجہ خرچ امام باڑہ و تنخواہ داران و غیرہ مفقط

جلوس ابوالفتح مصلح الدین ثریا جاہ سلطان عادل خاقان زمان محمد امجد علی شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حضرت ظل سبحانی خلف ارشد حضرت فردوس منزل نے اپنی وراثت آبائی کرام
پر ۶ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۱۸۴۲ء ۳۴ برس ۶ مہینے
۲۰ دن سن شریف مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ❊
جب خبر انتقال حضرت فردوس منزل پہونچی حسب دستور و قواعد قدیم بین ملتفظ
طلب صاحب رزیڈنٹ رہے کپتان شکسپیر صاحب استقبال کو آئے اونکے ساتھ
بارہ دری مین تشریف لائے جلوس فرمایا شاہزادے اقربا امرا ارکان دولت نے نذرین دین
سلامی توپ منادی شہر ہوئی سامنے تخت کے مبارکباد ارباب نشاط وغیرہ کی
دھوم مچی روز سوم امداد حسین خان کو جو کئی برس سے پہلے شاہزادون کی تعلیم کو

حضرت خاقان زمان امجد علی شاہ



Amjud Ali Shah,

نقل وثیقہ حضرت فردوس منزل

عہد و میثاق فیما بین سرکار عظمت آثار ابو الفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیر
عادل محمد علی شاہ بادشاہ اودھ و سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہ
کرنل لو صاحب بہادر رزیڈنٹ بیت السلطنت لکھنؤ در باب آنکہ بادشاہ ممدوح بطریق
قرض مؤبد بسپرده مشتمل بر ہشت دفعہ۔

دفعہ ۱ اول مبلغ ہفتاد لاک روپیہ سکہ لکھنؤ جناب بادشاہ ممدوح بطریق قرض
مؤبد دادہ اند و جناب معلی القاب اشرف الامرا نواب گورنر جنرل بہادر از طرف سرکار
دولتمدار کمپنی انگریز بہادر گرفتہ اند۔

دفعہ ۲ دوم جمع منافع بر زر اصل قرضہ مذبور کہ شصت و ہشت ہزار سالانہ میشود
این مبلغ منافع بچہار قسط مساوی حسب مقدار معینہ اسامی معینہ نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن
در وجہ مشاہرہ آنہا دادہ رسید آنہا گرفتہ خواہد شد۔

دفعہ ۳ سوم ... اسم صاحب ... و ما ہم ... شہر سالانہ ...

دفعہ ۴ چہارم اگر احیاناً احدے از مشاہرہ داران مذکور یا بعد او فرزندانش لا وارث
بمیرد درینصورت وجہ مشاہرہ متوفی مذبور باختیار بادشاہ اودھ خواہد ماند۔

دفعہ ۵ پنجم اگر احدی از مشاہرہ داران مذکور یا ورثہ آنہا بقلمرو سرکار کمپنی انگریز
بہادر سکونت ورزد صاحب رزیڈنٹ آن عصر مشاہرہ معینہ او ہر جا خواہد رسانید۔

دفعہ ۶ ششم مشاہرہ داران مذکور یا بعد آنہا اولاد و فرزندانش کہ یکی بعد ارتحال
دیگرے مشاہرہ خواہد یافت ہمیشہ مستحق لطف و محبت خواہد از جانب سرکار دولتمدار
کمپنی انگریز بہادر خواہند بود و صاحب رزیڈنٹ آن عصر را واجب لازم خواہد شد کہ ہموارہ
نسبت با آنہا بشرائط تعظیم و تکریم و در امریکہ ضرورت افتد لوازم سعی و امداد و اعانت
در بارۂ آنہا مرعی دارند۔

دفعہ ۷ ہفتم از آنجا کہ شرف الدولہ منظم الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ
و عظیم اللہ خان بہادر معتمد و خانہ زاد قدیم بادشاہ ذیجاہ ممدوح اند بادشاہ ذیجاہ منظم الیہ

ع

۱۵ باب

انتقال حضرت ظلسبحانی

غرض برکات اعمال حسنات وخیر ومبرات سے بادشاہ نے باوجود علالت کسل مزاج اور عوارض مہلکہ ومزمنہ اعضاے رئیسہ کے بہت طریق معقول وسلامت روی سے انتظام سلطنت کیا اطباے حاذق بدل متوجہ دفعہ امراض رہے لیکن کچھہ فائدہ نہوا اور علاج ڈاکٹری سے خائف تھے ہرچند اونہون نے اپنے طریق کے علاج عرض کیے اور فساد غذا سے اکثر خلل تخمہ ہوا کرتا تھا اور جسقدر نوشجان فرماتے تھے خوشامد سے کھلانے والے عرض کرتے تھے کچھہ نہین نوش فرمایا دوسرے کھانے کی تحلیل کیواسطے مشی وحرکت لازم ہے وہ نہتھی کاٹھکے گاڑی پر سوار ہوا کرتے آخر اسی تخمہ سے تپ محرق ہوئی ۵ تاریخ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ شب سہ شنبہ مطابق ۱۸۴۲ع فردوس برین کو نہضت فرمائی سن شریف ستر برس کے قریب ہوچکا تھا اس عرصہ مین جنرل نوصاحب بھی کیمپ سے پھر آئے تھے موافق معمول نعش پر آکر روئے بہت تاسف ہوا اونکی تعریف بیان کی دوپہر کو احتشام شاہی سے جنازہ اوٹھا زیر سنہری برج دریا مین غسل دیا حسین آباد کے چبوترے پر مجتہدین نے نماز پڑھی جنرل نوصاحب میجر بائٹن صاحب کرنل ویکاکسن ہیچی صاحب صف جماعت مین کھڑے ہوگئے تھے امام باڑے کے دالان مین لاکے قبر مین اوتارا جناب سید العلما نے تلقین بہین پڑھا یا محمد علی ابن سعادت علی ہل انت آخرہ تھا پہلوے قبر مادر گرامی دفن ہوے وہ برس دن پیشتر انتقال کرچکی تھین ۲۲ تاریخ شہر جمادی الثانی ۱۲۵۷ہجری مین +

صاحبان رزیڈنٹ جنرل لو صاحب جنرل کالفیلڈ صاحب پھر جنرل نوصاحب کیپسے آئے ہین

نائب نواب روشن الدولہ نواب منتظم الدولہ ظہیر الدولہ نواب منور الدولہ ڈپٹی نواب شرف الدولہ

تحصیل آمدنی ممالک محروسہ از روے داخلہ خزانہ شاہی ایک کروڑ پچاس لاکھ سواے خورد وبرد اہلکاران سرکار وناظمان ملک راجہ وتعلقداران وغیرہ اس حساب سے تقریباً چارکرور ہے

مدت سلطنت ۵ سال ۱۰ یوم

تاریخ فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق — دہ روز پنج سال حکومت نمود و شد

۱۲۵۸

سب دیکھتے تھے وہ کچھ نہ کہتے تھے بدنام اسکے سیر وشکار اور لعب مثل امرائے زمانہ کے عادی تھے لیکن امانت و دیانت مین بسبب استغنا کے کہ محتاج نہ تھے بذاتہ اچھے تھے انکے کاروبار مرزا وصی علیخان منتظم رہے اور انشاء اہل دربار سے خلاف الشرع بھی کبھی موافقت ہوئی وہ سب اپنے تقرب پر مغرور تھے بلکہ درپے تخریب کاروبار اور انکار رہنا شاق ہوتے تھے کبھی نہیں دیتے تک کچھ کاروبار چلا آخر تنگ ہوکر دنیا سے ہاتھ اٹھا کر بادشاہ سے رخصت حج و زیارت کی طلب کی کہ غلام نے حج و زیارت کو واجب کیا ہے انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے بعد شرف قدمبوسی حاصل کرونگا اور مزید عمر و دولت کی اماکن شریفہ مین دعا کرونگا بادشاہ نے بعوض ارادہ و فور شفقت منع کیا نواب نے نمانا رخصت ہوئے [illegible] خیال [illegible] روانہ منزل مقصود ہوئے مرزا وصی علیخان اپنے طمع دنیا [illegible] آخر اجماع امت سے بتحریک صاحب رزیڈنٹ شہر سے نکالے گئے کانپور آباد کیا اہلکارون کا میدان خالی ہوا۔

اس عرصہ مین جنرل لو صاحب علالت مزاج سے دو برس کی رخصت لیکر کیپ گئے جنرل لو کا انیا صاحب تشریف لائے مرشد آباد مین قائم مقام تھے یہان بھی قائم مقام ہوئے [illegible] شرف الدولہ سے سب مقربان خاص موافق تھے بادشاہ بھی انکی سلامت روی سے [illegible] عہدہ وزارت دیا مگر [illegible] مرزا ولیعہد بہادر یعنی [illegible] مقرر فرمایا دس ہزار سواری مقرر ہوئی انہون نے بہت ہوشیاری اور انضباط سے انتظام سلطنت کیا آمد [illegible] بڑھایا ایک کرور باون لاکھ تک [illegible] تغیر و تبدل ارکان دولت کیا [illegible] کشن بہادر دیوان کو بسبب انکے [illegible] کے غیر مستین جاگیر موقوف کیا [illegible] راجہ درشن سنگھ کو [illegible] لیکن مرزا ولیعہد بہادر [illegible]
[illegible]

اونھین کے آنے کی دیر تھی خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کو خلعت سفارت ملا مظفر علیخان کو عہدہ دارو غگی قدیم کوٹھی ہنگل گلاس مہری وزارت ہوئی نواب فخر الدولہ کو بعد خلعت ماتم پرسی خلعت جزیلی عنایت ہوا بدستور بحال رہے اور بادشاہ کو عہدہ وزارت انھین کو دینا منظور تھا مگر جب سب طرف سے آندھی اونھین کیواسطے برپا ہوئی بادشاہ بھی کچھ نہ کہہ سکے چپکے ہو رہے نواب منور الدولہ کو بھی یقین اپنے واسطے تھا کہ بادشاہ کی نظر عنایت میرے حال پر بیشتر سے زیادہ ہے غالب ہے کہ خود بادشاہ سوا میرے دوسرے کو تجویز نہ فرمائینگے مگر بداخلت صاحب رزیڈنٹ سے وہ بھی غم کھا رہے صبر کیا انتظار یہی ہے کہ اگر میرا حق اور ہم سزاوار سکے ہین البتہ محروم نرہینگے +

فی الحقیقت دو مہینے کئی دن تک ظہیر الدولہ بہت نیکنام رہے سب اہل دربار اور رعایاے شہر سب طرح سے راضی رہی اور وہ بھی شاکر اس نعمت غیر مترقبہ کا بجا لاکر خود رفتہ ہوے عوام شہر انکے تعصب و مخالفت مذہبی سے خائف تھے کسواسطے کہ سرکار شاہی مین کوئی اس مذہب کا کبھی نہین ہوا تھا اس عرصہ مین قبل از محرم اجل نے آکر سلام کیا آخر ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۵۸ھ مطابق سنہ ۱۸۴۳ع دفعۃً ہیضہ وبائی سے انتقال کیا اونکے دونون بیٹون کو خلعت ماتم پرسی ملا دو ہزار روپیہ ورماہہ مقرر ہوا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان اپنے عہدۂ سفارت پر مامور رہے -

بعد انتقال ظہیر الدولہ بادشاہ نے محض اپنے حسن راے و صوابدید سے نظر بحقوق خدمت منتظم الدولہ منور الدولہ بہادر کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا اور یہ بھی خیال ہو گذرا کہ مبادا پھر صاحب رزیڈنٹ بھلا جا کہین تو پھر مجبور ہونا پڑیگا فی الحقیقت شفقت و عنایت بادشاہ انکے حال پر مرزا ولیعہد بہادر سے کم نتھی لیکن ازبسکہ نواب کا خلقتہ مزاج ابتدا سے آشنا ایسی جفاکشی و جدا منغزی کی جیسا کہ چاہیے نہ تھی اور کوئی کارفرما ایسا تھا منتظم الدولہ خود محتاج کسی کارفرما کے نہ تھے کسواسطے کہ غربت سے امارت تک سب نشیب و فراز دیکھ چکے تھے دوسرے جنت آرامگاہ کے عہد دولت سے

نظر بحلم و غربت مولوی صاحب میجر صاحب نے در پردہ اور میر منشی نے اپنا معتمد و حق شناس سمجھا نواب سے سفارش دارو غگی کی کی نواب نے پہلے میر سید محمد خان میر زین العابدین خان کے بیٹے کو دارو غگی پر تجویز کیا تھا مگر اس سفارش سے چپ ہو رہے سبحان علیخان بھی رزیڈنٹی کے دباؤ سے کچھ نہ کہہ سکے جانتے تھے کہ یہ سنی ہیں اور کشمیری بھی سو روپیے در ماہہ ہوا اور نخۂ امارت بجای خواجہ صاحب ہوی بعد چند روز کے اپنی حسن رسائی دربار اور موافقت عملۂ رزیڈنٹی سے عہدۂ سفارت پر ہوے ہزار روپیہ تنخواہ اور ظہیر الدولہ خطاب ملا ساماں ظاہری بہت درست ہو گیا انکے سگے بھانجے محمد ابراہیم خان لکھنؤ سے سراسیمہ ہو کر کسی رنڈی مسماۃ چپلا کے ساتھ حیدر آباد دکن گئے وہاں مہاراجہ چندو لال کے نوکر ہو گئے تھے انکو خط بھیجکر بلوایا اور اپنی دارو غگی پر انھیں مامور کیا اور یہ دونوں اپنی سلامت روی سے رنج مرنجان رفتار کرنے لگے جب منتظم الدولہ نے انتقال کیا ظہیر الدولہ مرزا ولیعہد کے ساتھ گئی تھے اوسی صبح کو انتقال نواب میجر پائن صاحب حاضر ہو کر ظہیر الدولہ کی نیابت کو عرض کیا کہ آپ جرنل لو صاحب کو سمجھا دیجیے تو ولیعہد پرورش سے شوکا اور ہم آپکے پروردہ اور ساختہ ہیں جو ہم اطاعت کرینگے دوسرا انکے سکے کا جرنل صاحب صلاح بمشورہ میجر صاحب ہر امر کو کرنے لگے تھے جب اس باب میں سمجھایا کہ اگر بادشاہ شخص غیر کو منصوب کریگا معلوم نہیں کیا ہو اس شخص سے ہم راضی ہیں اور کوئی امر خلاف بھی اس سے سرزد نہیں ہوا میر منشی نے بھی جرنل لو صاحب کو سمجھایا غرض جرنل صاحب نے بروقت تجویز وزارت بادشاہ سے فرمایا کہ ہمارے نزدیک صلاح دولت اسی شخص کیواسطے مناسب ہے آیندہ آپکو اختیار ہے یہ امور خانگی ہے اسکے سوا اور سب برادر بھی سرکار میں جمع ہوے تھے اعظم الدولہ اقبال الدولہ کی سفارش سے بادشاہ سے عرض کیا غرض سب اجماع امت انھیں پر ہوا سب ہم زبان ہو گئے کوئی خلاف نہ بولا بادشاہ کو مذہب و ملت کا کچھ خیال نہوا وہ ہر امر میں تجویز صاحب رزیڈنٹ کو مقدم سمجھتے تھے

خلاصہ جب ظہیر الدولہ کانپور سے آئے یہاں اصحاب غرض نے کھچڑی پکا رکھی تھی

کہ یہ شخص گویا اقبال سلطنت تھا اب کمر سلطنت کی ٹوٹ گئی فی الحقیقت ایسا
ہندوستانیوں میں کون صاحب عزت صاحب مقدور کہ وہ کار باخدا نظم معقول کر سکتا
تھا کس امارت و عزت سے عملداری سرکار میں بسر کی گھر پر نوبت بجتی رہی کبھی شہر میں کہ
شلک سلامی توپ ہوتی تھی جتنے کارخانہ امیر اسباب امارت کے تھے سب تابع تھے
وزارت لکھنؤ کو مدت سے متمنی تھے نہ از راہ اخذ زر بلکہ اصلاح حال سلطنت با نظر تھا
کسی دفعہ ہوئی آخر انجام یہی اوسی وزارت میں ہوا اور اونکے گھر کا بھی اونہیں تک
خاتمہ ہوا خلاصہ جنازہ بھی دھوم سے اوٹھا امرا عزیز اقارب جلوس شاہی سادات کشمیر
تابوت اوٹھائے ہوئے غسلخانہ دریا تک ہجوم مومنین اور اہل شہر کا تھا وقت عصر بہ سر
مقام مقبرہ مجوزہ میں دفن ہوئے اپنے عین حیات میں کاغذ نوٹ خرچ مقبرہ کر لیا تھا
بعد انتقال کے نواب منور الدولہ تک تو صورت گھر کی بدستور رہی انکے بعد آپس میں فساد ہوا
نوبت بعدالت پہونچی وہ کواغذ نوٹ داخل ترکہ وارثان ہوئے مگر اولاد منور الدولہ کو فقط
تقسیم روپیہ رد ظالم ریاست وغیرہ مستحق اور غیر مستحق کا اختیار ہے اب محمد علیخان بیٹے
نواب منیر الدولہ کے بھی مر گئے اب اونکے دونون بیٹون کا اختیار ہے۔

منصوبی ظہیر الدولہ بعہدۂ جلیلۂ وزارت اور اونکا انتقال

مختصر احوال مولوی غلام یحیی عرف میان کلن کا یہ ہے کہ لکھنؤ کے تین محلون میں
صاحبان کشمیر آباد تھے سرای معالیخان جہان میان کلن رہتے تھے دوسرے جھوائی ٹولہ
تیسرے احاطہ کاظم علیخان مشہور خانسامان میان کلن نواب مرزا جنگلی کے نوکر بھی بندہ
درماہہ کے کسواسطے کہ اونکی املاک نوازگنج میں تھے اور تنخواہ بھی عظیم آباد لکھنؤ خزانہ رزیڈنسی
سے جاتی تھی مگر غریب باعزت رزیڈنسی میں میر منشی سید التفات حسین خان سے بھی تعارف
تھا میجر پائن صاحب اسسٹنٹ اول کو شوق ترجمہ رسالہ ہای انگریزی نصائح و پند تھا
اکثر ترجمہ اپنے آپ بیان انگریزی سے کرتے تھے یہ ترجمہ کرتے تھے اس سے رسوخ
تعارف زیادہ ہوگیا تھا چند روز میں جب تاج الدین حسین خان عہدۂ سفارت سے
اور خواجہ امام الدین خان اونکے نائب وارد و عملی لودھی رزیڈنسی سے موقوف ہوئے

ظہیر الدولہ نواب مولوی غلام یحیی خان



Gulam Yahya Khan.

مستجاب الدعوات کی جہت سے ہوئی آخر سات لاکھ سرکار میں شیخ تحد اہلکارون کو نیا اور محافظین زندان کو سب سے زیادہ دیا کا نپور بنانے تشریف لائے صاحب... جناب سے فرمایا کہ صاحب عزت کو ایسی ذلت پہنچانے کی تھی عرض کی مگر انکی عزت ناموس شاہ سے زیادہ تھی جو سلوک کیا۔

: اس عرصہ مین خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر و داخلہ کانپور کی ہوئی مرزا ولیعہد بہادر اور مہاراج مع سفیر شاہی اور شاہزادے ارکان دولت روانہ کانپور ہوئے بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور تھے اسی جہت سے نواب معتمد الیہ بھی رونق افزا لکھنؤ ہوئے بعد ملاقات مرزا ولیعہد ملک مغرب کو تشریف فرما ہوئے نواب منتظم الدولہ کو اپنے سوخ اور اعتماد سرکار سے یقین واثق ہوگیا تھا کہ جب نواب گورنر جنرل سے ملاقات کرکے پھر آونگا ایسے طریق سے ضبط و انتظام سلطنت کرونگا جسمین کبھی کسیطرح کی لغزش اور بد تباہی نہوگی اور بہت ریشے اور خار جو اس گلشن سلطنت مین باد مخالف سے الگ جا پڑے ہیں محض غفلت اور نالایقی اہلکارون سے وہ سب جڑ سے اکھڑ جاوینگی اور میرے بھی حقوق نمکخواری و خیر خواہی کا ایک نام رہجائیگا اور عہدہ وزارت میری نسل مین آل تمغا ہوجائیگا لیکن افسوس یہ ہے کہ رشل جنت آرامگاہ انکو بھی اجل نے امان ندی جو کہتے تھے وہی ہو نا نظر باسباب ظاہر ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

اب مختصر احوال انتقال نواب یہ ہے کہ اس دو مہینے کئی دن کے عرصہ مین آٹھ پہر محنت و مشقت سے خالی نرہتے تھے اور بسبب شیخوخت کے مزاج مین غصہ زیادہ ہوگیا تھا الفاظ رکیک بھی غصے سے زبان پر جاری ہوتے ناظرین کو اس حال سے بہت تعجب ہوتا تھا اتفاقاً فقیر محمد خان رسالدار نے مرغ کے جوڑے پروردہ بھیجے تھے اکثر نوش کر چکے وہ سب بھی نوش کیے جسکی صبح کو روانہ کانپور ہوتے تو اوسی سے حرارت خفیف معلوم ہوئی احتیاج غسل تھی حمام کیا تپ محرق ہوگئی حکیم مرزا محمد علی میر محمد کے شاگرد ملازم تھے قضا ہو چکی بعد ہفتہ عشرے کے وہ آخر ماہ مبارک رمضان ۱۲۳۸ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۸۲۳ عیسوی روز تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتقال کیا فی الحقیقت سارے شہر کو افسوس ہوا کبھی سب

وہ بھی گیا کئی برس تک خرچ کیا جو داروغہ معرفت کنبوہ کیا تھا اوسنے نوشجان کیا
غرض حالت فقر میں یا مرگئے جنرل صاحب کا کہنا صادق آیا جنرل صاحب انگو چلین سے
رہا اب تک اچھا ہے +

غرض جب عرضداشت تہنیت نواب منتظم الدولہ مع نذر جاوں گذری فرمین بدستخط خاص
ہوئی حاضر ہو نواب فرخ آباد سے روز دوشنبہ پہلے اپنے وزیر باغ میں اوترے صبح شنبہ
۲۳ رجب سنہ ۱۲۵۳ مطابق سنہ ۱۸۳۷ع شرفیاب ملازمت ہوئے اوسوقت خلعت وزارت سے
سرفراز ہوئے نواب روشن الدولہ اور سیدن نان نشین ہوئے نواب منور الدولہ کو خلعت جز
ملا انعام بخشش کوٹھی کچہری وزارت ہوئی نواب باشجاعت صاحب ریذیڈنٹ کے پاس گئے
نذر دی بڑی دیر تک تذکرہ نمک حرام و مخربان سلطنت کا و تکلف رہا وہان سے پھر کر
اہلکارون سے نذر لی متوجہ انتظام سلطنت ہوئے +

ازبسکہ نواب حضرات خوانین کنبوہ سے جلے ہوئے تھے اور متواتر انکی چکمی کھا چکے تھے
پہلے پاداش اسی فرقہ خاص پر آمادہ ہوئے اور جہان تک ذلت و توہین منظور خاطر تھی
خوب دل کھول کے دی چنانچہ پہلے تحقیقات قضای سبرم و معلق حضرت خلد منزل پر
ہوئی تھی جسطرح مشہور خاص و عام ہو چکا تھا اوسکے گواہ بھی گھر بلیہ پیدا کیے تھے مگر بعض
خیراندیشون نے سمجھایا کہ آپ جن گواہون کے بھروسے پر ہین اگر بروقت روبکاری
منکر ہو جاوینگے تو اوسوقت کونسی صورت شہادت نکالیے گا اس جہت سے تامل کیا تھا
خلاصہ وکو خوانین جداگانہ ہر ایک قید تھا قرآن و ادعیہ پڑھنے کا قدغن تھا اور
کئی لاکھ کا محاسبہ ابتدا سے نکالا تھا پیارے صاحب تو تھے خانصاحب کے ہوا عمزاد بھائی
بعض ممانعت کی جہت سے آزردہ خاطر اور بہت تنگ آگئی تھی اوسنے بلا کر گھر کا بھیدی
سمجھکر اپنا مقرب کیا تھا ایکدن مظفر حسین خان کو پا بجولان تشہیر شہر کیا تھا چوک کی
کوتوالی چبوترے تک اوسی حال سے آئے تھے ناظرین العیاذ باللہ کہتے دم بخود دیکھتے
اور انقلاب فلکی کو دیکھتے تھے اہل بصیرت کا عجب حال تھا کہ کل کفش انکی خاصیت رکھتی تھی
آج یہ صورت ہوئی مگر انکی صورت نجات کی ایسے اوقات نا گہانی سے محض انکی خوبی

پانچ برس کی مدت مین دو دفعہ شہر اور حسین آباد کی تعمیر دیکھنے کو باہر سوار ہو کر تامجان
برآمد ہوے ہین قریب شام تامجان پر سوار ہو کر نواب ملکہ جہان کے محل مین تشریف
لیجاتے تھے وہ نواب مبارک محل کے مکان مین کنار دریا رہتی تھین ۹ بجے وہان سے
برآمد ہو کر گلستان ارم مین داخل ہوتے تھے مقربان خاص سب پیادہ ساتھ ہوتے تھے
پھر خاصہ نوش فرما کر استراحت ہوتی تھی داستان گو بھی حاضر ہوتا تھا اکثر نیند کم آتی تھی پھر
شغل اخبار سننے کا ہوتا تھا دست و پا کے نارفتہ کیواسطے ہر چند اطباء حاذق نے بہت سی
کوشش کی تجربے بھی بہت ہوے کچھ مفید نہوا اوسیطرح رہے

معزولی نواب روشن الدولہ و منصوبی نواب منتظم الدولہ اور اونکا انتقال وغیرہ

بادشاہ کو بصلاح رزیڈنٹ نواب روشن الدولہ کا بدستور بحال رکھنا منظور تھا نظر بہ حلم و
غربت مزاج و علو منزلت خاندان بشرطیکہ خدا نہین کنندہ کہ اپنے دربار مین آنے وین اور انکی
رفتار و کردار آموختہ کو چھوڑ دین لیکن ازبسکہ نواب عمادی اور حیاشت لذات ماضیہ کے
ہو رہے تھے ازراہ مروت او جو دیکہ سمجھکر گوارا نکیا جانتے تھے کہ بے انکی مدد کو مجھسے کچھ
نہو سکے گا اور شخص غیر سے نہ مین مطمین ہونگا جیسا انسے ہو رہا ہون اور نہ اوس سے بھی
ہو سکے گا پس نارسا ہو جاونگا دوسرے صاحبان کثیر جمع ہین مجھسے موافقت نہوگی ایسے
معاذرات بار دسے باز رہے چنانچہ جنرل لو صاحب نے باشارہ بادشاہ بکمال خشم دوستانہ
لفظ درشت سے سمجھایا کہ روشن الدولہ سبحان علی تمہارا باپ ہے جو تم اوسکی مفارقت
گوارا نہین کرتے تم کیون خود خراب و برباد ہوتے ہو ہمارا دل تمہارے واسطے جلتا ہی
اور افسوس کرتا ہے جو ہم کہتے ہین بس اب ہمین خوب یقین ہوا کہ تم چندروز مین فقیب
ہو جاوگے اسکے سوا جنرل صاحب اونکے بیٹے اور بی بی نے بھی سمجھایا کہ ہمین کیون برباد
کرتے ہو انسے سلوک کرنے کا اختیار ہے مگر کار سرکار مین مداخلت نکرنے دو کسواسطے کہ
دونون سرکار کی خوشی اسی مین ہے اور اپنی بنی کو کیون بگاڑتے ہو مگر نواب نے کسیطرح
نمانا کچھی لاکھہ عملہ سرکار کو دیکر کانپور گئے وہان بیٹے نے دس لاکھہ لیکر انسے جدا ہو گیا
مرسدھان راجہ کا علاقہ تین لاکھہ کا لیا تھا وہ سب گیا پھر علاقہ مانڈہ لال صاحب کا لیا تھا

خطاب قمر الدولہ ملا اسیطرح سے کے لوگ مقرب خاص حاضر باش بادشاہ ہوے عظیم اللہ خان کو
خطاب اعظم الدولہ بہادر بلا اہتمام دیوانعام اونھون نے داروغہ دیوانخانہ عاشق علیخان کا
کیا اپنا پیشدست کئی لاکھ روپیہ اونھون نے حاصل کیا تمام عمر اپنے ہیاں سے بسر اوقات کی
اعظم الدولہ اپنی عیش دنیا لباس اور کھانا اور آراستگی مکان مختص اپنی ذات پر وری مین رہے
مگر رنج مرنیکا ان کے کچھہ فائدہ بھی اونسے نہوا کوئی رفیق خاص بھی نہ تھا شبیہ مشہد مقدس
روضۂ امام رضا علیہ السلام بنوایا تھا کربلاے الماس علیخان مین دفعۃً مرگ مفاجات سے مر گئے
وہین دفن بھی ہوے اس سلطنت سے جتنے امور غیر کثیر کو علی العموم سمجھے مع اخراجات
سلطانی خاص اور کارخانجات سب بحساب تخفیف ہو گئے تھے یہ سیر حشمتی معتمد الدولہ باختصر
خلد منزل مع الجملہ نواب روشن الدولہ پر بھی ختم ہوئی صورت دربار یہ تھی کہ آٹھہ بجے بادشاہ
پلنگڑی پر اجلاس فرماتے تھے شاہزادے امرا اور اہل دربار باریاب سلام ہوتے تھے نواب
محسن الدولہ بالا دست قبل از ولیعہدی بیٹھتے تھے پھر از راہ آداب پہلوی ولیعہد بیٹھنے لگے
وجہ اسکی یہ تھی کہ انکی بی بی سے بہت محبت دلی تھی تنخواہ اور جلوس سواری بھی زیادہ
کر دیا تھا اور نواب ناصر الدولہ مہر علیخان کی بی بی نواب ممتاز الدولہ کی ماں کو بیوہ
سمجھکر بڑی خاطر کرتے تھے اونھون نے بھی بعد انتقال شوہر کے لذات دنیا کو ترک کر دیا تھا
ہر چند بادشاہ نے متواتر فرمایا کہ تم لباس فاخرہ پہنو عرض کی اب میری عزت سفید پوشی مین
ہے تعزیہ چہلم مین ہزار ہا روپیہ صرف کرتی تھین سارا شہر جمع ہوتا تھا اس صرف اور تکلف سے
کسیکا تعزیہ نہین اوٹھا اور اپنی عبادت خدا مین بسر کرکے مر گئین ہر چند نواب ممتاز الدولہ
بھی تا چہلم عزا برپا رکھتے ہین تعزیہ بھی اوٹھاتے ہین مگر وہ مقدور کہان ؛

۹ بجے دربار برخاست ہو جاتا تھا بادشاہ متوجہ سماعت کاغذ ہوتے تھے دو پہر تک
یہ صحبت رہتی تھی بعد اسکے خاصہ نوشجان فرماتے تھے رفیق الدولہ کھلاتے تھے ہاتھہ
بے قابو تھا پھر آرام فرما کر اخبار وغیرہ کا کاغذ ہوتا تھا جب ریذیڈنٹ آتے تھے اونکی کرسی
برابر پلنگڑی کے ہوتی تھی چاہ پانی پائپ کھانے کی صحبت مین یا صاحب ریذیڈنٹ کی کوٹھی
مین بدستور سابق مرزا ولیعہد بہادر شاہزادے امرا جاتے تھے بادشاہ مین یہ طاقت کہان تھی

مرزا ہمایون بخت بہادر
نواب وزیر بیگم صاحبہ

شاہزادیان ہفت اسم

نواب سلطان عالیہ بیگم صاحبہ زوجۂ نواب محسن الدولہ
نواب سلطان روشن آرا بیگم صاحبہ زوجۂ نواب منیر الدولہ
نواب زیب النسا بیگم عرف آمنہ بیگم صاحبہ زوجۂ نواب جراز الدولہ
نواب گوہر آرا بیگم عرف وزیر بیگم صاحبہ زوجۂ نواب غضنفر الدولہ
نواب سلطان بیگم عرف بہونڈا بیگم صاحبہ زوجۂ معظم الدولہ باقر علیخان
نواب فخر النسا بیگم عرف مغل صاحبہ زوجۂ نواب مجاہد الدولہ بہادر
نواب زیب النسا بیگم عرف حاجی بیگم زوجۂ نواب اقتدار الدولہ بہادر

اسامی مفصلۂ ذیل سے اسم

نوباتی خانم ماہواری سے وفاتی خانم سے
نوبہار سے گلچہرہ سے
حمیدہ خانم سے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان
پیاری خانم سے عظیم اللہ خان

یہ وثیقہ مدت لک کا ہوا

ایضاً کواغذات نوٹ امام باڑۂ حسین آباد متعلق شرف الدولہ محمد ابراہیم خان اعظم الدولہ عظیم اللہ خان رفیق الدولہ میر امام علی سے لک منافع ماہواری سے بعد اسکے بادشاہ نے اپنے قدیم جہنیا باغ مین بنای امام باڑۂ حسین آباد بہ منع امام باڑۂ آغا باقر خان مرحوم فرمائی جواب داخل دھس قلعۂ مچھی بھون ہوکر ہموار ہوگیا ہے سبب تعمیر امام باڑہ یہ ہوا کہ نواب ملکہ جہان سے ایک صاحبزادی قبل از جلوس ایام طفولیت مین مرگئی اسی باغ مین دفن ہوئی تھی اور دروولت سے کنار دریا تا حسین آباد سڑک بنی ہزارہا رعایای ملک دکن جو قحط سے شہر مین آئی تھی انھین مزدوری ملی بعد

که فی کس پانچ روپیه ماہواری ملا کرین معرفت بالیوز بغداد بدستور وثیقه ہندی ہر چند
اب نواب محسن الدوله کے اہلکارون کی جہت سے بعد پندرہ سال کے روپیه یہان سے
جاتا ہی بلکه واسطه بالیوز کا ہے اسمین کوئی تلف نہین کرسکتا انتظام ممالک محروسه بھی ایک
طریق سے راہ پر کیا صاحبان صدر بھی اس سلامت روی سے بہت مطمئن ہوا اور جس امر کی
درخواست کی منظور ہوئی صاحب رزیڈنٹ بھی بہت راضی ہوے چنانچه ایک مرتبه جنرل
لو صاحب نے ایک پرچه پیام درباب بے انتظامی ممالک محروسه بھیجا تھا اوسکا جواب شافی دیا
که یه الزام آپ کی موجب توہین کا ہوگا که ایسے بندوبست ویا که کہین منسوب کیا میرا حسب حال
تو ظاہر تھا اور ابھی کو دن گذرے ہیں جو بعد ایسی بے انتظامیون کے اس چند روز مین اصلاح
حال کرون جنرل صاحب بعد ملاحظه تحریر کے خود بادشاہ کے پاس آئے اور بہت سا عذر
کیا اور اپنی شکرگزاری ادا کی اور علیحده امر یه ہوا که سوله لاکھ جو بابت فوج کنٹنجنٹ یعنی فوج
کمکی سوای عہد و میثاق سابق وجدید تجویز نواب گورنر جنرل مقرر ہوسکتے تھے اوسی صاحبان
ہوس آف کامنز نے منظور نکیا بموجب تحریر جنرل لو صاحب جبر صریح سمجھکر خلاف قانون کے
موقوف کیا فی الحقیقت صبر و سکون بادشاہ نے اپنا ثمرہ دکھایا اسے بھی مجبوری قبول
کیا تھا جب ایسی امور بے منت حسب مرضی ہوے محض بپاس خاطر وثیقه حمایت شاہزادیون
اور صاحبات محل کا اور متوسلین کا مقبول ہوا اوسکی تفصیل یه ہے +

نواب ملکه جہان مخدرالزمانی سلطان آرا بیگم ماہواری — صہ

ایضاً اسم اسامی فی کس ماہ نواب حضور خانم نواب امیر خانم نواب مراد خانم
نواب عزیز خانم نواب نوروزی خانم

شاہزادہ مع اونکے خاص محل فی اسم

اسام — مرزا خرم بخت بہادر نواب امراؤ محل صاحبه ماہواری
اسام — مرزا عظیم الشان بہادر نواب امیر محل صاحبه
سام — مرزا فرخنده بخت بہادر
صاہ — مرزا رفیع الشان بہادر

حقیقت حال مناجان مشروحہ گارزیڈنٹ سے بیان فرمائی ابعد موقوفی منتظم الدولہ آ
خود کمرے پر تاسف فرماتے تھے اور یقین واثق ہو گیا تھا کہ میرے بعد سواے میرے ع
نامارکے اور کوئی اکبر اولاد جنت آرامگاہ نہین ہے اور ایسے لیاقت کا ہے خواہ مخو
بھی ہونگے پھر اگر یہ سمجھتے تھے باتفاق صلاح کیون نہ فرمائی چنانچہ ایکدن اپنی حالت بیخو
باشمشیر برہنہ مجلس عزم مین چلے آئے اور اپنے الہام غیبی سے کلمات سخت باسابلنت
فرمانے لگے کہ تمھین ادعائے سلطنت ہے قتل کر ڈالون انھون نے بہت نرمی و عاجزی س
عرض کی خدا آپ کو سلطنت پر قائم رکھے میری کیا طاقت و مقدور ہے جناب عالیہ آفاق
حالت اضطرار مین بہت سی باتین خوشامد کی کین غرض اوسی حال مین پھر آئے بادشاہ نے
بھی اپنی سلطنت مین غبارات دیرینہ کی تلافی فرمائی ۔
غرض باوجود امراض مزمنہ لاحقہ جو بسبب بے اعتدالی شباب جوانی مین کی تھی اس سبب سے
اعضاے رئیسہ دست و پاے مبارک قابو اور اختیار مین نہ تھے اور اس امر کو خود بادشاہ
ظفر الدولہ سے فرماتے تھے کہ یہ ہمارا قصور ہے جو فتور واقع ہوا ہے بہرحال اس ضعف و نقاہت
پر کس بیدار مغزی ہوشیاری معدلت پروری تجسس اہل کمال قدرشناسی مین گذرانا کسواسطے
کہ بعد ایسی خرابی و بد انتظامی اور اخراجات صرف بیجا جو سلطنت مین گذری اسکا سنبھالنا
اور پھر ایسی کجروی سالہاسال کا راہ راست پر لانا مشکل تھا اور زیادہ تر اعمال حسنہ اور امور
خیر و مبرات پر بدل متوجہ ہوئے جو باعث مزرعۂ آخرت اور نیکنامی دنیا بھی ہوئی کئی لاکھ روپیہ
عتبات عالیات کربلاے معلی ترمیم روضۂ مقدسۂ حضرت عباس ع کو جو مدت سے مرمت طلب
ہو رہا تھا اور درستی نہر روضۂ حضرت حر حصار سر من رای گنبد طلائی عسکرین حجاج مکۂ معظمہ
معرفت حاجی مرزا جعفر علی فصیح شاعر ہندی مرثیہ گو اور خود اونھین بھی اور یہ سب روپیہ
معرفت آغا محمد سوداگر اصفہانی روانہ ہوا یہ اسباب تجارت خرید کر کے بھیجتے تھے جو وہ بک جاتا تھا
اس صورت مین انھین بھی بہت نفع ہوا تھا اسکی رسید سرکار مین پہونچا دیتے تھے پھر لکھنؤ کی
جا کر کاظمین ع مین رہے تجار بن گئے تھے اسی سال مین یہان بھی بعض مقربین بادشاہ کا
نے الحمل فائدہ ہوتا تھا اسکے سوا ہزار روپیہ ماہواری مجاورین مختص اہل لکھنؤ کیواسطے مقرر فرمائی

مع تاج شاہی لے آئے اوسے زیب فرق فرما کے فرح بخش سے تخت رواں پر سوار ہوکر
داخل بارہ دری ہوئے آگے روشن چوکی بجتی جاتی تھی ارکان دولت جلو میں سواری کے عقب
پیادہ جنرل لو صاحب نے اپنے ہاتھ سے تاج شاہی فرق مبارک پر رکھا ۸ بجے تخت شاہی پر
پر جلوس فرمایا ساعت مشتری روز شنبہ ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۷ عیسوی کو
جنرل لو صاحب اور جانسن صاحب برگیڈیر زیر تخت کرسی پر بیٹھے شاہزادے بھائی
ارکان دولت زیر تخت نذریں دینے لگے نواب روشن الدولہ اونکو اٹھا لیتے تھے سامنے تاج
ہوتے ہی لگا شلک سلامی چلی منادی شہر ہوئی مبارکباد کی دھوم مچی صاحبان عالیشان
و خواتین بنگالہ سے ہم پہلوی تخت دوسری دالان میں کھڑے رہے بعد ایک ساعت کے
تخت رواں پر سوار ہو داخل محل ہوئے نواب روشن الدولہ بدستور مدار المہامی پر معزز
ہوئے فرمان جلوس عمال و افسران فوج کو گئے دبیر الدولہ منشی الملک راجہ رتن سنگھ بہادر
ہوشیار جنگ میر الانشای سرکار شاہی نے سکہ جلوس گذرانا سجود و کرم سکہ زد در جہان
محمد علی بادشاہ زمان شعرا کے نزدیک دو الفاظ تجنیسی ہیں کوئی نہ سمجھا اور بعد اسکے
جناب خلافت مآب نے مرزا امجد علیخان بہادر خلف ارشد کو خطاب ثریا جاہ بعد منشاوری
ولیعہدی صدر عنایت فرمایا چنانچہ ۴ جمادی الثانی سنہ الیہ ۱۵ اکتوبر سنہ الیہ کو خلعت
عہدہ جلیلہ سے سرفراز ہوئے بیٹوں اور دامادوں کو خطاب شاہی ملے ۱۲ ربیع الثانی مطابق
۲۵ جولائی منظور جلوس سرآرائی بادشاہ متضمن تحسین و آفرین انتظام صاحب رزیڈنٹ بہادر
بھی بنگاہ نواب گورنر جنرل بہادر سے آئی سلامی توپ ہوئی استقلال و استقرار سلطنت
ذات اقدس اور اولاد سے اطمینان ہوا وقت جلوس سن شریف حضرت ۶۰ برس سے سوا تھا

خلاصہ حضرت شاہی ازبسکہ گرم و سرد زمانہ بہت سے دیکھ چکے تھے اور مصائب آلام
روحانی معتمد الدولہ کی عہد نیابت اور حضرت خلد منزل سے اوٹھا چکے تھے اور حافظ حقیقی
نے ہر طرح سے اپنی حفظ حمایت میں رکھا تھا ایسے طریق و رفتار سلیم سے رعایا اور غربا اور
مساکین عزیز اقربا لواحقین متوسلین ملازمین قدیم سے پیش آئے کہ سبکی صورت قناعت
و رفاہ ہوگئی ہر طرح کے آشوب و فتنہ و فساد سے بچے مشہور ہے کہ جب حضرت خلد منزل نے

اصلاح وہی سرکار کمپنی انگریز بہادر وصاحب ریزیڈنٹ بہادر کے ساتھ عمل کرینگے اور بدانتظ
اور ظلم فاحش جسوقت کہ قلمرو اودھ مین علی الترتیب ہوگا جسمین مخاطرہ برکال رہتا ہو تو سر
کمپنی انگریز بہادر کو اختیار ہوگا واسطے بندوبست تمام ملک کے یا تھوڑے سے ملک اودھ
اہلی سرکار اپنے تئین تھوڑے سے کو جو مناسب اور ضرورت جانین مامور معین کرین اس
صورت مین بعد مجرائی تمامی مصارف کے جو کچھ روپیہ باقی رہیگا داخل خزانہ بادشاہ ہوگا
دفعہ ششم یہ بھی اقرار کیا جاتا ہے کہ اگر نواب مستطاب گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ
ور صورت تعمیل شکر ان کلامندرجہ دفعہ ششم اس عہدنامہ کی جس ملک کو لینا ہو واسطے
بحال درستی قوانین اور دستورات ملک اودھ کے جسقدر ممکن ہوگا مساعی رہینگے انتظام
استرداد ملک مذکور جناب بادشاہ اودھ مین جیسا مناسب معلوم ہو تو بسہولت ہووے ؎
دفعہ ہفتم سب شرایط ومیثاق جو عہدنامجات سابق مین فیما بین سرکارین لکھے گئے
خلاف مضامین اس عہدنامہ کے ہین باستحکام تمام قایم وبرقرار رہینگے فقط ؎

اس تحریر عہدنامہ جدید سرکار دولتدار کو بعض نمک حلال وخیرخواہ قدیم سلطنت نے
چاہا کہ اسے منہ نے دین عہدنامہ قدیم تعمیل کو کیا کم ہے اور نواب روشن الدولہ کو محض
اپنی دلسوزی سے انجام کار سمجھا کر سمجھایا بلکہ بالمشافہہ بادشاہ سے بھی عرض کیا کہ ہم از روی
قانون منضبط ہی اسے برہم کر سکتے ہین بشرطیکہ حضور مستقل رہین اور سہی اشتباہ کہ اپنی بدنامی
سمجھکے قبول نکرین مگر بادشاہ کو اپنا ہونا غنیمت ہوا تھا لطف یہ ہے کہ اپنی صفائے
خاطر سے جنرل لو صاحب سے بھی فرما دیا تھا اور تا حین حیات اونکے احسانمند رہی تھی واہ
یہ عہدنامے فقط تزیین کتاب کو لکھے گئے عہدنامہ وہ ہے جسمین طرفین سے مخالف
نہو اگر ایک طرف سے بھی خلاف ہوگا ؎

وہ عہدنامہ کہان مگر اوفی بعہدی اوفی بعہدکم ہم اپنے عہد کو وفا کرین تم اپنی عہد کو
الغرض آمدم بر مطلب کتاب جب جنرل لو صاحب اس ہنگامہ طفلانہ سے مطمئن ہوے
حکم حفاظی بارہ دری دیا لاشین مثل خس وخاشاک دریا مین بہائی گئین جنکے وارث
جا پہونچے اپنے گھر لیجا کر دفن کیا اوسوقت ظفر الدولہ اپنے حجرے سے ادھکر کشتی شا

جناب معلی القاب اشرف الامرا رایٹ انریبل لارڈ آکلنڈ گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان
کیطرف سے باجلاس کونسل اور جناب ابو الفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل
محمد علی شاہ بادشاہ اودھ نے بذات خود بشرائط مفصلہ الذیل کو مضبوط و موثق کیا

دفعہ اول اب دفعہ سیوم کے مرقومہ عہدنامہ مرقومہ دہم نومبر ۱۸۰۱ع منسوخ ہوئی
جناب بادشاہ اودھ کو اختیار ہے کہ فوج بقدر ضرورت واسطے انتظام اپنے ملک کے نوکر رکھین
لیکن جناب ممدوح اقرار فرماتے ہین کہ جسوقت اہالی سرکار انگریزی کو دریافت ہو کہ بسبب
مصارف سنگین بنسبت مداخل ملک اودھ کے یا کسی اور وجہ سے فوج زیادہ حد سے ہے
اسوقت تخفیف اس فوج کی بقدر مناسب عمل مین آئے۔

دفعہ دوم سرکار کمپنی انگریز بہادر مثل سابق حفاظت ملک اودھ کا جملہ دشمنان اندرونی کا
اقرار کرتی ہے لیکن جناب بادشاہ اودھ کو واجب و لازم ہوگا کہ جملہ فوج مذکور سے تھوڑی واسطے
انضباط حکومت کے اپنی قلمرو ملک مین منتظم و مترتب رکھین۔

دفعہ سیوم جناب بادشاہ اودھ اقرار کرتے ہین کہ وہ فوج جو بموجب دفعہ دوم
عہدنامہ کے اب تک مرتب و منتظم ہوگی وہ دو رجمنٹ سوار اور پانچ رجمنٹ سپاہی اور دو کمپنی
انگریز بہادر اور گنتی گولہ اندازون سے کم نہوگی اور تنخواہ انکی واسطے بروقت بندوبست
شایستہ عمل مین آئیگی اور اقرار بھیجنے افسران انگریزی کا جناب بادشاہ اودھ اقرار اونکے
نوکر رکھنے کا بتعداد کافی واسطے انتظام اور ترتیب انکی دوام کیواسطے کرتے ہین۔

دفعہ چہارم اہالی فوج ملکی کی چھاونی واقع ملک اودھ مین جہان مناسب وقت
معلوم ہوگا مامور و متعین رہینگی اور جناب بادشاہ اودھ باستصواب صاحب رزیڈنٹ بہادر
جسوقت ضرورت فوج ہوگی کام لینگے لیکن بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فوج واسطے کار
معمولی تحصیل ملک کے مامور نہوگی۔

دفعہ پنجم واسطے ترمیم مد ششم عہدنامہ مورخہ سنہ ۱۸۰۱ع کے مقرر ہوتا ہے کہ جناب
بادشاہ اودھ موافق اشتراک صاحب رزیڈنٹ بہادر واسطے درستی منجملہ امور پولس و انضباط
کے سررشتہ عدالت اور تخلل قلمرو اودھ کیواسطے دلسے مصروف ہونگے اور خدانخواستہ اگر

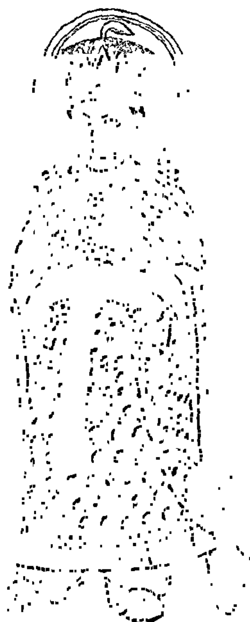
سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۷ء عہد و میثاق جواب تک فیمابین سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر
اور جناب بادشاہ اودھ واقع ہے بموجب اوسکے اعلی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے
حفاظت ملک اودھ کی سب معاملات درونی و بیرونی کی اپنے ذمہ لی ہے اور جناب
بادشاہ اودھ اقرار کرتے ہین کہ فوج بتعداد معینہ تھوڑی سی ملازم رکھین اور اب تک
اعلی سرکار موصوف نے صداقت و وفا شعاری سے کلیہ ایفای عہد اپنا کیا ہے لیکن جناب
بادشاہ اودھ سے ہمیشہ فسخ اقرار ہوا اسواسطے کہ اب تک فوج کثیر خرچ بہت سے سرکار
موصوف مین ملازم ہے اور از روی امتحان ظاہر ہوا کہ عمل آوری جمیع مراتب مندرجہ عہد نامہ
موثقہ بدشواری تمام ہوتی ہے اس جہت سے وجہ لازم متحتم ہوا کہ اب عہدنامہ جدید
مرتب ہو کہ فیمابین مشترک عہدنامہ سابق بحال رہے اور سرسبزی اور انتفاع سرکارین اوس سے
سہلاً حاصل ہو اسواسطے مستحسن و مناسب متصور ہوتا ہے کہ عہدنامہ سابق جو درباب جمعیت
فوج سرکار اودھ کیواسطے مقرر ہے تھوڑا سہل کیا جاوے بشرطیکہ فوج بتعداد مناسب بکمی اعداد
تحت تعلیم اور انتظام انگریزی مین نوکر رکھی جاوے جسکی جہت سے فوائد سلطنت ہندوستان عموماً
اور حفاظت احترام بادشاہ خصوصاً ظاہر ہو اور فوج مستعد و ہوشیار طیار ہوا اور بموجب دفعہ چھٹی
عہدنامہ مورخہ سنہ ۱۲۱۶ھ کے ضرور و متحتم ہے کہ جناب بادشاہ اودھ ہمیشہ موافق صلاح و
مشورہ مہی اعلی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اپنی بقیہ ملک مین ایسا شستہ بندوبست
باہتمام اپنے عملہ اور فعلہ کے اجرا اور مقرر فرماوینگے کہ موجب رفاہ خلائق و حفاظت جان
و مال سکنہ رعایا کی اوس سے بخوبی ہو لیکن کسیطرح کی تدبیر درصورت غفلت و تساہل انکی
سے اقرار واثق و مستحکم ہے اوسمین مندرج نہین ہے کسواسطے کہ فسخ ایسے اقرار سنگین
اور ظہور غفلت سے امر خاص ہے جو والی ملک اودھ کو زینہار نہین پہونچتا ہے جانب والیان
پیشین اودھ متواتر ہوئی جو شہرت پذیر ہے یہانتک کہ اعلی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز
بہادر کو بھی اوسکی بدنامی پہونچتی ہے کہ وعدہ اپنا بنا بر رفاہ اور حفاظت نا تمام رعایای
سکنہ ملک اودھ کیواسطے وفا نکیا اسیواسطے وجہ لازم ہوا کہ جو سقم دفعہ ششم عہدنامہ
مذکورہ مین تھے درست کیے ہین لہذا کرنل جان لو صاحب رزیڈنٹ دار السلطنت لکھنو نے

بعد اسکے جناب بیگمصاحبہ ایسے مصائب اور آلام روحانی اوٹھاکر ۲۹ صفر ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء اس دار حسرت و محن سے گذرین وہین مدفون ہوئین اب منتقلا سرکار شاہی سے تین سو روپیا ہواری ملتا ہے تین بیٹے مناجان کے ایک افضل محل اونکی ماں ہین بڑا بیٹا جلال الدین حیدر سردار محل سے شاید وہ سیدہ ہے بیگمصاحبہ کے ساتھ لیتی گئی تھی دوسری محل خورشید محل جو لکھنؤ سے بموجب اجازت جنرل او صاحب اونکے ہمراہ شامل گئی تھی اوس سے دو بیٹے غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر تھے یہ بیگمصاحبہ سے نام رکھی تھی جلال الدین حیدر نے اپنی ماں پر بڑا ظلم و تشدد کیا میر بخشان واروغہ کو بدر ظنبہ ہو کر نکال دیا جب بیگمصاحبہ کا انتقال ہوا حضرت جنت مکان نے مولوی بہاء الدین خان اپنے کو ضبطی مال بیگمصاحبہ کو بھیجا کہ باقی کو مع نقد و جنس و مرزا ساو مکر سے آور افضل محل نہ تھی پھر اپنے کے سمجھانے سے روانہ ہوئی جب ناگہ شہر پر پہونچی حضرت سلطان عالم کا حکم پہونچا کہ عیال مناجان کو چنار گدھ پہونچا دو اب تک وہین سب رہتے ہین نقد و جنس خاک تھا جو ملتا بلکہ اکثر مقام الماس باغ مین بھی کھودے گئے خاک نکلی فاعتبروا یا اولی الابصار اس معرکہ خاص مین فیض النسا مغلانی بیگمصاحبہ مقرب خاص اتفاقا بضرورت رخصت لیکر جا چکی تھین خدا نے بچایا بہرحال شریک مصیبت ہوئین جب لکھنؤ آئین لاکھ روپیہ اونسے بھی حضرت فردوس منزل نے لیے جب جان بچی پچاس ہزار روپے حضرت خلد مکان کے اہلکار لے چکے تھے مثل و لجیت سنگھ اور غالب جنگ پس اوسے یقین ہوا کہ اگر لکھنؤ مین رہونگی جان اونسے نہ بچیگی ہر سال گویا مجھے سالگرہ ویسی پڑیگی اس جہت سے وہ شمس آباد مین جاکر رہین وہین انتقال کیا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین اونکی نعش لکھنؤ آئی کربلای میر خدا بخش مرحوم مین بموجب اپنی وصیت کے ایوان روضہ مقدسہ مین ہم پہلوی اعتماد الدولہ دفن ہوئین +

جلوس ابو الفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مرشد زادہ جنت آرامگاہ کے

نقل عہد نامہ جدید جو فیما بین شاہ اودھ محمد علی شاہ اور سرکار کمپنی انگریز بہادر

حضرت سلطان زمان محمد علی شاہ



Mahomed Ali Shah

لیکن ملکہ شہرت پہنچا کہ جب آپ اوسی شاہ قدالکیف کا پیوند ہوئے تھے کہ جنھی رسٹ مین
اونا اسب لہجی دروازے بند تھا ایک دروازہ کھلا ہوا کہا کہ گویا اول مری کے
بسن ندینے بیگم صاحبہ دو کئی دن سے کچھ کھایا نہ تھا ایک سپاہی حسب الحکم جناب تیمہ گوشت
پیش کیا سا لایا اور بہت سا نذر کیا بیگم صاحبہ نے اوسے بھی کچھ دیا۔

دو برس تک یہی صورت رہی بعد اسکے جنرل صاحب نے کئی لونڈیان بعض خواص ملازمین
پہنچی اسباب ضروری سرکار شاہی سے لیکر بھیجا وہ ان سے پانچ کبھی تانگہ ساتھ موتین ملکہ
پہنچا دو بجے مین پہنچا رات کو بہ قافلہ پار دریا کے داخل قلعہ ہوا اوس وقت اسنے رونگیر
منشر برپا کیا بیسواری سے اوترا تیلنگے لگا چار گھڑی تک یہی حشر رہا بعد اوسکے صاحب فتح داد
بیگم صاحبہ کو بہت سی کلمات تشفی کہے اور سب کو دلاسا دیکر خاموش کیا اور کہا اگر زنانہ شاہی
ایسی مصیبت گذری ہے بہرحال صبر بہتر ہے۔

جب نواب گورنر جنرل کلکتہ سے قلعہ مین تشریف لائے بیگم صاحبہ نے پیام بھیجا کہ ہم
اس موسم گرما مین حرارت فصل اور حرارت قلعہ بستگی سے بن اجل مرتی ہین اگر تمہارے
مجرم ہین ہمین قتل کر ڈالو تو اس قید سے بہتر سمجھین نواب معتشم الیہ نے از راہ رحم دلی فرمایا
باہر قلعہ سے چھاونی مین رہا کرین پہرہ سرکاری رہیگا بعد اسکے سرکار شاہی سے معرفت
رزیڈنٹ سولہ سو ماہواری بیگم صاحبہ کیواسطے آٹھ سو ماہواری مناجان کی مقرر ہوئی
تھی ایکلاس سے سامان ما یحتاج کچھ درست ہو گیا اس عرصہ مین بعض ملازمین خاص اور اقربا
قریبہ بھی شریک زندان ہوئے انمین سے بعض زندہ تھے اونھون نے چاہا کہ فرمان
جاگیر سلاطین جدید بدستخط نواب گورنر جنرل سے پیش کرین مگر بیگم صاحبہ کے مزاج کی کیفیت
متلون رہی اور صلاح کار بھی ویسے ہی جمع ہو گئے کچھ نہ بن پڑا اور ہر گز کبھی نہ تو اتفاق
ناسے کو کون چلا سکتا ہے۔

مناجان کے بھی حرکات مثل والد ماجد شروع ہوئے مرتکب شرب منہیات ہوئے
آخر ۲۷ تاریخ شہر محرم ۱۲۶۲ھ مطابق جنوری ۱۸۴۶ء روز ... مرگ مفاجات سے مر گئے
... ہوگئے۔

تلنگون نے چاندی کے تخت کے پتر توڑ کر اکثر کھیت مین گاڑ دیے تھے جب آپس مین جھگڑا کرنے لگے ضابطہ سرکار ہوا +

جب بارہ دری مین یہ ہنگامہ محشر برپا ہوا سپاہی جو جھیٹا کمرۂ فرح بخش سے تھے چسپا ہا کہ دروازہ توڑ کر داخل ہو کر نیرین سلطنت کو خون شہادت مین غروب کرین دو دستے جرنیل لو صاحب دوڑ کر آئے فرمایا کہ ابھی تک باقی ہین توپ جلد لاؤ یہ سنتے ہی سب بھاگے جرنیل صاحب بادشاہ کے پاس جا کر تہنیت سلطنت فرمائی کہ یہ سلطنت خداداد حضور کو مبارک ہو کانٹا جو گلشن سلطنت مین آپڑا تھا ہم دولتخواہون کے تردد سے جو ہوا وکھاڑا گیا اب دونون لونڈی غلام حاضر ہین جو انکی حق مین ارشاد ہو فرمایا تمھاری حفاظت مین رہین انتظام الدولہ مظفر علیخان کو اوسیوقت حکم ہوا الماس باغ جا کر بالیقہ بیگمصاحبہ کرین مظفر حسین خان بھی ساتھ گئے وہان سب کو کوٹھون کو مقفل کر دیا جب باہر آئے تو میمنت علیخان نواب ناظر کو قید کر کے لیچلے مظفر حسین خان نے اپنے ہاتھی پر بٹھا لیا پھر انھین کی قید مین رہے آرام شاہ جنت مکان کے عہد دولت مین قید سے چھوٹے محتاج ہو کر مر گئے مظفر حسین خان نے اپنے حق دوستی سے وفا نکیا بیگمصاحبہ کیوقت مین انکا بھی دسترخوان وسیع تھا مرغ بازی اور گھوڑے کا شوق بہت تھا +

الغرض جب بیگمصاحبہ مع مناجان اس ذلت سے داخل کوٹھی ہوئین مناجان کے بازو مین ریزہ جھاڑ لگا تھا زخمی ہو کر خون آستین مین بھر گیا تھا ہر شخص تماشائی قدرت کا کر رہا تھا پانی پیو کو مانگا سقہ حاضر ہوا وہ انھون نے اپنے کف دست سے پیا بیگمصاحبہ بھی بہت پیاسی ہوئین منو خان چپراسی پانی کورے آبخورے مین لا یا دیا رونے لگا بیگمصاحبہ نے دیا نا ہماری حال پر روتا ہی انگوٹھی الماس کی اپنے ہاتھ سے آبخورے مین ڈالکر دی وہ کہتا تھا مین نے پانسو روپے کو اوسے بیچا +

جب وہ دن اس حال سے گذرے اور فوج کانپور سے ہر پانچ کوس پر ٹھہری بعد نصف شب بیگمصاحبہ افضل محل مناجان اور بواجی خواص دو رتھین مین سوار ہوئین کمپنی تلنگان آگے پیچھے اور ترکسوار مع افسر جرنیل لو صاحب افسرون کو تاکید سمجھاتے ہوے

بموجب حکم صاحب رزیڈنٹ توپ باری رسالدار نے دفعتہً مناجان کو اپنی گود مین لیکر تخت سے
اوتار لیا اور خود اجل گرفتہ وہین کھڑے رہے اور قبل از فیر توپ جب جمتاتی بارہ دری کو دیکھا
آپس مین کہنے لگے یہ توپین شلک سلامی کو آئی ہین مناجان کمر مین ولایتی لگا کر ہاتھ مین
چھوٹی بندوق لیے تخت سے ہر طرف پر غضب کیھ رہا تھا حکم کیا بارہ دری کو پردی جو بائین
باغ کیطرف ہین اونچا باندھو یا چھرے توپ کے چلے کہ بارہ دری پر شکست جا پڑ باری ہوئی
اور دھوان سمٹ کر اندھیرا ہوگیا تلنگے باہر سے سیڑھیان لگا کر چڑھ آئے سبکو زیر بار دھر لیا
پھر تو مجروح پر مجروح مقتول پر مقتول ہر طرف گر رہا تھا مصطفے خان زیر تخت حق نمک ادا
کر گئے موہن سنگھ لالتا پرشاد راجپوت بیگمصاحبہ کے کام آئے ڈولہ نوربا بھانڈ کا بیٹیا سامنے
ناچ رہا تھا نشانۂ اجل ہوا بہت سے سپاہی بیگمصاحبہ کے جان سے گئے بارہ دری کی دونون
طرف زینون سے سیل خون جاری تھا سرکار کے دو تلنگے زخمی ہوئے ایک مارا گیا بیگمصاحب
اوسوقت بینس سے نکل آئین بریگیڈیر جانس صاحب کے حوالدار نے اپنی کمر کے جال ہی مناجان کا
بازو باندھ لیا کسی نے سر سے تاج لے لیا بہزار ذلت کشان کشان بہجوم خلائق سے پیادہ تلنگون کو
بیچ مین اہتمام کرتے ہوے چلے راجہ بختاور سنگھ نے اسی کشاکش مین محض اپنی نمائش سخن
اور خیر خواہی سے مناجان کے سر مین ایک دھول ماری یہ حرکت ناشایستہ وبیمحل سب پر
ناگوار گذری میر منشی کہتے تھے مین جب راجہ کو دیکھتا ہون وہ وقت مجھے یاد آتا ہے اشراف سے
ایسی حرکت نہین ہوتی حالانکہ راجہ بھی اشراف تھا غرض تجھے مناجان کے بینس بیگمصاحبہ
احاطہ رزیڈنٹی زرد کوٹھی ڈاکٹر صاحب مین اوتار کر دیپہرے ہو گئے زیور جواہر وغیرہ جو بیگمصاحبہ
کی پٹاری مین بینس مین تھا جاتا رہا سلطان بہو بیگم صاحبہ گھبرا کر بینس سے باہر نکل پڑی تھین
بارہ دری کے پردے سے مثل گیند کے نیچے چلی آئین ایک شخص نے اپنی گود مین اوتار لیا
پھر بینس مین سوار ہوئین بموجب حکم صاحب بسلامت اپنے حسن باغ مین چلی آئین تخت شاہی
کے نگینہ جواہر چاندی کے تلنگون نے سنگین سے توڑ کر توسدان بھر لیے جتنا شیشہ آلات
بارہ دری مین تھا چھرون سے چور ہو کر فرش ہوگیا زخمی مقتول کی نعش کو کھینچکر دریا مین
بہا دیا اہل اخبار انگریزی نے خصوصاً اگرہ اخبار مین مثل نامدی اڈیٹر نے مفصل احوال اسکا لکھا ہے

سوارون کی لین سے چلے جاتے تھے جنرل صاحب حلقۂ سپاہ مین گھرے ہوئے تھے
شملہ سر سے گھڑی کمر سے لی تھی ایک طرف افضل النسا خانم مہری کا سر منڈ رہا تھا اور ہم
کمرے مین نواب نصیر الدولہ بہادر اور ہمراہ رکاب کا سامنا ملک الموت سے ہو رہا تھا
کمرے کے شیشے کے دروازے ہر طرف سے بند تھے حبشی اور سپاہی تلوارین کھینچے باہم
کھڑے چاہتے تھے دروازے توڑ کر داخل ہون اور نشان سعادت کہ منہ مین ہر دم ارادہ
خام کر کر رہ جاتے تھے ادھر حالت یاس مین اسیر گھبرا رہی تھی کچھ بن نہ پڑتا تھا اور کلمات
یاس سے اپنے آپ پر تاسف کرتے تھے ہر ایک منہ کو نظر حسرت سے دیکھ رہا تھا غلام یحیی خان
وکیل سلطنت بھاگ کر فرح بخش کے برآمدے سے نیچے کودے دونون پانوون مین چوٹ
لگی بہزار خرابی بحجرۂ سرکار مین جا کر چھپے +

اس عرصے مین بیگم صاحبہ نے مرزا علیخان وکیل کو بڑے صاحب کے پاس بھیجا کہ میرے پاس
لے آؤ صاحب موصوف میر منشی تن تنہا چوب دستی ہاتھ مین لیے بیگم صاحبہ کے پاس آ کر سمجھایا
بہت کچھ کہ آپ کا پھر جانا مناسب ہے میر منشی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا صاحب سے کہا بس فہمایش
ہو چکی اب یہ وقت یہان ٹھہرنے کا نہین جلد صاحب اوتر آئے اور وکیل کو اپنے ساتھ لے آئے
بعض بیباک الفاظ رکیک سنانے لگے اخر ایک نے گولی ماری صاحب کے گوش ہوش سے چلی گئی
ایک شخص نے تلوار اوٹھائی وکیل نے منع کیا اگر صاحب تمام ہو جاتے تو پھر نہ بارہ دری نہ فرح بخش
کا نشان زمین پر رہتا معلوم نہین پھر کونسی صورت ہوتی بہزار خرابی وہان سے نکل کر
نہر پر زیر درخت آ کر کھڑے ہوئے اور کپتان میگنس بلازم شاہی کمپنی تلنگہ و ضرب توپ سے
زیر بارہ دری آ کر جمے اتفاقاً مصطفے خان رسالدار قندھاری سامنے سے آتے تھے جنرل صاحب
نے بلا کر کہا تم جا کر بیگم صاحبہ سے کہو ۱۵ منٹ کی ہمنے مہلت دی آپ ہماری پاس چلی آئیے
ورنہ توپ کا نشانہ سمجھیے رسالدار مع وکیل کے گئے عرض کیا بیگم صاحبہ راضی ہوئین مصطفے خان
نے پکار کر کہا کہ صاحب نے ۱۵ منٹ کی مہلت دی ہے ایک شخص نے پہلوی تخت سے پکار کر کہا
کہ خانصاحب وہ مدت غالب ہے قریب تمامی کے ہو آپ پھر جائیے زیادہ مہلت لے آئیے
اور بڑے صاحب کو اپنے ساتھ یہان لے آئیے بس یہ کہتے تھے کہ دفعۃً کپتان میگنس نے

راہ مین شور و غل مچاتے ہوئے چلے راہ مین حسن باغ سے نواب سلطان بہو کو بھی اپنے ساتھ لیا
جب اس ہنگامہ سے غل مچاتے دردولت پر آئے پھاٹک آہنی بند تھا جسمین پائن صاحب نے
بہرون سے موجود تھے منع کیا پھر صاحب نے خدابخش جمعدار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ آپ پھر جائیے
الماس باغ کو بیگم صاحبہ نے اوسوقت بھی ارادہ مراجعت کیا مگر مناجان اور سقہ خدا سے
پھرا ہوا تھا کب مانتا تھا ہاتھی سے پھاٹک کو گراکر اوسی طمطراق سے داخل ہوئی پہرے کے
تلنگون نے سامنا کیا یورش کی طرفین سے بندوق کے کندے خوب چلے سرب دون سنگھ
میرسی اور ماکھن سنگھ سردار دونون پائن صاحب کی سپر ہو گئے اور صاحب بھی ستون کی
آڑ مین ہو جاتے تھے یہ دونون بیہوش ہوگئے صاحب کے کچھ زخم آنکھ پر آیا اگر یہ دونون
نہوتے تو البتہ ساری آفت انھین پر آتی اتنے مین سواری بیگم صاحبہ کی پہلے محلسرا مین گئی
وہان روپیٹ کر جلد بارہ دری مین زیر تخت پالکی رکھی گئی قریب صبح صادق مناجان
تخت پر بیٹھے سامنے ناچ ہونے لگا انگریزی باند نے مبارکباد شروع کی شہنا نواز نے
دھوم مچائی گرد تخت کے کچھ راہگیر تماشابین راہ سے ساتھ ہو لیے تھے کچھ ارکان دولت کا
اپنی ناواقفیت سے ہجوم ہو گیا تھا بعض نے نذر بھی دی تھی ظفر الدولہ اپنے حجرے سے
بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ایک دالان مین دسترخوان آراستہ تھا فاقہ کش ہمراہی
کھانے پر گرے ہوئے تھے امام بخش سقہ حکمرانی کر رہا تھا جا بجا پہرے بھیج رہا تھا۔
جنرل لو صاحب نے جب یہ ہنگامہ دیکھا نہر زیر درخت آکر کھڑے ہوئے نواب روشن الدولہ کو
فرمایا تم وزیر اعظم ہو جاکر بیگم صاحبہ کو سمجھاؤ جب نواب نے بارہ دری آئے میاں کون نے
پکڑ لیا نسبت خلاف پیش آئے شملہ فرق مبارک سے سباب سمجھکر اوتار لیا کمر سے کسی نے
گھڑی نکال لی الفاظ نامناسب، کہنے لگے مگر اس گرفتاری مین بھی نواب مستقل ہے
او نیز زجر کرتے جاتے تھے ایک نے چاہا بندوق سے مار ڈالین قادر بخش جمعدار نے بچایا
اور کہا ای نامردو کوئی سردار کو مارتا ہے نواب نے پھر اوسے تمنادار کیا سبحان علیخان اپنی
فطرت جبلی سے اس ہجوم عام مین پگڑی سر سے پھینک کسیکا شملہ رکھ جلد باہر نکلگئے بینش
بند کہے دعاؤنکی برکت سے بسلامت بچے مظفر حسین خان کچھ رفقا سے بڑی صاحب کی

استقبال کرکے لیگئے کلمات تہنیت فرمانے لگے پھر فرمایا آپ دوسرے کمرے مین استراحت فرمائیے جب تک ہم جاکر تخت کو آراستہ کرین +

اس عرصہ مین خدابخش جمعدار نے صاحب سے عرض کی کہ بیگمصاحبہ کا قصد مصمم چلے آنے کا ہوچکا ہے مرزا علیخان وکیل بیگمصاحبہ حاضر تھے فرمایا تم جلد جاکر بیگمصاحبہ کو منع کرو کہ آپ ایسا ارادہ نکیجیے اور نواب سے فرمایا تم بھی کا انتظام کرو عرض کی مین نے انتظام الدولہ منتظم علیخان اور راجہ بختاور سنگہ کو اسی بندوبست کو بھیجا ہے شاید وہ دوسری راہ سے گئے ہون مرزا علیخان نے بیگمصاحبہ سے عرض کی بتاکید تمام صاحب نے فرمایا ہے آپکا جانا مناسب نہین اور اگر یہی منظور ہے تو آپ صاحب کی کوٹھی مین چلیے اوسوقت سواری مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کی مکان کے برابر آپہنچی تھی امام بخش سقہ پہلو سواری مین تھا عرض کی یہ وکیل ہین آپنین کا یہ تخم بویا ہوا وکیل بیچارہ بھی منفعل ہوکر پھر آیا +

فی الحقیقت بیگمصاحبہ کسیطرح سے راضی نہ تھین کہ مین خلاف حکم صاحب کرون لیکن امام بخش سقہ کے بہکانے اور مناجان کی ضد سے مجبور ہوئین اسکی حقیقت یہ ہو کہ جب جمعدار نے حکم بڑے صاحب کا سنایا بیگمصاحبہ بارہ امام کی درگاہ مین بیٹھی ہوئی تھین یہ خبر سنکر چپکی ہو رہین کہ دفعتہً مناجان نے آکر عرض کی بسم اللہ جناب سوار ہون فرمایا آغا خیر ہی یہ حرکت طفلانہ اچھی نہین بڑے صاحب نے کس تاکید سے مجھے منع کیا ہین اوسکے خلاف کرون سراسر میری ہی خرابی ہوگی عرض کی بس آپ خود نہین چاہتین کہ ورثہ باپ کا ہین پاؤن بہت اٹھ چکا باہر سے سقہ نے پکار کر عرض کی حضور یہ ممانعت لفظی ہے جب حضور چلکر تخت پر بٹھا دیگی کوئی دم نہ ماریگا اب تامل نفرمائیے بیگمصاحبہ نے گھبرا کر استخارہ دیکھا تین بار منع آیا فرمایا آغا اب کسیطرح میرا جانا اچھا نہین اوسنے گستاخی سے ہاتھ پکڑ کر اوٹھایا کہ ایسے کار خیر اور حق مین احتیاج استخارہ کیا ہے خدا پر توکل کرکے چلیے مجبور رہین دروازے تک آئی تھین متواتر شگون بد پیش آئے بیگمصاحبہ منع کرتی گئین نہ مانا +

خلاصہ قریب پہر رات رہے یہ قافلہ تقریباً دو ہزار سپاہی شاگرد پیشہ ملازمین طلب ہو کر مع موہن سنگہ ولا لتا پرشاد افسر راجپوت جلوس سواری سے بڑی دھوم دھام

اہل کے بہرے پہلی گارد سے لیکر داخل سرا ہوے پہلے نعش پر گئے ڈاکٹر صاحب
رفع شک کو نشتر بھی دیا یقین مرگ ہوا اوسوقت آنا جی نواب روشن الدولہ کا نام لیکر
حالت بیخودی مین پیٹنے رونے لگی کہ تمہارے آب تربز مین شربت مرگ تھا او نھون نے
جواب دیا کہ تمہارے کریلے مین کچھ تھا اسی عداوت سے انکا گھر منبط سرکار ہوا بعد اسکے
نواب ورظفر الدولہ کو حفاظت وحراست کوٹھون شاہی کی فرما کر اور بجا بجا پہرے بٹھا کر
جیمس پائن صاحب کو دروازہ نقارخانہ پر چھوڑ کر رزیڈنٹی مین پھر آئے اور بہت تاکید سے
فرمایا کہ بے ہماری اجازت کوئی داخل فرح بخش نہو او چھٹی پلٹن کیواسطے چھاونی مین لکھی
اور رخدا بخش جمعدار کو الماس باغ بیگمصاحبہ کے پاس بھیجا کہ بادشاہ نے انتقال کیا آپ کسیطرح
اپنے مقام سے حرکت نکیجیے گا جیسا مناسب ہے ہمین عمل مین لائینگے اور شکسپیر صاحب اسسٹنٹ دوم
کو مع میر منشی سید التفات حسین خان مع قطعہ تحریر عہدنامہ جدید واسطے مہر کر نواب نصیر الدولہ
مختار الملک محمد علیخان بہادر سپہدار جنگ کے پاس بھیجا۔

دس بجے رات کو پہلے علیخان داماد شیخ شبن وکیل حسین علیخان جنہیں خطاب شمس الدولہ
ملا تھا ظہیر الدولہ مولوی غلام یحیی خان سفیر شاہی سے حقیقت حال سنکر بپایہ پاشل باد صر
حاضر در دولت ہوے اور عظیم اللہ خان کو خواب غفلت سے جگا کر یہ مژدہ جاوید سنایا کہ
شکسپیر صاحب مع میر منشی نواب کے استقبال کو آتے ہین پھر یہ خبر ہوئی کہ احسان حسین خان
بیٹے سبحان علیخان کے آتے ہین انکے دبدبہ سے علیجان دوسرے کمرے مین چھپ رہے
فرزند رشید خان نے نذر تہنیت نواب کیطرف سے گذرانی اور اپنی جیرب بانی سے عرض کی
کہ یہ سلطنت حضرت کو مبارک ہو بشرطیکہ وزارت نواب اور کارفرمائی ہمسے دولتخواہون کی
قبول ہو تبالل ارشاد کیا انشاء اللہ پھر وہ رخصت ہو کر گئے۔

جب کپتان موصوف اور میر منشی نو تہنیت تخت نشینی عرض کی وہ عہدنامہ جدید مہر کو گذرانا
خاص محل سے مہر طلب ہوئی بطیب خاطر بلا اکراہ بے اندیشہ ہو کر بلکہ غنیمت سمجھکر مہر ثبت کی مع
فرزند ارجمند مرزا امجد علیخان بہادر اور دونون اونکے صاحبزادی اور عظیم اللہ خان میر امام علی
پیر بخش کو کلتاش صاحب کے ساتھ کمرہ فرح بخش مین آکر بیٹھے جرنل لو صاحب زینے تک

جلوس و ساعت نجومی مرزا رفیع الدین فریدون بخت عرف محمد مهدی منا جان

جب حضرت خلد منزل نے حین حیات مین ابطال بنوت مرزا رفیع الدین فریدون بخت عرف محمد مهدی منا جان بالمشافه جنرل لو صاحب سے فرمایا اور جس طرح سے سوال کیا اوسکا جواب دیا صاحب نے حسب سررشته صدر کو رپوٹ کردیا اور جب حال علالت مزاج اقدس حد سے افزون دیکها اوسکا حال لکها که اگر قضای الهی سے ایسا اتفاق هو هم متردد هین کسے مستحق وراثت سمجهکر تخت نشین کرین جواب آیا که اکبر اولاد نواب سعادت علیخان کو تخت نشین کردینا اس جهت سے صاحب کے نزدیک سوای مرشدزاده آفاق نواب نصیر الدوله بهادر کوئی اور میزان فهم مین نه جچا اگرچه بظاهر ازروی وراثت جدی نواب محسن الدوله بهادر بهی اسکے سزاوار تهے شاید مناسب وقت نسمجهے اگر اس کیفیت کو صدر لکهتے تو کیا عجب تها ازروی انصاف استحقاق وراثت ممکن تها بلکه ایک صاحب جلیل القدر نے رزیڈنٹ سے اسی امر خاص مین پوچها که تم شاخ قریب کو چهوڑکر بعید پر کیون گئے جواب دیا که ایک عالم شباب نصیر الدین حیدر هماری دردسری کو کیا کم هوا تها که دوسرے اهل شباب کو تجویز کرتے انکی جهت سے همنے دیده و دانسته مرد سن گرم و سرد جهان دیده کو تجویز کیا یه امور سلطنت هین مورخ کو اهین جون و چرا پهنچا هے چنانچه ایکدن جنرل لو صاحب ملاقات حضرت خلد منزل سے پهرے ظفر الدوله کی حجرے مین چلے آئے آدمیون کی بهیڑ کو هٹا دیا فرمایا هے هین صدر سے حکم آیا هے که باپ وراثت هین تم قدیم جو لوگ هین اونسے بهی پوچهو همارے نزدیک تم سے زیاده قدیم اور خیرخواه سرکار کون هے انهون نے عرض کی که میری نزدیک اولاد نواب سعادت علیخان مین سب طرح سے ترجیح نواب نصیر الدوله کو هی کسواسطے که وه اپنے باپ کی بهی وقت مین کاروبار ریاست کر چکے هین اسوجه سے ظفر الدوله نے وقت جلوس منا جان اپنے حجرے سے باهر قدم نهین رکها تها محمد علی شاه بهی انهین ایسا هی سمجهتے تهے انکی ساری اولاد کی گیاره هزار ماهواری کی تنخواه کردی تهی انتظام مفتاح الدوله کی بهی پانسو کی تنخواه تهی جو اب عدنان شبینه کو محتاج هوگئے هین اور لطف یه هے که سرکارین سب اپنے حق سے محروم رهی +

الغرض نواب روشن الدوله جنرل لو ڈاکٹر اسٹون سن جمیس پاٹن صاحب اسسٹنٹ

جناب بادشاہ ممدوح لاوارث مرجاوین اوس حالت مین وجہ مشاہرہ مذکور اختیار جناب شاہ اودھ پر
دفعہ چھٹی اگر کوئی شخص مشاہرہ داروں سے قلمرو سرکار کمپنی انگریز بہادر مین ہو تو صاحب رزیڈنٹ
لکھنؤ اوسکا مشاہرہ معینہ وہین پہونچا دین ٭

دفعہ ساتوین مشاہرہ داران مذکور اور ما بعد اونکی اولاد جو پہلی بعد اونکے مرنے کی مشاہرہ
پاتینگی ہمیشہ مستحق التفات اور محبت خاص کی جانب سرکار کمپنی انگریز بہادر رہینگی اور صاحب رزیڈنٹ
اوس عصر کے لازم ہوگا کہ ہمیشہ نسبت اونکے شرایط تکریم و تعظیم اور جس امر کی ضرورت پڑے
بلوازم سعی و امداد اونکے بارہ مین مرعی رکھین ٭

دفعہ آٹھوین صاحب رزیڈنٹ بجناب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر
خلد اللہ ملکہ اور الباب اعلی الارباب کونسل کو درخواست عنایت وثیقہ بمضمون مذکور الصدر
مزین مہر و دستخط سے جناب ممدوح کی کرینگا اور وثیقہ مذکورہ لیکر بجناب بادشاہ اودھ حوالہ کرینگے
تحریر فی التاریخ غرہ مارچ سنہ ۱۸۲۵ء مطابق ۴ شعبان المعظم سنہ ۱۲۴۰ ہجری ٭

زبدۂ نوئینان بارگاہ عظیم الشان مشیر خاص
حضور فیض گنجور بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان
اشرف الامرا لارڈ ولیم کونڈش بنٹنک گورنر جنرل
بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی
انگریز بہادر متعلق کشور ہند سنہ ۱۸۳۱ء

نائب نواب معتمد الدولہ ۲ شہر ۱۲ یوم منتظم الدولہ اعتماد الدولہ وغیرہ چند روزہ نواب روشن الدولہ دو سال		
فوج برطرفی سہ ہزار سوار ۷ پلٹن تلنگہ و نجیب توپخانہ باقی شاگرد پیشہ تاریخ وفات		
از فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق دو سال پنجروز حکومت نمود و شاہ		

نقل وثیقہ صاحبات محل

وثیقہ عہد و میثاق جو فیما بین حضور اقدس اعلی جناب بادشاہ اودھ اور سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہا معرفت ماڈونٹ رکٹس صاحب بہادر لکھنؤ کے باب مین اوس مبلغ کے جو بادشاہ ممدوح نے بطریق قرض سپرد کیا ہے + ۸ دفعین

دفعہ پہلی مبلغ باسٹھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ سکہ لکھنؤ جو جناب بادشاہ ممدوح نے بطریق قرض دئیے ہین جناب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا نواب گورنر جنرل بہادر نے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے لیے ہین +

دفعہ دوسری زر اصل مزبور پر منافع بشرح فیصدی پانچ روپے بموجب اقساط ماہی ماہہا انگریزی خزانہ رزیڈنسی دار السلطنت لکھنؤ سے ملا کریگا +

دفعہ تیسری جمع منافع زر اصل مزبور تین لاکھ بارہ ہزار روپے سالانہ ہوتا ہے یہ مبلغ منافع چار قسط مساوی حسب مقدار معینہ پر ہر ایک یکسان مفصلہ ذیل کو دام حیات سال بسال وجہ مین دے کر رسید مہری اونسے لیجائیگی +

تفصیل

نواب ملکہ زمانیہ	نواب تاج محل	نواب مخدرہ علیا سلطان العالیہ ہمشیرہ صاحب عالم بہادر
ماہواری	ماہواری	ماہواری
سالانہ		

دفعہ چوتھی جب کوئی مشاہرہ داران مذکور سے وارث یا ورثہ چھوڑ کر مرجاوے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو اختیار ہے کہ وجہ مشاہرہ متوفی مذبور ورثہ مذکور کو بعوض دیا کرین یا زر اصل اوسکی وجہ مشاہرہ سے موافق شرح مذکور الصدر کے دیا جاوے +

دفعہ پانچوین اگر حیانا کوئی شخص مشاہرہ دارون سے بایا بعد اوسکے اوسکا فرزند دو چار

خلاصہ روز جمعہ کو پوشاک بدلی بظاہر اوسدن سب طرح سے اچھے تھے شام کو نفضل النساخانم نواب کی گھر سے کنٹر مین آب ترنبر لائے اوسے نوش فرمایا بعد اوسکے کریلے وانبہ مہ بان لائی تھین اوسے بھی کھایا کچھ رات گئے آرام کیا بعد اسکے بیدار ہوے فرمایا مجھے تشعریرہ معلوم ہوتا ہے رضائی اوڑھا دی نواب حکیم مرزا علیخان دیکھکر پہلے چلے گئے تھے بعد دو ساعت کے حالت بیہوشی رہی ابھی روح نے مفارقت کی پہلے حاضرین ساکت رہے شبہ سی اوسکے بعد مہری نے نواب سے خبر کی وہ جنرل لو صاحب کو لیکر محل مین آئی بادشاہ کو دیکھا جب یقین ہوا باہر آئے محل مین شور قیامت برپا ہوا اسہ تاریخ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ روز جمعہ مطابق ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۳۷ء چار گھڑی رات گئے انتقال کیا سہ تاریخ ربیع الثانی روز شنبہ بعد دوپہر اپنی کربلای نو تعمیر مین دفن ہوے پہلے تجویز امام بارہ نجف پہلوی حضرت خلد مکان ہوئی حاضرین نے عرض کیا کہ عین حیات باپ سے کب موافقت تھی اس جہت سے کربلا تجویز ہوئی راجہ بختاور سنگہ نے چاہا کہ مقام ضریح مین قبر کھودین مگر مرزا محمد علی داروغہ کربلا و تعمیر تھے اونھون نے موافق اصل نقشہ کے رکھی تھی راجہ سے کہا پہلے میرا سر کاٹ لو جب قبر کھودنا اوسکے بعد راجہ نے پشت ضریح کہ وہ مسجد ہے وہان قبر کھودی اور بدتر ہوا کہ مقام ضریح پر جگہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہے وہ خانہ خدا واہ کیسنے اسکا خیال نکیا اتفاق با ملازمین ارکان دولت تشییع جنازہ مین تھے۔

صاحبان صدر بادشاہ کے حرکات نامناسب سنتے سنتے تنگ آگئے تھے صاحب رزیڈنٹ نے دوستانہ اکثر سمجھایا دن بدن خرابی بڑھتی چلی گئی اودھر ارکان دولت اسطرح کے جمع ہوے اصلاح پر کون لاتا انھین اسباب سے کچھ عجب نہ تھا کہ عین حیات بادشاہ مین انتقال سلطنت کسی پر ہوجاتا اسی عرصہ مین اجل نے پردہ پوشی کردی اور خود بادشاہ کو بھی یہ توہم ہوگیا تھا افسوس ہے کہ یہ شباب جوانی اور یہ سلطنت اور یہ حال بادشاہ بچپن برس کے سن مین تخت نشین ہوے تینتیس برس مین انتقال فرمایا بظاہر اہل دربار تقاضا تملق و تقاضاے بزم مین کچھ کہتے ہین العلم عند اللہ اسکا ثابت کرنا دلا لکون ہا بہر او سے اپنا ہونا غنیمت ہوتا ہو واہ صاحبان رزیڈنٹ ماردنٹ رکٹس صاحب طامس میڈک صاحب جنرل لو صاحب اور

چکا ہے یہ خدمت کسی صاحب کے سپرد فرمائیے ارشاد کیا کہ تم تین کو اپنے سے اطمینان
نہ ہوا بہتر ہے کہ صحبت باقی نہ رہے+

سبب ظاہری ملالت مزاج ضعف قوت سقوط اشتہا تھا رفتہ رفتہ اسباب پیدا ہوئے تھا اکثر الفاظ
گویا الہام غیبی سے ارشاد فرماتے تھے مائیں حاضرین کے باعث تحیر ہوتا تھا کہ لوگ درپے
ہماری ہلاکت کے ہو رہے ہیں الٰہی دونو جہان مہربان دونو جہان دنیا اور تم ایسی یہ خدمت کرنا
نہیں ایک شیخ احسان حسین خان کہتے تھے کہ ایک رات چار گھڑی رات گئے بادشاہ پاؤں
برہنہ گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لیے نواب کی کوٹھی میں چلے آئے پہلے آمد آمد سے جتنے
حاضر تھے سب جا بجا چھپ گئے تھے میں بھی لکڑیوں کی ٹٹری میں چھپ گیا نواب نے دروازہ پر
جا کر نذر دکھائی فرمایا میں نہیں جانتا میں نے کیا کسی کا کیا ہے جس سے لوگ میرے درپے ہلاکت
ہو رہے ہیں ہر چند نواب خان اقدس بیرسان کلمات تشفی عرض کرتے جاتے تھے بادشاہ وہی
کلمات مکرر فرماتے جاتے تھے اسے سب حاضرین سن رہے تھے اسی حال سے مع گھوڑے
زینے سے کوٹھی میں تشریف لے گئے وہاں سامان جشن آراستہ تھا منڈر کسی داروغہ ارباب نشاط
تھے حاضر ہوئے تب بادشاہ کو بہلا لیا+

اسی طرح ۲۴ ذی الحجہ کو حسب عادت خاتمہ صحبت دیر معمولی ہوتا تھا اور پھر بعد الطعام حلم صحبت شروع
ہوتی تھی اور آپس میں بہت ایام صاحب میں حضرت جمیع منہیات اپنی تائبی سے باز رہتے تھے
یہ بھی ایک تعجب امر ہے غرض جب ملازمین والا شی بیبیوں کو رخصت کیا فرمایا آج بیمار ہوں گا
اور تم ہم کو نہ دیکھو گی بیبیاں دعا دینے لگیں مگر تعجب متحیر ہیں نواب صاحب نے عبد ابن عباس سے
بیان کیا میں نے کہا یہ گویا ایک ندائے غیبی ہے اکثر ہوں کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے
چنانچہ جب وزیر صاحب سے ملاقات ہوئی کہنے لگے تم بھی ہو آج کم گشتہ تھے+

غرض کئی مہینے سے دربار عام میں موقوف تھا فقط وزیر صاحب ریزیڈنٹ سے بضرورت ملاقات
ہوتی تھی مشروبات منہیات بالکل ترک کر دیے تھے ہر چند نواب نے الملبائی حاذق سے
جو نواب سے موافق تھے متواتر عرض کیا حیلہ ہائے شرعی بھی بیان کیے مگر بادشاہ نے
اپنی اعتقاد صحیح سے جواب صاف دیا کہ لاشفا فی الحرام یہ بھی چال معتمد الدولہ کی چلی تھی مگر نہ چلی

نذرانہ کرنل ڈوایلی صاحب تو سید ہے اپنی ولایت پہونچے بی بی ڈونا سپر دنا کے انڈر
فرلی صاحب مع ڈاکٹر اوشاسیر صاحب مہتمم کالج کچھ کتب علمی لیکر سفیر بانتیر روانہ ہندوستان
عنجملہ ہمراہ آئے لندن ہواوے صاحب ایک بی بی صاحب حسن وجمال بتنا خریدے لیتے آئے کسواسطے کہ
تماشا بازاری وہان مل سکتے ہین معلوم نہین کہ کہنا پہونچکر نذر حضرت سے گذرتا اسکے کیا صورت
ہوئی کسواسطے کہ اکثر بی بیان ولایت ملازم بادشاہ تھین غرض جب وہی صاحب بمبئی
پہونچے ہنوز وہ ملت مجہ یہ جادہ سے آغوش گرم ہوئی تھی کہ خاک بمبئی مین چین سے
پانون پھیلاکر سو رہے میم صاحبہ ولایت کو پھر گئین ڈاکٹر کلکتہ پہونچے اتفاقاً یہان بادشاہ
نے انتقال کیا محمد علی شاہ سر آرای سلطنت ہوے جب جنرل لو صاحب نے بادشاہ سے
عرض حال کیا حکم ہوا ڈاکٹر صاحب کو سواے تنخواہ دو ہزار روپیہ زاد راہ دیکر رخصت کیجئے کتب کا
کلکتے مین نیلام ہوا اسباب جب لہ آباد پہونچا مکرم الدولہ جاکر لے آئے غرض درجہ خیالیم
تلک درجہ خیال تو وہ مقتضے خیال خام ہوے تھے سب مٹ گئے

اختر غروبی دال ابر جاہ بادشاہ و انتقال

حضرت شاہ زمان کثرت مخارج و قلت مداخل اور رکن رکین سلطنت وزیر اعظم سے
بوجوہات چند در چند کبیدہ خاطر رہنے لگے یہان تک تنگ ہوے کہ درپے انتقام ہوے
اور اکثر ارشادوں کا امر بادشاہ سے نتیجے بہت خلاف پائے جاتے تھے اور خاطر مبارک مین
بہت سے وسوسے خطور کر گئے تھے جسطرح اکثر امراکو خدشہ گذرتا ہے اس جہت سے کبھی
پینے سے آب و طعام غیر معتمدین کے ہاتھ سے نوش نہ فرماتے تھے بلکہ احتیاطاً خاصہ و برتن
تالہ لگا کسواسطے کہ مقدمہ جنت آرامگاہ جیسا مشہور ہے بگوش ہوش یاد تھا اور بعد وفات
نواب قدسیہ محل عیش و آرام دنیا جیسا جی چاہتا تھا جاتا رہا تھا اور اس شادی منحوس کو
اپنے واسطے بہت بد یمن سمجھتے تھے اور ادھر صاحبان عزت اپنے حفظ جان و مال کیواسطے اپنی
گھات سے غافل نہ تھا وران سب توہمات پر مشروبات اور آب خاصہ محل نواب پر تھا
اوہ بھی جانتے تھے جب ہماری عزت پر بن جائیگی ہم بھی قصور نکرینگے اکثر قربان محل عرض
کرتے تھے کہ حضرت کیون اسقدر تکلیف اوٹھاتے ہین گویا ہمارے زخم مین آپ پر نمک

ہو گا یہ خدمت کسی معتمد کے سپرد فرمایئے ارشاد کرتے تھے دشمن کو اپنے سے اطمینان
اتر ہے کہ حجت باقی نہ رہے +

سبب ظاہری کمالات مزاج ضعف قوت تھے طرف شہادت [illegible] اکثر الفاظ
الہام غیبی سے ارشاد فرماتے تھے سامعین حاضرین کو باعث تحیر ہوتا تھا کہ لوگ درپے
ہاتھ کے ہو رہے ہیں [illegible] وہی [illegible] اور [illegible] یہ خدمت گزار
احسان حسین خان کہتے تھے کہ ایک رات چار گھڑی رات گئے بادشاہ پیادہ
گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لیے نواب کی کوٹھی میں چلے آئے پہلے آمد آمد سے جتنے
سب جابجا چھپ گئے تھے میں بھی کنویں کی سیڑھی میں چھپ گیا نواب نے دروازے پر
دکھائی فرمایا میں نہیں جانتا میں نے کیا کسی کا کیا ہے جس سے لوگ میرے درپے ہلاکت
ہیں ہر چند نواب [illegible] کلمات تسلی عرض کرتے جاتے تھے بادشاہ وہی
بات مکرر فرماتے جاتے تھے اس سے سب حاضرین سن رہے تھے اسی حال سے مع گھوڑے
کوٹھی میں تشریف لے گئے وہاں سامان جشن آراستہ تھا مسند کسی داروغہ ارباب نشاط
حاضر ہوئی بادشاہ کو بہلا لیا +

[illegible] سجدہ کو [illegible] صحبت معمولی ہوتا تھا اور پھر بعد طعام جلسہ صحبت شروع
اور اس مدت ایام رمضان میں حضرت جمیع منہیات اپنی [illegible] سے باز رہتے تھے
عجیب ہے [illegible] ملازمین جو لاتی ہیں ان کو رخصت کیا فرمایا [illegible] بہتر ہو گا
[illegible] سیاں [illegible] دیتے گئیں [illegible] متعجب متحیر ہیں [illegible] صاحب نے [illegible] سے
انہوں نے کہا یہ گویا ایک ندائے غیبی ہے اکثر ہم اہل زبان پر جاری ہو جاتا ہے
وفات صاحب [illegible] اتفاق ہوئی کہنے لگے تم ہی ہو اب تم کہتے تھے +
دنوں سے دربار عام بھی موقوف تھا فقط صاحب ریذیڈنٹ سے بضرورت ملاقات
منہیات بالکل ترک کر دیے تھے ہر چند نواب نے اطبا کو حاذق سے
موافق تھے متواتر عرض کیا حیلہ ہائے شرعی بھی بیان کیے گئے مگر بادشاہ نے
کہ لا شفا فی الحرام [illegible] یہ بھی چال معتمد الدولہ کی [illegible] مگر نہ چلی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہندوستانی طیار ہوکر پیارا کوٹھی فرح بخش مین آراستہ ہوکر رکھا گیا اوسکے دیکھنے کو جنرل لوصاحب مع صاحبان عالیشان جو اوس مین فراہم آئین بعد اسکے کرنل ڈیوائد صاحب و مس صاحبان خاص سے فرل صاحب و مولوی اسمعیل صاحب سفیر ہندوستانی تجویز ہوئے مولوی صاحب کو متعلقات علم اوجا مالا اور نوادر ہندوستان ظاہری ایک مفتخم کالج جس سے ترقی رصد خانہ سلطانی اور عمل علم ہیئت کا ہندوستان مین رواج پائے اور کتب علمی اور وہ گھوڑے خانہ زادان شاہی سے دو ہاتھی سکے پاٹھے تجویز جنرل لو صاحب کسواسطے کہ بڑا ہاتھی ولایت مین تھا اور وہ گینڈے ان سکی جھو لین مغرق پر تکلف تھین اور سائیس اور فیلبانان کی بھی وردی بہت بھاری مغرق ایک گینڈا کلکتے مین جہاز پر چڑھنے مین پانی مین گرکر مرگیا پھر دوسرا پندرہ ہزار روپیہ کا مول لیا مع الخیر روانہ ہوا۔

نواب گورنر جنرل بموجب تحریر ریزیڈنٹ صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس کو مشروحاً لکھ چکے تھے کہ یہ ہدیہ گران بہا مع سفیران شاہی بدین قصد اب ہمارے روانہ ولایت ہوا ہے پس یہ لکھنا بے اعتنائی سے نواب محتشم الیہ کا خلاف مطلوب ہوا چنانچہ براہ کیپ گڈہوپ پہلے قدم لندن سے پہونچا پہلے بجہت محصول کی پرمٹ مین روکا گیا جب ہالسنے نجات پائی سرکار مین اطلاع ہوئی ممبران کورٹ مذکور نے کہا کہ ہدیہ دوستانہ کم قیمت ہوا اور درحقیقت راہ جنس اخلاص بیش بہا چاہیے اسقدر تحائف لینا بار منت ہے احتمال اسکے تلافی کا بھی ہے لہذا اسکا استرداد مناسب ہے لیکن جب سفیر شاہی نے وزیر اعظم سلطنت سے بمنت عرض کیا بعد نصف شب جب آمد و رفت گاڑیون کی کم ہوئی سفیر شاہی بوساطت وزیر اعظم مع ہدیہ حیوانات حاضر حضور شاہ ہوئے وردی سکی دیکھکر بہت خوش ہوئے اور التماس سفیر شاہی درباب بھیر لیجانے حیوانات کو بجہت مسافت دور و دراز و سفر دریا منظور ہوئی حکم ہوا انھین چلے لاؤ اور سفیر شاہی کو خلعت رخصت ہوئی عبث عبث نقصان لکھوکر اور موجب تو ہین ہوا اسکے سوا آپسمین سفیرون مین خوب جوتی چلی اور بعض امور سفیر ہندوستانی سے جو انکی بی بی ڈف صاحب کو اپنے ساتھ لیگئے تھے ایسے خلاف سرزد ہوئے کہ باعث مضحکہ ولایت ہوا صاحبان اخبار نے بہت رنگین کرکے چھاپا۔

وہ عروس کا ہین اب خود وہ عبادت خدا مین رہتی ہین اور متمنی زیارت کربلای معلی مین رہتی ہین
سرکار سے پندرہ سو روپیہ مہینا ملتا ہے سراج الدولہ بھائی ہین اونھین سب طرحکا اختیار ہی

جانا کرنل گرابوا صاحب فریل حشمت صاحب مع مولوی محمد اسمٰعیل کا لندن کو بغرض ہدایا بنام شاہ جمجاہ جارج چہارم

اصل بنای ہدایای شاہی کی یہ ہوئی کہ حضرت خلد مکان کو بعض دولتخواہ عاقبت اندیش
مقبول و معتمد سرکارین نے صلاح نیک یہ عرض کی کہ اگر کچھ ہدیہ شاہ جمجاہ جارج چہارم کو معرفت
تجار نامی کلکتہ باخفا لندن جاوے اور ایک کوٹھی سلطانی بطریق تجارت معرفت اونھین تجار کے
مقرر ہو جسمین پچاس لاکھ روپیہ سرکار کا جمع رہے اور دو جہاز بنام شاہی خرید ہو کر وقتاً فوقتاً آمد و رفت
ولایت کیا کرین اور ہر قسم کا اسباب انگریزی اور نفایسات مصرف سرکار لایا کرین بعد مصرف سرکار
باقی اسباب کا نیلام ہو جایا کرے پس اس صورت سے چند کارروبار سرکار شہرت پاینگا صاحبان
تجار بھی مطمئن ہو جاینگے اور باعث وثوق اتحاد بھی ہوگا اس پردہ مین جو غرض باطنی ہو وہ کبھی
کسی پر نہ کھلیگی کسواسطے جو صاحب عہدہ جلیلہ پر ہندوستان مین آتا ہے محتاج اپنی ترقی وغیرہ کا
ہوتا ہے اس وسیلے سے اکثر امور سرکار بسہولت ہو جایا کرینگے چنانچہ یہ امر بہت مطبوع خاطر اقدس
ہوا اس جہت سے کچھ تحائف جسطرح پیشتر بیان کیا باخفا معرفت تجار ولایت حضور شاہ جمجاہ
لندن گذرے اوسکے عوض ایک گھوڑا خانہ زادان شاہی سے جوڑی بیتچہ قیمہ برکار طلا کئی
بار وقتین بحکم شاہ کلکتے پہونچین یہان حضرت شاہ زمان سریرآرای سلطنت ہو چکے تھے
بس اسی بنای خاص پر مشیران خاص کی صلاح یہ ہوئی کہ اب یہان سے بھی سفیر انگریزی
و ہندوستانی مع ہدایای گران بہا جو فراخور شاہان ہو جاوے بڑا نام ہوگا اور پھر بھی صورت
قائم رہیگی تو حصول مطالب بھی غالب ہے کہ بآسانی ظہور مین آئیگی مگر اصلحت کار نہ سمجھے اور ایک
قرینے سے کیا بلکہ مشیران سابق نے ازراہ دولتخواہی یہ بھی عرض کیا تھا کہ سفیر قوم فرنس سے
نہ بھیجیگا اور نہ اسقدر ہدیہ گران بہا بظاہر بار منت ہو جائیگا کسواسطے کہ پہلے ہدیہ کا
بھیجنا باخفا نواب گورنر جنرل کے ناگوار خاطر ہو چکا ہے مگر مشیران حال سے قبول مصلحت کا
کی لیت نہ سمجھے آخر وہی ہوا۔

بہرحال تقریباً تیس لاکھ روپیہ کا سب طرحکا اسباب تحفہ نایاب بلکہ کمیاب زنانہ و مردانہ

فرق مبارک پر سونیکا اور کشتی اور کا سہرا باندھا حضرت نے اپنے دست مبارک سے
ایک انگوٹھی ہیرے کی معرق تشتری پلیٹ میں رکھکر عنایت فرمائی صاحب نے بہت مبالغے سے
لیکر نوشیان فرمائی خلاصہ صحبت یہی اونکا سہرا یہانتک ہوئی بعد اسکے بادشاہ سہرا باندھے
داخل محلسرا ہو دولھن کے پاس پہنچے رسوم عرفیہ شادی کی نہین ہونے پائی فقط سبب یہ ہوا کہ
بلکہ اس خصوصیت سے پہلی شادی میں ہوئی ہیں بعد رسومات مع عروس محل دولتخانہ
خدیو نواب آصف الدولہ ہوئے توپ سلامی کی چلی خطاب عروس نواب بادشاہ جہان
مستاز الدہر ہوا۔

بعد چند روز کے یہ بساط عیش مستعار بھی برہم ہوئی کسواسطے کہ بادشاہ شوخ و شنگ
عاشقانہ معشوقانہ دلربا نوکے شادی اور طالب تھے وہ گھر یلو شرفا کی صاحبزادیوں میں
نایاب اور خصوصًا اونکی نسبت جہانتک زیادہ نادیدہ پھر کیونکر رغبت ہوتی اسکے سوا درعروس
کی دنائت و تنگ چشمی امور کیا کیا تعادی اپنے سہد بیانہ عرفیہ کی یہ سب سبب انتشار ہو
خاطر ہمایون کا ہوا انکو سراسر خلاف شان و شوکت شاہی سمجھے غرض بہر صورت یہ شگوفہ
غنچہ تازہ بھی کھل کر ٹھٹھر کر رہگیا مختصر سبب کراہت و ناگواری و عدم عروج ترقی کا یہ ہوا کہ
بادشاہ نے کئی لاکھ روپیہ اور پینتالیس عدد کشتیان دوشالہ و رومال جامہ وار اور ریشمی
لباس گر بار وغیرہ اپنی ناموری سمجھکے بیگم صاحبہ کو عنایت فرمائیں کہ تم بادشاہ کی بی بی ہوئی ہو
اپنے عزیزوں اقربا متوسلین و اہل محل کو تقسیم کر دو وہی کیا یا دیگر لگی دولھن تری صاحبزادی
تھی مال کو اختیار تھا اونھوں نے اپنی دنائت طبع سے صرف بیجا سمجھکر بدستور رہنے دیا
کسیکو تقسیم نکیا صبح کو جب بادشاہ بیدار ہوے اونکی تقسیم کو پوچھا بیگم صاحبہ کی مان نے اپنی
اکڑستی سے جواب دیا کہ ہم تمھارا گھر بنانے کو آئی ہیں یا مثل اوروں کے لٹانے کو یہ سنتے ہی
نعل در آتش ہوے اوٹھکر چلے عروس نے دامن بادشاہ پکڑا فرمایا تو کنگلی ہے کیا کسیکو دیگی
باہر تشریف لائے راجہ غالب جنگ مہتمم دیوان عام سے فرمایا راجہ ہمنے اس نئے محل کا
خطاب کنگلا محل دیا راجہ نے اوسی خطاب سے آواز بلند ایک چوبدار سے کہا جاؤ
کنگلی محل سے حضرت کا تاج لے آؤ جب یہ مشہور خاص و عام یہ خطاب ہوا چند روز

جناب میر سید علی صاحب مرحوم سنگے بجائے مجتہد العصر کے نواب کیپٹن صاحب سے سمجھانے کو تشریف لیگئے بہزار جد و جہد اجتماد نواب دولت خالف ایا اس عرصہ میں سید جناب سید مورد عنایات خاقانی ہوے نواب زبادشاہ سے عرض کیا اس مقدمہ کا انجام کار ابتدا انھین کا کام تھا وہ زن با وفا بنا زبان رہی مگر چہی ہو فی لیکن اسکے اپنی خوش نیتی اور ثابت قدمی سے بچا کر کا پیڑ رین اپنے شوہر سے جا ملی ؛

اس عرصے میں بہت صاحب حسن و جمال ان اقدس سے گذرے انمین بعض عزیز بھی تھے اونکی بھی خریداری ہوئی آخر بہزار تجسس و تلاش نواب روشن الدولہ نے بحر مخار مین اپنی عمائی سے رشتہ ارکالا یعنی سراج الدولہ بیٹیا باقر علیخان کا جو اونکی سگی بہن وہ انکا داماد بھی تھا بادشاہ کو بھی یہ دوستمت ہو دکھا دیا جرنل کی ماں نواب بابی کی بڑی مصاحبہ بادشاہ ہوئی اونکین ہیں فرماتے تھے ؛

جب چار مہینے کئی دن گذرے یہ باستثناء عورت شرفا کے واسطے عورت گوشتے تو شاہیہ و معمولہ معیشہ شاہی ہو ملکہ بیگم صاحبہ مرحومہ کو حکم برطرفی ہوا تنخواہ سب کو ملگئی مگر آقو جی تا در علیخان واروغہ وغیرہ صاحب ہول رہتے لئے دیگر نواب کی حمایت سے بچ رہے ماں بیگم صاحبہ کی سیر نصاحب بڑے بیٹے مرحومہ کو لیکر اپنے مکان علوکہ وارو غہ غلام حسین مین گئیں یہ بیٹا مرحومہ کا یادگار رشتہ برادر عم کی میر حیدر کا تھا اور دوسرا اچھا بیٹا جو بطفولیت مین مرحومہ کی ماں کے پاس رہتا تھا کچھ دن بیچ مین مرگیا میر خدا بخش مرحوم کی کربلا مین رواق جانب جنوبیہ و فتحہ مقدسہ میں دفن ہوا وہ بڑا صاحب نصیب تھا اسکے بعد یہ سب آفتیں ساہی آنیں ؛

خلاصہ نواب کی سپلال ازعروسی شاہی لیار کیا نواب ملکہ محل بنا ہی بیگم صاحبہ حکیم بندہ رضا خان کے سمجھانے سے معاون محل نواب ہوئین بار سو ستمبا بندی موافق رسم زمانہ ہوا جب ورز تولد جناب امیر علیہ السلام ۱۳ رجب ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۵ع بہ برات ہوئی محفل شاہانہ آراستہ ہوئی اقربای شاہی ارکان دولت سب حاضر تھے جرنل صاحب مع صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ انگلسیہ شریک محفل تھین صاحب بہادر کمال خفیہ و سمیت سے بہ نیت خالص

پندرہ ہزار روپیہ مہینا مقرر کیا اور پانسو سپاہی چوکی پہرے کی اجازت دی جناب نجف
امداد علی اور خدا بخش چوبدار رزیڈنٹی برطرفی تنخواہ پر مامور ہوئے بیگم صاحبہ نے ان سب کی
تنخواہ دیکر سمجھا دیا کہ تم سب میرے نوکر ہو اپنے گذشتہ رہو تنخواہ پہونچے جاینگی یہ تدبیر محض
اس خیال سے کہ روز بار میرے کام آئینگے اور صاحب رزیڈنٹ نے ملازمین شاہی کو حکم
قناتی دیا کہ کوئی ملازم بیگم صاحبہ کا مزاحم حال نہو پھر بیگم صاحبہ نے معرفت مرزا نیاز خان اپنے
وکیل صاحب سے کہلا بھیجا دو لاکھ روپیہ سمجھیے اور بھیجا دو صاحب نے طلب نا کر ہاں لاکھ روپیہ پہونچانا
اقرار کیا کہ کل صبح کو لیجانا اوسی رات بادشاہ کا انتقال ہوگیا انا للہ
بادشاہ اس مدت قیام باغ میں بیگم صاحبہ کے پاس حالت بیہوشی میں پہر رات رہے
تشریف لیگئے بیگم صاحبہ نے زبان شکوہ و شکایت کی کہولی بادشاہ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر آئے
مفسدون نے دیکھا کہ اگر بادشاہ اور بیگم صاحبہ سے پھر موافقت ہوئی ہمارا کام تمام
ہوجائیگا لاچار ہو کر بعض خواص محل سے بطمع زر موافقت پیدا کی کہ مفصل خبر محل کی
سنکر بادشاہ سے عرض کیا کریں +

ذکر وسی آخری بادشاہ

حضرت شاہ زمان کا حال بعد انتقال نواب قدسیہ محل عجب طرح کا ہوگیا تھا کہ ہر وقت
پریشان اور تصور میں اوس یوسف جہان گذشتہ کے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ کاش کوئی
ہم شبیہ اوسکی بلجا ملے اور مشابہ اوسی شکل و شمائل کے ہو مگر غیر ممکن تھا البتہ فی الجملہ تسکین خاطر
ہوجاتی اور یہ شعلہ فراق کچھ بجھ جاتا جتنے زن و مرد خواص تھے اپنے رسوخ کیواسطے
شہر میں خاک اوڑانے لگے +

پہلے بادشاہ کے خیال میں آیا کہ اگر چھوٹی بہن مرحومہ کی جو نواب دولہ کی جورو ہے
راضی ہو تو اوسمیں کہاں تک عادت و خواص سگی بہن کے ہونگے اس امر میں بہت سے
دلالون نے ہاتھ پاؤں مارے مگر اوس زن باوفا نے ہرگز مفارقت اپنے شوہر کی قبول
نکی یہان تک کہ اوسکے شوہر کو از راہ تنبیہ شہر سے نکال دیا میان گنج بھیجا فتح الدولہ مرزا
محمد رضا برق اوسکی حفاظت و نگہبانی کو ساتھ ہوئے کہ کہیں بھاگ نہ جائیں بعد کتنی ہفتوں کے

حسب الحکم ظفر الدولہ نے جا کر جتنے کوٹھے تھے سب مقفل کر دیئے پھر چھکڑون پر بار کر کے
بتنا نقد و جنس تھا ہمراہ ملازمین بیگمصاحبہ باغ مین پہونچا دیا اس اسباب کے لے جانے مین
بہت سا گھر والون کے ہاتھ سے بھی تلف ہوا۔

جناب بیگمصاحبہ موافق عادت و رسوم قدیم کے اپنے رسومات ماتمی مین مشغول ہوئین
اور باغ جو مثل خرابہ کے ویران مطلق پڑا تھا ہر طرف گلزار ہو گیا غربای شہر مرثیہ خوان
ذاکرین نے ہجوم ہر روز کیا سو نوکر ہونیکا گیا قریب آٹھ نو ہزار کے سپاہی نوکر ہوئے اونمین
وردیان ملین صبح و شام قواعد ہونے لگی جنرل فوج میان امام بخش سقے ہوے
نواب ناظر سمنت علیخان تھے انکے رفقا اور دسترخوان بہت وسیع تھا باغ کے باہر
دکانون سے بازار آباد ہو گیا تھا،

غرض جب یہ خبر فوج اور سامان وغیرہ کی بادشاہ کو پہونچی کہلا بھیجا کہ فوج کو برطرف
کرو بیگمصاحبہ نے جواب دیا مین اس جنگل مین رہتی ہون اگر سپاہ حفاظت کو نہو گی لٹ
جاؤنگی پھر شہر مین منادی ہوئی کہ جو بیگمصاحبہ کی نوکری کو جائیگا مجرم سرکار ہو گا اور
فوج شاہی بھی جا کر مقابل باغ بڑی بیگمصاحبہ کی بھی فوج نے نالے پر اونکے مقابل اپنے
مورچے لگائے جب خبر موحش جنرل لو صاحب نے سنی خود مع جیمس پاٹن صاحب میر منشی
سید التفات حسین خان صدق و کذب خبر فوج کو تشریف لیگئے جب کثرت فوج بچشم دیکھی
چار و ناچار مداخلت کرنی پڑی میر منشی کو فہمایش کیواسطے بھیجا کہ آپ فوج کو برطرف کیجیے
بقدر ضرورت رکھ لیجیے اور جو صاحب زیڈنٹ دربارہ مقرر فرمائین اوسی قبول فرمائیے
اور اگر نمانیے گا تو کمپنی انگریزی اگر بندوبست کر لینگی پھر آپ کے عذر کی بھی شنوائی
نہو گی بیگمصاحبہ نے رو رو کر اپنا سارا دکھڑا بیان کیا کہ مختاران سلطنت میری درپئے تذلیل
ہوئی اور بادشاہ نے دیکھو کیا خوب حق پرورش میرا ادا کیا مجھے ابتدا سے اپنا تصفیہ بواسطہ
صاحب زیڈنٹ منظور تھا اب لاکھ روپیہ ہو تو تنخواہ فوج کو دیکر برطرف کرون اور میری
جاگیر سلون عطیہ میرے شوہر کی مجھے ملجاے وہان جا کر رہون خلاصہ بعد قیل و قال
صاحب زیڈنٹ نے بحکم صدر لاکھ روپیہ برطرفی فوج کے خزانہ شاہی سے بھجوائی اور

پندرہ ہزار روپیہ مہینا مقرر کیا اور پانسو سپاہی چوکی پہرے کی اجازت دی چنانچہ امداد علی اور خدا بخش چوبدار رزیڈنٹی بر طرفی فرخ پر مامور ہوئے بیگم صاحبہ فی الظاہر سب کی تنخواہ دیکر سمجھا دیا کہ تم سب میرے نوکر ہو اپنے گھر بیٹھے رہو تنخواہ پہونچے جائیگی یہ تجویز محض اس خیال سے کہ روز بد میرے کام آئینگے اور صاحب رزیڈنٹ نے ملازمین شاہی کو حکم قطعی دیا کہ کوئی ملازم بیگم صاحبہ کا مزاحم حال نہو پھر بیگم صاحبہ نے معرفت مرزا علیخان اپنے وکیل صاحب سے کہلا بھیجا دو لاکھ روپیہ نصف بھیجا اور بجواد و صاحب نے طمع کا وکر ہا لاکھ روپیہ بھیجنے کا اقرار کیا کہ کل صبح کو لیجانا اوسی رات بادشاہ کا انتقال ہوگیا انا للہ ۔

بادشاہ اس مدت قیام باغ میں بیگم صاحبہ کے پاس حالت بیخودی میں پھر رات رہے تشریف لیگئے بیگم صاحبہ نے زبان شکوہ و شکایت کی کھولی بادشاہ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر آئے مفسدون نے دیکھا کہ اگر بادشاہ اور بیگم صاحبہ سے پھر موافقت ہوئی ہمارا کام تمام ہوجائیگا لاچار ہوکر بعض خواص محل سے بطمع زر موافقت پیدا کی کہ مفصل خبر محل کی سنکر بادشاہ سے عرض کیا کریں ۔

	عروسی آخری بادشاہ	

حضرت شاہ زمان کا حال بعد انتقال نواب قدسیہ محل عجب طرح کا ہوگیا تھا کہ ہر وقت پریشان اور تصویر افسوس یوسف جہان گذشتہ کے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ شکل کوئی ہم شبیہ اوسکی ملجائے اور مشابہ اوسی شکل و شمائل کے ہو مگر غیر ممکن تھا البتہ فی الجملہ تسکین خاطر ہوجاتی اور یہ شعلۂ فراق کچھ بجھ جاتا جتنے زن و مرد خواص تھے اپنے رسوخ کیواسطے شہر میں خاک اوڑانے لگے ۔

پہلے بادشاہ کے خیال میں آیا کہ اگر چھوٹی بہن مرحومہ کی جو نواب دولہ کی جورو ہے راضی ہوتیا و ہمین کہان تک عادت و خواص سگی بہن کے ہونگے اس امر میں بہت سے ولادون نے ہاتھ پاؤن مارے مگر اوس زن باوفا نے ہرگز مفارقت اپنے شوہر کی قبول نکی یہان تک کہ اوسکے شوہر کو از راہ تنبیہ شہر سے نکال دیا میان گنج بھیجا فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق اوسکی محافظت و سمجھانے کو ساتھ ہوئے کہ کہین بھاگ نہ جائین بعد کئی مہینے کے

حسب الحکم ظفر الدولہ نے جا کر جتنے کوٹھے تھے سب مقفل کر دیئے پھر جھگڑون پر بار کر کے جتنا نقد و جنس تھا ہمراہ ملازمین بیگمصاحبہ باغ مین پہونچا دیا اس اسباب کو لے جانے مین بہت سا گھر والون کے ہاتھ سے بھی تلف ہوا۔

جناب بیگمصاحبہ موافق عادت و رسوم قدیم کے اپنے رسومات بداعی مین مشغول ہوئین اور باغ جو مثل خرابہ کے ویران مطلق پڑا تھا ہر طرف گلزار ہو گیا عزا بی شہر مرثیہ خوان ذاکرین نے ہجوم ہر وسیلہ سو نوکر ہونے کا کیا قریب آٹھ نو ہزار کے سپاہی نوکر ہوا اور فوج ورودیان بلین صبح و شام قواعد ہونے لگی جرنل فوج میان امام بخش ستے ہوئے نواب ناظر میمنت علیخان تھے انکے رفقا اور دسترخوان بہت وسیع تھا باغ کے باہر دکانون سے بازار آباد ہو گیا تھا۔

غرض جب یہ خبر فوج اور سامان وغیرہ کی بادشاہ کو پہونچی کہلا بھیجا کہ فوج کو برطرف کرو بیگمصاحبہ نے جواب دیا مین اس جنگل مین رہتی ہون اگر سپاہ حفاظت کو نہو گی لٹ جاؤنگی پھر شہر مین منادی ہوئی کہ جو بیگمصاحبہ کی نوکری کو جائیگا مجرم سرکار ہو گا اور فوج شاہی بھی جا کر مقابل باغ بڑی بیگمصاحبہ کی بھی فوج نے نالے پر اونکے مقابل اپنے مورچے لگائے جب خبر موحش جرنل لو صاحب نے سنی خود مع جیمس پاٹن صاحب میر منشی سید التفات حسین خان صدق و کذب خبر فوج کو تشریف لیگئے جب کثرت فوج بچشم دیکھی چار و ناچار مداخلت کر کے بڑی میر منشی کو فہمایش کیواسطے بھیجا کہ آپ فوج کو برطرف کیجیے بقدر ضرورت رکھ لیجیے اور جو صاحب ریذیڈنٹ در باب مقرر فرمائین اوسی قبول فرمایئے اور اگر نمانیے گا و کمپنی انگریزی اگر بندوبست کرلینگی پھر آپ کے عذر کی بھی شنوائی نہو گی بیگمصاحبہ نے رو رو کر اپنا سارا دکھڑا بیان کیا کہ مخربان سلطنت میرے درپے تذلیل ہوئے اور بادشاہ نے دیکھ کیا خوب حق پرورش میرا ادا کیا مجھے ابتدا سے اپنا تصفیہ تو نظر صاحب ریذیڈنٹ منظور تھا اب لاکھ روپیہ ہو تو تنخواہ فوج کو دیکر برطرف کرون اور میری جاگیر سلون علیحدہ میرے شوہر کی مجھے ملجائے وہان جا کر رہون خلاصہ بعد قیل و قال صاحب ریذیڈنٹ نے بحکم صدر لاکھ روپے برطرفی فوج کے خزانہ شاہی سے بھجوا ئی اور

راجہ سے حکم کو مشتہر ہم مشتعل مکان خالی کروا دو پہلے اونہون نے گیارہ ملازمین بیگم صاحبہ کو
مع کشن چند ہیرا لعل ودی سنگھ قید کر کے ڈیوڑھی کوٹھی بھیجدیا

۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۳۷ع سپاہ شاہی نے مکان بیگم صاحبہ کو گھیر لیا
پانی بند کیا بیگم صاحبہ نے ڈیوڑھی کے خاص برداروں کو حکم طیاری دیا اور دو پلٹن نجیب
جنکی تنخواہ محرم و محتشم و ربیع الاول تک باقی تھی بلا تنخواہ لیکر نمک حرامی سے کہا کہ تو تیری اوسکا نشان بھی نہ رکھا
سپاہ شاہی نے سیڑھیان دیوار باغ متصل محل بیگم صاحبہ لگا کر بیلدارون سے محل کا کھدوانا
شروع کیا اوسوقت لونڈیون اور عورات محل نے بام پر نکل کے ڈھیلے پتھر مارنا شروع کیا سپاہ
سکھ سنگھ کی بہاگی راجہ اور راجہ تلک چند سلطانی مجروح ہوا بیگم صاحبہ باہر سے پھر داخل محل
ہوئین پھر راجہ نے سپاہ کو حکم دیا کہ اب تم سب بیباکانہ محل مین چلے جاؤ اتفاقاً کسی نے
ڈیوڑھی سے بندوق ماری اس وقت دو طرفین سے گولی چلنے لگی چار جانشین بیگم صاحبہ کی
اپنے حق نمک سے ادا ہوئین ظالم سنگھ صوبہ دار اور ایک سپاہی فوج شاہی سے اور ایک
مسافر راہ مین مارا گیا اور جو لوگ محل پر چڑھ گئے تھے مجروح ہوے اور کئی آدمی اور لونڈیان
بیگم صاحبہ کی ماری گئین اس جنگ خانگی سے شہر مین ایک تلاطم ہو گیا بازار مین دوکانین بند
ہو گئین ایک توپ بھی ڈیوڑھی پر لگائی گئی تھی بیگم صاحبہ بھوکی پیاسی نصرت باغ کی طرف سے
درگاہ بارہ امام مین آئین راجہ سے امان چاہی ملازمین شاہی نے نعش مقتولین کو دریا مین
بہا دیا نواب روشن الدولہ نے بادشاہ سے عرض کی بیگم صاحبہ امان لیکر الماس باغ جانا
چاہتے ہین چنانچہ میانے گاڑی رتھ ڈولی ہمین حسب الحکم روانہ ہوے کوتوال شہر کو حکم ہوا
الماس باغ مین رسد پہونچاؤ بیگم صاحبہ ۳ بجے دن کو مع منا جان اور خواصین ملازمین کے
سوار ہوکر باغ مین تشریف لیگئین عورات زخمی بھی ساتھ تھین مادھو سنگھ مع سوار اور دو کمپنی
تلنگہ اور دلجیت سنگھ ہمراہ سواری تھے عورات پیاس سے بیتاب ہوکر راہ مین پانی مانگتی تھین
دو ساعت گئے رات کو باغ مین سب قافلہ پہونچا وہان نہ روشنی نہ فرش سالہا سال سے جسمین
چراغ نہ جلا ہو مثل خرابہ زندان ہو رہا تھا بیگم صاحبہ مع منا جان بے آب و طعام تمام رات
سنگھاسن مین بیٹھی رہین اور سب عورات کو اسی حال سے صبح ہوئی بعد بیگم صاحبہ کے تشریف لیجانے کی

تھین مجھے منحرف کردیا ہے ان باتون سے بیگم صاحبہ کبیدہ خاطر ہوئین آئین لیس شرع بنای خلاف یہ ہوئی حریف اور مخربون نے اسپر بھی لون مرچین لگا کر تیز کرنا شروع کیا آخر حکم قطعی شاہی ہوا کہ بیگم صاحبہ مکان ملحق بیت السلطنت سے الماس باغ مین جاکر رہین بیگم صاحبہ نے جواب دیا کہ یہ عطیہ میرے شوہر کا ہے مختار عطیہ ہوتا تو مین خالی کردیتی پھر بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ پچیس ہزار درماہہ لیجیے اور جس مکان کو پسند کیجیے اون مین جاکر رہیے اسکا جواب یہ دیا کہ جاگیر سلون میرے شوہر کی دی ہوئی ہے وہ مجھے ملے مین اودھ جاؤن آخر بادشاہ نے جنرل لو صاحب کو واسطۂ تصفیہ کیا کہ بیگم صاحبہ مع اقلد و جنس یہان سے اودھ جائین اور تنخواہ اونکے واسطے آپ تجویز کرین مین مقرر کردون صاحب نے جواب دیا یہ امر خانگی ہے ہمین سوائے امور سلطنت کے حکم مداخلت کا نہین ❊

بعد اسکے حکم شاہی سے مزدور رنڈی مرد جتنے عمارت کے تھے کوٹھے پر چڑھکر کلمات فحش بآواز بلند نسبت جناب موصوفہ کہنے لگے جناب نے سبکو حکم دیا کہ زنہار کوئی ادھر سے جواب نہ دے اسکے بعد ہنڈیان پر از کثافت محل مین پھینکنی شروع کین بیگم صاحبہ مجبور ہوگئین باره امام مین جاکر رہین اور روز و شب تلاوت قرآن و عبادت خدا مین مشغول رہتی تھین لونڈیان کثافت کو پانی سے دھو ڈالتی تھین بعد اسکے حسب الحکم شاہی غلامت محی خان ظفر الدولہ سمجھانے کو آئے کہ پچیس ہزار درماہہ لیجیے اودھ جائیے فرمایا مجھے تمہاری کہنے پر اعتبار نہین اگر صاحب ریذیڈنٹ اسکے واسطہ ہون اور میری جاگیر مجھے ملے تو البتہ اودھ جاؤن جب یہ صورت ہوئی اور زبان طعن و تشنیع خلائق عوام سے گذری کہ بادشاہ نے خوب حق مادری ادا کیا بادشاہ برہم ہو کر دولتخانہ قدیم مین تشریف لیگئے کہ جب تک بیگم صاحبہ نہ جائینگی مین فرح بخش مین نہ آؤنگا ❊

اتفاقاً جنرل لو صاحب بضرورت ملاقات لارڈ گورنر ولیم بنٹنک کے کلکتہ جانے لگے بادشاہ نے اسی باب خاص مین محبت نامہ صاحب جانشین کو دیا کہ حسب مرضی میرے اقرار نیہ ہو جائے وہان سے بھی وہی جواب آیا عدم مداخلت کا جو صاحب نے کہا تھا بعد اسکے بادشاہ نے تنگ ہو کر غالب جنگ و شیو دین سنگہ کو حکم قطعی دیا کہ بہر صورت تم کسیطرح کاکام کرنا

ی بانو بی باوفا آخر تمنے اپنا کام تمام کیا غرض کی جو حقیقت تھی وہی دیکھا پایا کہ مکرر رونے لگین
حضرت زیادہ بیقرار ہوے آخر گھبرا کر بے صبری سے چارپائی کی پٹی چھوڑ تشریف لیگئے
اوسیوقت لباس سیاہ پہنا او ترک لذات و راحت و آرام کیا سب ارکان دولت بھی
سیاہ پوش ہوے دوسرا محرم منعقد بھی ہوا

نواب روشن الدولہ حکیم مرزا علیخان اور اطبای حاذق جمع ہوے ہزارون تدبیرین کین
مگر جانبر نہوئی ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۰ ہجری روز چہارشنبہ مطابق ۲۱ اگست سنہ ۱۸۳۴ع
چوبیس برس کے سن مین انتقال کیا رات کو جنازہ بڑی دھوم و جلوس شاہی سے اوٹھا
ارکان دولت افسران شاہی سب سیاہ پوش تھے ملازمین سب خاک بسر تھے باغ جو نمونہ
بہشت تھا ماتم سرا ہو گیا تھا کربلا جدید تعمیر مین برابر مقام سید الشہدا دفن کیا چہلم تک سب
سیاہ پوش رہے روز سوم بادشاہ مع جنرل لو صاحب کمانڈر بادشاہ کربلا تشریف لے گئے
مگر صاحب باہر رواق مین رہے اندر حرم مین ضریح کے پاس نہ گئے پھر روز چہلم فقط بادشاہ
تشریف لیگئے قبر پر فاتحہ پڑھکر دیر تک روتے رہے باہر خیمے مین آکر تبدیل لباس فرما کر محلسرا
دوسری مین جو بہاری بارہ دری تھی تشریف لائے جتنا کارخانجات و عملہ تھا سب بدستور
رہا جب صبح کو بادشاہ بیدار ہوکر نشست تھے عورات ملازمین مرحومہ حاضر ہوتی تھین آتو جی
کچھ باتین دل بہلانے کی کرتی تھین بادشاہ اپنی صحبت ہمدمی یاد کرکے دم بخود رہکر باہر
تشریف لاتے تھے غرض صدمہ عظیم لاحق ہوگیا تھا

جناب بادشاہ بیگم صاحبہ کا احوال بالاجمال یہ ہے کہ جب بیقراری اور لباس سیاہ کا
حال سنا بمقتضای جوشش محبت مادری بیتاب ہوکر بے لباس سیاہ تشریف لیگئین کلمات
تشفی و ماتم پرسی کے ارشاد فرمائے کہ خدا تجھکو دولہ کو سلامت رکھے ایسی سیکڑون تیری
خدمت مین آئینگی بادشاہ ان باتون سے زیادہ بیقرار ہوے اور شکایت غلام
سیاہ پوشی کی زبانی کی کہ آپکو مجھسے محبت دلی ہوتی میری شریک ماتم ہوتین مگر آپ کو
وفات میر فضل علی کا صدمہ کم ہوا تھا اسکا جواب دیا کہ مین لباس ماتم فقط عزاداری جناب
سید الشہدا علیہ السلام کو پہنتی ہون نہ غیر کے واسطے مین خوب جانتی ہون کہ معاذ اللہ سلطنت نے

تاج الدین حسین خان لکھنؤ سے چار لاکھ روپیہ نقد کا زیور لائے اپنی املاک مین ہے ازبسکہ اونکے بھی دماغ مین بوے وزارت کا کچھ اثر خام ہو چلا تھا اکثر صاحبان عالیشان سے ملاقات بھی تھی وہ سب وبیہ مہمانی دعوت و ضیافات حکام عظام از راہ خوشامد بامید موہوم اور صرف عزاداری جناب سید الشہدا مین بھی تمام ہوا اور پھر فرخ اباد جاکر نواب منتظم الدولہ سے اپنی صفائی کرکے خلعت سرفرازی لیکر چلے آئے یہ کام انھین صاحبون سے بن پڑا ہے ۔

سبب انتقال نواب قدسیہ محل صاحبہ مختصر یہ ہے کہ حضرت شاہ زمان کو باوجود حالت تعشق و شیفتگی کے اونکی عیاری وکید عظیم سے موافق قران کے راجہ غالب جنگ مہتم نیوتعام کے کہنے سننے سے کچھ کچھ مظنہ فاسد مرکوز خاطر اقدس ہونے لگا اور مقدمہ حمل موہومی قرین صدق ہوگیا اور بہت سی پردہ دری ہونے لگی اس بہت سی بے اعتنائی ظاہری شروع ہوئی چنانچہ بعد انقضای ایام حمل الامر بیگم صاحبہ بنابر تفریح طبع موسم برسات مین کوٹھی دلکشا مین تشریف لیگئیں اوسکے بعد تقاضائے ایام بادشاہ باغ مین اپنا مہمان کیا چار دن تک وہان بھی افسردگی رہی طرفین کا غنچۂ دل نہ کھلا ایک رات بادشاہ ازراہ چشم نمائی باہر بارہ دری مین خواب راحت فرماکے صبح کو بیگم صاحبہ کے پاس تشریف لائے زبان ہزار شکوہ شکایت سے کھلی کہ میری شرط اول محکمات سے بجای بای بسم اللہ یہی تھی جسے حضرت نے منسوخ کیا مین نے عرض کیا تھا کہ اگر اسکے خلاف ہوگا یہ صورت صحف ہستی سے مٹ جائیگی معلوم ہوا کہ حضرت کی خوشی اسی مین ہے فرمایا ہمنے ایسا کیسکو ثابت قدم نہین دیکھا عرض کی اب حضرت دیکھ لینگے غرض ان باتون سے کبیدہ خاطر ہوکر بادشاہ باہر تشریف لائے بیگم صاحبہ ازبسکہ سخن پرور غیور نازک مزاج تھین پسی ہوئی سنکھیا جو کئی مہینے پیشتر سے اپنے روز بد کیواسطے زیب ہیکل گلو کر رکھا تھا نوشجان فرمایا اوسپر آب شورۂ لیمون کا شربت مرگ سمجھکر پیا اوسکے بعد چند دانہ بھی نیبو کے کھائے دفعۃً زہر نے قوت کی آئی اور ٹینا کئی ٹکڑے کلیجے کے تھے بمجرد اسکے ایک قیامت برپا ہوئی بادشاہ گھبرا کے تشریف لائے بمجرد دیکھنے بادشاہ کے بیگم صاحبہ نے اشک حسرت و یاس کے برسائے بادشاہ نے فرمایا

سواے روشن الدولہ کے اسکا سبب ظاہر تھا کہ بانی مبانی عزل منتظم الدولہ اخوی مقامی
ہوے تھے جسطرح بیان کیا گیا روشن الدولہ کا جیسا حال ہے ہم خوب جانتے ہین بس
ہمارے سوا دوسرا کون ہے انکے کاروبار کرسکیگا اسکے سوا دوسری تحریک پردۂ عصمت سے ہوئی جناب
بادشاہ بیگم صاحبہ و معرفتا امی بیگم مادر گرامی حسین علیخان اور نواب قدسیہ محل صاحبہ نے
بسبب سفارش انکے اتوجی مختار اور عقل کل محل موصوفہ نے چنانچہ پہلے امتحانا استمزاج بادشاہ کیواسطے
ایک عرضی روشن الدولہ کی وقت شب خلوت مین بادشاہ کو گذرانی بعد ملاحظہ
بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے روشنی شمع مین جلا دیا یہ سمجھین کہ خاموشی نیم رضا ہے بعد اسکے
خلوت مین بسواری زنانہ حاضر حضور ہوے یہ زمانہ آخر منتظم الدولہ سے روشن الدولہ بھی نائب
وتر سال حاضر ہوسکتے تھے +

خلاصہ جب اسطرح سے اسباب جمع ہوے اور اقبال نے بھی یاوری کی روشن الدولہ نے
اپنی جد و جہد سے اندرون و بیرونی کو راضی اور موافق کرلیا حاضر ہوے فقط خلعت
سرفرازی پا پا تلافی غبارات دیرینہ کی ہوئی کئی مہینے تک احکام عظام بجالاتے رہے
آخر سیوم شہر جمادی الثانی ۱۲۴۸ھ مطابق [illegible] ۱۸۳۲ء خلعت سرفرازی سے بوزارت سرفراز
ہوے حسب دستور جنرل لو صاحب کے پاس نذر کو گئے کمال درد دل سے فرمایا ہمین بہت تعجب ہے
کہ تمنے وزرای ماضیہ کا حال بخوبی دیکھا ہے اور پھر دیدہ و دانستہ اس عہدۂ پر اقتدار کو
اختیار کیا ہے عرض کی حضور کیا کرتا اب میرا حال خانہ نشینی مین حد سے گذر چکا تھا
سرکار سے جو کچھ مقرر تھا نہ مال و متاع میرے پاس رہا تھا اور نہ کسی سے قرض مل سکتا تھا
صورت سامنا موت کا تھا مین نے اس خیال سے اختیار کیا کہ اب نوابی پر عظم
ہوکر مرے تو بہتر ہے +

غرض رفتہ رفتہ نواب کا اختیار کلی ہوا اور خوانین صغیر و کبیر لکھنؤ محیط دائرۂ وزارت
اور دربار شاہی کی وہی صورت ہوئی جو زمان معتمد الدولہ مین تھی اور حضرات لکھنؤ کا
صحبت خاص و عام ہوا اور ان سب کو خیراتی خیرات و رفیق پروری اور تعیش و بیکسی رہے
گروہ اور تعلیم یافتہ عادی اپنے امورات ماضیہ کے تھے وہی رفتار و کردار سے چلنے لگے +

نواب روشن الدولہ بہادر



Roushunoodoulah.

فرخ آباد مین جو حاجی یا زوار روانہ کربلای معلی ہوتا تھا خواہ نخواہ وہان ہو جاتا تھا سب
نواب بلوا کر ہر ایک کو بقدر حال دیا کرتے تھے اتفاقاً حکیم سید یوسف کی بی بی کے ساتھ
ایک ضعیفہ بھی گئی تھی اوسے بھی زوار اپنے ساتھ نواب کے گھر لیگئے سب نواب اپنے
ہاتھ سے جو کچھ دینے لگے اوس ضعیفہ کو بھی پچاس روپئے دینے لگے کہنے لگی میں کیا کرونگی
جب لکھنؤ سے چلی تھی پانچ ٹکے پیسے میرے آنچل مین بندھے تھے وہ اب تک کھونہ ہوئے
جس خدا نے یہان تک پہونچایا ہے کیا کربلا تک نہ پہونچائیگا نواب نے متنبہ ہو کر اپنا
موہنہ اوس سے پھیر کر رفقا سے کہا آفرین ہمت باس زن پیرکی واے ہماری حال پر
کیا نفس امارہ شوم ہمارا ہے +

نیابت نواب روشن الدولہ انتقال نواب قدسیہ محل اور بادشاہ بیگم صاحبہ سے بادشاہ کا ناراض ہونا

۱۲۴۵

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان بہادر عرف مرزا تقی بیٹے نواب اشرف علیخان کے
بعد انتقال حضرت خلد مکان اپنی نفنواۃ تھی اور فی الحکمہ وہ بہت سے پریشان حال
خانہ نشین تھے اور بعسرت بسر کرتے تھے اور دربار شاہی مین بسبب خصومت معتمد الدولہ
اور اونکی خیر خواہ و قرابتی کے ہونے سے بچاتے تھے ہرچند راجہ بختاور سنگہ اپنی ہمت سے
کچھ خدمت کرتا تھا اور بادشاہ سے کسیکی جرأت انکے واسطے نہو سکتی تھی ہرچند اونھون نے
بھی معتمد الدولہ کو اکثر سمجھا کر کہا تھا کہ اسقدر سبب اتھنائی صاحب عالم سے مناسب حال
نہین اسکا انجام کیا آپ نہین جانتے وہ کہتے تھے کہ وہ مجھسے کبھی بدل صاف نہونگے
جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوے اپنی علو ہمت و نیکنامی سمجھکر انھین بلا بھیجا اور پانسو
روپیہ درماہہ مقرر کر دیا کہ تم میرے پاس رہا کرو اور یہ بدل منظور تھا کہ بادشاہ سے انکی صفائی
کروا کر بدستور سابق بطریق مصاحبت مثل منور الدولہ یہی حاضر رہا کرین مجھے انتظام
سرکار و ہار سے فرصت ملجائیگی البتہ یہ پیشہ مصاحبت مین منور الدولہ سے زیادہ تھے غرض انکی
مساعدت تقدیر سے جب منتظم الدولہ موقوف ہوے بادشاہ نے خان پرستے باب
وزارت مین پوچھا عرض کی کہ غلام کے نزدیک اس پایہ عظیم وزارت کا کوئی متحمل نہو سکیگا

اونچی بنے بیٹھے تھے رفقا خاص برادر اپنے مقام پر مع صاحبات محل جلیس ایسی سراسیمہ
پریشان حال گویا بند زندان میں تھے جو پیام سلطانی و مبلغ احکام بادشاہ لاتے تھے نواب
باواز بلند بغضب جواب دیتے تھے بس سب کو یقین ہوگیا تھا کہ بے کشت و خون یہاں سے
صورت نجات نہیں معلوم ہوتی اس عرصہ میں نواب منور الدولہ نے آکر عرض کی کہ آپ کیوں
یہاں بیٹھے غم و غصہ کھا رہے ہیں زنانی سواریاں جاتی ہیں آپ بھی پردہ عصمت میں سوار
ہوجایئے اسی صورت سے نواب بسلامت اپنے دولتخانہ چلے آئے بہت تعجب ہے نواب
کے فہم و فراست سے کہ بادشاہ سے ایسے مطمئن ہوگئے تھے کہ اپنا گھر چھوڑ کر اونکا
گھر آباد کیا تھا +

نواب کے گھر پر مفسدوں کے بہکانے سے ازراہ تذلیل شہر کے مہاجن قرض خواہ
وغیرہ نے ہجوم کیا اور جانتے تھے کہ بعلت زر قرضہ نسبت خلاف پیش آئیں اور الفاظ
رکیک و فحش اپنی زبان سے غل و شور مچا کر کہہ رہے تھے لیکن اگر دشمن قوی ہو تو نگہبان
اوس سے زیادہ قوی ہوتا ہے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی کہ نواب بسلامت اپنے گھر
پہونچے ان سب حشرات الارض نے در دولت پر ازراہ داد خواہی ہجوم کیا اوسی وقت
رزیڈنٹ نے بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ نواب خیر خواہ اور متوسل سرکارین اور نمک خوار قدیم
سرکار عالی اور صاحب عزت و قدر و منزلت ہیں اور سرکار کا مطالبہ واجبی ہو اوسکا ذمہ
نیازمند کا ہے تمام اہل بازار کو ممانعت ہوجاوے کہ اسطرح کے تقاضای سخت سے ہاتھ
اوٹھائیں غرض بعد از خرابی بصرہ جو کچھ برا بھلا سننا تھا سنکر نجات ملی اسپر بھی مفسدین
حاسدین منافقین نے نواب سے تین لاکھ روپے جعل و حیرت بازی سے دھاکر لیے اور
آپسمیں رسدی تقسیم کیے جب صورت نجات پائی لیکن جب نواب فرخ آباد جانے لگے
کہتے گئے خدا چاہے تو ہم بھی دوچند اسکا لینگے چنانچہ جب پھر آئے دوچند سب سے لیا +

بعد ایک مہینے کے فرخ آباد پہونچے مگر باوصف ان سب خرابی اور ذلتوں کے دنیا کی
دون سے ہاتھ نہ اوٹھایا پھر مترصد وزارت رہے اور حسب دستور سابق صرف اخراجات بدرجہی
کرنے لگے چنانچہ ایک عجیب نقل برمحل حسب حال طمع دنیا روبرو نواب گذری کہ کبھی برہم

خان والاشان ایسا وقت سند کامل کا خدا سے چاہتے تھے اوسیوقت اپنے گھر سے ایک ڈولی زنانہ مین سوار ہوکر حاضر حضور شاہی وہ رقعہ خاص دکھایا اور اپنا رسوخ و خیر خواہی ثابت کی پس یہ صورت غضب سلطانی کی نواب کیواسطے ہوئی خان والاشان اس کوہ کنی اور عرق ریزی کو اپنا وسیلہ عہدہ وزارت سمجھے تھے اوسکی صورت یہ ہوئی کہ بادشاہ نے اوس تحریر جنرل لو صاحب کو اور کلمات سوء ادب نسبت اپنے دیکھکر لوگون کے سمجھانے سے اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا کہ مین اسے روانہ صدر کرونگا صاحب نے خان سے کہا کہ ہماری تحریر کو کسی حیلہ سے ہمارے پاس لے آؤ جب بادشاہ سے خان نے طلب کی فرمایا لیجاؤ مگر پھیر لانا خبردار جب صاحب کے پاس تحریر آئی پھاڑ ڈالی الا خان نے بادشاہ سے عرض حال کیا بس یہ سنتے ہی آتش غضب سلطانی مشتعل ہوئی کلمات سخت ارشاد فرمانے بہار علیخان نواب ناظر نواب قدسیہ محل سے خاص در دولت پر بہت کچھ ہوا آتا اینکہ پگڑی سر سے اوتاری گئی آخر کو حکم شہر بدری کا ہوا کانپور گئے اس صورت سے دونون طرف سے گئے اسکے سوا دونون خوانین مین جیسی موافقت تھی بعض اسباب سے اوس سے ناموافقت ہوگئی خان بزرگ نے بادشاہ سے عرض کردیا تھا کہ ہماری خاص قوم کو حضرت کبھی ارادہ ایسے عہدہ جلیلہ کا نفرمائیگا؛

نواب منورالدولہ جنرل تھے ہر وقت حاضر حضور رہتے تھے اکثر اونسے فرماتے تھے کہ تمھارے باپ نے میرا ناک مین دم کردیا ہے منورالدولہ جب منتظم الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ کی طرف سے بادشاہ بہت بدگمان ہوگئے ہین خدا خیر کرے اب فارغ رہنا چاہیے اسکا جواب دیتے تھے کہ تم لڑکے ہو اگر بادشاہ مجھے وزارت سے موقوف کردینگے اونکی سلطنت بھی مٹ جائیگی لبس انھین باتون سے بادشاہ کا انتقال سلطنت ثابت ہے تاہم مگر اجل نے بادشاہ کی جلد پردہ پوشی کردی وگرنہ انجام کار کی پہلی سی تدبیر ہوچکی تھی؛

خلاصہ وہ صبح روز زوال نواب عجیب و غریب تھی کہ بنگلہ خسخانہ مین نواب تن تنہا ولایتی آگے رکھے مسند پر بیٹھے تھے اور ہر گھونٹ پیچوان سے آہ سوزان درد جگر سے نکال رہے تھے بہاؤ الدولہ مرزا ابوطالبخان اپنی جگہ مشوش و متوحش منورالدولہ مسلح

تکہ محمد رسول اللہ نہین لکھا جواب پایا کہ یہ حضرت کے زمانے سے پیشتر کا ہے بادشاہ بہت خوش ہوے اور اوسکے بدلے نواب سے بہت بھاری دوشالہ دلوایا خلاصہ ایسے امور سے نواب کی موجب شکستہ دلی کا ہونے لگا اور معتمدین نواب جو تھے اونھون نے صفت منافقی و نمامی اختیار کی تھی چنانچہ ایکدن چاہ پانی دلکشا مین تھا بعد انفراغ بادشاہ صاحب رزیڈنٹ ایک گاڑی مین مثل قران السعدین برج شرف مین طالع ہوکر چلے اوسوقت تخلیہ بالمشافہہ جو کچھ عزل نواب مین منظور خاطر تھا بیان فرمایا گویا اجازت فہوائی سجیال اونکی سفارش جنرل لو صاحب بھی باطنین اونکی سخت گوئی سے تنگ رہتے تھے۔

دوسرے دن رات کو نواب بڑھی کوٹھی مین دفعتہً محصور سپاہ سلطانی ہو گئے اوسیوقت دونون خوانین سبحان علیخان تاج الدین حسین خان حاضر حضور خاقانی ہوکر دولتخواہی و نمک حلالی اپنی شیرین زبانی سے عرض کرنے لگے مطابق اوسکے احکام سلطانی جاری ہونے لگے۔

اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ جب ادبار آتا ہے پہلے عقل زائل ہوجاتی ہے جب اکثر امور بادشاہ سے خلاف طریق شاہی و عدل گستری و غفلت و نافہمی کے سرزد ہونے لگے جنرل لو صاحب نے اخبار موحش سنکر معرفت تاج الدین حسین خان سفیر شاہی ایک پرچہ لکھکر بھیجا جسمین بہت سے کلمات سوء ادب نسبت بادشاہ خلاف قانون مندرج تھے کہ ہمین تمھاری اس فہم و فراست و عقل و دانش سے بہت تعجب ہوتا ہی کہ تمسا عقیل و فہیم و متقرب و مدار المہام بادشاہ ہو اور بادشاہ کو ایسے امور ناشایستہ سے سمجھا کر باز نرکھے شاید تم اسکے مآل کار و انجام کو نہین جانتے اگر یہی صورت رہی تو تم مفت بدنام ہو جاؤگے ہم از راہ دوستی تمھین سمجھاتے ہین جب یہ تحریر نواب کو آئی اوسیوقت ایک رقعہ اپنے دستخط خاص سے صاحب کو لکھا کہ آپکا ارشاد سراسر بجا ہے مگر مین ہر طرح سے مجبور ہون ہر طرح کے نشیب و فراز دنیا سے بادشاہ کو سمجھایا اور امورات نامناسب کا انسداد چاہا بادشاہ اپنے کردار ناشایستہ سے ہرگز باز نہین آتے مین کیا کرون فی الحقیقۃ ایسا شخص قابل سلطنت کے نہین ہوتا یہ لکھکر جناب خان کو اپنا محرم راز سمجھکر دیا کہ اسے صاحب کو دکھا کر پھر میرے پاس لے آؤ

ہر چند جنرل صاحب نے اسمین بہت سی جرح کی اور باطن مین فہمایش دوستانہ تھی اشا
بادشاہ بیگم صاحبہ اور اونکے دباؤ سے اتنا سکوت کیا پس حسب سررشتہ تحقیق و تصدیق
خود بادشاہ صدر رپوٹ ہوا اسکا جواب صاف بھی آچکا اس سی غرض باطنی نواب یہ تھی کہ ح
نواب آصف الدولہ مرحوم نے بٹیا مرزا وزیر علیخان کو اپنے نام نامی سے اظہار کیا تھا اور صاحبان
صدر نے منظور و مقبول کیا تھا اگر استدعا اب سرکارین عالیین سے متبنای علی احمد خان پسر
محمد علیخان میرے پوتے کی بھی قبول ہوجای تو بطریق سہل بے منت انتقال سلطنت میرے
خاندان مین ممکن ہوگا دوسری خواست مستاجری تمام ممالک محروسہ کی بابت سالہاے پیشین کی تھی
صاحبان صدر نے منظور نکیا یہ ارادہ جنت آرامگاہ مستاجری ممالک محروسہ سرکار کمپنی کا تھا
وہ نہوا اونھون نے اوسی ارادے سے ازراہ قناعت درخواست خود ملک اودہ کی کی تھی
اس سخن کو جو لوگ جانتے ہین جانتے ہین چنانچہ بعد معزولی نواب منتظم الدولہ بادشاہ نے
عزل نواب مین بہت سی شکایت نواب گورنر جنرل کو لکھی جنھین اس امر کی بہت شکر گزاری
مندرج فرمائی تھی کہ مین نازان عدم منظوری مستاجری ممالک محروسہ کا اپنی ہون وگرنہ انکی حکمت عملی
سے یہ ملک قلیل بھی میرے قبضۂ اختیار سے جاچکا ہوتا خلاصہ صاحبان اولو العزم سی وقوع
ایسے امور کا مقام تعجب نہین ہے ایسے بہت سی انقلاب شاہجہان آباد مین ہوی ہین اگر واسطہ
صاحبان عالیشان نہوتا تو اس سے زیادہ یہان ہوتا۔

غرض جو لوگ اپنی گھات مین منتظر ایسے وقت کے ہو رہے تھے اور نواب کے محرم راز
اس تہ کار سے خوب واقف تھے بادشاہ کو انکے اسرار نہانی سے آگاہ کیا اور اپنی خیرخواہی
ظاہر کی ان اسباب سی مسند وزارت جھٹ پٹ اولٹ گئی پہلے بادشاہ نے انسے روپوشی
اختیار کی اور احکام خلاف نواب شروع کیے ازانجملہ ایکدن نقالان بیباک نے باشارۂ
بادشاہ اکثر نقلین بطور مضحکہ و مسخرگی روبروی بادشاہ شروع کین ایکدن بادشاہ نے
بہت خوشی سے دوشالے کا حکم نقالون کے دینے کا نواب سے فرمایا اونھون نے بہت
کم قیمت دیا انھون نے جھلا کے اوس دوشالے کو بادشاہ کے سامنے رکھکر آپس مین
کہنے لگے کہ یہ تبرک ہے اس جہت سے اسپر کلمۂ لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے دوسرے نے کہا

...ریذیڈنٹی نیپال پر مقرر کیا چنانچہ بعد برسات صاحب بہادر کانپور سے سیدھے نیپال تشریف
...لیے بعد کئی مہینے کے برخاستہ خاطر ہو چکے تھے بعذر ناموافقت آب ہوا روانہ کیمپ ہوئے
...ب وہانسے پھر کر آئے دوسرے گورنر جنرل بہادر کے سکرٹری اعظم ہوئے
...کر میل جان لو صاحب بہادر رزیڈنٹ گوالیار تھے حسب الحکم نواب گورنر جنرل لکھنؤ تشریف لائے
...پہلے کوٹھی دلکشا مین اوترے اونکی صبح بادشاہ نے استقبال موافق معمول کیا تعارفات قدیم
...ظر مین سے ہوئے صاحب ممدوح مرد سپاہی تھے تکلفات ظاہری جنرل میڈک صاحب نے اپنی
...مائش شان وشوکت کو کیا تھا اوکھون نے اوسے موقوف کر کے قبل ازورود لکھنؤ اس باب
...خاص مین ممانعت کردی تھی بعد اسکے بھی بدستور معینہ پر صاحب رزیڈنٹ کے داخلہ کار رہا +

معزولی نواب منتظم الدولہ اور فرخ آباد جانا

نواب منتظم الدولہ اگرچہ گرم وسرد ونشیب وفراز زمانہ حالت غربت اور امارت دونون
دیکھ چکے تھے اور اس مدت قلیل اپنی منصوبی مین بہت سے امور سلطنت کے اصلاح اور رونق
اور بلند نامی کچھ خزانہ بھی جمع کر دیا تھا لیکن از بسکہ سن شیخوخت سی حرارت طبعی وجہ عہدہ ایسے
بڑھ گئی تھی اپنے غرور حشمت وجاہ اور بیباکی سے الفاظ نامناسب نسبت صاحبات محلات
معلے اور جناب بادشاہ بیگم صاحبہ زبان سے جاری ہونے لگے بظاہر خصومت اعتماد الدولہ
ہوگئی تھی اور اپنے غرور ثروت سے کسی سے آشتی وموافقت بھی نہوئی اونکی اور سب سے
زیادہ نواب ملکہ زمانیہ سے سب سے زیادہ ناموافقت ہوئی خصوصًا زفقار وکردار وارث علیخان
اور فتح علیخان سے سوای بادشاہ محل سے کہ اوکھین خود برپا کیا تھا اس جہت سی سب کے سب
درپی تخریب ہوی کسواسطے کہ ہر ایک کی جاگیر بادشاہ کو سمجھا کر ضبط کی تھی بس جب ایسے امور
نسبت صاحبات محلات سرزد ہوئے نواب گورنر جنرل کو بھی باعث استعجاب ہوا چنانچہ
صاحب رزیڈنٹ کو بہت تصریح سے تحریر فرمایا تھا کہ نواب نے صاحبات محل کو بیوجہ بے سبب
ناراض کیا اور سب سے امر عمدہ یہ تخیلہ مین آیا اور اپنی قدر ومنزلت پر قناعت نکرکے امور
عالیہ سلطنت اونکی دماغ مین سما گئی اوسکی صورت یہ ہوئی کہ بادشاہ نے فقط انکی تحریک سے
بالمشافہہ جنرل لو صاحب سی بیان کیا ابطال نبوت مرزا فریدون بخت عرف منا جان کو

انکا خطاب مخدرۂ زمان مہد عظمی بلقیس دوران ملکۂ آفاق قدسیہ سلطان بانو بیگم صاحبہ ہوا
اس سرکار عالیہ مین شرفا و نجبای شہر مرد و زن بہت بمواجب فراخور حال نوکر ہوی ہر ایک
ہر وسیلے سے موافق اپنی قسمت کے حد سے زیادہ ہوا آتو جی جو بی بی جیند روزنہ مان سنگہ سید کی
کی بحتین بہت ہوشیار و جہاندیدہ محل مین اونکا اختیار کلی ہوا آغا در علیخان اونکا چیلہ تھا
داروغہ ڈیوڑھی ہوا مرزا حسین بیگ جسطرح پہلے نواب تاج محل کے باپ مشہور ہوی تھے اس زمانہ مین
انکے باپ آغا جان مشہور ہوی نواب مظفر الدولہ خطاب ملا انکے غرور و نخوت اور بانکپن کی کچھ
انتہا نہ تھی بہار علیخان نواب ناظر ہوے جب تاج الدین حسین خان اور انکی فساد ہوا تو قوت علیخان
ہوے ان سبکی متوسلین اور اہلکارون کا بڑا زور و شور ہوا اگر ان سبکی سرگذشت حقیقت حال
لکھی جاوی ایک کتاب ہو جاوی بیگم صاحبہ کے سرکار خانہ مین لوٹیرے جمع ہوی تھے خوب لوٹتی تھی
مگر جسطرح ہر ایک کا نشو و نما ہوا اوسیطرح ایک ہوا کے جھونکے سے جڑ پیڑ سے اوکھڑ کر جاتی رہے
فی الحقیقہ بادشاہ کو محل موصوفہ سے ایک حالت تعشق و بیخودی ہوگئی تھی انکا وثیقہ بھی سب سے
زیادہ منظور تھا چنانچہ بیس لاکھ داخل خزانۂ رزیڈنٹی ہو چکے تھے اور بیس ہزار ماہوار انکا وثیقہ
منظور تھا اس عرصہ مین اجل نے امان ندی وہ روپیہ سرکار مین پھر آیا کچھ کم چار برس کے عرصہ مین
چار کرور روپے سے زیادہ خرچ ہوا تھا

میدک صاحب کا لکھنو سے جانا جنرل لو صاحب کا آنا

القصہ جب صحبت نواب منتظم الدولہ و صاحب رزیڈنٹ بہت بے لطفی سے گذری اور
درپی تخریب و گرفت ایک دوسرے کے ہوے اس عرصہ مین نواب گورنر جنرل لارڈ ولیم
کوینٹنگ بہادر رونق افروز لکھنو ہوے نواب نے اپنی حسن رسائی سے موافقت و نیاز کپتان
بنسن صاحب و غیرہ مصاحبان نواب محتشم الیہ سے پیدا کی اور حقیقت حال و بدعدم التفات
صاحب رزیڈنٹ اور نفسانیت انکی نسبت نواب کو بخوبی کھل گئی مناسب وقت سمجھکر تبدیلی
صاحب ممدوح کنسون خاطر ہوی صاحب موصوف بھی بہت عالی دماغ نازک مزاج ایام شباب مین
تھے لہذا رنج اہانت مزاج سمجھکر شدت گرمی مین جس کی حد نہ تھی یکایک خیرآباد سی ڈاک مین روانہ ہوے
شملے پہنچے نواب گورنر جنرل مقدمات لکھنو اور اصل حقیقت سے واقف ہو چکے تھی صاحب کو

اپنے فہم سے مجد الدولہ اپنے دوسرے بیٹے کو کہا تھا کہ تم دربار میں رہنا میں جاتا ہوں کہ میرے گھر پر پہرے آئینگے کسواسطے کہ اگر تم گھر میں ہوگے بادشاہ تک نہ پہونچ سکوگے اتفاقاً جنرل کالقبیلڈ صاحب بالاخانہ رزیڈنسی پر وقت صبح ٹہل رہے تھے انکے گھر پر تشدد و غل دیکھا چپراسی سے پوچھا عرض کی کہ ظفر الدولہ مر گئے اونکے گھر پر پہرے بادشاہ نے بھیجے ہیں اوسیوقت بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ جو تمھارے گھر کا قدیم خیر خواہ نمک حلال ہوا وسکے عیال کی سزا یہی ہے یہ سنکر کہلا بھیجا ہمنے اونکے گھر کے انتظام کو پہرے بھیجے ہیں بس اس خوف سے انکا گھر ضبط ہونے سے بچ گیا حالانکہ مدت عمر تک یہ کبھی صاحب رزیڈنٹ سے واقف نہوے تھے مگر اونکو سب احوال انکا معلوم تھا کہ اس سلطنت میں یہ یکتا ہے +

غرض پہلے وثیقہ نواب ملکہ زمانیہ کا موافق عہد و میثاق ولیعہدی چودہ ہزار ماہوار یکا ہوا دوسرا نواب تاج محل صاحبہ نواب مخدرۂ علیا فی چھہ ہزار ماہوار یکا سوای جاگیرات اسکا بیان فرد تفصیل میں آئیگا جو تھے بادشاہ محل کے بانی مبانی محض اپنے رسوخ کیواسطے نواب منتظم الدولہ ہوے اوکھین اپنی بیٹی کیا آغا محمد اونکی ماں کی آشنا کو اپنا مقرب کیا وہ اس محل کے پدر معنوی ہوے انکا بھی چندروز شہر میں فروغ حاصل ہوگیا چار لاکھہ کے نوٹ اس محل کو وثیقہ کیواسطے عنایت ہوے باقی اور نہ ملنے پائے تھے کہ رغبت شاہی کم ہوگئی دوسرے محل کا ستارہ چمکا جب بادشاہ کا انتقال ہوا حضرت فردوس منزل نے آشتی وہ نوٹ لیکر دو ہزار ماہوار کی تنخواہ مقرر کردی تھی بعد چندروز کے جب وہ مرگئیں تنخواہ ضبط سرکار ہوئی اونکی ماں در گراعی تباہ و پریشان رہی والد ماجد رہے کربلاے معلی ہوے کئی برس کی مجاورت کے بعد وہیں انتقال کیا +

جواہرات بیش بہا اسباب تحفہ جو ہر محل کو عنایت ہوا اوسکا حساب نہیں ظفر الدولہ اکثر اپنی صحبت میں کہتے تھے کہ اگر نواب معتمد الدولہ وزیر اعظم اور نواب قدسیہ محل جیتے رہتیں ان دونوں کے اخراجات سے غالب ہے کہ سلطنت اودھ بک جاتی فضلنا بعضکم علی بعض بسم اللہ بیگم نہایت غریب نواب بادشاہ محل کی پیش خدمتوں میں نوکر تھی دفعتہً میل کلی شاہی اس جانب ہوا انکی ترقی جاہ و حشمت سب سے بڑھکر ہوئی اور انھیں پر خاتمہ محلات بھی ہوا

کہ اگر نواب دفعتہً نہ مرجاتے پھر بادشاہ سے عہد و پیمان منصوبی وزارت طی ہو چکا تھا خواجہ
پھر لکھنؤ مین آتے یہ زبانی ثقات ہی خبر بازار نہین واہ واہ +

وثائق صاحبات محل اور کثرت مصارف شاہی وغیرہ

حضرت شاہ زمان اپنے عہد سلطنت مین حرکات و افعال شباب جوانی سے کبھی فارغ نہ
سال بھر کے عرصے مین ہر نئے محل کو دوسرے پر فوق ہوتا تھا اور ان مصارف عیش و
عشرت اور نذورات ائمہ معصومین ع اور رسومات نو احداث ابداعی و عزاداری محرم و ایام چہلم و
طیاری امام باڑہ باڑہ امام علیہ السلام اور ان سبکی آرائشگی اور پوشاک ہندوستانی و انگریزی اور
فرمایشات شاہی اور اخراجات محلات معلی مین جسقدر زر اندوختہ جنت آرامگاہ کس سلیقہ اور
حسن انتظام سے جمع کیا تھا اور جو مصارف حضرت خلد مکان سے بچ رہا تھا سوا اسکے آمدنی
ممالک محروسہ وہ سب صرف ہو چکا تھا یہان تک کہ بگمان دفینہ خزانۂ عامرہ مین جاروب کشی
بھی ہوئی پس مقابل ان اخراجات لاطائل کے اگر گنج قارون بھی ہوتا تمام ہو جاتا جب قلت
روپے کی ہوئی ظفر الدولہ سے طلب خزانہ و دفینہ کیا گیا اور اسکا یقین تھا کہ ہمارے مصارف
بیجا سمجھکر بہادر موصوف نے کہین دفینہ کر دیا ہوگا از راہ خیرخواہی ہمسے دریغ کرتے ہین کسواسطے
کہ فقط بادشاہ کا خرچ ذاتی کرور روپیہ سے کم نہ تھا اور کرور روپیہ کا خرچ سلطنت اور ایک کرور
کئی لاکھ کا ملک پس یہ حساب تو عقل سے باہر ہے متواتر طلب فرما کے ایکدن جب بہت
تنگ ہوے ڈرسٹ حجام انگریز کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین بہت بری طرح سے پیش آؤنگا بہادر
موصوف اس کلام نامناسب کے کب عادی تھے مجبوری مستعد مرگ ہو کر جواب دیا کہ یہ بدلک
اوس شخص سے کیجیے گا جسے کل آپ جیتا پائیگا یہ کہکر اپنے گھر مین گئے سودۂ الماس یا انگوٹھی
اوسکی اپنے پاس رکھ لی کہ بروقت خلاف آئے کھا جاؤنگا مگر قضا نہ تھی اور بصداقت نمک حلالی
سینہ سپر ہوئی بادشاہ نے بھی تامل کیا فقط دھمکی تھی چنانچہ جب ظفر الدولہ کا انتقال ہوا
حضرت جنت مکان اور ملکۂ آفاق کو بھی ایسا خیال خام دفینہ کا تھا اس خیال سے کہ حضرت
فردوس منزل کو ڈیوڑھی کوٹھی سے کچھ کم پچاس لاکھ بچا بچایا دیا تھا اسی بابت سے یقین تھا کہ
کہین پوشیدہ کیا ہوگا پس چاہا کہ انکا گھر ضبط کرین مہرے پہلے بھیج چکے تھے بہادر موصوف

اپنے فہم سے مجد الدولہ اپنے دوسرے بیٹے کو کہا تھا کہ تم دربار مین رہنا مین جاتا ہون کہ
میرے گھر پہ پہرے آئینگے کسواسطے کہ اگر تم گھر مین ہوگے بادشاہ تک نہ پہونچ سکوگے اتفاقاً
جنرل کالقیلڈ صاحب بالاخانہ رزیڈنسی پر وقت صبح ٹہل رہے تھے انکے گھر پر شور وغل دیکھ
کر چپراسی سے پوچھا عرض کی ظفر الدولہ مرگئے اونکے گھر پر پہرے بادشاہ نے بھیجے ہین اوسیوقت
بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ جو تمھاری گھر کا قدیم خیرخواہ نمک حلال ہوا اوسکے عیال کی سزا یہی ہے
یہ سنکر کہلا بھیجا ہمنے اونکے گھر کے انتظام کو پہرے بھیجے ہین بس اس خوف سے انکا گھر ضبط
ہونے سے بچ گیا حالانکہ مدت عمر تک یہ کبھی صاحب رزیڈنٹ سے واقف نہوے تھے مگر اونکے
سب احوال انکا معلوم تھا کہ اس سلطنت مین یہ یکتا ہے +

غرض پہلے وثیقہ نواب ملکہ زمانیہ کا موافق عہد و میثاق ولیعہدی چودہ ہزار ماہوار یکا ہوا
دوسرا نواب تاج محل صاحبہ نواب مخدرۂ علیا فی چھہ ہزار ماہوار یکا سوای جاگیرات اسکا بیان فرد
تفصیل مین آئیگا جو تھے بادشاہ محل کے بانی مبانی محض اپنے رسوخ کیواسطے نواب معتمد الدولہ
ہوے اونھین اپنی بیٹی کیا آقا محمد اونکی مان کی آشنا کو اپنا مقرب کیا وہ اس محل کے پدر معنوی
ہوی انکا بھی چندروز شہر مین فروغ بڑا حاصل ہوگیا چار لاکھہ کے نوٹ اس محل کو وثیقہ کیواسطے
عنایت ہوے باقی اور نہ ملنے پائے تھے کہ رغبت شاہی کم ہوگئی دوسرے محل کا ستارہ چمکا
جب بادشاہ کا انتقال ہوا حضرت فردوس منزل نے آشتی وہ نوٹ لیکر دو ہزار ماہواری کی
تنخواہ مقرر کردی تھی بعد چندروز کے جب وہ مرگئین تنخواہ ضبط سرکار ہوئی اونکی دختر گرامی تباہ
و پریشان رہی والد ماجد رہے کربلاے معلی ہوے کئی برس کی مجاورت کے بعد
وہین انتقال کیا +

جواہرات بیش بہا اسباب تحفہ جو ہر محل کو عنایت ہوا اوسکا حساب نہین ظفر الدولہ اکثر
اپنی صحبت مین کہتے تھے کہ اگر نواب معتمد الدولہ وزیر اعظم اور نواب قدسیہ محل جیتے رہتے
ان دونون کے اخراجات سے غالب ہے کہ سلطنت اودھ بک جاتی فضلنا بعضکم علی بعض
بسم اللہ بیگم زن غریب نواب بادشاہ محل کی پیش خدمتون مین نوکر تھی دفعتہً میل کلی شاہی
اس جانب ہوا انکی ترقی جاہ و حشمت سب سے بڑھکر ہوئی اور انھین پر خاتمہ محلات بھی ہوا

کہ اگر نواب دفعتہً نہ مرجاتے پھر بادشاہ سے عہد وپیمان مفصوبی وزارت طی ہوچکا تھا خوانخ
پھر لکھنؤ مین آتے یہ زبانی ثقات ہی خبر بازار نہین واہ واہ +

وثائق صاحبات محل اور کثرت مصارف شاہی وغیرہ

حضرت شاہ زمان اپنے عہد سلطنت مین حرکات و افعال شباب جوانی سے کبھی فارغ نہ
سال بھر کے عرصے مین ہر نئے محل کو دوسرے پر فوق ہوتا تھا اور ان مصارف عیش و
عشرت اور نذور ائمہ معصومین علیہم السلام اور رسومات نواحداث ابداعی و عزاداری محرم و ایام چہلم و
طیاری امام باڑہ بارہ امام علیہ السلام اور ان سبکی آراستگی اور پوشاک ہندوستانی و انگریزی اور
فرمایشات شاہی اور اخراجات محلات معلی مین جسقدر زر اندوختہ جنت آرامگاہ کس سلیقہ اور
حسن انتظام سے جمع کیا تھا اور جو مصارف حضرت خلد مکان سے بچ رہا تھا سوائے آمدنی
ممالک محروسہ وہ سب صرف ہوچکا تھا یہان تک کہ بگمان دفینہ خزانۂ عامرہ مین جاروب کشی
بھی ہوئی پس مقابل ان اخراجات لاطائل کے اگر گنج قارون بھی ہوتا تمام ہوجاتا جب قلت
روپیہ کی ہوئی ظفر الدولہ سے طلب خزانہ و دفینہ کیا گیا اور اسکا یقین تھا کہ ہمارے مصارف
بیجا سمجھکر بہادر موصوف نے کہین دفینہ کردیا ہوگا از راہ خیرخواہی ہمسے دریغ کرتے ہین کسواسطے
کہ فقط بادشاہ کا خرچ ذاتی کرور روپیہ سے کم نہ تھا اور کرور روپیہ کا خرچ سلطنت اور ایک کرور
کئی لاکھ کا ملک نیں یہ حساب تو عقل سے باہر ہے متواتر طلب فرماکے ایکدن جب بہت
تنگ ہوے درشت حجام انگریز کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین بہت بُری طرح سے پیش آؤنگا بہادر
موصوف اس کلام نامناسب کے کب عادی تھے مجبوری مستعد مرگ پر ہوکر جواب دیا کہ پیالہ ک
اوس شخص سے بھیجے گا جسے کل آپ جیتا پائیگا یہ کہکر اپنے گھر مین گئے سودۂ الماس یا انگوٹھی
اوسکی اپنے پاس رکھ لی کہ بروقت خلاف اُسے کھا جاؤنگا مگر قضا نہ تھی اور بمصداق نمک حلالی
سینہ سپر ہوئی بادشاہ نے بھی تامل کیا فقط دھمکی تھی چنانچہ جب ظفر الدولہ کا انتقال ہوا
حضرت جنت مکان اور ملکۂ آفاق کو بھی ایسا خیال خام دفینہ کا تھا اس خیال سے کہ حضرت
فردوس منزل کوٹھی کوٹھی سے کچھ کم پچاس لاکھ بچا بچایا دیا تھا اس جہت سے یقین تھا کہ
کہین پوشیدہ کیا ہوگا پس چاہا کہ انکا گھر ضبط کرین مہرے پہلے بھیج چکے تھے بہادر موصوف

اعتماد الدولہ ہوے نواب نے ایام قید مین ایک خط بہت طول طویل عبارت کا جو انھین لکھا جن صاحبون کی نظر سے گذرا ہے خوب جانتے ہین ابتدا سے انتہا تک جو عمل مین آیا اوسکی کس التزام و احتیاط سے تحریر کیا ایسی تحریر کا بجنسہ کتاب کرنا خلاف تہذیب تھا ہان مگر ان صاحبون کے اقبال مین کچھ شک نہین اور فی الحقیقۃ خوبی صفات ذاتی نہان مین کچھ شک نہین مگر رفتار و کردار موافق طینت نواب کے بمجبوری اختیار کیے تھے ہزار ہا روپیہ خرچ ذاتی تھا دوسرا کون دیتا پہلے نواب منتظم الدولہ کے مقرب خاص تھے پھر نواب کے خاتمہ نواب روشن الدولہ پر ہوا +

نواب منتظم الدولہ نے چاہا کہ اپنی حکمت عملی سے راہ مین عملداری شاہی مین زمیندار قافلہ نواب کو لوٹ لین اتفاقاً یہ خبر رزیڈنٹ کو پہونچی نواب سے کہا بکمال خشم و غیظ کہ جب تک عیال نواب کانپور پہونچین تم ہمارے پاس حاضر رہو جو آفت یا مصیبت کسی نے اہتمام کیا ہے اگر ایسا گمان ہے مجھے اجازت دیجیے کہ مین اسکا جا کر بندوبست کرون اور آپکے الزام سے بچون جب یہ عرض کیا رخصت ہوی اسکا سدباب کیا مگر وار خالی گیا +

غرض جس صبح کو عیال نواب روانہ کانپور ہوے ساری خلقت شہر کوچہ و بام پر سر راہ جمع تھی بظاہر فرق اتنا تھا کہ جنکو نواب نے شہر سے نکالا اونکے ساتھ پہرے سرکاری تھے انکے ساتھ پہرہ انگریزی صاحب معرفت کے نزدیک صورت انتقام دنیا ایک سی ہے واللہ عزیز ذوانتقام +

بعد اسکے نواب بعد نصف شب محل سے برآمد ہو کر اپنی عمارات عالیشان کو کس نظر حسرت سے دیکھکر چہار طرف اپنی ثروت امارت مستعار حکومت دنیا ی و دین کو یاد کرکے کہنے لگے حقا کہ تو ہی منتقم حقیقی دنیا و آخرت ہے معلوم نہین مین نے اپنی حکومت مین کس دل دردمند کو دکھایا کہ اسوقت سارا شہر سوتا ہے چین سے اپنے گھر مین اور مین اپنے وطن بالوف سے آوارہ وطن ہوتا ہون فاعتبروا یا اولوالابصار یہ کہکر تنس مین سوار ہوے پہرے انگریزی ساتھ ہوے جب کانپور گورا بارک سے گذرے ہاتھی پر سوار تھے بارک سے گورے نیچے بیبیان نکلکر مثل فقرا لٹوپی اوتار کر سوال کرنے لگے نواب نے دونون طرف اشرفیان پھینکین لطیفہ یہ ہی

کانپور مین گیے کہ جب میڈک صاحب لارڈ ہیٹنگ صاحب کیطرف سے بادشاہ کے لینے کو آیے
اتفاقاً اوسوقت بادشاہ خواب راحت مین تھے نواب سر پر ٹوپی رکھے حقہ پیوان پیتے ٹہل رہے تھے
اہتمام کرتے تھے اوسی صورت سے صاحب سے ملاقات کی اونھین بھی اپنے ساتھ بیٹھا لیے لگے
سبب بادشاہ پاس جلد گئے منیل سر پر رکھی حقہ ہاتھ سے چھوڑا اپنی شان و شوکت کھائی
تکرہ یہ سب مرزا اقبال معتمد الدولہ ہوے +

خلاصہ بعد کئی مہینے کے مقدمہ معتمد الدولہ کی یہ صورت ہوئی کہ بائیس لاکھ روپیہ جو بابت نمات
تنخواہ وغیرہ خزانہ ریذیڈنٹی مین جمع تھا اور مجموع املاک جسکی تعمیر مین ایک کروڑ سے زیادہ صرف
ہوا تھا دس لاکھ کی محسوب کر کے مجموع بتیس لاکھ پر فیصلہ ہوا باقی دعوی ستر لاکھ کا خارج ہوا
کسواسطے کہ وہ مہینے نیرہ ذکاصی سبہ مواخذہ چاہیے تھا باقی بیشتر کا راضی نامہ حضرت خلد منزل کا
انکے پاس تھا بادشاہ کا برے صاحب سے خلاف ہونا معتمد الدولہ سے موافق ہونا کام آیا معتمد الدولہ
نے اسکے سوا بہت کچھ خرچ کیا اپنی جان و مال کو بچایا باقی املاک متوسلین و اقربای نواب خاصہ
سرکار موہوں مثل املاک آغا علیخان میر اسد وغیرہ +

بہرحال نواب معتمد الدولہ اپنی یاوری اقبال سے لاکھوں خرچ کر کے باعزت بسلامت
بحفاظت فوج سرکار مع نقد و جنس دو کروڑ روپیہ مع عیال اقربا متوسلین بلا زمین لکھنؤ سے
روانہ کانپور ہوے بعد سکے خود روانہ ہوی جو ہی کے میدان مین چند روز خیمہ مین رہے
بعد اسکے گرانٹ صاحب کا بنگلہ بائیس ہزار کو نیلام مین خریدا تھا او ٹھ گیے پھر بہت سے
بنگلے گرد و پیش کے مول لیے متوسلین نے بنگلے لیے ایک شہر جدید انکی جہت سے آباد ہو گیا
جب تک جیتے رہے ماہواری پچاس ہزار روپیہ کا خرچ رہا مرسے خود کہتے تھے کہ چھبیس ہزار
ماہواری کی تنخواہ میرے ہاتھ سے تقسیم ہوتی تھی جتنے صاحب کنپ تھے سب سے ملاقات
و مہمانی ہوا کرتی تھی حکام کے پاس آپ بھی اکثر جایا کرتے تھے جو صاحب ہوا کھانے پہاڑ پر
جایا کرتا تھا خیمہ ہاتھی جھکڑے ساتھ جایا کرتے تھے غرض اونکی سرکار نواب سی ہوتی تھی ملا
انکے رہنے سے آبادی کانپور کی زیادہ ہوگئی لوگ اپنی نادانی و بیخبری سے کہتے تھے کہ جناب
خاقانسا حب سرکاید عقل نواب تھے فقط محرم راز نواب تھے البتہ چنانچہ جب خان صاحب متوسل نواب

اسکول انگریزی طلبا اور مشتاق زبان انگریزی کیواسطے باہتمام رزیڈنٹ کیا
سے یہ امر عمدہ یہ کیا کہ رمنہ موتی محل مین رسد خانہ سلطانی بنوایا کپتان ہربرٹ صاحب
اوسکے مہتمم ہوے مولوی اسمعیل سرگروہ طلبا ہوے ہندوستان مین ایسا رصدخانہ کہان تھا
اس عرصہ مین خبر آئی میڈک صاحب بعہدۂ رزیڈنٹی گرم ہوے یہ صاحب ازبسکہ نہالی زاتھے
صاحب منش تھے کانپور سے بڑے جلوس اہتمام سے داخل ہوے مینڈ مقام کانپور مین سیکے
شاگرد پیشہ کی وردی طیاری وغیرہ سامان مین کانپور سے لکھنؤ تک چار جگہ خیمہ سامان خورد و نوش
پر تکلف سرکار شاہی سے ہوا جب کانپور سے سوار ہوے حکم سلک سلامی توپ دیا اپنے جلوس
سواری مین دو ترپ ترکسوارون کے لائے التفات حسین خان کو بسفارش لیتے آئے میر منشی
کیا مرزا حسن علی بیگ کو عہدۂ نظارت دیا اونھین مرزا سلیمان شکوہ سے لیا کہ وہ شخص آداب
دربار شاہی سے واقف ہو

خلاصہ نواب منتظم الدولہ رحمت گنج تک استقبال کیا بادشاہ نے شہر کے ناکہ تک بڑھ کے ہمراہ
داخل شہر ہوے طرفین سے طریق ضیافت شب و روز ہوا صاحب بہادر متاہل نہ تھے
اس جہت سے زرد کوٹھی کا اکثر صاحب عیش منزل قرار دیا اسی خدمت عیش سے اکثرون کا رسوخ
و فائدہ بھی ہوا سواری دربار شاہی مین بڑے جلوس سے جاتی تھی

کرنل کارڈن صاحب مستوفی سرکار کمپنی صاحب بہادر کے درہم بابیسے تھے قبل ازین جسکا
صاحب ممدوح لکھنؤ آئے تھے نواب نے اونسے بڑا رسوخ پیدا کیا تھا اونکے بلا زمین رسالہ
قدیم کو علاقہ دیا تھا اونکی بی بی بیگم صاحبہ بیٹی کسی نواب گجرات کی تھی حسن باغ رہنے کو دیا
مومنہ بھی بڑی دھوم سے تعزیہ داری عشرۂ محرم مین کی تاج الدین حسین خان مہتمم مجالس ہوے
پر تکلف طعام بہت تکلف سے مرثیہ خوانون کو خلعت و دوشالے روپیہ فراخور حال بخشے مگر ان
سب خصوصیات و حسن خدمات پر منتظم الدولہ اور صاحب سے موافقت نہوئی یہانتک کہ مشافت
صاحب سے نواب کا شکوہ یہ ان احاطہ کوٹھی مین نہ آتے سواری مین چپاتہ لگاتے ین نواب نے
صاحب سے کہا آپ رزیڈنٹ مین سے حقہ لا کر میر صاحب کے سامنے پیلے کہا حاکم وقت
کو اپنے وقت کا اختیار ہم اسطرح سے امور شادی ہو سکے چلے گئے اس حقہ کی تلافی نواب نے

افتخار الدولہ مہاراجہ میوارام



Maharajah Mava Ram.

انھون نے نواب کو نذر دی چندے بدستور رہے آخر معطل ہو کر خانہ نشین ہوے گھر پھرے گئے اونپر آٹھ لاکھ کا محاسبہ نکالا اور مہاراجہ بالکرشن کو دیوان کیا انسے بہت اچھی رہے تاج الدین حسین خان کو فرقہ خاص سے منتخب کر کے اپنا مقرب و محرم راز بنا کر سفارت رزیڈنسی پر مامور کیا اونھون نے خواجہ امامی خان اپنے رفیق قدیم کو اپنا پیشدست کیا +

پہلے نواب اون کامون پر متوجہ ہوے جو باعث نیکنامی اور موجب خوشنودی حکام صدر تھے چنانچہ اپنی حکمت عملی سے بنای دار الشفای انگریزی و ہندوستانی کی ڈاکٹر اسٹیونسن کو اختیار انگریزی مرزا علی اکبر بیٹے حاجی خونخای کو ہندوستانی،

دوسرا چھاپہ خانہ سلطانی لیتھوگرافیک یعنی پتھر کا آرچر صاحب کو دیا پانسو روپیہ دریا کے

تیسرے لوہے کی پل کی طیاری کی جو زمان جنت آرامگاہ سے رمنہ مین پڑا ہوا تھا سنکلیر صاحب کے اہتمام مین دیا جنھین معتمد الدولہ نے حضرت فردوس منزل کی موافقت کی جہت سے نکلوا دیا تھا مگر نہ بنا کچھ نقصان سرکار ہو کر رہگیا وجہ یہ تھی کہ یہ کام مہندس یعنی انجنیر کا ہے نواب کیا جانتے تھے

چوتھے نہر جدید کا اہتمام گنگا سے لانا اٹھائیس کوس کے فاصلے سے راجہ بختاور سنگہ کو دیا مٹرکٹ صاحب بخار نا واقفی سے اسکے کھدوانے پر مامور ہوے ۶ کاروبار زینہ نیست نجاری وہ کیا جانین کام مہندس کا کسواسطے کہ زمین لکھنو گنگا سے ۳ فٹ بلند ہے پستی سے بلندی پر پانی کا جاری کرنا مشکل ہے دوسرے چاہیے کہ کنارے دونون طرف ڈھالی پشت ہون تا کہ نہر کا پانی صاف معلوم ہو اور پانی شکل کروی سے سطح کے کنارون کو نہ کاٹے گا اونھون نے کنارے سیدھے رکھے پانی خواہ نخواہ کاٹیگا یہ وجہ اسکے نقص کی ہوئی دوسرے چھ لاکھ روپیہ راجہ کا اسپر صرف ہوا نواب صاحب نے مجرا ندیا راجہ نے کہا مین نے موافق اپنے اعتقاد کے گنگا جی کی نذر کیا اٹھائیس ہزار بیگہ زمین زراعت گئی اور مقام پناہ دزد اور درندون کی ہو گئے جب میجر ڈیوڈسن صاحب آئے اونھون نے بڑا افسوس کیا اسکے نقص پر بادشاہ کو بھی منظور تھا کہ اسکی تکمیل ہو جاے مگر نہ ہوئی کئی برس تک اونھین تنخواہ ملی سرکار کا نقصان ہوا +

ایک غریب خانہ بنوایا جسمین اپاہج لولے لنگڑے اندھے زن و مرد رہا کرین سرکار سے پرورش ہو بلکہ اس خرچ کا نوٹ ہزار روپے ماہوار کا بضمانت رزیڈنٹ کر دیا +

خلاصہ جب بادشاہ اپنے خود کردہ اہلکارون سے تنگ ہوے جانا کہ انسے کسیطرح مقابلہ معتمد الدولہ و درستی و اصلاح مقدمات سلطنت نہوسکیگی اپنا نفع او عیش و آرام مقدم سمجھتے ہین اب نواب منتظم الدولہ کو انتظام معاملات سلطنت کیواسطے بلانا چاہیے کہ انتظام ملکی بحالی کرین اسکی یہ صورت ہوئی کہ میان رجب علی قوال صاحب کمال خیال علم موسیقی مقرب بادشاہ تھے انھون نے عرضی نواب اپنے پردہ قانون سے خلوت بالین گذرانی فرمان بدستخط خاص مین ہوئی نظر باصلاح سلطنت کہ مرد محسن جہاندیدہ مستغنی القاب بائمہ جنت آرامگاہ معتمد سرکار انسے بہتر کون ہے فرمان شاہی روانہ ہوا نواب ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۴۹ ہجری مطابق ۳ نومبر ۱۸۳۳ع داخل لکھنؤ ہوتے شرف ملازمت خلعت وزارت با خطاب حضور جنت آرامگاہ عنایت ہوا جو کسی وزیر کو نہ ملا تھا منور الدولہ احمد علیخان کو خلعت جبکہ علی اشرف ... وزارت ہوے دوسری کہ کوٹھی اوس سے ملحق باہتمام راجہ بختاور سنگھ بائیس دن مین تیار ہوئی آراستہ ہوئی نواب میان رجب علی کا اس دستکاری سے بہت خوش ہوے اکثر اپنے دربار مین کہتے تھے مین اس شخص کا احسانمند ہون لیکن سواے شیرین زبانی کے زرنقد سے وعدہ وفا نہوا تہی نیل مقصود سے بلکہ چند روز مین یہ ایسے مخالف ہونے لگے تھے جب حکم نواب ہوا انکے پاس جانے ... ارباب سلطانی ہوتے تھے بلکہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان نواب معتمد الدولہ یہ سنکے کہتے تھے اگر رجب علی میرے یہ خدمت کرتا مین لاکھ روپیہ دیتا ہیچ ہے انکی ہمت سے کچھ دور نہ تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ نواب نے جتنے مقرب بادشاہ تھے مثل ممتاز بخش خواص وغیرہ ان سبکو اپنی تجویز سے بذلت دربار سے نکلوا دیا تھا رجب علی کو نسبت تقرب حد سے بڑھا اس جہت سے کھٹکا رہتا تھا +

غرض نواب متوجہ انتظام سلطنت ہوے اور حکم صاحبان صدر دربار بہ بقائے معتمد الدولہ بسلامت بحفاظت سرکار عملداری سرکار مین جانا معلوم ہو چکا تھا بادشاہ سے پہلے عرض کی کہ یہ بنیاد ابتدا سے بگڑی ہوئی ہے اسکی اصلاح اور اونکا استیصال جیسا منظور ہے ابتک مشکل تھا مگر جتنا ممکن ہوگا قصور نہوگا اپنے حسن تدبیر سے +

نواب کو خصومت معتمد الدولہ سے مہاراج افتخار الدولہ دیوان سے موافقت نہوئی اگر

وحفاظت جان ومال کی عنایت فرمائی اور محبت نامہ بادشاہ کو انکی حسن خدمت کا بھیجا
ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد +

جب تنظم الدولہ شاہجہان پور پہونچے ایک مہینے تک محلسرا سے باہر نہ آئے جبتک جواب عرضی مرسلہ نواب گورنر جنرل کا کلکتہ سے نہ آیا اوسکے بعد بڑے تزک سواری سنے حکام کی ملاقات کو اور باعزت باطمینان رہنے لگے عشرۂ محرم مین سیاہ پوشی موافق مذہب کے برپا کی مجالس کیے بہت تکلف سے وہان کے رئیسون سے بسبب خلاف مذہب صورت فساد ہوئی اس جہت سے برخاستہ خاطر ہوکر فرخ آباد مین دو کوٹھی خریدین وہان جاکر رہے بڑی عزت وحشمت سے کہ موجب رشک بنا ے روزگار تھا حملداری سرکار مین انکی توپ سلامی چلتی تھی گھر پر نوبت بجتی تھی جو صاحب عالیشان اودھر سے اضلاع مغرب یا کوہ پر جاتا تھا خواہ نخواہ انکا مہمان ہوتا تھا کربلائی محمد مرد ولایتی انکا متوسل تھا ۲۲ لاکھ روپیہ دے کر کلکتے مین تجارت کو بھیجا انکی بدولت وہ فخر التجار ہوے شاہ نے خطاب دیا فتح علی شاہ قاجار کو اونکی معرفت کچھ ہدیہ تحفہ بھجوایا تھا شاہ نے ایک گھوڑا مشہور نسل کہلا وغیرہ مع شقہ خاص بھیجا پھر اونھون نے اپنی ناموری سمجھکر ایران مین کسی جگہہ پل بنوا دیا بس یہ لیاقت ناموری کس وزیر اودھ نے پیدا کی تھی لیکن باوصف اس ثروت واقتدار وعزت دنیا کے روز وشب بامید وزارت لکھنؤ رہتے تھے اور ہر طرح کی فکر وجستجو سے غافل نہ تھے ہزار ہا روپیہ کا صرف اسمین بیجا نسمجھے تھے کئی شخص لکھنؤ مین اونکے اخبار نویس تھے خصوصا مرزا مہدی علیخان کہ ہر روز اخبار دربار وکردار اہلکار لکھتے تھے اونکے معتمدین خانہ کہتے تھے کہ مدت امید مین اوٹھ پانچ کئی لاکھ روپیہ فکر حصول وزارت مین صرف کیا تھا جب اہلکاران کا باہمی غور و پرداخت سنتے تھے تاسف کرکے رہ جاتے تھے کہ افسوس اُن ناکردہ کارون کی جہت سے کیسی خرابی اوس گھر کی ہو رہی ہے انکے بڑے بھائی مرزا ہادی علیخان بانی نواب منور الدولہ کے اونمین صفات ذاتی انسے بہت زیادہ تھے اکثر سمجھاتے تھے کہ تمھین اب اس خیال خام لکھنؤ سے کیا فائدہ شکر خدا کرو اپنے گوشہ عافیت مین بحمایت سرکار کس عزت سے بیٹھے ہوئے ہو اسکا جواب دیتے تھے کہ جس گھر کی بدولت ہمارا ایسا گھر بنا ہو وہ گھر اب بگڑا جاتا ہے +

سب باد صرصر سے اوڑ گیا مجموع سلطنت مدت دس برس ہین پانچ برس بابت نواب
روشن الدولہ ہے باقی پانچ برس ہین یہ رنگا رنگ زمانہ صبح سے شام تک نہ تھی اور
شام سے صبح تک نشان نہ تھا جتنا جلد برپا ہوئے اوتنے جلد مٹ گئے

نواب منتظم الدولہ کا وزیر ہونا میاں کریم صاحب کا آنا معتمد الدولہ کا استعفیٰ دینا

نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان عجب صاحب اقبال صاحب فہم و فراست
دیندار تھے ہندوستانی امرا مین اس سلطنت مین دوسرا نہین ہوا جسکی تعریف حکام
عالیشان بھی کرتے ہین بس اونھین تک اونکے گھر کا خاتمہ بھی ہوا ابتداے نیابت
معلوم ہی خلاصہ عداوت نواب معتمد الدولہ سے اتنی نوبت غیرآباد سے قبل از نیابت
دوسرے ناظم کے کس حسن تدبیر سے ممالک محروسہ شاہی سے شاہجہان پور عملداری
سرکار مین اسباب رفقا و ملازمین بسلامت پہونچے فوج شاہی کی گرفتاری سے بچتے
ورنہ کیا عجب تھا بعلت تنخواہ فوج یا کسی اور حیلہ سے قید ہو جاتے اونکی سواری کا وقت اونکے
کئی مہینے پیشتر سے جتنا اسباب تھا سب عملداری سرکار مین بھیج چکے تھے اخبار نویس
سرکار کو موافق کر لیا تھا اور جب نواب گورنر جنرل لارڈ ایلنبرا صاحب بہادر لکھنؤ سے
پیشتر شکار کو بہرایچ تشریف لائے منتظم الدولہ بعد بار ڈالنے امر سلطنت قانونگو کی اس مدت یہ بھی
نامور ہو چکے تھے مشہور ہے کہ وسیکا زر خطیر انکے ہاتھ آیا تھا اخبار نویس کو موافق کر کے اوسین ایک کمیٹی بھی سرکار مین
نہ آتی اسباب فضول اگر نیلام ہوا تھا غرض شقہ خاص درباب رسانی اور انتظام و اہتمام نواب محتشم الیہ پہونچا نواب
معتمد الدولہ نے چاہا کہ اسنے کسیطرح کا سامان نہو سکے نارسا ہونگی شکایت نواب گورنر جنرل آئنگی
اوسوقت انکا معزول کرنا سہل ہوگا یا یہ محاسبہ مین پہنس جائینگے مگر منتظم الدولہ بھی ہم قوم تھے دلی کو
ولی سمجھاتے اسی اندیشہ خیال سے تین لاکھ روپیہ کا اسباب جسقدر لکھنؤ مین مل سکا
منگا کر بازار اپنے لشکر کا آراستہ کر دیا اور کہا جسقدر نہ بکیگا ہم لے لونگا اور فوج سوار و پیادہ
توپخانہ کو وردی سے آراستہ کیا اور بہت شکار تک ہمراہ رکاب رہے صاحبان عالیشان و رجملہ
عہدہ داران کو خوب موافق ہم راضی کر لیا اور بے منت اپنا عرض حال بھی کیا کہ میں حالت جنینی و یتیمی
مین ہوا منصب کے ہاتھ سے نواب محتشم الیہ نے کمال قدر شناسی و شفقت سے نہیں تقویت

نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان



Hakim Mehdi Ali Khan.

بادشاہ نے اپنی خواصی مین بٹھا فرح بخش مین لائے خلعت کو حکم ہوا عرض کی کوئی امر خرخوہی نہین ہوا جسکے صلے مین مستحق سرفرازی ہوتا مگر بدلے اس حرکت ناشایستہ کے منظور خاطر اقدس ہو غلام کو روزگار منظور نہین یہ عرض کرکے چلے آئے صبر کرکے بیٹھ رہے بیگم صاحبہ کی بھی ڈیوڑھی سے آمد و رفت بہت کم کردی اس توہین و خانہ نشینی نواب کے چند بدے اہلکاران جرنیلی خوب چمکے راجہ رامدیال کا بھی ٹاٹ مہاجنی اولٹ گیا +

جب یہ کیفیت دربار شاہی کی ہوئی بڑی صاحب نے کمال دلسوزی سے بادشاہ کو دوستانہ سمجھایا کہ ایسی توہین و بیدخلی وزیر منصب کے خرابی سراسر آپ کی سلطنت کی ہوتی ہو مناسب ہو کہ جسکا کام ہو اوسی سے لینا بہتر ہے اور مداخلت ناکردہ کارون کی اچھی نہین اور صدر سے بھی یہی تحریر آئی کہ تمھارے کام تمھارے ہاتھ سے خراب ہوے جاتے ہین بادشاہ بھی کچھ متنبہ ہوئے مگر کیا فائدہ پیمانہ وزارت لبریز ہو چکا تھا آخر اسی آلام روحانی سے نواب نے ۱۹ تاریخ ماہ شوال سنہ ۱۲۴۵ھ مطابق سنہ ۱۸۲۹ء انتقال کیا غیرت دار کی جب روح پر صدمہ عظیم لاعلاج پہونچتا ہے پھر نہین بچتا بموجب اپنی وصیت کے ایوان کربلای میر خدا بخش مرحوم مین دفن ہوے انکا ترکہ تینون بیٹون پر تقسیم ہوا دو بیٹیان دلی مین بختین مسماۃ امراؤ بیگم حاجی بیگم ایک چھوٹی بیٹی مختلف البطن مسماۃ جعفری بیگم مقیم شمس آباد مین جو لکھنؤ مین انکی شادی میر محمد علی کے ساتھ ہوئی دیہات زمینداری و کوٹھی نیل تجارت ہی ایک سرکار انکے کارخانے بڑی ایماندار ہین اور اون دونون بیٹون پر بڑی مصیبت پڑی اس فساد مین لاکھا روپیہ کا گھر لٹ گیا بلکہ اب جعفری بیگم کے محتاج ہو گئے ہین باپ کی قبر بھی فی الجملہ ایک صورت ہے +

ابھی کہنی نہ پہنچنے کے ایسی باد صرصر چلی کہ ورق جرنیلی بھی بادہوائی ہوکر اوڑ گیا بادشاہ کو جرنل بہادر سے ایک سوء ظن ہوا سچ ہو نزدیکان را بیشتر بود حیرانی دریا کے کنارے رہنے مین صورت نجات و عافیت ہو دربار سے موقوف ہوے بہت سی باتین صورت توہین کی ہوئین اونکا لکھنا فضول ہے ابتدا قول ظفر الدولہ بہادر جو بادشاہ سے عرض کیا صادق آیا خلاصہ اسیطرح رفتہ رفتہ یہ تبنا کوڑا دربار مین جمع ہو گیا تھا

بہت خوش ہوے اور اپنی علو ہمت شاہی اور مبد فیض سے پھر کبھی اسکا ذکر بھی نکیا
برخلاف دوسری سلطنت کے نواب کا دیوان خاص اشرف آباد مین رہتا تھا سات لاکھ
اوسے حاصل ہوا تھا اب اوسکے گھر کا بھی نام و نشان نہ رہا معلوم نہین وہ روپیہ
کہان گیا اور کیا ہوا +

جب اغیار کے کہنے سننے سے نواب کیطرف سے بادشاہ کو تکدر خاطر اقدس ہوا اور
رفاہ اغیار ہوا خوب ملاقی چکھی چنانچہ ایکدن نواب وقت عصر حاضر حضور بادشاہ سے تھے
شاہ منزل مین سب ارکان دولت بھی حاضر تھے اتفاقاً درشت انگریز قوم جو انکا مقرب
بادشاہ مخمور نشہ شراب تھے حرکات مسخر کی اپنی بیخودی سے بادشاہ کے سامنے کر رہا تھا
بادشاہ نے اقبال الدولہ انجم الدولہ سے ارشاد کیا تم بھی پاس تھے ہنسو عرض کی یہ بیخودی
ہمین گالی دیتے ہیں گا پھر نواب سے ارشاد کیا انھون نے کچھہ اوسے چھیڑا یہ بھی ہوا سخت
وہی بیٹھا بعد اسکے بادشاہ کنار دریا سوار ہونے کو تشریف لے چلے مقربان خاص بھی چلے
درسٹ نے پہلے دست درازی انجم الدولہ اقبال الدولہ کے شملے پر کی دونون نے گھر کا
بعد اسکے اوسنے نواب کی پگڑی پر ہاتھہ بڑھایا نواب نے سر اپنا پیچھے ہٹایا اس کے ترکان
پگڑی گر پڑی خدمتگار نے چاہا کہ انتظام الدولہ سے تلوار لیکر اوسے مارے اونھون نے اوسے
ڈانٹا اور آپ بڑھکر بادشاہ سے یہ کیفیت عرض کی بادشاہ ہاتھی پر سوار ہو چکے تھے
نواب سامنے آئے گستاخانہ عرض کیا خدا تمھارے دربار مین کسی مرد آدمی کو نہ لائے
یہ لونڈونکا دربار ہو گیا ہے بادشاہ نے باکراہ مونھہ پھیر لیا ان سے اشارہ کیا داخل
فرح بخش ہوے نظر باحتیاط انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر یہ احوال کہلا بھیجا سر جان
لو سفیر تھے انھونے فرمایا کہ یہ بسفارش نواب ہین نواب درہم و برہم جناب بیگم صاحبہ کی
ڈیوڑھی پر حاضر ہوکر یہ حال توہین عرض کرکے مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کے مکان مین
رہتے تھے چلے آئے اور بدل عہدہ وزارت سے ہاتھہ اوٹھایا صبح کو بادشاہ فوراً جیمس
راما یال کو بھیجکر طلب فرمایا نگئے پھر انتظام الدولہ کو بھیجا نہ آئے بعد اسکے آپ تشریف لائے
ہاتھی پر سوار دروازے پر کھڑے رہے انتظام الدولہ پھر گئے نواب کو سمجھا کر لے آئے سلام کیا

انتقال نواب اعتماد الدولہ اور معزولی جنرل اقبال الدولہ وغیرہ

جب محبت نامہ منظوری نیابت نواب اعتماد الدولہ نواب گورنر جنرل ۵ ذی الحجہ ۱۸۲۹ء
مطابق سی ام شہر شوال ۱۲۴۴ ہجری آیا موجب کمال قوت اور انکی دشمنون کے باعث تنزل او
ادبار کا ہوا فی الحقیقہ نواب نقطا اپنی یاوری اقبال سے ایسے آشوب اجتماع ارکان دولت مین
مخالف پایہ وزارت پر قائم رہے انکی کریم النفس حلیم الطبع صاف باطن فیق پروری قدر شناسی مین
کچھ شبہہ نہین ہر چند نواب معتمد الدولہ کی عداوت سے بہت سا بخارات دیرینہ جمع ہوا تھا
مگر اتنی حکومت و اختیار مین باوجود دل سے بھلانا بہتر سمجھے اور مقربان خاص جو خلاف سے تھے
متواتر بادشاہ سے عرض کی کہ یہ نمک حرام سے ملگئے ہین نواب معتمد الدولہ نے جب انکی نیک نہادی
کبھی چاہا کہ چھ لاکھ روپیہ انکی خانہ بربادی و غارتگری کا ۰ ورن بگرا اونھون نے اپنی علو ہمت سے
قبول نکیا دونون نے ہمت پر کام فرمایا وہ زمانہ بھی سخاوت کا تھا زمان آخر نہ تھا ایک شب
اعظم علیخان معتمد الدولہ سے چھپکر اپنے بچاؤ کیواسطے معرفت شیخ خیراتی زر دو معتمد نواب کے
حاضر ہوے نذر دی متمنی رفاقت ہوے مگر نواب نے قبول نکیا کہ تمھاری خلاف ورباعث بدنامی
اور میرے واسطے بھی نامناسب ہے دنیا سے نہ تمھین چین ملیگا اور نہ مجھے اور بہر حال
مجھسے مطمین رہو اور رخصت کیا +

اس مدت قلیل وزارت مین باوجود بدخلقی اور معطلی کے دشمنون کے ہاتھ سے نواب کو
کرور روپیہ کا محاصل ہوا چنانچہ پچیس لاکھ روپیہ معرفت اپنے منشی کے روانہ دلی کیا اور
جب بائیس لاکھ توفیر شقہ بہو بیگم صاحبہ بادشاہ کو از روی حقیت تجویز نواب گورنر جنرل بہادر
وہ نواب کو عنایت کیا اس حساب سی گیارہ لاکھ تم لو ۹ لاکھ استیمال معتمد الدولہ ایک اور
صاحب معلوم کو مرحمت فرماییے چنانچہ اسی شخص معلوم نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک
محمد خلیل الدین خان کلکتے سے لکھنو نہ آینگے میری تلوار نہ کاٹ سکیگی اسی جہت سی انھین
طلب فرمایا تاج الدین حسین خان کنبوہ نے اپنے بچاؤ کیواسطے لاکھ روپیہ نواب کو دینے
اور بادشاہ سے بھی عرض کیا کہ نواب نے اسقدر روپیہ جمع کیا ہے بادشاہ نے نواب سے
پوچھا عرض کی غلام نے یہ سب تصدق حضرت سے پیدا کیا بادشاہ اس صداقت سے

والاجاہ مرحوم ہوگئے چنانچہ خلد مکان نے اسے مستحسن سمجھا ایک مسہری طلائی بہت پر تکلف اور لکھنؤ کی منفرق گیر کا بی اور ایک تلوار ولایتی جسے نواب آصف الدولہ مرحوم نے پچاس ہزار روپیہ کو خریدا تھا اوسکا قبضہ مرصع کار ڈاب کی بہت بھاری اور بعض اسباب تحفہ اور پیٹی تلوار کی جسمیں ہزارہا کا جواہر نصب کیا تھا مع محبت نامہ شاہی باخفا کلکتہ بھیجا وہاں سے باخفا معرفت تاجران نامی کلکتہ روانہ ولایت ہوا بسلامت بادشاہ تک گذرا اوسی ہدیہ بے تکلف و بے منت سمجھکر قبول کیا اور جواب محبت نامہ بکمال تہذیب از آداب و القاب و عبارت شوقیہ عنایت ہوا اور آخر مضمون یہ تھا کہ تم سب طرح سے اپنے ممالک محروسہ مین مالک و مختار ہو اور ایک گھوڑا ولایتی خانہ زادان شاہی سے جسکی قیمت ولایت مین کئی ہزار روپیہ کی تھی مع زین طلائی و اونچی منفرق جوڑی طپنچہ و تور کار طلا اور کئی بندوق ساز طلا اور کئی گھڑیان مع زنجیر جواہر نگار مجموع بالیت سب لاکھ روپیہ کی معرفت نواب گورنر جنرل بہادر کلکتے سے پہونچا اوسوقت حسب الحکم نواب محتشم الیہ مارن ٹن صاحب بہادر ممبر اول سویریم کونسل نے محمد خلیل الدین خان سفیر شاہی سے کہا یہ کام فقط تمہارا ہی خان موصوف نے اپنے بچاو کیواسطے وہ شقہ شاہی دکھایا کہ مین اس تحریر اخفاسی آپسے عرض نکر سکتا بعد اسکے حکم کیا کہ یہ ہدیہ معرفت رزیڈنٹ بادشاہ کو پہونچیگا تم بھی اوکی استقبال اور سلامی کو لکھنؤ اور سرکار سے بھی تحریر جائیگی +

اتفاقاً یہ ہدیہ عالی اوسوقت پہونچا کہ حضرت خلد مکان انتقال کر چکے تھی معتمد الدولہ مقیم اعتماد الدولہ منسوب تھے نواب گورنر جنرل نے پھر اس ہدیہ کیواسطے ولایت لکھا حکم آیا اوسکے جانشین کو بھیجدو چنانچہ رکٹس صاحب گھوڑا مع ہدیہ بڑے تکلف سے لائے سلامی توپ کی ہوئی میر منشی میر غلام حسین فرمان شاہی کشتی نقرہ مین سر پر رکھے لائے ارکان دولت نے نذر دی بادشاہ کیا مزید اقبال و احترام سمجھکر بہت خوش ہو اور اصلی حقیقت جو تھی اوس سے ناواقف تھے کہتے ہین کہ ایک دفعہ نواب آصف الدولہ معلوم نہین کیا تھا ایک عرضی بھیجی تھی اوسکا فقط جواب حسب منزلت وزارت آیا تھا ارکان دولت نے اپنی نافہمی سی تجویز کیا کہ یہان سی بھی ہدیہ بھیجنا چاہیے اسکا ذکر اپنے مقام پر آئیگا

شرف ملازمت حاصل ہوی رنگ اہلکاران اہل سلطنت و ترقی صاحبات محلات معلی اور
ہر ایک کا ہر ایک سے خلاف ہونا اور غفلت دیکھکر بہت حیران ہوی کہ من درچہ خیالیم
فلک درچہ خیال اور اپنے دشمنون کا تقرب نواب سے دیکھا چارہ کچھ نہ دیکھا سوا اسکے
کہ پھر مراجعت کر جائین بگڑے ان سب کے ساتھ میری بات و اعتماد جو کہ گورنمنٹ مین ہو جاتا رہیگا
اور یہ سب مثل حباب بر آب بہت جلد ہو جائینگے ہر چند نواب نے بستماجت کہا کہ امر نیابت
بحکم بیگم صاحبہ و بادشاہ ہو گیا مین اسکا عذر کیا کرون مگر میری نیابت مین کارفرمائی کیجیے
اور مجھے اوسیطرح سمجھیے منتظم الدولہ کب قبول کرتے تھے اور یہ دماغ تھا کہ اونکے تابع کر
رہتے صاحب رزیڈنٹ سے ملاقات کر کے فرخ آباد پھر چلے گئے اور خدا پر توکل
کر کے بامید انشاء اللہ رہے +

خلاصہ مجموع یہ اس اساس رجعت یاوری اقبال معتمد الدولہ ہوئی جاگتے اور ہوشیار
جاگتے اور سوتے مین بڑا فرق ہے سخی و جز رس سے بڑا تفاوت ہے پہلے معتمد الدولہ
باز پرس شاہی سے خائف ہوکر بدل متمنی تھے کہ فقط اپنی جان و عزت سے اس شہر سے
چلا جاؤن جو اہلکاران کا یہ حال دیکھا وہ روپیہ جواہر جو عطیہ شاہی ہوا تھا اوسے
اپنا سپر جان و مال کیا ہر طرح سے راہ نجات از خود پیدا ہوتی چلی چنانچہ انکی سخاوت سے
ارکان دولت کی تنگ چشمی ان سب کی دشمن جانی اونکے دوست منافی ہو گئے ؎

زر بر سر فولاد نہی نرم شود + یہی کام آیا +

	بھیجنا گھوڑے کا بہدیہ بادشاہ حضور شاہ جمجاہ لندن کے	

سبب اس ہدیہ کے آنے کا یہ ہوا کہ نواب جلیل الدین خان بہادر نے اپنی سفارت مین
بہت سے کارنمایان خیر خواہی سرکارین کیے جو موجب رسوخ خیر خواہی سرکار شاہی
از انجملہ حضرت خلد مکان کو یاد دلایا لکھا کہ اگر آپ سے اور شاہ جمجاہ لندن سے اہدا و رسم
ارسال ہدایا اور تحریر محبت نامہ ہو جائے غالب ہی کہ بہت سی مطلب براری دلی دو منت
اور بسہولت متصور ہو سکے گی اور حکام کو بھی اس وسیلے سے لحاظ و پاس آپکا رہیگا مگر اس
ہدیہ کے ساتھ ایک فرمان اس مضمون کا بنام فدوی آوے کہ زنہار اسکا افشا کسی سے

غرض نواب نے تاناسھ ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۲۸ع مطابق سنہ ۱۲۴۳ھ بارہ پارچہ کا خلعت دیکر روانہ کلکتہ کیا ۱۱ فروری کو وہان پہونچے منشی جی کے ساتھ عطاء اللہ خان کشمیری اور کئی اشخاص متشخصہ اپنا نفع سمجھکر گئے تھے محمد خلیل الدین خان کو فرمان عزل دیا اونھون نے کچھ کم تین لاکھ روپیہ امانت سرکار جو واسطے ضروریات کے انکے پاس جمع تھا دیکر اوسکی رسید انشی لی منشی نے فرمان معزولی گورمنٹ مین پیش کیا حسب سررشتہ منظور ہوا کہ وزیر صاحب کو فرد اپنے کہے ایک تو تحریر سرکار مثل دستور سابق بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ہوگی دوسرے خلعت مین پالکی جھالردار کلکتے مین نہین ہے دہلی کی حالانکہ صغیر اول کے واسطے بانات بردوان سے منگوا کر دی تھی۔

بہرحال کئی مہینے تک متواتر احکام شاہی حسب باب مین گئے ایک کا سر انجام نہوا اور صاحبان صدر سے صورت اعتماد کی جب مایوس ہوئی وہان کے قانون دانون سے رجوع کی اونھون نے حسب سررشتہ دو لاکھ کا تمسک انشی لکھوا لیا اور مقدمہ کو لیت و لعل مین رکھا جب منشی تنگ ہوکر متقاضی اپنے انفصال مقدمہ کے ہوئے اونھون نے زر تمسک انسے طلب کیا اور مستعد نالش سوپریم کورٹ ہوا اوسوقت منشی نے گھبرا کر محمد خلیل الدین خان ہم وطن سے رجوع کی ہزار خرابی نصف زر تمسک پر تصفیہ پایا عطاء اللہ خان نے اپنے حق السعی مین پچاس ہزار لیئے بیس ہزار رہے لکھنؤ کو دیکر آئے تھے اس عرصہ مین سرکار شاہی سے اونکی نارسائی اور عدم حصول مطلب کی متواتر شکایت سرکار مین گئی اور منظور ہوا کہ انپر بعلت زر امانت سرکار سوپریم کورٹ مین نالش ہو جاوے جب منشی جی کو یہ خبر پہونچی مضطر ہوکر مع بقیہ زر امانت سرکار عظیم آباد چلے آئے نالش و گرفتاری عدالت سے بچے مگر بدنامی بہت ہوئی لطیفہ یہ ہے کہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل کو اونکی گرفتاری کا بھیجا جواب آیا کہ ہمین بہت تعجب ہوتا ہے تحریر خیال ایسے امر سے اور بہت بعید ہے کہ ہم ایلچی شاہی کو گرفتار کرین یہ امر ابتدا سے مفہوم ہوا ہے جب ایسے اہلکار ہونگے ایسا ہی ہوگا۔

نواب منتظم الدولہ کانپور مین منتظر طلب شقہ شاہی تھے پہلے یہ خیال تھا کہ اعتماد الدولہ میری وکالت کرینگے یہ خبر نہ تھی کہ خود ہو جاینگے پھر کئی شقہ طلب بھیجا لکھنؤ آنے کے

اوسیدن جلوس سواری بھیجکر بلوایا بادشاہ سے خلعت سرفرازی وبحالی روزگار قایم ہوئی اور داروغگی درگاہ حضرت عباس علیہ السلام ہوئی کسواسطے کہ بڑا امام باڑہ بھی انھین کے اخت یار واہتمام مین تھا۔

سبحان علیخان جو میر کونسل معتمد الدولہ ہمراز مقرب خاص تھے کسی طریق دنیا سے انکی بھی پاس پہونچے داخل شورہ ہوے اقبال الدولہ او مقربان بادشاہ جو انکے خلاف تھے بادشاہ سے عرض کرنا شروع کیا نواب کے پاس بھی وہی سب اصحاب غبار فتنہ پرداز زمانہ جو معتمد الدولہ کے پاس تھے جمع ہوے ہین فی الحقیقت خان پیر نے جو صلاح نیک کہا دی تھے مدرسے بادشاہ کو جواب باثواب باب استقلال نیابت مین آیا۔

میر حسن علی لندنی معتمد الدولہ کی جہت سے نکالے گئے تھے مقیم فرخ آباد ہوے تھے نواب سے وہان انسے خصوصیت ہوگئی تھی مسافر لندن زوج بی بی ولایتی انگریزی دان سمجھکر بلوایا اور عملی کارفرمائی رزیڈنٹی دی انکی بی بی میر صاحب سے برہم ہوکر کٹس صاحب کے ساتھ اہی لندن ہوئی تھی وجہ برہمی کی یہ تھی کہ بی بی کو میر صاحب کے عالم تجرید کا یقین تھا حالانکہ لکھنؤ مین ایک بی بی پہلی تھی

نواب نے منشی عاشق علیخان کو معاملہ فہم مقدمات انگریزی سمجھکر بسفارت کلکتہ بجای مولوی محمد خلیل الدین خان جیہ لاکھ روپے استیصال معتمد الدولہ کیواسطے دیکر روانہ کلکتہ کیا نواب منتظم الدولہ سے بھی انھین توسل قدیم تھا وہ بھی انسے کام لیا کرتے تھے سبحان علیخان بھی انسے خوب واقف تھے بلکہ انکے بھوانے کے زیادہ تر محرک ہوے تھے اسواسطے کہ انسے صدہا منفعت بھی متصور تھی نواب منتظم الدولہ نے پہلے دوستانہ اعتماد الدولہ کو سمجھایا تھا اگر تم سفیر سابق محمد خلیل الدین خان کو موقوف کرکے انھین بھجواوگے دیکھو بڑی خرابیان پڑینگے بلکہ تمھارے مقدمات ابتر ہوجاینگے کسواسطے کہ صاحبان صدر کے نزدیک انکا اعتماد کلی اور وثوق امانت و دیانت ثابت ہے مجھے اسکا احوال خوب معلوم ہے کہ نواب معتمد الدولہ ذی اورباب امانت جوا وسکے اختیار مین تھی لکھا مگر اونھون نے ایک نہ سنا آگے تمھین اختیار ہے۔

جو سواری اور گاڑی رکھتے تھے بادشاہ کی نذر کیے نیلام کیا جو اسباب فقط ایسا تھا اوسکا
اونکے بعد نیلام ہوا اور اکثر اپنے اہل دربار خصوصاً میر منیر علیخان برادر نصیر ... سرکار سے تھے
فقط ملاقات کو اکثر آتے تھے اونکے ساتھ سلوک کیا میر صاحب جو سہ نثر تھے ... اکثر کو
تھوڑا بہت یا اہلکار سرکار کرنل صاحب کو تشریف لیجانے سے بہت خوش ہیں کیونکہ انکی برخاست
لکھنؤ سے جب ... ہو کر ... معتمد الدولہ سے ہوئی تھی کرنل صاحب معتمد الدولہ سے بہت
موافق تھے اب ایسی کوئی صورت ... کی نسبت کی معتمد الدولہ کی البتہ صاحب کمیٹی رفیق سے
بخیال غبار سابق کچھ کھٹکا ہوا تھا مگر اقبال نے یاوری کی بادشاہ کے خلاف مزاج
انسے موافقت ہوگئی کرنل صاحب نے میر منشی کو تحقیقات بعض امور کو طلب کیا یہ بہ خدمت
اپنے وطن میں تھے حالت اضطراب میں معلوم نہیں کس اظہار کا خوف غالب ہوا کچھ
بن نہ پڑا سوا اسکے کہ طمنچہ مارکے مرگئے اسمیں انکی پردہ دری ہوئی ورنہ افشاء حال سے البتہ
سرکار تک خرابی پہونچتی اور بہت سے صاحبان نامی و معرض جاتی کرنل صاحب آشنا سے
زبان عربی بھی رکھتے تھے شاگرد شیخ احمد عرب یمنی صاحب کی سفارش سے مقرب بادشاہ ہوئے
اونھون نے مطبع سلطانی بھی کیا تھا اکثر کتب طبع ہوئیں نواب معتمد الدولہ نے صاحب کا سبب
اپنے خلاف سمجھکر روزگار سے موقوف کرکے کانپور نکال دیا تھا۔

کرنل صاحب کئی دن تک بہت ... سے گاڑی بادشاہ نے سواری کو مقتضیات
کردی تھی جب تک دربار سلطانی کا یہ دیکھا اور اہلکار ایسے صاحب لیاقت دیکھے بہت افسوس
کیا اور خفا ہو کر گاڑی کو موقوف کیا کوچبان کو ایک اشرفی انعام دیا اور گھوڑے سواری کو
صبح و شام سرکار سے آتے تھے اونھیں بھی موقوف کردیا اب ظاہر ہیں سے امور ناگواری شروع ہوئے

نواب اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اس عہدہ جلیلہ پر منصوب ہوے انکی غربت سلیم الطبع
مروت رفیق پروری میں کچھ شبہہ نہیں شکر خدا بجالاتے اور اپنی حالت غربت کو نہ بھولے
ہر ایک اپنے دوست آشنا کو جہانتک ہوسکا خدمت کی بعض کو افسران پلٹن منتخب کیا چنانچہ
مرزا آغا جان داروغہ کورخانہ شاہی فقط انکی دوستی کی جہت سے بظلم معتمد الدولہ ...
قید رہے پہلے کالے جہلخانہ میں رہے کئی برس قلعہ چنار میں قید رہے جسدن انھیں خلعت نیابت

اس عرصے میں راجہ رامدیال بچہ بینی رام مشہور سپاری والہ کو تقرب خاص ہوا خلاصہ جسے جلد تقرب ہوا جلد شیانا ہوا پھر رفتہ رفتہ سفیر تبلیغ رسالت شاہی صاحب رزیڈنٹ کے ہوئے انکا بھی ایک زمانہ مثل خواب پریشان ہوا دربار مثل وزیر اعظم ہونے لگا اور جتنے شہر کے نفری جلسا زجیاست خور تھے سب جمع ہوئے راجہ صاحب کے حکاتیا دربار صاحب رزیڈنٹ جو حالت اضطرار اور بے اختیاری سے سرزد ہوئی خاص و عام پر کھلی یہ سب حالات رکن رکین سلطنت صاحب رزیڈنٹ حسب سررشتہ صاحبان صدر کو تحریر کرتے تھے جب ایسی بازاری ناکردہ کار غیر لیاقت داخل و محیط شورہ سلطنت ہوں اور ہر ایک اپنی منفعت کو مقدم سمجھے اور در پے تذلیل دوسرے کے ہو اور نازان اور مغرور اپنے تقرب مستعار پر ہو اور عیش دنیا سے بھی خالی نہو پھر کس دانای روزگار سے اصلاح سلطنت ہو سکے اور کون صورت انتقام معتمد الدولہ کس طریق سے نکالے پس چند روز میں راجہ صاحب کا بھی مہاجنی ٹاٹ اولٹا اپنے گھر میں مقید ہوئے انکے حواشی بھی بہت جلد اپنی حالت اصلی پر آگئے حکیم ظفر علیخان کلکتے میں نواب جیت پور کے وکیل تھے دو سو روپیہ درماہہ ملتا تھا وکالت سے صاحبان دفتر گورنمنٹ سے تعارف تھا بعد سفارت منشی عاشق علیخان راجہ صاحب نے فقط نام سنکر مامور بسفارت شاہی کیا تھا خلاصہ بعد سفارت مولوی خلیل الدین خان جو صاحب بسفارش مامور ہوئی نہ وہ عزت گورنمنٹ سے پائی نہ کوئی کام سرکار کے حسب دلخواہ کیا حکیم صاحب کی جب تنخواہ بہت چڑھ گئی تھی ناکام رہ کر لکھنؤ آئے یہاں راجہ صاحب قید ہو چکے تھے بعد چند روز کے سیر خاک لکھنؤ ہوئی +

اس سلطنت کی اودھیر بن میں کرنل لا کٹ صاحب بہادر بھرت پور سے قائم مقام رکش صاحب تشریف لائے یکایک کنش صاحب کو بھی ایکدن شیراوال تشریف آوری معلوم ہوا بادشاہ سے اوسیدن ملاقات خصتی کی جو گزارش کرنا تھا کر دیا اور خود دریای گومتی سے روانہ کلکتہ ہوئے مہندر نرائن جو خزانچی اور انکا صاحب از تھا اوسے استعفا دلوا کر لیے گئے ونقد میر منشی سید غلام حسین جانشین اجل گرفتہ ہو گئے جنرل صاحب امداد رکش صاحب کمان افسر چھاونی منڈیانوں تھے کئی لاکھ روپیہ کا اسباب بائیس گھوڑے گاڑی

مجبور رہتے کئی مہینے تک اکبر علیخان کچھ کچھ کار فرمائی کرتے رہے بلکہ انکی بھی خبر نیابت مشہور ہوئی تھی مثل مشہور غلط کہ بظاہر خوب برسیگا پھر ایک ہوا کے جھونکے سے جاتا رہا جب نواب منتظم الدولہ آئے یہ خانہ نشین ہوئے +

بادشاہ کو نواب معتمد الدولہ کا استیصال منظور تھا کہ کسی نائب کی بہت سے جلد نواز ی ہو جاوے یہ غیر ممکن تھا سب اہلکار ناکردہ کار ناواقف سیر غافل اپنی عیش و عشرت میں سرشار یا ہوشیار ہین تو اخذ زر جسطرح سے ہاتھ لگے پھر کوئی صورت نکلے بادشاہ نے رزیڈنٹ سے کہا مین فقط اتنا چاہتا ہون پھر اسکے خلاف بہت کچھ چاہنے لگے پہلے خود صاحب اختیار تھے پھر کیون از خود بے اختیاری اختیار کی واہ خلاصہ بعض مشیران سلطنت کی تجویز یہ ہوئی کہ مولوی محمد خلیل الدین خان سفیر متعینہ کلکتہ جو دوست خاص ساختہ و پرداختہ معتمد الدولہ ہین اونھین شقہ سے طلب کیا جاوے وہ بیشبہ گورنمنٹ مین اونکے مقدمے سے غافل نہونگے چنانچہ بموجب شقہ شاہی خان موصوف آئے خلعت سرفرازی پایا فرمایا اب تم ہماری طرف سے پھر اپنے عہدے پر جاؤ یہ سمجھے کہ سرکار کو استیصال نواب منظور ہے اور حکم کورٹ آف دائرکٹرس صادر ہو چکا ہے کہ نواب کو عملداری سرکار مین بسلامت پہونچا دو پھر کیا ضرور ہے مین عبث عبث بدنام ہون عرض کی ابھی اسقدر بعد مسافت سے آیا ہون ابھی پھر جاؤن باعث ہلاکت ہوگا انشاء اللہ چند روز توقف کرکے یہ عذر کرکے بیٹھ رہے +

بادشاہ نے چند روز تک مثل بازی اطفال عدالت نوشیروانی بھی دکھائی خود اجلاس فرماکے روبکاری سنکے حکم فرماتے تھے پھر بے بنیاد ہوکر اسکا نشان نرہا جیسے تمغہ مقرب خاص ہندوستانی جمع ہوئے تھے ویسے انگریزکی لڑکے انگریزون کے بلباس تھا صرف انگریزی مثل نیچ لندن شاہی یعنی خواص ڈریسٹ نامی قوم فرنچ حجام مقرب خاص لاکھون روپے کے اسباب کی خرید اسکی معرفت ہوئی کئی برس مین پانچ یا چھ لاکھ کماکر سیدھا اپنی ولایت چلا گیا کئی ولایتی بیبیان ملازم ہوئین وہ محل مین بھی جاتی تھین بال بناتی تھین ہندا صاحبان صدر بھی ایسے اخبار موحش و نامناسب سنتے تھے انکو سمجھے جاتے تھے کہ یہ سلطنت بازیچہ اطفال بنی ہے

باعتبار دنیا اپنے نزدیک حجت سے اپنے تئین بری کیا بعد چندروز کے وہی ہوا جو عرض کیا تھا ۔

غرض بادشاہ نے بیٹے بیٹی کو خطاب اقبال الدولہ و خلعت جرنیلی فوج اور تقرب خاص حضوری دوسرے کو مجد الدولہ صاحب سالہ کیا تیسری کو مکرم الدولہ پٹالن بائیسی میر افضل علی و میر احمد مرحوم بڑے داماد آغا حسن عرف مرزا حسنو کو توپخانہ جو اونکے باپ مرزا آغا جان مرحوم کو تھا دوسرے محمد میر موافق اونکی درخواست کے عدالت دیوانی و فوجداری اپیل تیسرے میر علی اکبر میر علی شیر کے بیٹے کو رسالہ اور پلٹن نجیب کی ۔

منشی غلام مرتضی روضہ خوان جنت آرامگاہ کے مقبرے مین دس روپیہ قرآن خوانی مین پاتے تھے ازبسکہ ظریف الطبع اور پیشہ مصاحبت امرای زمانہ مین مشاق تھے اپنے تعارف روضہ خوانی سے داخل صحبت اقبال الدولہ ہوے پھر اپنی چرب زبانی سے اور نمایش اپنی غفلت نے خدمت نیابت جرنیلی دی آپ عیش شباب جوانی مین بڑے شراب پینے لگے منشی جی کا عروج ہوا خوب شہر کو صاف کیا مالامال ہوگئے رستم نگر مین عمارت عالیشان بنوائی پس چندروز مین کچھ نرہا آپ بھی مرگئے اب اس عہد دولت مین اہلکار منتخب وزگار جمع ہوتے گئے ۔

جب ظفر الدولہ نے دیکھا کہ میری نیابت صاحب زیڈنٹ منظور نہین کرتے اپنے نزدیک متدین امین دیندار وضعدار صاحب لیاقت نبام نامی نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کا بیٹا سمجھکر اکبر علیخان کو داخل کاروبار سلطنت کیا اور یہ بھی جانا کہ مثل اونکے سرکار انگریزی سے بری ہین مگر خان موصوف سستی تقدیر کم گوئی کم رفتاری جبر سی ذاتی سے اکثر سلطنت مین پوچھے گئے سر سبز ہوے پژمردہ ٹھکر رہ گئے بادشاہ کے نزدیک بھی مجہول مطلق ٹھہرے جو محرک انکی جوہر شناسی کے ہوئے تھے اونکے نزدیک بھی عالم بے عمل ہوے اکثر صورت توہین و خلاف شان بھی ہوئی خصوصًا آغا مرزا کو کلتاش شاہی کی جہت سے انکا حلم و بردباری مانع ہوئی اوسکی سفاکی و مردم آزاری سے سارا شہر ناخبر تھا اوسکی فریاد کوئی نسنتا تھا حتی کہ نواب منتظم الدولہ بھی

مجبور رہے کئی مہینے تک اکبر علیخان کچھ کچھ کارفرمائی کرتے رہے بلکہ انکی بھی خبر نیابت مشہور ہوئی تھی مثل اہر غلیظ کہ بظاہر خوب برسیگا پھر ایک ہوا کے جھونکے سے جاتا رہا جب نواب منتظم الدولہ آئے یہ خانہ نشین ہوئے +

بادشاہ کو نواب معتمد الدولہ کا استیصال منظور رہتا کہ کسی نائب کی بہت سے چند مال فروغی ہوجاوے یہ غیر ممکن تھا سب اہلکار تاکہ وہ کارناواقف اسیر غافل اپنی عیش و عشرت میں سرشار یا ہوشیار رہیں تو اخذ زر جسطرح سے ہاتھ لگے پھر کوئی صورت نکلے بادشاہ نے رزیڈنٹ سے کہا میں فقط اتنا چاہتا ہوں پھر اسکے خلاف بہت کچھ چاہنے لگے پہلے خود صاحب اختیار تھے پھر کیوں از خود بی اختیاری اختیار کی واہ خلاصہ بعض مشیران سلطنت کی تجویز یہ ہوئی کہ مولوی محمد خلیل الدین خان سفیر متعینہ کلکتہ جو دوست خاص ساختہ و پرداختہ معتمد الدولہ ہیں اونھیں شقہ سے طلب کیا جاے وہ بیشبہہ گورنمنٹ میں اونکے مقدمے سے غافل ہونگے چنانچہ بموجب شقہ شاہی خان موصوف آئے خلعت سرفراز پایا فرمایا اب تم ہماری طرف سے پھر اپنے عہدے پر جاؤ یہ سمجھے کہ سرکار کو استیصال نواب منظور ہے اور حکم کورٹ آف دائرکٹرس سن چکا ہوں کہ نواب کو عملداری سرکار میں بسلامت پہونچا دو پھر کیا ضرور ہے میں عبث عبث بدنام ہوں عرض کی ابھی اسقدر بعد مسافت سے آیا ہوں ابھی پھر جاؤں باعث ہلاکت ہوگا انشاء اللہ چند روز توقف کرکے یہ عذر کرکے بیٹھ رہے +

بادشاہ نے چند روز تک مثل بازی اطفال عدالت نوشیروانی بھی وکھائی خود اجلاس فرماکے روبکاری سنکے حکم فرماتے تھے پھر بے بنیاد ہوکر اسکا نشان نرہا جیسے تخت مقرب خاص ہندوستانی جمع ہوئے تھے ویسے انگریزی لڑکے انگریزوں کے بلباس تکلف انگریزی مثل پیج لندن شاہی یعنی خواص ڈربیٹ نامی قوم فرنچ حجام مقرب خاص لاکھوں روپیہ اسباب کی خرید اوسکی معرفت ہوئی کئی برس میں پانچ یا چھہ لاکھ کماکر سیدھا اپنی ولایت چلا گیا کئی ولایتی بیبیاں ملازم ہوئیں وہ محل میں بھی جاتی تھیں بال بناتی تھیں ہملا صاحبان صدر بھی ایسے اخبار موحش و نامناسب سنتے تنک آگئے تھے جانتے تھے یہ سلطنت بازیچہ اطفال ہے

باعتبار دنیا اپنے نزدیک حجت سے اپنے تئین بری کیا بعد چند روز کے وہی ہوا جو عرض کیا تھا ۔

غرض بادشاہ نے بڑے بیٹے کو خطاب اقبال الدولہ و خلعت جرنیلی فوج اور تقرب خاص حضوری دوسرے کو مجد الدولہ صاحب رسالہ کیا تیسرے کو مکرم الدولہ پٹالن بائیسی میر اہل علی و میر احمد مرحوم بڑے داماد آغا حسن عرف مرزا حسنو کو توپخانہ جو اونکے باپ مرزا آغا جان مرحوم کو تھا دوسرے محمد میر موافق اونکی درخواست کے عدالت دیوانی و فوجداری اپیل تیسرے میر علی اکبر میر علی شیر کے بیٹے کو رسالہ اور پلٹن نجیب کی ۔

منشی غلام مرتضیٰ روضہ خوان جنت آرامگاہ کے مقبرے مین دس روپیہ قرآن خوانی مین پاتے تھے ازبسکہ ظریف الطبع اور پیشہ مصاحبت امرای زمانہ مین مشاق تھے اپنے تعارف روضہ خوانی سے داخل صحبت اقبال الدولہ ہوئے پھر اپنی چرب زبانی سے اور نمایش اپنی غفلت نے خدمت نیابت جرنیلی دی آپ عیش شباب جوانی مین بڑے شراب پینے لگے منشی جی کا عروج ہوا خوب شہر کو صاف کیا مالا مال ہو گئے رستم نگر مین عمارت عالیشان بنوائی پس چند روز مین کچھ نرہا آپ بھی مر گئے اب اس عہد دولت مین اہلکار منتخب روزگار جمع ہوتے گئے ۔

جب ظفر الدولہ نے دیکھا کہ میری نیابت صاحب رزیڈنٹ منظور نہین کرتے اپنے نزدیک متدین امین دیندار وضعدار صاحب لیاقت نبام نامی نواب امیر الملک حیدر بیگ خان کا بیٹا سمجھکر اکبر علیخان کو داخل کاروبار سلطنت کیا اور یہ بھی جانا کہ مثل اونکے سرکار انگریزی سے بری ہین مگر خان موصوف سستی تقدیر کم گوئی کم رفتاری جزرسی ذاتی سے اکثر سلطنت مین پوچھے گئے سرسبز نہوئے پژمردہ گھٹکر رہ گئے بادشاہ کے نزدیک بھی مجہول مطلق ٹھہرے جو محرک اونکی جوہر شناسی کے ہوئے تھے اونکے نزدیک بھی عالم بے عمل ہوئے اکثر صورت توہین و خلاف شان بھی ہوئی خصوصاً آغا مرزا کو کلتاش شاہی کی جہت سے اونکا حلم و بردباری مانع ہوئی اوسکی سفاکی و مردم آزاری سے سارا شہر ناخبر تھا اوسکی فریاد کوئی نسنتا تھا حتی کہ نواب منتظم الدولہ بھی

بعد کتنی برس کے بسفارش پھوپھی اپنی مسماۃ فیض النسا مغلانی کی ملازم سرکار جناب بیگمصاحبہ ہوے پھر رفتہ رفتہ وارونمہ ڈیوڑھی ہوے ثروت ونیا وعزت بخوبی حاصل ہوئی بعد اسکے جب شہر سے نکالے گئے مقیم فرخ آباد ہوے نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کے پاس یہ سبب جمع ہوتے گئے تھے نواب سے بہت سی خصوصیت تھی اونیا ہوگئی تھی میر فضل علی جب باخفا داخل لکھنو ہوے وہ بوکالت نیابت منتظم الدولہ اپنی خصوصیت کی جہت سے آئے تھے اتنا اونھین خیال بھی نہ تھا مگر تقدیر نے اور رنگ دکھایا نواب منتظم الدولہ بھی انسے مطمئن تھے فرخ آباد سے کانپور مین مرزا حاجی کے بنگلے مین اوترے اونتظم طلب شقہ شاہی ہوے یہان میر فضل علی نائب ہوگئے بادشاہ ہر امر مین مطیع جناب بیگمصاحبہ تھے اونکے سمجھانے سے راضی ہوے بڑے صاحب سی فرما چکے تھے جسوقت معتمد الدولہ قید ہوے انھین خلعت وزارت عنایت فرمایا نواب اعتماد الدولہ بہادر خطاب ہوا حسب دستور بڑے صاحب نذر دینے کو گئے۔

اون دنون ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کا بادشاہ اور بیگمصاحبہ سے بڑا تقرب تھا بلکہ جناب موصوفہ کو منظور تھا کہ شخص غیر کی نیابت سے ہمین بہت تکلیف ہو رنج ہوتا ہے سب سے بہتر یہ ہے کہ ظفر الدولہ کو اس عہدے پر مامور کرین انسے زیادہ کون ہمارا خیرخواہ اور معتمد ہوگا یہ بمنزلہ فرزند سلطنت ہین اور آج تک انسے کسیطرحکا خدشہ نہین گذرا بلکہ نیکنام رہے ہین لیکن جب ریذیڈنٹ سے ہمین استشارہ کیا نظر بنجانہ زادی قبول نکیا حالانکہ اس سرکار مین ایسے نائب گذرے ہین مثل محمد ایلچ خان وغیرہ اس جہت سے اعتماد الدولہ کی قسمت نے یاوری کی +

ظفر الدولہ کے تقرب خاص سے انکے تینون بیٹے تینون داماد حاضر حضور رہتے تھے ایکدن بادشاہ نے ارشاد کیا تم اپنی اولاد کو خطاب اور خدمات عالیہ سی کیون ممتاز نہین کرتے یہ مرد جہاندیدہ عاقبت اندیش تربیت یافتہ جنت آرامگاہ تھے عرض کی کہ انکو خانہ زادی کیا کم ہے ایسا نہو کہ وفور عنایت سے یہ اپنے احاطہ غلامی سے باہر ہوجائین اوسوقت اس پیر غلام ونمک پروردہ قدیم کو باعث حجاب وشرمساری ہوگا آیندہ حضور کو اختیار ہے اونھون نے

صاحب کمان افسر سے کہا یہ پہرہ جو زیر کمرہ ہے اسکے غل و شور سے مین بہت تنگ
آیا ہون صاحب نے بتاکید اونکے غل مچانے سے منع کیا۔

شہر کے قرض خواہون نے بلوہ عام در وازے پر کیا اور اپنی قیمت اسباب اور اجرت مزدوری
سالہا سال کی داد خواہ ہوے کہ اہلکاران ظالم اور ہر کارخانہ کے داروغہ نے کسیکی ایک
کوڑی ندی تھی اور نواب سے لیکر آپ کھا گئے تھے اور بعض اقربا نے اسطرح جسکا مال چاہا
لے لیا تھا مگر نواب نے سب کو ادا کیا کسواسطے کہ اکثرون نے بڑے صاحب کو بھی عرضیان
دی تھین اس خوف بدنامی سے ہر ایک کو ادا کیا شہر مین بہت سے رئیس ہر محلے مین بعلت
امانت نواب دھرے گئے خاکروب کی ٹوکرون مین کیسہ زر سفید و سرخ پکڑی گئی اکثر تو دولت
و سفارش محلات سے بچ بھی گئے۔

راجہ امرت لال داروغہ دیوانخانہ نے جب نواب کی خبر قید سنی گھبرا کر باہر نکلے کہ
بسلامت اپنے گھر پہونچ جاؤن ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان نے دیکھکر کہا جلد انکو گرفتار
کرلو راجہ غالب جنگ کے حوالہ ہوے اونہی اپنے محبس مین بہزار سختی رکھا راجہ کا گھر ضبط ہوکر
سب نقد و جنس داخل سرکار ہوا اونکے دو بیٹون کو قید کیا اور ہر روز تقاضا نقد روپیہ کا
ہوتا تھا کہ لاؤ آخر اونسے تنگ ہوکر کہا مجھے گھر تک جانے دو تو جسقدر ہے سب حاضر کرون
غرض اس حیلے سے مقید گھر آئے ایک حجرے مین جاکر گنگا جل اپنے اوپر چھڑک کر بمقتضائے
غیرت یہ امر بہت مشکل ہے کہ تلوار سے اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ کر مرگیا شہر مین ایک
تماشا ہوا الخلاصہ اس عہد دولت مین عجیب و غریب صورت سے انقلاب ہوی جو فقیر محتاج
تھے امیر اور جو امیر تھے فقیر سے بدتر ہوگئے راجہ امرت لال کے مرجانے سے باقی اور نیز تخفیف عذاب
ہوگئی کئی مہینے تک شہر مین ایک زلزلہ انقلابہای عملہ شاہی جو نئے برپا ہوئے تھے اونکا بہت بھلا ہوا

نیابت میر فضل علیخان اور ترقی جاہ امرای نو دولت

میر فضل علی جب پہلے دلی سے لکھنؤ آئے مرسابیان شکوہ شاہزادی کی ہاتھی پر نوکر ہوے یہ انکا عہدہ
آبائی تھا کسواسطے کہ بادشاہ کا فیلبان صاحب منصب ہوتا ہے اور سوای سید کے اور قوم فیلبانی
نہین کرسکتا ناسخ شاعر ہندی نے اسی طعن سے انکی تاریخ وفات مین بری بری ہتک و فضیحت کی ہے

البتہ ہماری سرکار تمھاری حمایت کریگی اور اگر کسیطرح کا فساد برپا کروگے ہرگز نہ رہے گی
یہ کہکر اوٹھہ کھڑے ہوے میجر صاحب مع گارد داخل کمرہ ہوے نواب سے ولایتی کمر اور
انگوٹھیان ہاتھہ سے لیکر باہر آکر جلوس سواری کو احاطہ سے باہر نکالکر ہاتھی سواری کو مانگا
نواب کو پہلو مین بٹھا کر چلے ایک کمپنی اہتمام آگے ایک پیچھے تھی دفعۃً شہر مین غلغلہ برپا ہوا
ہزارون سے کوچہ و بازار کوٹھے بھر گئے اور زبان طعن و تشنیع ہر ایک سے جاری ہوئی خواہ
بالفاظ ذلت خواہ بالفاظ زبان شرفا +
اوسوقت بادشاہ اپنے غلمان خاطر سے بخوف اسکے کیا خیرانی ہو بارہ دری سراہ مین
ٹہلنے لگے حکیم مرزا علیخان نے گستاخانہ عرض کیا ایک متنفس خانہ زاد کیواسطے اسقدر تردد
فرمایا میر اکوئی نہین اس عرصے مین ہرکارہ رزیڈنٹی فی شل بادصرصر حاضر ہوکر عرض کیا
نمکحرام قید ہوگیا یہ سنکر محل مین تشریف لیگئے محل مین ہرطرف تہنیت مبارکباد کی دھوم مچی
دردولت پر مبارکباد کی نوبت ایکطرف شہنا نوازنے غل مچانا شروع کیا نذر نیاز
محل مین ہونے لگی +
خلاصہ جب نواب بیلی گارد کے پھاٹک سے نکلے جب پر رہت سے بوچھار خلقت شہر سے
پڑرہی تھی دولت پورے تک پہونچنا مشکل ہوا تھا نواب سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے
میر سیف علی رفیق خاص فقط ہاتھی کے نیچے جھول پکڑے چلے جاتے تھے کہ حضور وہ نمک حرام
حق فراموش اسوقت کہان ہین جنھون نے حضور کی بدولت لکھا لوشجان کیے نواب انگشت
شہادت سے منع کرتے تھے غرض کئی گھنٹے مین یہ مسافت راہ طی ہوئی داخل اپنی بارہ دری مین
ہوے خود کھڑے ہوکر جابجا انگریزی پہرے مقرر کردیئے میجر صاحب افسران کمپنی کو چھوڑ کر
چھاؤنی چلے گئے چار کمپنی بادشاہ کی متعین ہوئین سارے گھر کو اندر باہر ہرطرف سے گھیر لیا
رات کو پچاس سوار کی روند گرد املاک کے پھرتی تھی تاکجات شہر بہ انتظام و نسق و تلاشی و
تحقیقات مسافران آیندو روند پر ہونے لگی ایام بسنت اور ہولی کے اُٹھے تلنگے کبیر
کہہ کہکر غل مچاتے تھے فحش نسبت ناموس نواب بکتے تھے نواب بالاخانہ کے کمرہ سراہ مین
رہتے تھے سنتے سنتے ناک مین دم آگیا تھا شربت کے گھونٹ پیکر رہ جاتے تھے بعد کئی دن کی

کہ وہ کمپنی بہادر کی جو آج آئی ہین اونکین زیر کوٹھی ضیافت طیار رکھنا چند روز اسکے پیشتر بادشاہ بیگم صاحبہ ظفر الدولہ سے تخلیہ ہوتا تھا کچھ راز ہوائی کھلتا نہ تھا مگر قرینے سے سب جانتے تھے کہ یہ کونسل خاص عزل نواب مین ہوتی ہے خلاصہ وسدن وفور عنایت کا خاتمہ تھا بعد اسکے جب مجلس مین تشریف لیگئے ارشاد کیا نواب بھائی تم ابھی صاحب ریذیڈنٹ کی پاس جا کر کہو جو ہمنے کہا تھا اوسکا جواب مانگا ہے رخصت ہوے چند قدم چلے تھے پھر یاد فرما کر ایک گلوری پان کی اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائی نواب نے اشرفیان نذر کی گذرانین آداب بجالائے اوسوقت تک نواب کو کسیطرح کا کھٹکا نہ تھا جب باہر جلو خانے مین سوار ہونے لگے سبحان علی خان وغیرہ خیرخواہون نے احوال انتظام رزیڈنٹی بیان کیا یہ سنکر کچھ ملتفت نہوئے جب قریب جلی گارد پہونچے ہرکارہ اخبار جو رزیڈنٹی مین خبر کو رہتے تھے عرض کیا کوٹھی ضیافت کے نیچے خلاف معمول دو کمپنی بہادر کی طیار کھڑی ہین وکھین بچشم غضب دیکھا جانتے تھے کہ اگر کوئی امر خلاف ہوتا صاحب مجھے کہدیتے سچ ہے لوگون کا یہ خیال خام تھا اگر قاعدہ آہنی مین ہوتے تو سمجھتے اور بظاہر نوابنے اپنی حمایت کیواسطے افسران فوج وغیرہ کو اپنا کر رکھا تھا کہ انسے دشمن کو خوف تو ہوگا یہ دغدغہ البتہ پیدا تھی کیا مجال تھی خلاف حکم رزیڈنٹ کر سکتے چنانچہ صاحبنے پیشتر قید کرنے کے میر منشی سید غلام حسین کو فقیر محمد خان رسالدار کے پاس بھیجا کہ ہم نواب کو قید کرتے ہین اگر کسی سوارنے تمہارے گھوڑے پر زین باندھا مجرم سرکار تم ہوگے فقیر محمد خان اوس وقت مرغ کی بازی کی جوڑ دیکھ رہے تھے چپکے گھر مین چلے گئے اسیطرح میان خان رسالدار کو حکم پہونچا چپراسی نے کوتوال کو بھی یہی حکم پہونچایا کہ خبردار انتظام شہر سے اگر کسیطرح کا فساد ہوا مجرم سرکار ہوگے

خلاصہ جب نواب بڑے کمرے مین جاکر بیٹھے بڑے صاحب دوسرے کمرے سے آئے فرمایا تمہین بادشاہ نے عہدہ نیابت سے موقوف کیا عرض کی میرا کیا قصور ہے فرمایا نوکری آقا کی خوشی و مرضی پر موقوف ہے عرض بسماجت کی کہ میرا اوسکے سواے دامن دولت کے نہین ہے ہر صورت مین آپ کا تابع فرمان ہون فرمایا اگر تم ساکت و خاموش رہوگے

ایکدن صاحب رزیڈنٹ نے جو حقیقت مین دوست نواب کے تھے کمال دلسوزی سے سمجھایا کہ ہماری نزدیک تمھارا کنارہ کش ہونا بہتر معلوم ہوتا ہے اور یہ سبب عنایت شاہی کے دام فریب سے سمجھو نواب نے اونکی موافقت پر بھروسا کیا اپنی طمع نفسانی سے ہاتھ نہ اوٹھایا کروڑ روپیہ کی جسکی املاک شہر مین ہے دو کروڑ روپیہ کا نقد و جنس کا گھر پچیس ہزار ماہوار کی حفاظت گورنمنٹ دیکھکر دنیا کو نہ چھوڑے +

لارڈ کمبرمیر صاحب بہادر کا آنا نواب کا قید ہونا اور سعی نجات شہر

الغرض جب لارڈ کمبرمیر کانپور سے عازم لکھنؤ ہوے حسب دستور نواب معتمد الدولہ مرزا کیوان جاہ بہادر مع ارکان دولت رحمت گنج تک استقبال کو تشریف فرما ہوے ناکہ تک جاکر بادشاہ نے استقبال کیا طرفین سے حسب دستور معمول ضیافت ہوئی ایکدن نواب نے محض دریافت استمزاج بادشاہ باب نیابت مین صاحب بہادر سے اور صاحب رزیڈنٹ تخلیہ کروا دیا بادشاہ نے مشورہ خاص عزل نواب مین اور خوف حمایت نواب صاحب رزیڈنٹ سے فرمایا کہ اگر ہم انہین گرفتار کرینگے احتمال انکی سرکشی و توہین کا ہے مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے کسواسطے کہ افسران فوج اونسے موافق ہین جنرل بہادر نے فرمایا کمال دلجوئی سے کہ آپکو ہر صورت اختیار ہے ہم رزیڈنٹ کو سمجھا دینگے کہ میرے بعد جانے کے جو بادشاہ کہتے کہیں اوسکی تعمیل کرنا +

جب لارڈ صاحب روانہ مہم قلعہ بھرت پور ہوے روز شنبہ پہلے صحبت جا بجا پائی ہوئی اوسکے بعد تخلیہ مین بادشاہ نے صاحب رزیڈنٹ سے کہا کہ مین نواب کو موقوف کیا چاہتا ہون اس بکھیڑے سے بہت تنگ ہون اور میر فضل علی کو نائب کہ بیگم صاحبہ کا ملازم قدیم اور معتمد ہے صاحب نے کہا وہ آپکا نوکر ہے بہرحال آپکو اختیار ہے اور اگر ہم گرفتار کرینگے تو اونکی کفالت و حمایت و حفاظت ہمپر لازم ہو جائیگی کہ اہل شقہ ہے پھر فرمایا افسران فوج موافق ہین احتمال کشت و خون کا ہے مبادا مجھے بدنامی ہو لہذا مناسب ہے کہ تم اوسے گرفتار کرو اور میری غرض یہ ہے کہ عہدے سے موقوف ہو کر میرے شہر سے نکل جاے + جواب دیا بعد ہماری جانے کے کسی حیلہ پیام سے ہمارے پاس بھیجدیجئے گا صاحب رزیڈنٹ نے میجر اسمعیل بیگ کو حکم دیا

داخل محل ہوچکی تھیں ہر چند نواب نے اونکی گرفتاری کی بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی بن نہ پڑی اور اونکی حفاظت کے باقی مبانی فقط مرزائی موصوف ہوئے کیواسطے کہ نواب انپر اعتماد نتھا حالانکہ یہ بھتیجے بیگمصاحبہ کے تھے اسیطرح میر فضل علیخان بھی رات کیوقت چھاونی سنڈیانون سے پیدل سے ہوسوار ونکی ساتھ جو صاحب لوگون کو ناکہ سے چھاونی بحفاظت پہونچاتے تھے اس حوکے سے داخل ڈیوڑھی ہوے بیگمصاحبہ نے حبشیونکا پہرہ اونکی حفاظت کیواسطے کردیا پس ان دونون کا اقبال اور ادبار معتمد الدولہ ظاہر ہوا شہر مین خبر عام ہوگئی جب بادشاہ کے تعیش کی یہ صورت صاحب رزیڈنٹ نے دیکھی ایکدن محض از راہ دولتخواہی و دلسوزی بادشاہ کو خلوت مین تہ دل سے سمجھایا کہ یہ اسباب تعیش جو یکسون خاطر ہوئے ہین انکا انجام اچھا نہین بلکہ سراسر خرابی اور بربادی کا موجب بدنامی سلطنت ہونگی اور آپسے ضبط شرب منہیات کا نہوسکے گا جب سرکار مین غفلت ہوگی اہلکارون سے امانت و دیانت و بجا آوری احکام بصداقت نہوگی ہمارے فہ کو جو از راہ حکمت یا موافق عادت قدیم استعمال مشروبات اور تعیش کا ہوتا ہی ایک ضبط رہتا اور خوف حاکم بالا سے رہتا ہی اور اگر مطلق العنان ہوجائین تو پھر کسی کام کے نرہین پس جو تحمل بندایسے انتظام کا نہوا وسی مشکل ہے فرمایا جب تمسا ہمارا ایسا دوست ہو اور خیرخواہ کیا باک ہے۔

خلاصہ بظاہر نواب معتمد الدولہ پر ایسی عنایت فرمائی کہ انھین سب برکی ہوشیاری عیاری بھول گئی بلکہ ہوس دنیا زیادہ بڑھی پردہ غفلت کا پڑتا چلا اور بیگمصاحبہ کو بھی عنایت ہوئی تقریباً ستر لاکھہ روپیہ کا جواہر ہر قسم کا عنایت فرمایا اور الماس باغ بھی ملکہ محمد الماس علیخان عنایت فرمایا اور مخاطب بخطاب نواب ثانی ہوئی ایکدن جناب خانصاحب نے نواب سے خلوت مین عرض کیا کہ ایسے وفور عنایت شاہی سے مقام خوف کا بھی احتمال ہوسکتا ہے اور دنیا دام فریب ہے ہر چند صاف نامہ حضرت خلد مکان کا ہے لیکن مواخذہ حال البتہ فی ہے مآل اندیشی ضرور ہے فرمایا تمہاری فہم و فراست سے امید بعید ہے اگر مزید عنایت فی الحقیقت ہے تو وعدہ ور اللہ اپنے نفع کو چھوڑنا نچاہئے اور اگر از راہ فریب ہے تو اسی سے انکا مقابلہ آسان ہوجائیگا۔

تیسرا محل نواب خورشید محل کا ساکن جین پور منڈھ ہوا داخل صاحبات محل ہوا پھر اونھین ایکدن اپنا تاج شاہی فرق مبارک سے اونکے سر پر رکھدیا خطاب نواب تاج محل عنایت ہوا عزیز حسین بیگ سواروں مین نوکر تھے انکے باپ مشہور ہوے انکی مان کی سفارش سے نواب گنج اسیقدر انکی بھی جاگیر ہوئی داروغہ ڈیوڑھی ہوتے انکی نئی امارت سپاہگری کی ساتھ ہوئی +

جناب بیگم صاحبہ کی جاگیر سلون لاکھہ کی جو معتمد الدولہ نے ضبط سرکار کی تھی اپنی عملداری سے پھر بدستور سابق جاری ہوئی +

چوتھا محل نواب بادشاہ محل ہوا انکا ذکر بعد اسکے بیان ہوگا مگر بے جاگیر پھر نور محل صاحبہ نواب صاحبہ محل ہوئین فقط مواجب بیش قرار +

لالہ رام پرشاد رفیق خاص افتخار الدولہ نے کئی اسامیاں صاحب حسن و جمال بہت سے ارباب نشاط سے ہزارہا روپیہ خرچ کرکے جمع کی تھین اون سبکو طلب کرکے داخل محل کیا عیش محل خطاب دیا اسکے سوا کرم بخش کسبی وغیرہ جو ہنود کی تھین داخل محل ہوئین اسکی تفصیل کیا بیان کیجاے گھورے میان وغیرہ جو رفیق خاص معتمد الدولہ تھے جب تک وہ قید نہوے مصاحب بادشاہ رہے +

خلاصہ ہر صاحبات محل کے اقربا و متوسلین نو دولت سے جو نان شبینہ کو محتاج تھے جنھین سفید کپڑے چیتھڑے کی جوتی میسر نہ تھی ہر محلہ مین جسمین ہر ایک ایک جھونپڑے کچی حویلی مین رہتا تھا ایک قیامت برپا ہو اٹھی پہلے ہر ایک نے اپنے حق ہمسایہ اڑکر کیا تھا مکان لیکر موافق اپنے مقدور کے عمارت عالیشان بنوانی شروع کی تھی اہلکار اور ارکان وہ اپنی آبرو کھوا دینے ڈرنے لگے اور ہر محکمہ عدالت مین اگر کوئی متوسل کسی محل کا ذرا گیا سفارش سے بسلامت اپنے گھر پہونچا جناب بیگم صاحبہ کے عزیز و اقارب ملازم جو پہر معتمد الدولہ کو کہ کسیطرح محفوظ رہتے تھے ہر ایک خدمات فراخور پر مامور ہوا +

فیض النسا مغلانی مقرب خاص بیگم صاحبہ و سرفضل علیخان داروغہ جو خوف نواب سے مبشر الدولہ عزا فدا حسین خان کی فقط حکمت علی سے زبان منصوبی نواب مین کئی مہینے بشیر سے

اور شیر نا صرا ورالملکا. ایسے انتخاب زمانہ جمع ہوے خلاصہ ایک سو کئی طایفے ارباب نشاط
جو سرامد جنکے تھے ملازم ہوے نواب ملکہ زمانیہ کا موافق عہد و میثاق ولیعہدی دور دورہ
مرزا کیوان جاہ محمد علیخان بہادر بیٹے نواب ملکہ زمانیہ کے بنام نامی بادشاہ مشہور ہوے
اور نواب سلطان عالیہ جنکا دودھ مرزا فریدون بخت منا جان نے پیا تھا بادشاہ کی بیٹی
مشہور ہوئی انکی شادی نواب ناصر الدولہ اصغر علیخان کے بیٹے نواب ممتاز الدولہ بہادر سے
ہوئی عنایت باغ مکان محمد آفرین علیخان رہنے کو ملا نواب ملکہ زمانیہ کی جاگیر مقرر ہوا
چھہ لاکھ روپیہ کی عنایت ہوئی نواب فتح علیخان وارث علیخان دونون بھائی بنارس آکر
پریشان ہوکر رہے تھے نواب موصوفہ کے بھائی مشہور ہوے اونکی نظامت جاگیر کی دی
چار برس تک یہ دونون ناظم رہے لاکھون روپیہ زر تحصیل سے اپنی عیش و عشرت دنیا مین
صرف کیا کچھہ ہاتھہ اوٹھا کر سرکار موصوفہ مین بھی بھیجا قاسم خان سگے بھائی رستم کو دارونہ
ڈیوڑھی ہوے پانسو روپیہ درماہہ ہوا ماما پیاری فیلبانی جسنے نواب سلطان عالیہ کو حالت
شیر خواری مین پرورش کیا تھا وہ خاص محلدار ہوئی اوسکا بھی ایک زمانہ ہوا ایکدن سب آدمی باہر
قریہ شاہی بادشاہ کے حکم سے نواب ملکہ زمانیہ کو نذر دینے گئے سبھون نے طوعاً و کرہاً نذر دی
مگر جب نواب نصیر الدولہ کی نوبت آئی نواب ناظر حسین علیخان کہتے تھے کہ انکی دونون
آنکھون سے مسلسل اشک جاری تھے قدرت خدا کو دیکھتے تھے پھر اوسی خدا نے ایکدن یہ دکھایا
کہ جب خود بادشاہ ہوے نواب ملکہ زمانیہ کو اپنی سمدھن سمجھکر مثل اترلایا تا کار جھکہ یہ بھی تکبیر
ہمیشہ عذر ملالت کہلا بھیجا تعز من تشاء و تذل من تشاء فی الحقیقت نواب ملکہ زمانیہ نے
اپنی جود و ہمت سے سبکو نہال کر دیا اونکی سیر چشمی و خوش نیتی سب بیگمات پر فوق کر گئی مگر
تا ہین حیات متمنی اولاد بادشاہ سے رہین اسی نیت سے ہر نوچندی پنجشنبہ ماہ کو درگاہ
جاتی تھین دس ہزار روپیہ دسترخوان نذر و نیاز و انعام جلوس مین صرف ہوتا تھا +

دوسرا محل معرفت بخش علیخان والدکی چھوٹی بیٹی کا ہوا اوسے خطاب مخدرۂ علیا ملا
میان گنج رسول آباد انعام تھے لاکھہ کی جاگیر ملی بخش علیخان انکے باپ مشہور ہوے
خلعت فاخرہ نواب ہوے ناظم جاگیر و دارونہ ڈیوڑھی ہوکے اپنی عالی ظرفی سے ترا جادہ چشم و کتا

رمنہ سے تشریف لائے جہان تخت شاہی تھا اور صاحب ریزیڈنٹ بہادر بگھی پر حسینی باغ سے سوار
ہوکر آئے پلٹن انگریزی جو چھاؤنی سے بندوبست کو آئی تھی دروازے پر ٹھہری رہی اور سب
بعد فرح بخش مین آکر جا بجا پہرے ہوگئے بادشاہ نے حسب دستور خیمہ مسجد مین دو رکعت نماز
پڑھی پھر وہاں سے عبائی خاص بر دوش تخت شاہی پر جلوس فرمایا صاحب ریزیڈنٹ نے تاج
اپنے ہاتھ سے دوسرا ہاتھ مجتہد العصر نے تبرکاً لگا کر زیب فرق مبارک کیا ۔ نہایت سعد وقت
نصف شب کے گذرنے کے ساعت مریخ روز شنبہ ۲۷ شہر ربیع الاول ۱۲۴۳ ہجری مطابق
۱۱ اکتوبر ۱۸۲۷ء تھی ایک شخص نے قبلہ رو کھڑے ہوکر اذان دی اقربائے شاہی ارکان دولت
نے بمراتب نذرین دین توپ سلامی کی چلی سامنے شادی مبارک کی دھوم مچی شادیانے بجے
تیسرے دن جو پلٹن بندوبست کو حسب دستور آئی تھی انعام پاکر رخصت ہوئی ۔

تیسرے دن جب سوم ہوچکا حسب دستور نواب معتمد الدولہ افتخار الدولہ مہاراجہ میوا رام
اور بعض اہلکار خاص کو خلعت بحالی ہوا ممالک محروسہ مین فرمان شاہی جاری ہوا
پنجشنبہ کو موافق معمول بڑی دھوم دھام جلوس شاہی سے حضرت عباس علیہ السلام کی درگاہ مین
آئے چوک کو بہت آراستہ دکانون کو رنگین کیا تھا کوٹھون پر جا بجا نوبت اور کسبیان
ناچ کو بیٹھی تھین فقرا و مساکین کو ہر طرف روپیہ پھینکا راہ مین جسنے عرضی دی لی نواب
معتمد الدولہ خواصی مین تھے درگاہ مین حاضری دسترخوان نذر تکلف ہوا پھر وہان سے
داخل فرح بخش ہوئی سامان عیش و عشرت ہر طرح سے آراستہ کیا بادشاہ باپ کے مرنے کی
ایسی ہی خوشی چاہیے غریب کا باپ مرجائیگا رونا پیٹنا ہوگا سکہ شاہی یہ

بہ ہر سکہ شاہی زدہ ز لطف الہ — سپہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاہ — دوسرا سکہ از راہ
غلو مذہب اثنا عشریہ — نائب مہدی نصیر الدین حیدر بادشاہ

تعیش حضرت شاہ زمان اور عروج صاحبات محلات معلی و فرط عنایت بیجا

حضرت شاہ زمان پچیس برس کے سن شباب عالم جوانی مین سریر آرائے سلطنت ہوکر
پھر کیونکر مصروف و مشغول عیش و عشرت زندگی نہ ہوتے کس واسطے کہ حضرت خلد منزل کے
ضبط اور خوف نواب معتمد الدولہ سے ہمیشہ نظر بند رہتے تھے اب سیاں بھئے کوتوال ڈر کاہے کا

بیہوش تھے خواجہ سرانے پکار کر عرض کی حضور بیگم صاحبہ تشریف لائی ہین آنکھہ کھولکر ز
دوشالہ موبخہ پر ڈالدو پھر اوسنے عرض کی حضور کی دونون نواسیان بھی آئی ہین اونکو
بنظر حسرت دیکھکر پھر کسی سے بات نکی بیہوش ہوگئے ۔

اوسوقت دربار مین اشخاص مشخصہ اور اہلکار حاضر تھے موافق دستور قدیم رزیڈنٹ نے
چاہا کہ عہدنامہ قدیم پر کچھ حاشیہ اور ہو مگر نواب معتمد الدولہ ذی مرمیدان ہوکر اس امر خاص مین
بہت گفتگو کی کہ خلاف اس عہدنامہ قدیم کے ایک حرف کم وزیادہ نکیا جائیگا سبب اسکا یہ تھا
کہ بادشاہ پر میری خیرخواہی دلسوزی نمک حلالی ثابت ہوکر شاید رفع ملال ما مضیہ ہوجاے
دوسرا سبب یہ تھا کہ مولوی محمد خلیل الدین خان سفیر شاہی کلکتہ مین حاضر حضور نواب گورنر
جنرل تھے اونھون نے بروقت اپنی روانگی کے نواب کو سمجھا دیا تھا کہ اگر ایسا اتفاق ہو تو آپ
عہدنامہ قدیم پر مستقل رہیے گا کوئی امر جدید نہونے دیجیے گا مین اسکی گفتگو گورنر جنرل سے
بخوبی کرلونگا پس کیا عجب تھا کہ اگر نواب سکوت کرتے تو بدایت ششم عہدنامہ فردوس منزل کی
اوسیوقت پیش کیجاتی فردوس منزل بھی اگر تامل کرتے امر جدید کا تو کچھ عجب تھا مگر اونکو
خوف یہ تھا کہ اگر مین انکار کرونگا جعفر علیخان میری بھائی موجود ہین اسی نفسانیت نے
سب کو خراب کیا اگر اتفاق ہوتا امر جدید کب ہوتا ۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے حاضرین سے ارشاد کیا بادشاہ نے انتقال کیا اور صاحب عالم
بہادر اپنے حق وراثت آبائی پر جلوس فرماتے ہین لہذا تم سب کو لازم ہے کہ اونکی اطاعت
وفرمانبرداری اور نمک حلالی مین بدل مصروف رہو اور جناب بیگم صاحبہ سے پس پردہ آکر فرمایا
اسوقت جو آپ فرماوین ہم اوسکی تعمیل کرسکتے ہین بعد ایک ساعت جلوس کے ہمارے
اختیار سے باہر ہوجائیگا جواب دیا کہ مرزا کو اختیار ہے یعنی بادشاہ کو پس اگر اوسوقت بیگم صاحبہ
باب جاگیر سلاطین مین کہتین بہت استحکام ہو اوسکی صورت ہوتی اور یہ خرابیان جو پیش آئین
کاہیکو ہوتین خلاصہ جب صاحب رزیڈنٹ صاحب عالم کا ہاتھ پکڑکر روبروے حضرت خلد مکان مین
سوار کرنے لگے اوسے بنظر حسرت دیکھا چیخ مارکر روئی صاحب رزیڈنٹ نے فرمایا کہ یہ امر
ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہے اسوقت کچھ آپ اور خیال نفرمائیے وہانسے بارہ دری مین

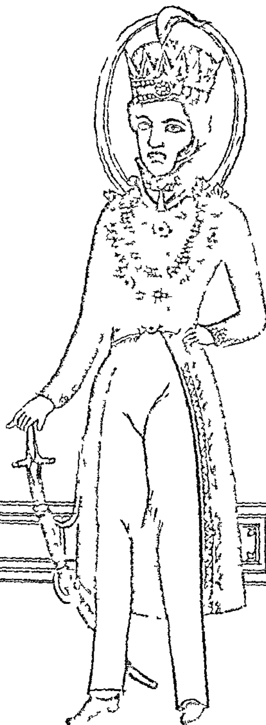
ے مرزا حیدر شکوہ جیتے ہوئے صاحب اختیار ہوتے اب سنا ہے سرکار سے بحساب ملتا ہے
ہمایون شکوہ بھی مرگئے یہ احوال امام باڑہ جو اس مولف نے لکھا جسقدر اپنے بزرگون سے
نا مندرج کیا بغیر نفسانیت جو اور سوقت کا قدیم ہوگا اوسکے سبب حقیقت معلوم
لی یہی وجہ اسکے مقبول ہونے کی ہوئی کہ خون ناحق ہوا اب اسکا ثواب مقتول کو ہوا سلیے

ذاب جسطرف ہوئے
آغا محمد شریف بیٹے آغا محمد اسمعیل کے نا خلف ہوئے تماش بین تھے املاک فرنگی محل مین
بتیس حویلی ساٹھہ دوکان ایک حمام اور بارہ دری امیرانہ تھی ان سبکا کرایہ بہت کچھہ
تا تھا چلین سے چلتے بجھی بلبسر اوقات ہوتی مان جب تک جیتی رہی مطیع رہے وہ اسکے
زمانی کی بیبیون مین تھی آغا باقر خان نے خواستگاری کی کہ تم جوان بیوہ ہوئی ہو ہرگز
لیا بہت با عزت وہ عصمت بسر کی بھائی اوسمین مختلف البطن اور بھی تھیں سب یکمو رضامند
کھا جب مرگئین اپنے بھائی مرزا حیدر علی بیگ حشم کے امام باڑے مین اپنے باپ کے پہلو مین
دفن ہوئین آغا محمد شریف نے اپنی مان کے مہر مین سب املاک اپنے نانا کی از روی عدالت لی
باقی سب اولاد کو محروم کیا آخر بعد سب حویلیون کے محل سرا اور بارہ دری کو چودہ ہزار پر مرزا جعفر
کے ہاتھہ بیچا محتاج ہو کر مرگئے اوسی امام باڑے مین دفن ہوئے اب شاہ سب املاک نا خلف شریف کی
شارع عام ہوگئی ہے سے ہے نام اللہ کا +

جلوس ابو النصر قطب الدین سلیمان جاہ سلطان عادل نوشیروان زمان حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی

آمدم بر مطلب کتاب الغرض جب حضرت خلد مکان نے موتی محل نواب ملک بہادر
دیبجی سنگہ صاحب بہادر کی سی ایس آئی ستارہ ہند ممبر کونسل گورنری ہو اوسکے خاص
لب یا مین شب کو انتقال کیا نواب معتمد الدولہ مارو ننٹ رکٹس صاحب ریذیڈنٹ میجر اسمعیل
برگیڈیر میجر کچہ تلنگے بیلی گارد سے لیکے آئے اپنے دروازے پر پہرہ کیا کہ کوئی بلا اجازت
داخل نہو صبح کو دس بجے بادشاہ بیگم صاحبہ مع صاحب عالم بہادر بینس مین سوار
شیر دروازے سے داخل ہوئین اسکے پیشتر بھی دو مرتبہ حالت بیماری مین عیادت کو آئی

شاہ زمان نصیر الدین حیدر بہادر



Nasceroodeen Hydor

آغا باقر خان آغا اسمعیل کے کارفرما تھے انکی شادی مرزا حسن علی کی بیٹی سے ہوئی تھی جنکی املاک وسیع خاص فرنگی محل مین تھی آغا اسمعیل نے عمو سے کہا تم قریب مسافرخانہ ایک امام باڑہ بنواؤ یہان چوڑی والیان رہتی تھین اونسے بہت سے مکان لیکر امام باڑہ بنا اوس زمانہ مین سوائے آغا ابوطالب خان کے امام باڑہ کے دوسرا امام باڑہ شہر مین نہ تھا آغا اسمعیل کو نواب شجاع الدولہ نے کالپی کا عامل کیا تھا اس جہت سے کہ یہ صاحب سالہا مین ہرکش انسے دب گئے آغا باقر خان جب لکھنؤ سے گئے وہان تبریدین و یخین ہر دیا وہین قریب سرائے کالپی دفن ہین آغا محمد شریف اونکے بیٹے صغرسن تھے اشرف النسا خانم انکی مان خائف ہوکر گھر سے باہر نہین جانے دیتی تھین آغا باقر خان جب تک جیتے رہے انھین اپنا آقازادہ سمجھا کیے مجلس بطور اہل ایران امام باڑہ مین ہوتی تھی سب مغلیہ جمع ہوتے تھے آغا محمد شریف کو بھی اپنی نمود کیواسطے مجلس مین اپنے ساتھ لاتے تھے نذر نیاز امام بارہ کی جمعہ کو اشرف النسا خانم کو آتی تھی مومنین بڑے آدمی امام باڑہ سمجھکر دفن ہونے لگے صاحب مقدور تھے کہ اپنی حیات تک کچھ بابت دفن نہ لیا جب وہ مر گئے آغا فتح علی اونکے بیٹے مفلس بھی ہوگئے بہت کچھ قبر پر لینے لگے اونکے دو بیٹے ہوئے پھر تو دروازہ لینے کا کھل گیا اور حرمت و احترام امام باڑہ کا جانے لگا آخر انجام یہ ہوا کہ داخل حصار قلعہ ہوا مرزا حیدر شکوہ نے اپنی تجویز سے ایک بنگلہ ٹمن کا بنوا کر نصب کر دیا اور اونکو باپ یہان دفن تھے اس جہت سے لیا مرزا حیدر شکوہ اس ہنگامہ فساد مین بیلی گارد مین بحفاظت سرکار رہے جب نجات پائی گورنمنٹ مین اپنی عسرت حال ور اطاعت حکم سرکار مع خطوط لارڈ کارن وال بہادر سرکار مین پیش کیا چیف کمشنر نے ولایت بھیجا وہانسے پانسو روپیہ اور اضافہ ہوئے وہ سب پر مع اوس ہزار روپیہ قدیم تقسیم ہوا مرزا حیدر شکوہ عازم عتبات عالیات ہوئے بعد اسکے روانہ مشہد مقدس ہوئے آخر ماہ صفر ۱۲۸۱ھ مطابق سنہ ۱۸۶۴ع انتقال کیا ایک صاحبزادہ پہلے عتبات گیا تھا دوسرا اور ایک صاحبزادی بھی اونکے پیچھے روانہ کربلا ہوئی بڑے صاحبزادے جو اونکو مرزا ولیعہد مشہور تھے داماد سراج الدولہ ہین قرضدار بہت تھے معاش کے برے تھے وہ زمین امام باڑہ بھی اور مکان جو متصل خرابہ قریب مفتی گنج تھا مہاجن کے قرضہ مین نیلام ہوگیا اب وہ سراج الدولہ کی حویلی مین رہتے ہین اس تقسیم سدی ہین ادھین بھی

شاہزادے کے بیٹون مین بڑے مرزا مظفر بہادر تھے ایک مرتبہ اپنی اولوالعزمی سے
لکھنؤ سے ملک راجپوتانہ مین گئے قاضی محمد صادق خان تخلص اختر نواب معین الدولہ عنایت علی
وغیرہ اکثر شرفاے لکھنؤ بھی ساتھ تھے بہت سے ہاتھ پانون مارے کچھ کچھ ہر راجہ سے پیشکش
ملی بعد کئی برس کے سرگردان ہو کر پھر آئے رفقاے سفر اپنی تلاش معاش کو ہر طرف
چلے گئے آخر مرزا محمد سلیمان شکوہ نے سو روپے مواجب اونکے واسطے مقرر کر دیا خانہ نشین
ہوئے جوان خوش رو تھے سیلی بیگم منجملہ ازواج جنرل مارٹن اونسے عقد شرعیہ کیا بعد انتقال
گوری بی بی جنرل اوسی مکان مین تا حین حیات رہے جب دونون مرگئے مکان زمین
بلند پر تھا کسی وکیل نے نیلام مین مول لیا +

دوسرے بیٹے شاہزادے کے مرزا کام بخش مدت عمر تک مہتمم کاروبار اپنے باپ کے رہے
شاہزادے فقط اپنی عیش و عشرت و کثرت ازواج مین رہتے تھے سیاہ و سفید کے یہ مالک تھے
جب مرگئے امام باڑہ آغا باقر خان مرحوم مین دفن ہوئے انکے بیٹے چار تھے مرزا حیدر شکوہ
مرزا ہمایون شکوہ دو اور تھے یہ دونون مشرف بزیارت کربلاے معلی ہوئے طہران مین
شاہ ایران کے پاس رہے مرزا حیدر شکوہ بھی صاحب عزم تھے جب بعد انتقال مرزا محمد سلیمان شکوہ
[ا]کبرآباد سے لکھنؤ آئے بسفارش جنرل لو صاحب و میر منشی التفات حسین خان مجموع ہزار روپیے
[تنخ]واری متعلقان مرحوم کو سرکار حضرت فردوس منزل سے مقرر ہوئی اوسمین سے چھ سو
[مرز]ا حیدر شکوہ لیتے تھے چار سو اور سب پر تقسیم کرتے تھے اس چھ سو مین انکی بھی بسر
[او]قات تھی انھون نے زمین امام باڑہ آغا باقر خان کو سرکار سے لے لیا تھا کسواسطے کہ وہ
[...] کر داخل حصار قلعہ مچھی بھون ہو گیا تھا اس جہت سے کہ اونکے باپ وہان دفن تھے
[...]ی بی بی کو جو مثل امام باڑہ مین دفن کیا کہ وہی جگہ قبور سے خالی تھی اس امام باڑے مین
[...]ون نے اپنی بدنفسی سے پرانی قبور کو خالص کر کے اوپر سب ہی اپنی لیکر دفن
[...] تھے وجہ تعصبی کی یہ ہے کہ آغا باقر خان عمو آغا اسمعیل دلاور جنگ کے تھے نواب
[...]الدولہ کے عہد دولت مین رسالدار پانچ ہزار سوار کے تھے مگر عبدالرحمان خان قندھاری
[...]لے انھین کے رسالے مین تھے اس جہت سے کہ وہ ولایت اصفہان کی تھے یہ قندھار کے

ایک لڑکی بانسخان کلانوت کی لیکے اپنی فرزندی مین متبنّیٰ کر پرورش کی تھی جب وہ جوان ہوئی ہم مرتبہ بیگمات ہوکے مشہور صاحبزادی شاہزادہ ہوئی اوسکا نام قمر چہرہ تھا جب نصیر الدین حیدر نے شہرہ اوسکے حسن و جمال کا سنا اوسکی خواستگاری کو اعتماد الدولہ میر فضل علی کو شاہزادی کے پاس بھیجا کہ اگر حضور اوسکا نکاح مجھسے کرین تو مین پانچ ہزار ماہواری سوا ے وجہ معینہ سابق پیشکش کرونگا شاہزادی نے موجب بدنامی سمجھکر قبول نکیا بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا آخر ایکدن شاہزادی کے محلات اپنے باغ جاتے تھے ایک کٹنی کو محل مین کسی حیلے سے بھیجدیا تھا عین سواری مین وہ کٹنی اوس لڑکی کو پینس مین سوار کرکے نواب سلطان محل خاص محل بادشاہ کے محل مین لیگئی جب شاہزادی کو یہ خبر ہوئی اوسیوقت رزیڈنٹ سے یہ ماجرا کہلا بھیجا صاحب نے بادشاہ سے اطلاع کی کہ یہ امر سراسر موجب بدنامی و فساد کا ہے اوس سامی کو ابھی سوار کرکے بھجوا دیجیے بادشاہ سے کچھ بن نہ پڑا اوسیوقت اوسے سوار کروادیا اور صاحب سے کہلا بھیجا کہ یہ مجھپر اتہام ہے وہ سلطان مہو کی ملاقات کو محل مین آئی تھی شاہزادے نے بموجب ایماے صاحب خواجہ سرا اور سپاہی بھیجکر اوسے بلوالیا اور پانون مین بیڑی ڈالکر قید کیا +

الغرض اس امر سے شاہزادی کو لکھنؤ مین رہنا بہت شاق و ناگوار گذرا آخر کرنل گارڈنر صاحب رئیس کاس گنج کو بلوا بھیجا کسواسطے کہ اونکی پوتی شاہزادے کے بیٹے سے منسوب تھی اونکی صلاح و مشورے سے اونھین ساتھ لیکر کاس گنج جا کر رہے کہ عملداری سرکار ہے اب وہ پانچ ہزار جو غازی الدین حیدر نے عوض ملاقات مساوی مقرر کیے تھے موقوف ہوگئے سات ہزار ماہواری چھ ہزار توسط انگریزی قدیم ہزار روپیہ جو بروقت داخل عہدنامہ ہوے تھے خزانہ سرکار سے ملنے لگے +

غرض وہ قمر چہرہ جو قید تھی کرنل صاحب کے بیٹے کے ساتھ بھاگ کر الور پہونچی شاہزادی کو یہ امر اوسسے بھی زیادہ ناگوار گذرا کاس گنج سے اکبر آباد مین رہنا اختیار کیا تا دم حیات وہین رہے آخر شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۳ ہجری یوم سلخ روز یکشنبہ مطابق فروری سنہ ۱۸۳۸ء انتقال کیا بمقام سکندرہ مین مقبرہ محمد جلال الدین حیدر اکبر بادشاہ کہ جو شہر سے تین کوس ہے دفن ہوے کل من علیہا فان

پہنے مع امرا و ارکان دولت روبروی مکان خاص تشریف لائے یکبار نواب ناظر
اوٹھائی حسب دستور شاہی پکارا اہل دربار خبردار ہوجاؤ حضور پر نور آمد ہوئے تو بین شاہ ا
موافق اپنی عادت قدیم ایک ذرا خم ہوکے سلام کیا وہ ہاتھ خود اوٹھا اودھر چوبدار
دستور سے پکارا کہ صاحب عالم و عالم پناہ سلامت شاہزادی نے جواب سلام شاہ اودھ کو
طریقہ اسلام دیا فقط یہ کیا کہ دہنے ہاتھ مین شاہ اودھ کا ہاتھ بائین مین رزیڈنٹ کا ہاتھ
لیکر اپنے مکان دیوان خاص مین ایک ڈنگل پر شاہ اودھ کو اپنے پہلو بٹھا کر صاحب رزیڈنٹ
سے فرمایا کہ جو خوشی سرکار کمپنی کی تھی ہمنے کی اب مختار محل قریب مرگ ہو رہی ہے مین اوسے
حالت سکرات مین چھوڑ کر آیا ہون اسوقت دنیا میری نظر مین تیرہ و تار ہے اس جہت سے
فرصت نہین انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے کشتیان منگائین شاہ اودھ
نے ایک رومال شالی کشتی سے اوٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا پھر اوسیطرح اوسی مکان خاص سے
اکر رخصت کیا خود اوسی طریق شاہی سے داخل ہوئے +
شاہ اودھ اس طریق ملاقات سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے کہ میرے سے دلجوئی نہوئی فقط
نذر و خلعت مین فرق ہوا باقی سب طریق شاہی قدیم بدستور رہا پھر اوسدن سے نصیر الدین حیدر
کی شادی تک صورت ملاقات نہوئی جب شاہ اودھ کو یہ مکنون خاطر ہوا کہ اب مین بادشاہ
ہوا ہون چاہیے کہ میرے بیٹے کی شادی خاندان تیموریہ مین قرار پاوے جناب نواب معتمد الدولہ
کو حکم دیا کہ بہرصورت مرزا محمد سلیمان شکوہ کو راضی کیا چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی میرے
بیٹے سے کرین نواب معتمد الدولہ نے رفیق الدولہ میر گلزار علیخان مختار کار شاہزادہ کو
راضی کیا مختار نے نوازش محل خاص محل شاہزادہ کو موافق کیا جسے مدخلت تمام ہے بہت
...نے شاہزادی کو بہرصورت راضی کیا چنانچہ اس جشن سعی بیرونی و اندرونی سے شادی
...بڑی دھوم اور تکلف شاہانہ سے امر مین ہوا کہ موجب کمال مسرت و خوشی شاہ اودھ کا
...ت ہزار ماہواری ہزار بروقت شادی اور پانچ ہزار ہنگام ملاقات مساوی اضافہ ہوگئے
...رہ ہزار پیشکش شاہزادی کو مقرر ہوئی جب نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئے اسی سال
...مین شاہزادی سے ناموافقت ہوئی اسکا سبب یہ ہوا کہ سرفراز محل شاہزادہ...

مورچھل ہلاتے ہوے بڑے تجمل سے داخل شہر ہوے ٹیڑھی کوٹھی نوتعمیر جنرل مارٹن
اور تریے چھ ہزار روپیہ ماہواری مصرف باورچیخانہ سرکار جناب عالی سے مقرر ہوے جب
نواب سعادت علیخان مسند نشین ہوے اور دولتخانہ قدیم کو چھوڑ کر فرح بخش جنرل
موصوف کو مول لیکر رہنا اختیار کیا اور منظور آبادی شہر جدید ہوئی ہمسایہ شاہزادی کو
خلاف داب شاہی سمجھکر کوٹھی بخشی امل صاحب کنا ردریا ہمسایہ رزیڈنٹی بمعاوضہ
ٹیڑھی کوٹھی شاہزادے کے رہنے کو دی +

خلاصہ شاہزادہ ممدوح ۱۲۰۵ہجری مطابق ۱۷۹۰ء عہد دولت نواب آصف الدولہ سے
کہ وہ زمان گورنری لارڈ کارن وال بہادر تھا تا سنہ جلوس نصیر الدین حیدر شاہ زمان
کمال اعزاز و احترام سے لکھنؤ مین رہے نواب سعادت علیخان و نواب غازی الدین حیدر خان
بہادر ۱۲۳۳ہجری تک بطریق وزارت حسب دستور وزیر اعظم قدیم پیش آیا کیے شاہزادی کو
نذر دیتے تھے خلعت پہنتے تھے جب غازی الدین حیدر خان بہادر باتصواب و حکم صاحبان صدر
والا قدر تخت نشین ہو کے بادشاہ ہوے شاہزادہ ممدوح سے طالب ملاقات مساوی
برادرانہ ہوے شاہزادی نے منظور نکیا آخر بحکم صدر جان منہن صاحب رزیڈنٹ نے میر منشی
باقر علیخان کو شاہزادی سے کہلا بھیجا کہ سابق ازین والیان اودھ وزیر تھے باداے رسم وزارت
حضور مین حاضر ہو کر نذر دیتے تھے خلعت پہنتے تھے اب بحکم صدر بادشاہ ہوے حضور انسے
ملاقات مساوی فرمائین اور تواضع و تکریم طرفین سے مساوی عمل مین آئے شاہزادے نے
جواب دیا بہت اچھا اگر مین ملاقات کرونگا اوسی طریق سے پیش آونگا منشی نے
تبلیغ رسالت کیا اور پھر آکر عرض کی فدوی کو حکم قطعی صدر سے آیا ہے کل شاہ اودھ
اور فدوی ملاقات حضور کو آینگے اور حضور کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ کبھی ملاقات نہوگی
غرض شاہزادی کو یہ امر ناگزیر بہت ناگوار خاطر ہوا افسردہ ہوے باغ مین تھے اوسدن
دولتسرا آئے صبح کو شاہ اودھ مع رزیڈنٹ بڑے تجمل سے آئے مرزا کام بخش انکے
بیٹے بہت ہوشیار و صاحب فہم تھے شاہزادے کو ایک کمرہ سرا مین بٹھایا چلمن چھوڑ کر
باہر دو رو یہ ملازمین دست بستہ کھڑے ہوے جب شاہ اودھ تاج شاہی سر پر لباس شاہی

ہجرت کا کیا تھا یخد اوتھفون نے کئی گوجر نوکر رکھے اور ایک گھوڑا اسواری کا اونکی ساتھہ
کر کے پار دریا کے اوتار دیا شاہزادی شب تاریک مین کمند ڈال کر اوس فصیل بلند قلعہ سے
اوترے ایک گوجر کی پیٹھہ پر سوار ہو پار دریا کے آئے اور اوس گھوڑی پر سوار ہو بیس کوس
تک یلغار چلے آئے پہلے داخل رام پور ہوے فیض اللہ خان رئیس رام پور نے سنکر استقبال
کیا بعد شرف ملازمت خیمہ مین اوتارا اور موافق اپنے مقدور کی پیشکش کیا جس سے فی الجملہ
سامان بیابانی شاہانہ درست ہو گیا بعد اسکے مراد آباد ہو کر بعد طے منازل داخل صوبہ اودھ
ہو کر فتح گنج لکھنؤ سے تین کوس پر خیمہ کیا جب نواب آصف الدولہ کو خبر پہونچی اپنے
حاضر ہونے کا عذر کیا اس جہت سے کہ مرزا جوان بخت بڑے بیٹے شاہ عالم کو لکھنؤ مین
بعض حرکات خلاف سے اونکا قیام شہر مین مصلحت نجانا تھا آخر بصلاح نواب گورنر جنرل
وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر قیام بنارس جا کر کیا تھا نواب نے بسبب اپنی نارضگی کی چاہا کہ
وجہ معینہ شاہزادہ موصوف کو موقوف کر دین لیکن نواب مختلظم الیہ جو وقت داخلہ لکھنؤ
شریک استقبال و رمعین ہوے تھے ہرچند نواب نے عذر کیا کہ وجہ معینہ بشرط قیام لکھنؤ
تھی وگرنہ اسیطرح شاہزادی دلی سے آیا کرینگے ہر ایک کی پیشکش مین یہ تمام مداخل
ممالک محروسہ دعوت و پیشکش مین صرف ہو جائیگا نواب معتمد الیہ نے سمجھایا کہ اُنکا آپکی
شہر مین آنا اور پہلے سے جانا میری صلاح سے ہوا ہے مناسب حال نہین او خلاف آپکی
ہمت سکے ہے آیندہ جب ایسا اتفاق ہو آپ سمجھہ لیجیے گا اس جہت سے نواب کو
رونق افروزی مرزا محمد سلیمان شکوہ مین تامل ہو گیا تھا ۔
غرض تین مہینے تک فتح گنج مین بجمعیت پانچ ہزار سوار و پیدل شاگرد پیشہ وغیرہ مقیم خیام
رہے اور نواب بھی عذر کرتے رہے کہ فدوی خلاف عہدنامہ جو سرکار انگریزی سے ہوا ہی
بے صلاح نواب گورنر جنرل حاضر حضور نہین ہو سکتا آخر اکرام اللہ خان بھائی تفضل حسین خان
نائب کے جو شریک مصلحت شاہزادہ ممدوح تھے اونھون نے خان موصوف کو موافق کر کے
نواب گورنر جنرل کارنوالس صاحب بہادر سے سمجھا کر اجازت ملاقات دلوائی نواب نے فتح گنج
جا کر استقبال کیا شاہزادے ہاتھی پر سوار ہوے نواب حسب دستور وزیر اعظم خواصی مین بیٹھکر

بتاکید فرمایا تھا کہ خبردار لڑائی مین مرزا محمد اکبر شاہ کو کسیطرحکا آسیب نہ پہونچنے پائی اس
غلام قادر سے بحیلہ صلح و عفو جرائم کے اقرار سے شاہزادون کو لے لینا اوسکے
معرکہ آرائی شروع کرنا غلام قادر نے بامید موہوم عفو جرائم سب شاہزادون کو حوالہ کر
الا محمد سلیمان شکوہ کو نہ چھوڑا چنانچہ جب محمد اکبر شاہ داخل فوج مرہٹہ ہو چکے طرفین سے
توپ چلنے لگی آخر فوج روہیلہ کو شکست ہوئی سپاہ ہر طرف بھاگی غلام قادر بھی بھا
اتفاقاً اسکے گھوڑے کے پیٹ مین گولہ لگا گھوڑا ولایتی تھا چار قدم چلکر گر پڑا غلام قادر پیاد
ہوکر بھاگا لاکن اصل اصول جو جواہرات عمدہ تھا اوسکی کمر مین تھا جب کسی بستی مین پہونچا
اتفاقاً ایک سقا اودھر سے چلا آتا تھا اسکا پرسان حال ہوا اسنے سب اپنی کیفیت بیان کی
اوسنے کہا حضور میرا گھر حاضر ہے بہت حفاظت سے آپ رہینگے یہ اوسکے گھر گیا اوسنے ایک
کوٹھری مین بٹھا کر قفل کر دیا سپاہ مرہٹہ اسکی تلاش مین ہر طرف پھر رہی تھی اوسنے کہا اگر
مین پتا بتادون کیا دوگے سبھون نے بہت کچھ دینے کا اقرار کیا آخر وہ بہشتی فوج کو اپنے
گھر لیگیا قفل کھولکر غلام قادر کو دکھا دیا اور کہا یہ وہی حرامزادہ ہے جسنے میرے باپ کو
بیگناہ مار ڈالا ہے فوج نے اوسے لوہے کی سلاخون کے پنجرے مین بند کیا چھکڑے پر
رکھکر بادشاہ کے سامنے آئی کہ یہ نمک حرام حاضر ہے فرمایا تمھین اختیار ہے فوج ہر روز
اسکا ایک بند اعضا کاٹ کر تشہیر کیا کرتی تھی جب خود ایک مضغہ رہگیا ہاتھی کے پاؤن مین
رسی باندھکر تشہیر کیا جہنم واصل ہوا ایسا بھی انتقام دنیا مین بہت جلد کم ہوتا ہے
جب فوج روہیلہ بھاگی مرزا محمد سلیمان شکوہ تن تنہا میدان قتال مین تماشاے
قدرت کاملہ خدا کو متحیر دیکھ رہے تھے کہ دفعتہً راجہ ہمت بہادر مثل ہماے اقبال پہونچے
انھین پالکی پر سوار کر کے لائے مرزا محمد اکبر شاہ کے ہاتھی پر سوار کر دیا اور بعد فتح
داخل قلعہ مبارک ہوے ۔

بعد اس معرکہ اور سانحہ عجیب کے دوسرے برس مرزا محمد سلیمان شکوہ کو ازبسکہ تکلیف لابات
زیادہ ہونے لگی اور بعد اس برہمی و غارتگری کے سلطنت بھی براے نام باقی رہی خانہ زاد
داروغہ و خواصان بادشاہی شاہزادون سے موافق و ہمراز ہوے اور ارادہ وہان سے

چڑھا کر فوج کو پکارا کہ قلعہ میں کوئی نہیں ہے تم چلے آؤ فوج نے گولہ کھڑکی پھاٹک پہ مارا داخل قلعہ ہوئی محلات میں ہر طرف شور قیامت برپا تھا ہر طرف سے صدای داد و بیداد والغیاث بلند تھی امرای مرہٹہ اور افسران فوج نے پہلے تجسس کیا کہ اگر کوئی شاہزادہ اولاد شاہ عالم سے ملے تو ہم اوسے اپنا سالار لشکر مقرر کریں چنانچہ اسی شاہزادی کو اپنا سپہ سالار کیا اور نوحجلہ میں بادشاہ کے پاس بھیجا جہاں نابینا کیا تھا اوس وقت تک اونھیں آب و طعام کچھ نہ دیا تھا بیہوش غش میں پڑے تھے فقط قوت بادشاہت سی جیتے رہے تھے و راتنی طاقت اونمین نہ تھی کہ زبان سے پانی پینے کو مانگ سکین لوگ اشارے سے سمجھے پہر پانی سے تر کر کے اونکی حلق مین قطرے پانی کے نچوڑے زبان تر ہوئی فی الجملہ حرکت باتدای ہوئی فرمایا مرزا اکبر شاہ کو بادشاہ کرو لیکن امرای مرہٹہ اسپر راضی نہوے بادشاہ کو اوسی حال سے جس پلنگ پر تھے دیوان خاص مین اوٹھا لائے اور تخت پر بٹھایا توپ سلامی کی چلی سب آداب و لوازمات سلطنت بدستور جاری ہوگئی یا از سر نو سلطنت قائم ہوئی اور اسی جلوس مین سند وزارت اور خطاب عالیجاہ مہاجی سیندھیہ کو عنایت فرمایا چنانچہ خود فرماتے ہین ع مادھوجی سیندھیہ فرزند جگر بند من ست * ہست الدولہ وانگریز کہ دلسوز من اند * چہ عجب گر بنمایند مددگاری ما * غرض تا حین حیات بادشاہ مرزا محمد اکبر بادشاہ کارفرماے و لبعید ہی و صاحب و تخطاب ہے تعجب ہے کہ اس شدت سختی و مصیبت بے کھانے اور پانی کے جیتے رہے الغرض سب امرای مرہٹہ شاہ عالم کو تخت پر بٹھا کر رخصت ہوے بادشاہ نے محمد اکبر شاہ سے فرمایا تم جا کر بیدار بخت کا سر لاؤ جب یہ نوحجلے مین گئے دیکھا کہ وہ قران پڑھ رہے ہین حکم دیا انکا سر کاٹ لو پھر اونکے دوسرے بھائی کا بھی سر کاٹ کر دونو سر بادشاہ کے سامنے لائے فرمایا یہین نوحجلے مین گڑوا دو بعد اسکے فوج قاہرہ پار دریا کے اوتری اور طرفین سے توپ چلنے لگی کسواسطے کہ غلام قادر مع فوج پار دریا کی پڑا ہوا تھا آخر ہر طرف سے فوج کو گھیر لیا رسد غلہ بندکی بعد کئی دن کے جب فوج فاقہ سے مرنے لگی میرٹھ کو بھاگی فوج نے تعاقب کیا نائرہ جدال و قتال گرم ہوا لیکن امرای مرہٹہ کو فکر شاہزادہ جہان کے لینے کی پڑی کہ قبضہ دشمن سے کسی حکمت سے نکالین کسواسطے کہ وقت رخصت بادشاہ نے

تخت پر بٹھا دیا بادشاہ تخت سے اوتر کر مسند پر بیٹھے بعد اسکے اوسنے قید کرکے نوبت محل
بھیجدیا اوسکے بعد اوسنے حسب الحکم بیدار بخت اکثر شاہزادون کی آنکھ مین سلائی بہت گرم کرکے
پھیر دی جب نوبت بادشاہ پہونچی پہلے انکی ایک آنکھ چھری سے نکال ڈالی بادشاہ نے
اوسے ان کی گالیدی اوسنے دوسری آنکھ بھی نکال لی کہتے ہین کہ بعد جلوس تخت نشینی
کسی کمال نے بادشاہ کے دیدہ چشم کو اس تکلف و خوبی سے بنایا تھا کہ غیر شخص کو ہیاّ
مطابق چشم کو پایا ہوتا تھا +

الغرض مرزا سلیمان شکوہ نے اوسی قید مین اپنے خواص شکرہ کو عامل فرید آباد کے
پاس بھیجا وہ مہاجی سیندھیہ کیطرف سے وہان کا عامل تھا کہ وہ مشرح احوال کو رنگی
غلام قادر اور خرابی سلطنت مہاراج کو لکھے عامل نے عذر کیا کہ اگر شاہزادہ شقہ خاص اس
باب مین عنایت کرین تو مین البتہ وہ شقہ مہاراج کو بھیج سکتا ہون اور بے سند مین نہین
لکھ سکتا شاہزادہ نے جب یہ سنا محمد مراد جو غلام قادر کیطرف سے اونپر متعین تھا اوسی موافق کرکے
کاغذ و دوات و قلم طلب فرمایا وہ مرد بہشتی اپنی مشک مین چھپا کر لے آیا شاہزادہ نے شقہ خاص
دستخطی مہاجی سیندھیہ کو مفصل ظلم ستم لکھکر اوسی خواص کو مع شقہ عامل کے پاس بھیجا جب شقہ
مہاجی کے پاس پہونچا اوسیوقت ملہار راؤ و راجہ ہمت بہادر و راجہ علی بہادر کو مع فوج قاہرہ
تسخیر شاہجہان آباد و استیصال غلام قادر کو بلغار روانہ کیا +

جب فوج پہونچی محاصرہ قلعہ کیا طرفین سے توپ چلنے لگی فوج غلام قادر ایک کوٹھہ بارود
اوپر کہ اوسکا کھدنگر چالا باہر لیجاتے اتفاقاً کسی سپاہی کی بندوق کے توڑے کی گل وہان گرا کوٹھہ
ہوائی آسانی ہوگیا پتھر اور آدمی جو قریب تھے مثل پتنگون کے آسمان مین اوڑتے رہتے
یہ پہلا شگون بداقبالی ہوا آخر بعد کئی دن محاصرے کے غلام قادر قلعہ سے بھاگ کر باہر دیا
جا کر مع لشکر رہا اور مرزا اکبرشاہ اور مرزا محمد سلیمان شکوہ اور کئی شاہزادون کو مقید
اپنے ساتھ لیگیا +

فوج جسنے محاصرہ قلعہ کیا تھا بجای خود متحیر تھی کہ کیونکر داخل قلعہ ہو ہر طرف سے دروازے
بند تھے عورات محل نے گھبرا کر مرزا کام بخش نجیبالہ چھوٹے بیٹے مرزا محمد سلیمان شکوہ کو

کلکتہ وہان سے مشرف بزیارت عتبات عالیات ہوے جب مراجعت کرکے بمبئی پہونچے
انتقال کیا ایک بی بی خاص محل نواب احمد علیخان کی بیٹی نواسی جنت آرامگاہ کی لکھنو مین
تھی اونکے پاس اونکا بیٹا مختلف البطن تھا ایک بی بی غیر طبعی ساتھہ تھی اوسنے دعوی مہر
سرکار مین کیا اونکے نوٹ گورنمنٹ اوسے ملے بموجب وصیت مرحوم جب یہ بی بی واخل
بنارس ہوئی ایک ورنڈی مغضوب کی تھی اوسے زہر دیا ولیم صاحب بی بی کے سگے بھائی
نے بطمع دنیا اپنی بہن کو زہر دیا نقد وجنس کئی لاکھہ روپیہ کا عدالت دیوانی مین قرق ہوا
بی بی نے دعوی مہر کیا ہے دیکھا چاہیے کسے ملتا ہے وہ بھی لکھنو مین مر گئین پھر
نہین سنا کیا ہوا روپیہ کے امین تھے اپنے حین حیات مین کیون نہ کیا و گرنہ اسی طور سے
برباد غیر مستحق کو پہونچتا ہے ٭

	مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ	

مختصر احوال مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر شاہزادہ وہ بھی حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی کے بیٹے ہین
کہ یہ اپنے باپ کے زمان سلطنت مین بر وقت پیش لشکر کشی اکثر سپہ سالار لشکر ہو کر جایا کرتے تھے
چنانچہ مرزا محمد شفیع خان نے بھی اپنے امیر الامرائی مین بعد رحلت نواب نجف خان کے
اسی شاہزادے کو سپہ سالار لشکر کیا تھا جب محمد بیگ خان ہمدانی سے مقابلہ کیا تھا اور غلام قادر
روہیلے نے بھی پہلے اسی شاہزادے کو سپہ سالار لشکر کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور خود خلعت امیر الامرا
لیکر انکی خواصی مین بیٹھکر اپنے گھر لاکر قید کیا ٭

حقیقت حال غلام قادر یہ ہے کہ پہلے اسنے منظور علیخان نواب ناظر کو موافق کرکے شرف
ملازمت بادشاہ اور بندوبست قلعہ مبارک چاہا بادشاہ نے نواب ناظر سے ارشاد کیا کہ مین نے
اسکے باپ کو مار ڈالا ہے اسکا اسطرح سے آنا اچھا نہین عرض کی حضور مطمین رہین کیا اوسکی
مجال ہے جو نظر بد سے حضرت کو دیکھہ سکے غرض جب وہ داخل قلعہ ہوا اپنا بندوبست اور
انتظام بخوبی کرکے حاضر حضور بادشاہ ہوا اور گستاخانہ کہا کہ تم اب تخت شاہی سے اوٹھو
بادشاہ نے بچشم پر غضب فرمایا ای ملعون تو مجھے نہین اوٹھا سکتا ہان مگر کوئی میرا ہم چشم
آوے تو کیا مضایقہ غرض یہ جا کر بیدار بخت احمد شاہ بادشاہ کے بیٹے کو لایا اور اوسکو تخت پر

مصر سے مشرف بجانۂ کعبہ ہوئے دنیا کو وہین چھوڑا راہ دین اختیار کی بغداد مین اگر تقیم ہوے
کنارہ دریا عمارت عالیشان ہوائی ہے اکثر پنجشنبہ کو زیارت کاظمین جاتے ہین اکثر اقربا
و روسای لکھنو وہان جاتے ہین مہمان اونکے ہوتے ہین پاشا بغداد و بالیوز کمال عزت و
احترام سے پیش آتا ہے بحکومت وہان رہتے ہین بنارس سے بی بی کو بلوا بھیجا تھا ایک
حکیم کو داروغہ کر کے چھوڑ گئے تھے جو شہر سے بی بی کو لاکر لیگئے بصرے مین کنارہ فرات
حکیم جی کا بندوق سے باتہام شکار کیا مرزا جلال الدین حیدر اونکا بیٹا بہت صاحب لیاقت
تھا عارضہ چیچک سے مرگیا بڑے تجمل سے جنازے کو اوٹھایا پاشا اور بالیوز اور امرا تشیع
جنازہ مین تھے نواب تبدیل ہوا کو حمام علی کو گئے ہوئے تھے شہر حلب مین چار منزل بغداد کے
ہی اس حادثہ جانکاہ سے بڑا صدمہ روحانی ہوا کہ نام و نشان مٹ گیا بعد اسکے خاص محل نے
بھی انتقال کیا پھر آج تک کوئی اولاد نہین سنی نقد و جنس جتنا تھا اوسے گورنمنٹ کو
لکھدیا وصیت کا احوال نہین سنا بعد اس انقلاب ہندوستان کے پھر تشریف فرمائے لندن
ہوئے سنتے ہین کہ سرکار سے دو ہزار پانسو ماہواری مقرر ہوگیا ہے مخبر سرکار ہین اور
تقسیم دو ثلث نواب مبارک محل وغیرہ کی انھین کے اختیار سے ہوتی ہے البتہ نسبت
اوروں کے اونکے بہت سے صفات ہو گئے ہین مگر کیا فائدہ یہان سے تو بنیاد سلطنت
بیخ و بن سے جاتی رہی +

نواب امین الدولہ انکے بڑے بھائی مع اولاد ناظم الدولہ مقیم بنارس ہین جب
اونھون نے نامنظوری سرکار کا احوال نسبت اقبال الدولہ سنا اپنے سمجھانے پر افسوس
کرتے تھے اب اونھون نے بھی انتقال کیا +

نواب مبارز الدولہ عرف آغا صاحب چھوٹے بھائی بعد انتقال اپنی مان کے لکھنؤ آئے
کچھ لکھنؤ کے ذات شریف ملازم تھے ایک کوٹھی جنرل مارٹن کی کوٹھی کے قریب کنارہ نہر
بنوا لی کچھ دن تعیش کھولا لاکھ روپے کا ایک نوٹ تصدق سر کیا جسکے بیچنے سے کچھ
نفع ملازمین کو بھی ہوا بعد اسکے متنبہ ہوکر اپنی خبرداری کی اور سوای گاہ گاہ ملاقات
صاحب ریزیڈنٹ کے سب سے ملاقات ترک کی اس ہنگامہ فساد لکھنؤ مین خدا نے بچایا روانہ

امارت ہے اگرچہ بعض اولاد ناظم الدولہ محتاج نان شبینہ ہیں کچھ لکھنؤ مین خیرات جو سرکار سے مقرر ہوئی ہے کچھ اونکو بھی برعایت سفارش ملتا ہے اور سرکار شاہی سے فقط تینون صاحبزادون کیواسطے دو ہزار چار سو روپیہ کا مواجب ملتا ہے معرفت صاحب ریذیڈنٹ اب شاید گورمنٹ سے ملتا ہو +

نواب اقبال الدولہ کا لندن جانا وہانسے قیام بغداد اور بالاجمال احوال امین الدولہ و مبارز الدولہ

بعد انتقال حضرت خلد منزل جب مقدمہ منا جان و بادشاہ بیگم صاحبہ تمام ہوا اور سلطان الزمان محمد علی شاہ تخت نشین ہوئے نواب اقبال الدولہ تیسرے بیٹے نواب شمس الدولہ کے پاس چھ یا سات لاکھ روپیہ مجموع تھا بڑی کفایت و جزرسی سے جمع کیا تھا محض بخیال ایسے موہوم بے سمجھے اپنی اولوالعزمی سے ارادہ لندن کا کیا ایک میجر صاحب بھی شریک شورا ہو گئے تھے اونکو اپنے وطن جانا انکی معیت سے غنیمت ہوا کچھ سبز باغ دکھایا کہ آپ پارلمینٹ مین ادعای ریاست پیش کیجیے مستحق ریاست آپ ہین کہ آپکا باپ نائب کاروبار ریاست تھا خلاصہ اس تمنای دلی سے پہلے کلکتے گئے نواب گورنر جنرل سے ملاقات ہوئی اقبال فرنگ ایک کتاب تصنیف کی تھی جسمین تعریف گورنر جنرل اور ممبران کونسل اور خوبی انتظام ممالک محروسہ سرکار کمپنی لکھی تھی چھپوا کر کلکتے مین نواب گورنر جنرل کو دی اوسمین دوسرے صفحہ مین ترجمہ انگریزی بھی تھا روانہ لندن ہو اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ نواب اقبال الدولہ مع اصحاب قلیل لندن پہونچے اکثر صاحبان جلیل الشان سے ملاقات ہوئی ایک عرضی درباب سلطنت صاحبان کورٹ آف ڈایرکٹرس کو دی کہ میرے باپ نواب شمس الدولہ تھے مین اونکا بڑا بیٹا ہون ازروی استحقاق اور آپکے انصاف سے مین سزاوار ریاست اودھ ہون بعد تنقیح جواب شافی یہ ملا کہ تمہارا بڑا بھائی امین الدولہ بنارس مین ہے پہلی بسم اللہ غلط اور باب ریاست مین لعینسا ہے نہ مناسب وقت سمجھا گیا یہ احوال اخبار کلکتہ مین بھی چھپا +

غرض نواب اقبال الدولہ بعد اصراف بیجا و سیر و سیاحت لندن شہر پیرس ملک فرنس ہو کر

مالک زمین نے جھگڑا کیا آخر قبر سے نکالکر دوسری جگہ دفن کیا آخر بعد ان سب مصیبت
اور جزا میونکے بیگمصاحبہ پریشان ہوکر بنارس پھر آئین حکیم مرزا ظفر علیخان مرزا عباس
برہم ہوکر نواب کے حین حیات مین لکھنؤ چلے آئے تھے ۔

بیگمصاحبہ کا لکھنؤ آنا پھر جانا بنارس کو انتقال کرنا سرکار شاہی سے تنخواہ کا ہو

جب حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوے بادشاہ بیگمصاحبہ کو عزیز واقا
کی بدل پرورش اور پاس خاطر ملحوظ رہتا تھا اس خیال سے کہ نواب معتمد الدولہ کی تسلط سے
اقربای شاہی کے واسطے بہت سی صورت خلاف ہوئی تھی اوسکے عوض سب سے حق صلہ رحمی
بجا لائین از انجملہ حضرت بیگمصاحبہ نے جب عرضی تہنیت جلوس و نذر بھیجی شقہ خاص بکمال
محبت بھیجکر بلوایا بیگمصاحبہ مع اپنے صاحبزادون کے تشریف لائین حسن باغ مکان قدیم مین
اوتریں اور بادشاہ اور بیگمصاحبہ ذبہت اونکی پاسداری کی صاحبزادے بھی وقت دربار
جایا کرتے تھے اور بعد انقلاب نواب معتمد الدولہ کئی مہینے تک یہ معمول رہا کہ جتنے اقربا
قریب تھے جنسے بیگمصاحبہ کو پردہ نہ تھا ہر صبح پہلے محل مین بیگمصاحبہ کے سلام کو جاتے تھے
اتفاقاً اونھین دنون راجہ اودت نراین بنارس بھی شہر مین آئے تھے پہلے زمان نواب معتمد الدولہ
مین بھی آئے تھے انکی نذر دینے مین تامل کیا تھا حالانکہ اونکے بزرگ مہاراجہ تکیت رای دیوان
وقت وزارت کے نذر دے چکے تھے اور اس زمانہ مین نواب معتمد الدولہ وزیر اعظم تھے اسی سبب سے
بادشاہ سے ملازمت نہوئی پھر گئے تھے اب بانہ نواب اعتماد الدولہ کا ہوا شرفیاب ملازمت ہو
خلعت فاخرہ پایا خلاصہ بسفارش اعتماد الدولہ بموجب درخواست راجہ بادشاہ نے بیگمصاحبہ یعنی
اپنی چچی سے فرمایا آپ اپنے قدیم مکان حسن باغ مین تشریف رکھیے بنارس مین ہنا بیکار ہی
اور وہان کی سب املاک مجھے دیجیے اسکا شاہرہ بھی ہوجایگا بیگم صاحبہ نے قبول نکیا کسواسطے کہ
وہانکی املاک مین صرف کثیر ہوا تھا اور زمین رمنہ وغیرہ سے محاصل بھی تھا آخر بد دماغ ہوکر مع
صاحبزادون کے پھر گئین بعد کئی مہینے کے انتقال کیا ۔
بعد اسکے بیٹون نے ترکہ مادری آپسمین تقسیم کرلیا اور نواب شمس الدولہ نے کلکتے مین ہرچہ کہ
چھ لاکھ روپے کے نوٹ سرکاری خرید کردیے تھے وہی آج تک اونکی بقا و بسر اوقات

نواب جلد مراجعت یہاں سے کر جاینگے کچھ عجب نہین کہ کسی مرض مزمنہ مین بسبب عفونت
گرفتار ہو جائین اور باعث انکی ہلاکت کا ہو نواب نے وہ سارٹیفکیٹ ڈاکٹر کا بلفظہ اپنے
بیت نامہ صاحب سکندر کے پاس بھیجدیا اور یہ بھی مندرج کیا کہ اگر یہان قیام نواب گورنر
جنرل کو حصار کلکتہ مین منظور ہو ہم بیرون احاطہ چند روز کیواسطے مکان لیکر رہین انشاء اللہ
بعد رفع خستگی راہ ہم روانہ بنارس ہو جاینگے +
خلاصہ دو گھنٹے کے عرصہ مین حسب تکلف قانون مروجہ یہ سب مرحلہ طی ہوا پچیس ہزار
روپیہ اسمین صرف ہوا اسکندر صاحب نے نواب گورنر جنرل کو سمجھا دیا چنانچہ ایک بڑی کوٹھی
مرزا جی کھولی مین پہلے بکرایہ لی پھر اوسے ستر ہزار کو مول لیا کلکتہ خوب مقام تجارت ہے شہر کا

انتقال نواب ناظم الدولہ و نواب شمس الدولہ و مرزا عباس و مراجعت بیگم صاحبہ بنارس کو

کئی مہینے کے بعد نواب ناظم الدولہ بڑے بیٹے نواب کے بہت صاحب حسن جمال لیاقت مین
سب سے زیادہ رفیق پرور تھے بسبب تعیش شباب جوانی و امارت عارضہ جوانی مین گرفتار تھے
کلکتے مین پرستان سمجھکر پریون سے ہمکنار ہوتے تھے اس جہت سے مادہ فاسدہ نے عود کیا تھا
اور فساد غذا بیوقت بھی اکثر ہوتا تھا دفعۃً درد گردہ مین مبتلا ہوئے ڈاکٹر صاحب نے
تکمید بوتل کو کہا لیکن کچھ فائدہ نہوا فصد کو نامناسب جانا آخر اسی شدت مرض سے انتقال کیا
مان باپ پر اس مرگ ناگہانی سے بڑا صدمہ عظیم ہوا جہان نظر مین تیرہ و تار ہو گیا دوسری
کوٹھی جو اوسی کوٹھی کے برابر تھی دفن کیا اوسے بھی مول لیا تھا +
اوسی سال نواب شمس الدولہ بھی متحمل درد جگر نہو سکے مستسقی ہوکر انتقال کیا اوسی کوٹھی مین پہلے
اپنے صاحبزادے کے دفن ہوئے بیگم صاحبہ کو عجب صدمہ روحانی ہوا نواب نے اپنی حیات مین
اقبال الدولہ کی شادی ٹیپو سلطان کی پوتی سے کی تھی جب صاحب سکتر سے گفتگو بابت تنخواہ
بال بچون کے ہوئی جواب پایا کہ اب کچھ کم ہو کر ملیگی بیگم صاحبہ نے قبول نکیا ہر چند صاحب سکتر نے
سمجھایا نمانا اس برہمی کے باعث فقط مرزا عباس ہوئے اس مدت قیام مین لاکھ روپیہ صرف ہوا
ولاندین کا بھلا ہو گیا +
اتفاقاً بعد کئی مہینے کے عارضہ سل سے مرزا عباس بھی مر گئے سپرد خاک کلکتہ ہوے

دوسرے دن نواب مع صاحبزادون ناظم الدولہ اقبال الدولہ امین الدولہ مبارز الدولہ بہادر نواب گورنر جنرل کی ملاقات کو گئے حسب دستور نواب کو کشتیان لباس فاخرہ وعمدہ کی دین ناظم الدولہ کو تلوار ولایتی باقی صاحبزادون کو الماس کی کگو یمنی اور ساعت طلائی اور بپاس خاطر بادشاہ اودھ سیدان رخصت کیا اور عتبات کے جانے مین فرمایا ملک عراق مین سلطنت غیر ہے ہماری سرکار کو چندان مداخلت نہین اور آپ کا ارادہ وہان جانے کا ہے ہمین خوف یہ ہے کہ مبادا وہان کوئی امر خلاف آپکے سرزد ہو اور ہمسے اوسکی حمایت نہو سکے اس صورت مین ہمارے واسطے سراسر بدنامی اور موجب سبکی کا ہوگا اگر بلا زمین اپنا نائب لزیارت کسیکو بھیجین تو ثواب ہر خلاف مذہب ملت کے بھی آپکے نہوگا ۔

ظاہر سبب تاکید نواب معظم الیہ کا مزاحمت سفر مین یہ تھا کہ حضرت خلد مکان نے نواب معتمد الدولہ کے سمجھانے سے محبت نامہ اس باب خاص مین بھیجا تھا کہ نواب شمس الدولہ کا کلکتہ جانا اور وہان رہنا اور عتبات جانا بلا اجازت ومرضی ہمارے ہوا ہے یہ باعث برہمی اور بی اعتنائی ہماری سلطنت کی ومو جب توحش رعایا متصور ہے اگر آپ برادر عزیز کو جلد رخصت فرمائیے تو باعث اطمینان اور مزید اتحاد وخلوص محبت ہوگا ہم نہین چاہتے کہ وہ ملک غیر مین جاکر بود وباش اختیار کرین ۔

نواب گورنر جنرل نے اوسکا جواب بھیجا کہ نواب شمس الدولہ آپکے بھائی ہمارے مہمان ہوے اس جہت سے بہر حال تعارفات ظاہری اعلی سرکار کو منظور ہوے لیکن محض بپاس خاطر آپکے ہمنے اونسیدان سمجھا کر رخصت کیا ۔

حضرت بیگم صاحبہ خاص محل اور مرزا عباس اونکے بھائی کو مشیر وصلاح کار تھے بہت ناگوار ہوا کہ ہمنے لکھا روپیہ اپنا برباد کیا نہ دین کے ہوسے نہ دنیا کے اگر بعد چندروز قیام اس شہر کے جاتے تو مضایقہ نہ تھا بہرحال اب فکر یہان کے قیام کی موافق قانون نکالا چاہیے بی بی کانو تاجر کی ہندوستانی بیگم صاحب کے پاس آتی تھی اوسنے اپنے صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا وہ اوسوقت جنیلی ڈاکٹر قاعدہ کو نواب کے پاس لے آیا ڈاکٹر نے نبض اور زبان نواب کی دیکھکر چٹھی اس مضمون کی لکھدی کہ ہمنے احوال مزاج نواب دریافت کیا لہذا ہماری تشخیص مین یہ ہے کہ

مرزا سید محمد کی ڈیوڑھی سے بنارس میں کئی ہزار روپیہ سادات و مومنین کو معرفت
حکیم مرزا ظفر علیخان ان کو تقسیم کرتے تھے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ اسٹمس بروک صاحب بہادر
رزیڈنٹ سے کچھ صورت خلاف ہوئی متصدی انکی کلکتہ گیا کئی ہفتے تک کرایہ بجرہ اور
کشتیوں کا دیا مگر کبھی کئی دن تک بجرے میں جا کر رہے آخر منشی غلام قادر خان ملازم قدیم
گورنمنٹ اکثر امور عظیمہ میں انفصال کیا کرتے تھے صاحب رزیڈنٹ کے فرمانے سے سمجھا کر
گھر میں بہت سے نشیب و فراز فہمائش کے سفر سے باز رکھا بہت زرباری ہوئی

روانگی نواب سمت کلکتہ بعزم زیارت امیر و تفریح کرنا نواب گورنر جنرل کا

کئی برس تک نواب بعزم بالجزم عتبات عالیات کربلا و معلی نواب گورنر جنرل سے طالب
رخصت ہوئے آخر اجازت بہ صورت بڑی بنارس سے مع صاحبزادہ و جناب بیگم صاحبہ
ملازمین و متوسلین کمال شان و شوکت سے سواری بیس بجرہ و کشتی روانہ کلکتہ ہوئے
اور اسباب جو فضول تھا اوسکا نیلام کئی مہینے پیشتر سے کر دیا تھا نواب گورنر جنرل نے ابتدای
روانگی بنارس سے تا ورود کلکتہ جتنا لوازمہ مہمانی اس خاندان عالیشان کا تھا منتظم مراتب
کیا تھا اور جا بجا شہر میں حکام کو حکم رسد رسانی و حفاظت راہ کا پہونچا تھا اور ہر شہر اور
چھاونی میں گیارہ توپ سلامی کی چلتی تھی اور صبح و شام نواب کی بھی توپ چلتی تھی مگر زیر
چندنگر فراس کو انکا لنگر ہوا اسپارجن آکر منع کر گیا توپ کو جب مرشد آباد میں لنگر ہوا تھا
وہاں کے بندگان عالی متمنی ملاقات ہوئے تھے مگر نذر نہ لیگا نواب نے جواب یا سجال الحق
نواب مبارک الدولہ نے نواب امیر الدولہ ہمارے نانا کے نائب کو نذر دی تھی اسوجہ سے
اب عذر ہے اس جہت سے ملاقات نہوئی +

جب ہوگلی میں لنگر ہوا اشترلنگ صاحب بہادر سکرٹر اعظم مع کئی صاحبان نواب گورنر
جنرل بہادر کی استقبال کو آئے بہت عزت و احترام سے داخل کلکتہ ہوئے منادی شہر میں ہوئی
کہ نواب مہمان سرکار کمپنی انگریز بہادر کے ہیں انکے ملازمین حکم عدالت اور احکام قوانین سے
بری ہیں صاحب پولس انکے سپاہیوں سے مزاحمت اسلحہ نکرے کئی کوٹھیاں کرایہ کی لیکن
بہو بازار میں او نہیں اوترے +

روانگی نواب سمت بنارس

غرض جسدن نواب روانہ بنارس ہوے پہلے حاضر حضور جناب عالی ہوے نذر دیکر خلعت وغیرہ رخصت ملا وہان سے قبر جنت آرامگاہ پر فاتحہ پڑھکر سوار ہوے کثرت لشکر و ملازمین ہمراہ رکاب تھی پانچ کمپنی انگریزی محافظت راہ کو ساتھ تھی اور اس جانے مین بھی ۷ لاکھ روپیہ صرف کیا تھا جب اجازت جناب عالی سے ملی تھی کسواسطے اور بھائی مثل نواب جلال الدولہ مہدی علیخان حسین علیخان باخفا لکھنؤ سے نکلے ہین چنانچہ اکدفعہ کاظم علیخان تبدیل لباس کرکے نکلے تھے گنگا کے گھاٹ سے بذلت پکڑ آئے تھے اور دو کرور روپیہ کو نقد و جنس سے روانہ ہوے تھے اوسمین ضبطی مال راجہ مہرہ بھی انھین کے پاس تھی جب اوسکے واسطے عرض کرتے تھے جنت آرامگاہ فرماتے تھے اپنے پاس رہنے دو یہ نہ فرمایا کہ تم لے لو جناب عالی نے اپنی سیر چشمی اور نواب گورنر جنرل بہادر کے سمجھانے سے اوسکے دعوی سے ہاتھ اوٹھایا تھا اس سفر مین نقصان بہت ہوا ایک کشتی بار اسباب کی مرزا محب علی داروغہ ذخیرے گومتی سے روانہ ہوئی تھی لوگون نے پندرہ لاکھ اشرفیون کی بجا مو روپون کے پائی تھی ۔

غرض جب داخل بنارس ہوے رئیس اور رعایای شہر انکا جاہ و حشم دیکھکر بہت خوش ہوے کہ ایسے رئیس نامدار صاحب مقدور کے رہنے سے باعث مزید آبادی شہر ہوگا اور فی الجملہ رفاہ غربای شہر بھی متصور ہے لیکن نواب نے از راہ تخفیف جتنے ملازمین خاص عام مع شاگرد پیشہ یعنے جو لکھنؤ کے تھے برطرف کردیا سوای حکیم مرزا مظفر علیخان اور حاجی مرزا بہادر علی کے سمجھے کہ ان سب کا اپنے پاس رکھنا گویا ہر شخص اخبار نویس لکھنؤ ہے اور مصارف الابایت مین بھی جزرسی کی الاضافت و مہمانی صاحبان عالیشان آیندہ روندہ مین یا انکی خرید اسباب بنیا بہت اپنا نقصان کیا امور سے بھی اور بحیلہ امید ہمدمی سرکار نواب عالی سے اپنی تنخواہ کے پچیس ہزار ماہواری کے طالب رہے جو جنت آرامگاہ قیام بنارس مین پاتے تھے مگر ساڑھے سترہ ہزار معمولی برقرار رہے ۔

بعد قیام کئی برس کے عظیم آباد تشریف لیگئے نواب مبارک الدولہ نواب جنگلی کے بیٹے سے اپنی بیٹی مساۃ مغل صاحبہ کی شادی کی دوسری بیٹی بہو رانی بیگم کی شادی نواب شوکت الدولہ

مختشم الیہ دل بطیب خاطر بلا اکراہ قبول کی تھی اس سبب سے نواب کو یقین واثق تھا کہ
بروقت خاص ہمین مسند نشین وزارت ہونگا اس جہت سے تدبیر ظاہری دنیا سازی کے
موافقت حمایت نزدیکی سے نکی جیسا پیشتر اسکے بیان کیا گیا اور اس مرگ ناگہانی سے
سے تمہا اور جتنے امور ریاست تھی محول نواب کو رنر جنرل کے آنے پر تھے دو دولت پر جب
آنے واخل بارہ دری نہو سکے کرنل ملی صاحب نے پہرے کا حکم دیا تھا کہ بغیر ہمارے حکم کے
کوئی آنے نپائے چنانچہ جب مسند نشین ہو چکے سب بھائیونکو طلب کیا الشیء پہلے نذر لوائی
نواب بادشاہ ہو کر دولتسرا مین آئے فخر الدین احمد خان مرزا جعفر نے کس قدر مستعد سے
تہنیت مبارکباد سے نذر دی یعنی فقط ہماری عمر قریب کی ہے او مشیت درازسے حق پر کہ
قائم رہا اور دل مین اپنے بہت خوش تھے کہ خلعت نیابت ہمارا منتظر ہے تقدیر منتی تھی
کہ تمہارا خلعت آخرت موجود ہے اسی تمنا مین دنیا سے ناکام گئے +

غرض جب خبر داخلہ لارڈ ہابر صاحب کا نپور سے آچکی جناب عالی بڑے جلوس سواری کی
بعد نماز جمعہ سوار ہوئے اوسکے بعد نواب شمس الدولہ بکمال تکلف جلوس سواری سے سوار
ہوئے جب کانپور سے مراجعت کی جناب عالی نے باب نیابت مین فرمایا کہ جسطرح جناب
جنت آرامگاہ مین مصروف ومتوجہ انصرام کاروبار ریاست رہتے تھے اوسیطرح اپنے عہدہ
قدیم پر قائم رہین مجھے بطیب خاطر منظور ہے ایسا قوت بازو شریک حق ریاست دوسرا انسے
زیادہ کون ہوگا اور مین بہرحال انکی پاسداری اور رعایت ملحوظ خاطر رکھونگا نواب گورنر
جنرل نے بھی اسے بہت مستحسن جانا تھا بلکہ دوستانہ بھی سمجھایا تھا مگر نواب کو وسوسے ہاے
مضمون خیالی ایسے ذہن نشین ہوے تھے نہ مانا عذرات باردہ بیان کیے اور یہ امر بھی بغیر
تالیف کے نہ اچھا نگر بوقت آخر مایوس ہوکر مثل جنت آرامگاہ قیام بنارس اپنے واسطے
بہتر سمجھا اور قیام لکھنؤ نامناسب جانا جب تسلط تام نواب معتمد الدولہ اور غفلت رئیس کی سنتے تھے
اپنی صحبت مین فرماتے تھے اپنی غلط فہمی کو اور تاسف کرتے تھے کہ مین یہ سمجھا تھا
ہرچند اس امید میں ہم مین بھی اپنی خود رائی سے بہت کچھ صرف کیا ولاون کا فائدہ ہوا
ہندوستان اسی نفسانیت وطمع خام دنیا سے خراب ہوتا چلا آیا ہے +

منہیات سے اجتناب کلی کیا تھا، قت حضرامام بارہ نجف اشرف مین دفن ہوے جنازہ
بڑے جلوس سے اوٹھا فوج ارکان دولت عزیز اقربا ساتھ تھے منٹ گن یعنی بعد دقیقہ
توپ انگریزی موافق دستور انگریزی بتعداد سن چلتی رہی +

صاحبان رزیدنٹ ۱ کرنل جان بلی صاحب بہادر ۲ استریچی صاحب بہادر
۳ جنرل ریپر صاحب بہادر ۴ جان منٹن صاحب بہادر ۵ ارونٹ رکٹس صاحب بہادر
نائب وزیر اعظم نواب معتمد الدولہ دیوان راجہ دیاکرشن مہاراجہ نول کرشن
افتخار الدولہ میوارام جو مسلمان ہوکر روانہ کربلای معلی ہوے بعد مجاورت چند سال
ماہ ربیع الاول ۱۲۸۱ ہجری مطابق ۱۸۶۴ء انتقال کیا +

اہالیان مستعار قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی نواب ناظر محمد آفرین علیخان +
تقسیم ممالک محروسہ حضرت خلد مکان اہلکاران مجموع ایک کروڑ متعلق مرزا حاجی
لاکھ متعلق محمد آفرین علیخان لاکھ متعلق نظامت منتظم الدولہ لاکھ ظفر الدولہ
کپتان فتح علیخان لاکھ محمود آباد لاکھ دیہات لکھنو وغیرہ لاکھ +
سوائے محصول پرمٹ وسائر گنجیات وچھاپہ وعدالت وچبوترہ وجریانہ وغیرہ +
تعداد فوج سات ہزار سوار مع ترکسوار جلوس سواری اکتالیس پلٹن تلنگہ ونجیب
سوای ہرسہ توپخانہ آمدنی ممالک محروسہ بسبب افزایش ایک کروڑ اسی لاکھ جب جاگیر
بیگم صاحبہ محسوب ممالک محروسہ ہوئی + مدت سلطنت مع وزارت ۱۳ سال ۹ مہینے ۵ دن

احوال نواب شمس الدولہ بہادر مرشدزادہ جنت آرامگاہ

نواب شمس الدولہ مرزا احمد علیخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ مرتبہ دینداری و ورع و تقوی
وصلاحیت مزاج مین برکت صحبت حکیم مرزا ظفر علیخان بہتر اپنے بھائیون سے کتھے
بسبب سقاہت کبھی انگریزی پوشاک مثل بھائیون کے نہین پہنی اور مکان قدیم حسن باغ
بوضع ہندوستانی رہا اوسکو کمرہ انگریزی بھی نہ بنایا اور مرجعیت ملکی ومالی تا حین حیات
جنت آرامگاہ انھین پاس رہی اور انصرام کاروبار نیابت باجازت و تجویز نواب گورنر
جنرل بہادر بموجب درخواست جنت آرامگاہ کرتے رہے کسواسطے کہ نیابت انکی نواب

مولوی خلیل الدین خان سفیر کلکتہ کو بادشاہ نے چھ ہزار روپیہ سال کی جاگیر فرمان عنایت کی تھی جب اعتماد الدولہ نائب ہوئے عہدہ سرکار ہوئی حضرت فردوس منزل نے آئین مہتمم عدالت کیا تھا شرف الدولہ کی ناموافقت سے خانہ نشین ہوئے پھر حضرت جنت مکان نے پانسو روپیہ مہینہ کیا صدر امانت دی پھر اخبار کی بالا حضور عالم کے عہدہ و کٹ میں تخفیف میں آپ نے جب غازی سرکار ہوئی چیف کمشنر نے سب اسکا احوال حسن خدمت کا لکھا نواب گورنر جنرل نے بعد دریافت حقیقت حال سو روپیہ کا پنشن بدوام حیات اور بعد انتقال ایک پشت تک برقرار رہیگا چنانچہ مولوی صاحب نے بعد چوہتر پچھتر برس کی عمر میں ۱۴ اکتوبر ۱۸۶۲ء مطابق بست و یکم جمادی الاول ۱۲۷۹ھ روز دوشنبہ انتقال کیا۔

انتقال حضرت شاہ زمن

حضرت شاہ زمن جواد و کریم النفس و صاحب معرفت نسبت بیدار رکھتے تھے یہ صفات ذاتی نواب آصف الدولہ مرحوم کے یا اس خاندان میں انہیں ختم تھے جب تک اپنے ہوش و عقل میں رہے لیکن از بسکہ متحمل مشقت انتظام سلطنت کے نہ ہو سکے رتق و فتق مہمات سلطنت کو اعتماد کلی سمجھکر اور بی بی فاطمہ جان کو سپرد نواب کیا تھا اور تقریباً نصف اندوختہ جمع خزانہ جنت آرامگاہ تعمیر موتی محل شاہ منزل مہتاب میں فرح بخش و بارہ دری امام بارہ نجف اشرف تماشای سبت و جلوس شاہی وغیرہ میں صرف کیا سوای آمدنی ممالک محروسہ یا جسقدر کہ تھوڑا بہت آپ بھی جمع کیا تھا یہ سب صرف ہوا نواب نے اپنی کاربراری سمجھکر عمداً بادشاہ کو غافل کر دیا تھا حالانکہ بادشاہ کی ظاہری قوی بہت بردست تھی جوان کشیدہ قامت پانچ چار برس کے عرصہ میں کثرت مشروبات کے سبب سے ضعیف و نحیف ہو گئے تھے اسی غفلت سے جتنی دانت دستور قدیم تھے وہ سب ہم برہم ہو گئی تھی بادشاہ ایجاد نہر امر میں اور خوش سلیقگی اور آراستگی کوٹھی انگریزی میں مثل تھے بدپرہیز تھے حکیم ملازمین کیا کرتی آخر مبتلای مرض اسہال ہوئے بادشاہ بیگم مع اپنے نواسیوں کے دیکھنے کو تشریف لگئیں کوئی بات نہ کی دوشالہ اپنے موتہہ پر لیلیا آخر خاص کمرہ موتی محل میں پچھلے پہر سے شب شنبہ ۲۷ ماہ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ روز دیوالی مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۸۲۷ء روح پرفتوح ریاض جنت کو گئے پیدایش ۱۱۸۷ھ اس حساب سے ۵۶ برس سے زیادہ نہ تھے اور کئی مہینے پیشتر سے مشروبات

دیا جائیگا اور دو ر ماہہ جو واسطے بی بی اور ایک بیٹی کے اونکی حسب تفصیل ذیل بابت
منافع اوس روپیہ کے جو مقرر کیا نسلاً بعد نسل وہ بھی جاری رہیگا اور آمد نواب
ممدوح اونکے واسطے مشاہرہ سے وصیت کرنے والون کو جدا نسلاً بعد نسل دیا جائیگا
اور اسیطرح اگر اتفاق وصیت نہ پڑے ان تینون شخصون کو بھی موافق حصہ شرعی میراث
اس مشاہرہ نواب مذکور سے بھی حصہ نسلاً بعد نسل دیا جائیگا +

نواب بیگم اہلخانہ نواب معتمد الدولہ بہادر ایک [illegible] ماہواری حین حیات تک انکو ملیگا
اور بعد انتقال کے ورثہ شرعی کو اونکے بموجب تقسیم میراث حسب مذہب اثنا عشریہ نسلاً بعد نسل
بھیجا جائیگا نواب عالیہ بیگم بیٹی نواب ممدوح ایک [illegible] ماہواری بشرح صدر ایکین ادبل
بڑے بیٹے نواب ممدوح ایک [illegible] ماہواری بشرح صدر تحریر غرۂ محرم سنہ ۱۲۴۱ ہجری
مطابق ۱۷ اگست سنہ ۱۸۲۵ء

زبدۂ نوئینان عظیم الشان مشیر خاص
معہ پادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان
اشرف الامرا لارڈ امہرست گورنر جنرل
بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی
انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند ۱۸۲۲ء

اس وثیقہ پر بارونکا حاشیہ بھی بعض سرکا بین لگا یا گیا مثل وثیقہ نواب مبارک محل
یعنی وصیت نامہ مہری بیگم صاحبہ کلکتہ سے آیا صاحب ریذیڈنٹ کے پاس چنانچہ لکش صاحب
نے خلاف سرشتہ سمجھکر دیا کہ بعد تحقیقات بیگم صاحبہ سے دریافت کرکے جاری کرین کہ انکی
معرفت ہماری روانہ صدر کیون نکیا موہند نراین خزانچی صاحب کا بڑا معتمد تھا اوسنے
بموافقت اپنے کہ پیشتر سے موافق ہو گیا تھا اوسنے صاحب کو سمجھایا کہ آپ بموجب حکم صدر کے
تعمیل کیجیے اس تحقیقات سے آپکو کیا حاصل ہوگا سواے دردسر کے معتمدین بیگم صاحبہ یہ کہتے ہین
کہ وصیت نامہ مصنوعی ہے اکثر حقدارون کے حق تلف ہوگئے بیگم صاحبہ لاعلم رہین مولوی
نثی حسن بلگرامی جو مہتمم اس تحریر مصنوعی کے ہوئے تھے اونکی تنخواہ سو روپیہ کی اسی ثلث
وصیت سے بموافقت عملہ گورنمنٹ غلطی سے ہوگئی واللہ اعلم +

ایک نقل فرمین مہر بادشاہ ممدوح نے اور صاحب ممدوح اقرار کرتے ہیں کہ بموجب اوسکے
وثیقہ مزین بمہر و دستخط نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا جنیل اعزل ولیم ... لارڈ اوکلینڈ
گورنر جنرل بہادر اجلاس باکونسل بابت حاصل کرنے کے حوالہ شاہ اودھ کرینگے اور وثیقہ دستخطی
مہری اپنا پھیر لینگے ... شہر لکھنؤ ... باقی انگریزی
درباب خادمان امام باڑہ نجف اشرف بموجب تفصیل علیحدہ ... ماہوارے ...
مشاہرہ بوساطت اوس شخص کے جسے تولیت امام باڑہ مذکور حضور بادشاہ ... تفویض
کرینگے دیا جائیگا اور تغیر و تبدل اسامی عملہ مذکور بموجب کہنے صاحب تولیت کے منظور ہوگا
نواب عفت مآب مبارک محل صاحبہ ... ماہواری حین حیات تک درباب ... جناب
عفت مآب کو پہونچے گا اور مابعد کیواسطے ہر شخص ورثا ایسے کیواسطے جو وصیت کرینگی
بقدر ایک ثلث مشاہرہ تک قبول کیا جائیگا اور دو ثلث باقی مشاہرہ و بالنسبت کی مقدار
وصیت ایک ثلث سے زیادہ دونوں ثلث رہیں یا وصیت نکریں اور مشاہرہ باقی رہے
نصف نجف اشرف اور نصف کربلاے معلی مجتہدان و مجاوران آستان کو ابداً موبداً پہونچایا جائیگا
کہ اوسکا ثواب عائد حال فرخندہ مآل جناب بادشاہ ہو +
سلطان مریم بیگم بموجب تفصیل ان مدعیان ذیل مشاہرہ نواب مبارک محل صاحبہ کا اور مشاہرہ
سلطان مریم بیگم صاحبہ کا بھی حین حیات تک پہونچا کریگا اور مابعد کے واسطے اوسی
طریق سے عمل میں آئیگا +
ممتاز محل صاحبہ سرفراز محل صاحبہ بشرح صدر ملازمان اور اسامی سرفراز محل بموجب تفصیل
علیحدہ نسلاً بعد نسل دیا جائیگا اور مشاہرہ متوفی لاوارث شامل نذر نجف اشرف اور
کربلاے معلی کیا جائیگا +
نواب معتمد الدولہ بہادر یہ مشاہرہ ہمیشہ نواب موصوف کو نسلاً بعد نسل جاری رہیگا اور
مابعد کیواسطے جو نواب موصوف بیٹے اور بیٹیون اور جورؤن اور اپنے متوسل کیواسطے
وصیت کرینگے بموجب سہم بموجب وصیت کے نسلاً بعد نسل دیا جائیگا اور اگر اونہون نے
وصیت نہو مشاہرہ ورثہ شرعی کو اونکے حسب تقسیم میراث بموجب مذہب اثنا عشریہ نسلاً بعد نسل

سپرد کیا ہے اپنے ہاتھ سے جناب بادشاہ والا جاہ معظم الیہ نے معرفت مارڈنٹ ریکٹس صاحب
بہادر جانشین و بہ معاملی جناب حشمت مآب معظم الیہ نے سرکار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے بموجب اوس
اختیار کے جو جانب سنی الجواب نواب مستطاب معلی القاب نوئیان عظیم الشان شیر خاص
حضور فیض معمور بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان اشرف الامرا ولیم پیٹ لارڈ امہرسٹ گورنر
جنرل بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ ہندوستان سے صاحب
مغربی الیہ اجلاس کونسل مین غرض سے زیب توثیق پا گیا ۔

دفعہ اول جناب بادشاہ نے مبلغ ایک کروڑ روپیہ بطریق قرض مؤبد سرکار شوکت مدار
کمپنی انگریز بہادر کو دیا ہے نفع اوسکا پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ہوتا ہے تاریخ غرہ محرم ۱۲۴۲ھ
مطابق ۶ اگست ۱۸۲۶ع سے اشخاص مرقومۃ الذیل کو بتفصیل باہم واری دیا جایگا اور اگر
سرکار کمپنی انگریز بہادر مین شرح منافع فیصدی پانچ روپیہ سے کم یا زیادہ ہو جاے منافع اوس روپیہ کا
سو صدی سالانہ پانچ روپیہ سے کم و بیش نہوگا ۔

دفعہ دوم یہ روپیہ واسطے ہمیشہ کے قرض ہے کسی صورت سے والیان سلطنت اودھ
اختیار استرداد مبلغ مذکور نہیں رکھتے اور نہ کسیطرح کی مداخلت اوس منافع مین کرینگے ۔

دفعہ سوم سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ زر منافع مذکور کا درماہہ
اشخاص مسطور الذیل کو بعنوان مفصلہ ذیل ابداً موبداً نسلاً بعد نسل جہان رہین وہان کے
سکہ مروجہ سے بے کم و کاست ملا کریگا ۔

دفعہ چہارم سرکار انگریزی نے ہمیشہ کفیل عزت و آبروی مشاہرہ دارون کے اس منافع کی
ہوئی اور اونکے اموال قبیل مکانات اور باغات بخشیدہ بادشاہ ذیجاہ و دام ملکہ کے یا خریدہ اور اونکی
تعمیر کردہ اونکے ہاتھ سے حکام و تعینات سے بچیگی اور اشخاص مذکورہ جس شہر و دیار مین ہونگے
اونکو وہین مشاہرہ بھیجا جایگا ۔

دفعہ پنجم قرارداد جناب بادشاہ اودھ نے اپنی طرف سے اور مارڈنٹ ریکٹس صاحب
بہادر نے سرکار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے لکھا صاحب ریزیڈنٹ موصوف نے اوسکی
ایک نقل انگریزی و فارسی مین اپنے دستخط سے حوالہ بادشاہ معظم الیہ کی اور مطابق اوسکے

... اوسکو تجویز ...
اب اگر جنرل نے ریذیڈنٹ کو لکھا کہ یہان بادشاہ نے زمین ...
... کیا کہ خلاف تحریر وثیقہ ہوا ہے پس حکم آیا کہ مطابق سابق ... کے عمل مین لاؤ چنانچہ ...

... روپیہ داخل خزانہ شاہی ہوا ۔
اسی پر بنا ہے وثیقہ ہونی کہ بحساب ... روپیہ ... لگا اور ... اسکی شرح سے ...
[illegible]

تفصیل وثیقہ

ایسوسیات
ادراندنی

نواب ... محل صاحبہ ... نواب ... محل صاحبہ ... نواب مبارک محل صاحبہ بادشاہی ... نواب سرفراز محل ... ملازمان اور متعلقان مع ... صاحبہ ... نواب سرفراز محل ... امام باڑہ ... اشرف ... نواب بیگم خاص محل نواب معتمد الدولہ ... نواب ... بیگم ... نواب ... نواب معتمد الدولہ ... امین الدولہ آغا علی خان ...

نقل تحریر وثیقہ

یہ وثیقہ عہد اقرار نامہ ہے مابین سرکار عظمت آثار ظل سبحانی ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ اور سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر ... اور ... کے جو جناب بادشاہ ... سرکار کمپنی انگریز بہادر ...

کہ یہ شاہ اودھ کیواسطے خرید فرمائشات کو آئے ہین خلعت پانچ پارچہ بجا طر بادشاہ ملا مگر یہ
ایسے عیش تھے کہ وہان تماشا بینی و شراب خواری مین سب بھول گئے اشرف علیخان جو وزیر اعظم
مرزا جہانگیر شاہزادہ کا ہوا تھا ستار خوب بجاتا تھا وہ انکا مقرب خاص ہوا تھا غرض کبھی یہ منے
رہ کر ناکام پھیر آئے ۔

بعد اسکے نواب کی یاوری اقبال سے صاحبان صدر نے باستصواب سرکارین بطیب خاطر
سفارت سفیر شاہی قبول کی جس سے مزید اتحاد دولتین ظاہر ہوا چنانچہ خطوط صدر سے اسکا
احوال معلوم ہوا اسکا قصہ تحریرات کا بہت طول ہے مختصر یہ ہے کہ جنت آرامگاہ چاہتے تھے
کہ منشی مرزا جعفر سگے بھائی میر منشی مرزا باقر ریذیڈنٹی کو بسر رشتہ سفارت روانہ کلکتہ کرین لیکن
یہ سب امور درستی ریاست محول تشریف آوری نواب گورنر جنرل تھی اس جہت سے تامل کیا گیا تھا
فی الحقیقۃ سفیر سرکار بننے سے مطلب برآری مقدمات سرکار کی بسہولت متصور تھی اسکے نہونے سے
سرکار کی جزرسی کرنے سے اور عدم معتمد سے بہت سی خرابیان ہوئین خلاصہ مفتی محمد خلیل الدین
خان جو پیشتر سے ملازم سرکار تھے بموافقت نواب معتمد الدولہ بابا اونکے دوست و خیر خواہ تھے اور
مقبول سرکار انگریزی بیس ہزار روپیہ دیکر روانہ کلکتہ فرمایا جب صاحبان صدر سے بجز بی
راہ و رسم ہوا خلعت سفارت سے سرفراز کیا کلکتے مین جھالردار پالکی ہندوستانی بر دوان کی
راجہ سے منگوا کر دی اور بپاس خاطر بادشاہ قبل از بھیجنے خط سفارت کے خلعت دیا اور یہ بھی
تحریر کیا کہ ہمنے محض نظر بحسن لیاقت اور عزت خاندانی کے منتظر خط کے نرہے خلعت دیدیا
سفیر شاہی کے واسطے تین سو روپیہ کرایہ بابت کوٹھی کے گورنمنٹ سے مقرر ہوا اور پانچہزار
ماہوار بھی سرکار شاہی سے اور بروقت ضرور کار جسقدر چاہین ساہ جی کی کوٹھی سے
اجازت تھی اونھون نے بہت سے کام سرکارین کے اپنی خیرخواہی سے کیے ازانجملہ جب
لڑائی پیگو کی درپیش ہوئی گورنمنٹ کو ضرورت روپیہ کی ہوئی بادشاہ سے عرض حال کر کے
ایک کروڑ روپیہ بطریق قرض متعدد دلوایا ریذیڈنٹی سے روپیہ کشتیون پر بار ہو کر کلکتہ گیا
صاحبان عالیشان ریذیڈنٹی مین اوسکے جمع مبلغ خطیر کے دیکھنے کو آتے تھے دس لاکھ
بحساب روپیہ اونھین ملے بہو بیگم صاحبہ کا زر توفیر بائیس لاکھ گورنمنٹ مین جمع تھا

اور امرا کو کشتیاں لباس سرا کی دین اور فی خرچ یہ ہو کہ تھہ ارچہ جو ایک پیسہ کو بکتا ہے
پندرہ ہزار روپیہ کا صرف ہوا اور مصالحہ وغیرہ کا انبار تھا مثل انبار لکڑی کے جن میں بیسیوں
ملازمین محل کے ہاتھ سے فقط ارباب نشاط کو جو روپیہ تقسیم ہوا بجا ہو تھا ہاتھ کا لاکھون کو پہونچتے
اور روشنی تھا ٹھہرتی ہی اور تکلف نقارخانہ اور اسکے روشنی قابل تماشا تھی ہیچ کو برائی ساتھ
سب لباس سرخ پہنے ہوے تھے راہ میں جو کہ میں فقرا و مساکین کو سوا نواب کے میر روشن نما
وغیرہ بھی روپیہ دونوں طرف پھینکتے تھے۔

اب ایک امر جود و ہمت کا یہ ہے کہ روز برات شادی آغا علیخان نواب روشن الدولہ نے
شربت پلائی حسب دستور کی جب نوبت شربت نواب تک آئی نواب نے اپنی جیب سے اشرفیاں
نکالیں نواب روشن الدولہ نے عرض کی کہ آج ہم شربت پلائی میں امتحان جود و ہمت
وزیر اعظم کرتے ہیں نواب نے فرمایا ہنسے سولہ لاکھ روپے جو تمہاری نظامت میں باقی ہیں تمھنے
اس شربت پلائی میں دیے نواب روشن الدولہ آداب بجا لائے جب وہ شادی از روے
پرچہ اخبار نواب نے دیکھا عرض کی حضور روشن الدولہ نے اسی پر قناعت کی اگر تجھے تامل کرتے
میں زر تحصیل دوسرے سال کا بھی دے دیتا بس تاثیر وقت اس ماہ کو دیکھیے کہ جب وزیر اعظم
نے عرض کی اسقدر غلاموں نے حضور کی بدولت سے لاکھ کمائے ہیں حاضر ہیں فرمایا ایک لاکھ
اسمیں سے اپنی تعمیر عمارت کو دے لو باقی داخل خزانہ کر دو۔

حسن تدبیر نواب سے تقرر سفیر شاہی کا کلکتہ میں اور رقیمہ صاحبان عالیشان کا

نواب نے اپنی ریاست میں جو تدبیریں باوری تا آخر کیں بہتر پڑی ہر چند بعض مقربان خاص اپنی حسن ساعی
اور دور اندیشی پر نازاں تھے لیکن نواب کو ملکہ راسخہ ہو گیا تھا اور جوش نیتی سے انکی
زر تحصیل ممالک محروسہ کسی وزیر اعظم کے عہد دولت میں نہ آیا تھا فی الحقیقت یہ امر تعلق
بہ نیت حاکم رکھتا ہے از انجملہ بعد تفضل حسین خان عہدہ سفارت کلکتہ سے موقوف ہو گیا
چنانچہ نواب نے پہلے دیوان دولی سنگھ کو ہزار روپے ماہوار سے مقرر کر کے بحیلہ خرید و باشتا
کلکتہ بھیجا اور دو ہزار روپے ڈالی میوہ تر و خشک کے ماہیہ مقرر کیے کہ صاحبان خاص کو بھیجا کریں
انھوں نے بموافقت عملہ سرکار ایک مرتبہ دربار معینہ نواب گورنر جنرل میں ملازمت بھی حاصل کی

بدنامی ہوگی یہ نسمجھے بلکہ خفا ہوئے چاہا کہ بیٹی کی نسبت چھٹرالین اسی خیال مین اپنی سراسیمگی سے کنوئین مین گرادیا نواب اونکی بازدید کو گئے نواب صمصام الدولہ نے بہت سمجھایا کچھ خیال مین نہ لائے ایکدن باخفا مع اپنی بی بی فاطمہ بیگم اور دوسری بی بی مسماۃ آبادی کو لیکر کانپور گئے وہانسے کلکتے پہونچے بادشاہ نے انکی بیٹی کو بلوا کر نواب مبارک محل کے سپرد کیا فرمایا تم اسے اپنی بیٹی سمجھکر بیاہ کردو۔

مرزا شاہ میر خان نے نواب گورنر جنرل سے شکایت نسبت کی کی صاحب ریذیڈنٹ کی تحریر سے حقیقت حال معلوم ہوچکی تھی شنوائی نہوئی مرزا شاہ میر خان اوسی اپنی وحشت مزاج سے چار ہزار روپیہ کرایہ جہاز دیکر روانہ لندن ہوئے وہانسے بھی ناکام ہوکر مصر مین تھے بعد کئی مہینے کے مرگئے وہین مدفون ہوئے وہ ممتوعہ آبادی تھی وہین مرگئی اوس سے ایک بیٹی کسی ترک کے ساتھ اونکے بیٹون کے پاس آئی اوسکا بھی سرکار سے وثیقہ ہوگیا +

جب فاطمہ بیگم صاحبہ نے یہ حال دیکھا اپنے باپ مرزا محمد تقی خان کو خط لکھا کہ اب انکا قصد لندن ہے مین نے بہت اطاعت کی اب خدا کیواسطے مجھے آکر لیجایئے نواب معتمد الدولہ نے بیس ہزار روپئے خرچ کو دیے اور بادشاہ نے خط نواب گورنر جنرل کو لکھا نواب موصوف نے بہت خاطر کی اپنی بیٹی کے پاس لیگئے اونھین لے آئے مرزا شاہ میر خان اودھر روانہ ہوئے +

نواب مبارک محل نے حسن باغ مین بہت دھوم دھام سے شادی کی لیکن مرزا شاہ میر خان کے ناگوار خاطر سے جیسا چاہیے ویسی شگفتگی خاطر سے نواب نے نکی اگرچہ بہت کچھ صرف ہوا +

دوسری شادی نظام الدولہ سید علیخان کی نواب روشن الدولہ کی بیٹی سے ہوئی فی الحقیقت اوس سے زیادہ تکلف تمام ہوئی کسواسطے کہ طرفین سے مقابلہ جود و ہمت کا تھا آغا علیخان کی شادی مین کثرت مہمانی محلات علی وام اکھانا بروقت نہ پونہچا اور اسکا اہتمام بھی مشکل پڑا اس جہت سے نقد توڑہ بندی ہوئی اقل قلیل سات روپے سے ایک سو اکاون روپیہ تک تقسیم ہوئے سوای کشتی مصالحہ پان ڈلی الاچی تماکو کے اور وقت رخصت محلات شاہی

اسیطرح کلو خدمتگار کی بیٹی کی شادی کیواسطے اعظم علیخان سے لاکھ روپیہ دلوائی اونھون نے
اوسکے دینے مین کچھ تامل کیا منتظر حکم ثانی رہے پھر فرمایا اوسکے سوا کچھہ تم بھی اپنے پاس سے
دو اونھون نے بھی دس ہزار اپنے پاس سے دیے +

پہلی نیابت نو مہینے کی مدت مین محمد خان خدمتگار کے پاس چالیس ہزار روپیہ جیب خاص کا
تھا اوسنے عرض کی ایک چکلہ دار علاقہ قید ہے کہتا ہو اگر مین قید سے نجات پاؤن
دس ہزار روپیہ دونگا فرمایا جو تمھارے پاس ہے اوسمین سے لے لو پھر اوس سے لیلینا +

کسر نفسی اپنی ایکدن یہ دکھائی تامجان پر سوار میر اسد کے مکان سے گذرے اور بہ
پیادہ ساتھ تھے میر اسد نے کہا حضور یہ سنگہ جی اپنی دوکان نہیں دیتا دیوار میرے
مکان کی کج ہوتی ہے فرمایا سنگہ جی تم اپنی دوکان کی قیمت ہمسے خاطر خواہ لو اپنی عرض نہ
حضور ٹھیرا توقف فرمائین تو مین عرض کرون یہ کہکر وہ دوکان سے ایک ٹھلیا مسی ٹوٹی
کناری کی لا کر عرض کی یہ امانت حضور کی دیدہ سکے پر میرے پاس موجود ہے فرمایا سچ ہے
اور یہ ٹھلیا کو لیکے تامجان پر رکھ لیا اور دوکان نذر نواب کی ایک پیسا نہ لیا اوٹھ گیا +

منشی مسعود بخشیگری مین تھے منشی ظہور الدین اپنے بیٹے کی شادی کی عرضی کی فرمایا
تو نیر کا ستر ہزار روپیہ تمھارے پاس ہے سے لو باقی لاکھ پھر لینا +

اسیطرح میر نیاز حسین دارغہ دیوانخانہ کے بیٹے کی شادی مین لاکھ روپیہ دیا

شادی امین الدولہ آغا علیخان پسر سید علیخان نظام الدولہ

نواب امین الدولہ آغا علیخان بڑے بیٹے نواب کی نسبت مرزا شاہ رستم خان کی بیٹی
مسماۃ نواب بی بی سے ٹھہری اونھون نے بطیب خاطر قبول و منظور کیا نواب اپنا عزیز سمجھا
مقرب خاص بادشاہ کیا کئی برس تک نسبت رہی بہت سی رسومات ہندوستانی ہونی تھی اسپر
اپنی علو ہمت سے لکھہا روپیہ صرف کیا مرزا شاہ میرزا خان کو طمع نفسانی زیادہ ہوئی اسنے
مثل نواب روشن الدولہ نظامت لینی چاہی لیکر خوب گلچھرے اوڑائیے اور جسقدر زر
تحصیل کیا جائیگا کہ نواب کے وسیلے سے معاف ہوجائیگا نواب نے دوستانہ سمجھایا کہ آپکے
کارندے روپیہ سرکار کا کھاجائینگے آپ سے بین مروت کمی ہوگی نقصان سرکار مین میرا

سبکو کھانا بہ تکلف ملتا تھا بازار کو بھی حکم ہوتا تھا جبکی دوکان یا خوانچہ مین جو شے باکول رہ جاتی تھی خرید نواب ہو جاتی تھی ایک زمانہ یہ بھی گذرا کہ مہمان دولتسرائے شاہی مین تین دن سی زیادہ نہین رہنے پاتا تھا بتاکید سوار ہو جاتا تھا طعام مہمانداری باجارہ ہوتا تھا۔

میر نبدہ علی دلی کے رہنے والے انکے بزرگ عالیخاندان تھے مفلس پریشان حال ہو کر لکھنؤ آئے ناموری بزرگون کی دھری رہی نواب کی جود و ہمت سے طریقہ منشیگی اختیار کیا خود کہتے تھے کہ مین نے گیارہ برس کے عرصے مین خود نواب کے ہاتھ سے جو ۹ لاکھ روپیہ پایا جسے کچھ شک ہو اوسکا حساب خرچ میرے پاس ہے اور جو اونکے متوسلین سے پایا اوسکا حساب نہین انکا صرف عیش و تعیش و ازدواج و تجارت مین کیا کچھ غربا کو نہین کو بھی دیا آخر ازدواج اورون کے پاس گئی مکان تیمنی گنج مین وسعت سے تھا مرزا عالیجاہ والا جاہ نے مول لیا آخر مر گئے +

پشمینہ عمدہ جو حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین کشمیر سے آیا پھر اوس قیمت کا نپایا سہ گزہ رومال دوشالے پانچ ہزار کی قیمت کے چنانچہ نواب نے بھی بہت سے خریدے ایکدن اوسمین کا دوشالہ اوڑھے اصلاح بنواتے تھے خاص تراش بہت غور سے دیکھنے لگا نواب نے کہا تو کیا دیکھتا ہے عرض کی حضور کی بدولت غلام کو دوشالے نصیب ہوے مگر یہ ایسا ہے کہ آدمی اسے دیکھا کرے وہ دوشالہ اوسیکو عنایت کیا +

ایکدن اوسکے ساتھ کے دوشالے کو اوڑھکر گھوڑے پر سوار ہوے گھوڑا تیزی کرنے لگا دوشالہ نواب سے سنبھل نسکا چھوٹے خان چابک سوار ملازم پاس کھڑا تھا اوسے پھینکدیا اوسنے توشک خانہ مین سپرد کیا دوسرے دن نواب نے دوشالہ اوڑھنے کو مانگا خواص نے وہی دوشالہ دیا فرمایا کہ یہ اوسیکے ساتھ کا ہے عرض کی وہی کل کا چھوٹے خان سے ملا ہے فرمایا مین تو اوسے دیا تھا یا رکھنے کو دیا تھا پھر اوسے عنایت ہوا آخر زمانے مین ایک وزیر اعظم نے اپنے رفیق محرم راز سے کہا دوشالے پتلے کمر کے میرے ہین ایک تم لو دوسرا میرے واسطے رہنے دو اوسنے بعد استعمال کے تین روپیہ پر بضرورت بیچا نواب کا دوشالہ بعد استعمال کے بارہ سو روپیہ کو ایک مہاجن نے مول لیا فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

شجاع الدولہ بہادر بہ کر بخیال حق ہمسند نشینی آبائی تشریف لائے تھے نواب بہو بیگم صاحبہ نے
نواب ناظر محمد جواہر علیخان سے صاحب کو کہلا بھیجا کہ اسوقت میری آنکھیں جہان تاریک
ہو رہا ہے جیسے تم نا سبب تھے ویسے مسند نشین کرو صاحب بہادر نے سب حاضرین کے سامنے
باواز بلند ارشاد کیا کہ جیسے وہ مقرر کر گیا ہے ویسی ہی ہوگا اوسوقت جناب موصوفہ نے جواب باصواب
سنکر نواب ناظر سے فرمایا کہ دوشالہ جو نواب مرحوم کے پلنگ پر رکھا ہے مرزا وزیر علیخان کو اوڑھا دو
پس شلک سلامی توپ ہوئی ارکان دولت نے نذرین دین مرزا جنگلی مایوس ہوکے اپنے
گھر آئے ایسا سکے جب مرزا وزیر علیخان سے حرکات خلاف داب ریاست ہوئیں اور ارکان دولت
خائف و ترسان ہوئے بنا بر خلاصی مسند نشینی ہوئی جب سرجان شور صاحب لکھنؤ تشریف
لائے اور یہ حال سب ارکان دولت سے سنا فرمایا کہ ابطال ثبوت مرزا وزیر علیخان کا ہمین
کیونکر یقین ہو آخر نواب بہو صاحبہ اور نواب ناظر محمد تحسین علیخان سے اسکی تحقیق اور تصدیق
ہوئی شہادت جمیع ارکان دولت کہ گھٹی بی بی پورنین ہو چکا مسند نشینی سے خارج کیا اور حق
بحقدار پہونچا اسکی تصریح اپنے مقام پر آویگی خلاصہ نواب معتمد الدولہ بہادر مع مرزا کیوان جاہ
بہادر داخل لکھنؤ ہوے اور بادشاہ سے سب حال ملاقات عرض کیا اگلی تحریر دفتر
شاہی مین موجود ہے +

خلاصہ جب لاٹ صاحب سے ملاقات ہوئی نواب نے ازراہ آداب اپنے ہاتھی کو پیچھے
رکھا لاٹ صاحب نے ازراہ عطوفت فرمایا ہمارے ہاتھی کے برابر رہو فقرا و مساکین نے
ہر طرف سے ہجوم کیا نواب نے دونوں طرف یکمشت روپیہ پھینکنا شروع کیا لاٹ صاحب نے
منع کیا تامل ہوا اتفاقا بعد چند قدم کے دو لڑا موتیونکا جو نواب کے گلے مین تھا ٹوٹ کر اونکی
موتی نواب کے دامن مین گرے نواب نے اون موتیون کو فقرا پر پھینکا لاٹ صاحب نے چاہا کہ
تھوڑا ٹھہر جائین تاکہ لوگ زمین سے اونکو چن لین نواب نے عرض کی یہ موتی از خود راہ
خدا مین اونکی قسمت سے گرے ہین جانے دیجیے اس سے غرض نمایش اپنی جود و ہمت کی تھی
یہ بھی معمول تھا جب باغ جاتے تھے گھوڑے پر جو ملازم ساتھ باغ تک پہونچا اوسے اشرفی
ملتی تھی موسم برسات مین اکثر صاحبات محل باغ مین کئی دن تک رہتے تھے دونون وقت

نواب وزیر مرزا بہادر



Nawab Vazeer Mirza

مرزا کیوان جاہ بہادر



Kayvan Jah.

کسواسطے کہ عصمت صغیرہ وکبیرہ خاص برگزیدگان پر ختم ہوئی اور اس جامۂ بشریت اور تعلقات
امور دنیوی مین جسقدر جرأت جس سے ہوسکے غنیمت ہے ازانجملہ نواب معتمد الدولہ کی علو نسب میں
وشرافت سیادت وحسن لیاقت اور مروت خاص او رجود وہمت خاص او رسیر چشمی اور رفتار دنیا میں
ہمت غنیمت تھی اور سخاوت جسمین ہر عیب پوش ہوتی ہے آنکی جیسا تقدیر آیا ہے

ورود لارڈ کمبر میر کمانڈر انچیف بہادر یعنی سپہ سالار فوج اور مرزا کیوان جاہ بہادر کا مع نواب معتمد الدولہ بہادر استقبال کو جانا

جب خبر آمد آمد لارڈ کمبر میر بہادر یعنی کمانڈر انچیف ہوئے شاہ عالم پناہ نے حسب دستور قدیم
واسطے استقبال کے مرزا کیوان جاہ بہادر اپنے ولیعہد کو بہت تمکنت شان سے جیسا کہ دستور ہے
مع ارکان دولت اور وزیر اعظم نواب معتمد الدولہ بہادر کو اونکے ساتھ کیا چنانچہ حسب دستور
ہمت گنج تک تشریف فرما ہوئے اور صاحب بہادر نے ملاقات ولیعہد اوسی عزت وتوقیر سے کی
جیسا ولیعہد کیواسطے ہوتا ہے پیش آئے اوسی تقریب سے آج تک اولاد بہادر موصوف
زمرہ شاہزادون مین شمار کیجاتی ہے چنانچہ کمشنر بہادر یا جب بار نواب گورنر جنرل بہادر ہوتا ہے
اونکی اولاد بھی مثل ورثا شاہزادون کے جو خاندان شاہی مین ہین طلب ہوتے ہین او رشمار کیے
جاتے ہین اور لارڈ صاحب بہادر بھی مثل شاہزادونکی ہمیشہ جو ہمیشہ آتے ہین اگرچہ مطلب
بادشاہ نصیر الدین حیدر نہین ہین مگر اس سلطنت مین امور سلطنت بندوبستی سرکار انگلشیہ
مرتضی اور تمیز حاکم وقت پر منحصر رہی ہے جسے جو قرب ومنزلت سرکار شاہی سے ہوئی
اوسی طرح گورنمنٹ عالیجاہ نے بھی جاری رکھا اور ایسا امر نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد
میں بھی ہوا ہے کہ جب نواب نے مرجان شور صاحب گورنر جنرل بہادر سے مرزا
وزیر علی خان کو اپنا بیٹا قرار دیا او بیچون ارشاد نواب کو مصدق سمجھکر بطیب خاطر قبول فرما
لیا تھا اگرچہ شک ہوتا اور نواب کے ارشاد کو خلاف سمجھتے تو البتہ ازراہ فہمائش مخالفت کرتے
اسی طرح سرکار انگلشیہ نے بیس سال اول غازان سرکار زمان نواب شجاع الدولہ سے رہی ہے
لیکن یہ معاملہ تھا کہ یہ ریاست آبائی غیر محل مین ہم گویا کرینگے چنانچہ بعد انتقال نواب
آصف الدولہ بہادر لمسار صاحب رزیڈنٹ تشریف لائے مرزا جنگلی صاحبزادہ نواب

کرتے تھے ایسے حرکات ناشایستہ کہ نواب میرخان سے بھی جدا ہوگئے تھے اونھون نے علیحدہ
میرزا اوگی بنا بہم مذہب سمجھکر درگذر کیا تھا یہان بھی اوسی خیرہ سری سے ارادہ فاسد کیا تھا کہ
نواب کو مار کر یہان رہین روز جمعہ ایکدن مع رفقا خونخوار جرار مسلح ہوکے چلے اتفاقاً نواب اوسدن
امین بخش کی کوٹھی مین تھے نواب نے برآمد ہو کے انکے تیور بد دیکھکر حیلہ ملالت مزاج سے ملاقات
کو نہ بلایا سمجھے کہ اوسی اپنی معشوقہ کیواسطے آئے ہونگے میر عیسی اپنے ارادہ فاسد سے مایوس
ہوکر پھرے راہ مین شیطان نے بہکایا کہ چلتے اوسان ہو یک نشد دو شد وہان اکیلے نواب تھے
یہان دولت پورہ مین اونکے دو قصر ہا آئین ہین وہان تک تو جاوے مت نامردی نہ بار دو
یہ سوچکر پلٹ خانہ زمین سے آئے یہان آغا علیخان سید علیخان دونون صاحبزادی ساتھ کہ کمال
آخون سے پڑھتے تھے ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر تلوارین دونون کے پیٹ پر رکھدین اور
رفیق دونون دروازون پہ بندوقین لیکر کھڑے ہو گئے راہ آمد شد بند کی محل میں غل
شور قیامت برپا ہو گیا شہر مین ہر طرف دھوم مچی رفیق ملازمین اقربا مسلح ہوکے پہنچے
ہر امیر نے وسیلے ساجت و منت کرنی شروع کی بیبیاجان بھی محل سے نکلکر دروسی منتین
کرنے لگی کون سنتا تھا نواب بھی نوربخش سے بارہ دری مین آنے جھنجھلا کر حکم کیا انکو مع دونون
میتون کو توپ سے اڑا دو بادشاہ نے منع کیا دو پہر تک یہ ہنگامہ برپا رہا آخر کپتان بیلی صاحب
اسسٹنٹ رزیڈنٹ اور کمپنی لیکر آئے اپنی حمایت مین بٹھا کار دانے ساتھ لیلنے مین ہزار روپیہ
اونکی تنخواہ کے نواب نے بھیجے اودہ مین سے ہزار روپیہ اپنی معشوقہ کو دیکر لعنت کی پھیر چھیا دئی
منڈیاون سے بحفاظت ہمراہ انگریزی کانپور گئے بعد ایک مہینے کے موافق رپورٹ رزیڈنٹ
بحکم نواب گورنر جنرل قید ہو کر قلعہ الہ آباد مین رہے جب نواب گورنر جنرل کلکتہ سے قلعہ الہ آباد مین
آے انکی بھی نظر ثانی ہوئی انھون نے عرض کی تقصیر ایسی معصوم دو تین برس سے قید ہے
بعد استفسار حال قید سے نجات پائی روانہ حج خانہ کعبہ ہوے جب پھر کر آئے مدفون
خاک ہندوستان ہیں ۔

خوبی صفات نواب

مورخ کو چاہیے کہ ہر شخص کے صفات جمیلہ اور خصائل رذیلہ بغیر نفسانیت کے لکھے

مرزا ابراہیم ہوئے اس خیال سے کہ شاید کوئی صورت دادخواہی کی آس برنگ صلاح و سال
نکلے کئی لاکھ کا گھر لٹ گیا ہی آخر بعد کئی مہینے کے مایوس ہوکر فرخ آباد مین مقیم ہوئے نواب
منتظم الدولہ بہت خلوص محبت و دنیاداری سے پیش آئے اور اپنے ساتھ امیدوار وقت
خاص کا رکھا اب فرخ آباد و کثرت صاحبان اخراج سے بھر گیا جو لکھنؤ سے نکالا گیا وہین پہونچا
ایک مہینے تک کمپنی انگریزی ڈیوڑھی پر رہی بعد اسکے باجازت بادشاہ برخاست کر گئی
میر فضل علیخان نے خصوصیت نواب سے ہمسایہ مین دولت پورہ کے کئی لاکھ کی عمارت
عالیشان بہت استحکام سے بنوائی تھی جسدن یہ ہنگامہ محشر برپا ہوا فوج سرکار اور رعایای
شہر نے ملکر سارا گھر لوٹ لیا ۶ لاکھ روپیہ کا نقد و جنس تھا سوای عمارت کے اوسکو بھی اسیدن
مسمار کر دیا فقط ایک مسجد کو کچھ خدا کے ڈر سے چھوڑا اوسکے واسطے برسات کے پانی کا ڈھال
کر دیا کہ خود آپسے گر جای مگر اوسی نے اپنا گھر بچایا ؛

میان عیسی کا نواب کی بیٹون کا پکڑنا اور اونکا شہر سے نکالا جانا

میر عیسی پوتے شاہ معصوم پیرزادی بریلی کے مرد سپاہی جاہل وحشی مزاج بعد خرابی و برہمی
لشکر نواب امیر خان تباہ و پریشان حال جب لکھنؤ آئے معرفت فقیر محمد خان رسالدار اور
آخون زادہ رام پور بملازمت نواب حاصل کی ہزار روپیہ درماہہ مقرر ہوا داخل مرد مصاحبان
خاص ہوے بسبب تعیش اور وارستہ افعال شباب جوانی مسماۃ میاجان کسبی مملوکہ محبوبن کسبی
نگر کربلائی کو نوکر رکھا ازبسکہ کسبیان شہر کی صاحب ایش سے خار کھاتی ہین اپنے خسار
نازک پر کھٹکنے نہین دیتین ازراہ کرشمہ فنا بہت سی شوخیان ازراہ بدمزاجی کرتی رہین آخر
میان عاشق و معشوق صحبت خلاف گذرنے لگی کئی مرتبہ خفا ہوکر اپنے گھر بیٹھ رہی
میر عیسی نے بجبر بلوا لیا نواب نے بھی ازراہ رفیق پروری اوسے برضامندی بلوا دیا ہرچند
لوگون نے سمجھایا کہ یہ پریان اس شہر کی ہین عمل جنات سے بری ہین انکی پاسداری کرنا
مشرع تعصبات کی نہین ہین انپر پریونکا سایہ تھا یہ کب سنتے تھے ایکدن وہ تنگ ہوکر نواب
خاص محل کے محل مین اپنی جان بچانے کو چھپ رہی جب دو چار دن کا عرصہ گذرا انکی آتش
عشق کا شعلہ تیز ہوکر مشتاق وصال آخری ہوا میر عیسی خودکردہ اپنی عادات قدیم پر سرکشی

کوٹھی سے نکلتے تھے آخون نے کھڑے ہو کر کس بشاشت سے نواب کو سلام کیا ہاتھی چل نکلا
اوسکی جھونک سے پشت بزمین سر کے بھل ہو کے غش آگیا گھر مین آئے تین دن تک جلیندر رہی
اپنے ہاتھ سے ایک سر کی چوٹ کے نیچے والا تھا اسی کرب سے تمام ہوئے شیخ صاحب اونکی بازدید کو
گئے تھے مرزا منشی سے کہنے لگے یہ بیچارہ دلال تھا دیکھے ہمارا امر کا فات عمل کیا ہوتا ہے +

دوسرا امر صاحب عالم کے واسطے یہ کیا کہ پہلے نسبت نواب نصیر الدولہ کی بڑی صاحبزادی کی
ٹھہری تھی اوسے بادشاہ کو کچھ سمجھا کر چھوڑوا دیا نواب محسن الدولہ سے شادی ٹھہرائی اور
سجائی بیگم صاحبہ بنواب مبارک محل کو اسکا اہتمام دیا دوسری نسبت نواب حسین الدین خان کی
بیٹی سے یعنی نواب ملکہ کشور سے اوسے برہم کیا کہ یہ صاحبزادی بڑی بد نصیب ہے اپنے
مان باپ کو کھا چکی ہے پادشاہ کو بھی انکے کہنے سے وہم غالب ہوا اور اکثر ایسا ہوا ہے
کسی برہمن نے انسے کہا یہ دیوالی اسپر بھاری ہے انھون نے پادشاہ سے عرض کی آپ پر
بھاری ہے شہر مین ۲۷ کی ۲۸ کی دیوالی ہو گئی اودھر نواب نصیر الدولہ سے بیس ہزار روپے لیکر
حضرت جنت مکان سے شادی کروادی دوسری محرم کو عقد کر کے لیگئے پھر شادی صاحب عالم
کی مرزا سلیمان شکوہ کی شہزادی سے ٹھہری یہ سب پر فوق ہوی چنانچہ حسن باغ مین محفل
شادی تھی صبح کو بادشاہ مع صاحبان عالیشان رونق افروز ہوئے شربت پلائی دی جب اس شادی کو
برہم نکر سکے صاحب عالم کی سالی کی شادی نواب روشن الدولہ کے بیٹے جرنل محمد حسین خان سے
مقرر کی ہم زلف صاحب عالم کیا ہرچند مرزا سلیمان شکوہ کو یہ کتخدائی کسیطرح منظور نہ تھی مگر
نوازش محل اور میر گلزار علی داروغہ کے سمجھانے سے صولت و جبروت معتمد الدولہ سے
کچھ بس نہ چلا +

سب سے بالاتر ایک اور امر ہوا کہ ایک دفعہ صاحب عالم بہادر نواب کی موشکافی سے
بیگم صاحبہ سے خفا ہو کر مہمان خانہ نواب ہوئے نواب شیر جنگ کے باغ مین کوٹھی بنی تھی
اوسمین اوترے لوازمات عیش و عشرت مہمانی جیسا چاہیے بجا لائے صاحب عالم بہادر
بہت خوش و خرم ہوے دن رات ناچ رنگ رہتا تھا جن ارباب نشاط کے فقط مشتاق رہتے تھے
وہ سب بے منت حاضر تھیں جب نواب کو کیفیت مزاج صاحب عالم بہادر کھلی اپنی صرف بجا

کامل العقل وصاحب فنون سمجھکر کو ملا بھیجتے تھے کہ این کار از تو آید اور انور علی بیگ اخون نواب
محسن الدولہ کو انسے خصوصیت تام تھی انکو برانگیختہ کیا نواب محسن الدولہ داروغہ میر فضل علی کی کثرت
شکایت نامہ ہندی انعام اور اشیاء خرید کی کیا کرتے تھے یہ سمجھاتے تھے کہ آپ اپنے نانا سے کہکر
علیحدہ ہو جائیے نواب کی تکلیف مصارف سب جاتی رہی نواب معتمد الدولہ جب نواب محسن الدولہ
کو عدم التفات بیگم صاحبہ بنسبت انکی بادشاہ سے عرض کرتے تھے بہت استعجاب ہوتا تھا آخر ایکدن
نواب محسن الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھے محل مین رہنے سے تکلیف ہوتی ہے امیدوار ہون
حضور کے زیر قدم رہا کرون یہ سنکر صداقت کلام کا وہ مرکز خاطر مبارک ہوئی نواب صاحب نے فرمایا
تم انھین رکھو نواب نے نیلم والی کوٹھی قریب بیلی گارد دی جلوس سواری اور سارا سامان لوازم
خاطر خواہ درست کر دیا بیگم صاحبہ کو انکی مفارقت کا بڑا صدمہ ہوا مجبور تھین دشمن کے ہاتھ سے
ایکدن نواب محسن الدولہ نے کسی سے سات روپے کے کبوتر مول لیے تھے داروغہ میر فضل علی سے
دلوائے انھون نے دو تین دن نہ دیے اوس شخص نے پھر تقاضا کیا نواب نے داروغہ سے
کہا انھون نے جواب تلخ دیا نواب نے آخون صاحب سے یہ احوال کہا اونھون نے کہا ہم اسیلیے
آپ کو سمجھاتے ہین کہ آپ کیون اتنی تکلیف اوٹھاتے ہین اپنے نانا سے عرض کیجیے کہ یہ ساری
تکلیف جاتی رہیگی یہ احوال زبانی میر مغل مرحوم لکھا جو شیخصاحب کے بڑے دوست تھے خلاصہ
نواب نے چاہا اس جلدوی حسن خدمت مین شیخصاحب سے سلوک کیجیے انھون نے اپنی استغنا سے
کہا مین مرد فقیر ہون کچھہ مجھے طمع دنیا نہین مگر فراتی صاحب کو بجائے میرے جو مناسب ہو سلوک
فرمائیے اس جہت سے نواب نے داروغہ نواب محسن الدولہ کیا دوسو روپے مواجب مقرر ہوا
شیخصاحب کو سو روپے خانہ نشینی مین ملتے تھے دربار ظاہری جانیکا عہد کیا تھا مگر
اور حکم احکام جب ایسے لا یخل آتے تھے اوسکے بجا آوری تہ دل سے کرتے تھے دربار سے انکار کیا
ایک وجہ خاص یہ تھی کہ کل مین مقرب مرزا حاجی تھا بنظر خلائق انکے دربار جانے سے کیا ٹھہرونگا
مطلب لی تو ہر صورت سے بلکہ فی الجملہ ایک وقار سے حاصل ہے ؛
اخون صاحب اس حسن خدمت اور اپنی کارسازی آتش افروزی سے شادی مرگ ہو گئے تھے
ایکدن نواب محسن الدولہ کی خواصی مین چلے جاتے تھے اتفاقاً نواب معتمد الدولہ بڑے صاحب کی

نواب عرض کرتے تھے غلام بھی کسی پر ظلم نہین چاہتا ہے اب معلوم نہین کس دل سے بیان
کرتے تھے بادشاہ نے فقط انکے اعتماد پر امور سلطنت کو محول کیا تھا اور بسبب کثرت استعمال
منہیات کے غلبہ غفلت زیادہ ہو گیا تھا جب عقل زائل ہو جائیگی انسان مجبور ہو جائیگا ضبط
ہر شی کا بہتر ہو یا سے اب شہرون بھی کثرت جعل و فریب و جعلسازی تمامی صورت نفاق کھلکر
ہونے لگی اور ہر چھوٹی سرکارون بھی یہ صورت ہونے لگی چنانچہ پہلے بنای فساد و آتش افروزی
جناب بادشاہ بیگم صاحبہ سے شروع ہوئی جو انکی محسنہ اور بانی مبانی طلب ہوئی تھین میر فضل علی
جنھین بھائی جانتے تھے عداوت برادران یوسف پیدا ہوئی فیض النسا مغلانی بیگم صاحبہ
جسے مادر مہربان کہتے تھے اوس سے دشمنی از حد ہوئی صاحب عالم مرشد زادہ آفاق
مرزا نصیر الدین حیدر دربار شاہی سے محروم ہوے جاگیر ساون بیگم صاحبہ جو بامقصد اب نواب
گورنر جنرل بہادر دی گئی تھی ضبط ہوئی سادات وہان کے جو کسی ظلم و تعدی سے سرکار مین
اگر مستغیث ہوے اونکی شنوائی نہوئی مرزا لہنہ کا جوان بیٹا یعنی بھتیجا بیگم صاحبہ کا فساد محرم
کربلا مین مارا گیا اوسکا تدارک کچھ نہوا نواب مبارک محل کی سواری مین ڈنکا ماہی مراتب
جلوس سواری کا حکم دیا دس ہزار روپیہ ماہوار مقرر کر دیا اکثر ملازم بیگم صاحبہ و صاحب عالم
کسی حیلہ فریب جعل سے قید ہوے مارے گئے یا شہر سے نکالے گئے تاج المحل و لایتی محل
کا اکثر شرارت کی بنیاد کا ہوا جو تھا ممتاز محل سرفراز محل اور بہت سی اسامیان بوجہ بیش قرار
سپرد محل نواب مبارک محل و لایتی محل ہوئین پس جسقدر ترقی عیش و عشرت ہوئی گویا
غفلت بڑھی نواب کی بن بڑی مرزا فریدون بخت عرف منا جان جب ... محل
اسامی سے اوسے بچہ کا ذرا مشہور کیا اسکا قصہ منشی عبد الاحد ریذیڈنٹی نے تواریخ اسامی بیگم
مین بحکم کپتان شکسپیر صاحب کے لکھا ہے

ایک امر تازہ یہ طرفہ تر ہوا کہ نواب حسین الدولہ بہادر نواسے دل و جان بیگم صاحبہ کے تھے
جب مسماۃ پھوپھی بیگم صاحبہ نے انتقال کیا دو نوکر اسیان اور ایک نواسہ کہ بہت صغر سن
تھے بعد ایام حمل لیکر لاکر پرورش کیا بعد از مادر مہربان تھین انکو جدا کر دیا اوسکی صورت
یہ ہوئی کہ شیخ امام بخش ناسخ شاعر ہندی پرانے مقرب ہو گئے تھے اور اکثر مقدمات کو انکو

صف بستہ کھڑے ہوے تھے بعد سواری سے اوترنے کے شہزادے مکان خلوت میں آ ہوے باہتمام شاہی موافق معمول کے چلمن اوٹھی بادشاہ نے بصفت سلام کی شاہزادے نے ایک ہاتھ اونکا دوسرا صاحب ریذیڈنٹ کا لیکر ہمدوش ہوکر داخل کمرہ ہوکر ذکر بیٹھے مختار ریذیڈنٹ کرسی پر بیٹھے شاہزادے نے صاحب سے فرمایا میں نے سرکار کمپنی کی خوشی کر دی لیکن اب میں بہت متفکر ہون کہ محل میں ایک بی بی کا بسبب اسقاط حمل انتقال ہوا حالت ایسی ہی غالب ہے کہ تمام ہوگئی ہو فرما کر اوٹھ کھڑے ہوے کشتیان سامنے آئین بادشاہ نے ایک رومال شالی اپنے ہاتھ سے اوٹھالیا صحبت برخاست ہوئی اوسی اہتمام سے داخل مقام خاص ہوے مگر یہ کیفیت ملاقات بلطف کی سب پر کھل گئی لیکن جب شادی حضرت خلد منزل سے شاہزادے کی بیٹی سے ہوئی پھر ملاقات برادرانہ بہت خصوصیت سے ہوئی زبانی مرزا حیدر شکوہ شاہزادہ اسیر جلی گارڈنگ +

بعد تخت نشینی کے کئی مہینے تک صاحب ریذیڈنٹ سے ملاقات معمولی نہوئی فقط وزیر اعظم نواب معتمد الدولہ بضرورت جایا کرتے تھے اور منظور تھا کہ مثل دستور دربار بادشاہ دہلی طریق صاحب ریذیڈنٹ قائم مقام جانشین نواب گورنر جنرل بہادر ہو اکثر ہر ایک طرف سے اسی باب میں تحریر رہی آخر بعد گفت و شنید بنا یہ ٹھہری کہ بروقت جلوس تخت فقط صاحب ریذیڈنٹ زیر تخت کرسی نشین رہینگے باقی اور صاحبان مع ملازمین انگریزا ور میم صاحبات جو اوس وقت آئینگے قطعاً از راہ آداب کھڑے رہینگے اور وقت جای پانی اور بڑے کھانے میں تقسیم پیچوان صاحب ریذیڈنٹ فقط رہیگا اور کوئی صاحب حقہ نہ پیے گا اکل و شرب میں بدستور رہینگے صاحبان انگریز نذر بھی دینگے خلعت بھی پہنینگے +

سوانحات زمان نواب وزیر الممالک بہادر

جب تقرر معظم وزیر الممالک نواب معتمد الدولہ نے اپنے حسن تدبیر سے بعد رخنہ بندی انتظام وزیر ولی نعمت تسلط تام مزاج اقدس پر ہوا ہر چند بادشاہ اکثر اپنے مصاحبان کے آگے نواب سے ارشاد کیا کرتے تھے کہ خداوند امین ہر گز گوارا کبیکا ظلم نہین کرتا شخص نبی فاطمہ نواسے انتیاز دیا ہے اگر کوئی امر خلاف عدل و انصاف سرزد ہو اوسکا مشغول الذمہ یہ ہے

آبائی کرام سے تخت نشین بادشاہت ہوئے خطاب شاہی ابو المظفر معز الدین شاہ زمن
غازی الدین حیدر بادشاہ غازی مشہور ہوا کرور روپیہ خزانہ از رفتہ جنت آرامگاہ سے
طیاری تخت و سامان شاہی و سامان جلوس میں صرف ہوا سب عزیز و اقربا ارکان دولت اہلکاران
زر [illegible] کو خلعت فاخرہ و بیش قیمت پائے نواب معتمد الدولہ نے خطاب وزیر اعظم پایا [illegible]
نے سکہ شاہی گذرانا پانچ ہزار روپیہ انعام پائے سکہ زر بسیم و زر [illegible]
غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن + روز جلوس میں صاحب رزیڈنٹ بہادر نے [illegible] جلوس سے
لباس ہندوستانی جامہ پہنے جوڑا سے دار پگڑی سر پر مغرق جیغہ مرصع تاج کو [illegible] سے
چھالردار پالکی میں سوار اور مصاحبان خاص بھی لباس ہندوستانی [illegible] آئے +
غرض بادی یا فیروز تخت ہمایون فال وزیر اعظم دستور معظم اوج شرف اقبال پر طلوع ہوا
اور خس و خاشاک اپنے دشمنوں سے دربار صاف کیا اور اپنے رفیق و رفقا و خیر خواہ [illegible]
مزید لطف و عنایات از حد کی و نواب کی سیر چشمی و جود و دستا سے تمام خلائق [illegible]
صدر کا گلشن بھی مالامال ہو گیا اور باطن میں نواب کی رفتار رعیت کو [illegible]
[illegible] ایکدن میر منشی باقر علیخان حسب الحکم صاحب رزیڈنٹ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کے
پاس گئے عرض کی آپ کو حکم صاحب رزیڈنٹ کا یہ ہے کہ نواب غازی الدین حیدر بحکم صاحبان عالیشان
بادشاہ ہوئے لہذا آپ کو مناسب ہے کہ اونسے ملاقات برادرانہ کیجیے جو وہ پہلے آپ کے
گھر جاوینگے پہلے سبقت سلام آپ سے وہ کرینگے آپ اونکا استقبال کیجیے گا کشتیان حسب دستور
بھیجیے گا یہ سنکر فرمایا بہت اچھا جب وہ ملاقات کرینگے تو ہم بھی پیش آوینگے جب یہ پیام
صاحب رزیڈنٹ نے سنا پھر اوسیوقت میر منشی آئے عرض کی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کے اس
کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی از خود آپ ملاقات نہ کرینگے [illegible] مناسب ہے کہ آپ
اپنے باغ سے دولتسرا میں تشریف لیجائیے غرض جاروناچار [illegible] بزمانہ سابقہ
شہزادے کو اس اصرار سے نہایت صدمہ ہوا مرزا کام بخش انکے بیٹے [illegible] ہوشیار تھے باپ کو
سمجھا کر ایک صورت نکالی کہ دوسرے دن حضرت شاہی مع صاحب رزیڈنٹ بہادر کمال دبدبہ
بڑے تجمل سے تشریف لائے شہزادے نے [illegible] آگے [illegible] انکو [illegible]

نواب معتمد الدولہ اور مقربان خاص اس اصرار و مرضی ولی صاحبان صدر سے بموجب تحریک سفیر سرکار یعنی مولوی محمد خلیل الدین خان واقف ہو چکے تھے متمنی پادشاہت ہوے کہ اگر جناب عالی بادشاہ ہوے تو وزیر اعظم خواہ نخواہ نواب ہین اسی باب مین نواب گورنر جنرل نے صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کو لکھا کہ جناب عالی خطاب بادشاہت کے متمنی ہین اور اپنا سکہ تمغا اپنے ممالک محروسہ مین جاری کرین وہان سے بھی حسب المطلوب جواب آیا کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کسیطرح مداخلت منظور نہین اونھین اپنے ملک مین اختیار ہے اور ہندوستان مین آگے بھی بہت بادشاہ اپنے اپنے ملک مین ہوے ہین کچھ مقام استعجاب نہین بعد اسکے سرکار دولتمدار نے اپنی رفع بدنامی کیواسطے ایک اشتہار چھپوا کر مشہور خاص و عام کیا +

ایک دن جناب عالی نے ازراہ مشورت ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان سے بابت بادشاہت مین پوچھا کہ تمھارے نزدیک یہ امر کیسا ہے پہلے انھون نے عذر کیا جب اصرار زیادہ فرمایا عرض کی کہ اس خاندان کیواسطے شاہجہان آباد مین جیسا مشہور ہے حضور خوب جانتے ہین اور زیادہ بدنامی ہوگا فرمایا مین بھی ایسا ہی سمجھتا تھا مگر تم سنو میرے اور بھائی بھی ہین اگر وہ اس سے کمتر گورنمنٹ سے راضی ہو جائین تو یہ وزارت بھی مجھسے باقی رہیگی اس جہت سے مجھے چار و ناچار قبول کرنا پڑا اور یہ جو تم کہتے ہو ظاہر ہے مین بھی جانتا ہون +

حقیقت جلوس وزیر

از روی نوشتہ لکھنؤ پنجشنبہ ۱۲ ماہ اکتوبر ۱۸۱۹ء از چند ماہ شہرت داشت کہ وزیر آرزوی خطاب بادشاہت درصورتیکہ اجازت و حکم صاحبان عالیشان ہیچ ممانعت درین امر نشود واین ارادۂ ایشان محض از تلون مزاج و تکبر نا عاقبت اندیشی بتصور فوائد خود و متعلقان و جانشین خود کہ پایداری و قیام خواہد بود دیگر آنکہ از قلم و خود سوای ایشان دیگری را مداخلت امر و نہی نبودہ باشد چنانچہ صاحبان عالیشان اجازت دادند کہ نواب وزیر الممالک مالک و مختار ملک خود ہست ہرچہ خواستہ باشد کنند مارا مزاحمت نیست +

خلاصہ جان منٹن صاحب رزیڈنٹ بہادر لکھنؤ مین تھے ۱۸ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۳۵ھ روز شنبہ مطابق ۱۸۱۹ء یوم عید غدیر مذہب اثنا عشریہ جناب عالی نواب وزیر الممالک پایہ وزارت

آیا ہی کرامت سے تخت نشین بادشاہت ہوے خطاب شاہی ابوالمظفر معز الدین شاہ زمن
غازی الدین حیدر بادشاہ غازی مشہور ہوا کرور روپیہ خزانہ اندوختہ جنت آرامگاہ کا سے
طیاری تخت و سامان شاہی و اسباب جلوس میں صرف ہوا سب عزیز اقربا ارکان دولت اہلکاران
زریں کمر کو خلعت فاخرہ وبیش قیمت بانٹی نواب معتمد الدولہ نے خطاب وزیر اعظم پایا سبحان علیخان
نے سکہ شاہی گذرانا پانچ ہزار روپیہ انعام پایا سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب ذوالمنن
غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن روز جلوس صاحب رزیڈنٹ بڑے جلوس سے
لباس ہندوستانی جامہ پہنے جوڑے دار پگڑی سر پر مرصع جیغہ سرپیچ کوشوار ہوے
جھالردار پالکی میں سوار اور مصاحبان خاص بھی لباس ہندوستانی بر انگریزی پہنے آئے
غرض ایسا ہوا کہ تخت ہمایون فال وزیر اعظم و دستور معظم اوج شرف اقبال پر طالع ہوا
اور خس و خاشاک اپنے دشمنوں سے دربار صاف کیا اور اپنے رفیق و رفقا و خیر خواہوں پر
مزید لطف و عنایات از حد کی اور نواب کی سیر چشمی و جود و ہمت سے تمام خانہ زاد ملازم اور رعایا
صدر کلکتہ بھی مالا مال ہو گیا اور باطن میں نواب کی رفتار کو نسبت اپنے آقا کی خوب سمجھے ہوے تھے
جلوس میں ایکدن میر منشی باقر علیخان حسب الحکم صاحب رزیڈنٹ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ کے
پاس گئے عرض کی آپ کو حکم صاحب رزیڈنٹ یہ ہے کہ نواب غازی الدین حیدر بحکم صاحبان صدر
بادشاہ ہوے لہذا آپ کو مناسب ہے کہ اونسے ملاقات برادرانہ کیجیے وہ خود پہلے آپ کے
گھر آوینگے پہلے سبقت سلام آپ سے وہ کرینگے آپ اونکا استقبال کیجیے گا کشتیان حسب دستور
بھیجیے گا یہ سنکر فرمایا بہت اچھا جب وہ مجھ سے ملاقات کرینگے اسی طرح پیش آونگا جب یہ پیام
صاحب رزیڈنٹ نے سنا پھر اوسی وقت میر منشی آنے عرض کی صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے اس
کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کبھی از خود آپ ملاقات نکرینگے وہ کل آئینگے مناسب ہی کہ آپ
اپنے باغ سے دولتسرا میں تشریف لیجائیے غرض جار و ناچار زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز
شہزادے کو اس اصرار سے نہایت صدمہ ہوا مرزا کام بخش انکے بیٹے بہت ہوشیار تھے باپکو
سمجھا کر ایک صورت نکالی کہ دوسرے دن حضرت شاہی مع صاحب رزیڈنٹ اور ارکان دولت
بڑے تجمل سے تشریف لائے شہزادے کے مکان خلوت کے آگے دو روپیہ انکو ملازمین

راجہ بختاور سنگہ بھی جنازے کے ساتھ بحکم سرکار آئے تھے بعد دفن اہلکاران مرحوم کو م
میر خدا بخش اپنے ساتھ لیگئے میر خدا بخش کو انشا مقید کرکے بھیجا کئی دن تک کچہری بانمات اور
دی افیون کھاتے تھے فرق کیا آخر بہزار خرابی حمایت صاحب رزیڈنٹ قید سے نجات ملی
صاحب کے دربار مین اکثر حاضر ہوتے تھے ڈالی میوہ تر وخشک کی ہر روز بڑے صاحب اور
چھوٹے صاحب کو بھیجا کرتے تھے کئی برس تک یہ صورت رہی عالہ رزیڈنٹی کو بھی موافق کرلیا
لیکن مثل محمد تحسین علیخان انکا وثیقہ خزانہ رزیڈنٹی سے جاری نہوا فقط تنخواہ خزانہ جناب عالی
سے ہوتی تھی اوسے وثبات سمجھکر قبول نکیا اپنا نقصان کیا اور جن مہاجنون کی پاس روپیہ امانت
تھا کچھ ملا باقی نملا اور نہ یہ اونکی نالش کرسکے جب اعتماد الدولہ نائب ہوئے اونھین اپنا نائب
کرنا منظور تھا جس صبح کو خلعت نیابت کی امید تھی رات کو انتقال کیا میان کے پہلو اپنی کربلا مین
دفن ہوئی حکایت مرزا حاجی اپنے مقام پر آئیگی +

خلاصہ نواب معتمد الدولہ کا فقط تمام ہوا انکا نیر اعظم اوج شرف پر طالع ہوا اہلکاران سرکار نے
جنسے سرتابی کی یا انھین کسیطرح کا اوس سے شبہہ ہوا ورک انفل کو گیا کانپور یا فرخ آباد بھیجا گیا
چنانچہ کلکتہ مین اخبار مین چھپا کہ یہ دونون مقام رشک نیکلون ہوا و جنسے مطمین تھے خدمات عالیات
دی حاضر حضور کہا شل نواب روشن الدولہ صمصام الدولہ مرزا جو مرزا علیخان علی محمد خان
مرزا شاہ میر خان مفتی محمد خلیل الدین خان میر ابو القاسم خان انکے سواسطے فنی رخنہ بندی اغیار
کی سبحان علیخان تاج الدین حسین خان ممبران کونسل ہوئے فقیر محمد خان بنڈو خان سالدارونکو
سوای رسالہ کے نظامت ملک بھی دی جب سب طرف سے مطمئن ہوئے اپنے فکر ہامو دور و دراز
کے خیال مین پڑے اعتماد الدولہ مظفر علیخان سے بوجوہ عداوت قدیمی ہوگئی تھی اہتمام
دیوانخانہ سے موقوف ہوکر خانہ نشین ہوئے بلکہ ایک دفعہ کسی رنڈی کی جہت سے فقط
نواب کی سرزنش سے سبتی بیگم صاحبزادی نواب شجاع الدولہ نے چند سپاہیون سے انکا گھر گھیر لیا
اور چاہتی تھین ادس عورت کو انکے گھر سے نکال لیجائین یہ مع اپنے رفقا کے مستعد مرگ
ہوئے آخر کو خدا نے انکی عزت رکھی وہ خجل ہوکر چلی گئین داروغہ دیوانخانہ اسی اد الیا
غرض بیگی ہوئی اوس سے نواب مطمین تھے وہ بھی شیطرحسے قابلیت رکھتا تھا مرقتیل کلشاگرد شید تھا

سبب بادشاہت کے ہونے کا

اگر سب احوال بادشاہ ہونے کا لکھا جائے جو صاحبان صدر سے اس باب خاص میں متواتر
تحریر طرفین سے ہوئی بہت طول و فضول ہو مگر مختصر حال یہ ہے کہ جب نواب گورنر جنرل
لارڈ ہایرا صاحب بہادر شاہجہان آباد تشریف لیگئے منظور خاطر یہ ہوا کہ جب دربار محمد اکبر شاہ
مین بادشاہ مجھے کرسی عنایت فرمائین مین اس جلدو مین کچھ بادشاہ کی خدمت کرون
اون دنون بادشاہ کا مہتمم کاروبار ایک شخص کوڑا شاہ نامی تھا اوسنے اور اور اشخاص سے
بادشاہ کو رضامند کیا تھا مگر جب بادشاہ کی مان نے بہت مبالغہ تشنیع کی قبول نکیا نواب
گورنر جنرل نے کنار دریا خیمے مین دربار عام کیا جتنے امرا راجہ صاحب جاگیر تھے حاضر ہوے
نذرین دی نواب گورنر جنرل فرخ آباد آئے مگر بہت ملال خاطر ہوا کہ باوجود اس ہمارے
تسلط تام ہندوستان کے کہ ہم تاج بخش ہین جسے چاہین تخت سلطنت پر بٹھا دین
بادشاہ نے محض اپنے نخوت و کبر و خود غلط سے نمانا +

الغرض نواب گورنر جنرل کو یہ فکر ہوئی کہ جو رئیس موروثی ہندوستان مین عالیخاندان ہو
اوسے اپنی قوت حکومت سے بادشاہ اوسکے ملک کا کر دیجیے کہ موجب عبرت بادشاہ ہو
اور یہ امر عمدہ بار نہین جو غور قنوج وغیرہ مین اکثر بادشاہ ملک قلیل ہین گذرے ہین لیس
میزان عقل مین کوئی خاندان عالیشان حسباً و نسباً سوای وزراے اودھ کے نہ ٹھہرا یعنی
انکے بزرگ ولایت ایران مین بزور شمشیر بادشاہ ہوچکے ہین کہ اولاد و شاہ بداغ ترکمان
سے ہین ہر طرح سے فوقیت ہے مگر از خود محرک ہونا بدنامی ظاہری ہے چنانچہ پہلے نواب
گورنر جنرل نے ازراہ کمال خلوص محبت ایک تمغا دو شیر کا تمغہ نشان لیے بھیجا کہ
مثل دستور ہماری ولایت کے آپ بھی اس تمغے کو پسند کرکے اپنی ہر چیز پر نصب کیجیے
جناب عالی نے اسے بطیب خاطر قبول کیا اور اصل تمغا مع خاندانی مچھلی کے اوسکے وسط مین
کیا اور پھر اجازت فرمائی چاہی کہ ہم اس تمغے کو چاہتے ہین کہ اپنے شہر کے روپیہ پر بھی
مسکوک کرین اسکا جواب باصواب یہ آیا کہ آپکو اپنے تمامی ملک و سکہ مین من جمیع الوجوہ
اختیار ہے ہماری سرکار کو کسیطرح اوسمین مداخلت منظور نہین لیس یہ اول بنای بادشاہت ہوئی

منانے کی بہت سی تدبیرین ہوئین مگر کچہہ نہوا اور زنا ئرین خاص کو اسکی قدر ومنزلت یاد

نواب معتمد الدولہ کا پھر نائب ہونا مجمد آقرین علیخان کا معطل ہو کر خانہ نشین م
میر خدا بخش کا دہر اجانا

نواب معتمد الدولہ معتوب جناب عالی ایک برس کئی مہینے تک اپنے گھر مین قید رہے اس
عرصہ مین شعلۂ عتاب طبع اقدس بھی فی الجملہ گھٹا اور نواب نے اپنی جود وہمت سے خانہ نشینی مین
بہت سے طرق رہائی کے نکالے اہلکار دربار انکے دینے لینے سے بہت خوش تھے اور صاحبان
عرصہ کی کم ہمتی اور جزرسی سے دلتنگ نیش عقرب وحریف جو عناد کلی ومخالفت رکھتے تھ
آپسمین کہتے تھے کہ یہ فتنۂ خوابیدہ ہے ایکدن یہ جب خواب غفلت سے چونکے گا پھر اسکا
مٹانا مشکل پڑیگا بس اسے مار آستین سمجھنا چاہیے لہذا بہتر یہ ہے کہ اسے مع عیال قلعۂ
جلال آباد مین بھجوانا چاہیے بظاہر دور رکھنا اچھا ہے اگرچہ گوشۂ خاطر جناب عالی سے قریب ہو
چنانچہ کئی مہینے تک گاڑی چھکڑے باربرداری کے نواب کے دروازے پر رہے اور حکم
بھی متواتر قلعہ جانے کا پہنچا اسی مدت خانہ نشینی مین آغا علیخان بڑے بیٹے کا ختنہ
بھی کیا درگاہ مین بڑی دھوم سے جیسا مگر لطائف الحیل مین ہے اوسوقت کے اہلکاران کو
کانپور بھیجنے کا خیال نہ آیا کہ اصل مالک سرکار سے ملک غیر مین چلے جاتے یہ امر معتمد الدولہ کو
منظور تھا خارصہ ایکدن بحکم سرکار حسن علی کپتان نواب کے پاس آئے تبلیغ حکم سرکار کیا
نواب خود محل کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے حکم سرکار سنا کہا کہ جناب عالی سے
عرض کر کہ میرا جانا مع عیال کبھی نہوگا جب تک کہ طوق وزنجیر سادات محبوسین کیواسطے
اور کئی اونٹ بے کجاوہ ومحمل عورات پردہ نشین کیواسطے نہ آئینگے تمام تک میرا جانا
اور اگر یہ پیام نہ پہونچایا تو یہ تلوار مجھسے لو میرا سر کاٹ کر لیجاؤ مجھے یہی بڑا خلعت ملے گا
کپتان یہ تقریر سنکر لرزہ باندام ہوا اور جناب عالی سے مشرحا جاکر عرض کیا فرمایا کسنے اخراج
بلد کا حکم دیا ہے اوسیوقت داروغہ غلام حسین کو حکم ہوا تم جاؤ اور اپنی آنکھہ سے انکا احوال
دیکھکر مجھسے بیان کرو غلام حسین نواب سے بہت موافق تھا نواب کے پاس ہو کر خوب
لون مرچ لگا تیز وتند کر کے عرض حال کیا بس اسی حسن خدمت سے غلام حسین کی ترقی

تباہ و دنیا ہوئی اودھر نواب نے فیض النسا مغلانی اور معلمہ بادشاہ بیگم صاحبہ کو اپنا مادر مہربان قرار دیا تھا بیگم صاحبہ نے جناب عالی سے کہا کہ یہ قید سادات کیواسطے سچا ہے کچھ خوف اونکے جد امجد کا نہین ہے اور بالفرض اگر وہ تمھارا معتوب ہے نائب مرشدزادہ ہے مغیب کا تو وہ معتوب نہین ہے لہذا اوسے حکم ہو کہ وہ اپنے منصب پر آکر حاضر ہو غرض باجازت نواب حاضر در دولت جناب بیگم صاحبہ ہوے مرشدزادے نے خلعت دو شالہ رومال دیا ہر روز جانے لگے شہر مین غلغلہ ہوا وہ چھوٹ وہ چھوٹے اب تو الہین متغیر جناب عالی کو خوف ہوا او رہوشیار ہو گئے اور یقین اونکی نیابت کا ہوگیا اور اپنے اوپر آفت آنی کا اور بیگم صاحبہ کو بسبب نواب مبارک محل کے مرزا حاجی سے صورت خلاف ہو گئی مگر تعجب نواب کے فہم و فراست سے ہوتا ہے کہ اونھون نے اپنی محسنہ سے حق خدمت کیا خوب ادا کیا فاہا کم جناب عالی نے نواب کو سرچڑھا لیا تھا اور لکھا کہ مین نے چند روز کیواسطے ازراہ چشم نمائی نواب کو نظربند کیا تھا اب مین اوسے بلوا کر پھر نیابت پر بحال کرتا ہون کہ وہ میرا رفیق قدیم مزاج دان ہے حسب الحکم جواب آیا کہ آپکو ان امور مین اختیار ہے مگر کئی مہینے مین یہ مرحلہ بھی طے ہوا +

خلاصہ بعد اسکے نواب حاضر حضور ہوے بدستور خلعت نیابت پایا محمد آفرین علیخان و مرزا حاجی کی مصاحبت ٹھنڈی ہوئی یہ دونون پایہ محاسبہ مین دھر گئے جب دیا کرشن بھی قید سے چھوٹے اپنے سر شتے پر بحال ہوے ان دونون صاحبون پر لاکھون روپیہ جوڑ کر نکالے محمد آفرین علیخان کی ساری آفت مادہ ضعیف میر خدا بخش پر آئی اشد مصائب سے قید ہوے میان صاحب شور صاحب کی چھٹی سے باعزت اپنے گھر مین رہے انکا وکیل صاحب رزیڈنٹ کے پاس حاضر ہونے لگا بعد کئی مہینے کے میان نے انتقال کیا کربلائے میر خدابخش کی رواق مین دفن ہوے ضبطی اسباب خانہ ہوئی آٹھ لاکھ روپیہ نقد باقی اسباب خانہ جاگیر تڈو سرا ضبط سرکار ہوئی مرزا محمد تقی خان بسبب ملاقات قدیم باجازت جناب عالی ہر روز خانہ نشینی مین بھی جاتے تھے اور تشیع جنازہ مین ساتھ تھے تا وقت دفن اور جب تک نواب معتمد الدولہ کے پاس اپنی وضعداری سے نکلے +

شل کپتان رچرڈ صاحب ہوم صاحب مصور ڈاکٹر مکلوڈ صاحب وغیرہ جنکی تنخواہ تین ہزار اور دو ہزار سے کم نہ تھی اور کوٹھیاں سرکاری رہنے کو اور شرف الدولہ مرزا محمد عباس بڑے بھائی نواب روشن الدولہ کے اور راجہ بالی محمد غلامی کریم بیگ راجہ بختاور سنگھ راجہ شیو دین سنگھ تا دلکشا یا اکثر پار دریا کے گاڑی یا ہاتھی پر سوار ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم بعد دو ساعت کے مراجعت کر کے داخل کمرہ فرح بخش ہوتے تھے کنار نہر باند انگریزی کی سلامی ہوتی تھی جب بیٹھ چکتے تھے پہلے تینوں صاحبزادے مذکور پھر بھائی نواب نصیر الدولہ کاظم علیخان جعفر علیخان حسین علیخان مہدی علیخان کلب علیخان وغیرہ اپنی کرسی کے پاس کھڑے ہوتے جب اشارہ عابر ہوا سلام کر کے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے صاحبان عالیشان پیش واد سکے بعد امرا حاضر ہو کر سلام کر کے جانب چپ بیٹھ جاتے تھے پشت پر حقہ پیچوان اور دو چنور بردار مورچھل ہلاتے تھے پہلوی چپ میں ڈاکٹر مکلوڈ صاحب جنسے فارسی مین گفتگو ہوتی تھی ایک گوشہ کمرہ مین ایک انگریز تپائی پر بیٹھکر مشک زیر بغل ہاتھ مین نے لیکر بجاتا تھا یہ آواز بھی قابل سننے کے ہوتی تھی اور کبھی اوسی گوشے مین رجب علی فضل علی قوال خیال گاتے تھے اور کبھی مہرو بائی جو دکن سے اگر پانسو روپیہ ماہواری کی ملازم ہوئی تھی صبح کے وقت نسیم سحر کے ساتھ اوسکا گانا + ای نسیم سحر آرام گہ یار کجاست + سکو جالت محویت ہو جاتی تھی روبروی جناب عالی ایک آئینہ وسط میز پر رکھا جاتا تھا اوس پر ایک جھاڑ جسکے ہر پیالے مین مسالہ دھنیا الاچی وغیرہ خوشنمائی کیواسطے رکھا جاتا تھا اور ادس آئینہ دور میز کے کھانے پینے آپس مین بات کرنے کا احوال جناب عالی سب کا ملاحظہ فرماتے تھے گلدستہ بوقلمون میز پر لگائے جاتے تھے اطعمہ لذیذہ ہندوستانی انگریزی ہر قسم کے رکھے جاتے تھے باہر بارہ دری مین باند انگریزی بجتا تھا بعد اسکے مجرائی جو باہر لال پردہ کے زین پوش پر اپنے بیٹھے تھے طلب ہوئے دو دو ایک ایک باری باری سامنے جا کر سلام کرتا تھا جناب عالی کبھی ہاتھ سے کبھی مہنال حقہ سے سلام لیتے تھے کبھی انتظام الدولہ کبھی انجم الدولہ یا راجہ امرت لال عرض بیگی یا شیخ فتح علی یہ بھی عرض بیگی تھے سلام کرواتے تھے دس بجے یہ دربار برخاست ہوتا تھا جناب عالی داخل محلسرا ہوئے یہ سب رخصت ہو کر

اپنے گھر آئے نواب اصغر علیخان براہ آگمریزوں کے روبرو بیٹھتے تھے اور کبھی نواب قاسم علیخان
پہلوی جناب عالی میں بیٹھتے اور یہ دونوں صاحب باری باری کچھ دیکر اس خوش بیانی سے
کرتے تھے کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا تھا دریا میں دونوں کنار بجرے تیس چھوٹے بڑے
اپنی اپنی آراستگی سے نشان سرخ سنہری رو پہلی کھلے ہوئے مانجھی ہر ایک پر وردی بانات
پہنے طیار رہتے تھے اور آراستگی خاص کمرے کی گرد تھا وہ گورنران سابق وحال و صاحبان کونسل
جنکے فریم طلا و مرصع کار تھے نصب اور تصاویر عید الماس تاایش اپنے مقام موزوں پر نصب
ہوتے تھے خلاصہ یہ سب کیفیت دربار مشاہدہ ہو چکی ہے نہ مضمون خیالی ہے کسواسطے کہ
یہ مؤلف کتاب بھی قبل از روانگی عتبات عالیات ۱۲ برس تک ملازم ہو کر زمرۂ مجرائیوں میں
حاضر ہوتا تھا روز شنبہ صاحب رزیڈنٹ تنہا لدار پالکی پر سوار اور باقی صاحبان اپنی اپنی
پالکی پر سوار آتے تھے جلوس سواری میں کچھ تلنگے علم بردار نقرہ اور چوبدار نقیب بولتا ہوا
ساتھ ہوتا تھا بڑھاؤ عمر و دولت بادشاہ زمان بہادر زیر کوٹھی فرح بخش سواری سے اوترتے تھے
جناب عالی لب فرش آتے تھے بغلگیر ہو کر ہاتھ میں ہاتھ دیکر کرسی پر بیٹھتے تھے بڑے صاحب کا
حقہ اور سب صاحبوں کا حقہ پیچوان ہوتا تھا اوسدن کرسی نشین خاص ہوجاتے تھے بسبب
عدم گنجایش کمرے کے اور مجری بھی باریاب سلام ہوتے تھے سہ شنبہ کو جناب عالی بڑے صاحب
کی کوٹھی جاتے تھے یہی صورت ملاقات وہان بھی ہوتی تھی بعد چاہ پانی کے کمرے میں علیحدہ
خلوت ہوتی تھی جو بالمشافہ کہنا ہوا بیان کیا جاتا تھا جب بادشاہ ہوئے فقط بڑے صاحب کا حقہ
رہا کسواسطے کہ بمنزلہ نواب گورنر جنرل بہادر تھے اور سب کا حقہ موقوف ہوا وقت رخصت
جناب عالی اپنے ہاتھ سے عطر دیتے تھے بڑے صاحب بھی اوسیصورت سے جناب عالی جب
تشریف لیجاتے تھے بسواری بوچہ وقت مراجعت گاڑی چہار اسپہ جس شب بڑا کھانا
ہوتا تھا روشنی آتشبازی بہت تکلف سے ہوتی تھی اوسدن گوٹے کا ہار سب کو ملتا تھا
علی قدر جب جلسہ شراب بعد کھانے کے ہوتا تھا حسب دستور بڑے صاحب تعظیماً اوٹھکر
ہر ایک کی سلامتی کی پیتے تھے بعد سلامتی بادشاہ لندن بادشاہ کی بھی سلامتی کی پی جاتی
سب کے سامنے ایک ایک بوتل اور چھوٹا گلاس رکھا جاتا تھا +

خاص و عام کو شبہہ تھا اوسمین سے کچھ نہ ملا فقط دھوکا تھا جناب عالی آصف قدر کو غنیمت سمجھے
کسواسطے کہ سب مقدمات پیشتر اسکے طے ہو چکے تھے اور کسی سے پرخاش بھی کسی حیلے سے
منظور نہ تھی ہان اگر جنت آرامگاہ کا زمانہ ہوتا تو غالب ہے سب کو لینے کے دینے پڑتے
میر کلو مرحوم کہتے تھے کہ ایک سپاہی ملازم قدیم ایک گڑھیا سے مٹی کھدوانے گیا تھا
ایک چبوترہ نکلا اوسمین سے کئی لاکھ روپیہ نکلا تھا اوسکو ہزار روپیہ انعام دیا اوسی پر بکار
داروغہ مقرر کر دیا تھا +

(ل) بعد اسکے مرزا محمد تقی خان مرزا حیدر مع اپنے صاحبزادون کے مرزا محمد نصیر خان نواب [illegible]
اور جتنے امرا و اقربای جناب مرحومہ تھے دل مین سب تمنی لکھنؤ آنے کی اور رہنے کی رکھتے
سب آئے شرف ملازمت حاصل کیا ہر صبح وقت دربار یابی آتے تھے زمرۂ کرسی نشینان مین
نواب ناظر محمد داراب علیخان نے مرزا محمد تقی خان سے منت اور تہ دل سے عرض کیا کہ اگر آپ
صاحب یہان تشریف رکھینگے مین سب کی غلامی مین حاضر رہونگا اور سرکار سے بھی بنی آئیگی
اور آپ کا مرتبہ نوابی بھی یہان باعزت رہیگا کسیتے نہ سنا اور تمام لکھنؤ مین آکر لہو و لعب
مرغ بازی بٹیر بازی کبوتر بازی پتنگ بازی مین مشغول ہوئے لکھو روپیہ شرطون مین
صرف کیا البتہ بظاہر موجب مزید آبادی لکھنؤ ہو گیا آخر انجام کو نواب معتمد الدولہ کی جہت سے
جو پیش آیا سب جانتے ہین ملک چھپرہ اٹھ وسلون ۱۵ لاکھ کا جو جاگیر مرحومہ تھی محسوب
ممالک محروسہ جناب عالی ہوا گونڈہ وغیرہ جسمین تنخواہ و ضمانت خاص محل اقربا و متوسلین مرحومہ
تھی بدستور بحال ہے +

کئی برس کے بعد داراب علیخان نے بھی انتقال کیا اونکی جنبلی تھوڑی بہت داخل سرکار
ہوئی مگر اونھون نے اپنے حین حیات اپنے رفقای قدیم پر اپنا ترکہ تقسیم کر دیا تھا جناب
میر اکبر علی مقبل شاعر کو جنکے پاس اونکا توشخانہ تھا تین لاکھ روپیہ دے دیا تھا وہ حین حیات تک
گھر سے باہر نکلے مطمئن تھے اور اسیطرح ہر ایک کو دیا کوڑہ جو رکھا تھا سرکار مین آیا جب
داراب علیخان لکھنؤ آئے تھے وقت باجا سے مانی آئے تھے جناب عالی اوسکے
انکی خبر سنکر برخاست کر دی تھی

اکبر علیخان بڑے بیٹے نواب امیر الدولہ کے اپنے بھائی حسین علیخان کے نفاق سے بعلت محاسبہ ترکۂ پدری ایک مدت سے دولتخانہ مین قید تھے شرفیاب ملازمت ہوکر دربار مین درجہ دوم کرسی نشینون مین آتے تھے یعنی اول وہ مخصوص تھے جو بلا قید حاضر ہوکر کرسی نشین ہوتے تھے بعد اسکے یہ درجہ دوم کے لوگ جاکر بیٹھتے تھے حسین علیخان بھی دربار مین آتے تھے چند روز تک اپنی فضول خرچی اور اسراف بیجا سے پریشان حال رہتے تھے باپ کی املاک بارہ دری وغیرہ کی اینٹین بیچکر بسر اوقات کرتے رہے تھے منشی علی نقی خان میر منشی اور کرنل بیلی صاحب کی بڑی دوا دوش سے سرکار جناب عالی سے دو ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوا پانسو اوسمین سے اور اولاد و ازواج امیر الدولہ کیواسطے پندرہ سو انکی ذات خاص کیواسطے سوای اکبر علیخان کے مقرر ہوے پھر سرکار سے انکے واسطے بھی مواجب مقرر ہوا اگرچہ گمان متروکۂ پدری کا سبکو تھا اور فی الحقیقۃ انھین کے قبضہ تصرف مین رہا مگر نہ خود صرف کیا امین تھے بطریق امانت رکھا اور پھر جہان پایا رکھوایا نشان نملا کسکی قسمت کا تھا اہل دربار و خود جناب عالی کو بہت اعتماد انپر رہا کہ کس باپ کے بیٹے ہین بڑے منتظم و خود رای صاحب فہم ہونگے اسی خیال سے سلطنت مین پوچھے گئے مگر بے نصیب رہے سبکو معلوم ہوا کہ یہ عامل بے عمل ہین اور بے نصیب مگر پابند شرع و ثقہ تھے وہ اپنے واسطے تھا چنانچہ عہد دولت حضرت جنت مکان مین بشدت نواب امین الدولہ ہوے پہلی نیابت مین اونکی بعد کئی مہینے کے محلسرای وزارت مین انتقال کیا باقر علیخان اصغر علیخان وغیرہ اونکے بیٹے تھے انمین سے کوئی نامور نہوا اب سب نے انتقال کیا

اوقات دربار جناب عالی تا مدت وزارت

کئی برس تک جب تک وزارت رہی ضبط اوقات و انتظام دربار اس صورت سے تھا کہ موافق معمول جنت آرامگاہ ہر صبح جناب عالی سوار ہوتے تھے مرشد زادۂ آفاق مرزا نصیر الدین حیدر خان نواب محسن الدولہ نواسے نواب رکن الدولہ محمد حسن خان چھوٹے بھائی جناب عالی کے کہ یہ تینون ہم سن تھے اور چار پانچ صاحبان عالیشان مصاحب

جانا اور پھر وہان سے جیتا پھرنا بہت تعجب تھا انکی بی بی بادشاہ بیگم صاحبہ کے محل مین بھی جاتی تھی وہان سے بھی بہت کچھ حاصل ہوتا تھا فاربس صاحب جو اسکول لکھنو مین ہوے تھے کہتے تھے انکا عقد عیسوی میرے سامنے گرجہ لندن مین ہوا تھا اور اس بی بی کو یہ معلوم تھا کہ میر صاحب مجرد ہین بی بی نہین رکھتے جب لکھنو مین آئی بعد کئی مہینے کے اوسپر کھلا کہ انکے بی بی بھی ہے برخاستہ خاطر ہوکر رکٹس صاحب ریذیڈنٹ کی بی بی کے ساتھ ولایت گئی وہان اسکول کیا کتاب احوال رسمیات وغیرہ حالات لکھنو کی لکھکر دو جلد طبع ہوکر مشہور خاص و عام ہوئی میر صاحب کو بھی تاحین حیات سو روپیہ کا پنشن ملتا رہا کئی دفعہ داروغہ رزیڈنسی ہوے پھر حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین سفیر شاہی بھی ہوے آخر مرض فالج سے شہر شوال ۱۲۸۰ہجری مطابق ۱۸۶۳ع انتقال کیا بی بی نے ولایت مین انتقال کیا +

مرزا غلام حسین خان کربلائی چالیس برس تک عتبات عالیات مین مجاور رہے ہندوستان مین آکر نوکری میں ہوے انکے سگے بھائی مرزا محمد تقی خان مشہور باپ نواب جعفر و محل کے نواب معتمد الدولہ کی ثروت سنکر دونون بھائی مرشدآباد سے آئے نواب بہت عزت سے پیش آئے اور چاہا کہ خدمت عالیہ پر مامور کرین مگر مرزا محمد تقی خان بمقتضای غیرت ہندوستان راس نہ آئی پھر کر مرشدآباد چلے گئے مرزا غلام حسین خان رہگئے مقرب خاص جناب عالی کے ہوے عدالت دیوانی فوجداری پر مامور ہوے اس جہت سے کہ مرشدآباد مین بھی عدالت نظامت نواب پر مقرر تھے نواب محمد ناصر خان جو کئی برس سے داروغہ عدالت تھے موقوف ہکر مرزا غلام حسین خان تصویر بھی خوب کھینچتے تھے +

مفتی محمد خلیل الدین خان ساکن قصبہ کاکوری مفتی عدالت کانپور تھے جناب عالی نے قدرشناسی سے صاحب کمال عالی خاندان ذی عزت سمجھکر اپنا ملازم کیا تھا اور نوکری سرکار سے استعفا دلوا دیا تھا حاضر حضور رہتے تھے +

اشرف الدولہ رمضان علیخان کو چند روز تک خدمت دیوانخانہ بدستور رہی ابسفارش نواب گورنر جنرل و کرنل بیلی صاحب نظامت بیسواڑہ بھی اونکو دی جب بیلی صاحب

روانہ ولایت ہوے خدمت دیوانخانہ سے موقوف ہوے اور انتظام الدولہ مظفر علیخان مامور ہوے+
میر ابو القاسم خان بیٹے میر مدن سپہ سالار فوج نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ مصاحب ومقرب جنت آرامگاہ کا تقرب زیادہ ہوا کسواسطے کہ انکی طرف سے کسیطرح کا شبہہ کسیکو نہوا تھا بہت سے اہل ولایت مغل معرفت رمضان علیخان ملازم ہوے تھے اگرچہ یکسر کا احوال اظہر من الشمس تھا بعد چند روز کے انھین ملازم فرقہ جدید سے ایک مغل نے اپنی جورو کو مار ڈالا اور اسیطرح دست بشمشیر در دولت پر بیوقت دربار حاضر ہوا چاہتا تھا کہ روبرو جناب عالی کے چلا جاؤن دربان نے روکا خبر ہوئی جناب عالی نے برہم ہوکر سب کو برطرف کر دیا فقط مرزا محمد خان نصیبی شاعر ساکن کرمان شاہان بدستور ملازم رہے اونھون نے جنت مکان کے عہد سلطنت مین انتقال کیا اپنی ولایت مین کسیکا خون کرکے آئے تھے اس جہت سے پھر نہ جا سکے یہان ہندوستانی بی بی کی تھی اولاد بھی اوس سے ہوئی تھی+
قطع نظر اور تعیش وعیش دنیا کے جناب عالی نے تماشای بسنت کہ اسکے پیشتر اس تکلف اور انتظام خاص سے نہوا تھا بنای تعمیر موتی محل وشاہ منزل خاص کمرہ کنارہ دریا اور بہت سی عمارات پسندیدہ جسکی تعمیر مین لکھا روپیہ صرف ہوا استیم انجن اور نہر میان کوٹھی فرح بخش اور بارہ دری اوسی سے پانی نہر مین آتا تھا اور باغ مین جاتا تھا سولہ گھوڑے کی قوت اس انجن مین تھی+

ذکر

انتقال بہو بیگم صاحبہ فیض آبادی

۲۵ محرم روز پنجشنبہ وقت زوال شمسی ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۵ع نواب بہو بیگم صاحبہ فیض آبادی مادر گرامی نواب آصف الدولہ بہادر نے انتقال کیا موافق اونکی وصیت کے ہر امر کی تعمیل ہوئی جسطرح بتصریح اسکا بیان ہو چکا ہے جناب عالی نے ضبطی مال متروکہ کیواسطے مرشد زادۂ آفاق مرزا نصیر الدین حیدر خان کو مع نواب روشن الدولہ اور راجہ بختاور سنگہ روانہ کیا چنانچہ ایک کروڑ روپیہ کا فی سہام صندوقچہ جواہرات رسمی جو جرنیلون سے بچ رہے تھے اور باقی اسباب بار ظاہری ہاتھ آیا اور جب خزانے کا

مہمات ملکی ومالی ہوے ممالک محروسہ کے دوٹکڑے کیے سوای نظامت خیرآباد منتظم الدو
حکیم مہدی علیخان جسمین انکا دخل وتصرف ہوسکا مگر میر حسن بیگ بطور وکالت مرزا حاجی
پاس سفارت آیا کرتے تھے اونھون نے بھی اپنی حکمت عملی سے موافقت ظاہری کی تھی کہ نشستہ آ
جھکر صاحب تہم تھے راجہ دیاکرشن دیوان تھے بسبب موافقت نواب معتمدالدولہ کی اپنے
عہدے سے موقوف ہوکر اپنے گھر مین مقید ہوے بجاے اونکے امیدرای دیوان ہوے
بھوانی پرشاد بجاے رای مجلس رای بخشی مقرر ہوے +
منشی الملوک راجہ رتن سنگہ ناظم نظامت بیسواڑہ ہوے تھے اس جہت سے کہ داماد راجہ
دیاکرشن کے تھے مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے اوس نظامت مین منصوب ہوے میر غلام حسین
چکلہ دار نظامت سلطانپور جب نعمت مر گئے مرزا محسن دوسرے بھائی مرزا حاجی کے وہان منصوب ہو
اور علاقہ سلون کا خلعت مرزا محمد بڑے بیٹے مرزا حاجی کو ملا جناب عالی نے بمسرت الی یہ نظامتین
انھین عنایت فرمائین ہرچند مرزا حاجی کو پہلے تامل تھا کس واسطے کہ اسکا فائدہ نفع جو کچھ ہوگا
بھائیونکو ہوگا اوسے نہ مین مروت سے اونسے لونگا اور نہ وہ از خود مجھے دینگے مگر البتہ
اونکے مواخذے مین دھرا جاؤنگا اور وہ روپیہ بھی مجھے گھر سے دینا پڑیگا بلکہ احتمال اس خوف کا
ہے کہ مزاج جناب عالی اس حال عنایت پر نہرے اودھر بھائیون نے تنگ کیا تھا بطعن کہ اگر
اس قرب منزلت حضوری پر ہمارے کام نہ آئیگا تو پھر کب کام آئیگا اودھر جناب عالی کے
اصرار سے مطمئن تھے خلاصہ آخر انجام کار وہی ہوا جو خوف سمجھے تھے +
اس عرصے مین اسباب امارت جیسا چاہیے سب طرح کے جمع ہوگئے مرزا حسن رضاخان انکے
ماموں کا اصطبل بابین انکے امام باڑہ نو تعمیر اور حویلی کے تھا اوسے باجازت سرکار لیکر مجلسرا
عالیشان موافق اپنی امارت کے بنوائی بائیس ہاتھی دو سو گھوڑے بہت خوب ہوگئے ایک دن
جناب عالی کی ضیافت اپنے گھر مین کی جناب عالی تشریف لائے باہر امام باڑے کے بڑی گرم
جاہی پانی ہوا اوسکے بعد اپنے گھر مین لیگئے سب بیبیان اور بہوؤن نے نذر دی خلعت پائے
پھر ایک دن اپنے باغ جو قریب کربلا تھا اوسمین ضیافت کی اوسدن جناب عالی نے بکمال
سرپرستی مندیل اپنے سر مبارک کی جو تازہ ایجاد فرمائی تھی عنایت فرمائی اوسے سر پر تفاخر

رکھے سرجیک عام وخاص کو اپنا قرب منزلت دکھاتے ہوے کہ آپ نے باغ کے واسطے
زمین وسیع جانب جنوب باجازت ریزیڈنسی کی نسبت [illegible]
ہوگئی اور اوسے بہت آراستہ کیا کہ لوگ اوسکے دیکھنے کے مشتاق ہوتے [illegible] مرزا حاجی
نے سوای اوس اون کے [illegible] مندیل سے پر رکھی تبرک کہا [illegible]
مخصوص [illegible] وزیر [illegible] ہوگئی تھی

جب جناب عالی کانپور واسطے ملاقات نواب گورنر جنرل لارڈ [illegible] بہادر کے
تشریف فرما ہوے تھے نواب مبارک محل صاحبہ جو [illegible] کرنل [illegible] صاحب کی بیٹی
آپ کے تھے دوسرا محل خاص مقابل بادشاہ بیگم صاحبہ کیا تھا انکا اہتمام بھی مرزا حاجی کے سپرد
فرمایا تھا پہلے خطاب رنگ محل و ہزار روپیہ کا درماہہ مقرر تھا اور بہت سی اسامیان
انھیں کے ماتحت کردی تھیں اور ازراہ وفور تعشق اکثر بجبر [illegible] گاڑی میں
جناب عالی کے ہم پہلو ہوتی تھیں +

غرضکہ یہ حال [illegible] اس [illegible]
خاندان کا ازحد بڑھا [illegible] اپنی خود رائی سے [illegible]
بزمین [illegible] اکثر متوسلین [illegible]
[illegible]
اودھ کے [illegible] میان [illegible]
مذہب تشیع کا ازراہ جہالت کمال غلو ہوا [illegible]
اور علمای دین بھی اوسے اچھا نسمجھے بلکہ نامناسب [illegible]

میر حسن علی لندنی بیٹے میر حاجی شاہ ملازم [illegible]
ہوکر لندن گئے تھے بارہ برس تک وہان رہے [illegible]
ایک بی بی ولایتی کو اپنی بی بی کرکے لاے تھے جناب عالی ازراہ قدردانی [illegible]
سیاح اور صاحب کمال تازہ وارد کے رہتے تھے [illegible]
صاحب رزیڈنٹ ملازم ہوے تین سو روپیہ درماہہ مقرر ہوا [illegible]

[illegible]
[illegible] مرزا ان کی
[illegible]
[illegible] محمد [illegible] کو اپنے
[illegible] سید [illegible] دیوان پر
[illegible]

[illegible]
[illegible] میر غلام حسین
[illegible] کے دماغ منصوب
[illegible] متعین
[illegible]
[illegible] مجھے دینگے مگر البتہ
[illegible] احتمال اس خون کا
[illegible] گیا تھا [illegible]
[illegible] کے
[illegible]

[illegible] جمع ہو گئے مرزا حسن خان ان کے
[illegible] اجازت [illegible] مجلس کے
[illegible] ایک دن
[illegible]
[illegible] خلعت پائے
[illegible] نے کمال
[illegible] اوس سے سر تفاخر

اس عرصے مین حریف و خلاف جو منتظر ایسے وقت کے اپنی کمات مین بیٹھے تھے نواب کا کام تمام کیا یعنی معروضات جا بجا گوش گذار خاطر جناب عالی کرنا شروع کیا چنانچہ منشی محمد صاحب اخبار جو سراسر خلاف نواب تھا متواتر پرچہ اخبار حضور مین گذرانے جنمین کسی طرح کا شک باقی نرہا اور بادشاہ بیگم صاحبہ و خاص محل نے حال مرشدزادہ آفاق جو بسان راہ بڑا اعتنائی و عدم توجہی نواب از راہ حماقت و ناعاقبت اندیشی مقربان و ملازمان خاص نواب سے سرزد ہوئی جناب عالی سے بتصریح تمام شکایت کی قصہ کوتاہ جب نواب شرفیاب ملازمت ہوئی اشد عتاب سے اپنے گھر مین قید ہوئے حسن علی کپتان کی کمپنی تلنگہ متعین ہوئی شہر مین دفعۃً ہنگامہ مہاجن اور قرضخواہان کا گرم ہوا متواتر عرائض نالش و استغاثہ ظلم و تعدی نواب کی اور اونکے متوسلین کی حضور مین گذرانی اور بہت سے عرائض معرفت میر خدا بخش کارندہ محمد آفرین علیخان کی گذری اور جو لوگ کہ سراسر خلاف نواب سے ہو گئے تھے خوب تیز و تند لوں عرضین لگا کر بھڑکا دیا مزین دستخط خاص ہوئی کہ اسباب نواب کا ضبط کرکے نیلام کرو جس جس کا قرضہ ہو ادا کر دو اس تدبیر کے اور نیلام مین میر خدا بخش شریک ہوئی محمد آفرین علیخان نے اپنی فہم و فراست سے انھین منع کیا تھا کہ تمھین ایسے مقدمے مین شریک ہونا نچاہیے تھا مبادا پھر اونکے واسطے ثروت ہو تو آدمیونکی مزاج کا کچھ اعتبار نہو چنانچہ یہی کلام میان کا دوبارہ ثروت نواب مین ظاہر ہوا پھر صورت دربار جناب عالی مین محمد آفرین علیخان اور قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی کا پھر دورہ لاثانی ہوا جب فخر الدین احمد خان عرف مرزا جعفر بکمال حسرت و ناکامی دنیا سے مر گئے جناب عالی نے مرزا حاجی کو طلب فرمایا اور خاطر مبارک مین ابھی تک کچھ اثر حقوق حسن خدمت و قدامت باقی تھا بالکل محو نہوگیا تھا از راہ رحمدلی و کمال شفقت و عطوفت سے خلعت ماتم پرسی عنایت کیا اور فرمایا مین تمھارا باپ تو جیتا ہون دو شالہ رومال حسب معمول ملا پھر وہی مصاحبت خاص حاصل ہوئی صبح کو چار گھڑی دن چڑھے جاتے تھے چار گھڑی رات گئے گھر آتے تھے متلاشی اور بیکار روزگار والون نے ہر طرف سے ہجوم کیا۔

چند روز تک فیمابین مرزا حاجی و محمد آفرین علیخان جیسا چاہیے صفائی نہوئی بعد عہد و میثاق جیسا دستور امرا اور اہل دنیا کا ہے موافقت کلی ہو گئی اور دونون مصروف

مرزا جعفر صاحب



Mirza Jafer Sahib

مرزا حاجی صاحب



Mirza Haji Sahib

اور جب کام اونکا موافق ضوابط مرقوم الصدر کے جاری ہوگا امید ہے کہ جناب عالی بھی صاحب موصوف کو دوست واقعی اپنا جانینگے اور یقین کلی ہے کہ صاحب موصوف سے کبھی دولتخواہی اور خیر اندیشی کی کوئی حرف خلاف صلاح عمل مین نہ آئیگا اور سب مہمات اور امور مشکلہ مین استصلاح اور استمداد صاحب موصوف سے فرماینگے ۱۲ نومبر ۱۸۱۴ع مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۲۹ ہجری لکھا گیا +

معلوم ہو ناظرین کتاب کو کہ نظر آشوب و انقلاب زمانہ جو اس سلطنت مین ہوے محض عبرت الناظرین سمجھکر عہدنامجات وغیرہ مندرج کتاب ہوے کہ عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے وگرنہ ع امور مملکت خویش خسروان دانند + یہ بھی سچ ہے +

نواب معتمد الدولہ کا قید ہونا یعنی خانہ نشین ہونا پھر ترقی جاہ ناپایدار مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان وغیرہ اور سوانح شہر

نواب معتمد الدولہ بہادر ۱۲۳۰ ہجری نو مہینے تک امور نیابت اپنے طور پر کرتے رہے اس عرصے مین جب نواب گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگ بہادر انتظام کلی مہمات دکن و ضلاع غربی سے اطمینان کلی بکمال نیکنامی سے مراجعت فرمائی فرخ آباد مین نزول اجلال فرمایا اور منتظر آمد برسات رہے کسواسطے کہ اون دنون آمد و رفت کلکتہ موقوف بسواری بجرہ و پینس و کشتی تھی تین مہینے کے عرصے مین دورہ کانپور ہوتا تھا لکھا رہیہ کرایہ کا صرف نہ تھا درستی ریل نہوئی تھی اور کس خوبی سے انتظام دکن ہوا کہ سب شکر گذار ہوے ایک کا خون ناحق نہوا چنانچہ نواب امیر خان جو مدت عمر تک ہندوستان کے خاک چھانتے پھرتی رہی ایکدن چین سے نہ سوئے ۳۲ لاکھ کا ملک ٹونک عنایت فرمایا کہ اب آرام تمام سے بیٹھکر کھایا کرو ہولکر کو اوجین اوسیقدر ملک دیا کریم خان پنڈارہ وغیرہ کو گورکھپور مین شاید ۲ ہزار روپیہ سالکی جاگیر جو دی یہ پیٹ ہندوستان تھا اور رعایای ملک غربی و دکن کی سب شکر گزار سرکار ہوی + جناب عالی نے بھی بکمال خصوصیت بوجوہ چند اپنا جانا مناسب جانا مرشد زادہ آفاق مرزا نصیر الدین خان بہادر کو مع نواب معتمد الدولہ بہادر اور ارکان دولت وغیرہ جلوس احتشام کے روانہ فرخ آباد کیا نواب گورنر جنرل بہادر نے لوازمہ مہانداری بمقتضای محبت کمال شفقت کی سے فرمائی +

نواب صاحبون کو کونسا روپیہ وجہ مصارف سرکارین اور کونسا روپیہ بسبیل امداد دیا تھا اور میرے تصور مین یہ آتا ہے کہ بالفرض تعداد اور مقدار روپی کی بھی جو متحقق ہو لیکن دستاویز جس سے امتیاز ان دونون کا ثابت ہو سکے موجود نہوگی اور در صورت صدق تصور نیازمند کے سوای اپنے اقرار نواب صاحبون کے کوئی دلیل امکان نہین پس اگر جناب عالی اسیطرح کہ کسیطرح کی سختی اور درشتی بھی نجاے اور نواب صاحبان موصوف مشبہ جناب ممدوح اپنے حق مین اوس سے تصور نکرین صرف فرد حساب سے طلب فرمائین شاید یہی انسب ہو لیکن نیازمند جو باب مین کہتا ہے یہ موقوف صحت احتمال پر ہے یعنی موجود نہونا دستاویزات کا سر رشتہ مین اور شاید قیاس نیازمند کا اوسمین نفس الامر نہوا اور جناب عالی نے جو بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر ارادہ اپنا باب عدم مطالبہ مبالغ مذکورہ نواب شمس الدولہ بہادر سے اظہار لیا یہ بات مقتضای حال اور وقت میرے نزدیک بجا و تحسن ہے پس اغلب کہ جناب عالی یہ سلوک و مروت دربارۂ نواب نصیر الدولہ بہادر بھی بیشتر لازم و منظور تصور فرمائینگے فقط

درباب ملاقات بھائیون وغیرہ اہل خاندان نواب وزیر الممالک بہادر کی اگر رسم و آئین اس خاندان عالیشان عظمت نشان کا یہی ہے کہ کوئی شخص اونمین سے بدون استرضا اور ہمرہی نواب وزیر الممالک بہادر کی نواب گورنر جنرل بہادر سے ملاقات نکرے تو نواب گورنر جنرل بہادر بھی ہرگز تجاوز اس امر سے منظور نرکھینگے ۔

درخصوص بحال رکھنے ملازمان نواب مغفور بدستور بشرط حاضر باشی اور ورود تنخواہی کی اونکے اس سے زیادہ بالاتر مرتبہ مستلزمات علو ہمتی والا مروتی سے متصور نہین ہے ۔

اور درباب تعداد اور اونکی صنعت کے خود جناب عالی کو اختیار ہے چنانچہ نیازمند اس خصوص مین اقرار اس بات کا کہ آگے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ کسیطرح کی مداخلت امور خانہ ملازمان اور شاگرد پیشہ کی اہالی اس سرکار کے طرف سے عمل مین آئیگی اور خصوص چوکی اور پہرے فوج انگریزی کے جو بالفعل دولتسرا اور خزانہ وغیرہ پر مامور ہے یہ امر مرضی مبارک جناب عالی پر موقوف ہے جسوقت چاہین حکم فرمائین کہ لوگ سرکار عالی کے اونکی جگہ معین ہون ۔

انقباض خاطر بہم پہونچے اونکو جواب ہی دونگا چنانچہ نیازمند نے اس بات کا اعادہ کرکی بالفعل
ضبط تحریر مین کیا ہے اور خصوص بھائی اور اقربای جناب ممدوح مین صورت حال اونکی سوای
اوس حالت کے کہ جسمین کفالت وحمایت اہالی اس سرکار کی ہو صورت یہ ہی کہ سوای رای
صواب آرای معظم الیہ کے دخل و تصرف کسی اوسکا نہوگا اس باب مین نواب گورنر جنرل بہادر
ہرگز صاحب ریذیڈنٹ بہادر سے ازروی اپنے عہدوں کے کوئی حرف وحکایت نکرینگے مگر اون
دونون حال مین جو صاحب موصوف سے بالتخصیص ایما اوس باب مین ہوا ہے یا آپ جناب عالی
ترغیب خاطر سے اقدام کرکے صاحب موصوف سی محرک سلسلہ جنبانی ہوون اور مراتب اطاعت
اور انقیاد جو آپس بروفق ضوابط وقواعد معمولہ روسای اسلام پہ اپنی اہل خاندان کیطرف سے
استحقاق اوسکا رکھے البتہ ظہور اوسکا برادران اور اقربای نواب صاحب ممدوح سے نسبت
بذات جناب معظم الیہ لازم وواجب ہی اور امکان نہین رکھتا کہ اہالی اس سرکار کے ازروی
حق واجبی حمایت انکی اوٹھین سے درباب عدول حکمی نسبت اونکے عمل مین لائین جناب عالی
باوصف دعواے واجبیہ اور اختیار کم وبیش کرنے درماہہ اپنے بھائیون کے جو رکھتے ہین کہ
اونکا درماہہ کم نکرینگا ہر اینہ یہ بات شایان مروت اور علو ہمتی جناب ممدوح کی متصور ہے اور
درباب سکوت درای شمس الدولہ بہادر کے مقام بنارس مین جو بندوبست اوسکا حسن تکمیل سے
ہوا ہے موجب خوشنودی وخرسندی خاطر نیاز مآثر کے ہوا جو بر سبیل ادای باقیات مشاہیر
سابق نواب صاحب موصوف مین وہ سوال جو عند الملاقات نیازمند جناب ممدوح سے
بالمشافہہ تجویز پایا یعنی باقیات فربوہ خزانہ سرکار کمپنی سے بالفعل دی جاتی ہے بعد اسکے
جناب عالی اوس روپی کو سرکار موصوف مین عائد فرماینگے اسپر باعث خوشی کا ہوگا +

خصوص مطالبہ روپی مین جو نواب مغفرت مآب الداجد سے جناب عالی کے نواب شمس الدولہ
نواب نصیر الدولہ کو پہونچا تھا اگر جناب عالی صلاح وانصاف درصواب استصلاح اوسکی دریافت مین
تو نیازمند بالرای اپنی اس باب مین گزارش کرسکیگا لیکن ایسے امر مین اپنی طرف سے ہرگز
سبقت رہنمائی مناسب نہین جانتا کہ سواسطے کہ یہ مقدمہ امور خانگی سرکار جناب عالی ہے اور
بادی النظر مین ظاہر ہے کہ اسکی تحقیقات کمال دشوار ہوگی کہ نواب مغفرت مآب سے

یہ لوگ بزیور تقدیم لوازم دیانت و امانت ہین اور خیر خواہی اپنے رئیس مین مصروف ہونگے سود و بہبود واقعی سرکار معظم الیہ کے ملحوظ اور نصب العین ہوگی اور ہر آیینہ اہالی اس سرکار کے اونھین مستحق توجہ تفقد و استحسان اور اعانت جانکر اوسکے ابدال مین ہرگز نصیب کسی رعایا اور ملازمان سرکار نواب صاحب ممدوح سے جنکا رویہ ورفتار نوع دیگر ہو نہو سکیگا اور نواب صاحب ممدوح نے جو ملاقات کا تیور مین اپنا کا تمد مطالب نیازمند کو دیکھ لیا اور دور نگر ہینگے لیکن بعض مقدمات جو اوسمین مندرج ہین آپکے مافی الضمیر کا دریافت کرنا موجب اطمینان خاطر جناب ممدوح ہوگا لہذا عند الملاحظہ کاغذ کو بعض مراتب جو خاطر نیازمند مین گذرے اور یہ کلمات جو باعث تسلی جناب معظم الیہ متصور ہین بالفعل قلم نیاز سے لکھا ہے اور امید قوی رکھتا ہے کہ اوسکے دریافت سے نواب صاحب ممدوح کو وجہ تازہ اطمینان اور دلجمعی کی صرف مصروفت اس سرکار کے اہالی کی جہت تمامی عزت و حرمت اور خیر خواہی معظم الیہ متوجہی و دل نہادی اس نیازمند کی بذات خود اور زیادتی اوس حاصل اور وصول کی ہوگی اور نیازمند بقلم خود بھی لکھتا ہے کہ کسی طرح شبہہ نہین ہے اون مضامین عہدنامہ سرکارین جو شرح الیہ از راہ حق و انصاف معرض بیان مین آئے تھے مقصود ہے کہ اختیار و قدرت نواب وزیر الممالک بہادر کا درمیان ملک مقبوضہ کے استقلال سے ہوگا اور قرارداد جو امر مداخلت اس سرکار کے بصلاح و مشورہ ہی نواب صاحب ممدوح کو بے وسیلہ صاحب ریذیڈنٹ بہادر کے استقرار پائے اوسنے ہرگز بنظر انصاف نہین ہوتا کہ دخل درآمد سرکار موصوف کا امور خانگی جناب معظم الیہ عمل مین آئیگا البس بہت دور ہے کہ حق نوکرون اور ملازمون اوس سرکار کی جسوقت کہ وہ اپنی رئیس سے تخالف اور انحراف کرین اور اپنے آقا کے مجبور کردینے مین امور سہل اور رسمیہ مین وہم یارین حمایت اور اعانت صریحہ اس سرکار سے ظاہر ہوجاتی ہے بلکہ اس قسم کی مداخلت کبھی کسی صورت سے منظور اہالی اس سرکار کے نہوگی اور نیازمند نے قبل اسکے صاف و صریح خدمت عالی مین کہلا بھیجا تھا کہ نیازمند بدل خواہان اسکا ہے کہ آپکو عزل و نصب ملازمان شاگرد پیشہ اپنی سرکار کا سب طرح سے اختیار ہے بلکہ نیازمند کو خوشی و مسرت اسکے دریافت سے ہوگی کہ جن لوگون کیطرف سے جناب ممدوح کو کسیوجہ سے

اسپنے اطمینان کے البتہ نواب صاحب ممدوح کو کسیطرح کا عذر وحیلہ مشار الیہ کا
توقف وتاخیر بجا آوری حکم مذکور مین جائز ومسموع نہوگا کوئی اور امر باقی نرہا

جواب مرزا رمضان علیخان سنے وقت جلوس نواب صاحب ممدوح مسند نیابت پر نیک خدمت
نسبت ذات ستودہ صفات معظم الیہ کے بلکہ اس سرکار کے بھی اوسیطرح سے کی کہ مبالغہ
اوسکی تشریح واثبات کے درجے کا اور اونکے استحقاق کا بذل تفضل وعنایات جناب معزی الیہ
مین احتیاج نہین ہے معہذا نیازمند نے حال مشار الیہ کو زمرہ اون لوگون مین محسوب کیا
جنھون نے خدمت بزرگ نسبت سرکارین کے بھی اور شب ۴ ماہ نومبر سنہ حال مین سفارش
مشار الیہ کی عالی خدمت مین کی تھی یقین خاطر عاطر نواب صاحب ممدوح ہوگا کہ کسیطرح کی
توقع خان مشار الیہ کو جو غیر واجبی اور دور از قیاس ہوا ہلی اس سرکار کو متصور نہوگا اور استدعا
جو نیازمند نے علاوہ شفقت اور عطوفت نواب صاحب ممدوح پر عہدہ ہای خان مشار الیہ
بوقت مسند نشینی آپکی جسپروہ مامور تھے چاہیے احیانا اگر کسی اور کو اونکی خدمت پر مامور نہ فرمایا ہوگا
تو وجہ مشاہرہ بالفعل جو خان مشار الیہ پاتے ہین اور بدلے اون محاصل کے جو عہدہ ہای مذکور مین
پاتے تھے بحال وبرقرار رہے اور نیازمند خان مشار الیہ کو مستحق بذل انصاف اور فیاضی جناب
ممدوح کا اوس اندازے پر جو مذکور ہوا تصور کرتا ہے چنانچہ ہمیں واسطے دربارۂ مشار الیہ
اعتماد کلی اس بات کا متصدیع اوقات خجستہ صفات ہوتا ہے کہ نیازمند جسطرح سے بصدق
وخلوص سفارش خان مشار الیہ کرتا ہو آپ بھی اسیطرح تصور فرماکر مقرون اجابت فرمائینگے

درباب تقرر اون اشخاص کے جو نواب صاحب ممدوح نے واسطے تمشیت امور مستمرہ اپنی
سرکار کے صاحبزادہ بلند اقبال نواب نصیر الدین حیدر خان بہادر کیطرف سے اپنی نیابت
مین معین فرمائے ہین جناب ممدوح بذریعہ استقرار اس نقشے کے البتہ محبت سے متوجہ جزئیات
ہووینگے تو سبکدوش ہونگے اور سوال وجواب بھی جمیع مقدمات متعلقہ صلاح دونون
سرکارون کے صاحب رزیڈنٹ بہادر سے مرتبہ سہولت اور آسانی اور بسبیل صفائی
وبیحجابی عمل مین آئیگی پس جای وثوق ہے کہ اس نقشے سے راحت وآسایش فوائد برکات
نواب صاحب ممدوح کی اور بمورد خیر وخوبی رونق وسرسبزی سرکار عالی زیادہ ہوگی اور عجب

تقضیات انصاف پروری و والاہمتی معظم الیہ سے متصور اور حقیقت حال نیازمندان ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ مرحوم نے اراضی واسطے مصارف بعضے لوگون کے یا خیرات و مبرات مین دی تھی اور جب نواب صاحب مرحوم نے یہ کہا تھا یقین ہے کہ اوس مرحوم کو حق خارج کرنے اراضی مذکور کا تھا بس منبط ہونا وجہ معاش روزینہ دارون کا البتہ جای شکایت ہے اس صورت مین واگذاشت اور بحال فرمانا نواب صاحب ممدوح کا سدرمق اونکی معاش کیواسطے موجب کمال نیکنامی اور حق پروری جناب ممدوح کا ہوگا اور یہ امر کہ خبرگیری اور اعانت مسکینون اور محتاجون وغیرہ ارباب استحقاق کی منظور نظر فیض منظہر ہے باعث ثواب و حسنات و رزیادتی نام و نشان آپکا ہوگا۔

سوال جناب عمو صاحب و روالدماجد مرحوم واسطے سیر و شکار کے جب منظور ہوتا تھا تشریف لیجاتے تھے مخلص بھی بدستور معمول بزرگون کے ارادہ کریگا اطلاعاً لکھا گیا کہ ناگوار خاطر شریف نہو اور موافق معمول فوج سرکاری بقدر احتیاج ساتھ ہو۔

جواب اس باب مین نواب صاحب ممدوح کو سب طرح سے اختیار ہے اور فوج اس سرکار کی البتہ بطور معمول آپکے ہمراہ حاضر رہیگی۔

سوال جب نیازمند نے جواب مرقومۃ الصدر کے جو تعین خاطر تھے اوسنے اطمینان اور دلجمعی نواب صاحب ممدوح کی ہوئی ہوگی عمل مین لایا اب تذکرہ بعض امور کا جسکا اظہار ما فی الضمیر اپنے آپکی خدمت مین منظور ہے کرتا ہون خصوص حکیم مہدی علیخان مین گمان نیازمند مین جو ناگزیر رویہ اور رفتار اور آداب خان مشارالیہ سے کیا از روی حالات سابق اور کیا واردات اور واقعات سے جو بالفعل ظاہر ہوئے آپ پر واضح ہین اگرچہ کیفیت و وجوہ قویہ بھی مد نظر صلاح و خیر خواہی سرکار مین مقتضی صلاح دہی اوسکی ہوئی کہ نواب صاحب ممدوح نے جانا خان مشارالیہ کا دربار عالی سے اور روانہ ہونا ضلع علاقہ مین اونکی اور کبھی لکھنو کو نہ پھرن حکم فرمایا عالی خدمت سے مخفی نہین ہے اور جسوقت نواب صاحب ممدوح بصلاح دہی اہالی اس سرکار کے کماحقہ متوجہ اور مصروف ہوکر باقتضای صدق محبت اور یکرنگی امر مذکور مین حق مشارالیہ مقرون اجابت فرمایئے تو نیازمند کو سوای اظہار

نیازمند چاہتا ہے کہ اس تقریب سے اطلاع وہی اس بات کی بھی کرے کہ توجہ و استقامت
معظم الیہ کا تجویز فرمانے اوسکے نقشے مین جو مفید و موثر ہو ممالک محروسہ مین آپکو مصروف ہو
چنانچہ صاحب موصوف اس باب مین بگزارش جزئیات اوسکی عالی خدمت مین مستعد و آمادہ
ہونگے اور اس ضمن مین نیازمند ذکر صورت نقشہ حالیہ پولس مین متعلقہ محالات اس سرکار کو
جو سرکار سامی سے ملحق ہین رجوع کرتا ہی کہ باوجود عمل مین لانے اوس بندوبست کی جو باتفاق
اہالی اس سرکار اور والد مغفور نواب صاحب ممدوح کے قرار پایا تھا چور اور غارتگر ملک سرکار
اگر محالات مذکور مین چوری و غارتگری کی اور مع مال مسروقہ پھر ملک سرکار عالی مین پناہ
لیگئے نیازمند اس باب مین صاحب ممدوح کو ایما کریگا کہ خدمت عالی مین گزارش کرین اور مستوجہ مصروف ہون
سوال اگر کوئی شخص اقربا اور متوسلین یا ملازمین یا رعایای مخلص سے آپکی حضور مین بکلمۂ
نالش کرے اوس صورت مین تھوڑی سی بھی التفات سے اوسشنوائی نالش سے موجب تخفیف
اوسکی مخلص کا ہے اور باعث ہوصلہ او رونکا اور بتصدیع آپکی امید کہ مجبور اوسکے سننے کو
بھی جواب ہو کہ اپنے ملک مین جاکر رجوع کرے اور درصورت اصرار بدرشتی بدر کیے جاوین
تا بوجہ وقار مخلص کا بحال رہے اور ابواب فساد بند ہو جاوین کہ یہان تین درجے عدالت کے
مقرر ہوے ہین باوجود اسکے یہان سے جانا دلیل خواہش بیجا کی ہے +

جواب نیازمند اقبال و منظوری مین اسکے کچھ عذر و تامل نکرسکیگا مگر صرف حق مین اون
لوگون کے جو کفالت سرکار مین ہین اور ایفائی قول و اقرار انکا لازم ہے +

سوال ازانجا کہ خیرات و مبرات موجب برکت اور سرسبزی ریاست اور رضامندی خالق اور
نیکنامی خلق اللہ ہے منظور ہوا جو عہد عمو صاحب قبلہ مرحوم مین معافی ہوتی تھی
اور عہد والد مغفور مین سنون سے مسدود ہی اوسمین تحقیقات کرکے جو قابل گذاشت ہو معاف
کیجاوے بلکہ اپنی طرف سے خبرگیری مسکینون اور محتاجون اور ارباب علم و فضل و زہد و تقوی
کیواسطے بقدر کفاف معین ہوگا تا فارغ البال ہو کر دعای ازدیاد عمر و دولت کے بقا مین
مشغول ہون آپسے اطلاع کی گئی +

جواب اس خصوص مین مخوای کلام نواب صاحب ممدوح سے مفہوم ہوتا ہی ہر آئینہ مقصد آپکا

جو دست ظلم اور زیادہ طلبی اونکی سے زمیندار اور رعایای مظلوم جان سے تنگ ہو کر چارہ سوای معاملہ کے تعلق تھے اور اعانت اور امداد اون ظالمون کی مشرفت الم دست درازی مین اونکی موجب بدنامی اور ہتک سرکار کی ہوتی اور ہمیشہ کمال شاق و ناگوار خاطر اعلی ممدوح کے ہوتا اور جو لوگ مرتکب ایسی حرکات کے ہونگے اونکی حمایت درگذر کر ذریعہ اس سرکار سے ممکن نہین کہ عمل مین آئے لیکن جیسا از روی تقرر اور اجرای نقشہ مستحسان کو انتظار اس بات کا اعلی ممدوح سے حاصل ہو کہ طلب فوج جہت تقویت اور تائید احکام عمال اور مستاجران ہمیشہ کے زیادہ طلب عمل مین نہ آئیگی اور نواب صاحب ممدوح یقین تصور فرمائین کہ فوج مذکور واسطے تقویت اور حفاظت حقوق اور ریاست واجبیہ مومی الیہ کیواسطے بلا توقف تقدیم اعانت واقعی مین حاضر و مستعد ہوگی ۔

سوال عدالت مین مقرر کیا گیا کہ ہر ضلع مین ایک فاضل علمہ ضروری سے ضلعداران ضلع کے پاس ہیگا تا قضایای ضلع اوسی جا موافق شرع شریف کے فیصل ہوا کرین اور کسیکو تنخواہ مین سے شک ہوگا رجوع عدالت لکھنؤ مین کرے کہ اپیل ہوگا اور اگر پھر شک ہوگا دو فاضل تقیح جو حاضر حضور ہونگے وہان رجوع کرے کہ بمنزلہ صدر اپیل ہوگا ۔

جواب ارادہ نواب صاحب ممدوح کا اب مقرر کرنے نقشہ عدالت مین حسب شرع متعینہ اور قانون کے بہت مستحسن ورسجا متصور ہوا اور از بسکہ یہ امر بہت نازک اور پوشیدہ ہے ممکن نہین کہ نیازمند اوس تفصیل اور تصریح مراتب اپنی رای بر اس خصوص مین بالفعل کرے لیکن جسوقت نواب صاحب ممدوح جزیات نقشہ مجوزہ اپنے سے صاحب رزیڈنٹ بہادر کو مفصلا اطلاع دینگے اور یقین ہے کہ یہ بات آپکو بھی بدل منظور ہوگی اوسوقت البتہ فائدی نقشہ مذکور کے قیاس و تصور مین آسکین گے اور یہ مقدمہ ہی کہ غالبا نواب صاحب ممدوح اس باب مین خواہان استصلاح اور استصواب کے نیازمند سے ہونگے اور خیر اندیش بلا تکلف اور بکمال صفای باطن موافق اظہار اپنے رای کے کریگا اور یقین ہی کہ نواب صاحب ممدوح اظہار مذکور کو بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر جو حسن دلائل سے معروف ہے اور تعلق خاطر نیازمند اور بہبود سرکار عالی مین تصور فرمائینگے اور یہ امر مذکور مقدمہ پولس سے بھی متعلق ہے

نیازمند چاہتا ہے کہ اس تقریب سے اطلاع وہی اس بات کی بھی کرے کہ توجہ استقامت
معظم الیہ کا تجویز فرمانے اوسکے نقشے مین جو مفید و موثر ہو ممالک محروسہ مین آپ کی مصروف ہو
چنانچہ صاحب موصوف اس باب مین بگذارش جزئیات اوسکی عالی خدمت مین مستعد و آمادہ
ہونگے اور اس ضمن مین نیازمند ذکر صورت نقشہ حالیہ پولس مین متعلقہ محالات اس سرکار کی
جو سرکار سامی سے ملحق ہین رجوع کرتا ہی کہ باوجود عمل مین لانے اوس بندوبست کی جو باتفاق
اہالی اس سرکار اور والد مغفور نواب صاحب ممدوح کے قرار پایا تھا چور اور غارتگر ملک سرکار
اگر محالات مذکورہ مین چوری و غارتگری کی اور مع مال مسروقہ پھر ملک سرکار عالی مین پناہ
لیگئے نیازمند اس باب مین صاحب ممدوح کو ایما کریگا کہ خدمت عالی مین گزارش کرین اور توجہ مصروف فرماوین
سوال اگر کوئی شخص اقربا اور متوسلین یا ملازمین یا رعایا و مخلص سے آپ کی حضور مین بابت
نالش کرے اوس صورت مین تھوڑی سی بھی التفات سے اوس شنوائی نالش سے موجب تخفیف
اوسکی مخلص کا ہے اور باعث حوصلہ اوسکا اور تصدیع آپ کی امید کہ مجبور اوسکے سننے کو
بھی جواب ہو کہ اپنے ملک مین جاکر رجوع کرے اور درصورت اصرار بدرشتی بدر کیے جائین
تا بوجہ وقار مخلص کا بحال ہے اور ابواب فساد بند ہو جائین کہ یہان تین درجے عدالت کے
مقرر ہوئے ہین باوجود اسکے یہان سے جانا دلیل خواہش بیجا کی ہے +
جواب نیازمند اقبال و منظوری مین اسکے کچھ عذر و تامل نہ کرسکیگا مگر صرف حق مین اون
لوگون کے جو کفالت سرکار مین ہین اور ایفاء قول و اقرار اسکا لازم ہے +
سوال از انجا کہ خیرات و مبرات موجب برکت اور سرسبزی ریاست اور رضامندی خالق اور
نیکنامی خلق اللہ ہے منظور ہوا جو عہد عمو صاحب قبلہ مرحوم مین معافی ہوئی تھی
اور عہد والد مغفور مین سنون سے مسدود ہو ہی اوسمین تحقیقات کرکے جو قابل گذاشت ہو معاف
کیجاوی بلکہ اپنی طرف سے خبرگیری مسکینون اور محتاجون اور ارباب علم و فضل و زہد و تقوی
کیواسطے بقدر کفاف معین ہوگا تا فارغ البال ہوکر دعاء ازدیاد عمر و دولت کے بقا مین
مشغول ہون آپ سے اطلاع کی گئی +
جواب اس خصوص مین مخوای کلام نواب صاحب ممدوح سے مفہوم ہوتا ہی ہر آئینہ مقصد کا

جو دست ظلم اور زیادہ طلبی اونکی سے زمیندار اور رعایای مظلوم جان سے تنگ ہو کر چارہ سوای
معاملہ کے تعلق سمجھتے اور اعانت اور امداد اون ظالمون کی مشرفت ظالم دست درازی مین
اونکی موجب بدنامی اور ہتک سرکار کی ہوتی اور ہمیشہ کمال شاق و ناگوار خاطر اعلی ممدوح کے
ہوتا اور جو لوگ مرتکب ایسی حرکات کے ہونگے اونکی حمایت اور کمک ذریعہ اس سرکار سے ممکن
نہین کہ عمل مین آئے لیکن جیسا از روی تقرر اور اجرای نقشہ مستحسان کو انتظار اس بات کا
اعلی ممدوح سے حاصل ہو کہ طلب فوج جہت تقویت اور تائید احکام عمال اور مستاجران بشرط عیشت
کے زیادہ طلب عمل مین نہ آئیگی اور نواب صاحب ممدوح یقین تصور فرمائین کہ فوج مذکور واسطے
تقویت اور حفاظت حقوق اور ریاست واجبیہ موصی الیہ کیواسطے بلا توقف تقدیم اعانت
واقعی مین حاضر و مستعد ہوگی +

سوال عدالت مین مقرر کیا گیا کہ ہر ضلع مین ایک فاضل عالم فوجداری سے ضلعداران ضلع کے
پاس ہیگا تا قضایای ضلع اوسی جا موافق شرع شریف کے فیصل ہوا کرین اور کسیکو تجویز مین
سے شک ہوگا رجوع عدالت لکھنؤ مین کرے کہ اپیل ہوگا اور اگر پھر شک ہوگا دو فاضل تنقیح
جو حاضر حضور رہینگے وہان رجوع کرے کہ بمنزلہ صدر اپیل ہوگا +

جواب ارادہ نواب صاحب ممدوح کا اب مقرر کرنے نقشہ عدالت مین حسب شرع معینہ
اور قانون کے بہت مستحسن اور بجا متصور ہوا اور از بسکہ یہ امر بہت نازک اور پوشیدہ ہے
ممکن نہین کہ نیازمند اوس تفصیل اور تصریح مراتب اپنی رای بر اس خصوص مین بالفعل کرے لیکن
جسوقت نواب صاحب ممدوح جزیات نقشہ مجوزہ اپنے سے صاحب رزیڈنٹ بہادر کو مفصلا
اطلاع دینگے اور یقین ہے کہ یہ بات آپکو بھی بدل منظور ہوگی اوسوقت البتہ فائدے نقشہ
مذکور کے قیاس و تصور مین آسکین گے اور یہ مقدمہ ہے کہ غالبا نواب صاحب ممدوح اس
باب مین خواہان استصلاح اور استصواب کے نیازمند سے ہونگے اور خیر اندیش بلا تکلف اور بکمال
صفای باطن موافق اظہار اپنے رای کے کریگا اور یقین ہے کہ نواب صاحب ممدوح اظہار مذکور
کو بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر جو حسن و لائق سے مصروف ہے اور تعلق خاطر نیازمند
کو بہبود سرکار عالی مین تصور فرمائینگے اور یہ امر مذکور مقدمہ پولس سے بھی متعلق ہے

چنانچہ اسکا ذکر مضامین خط نیاز مند سے جو موسومہ والد ماجد مغفور نواب صاحب ممدوح تحریرہ
۲۵ ماہ مارچ سنہ ۱۸۱۴ء مطابق ۳ شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۲۹ ہجری تھا بالتخصیص عمل میں آیا ہے اور
جس موقع سے صلاح جزئیات نقشہ تحصیل ثانی قرار پاوے ہونا امضا کا دستور ورنا گزیر ہے
پس ہرگز یہ کسیکے وہم و خیال میں بھی نہ آسکیگا کہ تقرر امضا آپکی تجویز سے نہیں ہوا اور
مداخلت دوسرے کی ہوئی؛

خط جناب عالی اب نقشہ انتظام ملک موافق تجویز نواب صاحب ممدوح منظور رہوا اور
یہ صلاح تمام ممالک محروسہ کی ہوئی پس ہر ضلع میں ضلعداروں کا بمنزلہ کلکٹر کے ہے اس
حیثیت اور حقیقت سے ہوئی کہ بصورت اور اونکی ہیبت سے سبب عملداروں پرگنات اوس ضلع کے
ہوکہ در صورت تمرد تنبیہ و تدارک انکا اپنی جمعیت ہمراہی سے کرسکے اور وقت ہر ہنگامہ بلوہ
فوج انگریزی کی تکلیف لازم ہو اگر عہدہ برائی اپنی جمعیت ہمراہی سے نکرسکے تو ناگزیر
فوج انگریزی استمداد کرسکے پس اس صورت میں اجازت ہو کہ انتظام ہر ضلع کیواسطے بقدر
ضرورت فوج نوکر رکھکر سر کوبی متمردوں کی کرسکے؛

جواب تجویز ملک با صلاح ہر آئینہ نقشہ مجوزہ اس سرکار کا جو خدمت والد مغفور نواب صاحب
ممدوح نے لکھبھیجا تھا موافق ہے لہذا سب طرف سے قبول اور مستحسن آپ کی رائے کے ہوا
اور ہونا ضلعداروں کا اس حیثیت سے جو شایان انکی قدر و منزلت کے ہو بہت مناسب ہے
لیکن نواب صاحب ممدوح کو ظاہر ہے کہ فوج جو سرکار عالی میں نوکر ہے مقدار اوسکی از روی عہد نامہ
جو مقرر اور معین ہے یقین ہے کہ اوس سے بڑھ نجاوے اور نہ بندی پیادوں کی جنس سے
کہ تحصیل مال کیواسطے مطلوب ہو البتہ ضلعداران مذکور نوکر رکھینگے اور فوج انگریزی
ہمیشہ احکام واجبہ نواب صاحب ممدوح میں مستعد اور آمادہ رہیگی لیکن گفتگو جو بعض اوقات
درباب ماموری فوج اس سرکار کی واسطے اعانت امر تحصیل کے ہوئی بغاوت اور سرکشی
زمینداران متمرد سے نسبت اپنے رئیس پر یعنی نواب صاحب ممدوح مطلق تعلق نہیں رکھتے
کسواسطے کہ جو لوگ جادۂ اطاعت سرکار سے پاؤں باہر دھرتے ہیں تنبیہ و تدارک فوج مذکور پر
لازم ہے اور قید و شرط جو باب ماموری فوج مذکور میں ہوئی امداد و اعانت عامل مستاجر سے

مجوزۂ اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر مفید مقصود رہے یا نہیں اسواسطے کہ مدار نقشۂ مذکور کا بندوبست سہ سالہ ہے جو بعد دریافت احوال ملک اونکو ازروی تحقیقات عمل مین آئیگا بس نیازمند کے نزدیک انسب یہ ہے کہ نوابصاحب ممدوح نقشۂ مجوزۂ مذکورہ کو عمل مین منظور رہے معزی الیہ جسطرح سے جاری فرمایا ہے بخوبی جاری فرمائے یا دوسرا نقشہ تجویز فرما کر میرے پاس بلاتوقف بھیجدیجیے اور برتقدیر اول صاحب زیڈنٹ بہادر واسطے گزارش تفصیل نقشۂ مذکور اور تصریح جمیع جزئیات بلاتوقف خدمت معزی الیہ مین اور اہلکار جو بالفعل مقرر ہوے ہین اور حاضر و مستعد ہین اور برتقدیر ثانی مکلف خدمت ہوتا ہے کہ اپنا نقشۂ مجوزہ جسقدر کہ جلد ہو میرے پاس بھیجدیجیے کہ وقت ہاتھ سے جاتا ہے بہرصورت آرزو اور تمنای دلی نیازمند یہی ہے کہ بندوبست جو واسطے بہترین مصالح امور ریاست نوابصاحب ممدوح کے ایسا ضرور اور منظور ہے کہ باستر ضای کلی معزی الیہ اور مطابق شرایط مندرجہ عہدنامہ یعنی اہلکاران سرکار عالی کے ذریعہ سے جس مشیت قبول کرے اور ہرگز منظور نہین کہ اہالی سرکار کی نسبت باختیار نوابصاحب ممدوح اور تجویز مین امنا وغیرہ کارپردازان سرکار عالی کی مداخلت کرین مگر صرف یہی حق اختیار ضروری اونکو نہین باقی رہیگا کہ جب عدم قابلیت کسی شخص معززشدہ کی نسبت دریافت ہوگا یا اوسکی خیانت کے متحقق ہو وجوہ عدم صلاح اوسکے تقرر کا آپ کی خدمت مین اظہار کرین اور غرض نیازمند کی یہ ہے کہ حکومت و ریاست ممدوح شمول اعتبار و استحکام روی ایام پر آشکارا اور جلوہ گر ہو جاوے پس امر متعلق امنای محالات تجویز رای رزین نوابصاحب ممدوح کا نظر خلائق مین کھل جائیگا اور ہرگز موجب غلط فہمی لوگونکا اس باب مین نہوگا اور بموجب کلام نواب صاحب ممدوح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی خواہش یہ ہے کہ تمامی ممالک محروسہ کو برخلاف نقشۂ مستاجری تعلق تحصیل امانی کرین اہالی اس سرکار کے اس باب مین اوس سے زیادہ صلاح وہی عمل مین نہین آئی تھی کسواسطے کہ انھون نے تجویز اور استقرار جزئیات نقشۂ مجوزۂ اس سرکار کو موقوف رای صواب آرای معظم الیہ پر باتفاق صاحب زیڈنٹ بہادر پر رکھا تھا اوس عنوان سے جو ہر آینہ موجب رضا اور خوشنودی آپکی خاطر عاطر کا ہوگا

سوال شمس الدولہ بہادر بنارس میں موشگافی اور تدبیرون میں مشغول رہتے ہیں سدباب انکی مدبیرون کا ہوا ورخان برخوردار موصوف اس خصوص میں فضل گزارش کرینگے اور اس باب میں آپ ایسے کر فرماسے دلجمعی و اطمینان حاصل ہے +

جواب نواب شمس الدولہ بہادر حقیقی فکر و سازش یا اور حرکات ناشایستہ نسبت جناب عالی کرینگے اہالی سرکار ہرگز اوس باب میں حمایت و التفات نکرینگی بلکہ برعکس اوسکے اوس طریق سے جتنا کہ صاف و صریح پر عتاب و امتناع کیا جائیگا غرضکہ جناب عالی اس باب میں اہالی سرکار ممدوح سے ہر آئینہ من جمیع الوجوہ اطمینان و خاطر جمع رکھیں +

سوال میں وارث نقد و جنس اندوختہ والدہ صاحبہ قبلہ و کعبہ مدظلہا کا ہون اور اُنکے اواحقون کی خبرگیری منظور کی ہے لہذا الطاف و انصاف سے آپ کے امیدوار ہون کہ میری حق تلفی نہوا اور جو کچھ کہ اوسنے منظور رہا ہے معلوم ہوا اور اس مقدمہ میں تحسین متعلقان متوفی کے توجہات نہو +

جواب البتہ جو قرار داد فیما بین اہالی اس سرکار کے اور جناب عالیہ بہو بیگم صاحبہ کے بیچ حیات نواب مغفرت مآب والد ماجد جناب عالی قبل از لینے عہدہ ریاست ممالک محروسہ کا کمپنی انگریز بہادر مجھسے عمل میں آیا فراموش خاطر مبارک جناب ممدوح ہوگا اور میں اس لحاظ سے عنا کہ پیشتر سے وعدہ اس سرکار سے ہوچکا ہے اور اسکا بھی معین ہون کہ ایفای مستدعیات راسخ القولی جناب عالیہ کے ساتھ ہوا اور کسیطرحکا اتلاف و نقصان حقوق رئیس ملک اودھ اوس سے متصور نہین اس صورت میں بائین اور ایفای عہدنامہ مذکور اہالی اس سرکار واجب و متحتم ہے لہذا جناب عالی کو اس باب میں اطمینان کلی رہے کہ بعد تعمیل وسے انجام اوس وجہ کے جو واسطے تقدیم وصایای معظم الیہا کے موافق مضمون عہدنامہ نامزد ہو جتنا نقد و جنس محلہ کہ جناب عالیہ باقی رہیگا بلا کم و کاست خزانہ جناب عالی میں داخل ہوگا اور خصوص جاگیرات جناب عالیہ ہین کہ وہ البتہ موافق معمول ابعد جناب معظم الیہا کے شمول ملک سرکار رئیس اودھ کے ہونگے اور بکرار اسکے ذکر کی کچھ احتیاج نہین ہے کہ اس سرکار کی کسیطرح کی اوسمین مداخلت نہوگی +

بند ملفوفہ خط نواب گورنر جنرل بہادر مرقومہ ۲۲ جون ۱۸۱۵ عیسوی مطابق ۱۳ رجب ۱۲۳۰ ہجری

سوال جناب عالی باوجود اسقدر دلیری وخاطرداری اور منظوری پرورش اور سلوک کو احوال نصیر الدولہ بہادر کا البتہ صاحب مہربان دوستان عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ سے واضح رای عالی ہوا ہوگا اور شہامت عوالی مرتبت بسالت وعالی منزلت خان برخوردار معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خان بہادر ضیغم جنگ نے احوال برادر موصوف کا اور اوروں کا مفصل گزارش کرینگے انکے واسطے ایک طرح قرار پاوے کہ اطاعت وفرمانبرداری مین اور خلاف مرضی کوئی امر سرزد نہو +

جواب نواب گورنر جنرل ظہور مراتب انحراف وترک ادب جناب عالی کی بھائیونکی طرف سے ناگزیر موجب تاسف وباعث کدورت وناخوشی خاطر کا نسبت اونکی ہوگا یقین جانیے کہ وہ ہمیشہ کرنے سے ایسے سلوک کے بلاشک وشبہہ بعرض زجر وعتاب مین نازمند کے گرفتار ہونگے چنانچہ آگے بھی لکھا ہے کہ میرے نزدیک جناب عالی نسبت اپنے بھائیونکی اختیار نہی رکھتے ہین اور اب بھی لکھا جاتا ہی کہ جناب عالی یقین تصور فرمائین کہ اہالی اس سرکار کے نزدیک اختیار واقتدار اس باب مین سرآئیندہ باداب جناب ممدوح تعلق رکھتا ہو بھائی اور اقربای جناب عالی جو راہ مستقیم اطاعت ورضا جوئی جناب ممدوح سے منحرف ہوکر راہ تمرد وعدول حکمی اختیار کرین احیانا اگر جناب عالی لوازم تادیب وتفہیم جو ادنکے جرم کیواسطے قرین مصلحت وسختی ہو عمل مین آوے اہالی اس سرکار کے اوسمین حرف وحکایات نکرینگے فی الحقیقت اہالی اس سرکار کو اور صاحب دربار جانشین لکھنؤ کو پہنچتا ہی کہ ایسے مقدمے مین دکر وفکر کو روا رکھین لیکن ایسی حالت مین کہ غماز اور دروغ انداز بار اور منفص ومکدر کرنے مزاج جناب عالی کے کسی بھائیون اور اہل خاندان کیطرفسے باتین بے اصل وباظہارات فضول ومبالغہ عمل مین لائین ایسے حال مین البتہ خود جناب عالی مترصد اس امر کے ہونگے کہ صاحب جانشین موصوف اون باتون سے اطلاع وخبر رکھیں کرین کہ وہ مکر وحیلہ دراندازون پر پہونچکر تفحص وتحقیق حال کرین +

اور علاقہ ہنڈیہ جو مابین پراگ کے ہے اور الہ آباد تھا اور زمینداروں کی آمد و رفت کشتیوں مین
بعلت محصول فساد کرتی تھی اوسکے عوض نواب گنج کنارہ دریا گھاگرہ دیا ؛
القصہ نواب معتمد الدولہ اپنی یاوری اقبال سے اس عہدہ جلیلہ پر منصوب ہوے
مثل مشہور ہے حالت افلاس مین جنسے کسیطرحکا تعارف رکھتے تھے مثل مور و ملخ ہجوم لائے
نواب بلحاظ اسکہ عالی ہمت بیسر چشم خلقی و دوست پرور تھے ہر شخص کو علی قدر حال خدمات
عالیات پر مامور کیا چنانچہ عرایض ملکی میر الٰہی بخش ابن عم کے تفویض کیے یہ پہلے نواب
حسین الدین خان کے ملازم پندرہ روپیہ پاتے تھے اونکی خواصی مین بیٹھتے تھے میر کو
خاص محل کے بھانجے کو کوٹھی پنج محلہ کرایہ پر اٹھاتے کو اپنا دیوان کیا میر اسد علی دوست قدیم کو
داروغہ عدالت اپیل دیوانی و فوجداری کیا پرچہ اخبار مرزا غلام محمد خان کو دیا انسے تعارف
بریلی سے ہو گیا تھا جب جناب عالی نے قبل از جلوس گینڈے لینے کو بھیجا تھا راجہ بالکرشن
کو بھی اوسیامن خلعت و دفتر اصطبل عطا ہوا تھا ہاتھی پالکی سے انسے تعارف منشی علی نقی خان
کے زمانے سے ہو گیا تھا بلکہ انسے کہتے تھے کہ مین نے خلعت نیابت فقط تمھارے بھروسے
پر لیا ہے کسواسطے کہ مین کار و بار ملکی و مالی سے ناواقف ہون اور خود جناب عالی نے بھی
اسی باب مین سفارش فرمائی تھی فقیر محمد خان نواب امیر خان کے لشکر سے تازہ وارد تھے
سپاہی سمجھکر تین سو روپیہ کی اسامی میر علی پناہ بنارسی کی دی رسالدار کیا تاج الدین حسین خان
کا انکا ہمسایہ تھا اوسکو انھون نے اپنا گھر نذر کیا بعد اسکے رفتہ رفتہ انکا قرب و منزلت بڑھا
سبحان علیخان اور یہ دونون مقرب خاص ہوے نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کو
اپنا ہم پلہ و مدعی سمجھکر باجازت جناب عالی نظامت خیرآباد و محمدی پر روانہ کیا
وہ بھی اوسی خدشہ پاک سکے تھے چلتے چلتے اپنی حکمت عملی سے ایک پیچ دیگئے جناب عالی
سے مناسب یہ ہے کہ نواب گورنر جنرل کے سامنے مرشد زادہ آفاق نواب نصیر الدین حیدر
خان کو اپنا نائب کیجیے دوسرا شخص غیر انکا نائب ہو چنانچہ یہی بنیاد اصل اصول
ریاست کی ہوگئی *

تحریر سوال و جواب جناب عالی و نواب گورنر جنرل بہادر

محروم رہے چند روز تک گرمجوشی مصاحبت مین رہی جب آغا میر کو خلعت نیابت ہوا مایوس ہو کر خانہ نشین ہوے نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان اگرچہ مخصوصین جنت آرامگاہ تھے یقین تھا کہ جب نواب شمس الدولہ ہو گئے ہین اونکا خواہ مخواہ نائب ہونگا اگر کچھ بھی نمد نہ ہوتا تو وہ بھی بہت سی خاک اوڑاتے اور بہت کچھ خرچ بھی کرتے سلسلۂ عملۂ کلکتہ سے بھی تھا اور بخوف جناب عالی عملۂ رزیڈنٹی سے موافقت نکی غرض ہر شخص اہلکار قدیم متمنی اسی عہدے کا تھا اور بعض ولاو نایبان قدیم بھی متر صد اسی کے تھے لیکن جناب عالی کے اختیار کلی ہونے سے سب کے وفعۃً ٹھنڈے ہو گئے اس راز نہانی سے کوئی واقف نہ تھا جب جناب عالی سے نواب گورنر جنرل سے باب نیابت مین گفتگو ہوئی فرمایا کہ اس امر مین اعتماد حق قدامت کا ہونا مقدم ہے لہذا امیر معتمد خاص آغا میر سے زیادہ کوئی نہین اور امور ریاست سے جب اسباب جمع ہوتا ہین نا واقف واقف ہو جاتا ہے اور مین خود متوجہ رہونگا اور سب عملہ قدیم ہے نواب گورنر جنرل نے اسے قبول کیا +

دوسرے دن جناب عالی نے خلعت نیابت آغا میر کو دیا خطاب نواب معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خان بہادر ضیغم جنگ ملاحسب سررشتہ اسیوقت نواب گورنر جنرل کی نذر کو گئے وہان سے بھی وہی خلعت ہاتھی پالکی عنایت ہوا پھر جناب عالی کی نذر کو آئے یہ امر باعث ملال خاطر ہوا لیکن کیا فائدہ وقت ہاتھ سے جا چکا تھا سبحان اللہ سالہاے دراز سے کون امیدوار تھا اور کسکو بے منت بی مشقت ملیا

بعد ہشتم عشرہ کے نواب گورنر جنرل راہ خیر آباد سے بریلی تشریف لیگئے اور اب ہر درستی امور خانگی مین کچھ دخل نہین کسواسطے کہ جناب عالی اپنے ممالک محروسہ امورات خانگی مین مختار ہین مگر مقدمات عظیمہ مین صلاح صواب دید صاحب رزیڈنٹ کی البتہ چاہیے ہے کسواسطے کہ یہ امر قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے خلد منزل جنت آرامگاہ سے دو کرور روپیہ بعوض تنخواہ متوسلین ہر خیر خواہان سرکار کمپنی انگریز بہادر دو کرور کے سود مین علاقہ کھیری گڈھا اور زمین ترائی ملک نیپال جو ممالک محروسہ کے دامن مین سے

یہاں بھی طریق مہمانی و ضیافت جیسا چاہیے ہوا بعد اسکے حسب سرشتہ کرنل صاحب
راضی نامہ بلا نواب گورنر جنرل روانہ دہلی براہ خیرآباد ہوئے صاحبان عالیشان
خاص جو باقی مبانی مقدمات ماضیہ جنت آرامگاہ کے ہوئے تھے حضور نواب گورنر جنرل
جا کر انجیل و ٹھاکر بری الذمہ ہوئے اور بسلامت لکھنؤ سے چلے گئے اور ہر ایک سبب سے
گورنمنٹ پر ظاہر ہوا مگر نواب گورنر جنرل پر اونکی خیر خواہی و بیقصوری اور خوف جناب عالی
کھل گیا اور کردار و رفتار کرنل بیلی صاحب بخوبی منکشف ہو گیا جب بعد سیر و سیاحت
ممالک مغربی وغیرہ فرخ آباد میں مقیم ہوئے ۱۸۱۵ء مطابق ۱۲۳۰ھ کرنل صاحب کو موقوف
کیا اسٹریچی صاحب رزیڈنٹ گوالیار کو جو جنرل مالکم صاحب کے ساتھ کابل و ایران گئے تھے
اونہیں رزیڈنٹ کیا جب وہ داخل لکھنؤ ہوئے کرنل صاحب بسواری بجرہ ہائے دستکاری
دریائے گومتی سے روانہ کلکتہ ہوئے وہاں سے سیدھے ولایت چلے گئے بہت سا
اسباب تحفہ ہندوستان خصوصاً کتب قلمی خط ولایت وغیرہ لیگئے کہ صاحب ممدوح عربی
و فارسی سے تھے اونسے پیشتر المفنسٹن صاحب ممبر اول کونسل مربی خاص ولایت جاچکے تھے
اس جہت سے زیادہ موجب افسردگی خاطر تھا مثل مشہور ہے مربی بسیار و در باب شعور+
مگر صاحبان عالیشان پر بھی اونکے کردار کھل گئے تھے
لیکن باوصف ہونے راضی نامہ کے نواب گورنر جنرل نے بہت سے امور ریاست کے
خاطر خواہ درست کر دیے یعنی امور خانگی میں اختیار کلی دیا اور جس امر کی درخواست کی
اوسے بطیب خاطر قبول کیا اگرچہ بحسب ظاہر ثمرات جنت آرامگاہ کی بدولت ہوئے تھے
اور سب جانتے ہیں کہ جیسا نواب گورنر جنرل لارڈ کارن والس و لارڈ [illegible] صاحب نے
اس خاندان عالیشان کے خورد مراتب و منزلت کا پاس و لحاظ رکھا ویسا کسی نے
نہیں کیا اور مارکوئس ہیسٹنگز صاحب بہادر تو سارے ہندوستان کے شفیق تھے
بشرطیکہ یہاں بھی کوئی اوس لیاقت کا ہوتا+

تفویض نیابت باغا میر

خلاصہ باب نیابت میں مرزا حاجی اپنے باپ کی بدولت

مختصر یہ ہے کہ آغا میر کو فی الحقیقت بسبب قدامت اور محرم راز ہونے جناب عالی کے مزاج مین بڑی مداخلت تھی اور اپنے قرۂ غیبی سے شادی مرگ ہو رہے تھے ایک دن خلوت مین جناب عالی کے قدمون پر گر کر رونے لگے کہ افسوس اس غلام نمکخوار کی سالہا سال کی محنت جانفشانی سب خاک مین ملی جاتی ہے حضور ان مصاحبان خاص کے بھروسے پر غافل ہین مطمئن ہین آپ کو بات جنون جو اول کلام کرنل بیلی صاحب کا تھا وہی پیش آیا کہ اس بات ابائی سے محروم کرکے نواب شمس الدولہ کو منسوب کردین کہ وہ پیشتر سے بموجب حکم و تجویز نواب گورنر جنرل بموجب ورثہ بہت جنت آرامگاہ بعہدۂ نیابت مامور ہو چکے ہین اور اجرای کاروبار ریاست سب انکے دخل سے ہوتا رہا اور اگر جنت آرامگاہ آپ کے واسطے درخواست کرتے تو بھی صورت ہوتی غلام اپنے حق نمک سے ادا ہوا آیندہ حضور کو اختیار ہے اور بعد اس تصفیہ خاص کے جو تجویز ان صاحبون کے ہو رہا ہے پھر کوئی صاحب رزیڈنٹ آپ سے مطمئن نہوگا جناب عالی ازبسکہ اونکو بڑا معتمد و خیرخواہ سمجھتے تھے اس خبر سے متزلزل ہوے اور عبرات حق کو دل سے دور کرکے اوس سے صلاح پوچھنے لگے عرض کی کہ اگر صاحب رزیڈنٹ کے راضی نامہ مین باغوای خیرخواہی ان صاحبون کے تامل ہوگا بہت سی خرابیان اس ریاست مین پیش ہوا کرینگے اور مطالبہ مقدمات ماضیہ کا جیسا جنت آرامگاہ سے ہوتا ویسا آپ سے نہوسکیگا لہذا حضور اپنے عہد دولت کو غنیمت سمجھین تو بہتر ہے

غرض جناب عالی نے اسکی صلاح نیک سمجھکر وہ جو کچھ صاحبون نے سمجھایا تھا اوس سے ہاتھ اوٹھایا نواب گورنر جنرل بہادر جب داخل کانپور ہوے جناب عالی بڑی دھوم دھام و جمعیت لشکر سے تشریف فرما ہوے جتنی فوج اور شاگرد پیشہ تھا سبکی وردی پرتکلف عطا کی راجہ ممالک محروسہ کے بھی اپنی فوج کتائی ہی ساتھ تھے وہان گرانٹ صاحب کی بنگلے مین نواب گورنر جنرل تھے حسب معمول چاہ پانی و ضیافت اور ایکدن گورنر جنرل نے خود سارے کنبوہ کی ذات خود قواعد دکھائی کسواسطے کہ کماندر انچیف بھی خود تھے بعد ہفتہ عشرہ کے مراجعت فرمائی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل بعد چار مقام راہ کے داخل شہر ہوے شہر کی آراستگی بہت ہوئی تھی سارا شہر کوچہ و بام بازار مین بھرا ہوا تھا ایک طنطنہ

بیماری سے اوٹھنا مشکل ہوا دربار رزیڈنٹی موقوف ہوگیا آخر ناکام جہان سے اوٹھ گیے اب تقدیر نے دوسرا رنگ دکھایا منشی علی نقی خان میر منشی جو روبروی فروغ مرزا جعفر انکے پر جلتے تھے انکی عدم حاضری دربار سے اونکی بن پڑی کسواسطے کہ سارے شہر کی رجوعات مرزا جعفر و مرزا حاجی کے گھر تھی آغا میر انکے بھی پاس جایا کرتے تھے اس خیال سے ہم شاید کہ ہمین بھیہ برادر و بال مگر موافق اپنے حوصلہ عزت کے متمنی خدمات داروغگی وغیرہ کے نہ متمنی نیابت یہانتک رسائی وہم خیال کی بھی نہ تھی اودھر کرنل صاحب کو تردد اپنے حصول راضی نامہ کا تھا جب سنی دربار مرزا حاجی دیکھی میر منشی سے گرویدہ ہوسے وہ یہی سمجھے کہ انھین جناب عالی کے مزاج مین مداخلت کلی ہے اونکے محرم راز معتمد بھی ہین یہ مرحلہ بھی کیا عجب ہے کہ انھین سے طی ہوجاے چنانچہ ایکدن انسی کہنے لگے میان لڑکے کس فکر مین ہو تیر کہا امیدوار فضل و کرم کہنے لگے اگر تم راضی نامہ بڑے صاحب کو دلوادو اور ان چارون مصاحب خاص کی صحبت برہم ہو تو کیا عجب ہے یہ عہدہ جلیلہ نیابت اس حسن خدمت سے تمکو ملے آغا میر اس مژدۂ غیبی سے شادی مرگ ہوگئے او منشی جی سے ایسی خوشامد و سعی پیدا کیا کہ اونھین اپنا باپ کیا اس عرصہ مین خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل لارڈ امیرا صاحب بہادر داخلہ کانپور کی مشہور ہوئی کرنل منگوڈ صاحب ڈاکٹر ا صاحب ڈی بنگ صاحب وغیرہ چار مصاحبان خاص و محرم راز جنت آرامگاہ نے بمقتضاے حق نمک حلالی و ولی نعمی خلد الصدق جنت آرامگاہ سمجھکر احوال زمان ماضیہ سب نشیب و فراز سے سمجھا دیا تھا کہ اگر آپ کرنل بیلی صاحب کو راضی نامہ ندینگے او مستقل و ثابت قدم رہینگے تو نواب گورنر جنرل بہادر ازراہ کمال انصاف تہ دل سے انکے حق بجانب سمجھکر سب معاملات درست کر دینگے او مبادلہ ماضیہ جنت آرامگاہ بسہولت ہوجائیگا اور کرنل صاحب کی ایسی صورت ہوگی کہ پھر کوئی صاحب رزیڈنٹ ایسی جرأت اور مداخلت بیجا نکریگا اور نمک حرامان سرکار کی سزا آپ کے اختیار مین ہوگی آیندہ پھر کوئی ایسی نمک حرامی کا مرتکب نہوگا چنانچہ انہی حصول صحبت خلوتون سے ان مصاحبان خاص کی منزلت بڑھگئی تھی جناب عالی کے ساتھ شام کو اوسی کوٹھی مین مقابل بیٹھتے تھے کرنل صاحب کو بڑا کھٹکا اپنے باب مین ہوگیا تھا مضطر تھے

بہت نازان اپنی حسن تدبیر پر تھے کہ ہمنے قلابے زمین و آسمان کے اسی دن کے واسطے ملائے ہین اسکے سوا صاحب رزیڈنٹ پر ہمارا اعتماد کلی ہو اگر احیاناً جناب عالی کو کچھ تامل ہو گا صاحب رزیڈنٹ سمجھا وینگے مگر یہ خبر نہ تھی کہ جنکے بھروسے ہین اونھین اپنے راہنی نامہ لینی کی مشکل پڑیگی دوسرے نواب گورنر جنرل کی خبر آمد آمد مشتہر ہو رہی تھی روسای شہر نے اور بیکارون نے اور اہل تعارف نے ہجوم کیا اور مرزا جعفر و مرزا حاجی کے گھر پر دربار عام و خاص ہونے لگا اور مرزا حاجی صبح سے دربار جاتے تھے چار چھ گھڑی رات گئے گھر آتے تھے نصف شب تک گھر کے دربار سے فراغت ہوتی تھی اور نخوت و غرور حد سے زیادہ بڑھا بڑیصاحب کے وسیلے سے ہاتھ اوٹھایا اس خیال سے کہ جناب عالی کو میری طرف سے شک ہیگا کیسو ہونا بہتر ہو بس یہ سبب ہوا کہ کرنل صاحب انکے کیسو ہونے سے برہم ہوئے اسکے واسطے کچھ نہ لکھ گئے و گرنہ ظلم معتمد الدولہ سے اپنے گھر مین پانچ برس تک کیون قید اسطرح سے رہتے +

خلاصہ جناب عالی نے اُنسے ارشاد کیا کہ مرزا حاجی تمھین نیابت دینے مین مجھے کچھ عذر نہین نظر بحسن خدمت سابق تمسے مطمئن ہون مگر تمھارے باپ کو نہ دونگا یہ سنکر مرزا حاجی تو مایوس ہوئے اور سخت تردد ہوا کہ باپ میرے مدت سے اسی کے متمنی رہے ہین اگر مین خلعت نیابت لونگا وہ کب راضی ہونگے بلکہ عاق بدر ہو جاؤنگا دوسرے کو ہوگا وہ کب میری ترقی چاہیگا بلکہ میرا حضور رہنا بھی اوسے ناگوار گذریگی اودھر کرنل صاحب سے قطع امید ہو چکی ہے غرض ایسے تفکرات مین غلطان و پیچان ہے بظاہر اپنی مصاحبت مستعار کو غنیمت سمجھکر خاموش رہے اور منتظر تشریف آوری نواب گورنر جنرل ہوئے مرزا جعفر اسی انقلاب و وجوہات تفکرات چند در چند سے بہت غم و غصہ کھا کر آخر بسبب سن شیخوخت مبتلای مسلول و مدقوق ہوئے اسی علالت مزاج سے کانپور کرنل صاحب کے ساتھ گئے حکیم آغا صاحب معالج تھے منع کیا کہ یہ سفر تمھارے واسطے سقر پیدا کریگا نہ جاؤ امید موہوم کب دل سے جاتی تھی جب وہان سے پھرے ایسے علیل ہوئے کہ بستر

سب بھائیون کے ساتھ درگاہ حضرت عباس گئے شراب خمر سے بھی توبہ کی
گر اپنی عقل و ہوش نے بنگ اختیار کی پھر نواب معتمد الدولہ نے اپنی نیابت مین انکی غفلت اٹھا
نفع بھی تمام کیا یعنے حضرت عباس علمی تھے مین بھی فاتحہ پڑھون اسکا موافذہ
نہ ہوگا غلام ہے واہ سبحان اللہ ۔

خلاصہ مرزا نے کہا جب قانون سرکارین اکبر اولاد میراث ریاست پاتا ہے
اگر شرط ہین یا متبول حمد رہو نہ ہو تو جسطرح سرکار کو منظور ہو مین اختیار ہے اوسیطرح
قبول ہین یہ سنکے خاموش ہوے فرمایا ہم تھوڑا صبر کرکے اسکا جواب دینگے
کہکے مقام خلوت مین مع دونون صاحب کے گئے اور بعد مشورہ کے جناب عالی سے
مخاطب ہوکر فرمایا آپکو مسند وزارت آبائی مبارک ہو جب صبح ہوئی کمرہ فرح بخش مین
تخت بے سامان تھا جسپر جلوس کرکے نذر لی جاتی تھی مسندنشین ہوے سب
بھائی جو زیر بارہ دری سڑک پر بیٹھے تھے اور امرا نذر کو بلائے گئے نواب
شمس الدولہ سے کرنل صاحب نے کہا آپکے بڑے بھائی ہین پہلے انکو
نذر دینا مناسب ہے اس کہنے سے منظنہ ریاست کو اونسے دور کیا سب نے حسب
مراتب نذر دی رخصت ہوے شادیانے بجے منادی شہر ہوئی پلٹن جو چھاونی سے
آئی تھی جا بجا اوسکے پہرے ہوگئے صاحب رخصت ہوے جناب عالی محلسرا مین
کمرہ بیگنا بیگ مین تشریف لیگئے تبدیل پوشاک کیا مرزا حاجی حاضر حضور رہے
سن شریف تقریبًا پچاس برس یا کچھ زیادہ تھا ۔

مقدمہ تفویض نیابت و ترقی جاہ چند روزہ مرزا حاجی و مرزا جعفر

الغرض شہر مین دور دورہ مرزا حاجی و مرزا جعفر ہوا ان صاحبون کو یقین واثق
ہو گیا تھا کہ خلعت نیابت سوائے ہمارے کسیکو نہ ہوگا کسواسطے کہ بعد انقلاب نیابت
تفضل حسین خان جسطرح حالت یاس مین شہر سے باہر جاکر کامیاب ہوے اور پھر اوس سے
زیادہ صاحب اقبال ہوکر لکھنؤ آئے اور باخفا خلوص صاحب مسند سے بھی ہو گیا تھا

غازی الدین حیدر سے خبر کی نواب اوسیوقت لباس خاص سے شمشیر ولایتی
زیب کمر نواب خاص محل کے چھتے سے داخل بارہ دری ہوے آغا میر
ہاتھی پر چڑھکر بارہ دری مین آئے کرنل صاحب سرہانے پلنگ کے کھڑے ہوے
ایک خواص سے رضائی کو منہ سے ہٹوایا ڈاکٹر صاحب نے پہلے نبض دیکھی
اوسکے بعد گلے مین تسمہ باندھکر نشتر شقیقہ مین ایک طرف سے چربی دوسری
طرف سے ایک قطرہ خون نکلکر رہگیا یقین انتقال ہوا یہ بھی اعتراض صاحبان فہم
ہے کہ جیسے سکتا ہو تسمہ گلے مین باندھتے ہین کہ رہا سہا دم جو باقی بھی ہو
نکل جائے واہ +

کرنل صاحب نے ہٹ کر صاحبون سے نام نواب شمس الدولہ کا لیا
آغا میر نے مضطرب ہوکر مرزا حاجی کیطرف اونھون نے مرزا جعفر کیطرف
اشارہ کیا کہ یہی اسیوقت کے واسطے ہمنے کشتکاری ایک مدت سے
کی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جب جنت آرامگاہ نے سب
کو ٹھے پنج محلہ کے اہتمام جناب عالی مین دیے اور خود انکی طرف متوجہ ہونے لگے
انھین بھی امید قوی اپنے واسطے پیدا ہوئی وگرنہ اسکے پیشتر انھین یقین
ایسا نہ تھا اس جہت سے علی نقی خان میر منشی اور مرزا حاجی سے بہت خصوصیت
پیدا کی تھی شب کو خلوت مین دونون مگہہ جایا کرتے تھے اور تحائف لاتے تھے
انکا بھی اسمین حصہ تھا غرض مرزا جعفر نے کرنل بیلی صاحب سے کہا مجھے کچھ
عرض کرنا ہے صاحب نے کچھ اعتنا نہ کی پھر عرض کی جواب دیا ہم
سمجھا جو آپ کا مطلب ہی وہ مرضی مضمون ہے اوسوقت مرزا نے بدبختی کہا
کہ ایک بات سن لیجیے آیندہ آپ کو اختیار رہے فی الحقیقت انکے حرکات
صاحبزادگی مجنونانہ بہت مشہور ہین ہرکارہ اخبار جو انکی ڈیوڑھی پر مقرر تھا
اوسکو ایسا مارا کہ مرگیا جنت آرامگاہ نے عتاب کیا یہ خفا ہوکر امام باڑہ نواب
آصف الدولہ مین جاکر کئی مہینے رہے محمد آفرین علیخان نے تقصیر معاف کرائی

قید ہوکر لکھنؤ آیا بعد روبکاری کے جب چوری ثابت ہوئی جہلخانہ
گیا وہین مرگیا +

غرض زنانی کپتان مفتاح الدولہ بہادر ابتدائے حال ظفر الدولہ
پہ تھا پہر اونکی ترقی جاہ و حشم مع اونکی اولاد کے ہر سلطنت مین
زیادہ ہوئی مشہور ہے کہ انکے وہ تین بہائی انکی ثروت سنکر ایکدفعہ
لکھنؤ آئے اونسے ملاقات نہ کی کچھہ دے کر رخصت کردیا مگر انکی بہن
بھی بنارس مین تھی اوسکا خط اکثر باخفا آیا کرتا تہا یہ خرچ اوسے
بھیجا کرتے تھے مگر یہ حال بھی کسی پہ نہ کھلا مگر یہ سب خوبیان
وضعات ذاتی اونہین تک رہی اولاد مین وہ صورت نرہی +

مسند نشینی نواب غازی الدین حیدر خان بہادر مرشد زادہ آفاق در سنہ ۱۲۲۹ھ مطابق سنہ ۱۸۱۴ع

خلاصہ احوال مسند نشینی نواب عالی متعالی یہ ہے کہ جب جنت آرامگاہ
نے قضا سے مشہور [illegible] انتقال کیا اشرف الدولہ رمضان علیخان
جو نواب کے معتمد رہتے تھے [illegible] کرنیل بیلی صاحب کو
اس [illegible] سے آگاہ کیا صاحب نے ایک چٹھی صاحب کمان افسر
چہاونی منڈیاؤن کو طلب پلٹن کی [illegible] سوار کوٹھی ایک چپراسی
جانب مرزا جعفر کو بھیجا اور خود مع ڈاکٹر ولسن کپتان فارجین تیس تلنگے
بیلی گارد کے جو ہر وقت تیار رہتے تھے لیکر داخل بارہ دری ہوکے
در دولت پہ پہرہ کردیا کہ کوئی بے ہماری اجازت داخل نہو یہ اہتمام فقط
نواب شمس الدولہ کے واسطے تھا جنہیں مستحق ریاست جانتے تھے چنانچہ
نواب دروازے پہ آکر ہاتھی اپنا ٹہرے رہے [illegible] نے نواب

سپاہیون نے روکا جناب عالی لباس انگریزی پہنے تھے رات بھی تھی مثل صاحب لوگون کے ڈانٹے سپاہی نے عرض کی صاحب ہم بھین نہ روکتے مگر حکم یہ ہے کہ جب سعادت علی خان کو دیکھنا گولی مارنا جب صبح ہوئی جلوس سواری پہونچا جناب عالی ہاتھی پر سوار ہو داخل شہر ہوے ۔

بعد اسکے فتح علی خان کو بنارس سے طلب فرمایا مع اسباب محمولہ کشتی کر کے دریاے گومتی سے دولتخانے پہونچے خلعت ملا ایک پٹالن تلنگہ دیکر خطاب کپتانی پایا اور خزانہ عامرہ دیا اور سوا اسکے دو اور شخص بھی مقرر ہوے اور دستور خزانے کا یہ تھا کہ ایک چھوٹی بہی مداخل کی جناب عالی کے پاس رہتی تھی اور انھین ثالث بالخیر کی تحویل مین روپیہ داخل ہوا کرتا تھا اور کسی دفتر مین اسکا حساب نہ لکھا جاتا تھا اتفاقاً بعد مرور ایام وہ دونون آدمی خزانے کے مر گئے انھین کا اختیار رہا ۔

جناب عالی کوٹھی موسی باغ مین تھے ایک پرچۂ اخبار گذرا کہ خزانہ مین نقب معلوم ہوتی ہے بمجرد اسکے سننے کے اضطراب سے پیچ حقۂ پیچوان کا ہاتھ سے گر پڑا اوسیوقت سوار ہو کر نقب کو ملاحظہ فرما کر بند کر دیا مگر اشرفی روپیہ کا حال نہ معلوم ہوا کہ کس قدر گیا اور کب سے جاتا تھا آخر معلوم ہوا کہ ایک سپاہی جو متعین خزانہ تھا اوسنے کسی حکمت سے سیندھ دی تھی اشرفی روپیہ اپنے لوٹے مین بھر کر بحیلۂ رفع حاجت باہر جایا کرتا تھا جب افشاے راز ہوا بھاگ کر بنارس پہونچا عیش و عشرت کرنے لگا اور شہرہ ہر کیسا مین ہیا نواب سعادت علیخان کا ہون خفا ہو کر چلا آیا ہون جب یہ خبر لکھنؤ پہونچی سرکار نے وہان کے صاحب کو لکھا

انکی بیٹی سے نسبت ٹھہری مرزا آغا جان کو اس نسبت مین تامل تھا جناب عالی نے فرمایا کہ وہ میری بیٹی ہے مرزا آغا جان اسی شادی کی حسرت مین مر گئے بعد اونکے مرنے کے نواب خاص محل نے حسب الحکم جناب عالی اپنے محل مین شادی کی اور سب رسوم محل مین ہوے مرزا محمد حسن کو ابن وصلت کی جہت سے سو روپیہ ماہواری ملتا رہا جب حضرت خلد منزل ہوے پھر دارو غگی توپخانہ آبادی ہوئی بہت چین سے بسر اوقات کی قدیم حویلی پدری سبحان علیخان کے ہاتھ بک گئی تھی اوسکے برابر کئی مکان لیکر اوس سے زیادہ املاک بنوائی اب وہ بھی مر گئے گھر کے مکان مین دفن کیا گئی برس پیشتر بی بی کو اوسی مکان مین دفن کیا تھا اب اونکا بیٹا صاحب اختیار ہے دوسری بی بی سے +

خلاصہ جب جناب بہو بیگم صاحبہ کا شقہ طلب بہ تہنیت مسند نشینی جناب عالی کو پہونچا سوائے فتح علیخان کے کسی سے یہ راز مخفی ارشاد نکیا اور فرمایا ہم آج رات کو ڈاک مین روانہ لکھنؤ ہونگے مسند نشین وزارت ہونگے جب ہم تمھین بلوائینگے چلے آنا ہمارا اسباب ضروری سب پالکی مین درست کر دو اونھون نے اپنے سلیقے سے کچھ روپے اشرفی پوشاک خاص ناشتہ سفری رکھدیا رات کو بحیلۂ خاصۂ طعام ایک مکان مین تشریف لائے وہان سے پالکی مین سوار ہو روانہ منزل مقصود ہوے ہمراہ رکاب دو خواص اپنی قوت تیز روی سے ساتھ ہوے اتفاقاً قریب الہ آباد بانس پالکی کا ٹوٹ گیا جناب عالی مضطر ہوکر ایک درخت کے نیچے بیٹھے خواص نے سبب پوچھا فرمایا یہ صورت ہوئی اوسنے عرض کی حضور یہ پالکی کسنے درست کی تھی فرمایا تجھسے کیا کہانی کہون پھر اوسنے گستاخانہ پوچھا فرمایا فتح علی نے عرض کی غلام کا سبب تکرار یہی تھا غرض جب اوسنے پالکی مین تلاش کی ہر ضرورت کو دیکھا موجود ہے روپیہ لیکر دوڑا کسی گانون کی طرف اور وہان سے ایک پالکی لے آیا ٹوٹی پالکی کو وہین چھوڑا جب ناکہ بودعلی شاہ پہ پہونچے

محاصل ملک ایک کرور ۱۵ اسے زیادہ متجاوز +

فوج جو بعد برطرفی سکے رہگئی ۳۲ پٹالن نجیب و تلنگہ سوا سے سہ بندی علاقجات ہر فصل ۵ ہزار سوار رکلی ہزار شاگرد پیشہ دو سو ترکسوار خاص سواری راجہ بختاور سنگہ کا رسالہ +

جمع خزانہ عامرہ دین بدت مسند نشینی چودہ کرور روپیہ بخمینین زبانی غلط العوام اس نصف ملک کی تقسیم سے اسقدر خزانہ جمع ہوا تھا اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب ہے کہ اس سے زیادہ جمع ہوتا +

مدت ریاست ۱۷ برس کامل ۱۱ شہر ۲۱ یوم +

حقیقت حال ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان بہادر کی یہ ہے

کہ ضلع بنارس مین مقیم تھے انکی پرورش نواب سعادت علیخان بہادر نے مثل اپنے فرزندون کے کی تھی اور تعلیم تربیت بطرح چاہیے فرمائی تھی اور مالک و مختار جمیع کاروبار کا کیا تھا خصوصاً خزانہ عامرہ بھی سپرد کیا تھا اور انکی امانت اور دیانت سے بہت راضی اور مطمئن تھے جب جوان ہوئے سنگی بیگم صاحبہ بڑی بہن جناب عالی نے ایک لڑکی قوم مغل کشمیری جسکی مان مرگئی تھی باپ داروغہ تھا اوسکو اونھون نے پرورش کیا تھا کسواسطے کہ وہ بے اولاد تھین جناب عالی سے کہا مین چاہتی ہون اسکی شادی تمھارے بڑے بیٹے سے کرون فرمایا یہ نواب ہے جب وہ میری بی بی کریگا میرے تمھارے باعث رنجش ہوگا بہتر یہ ہے کہ تم فتح علی کے ساتھ کرو کہ یہ بھی بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے غرض انکی شادی بنارس مین ہوئی انکا اعتماد دن بدن بڑھنے لگا اور کارفرمائی بھی سپرد ہونے لگی خطاب خانی بھی ملا جب جناب عالی مسند نشین وزارت ہوئے انکی بڑی بیٹی اوسی سال پیدا ہوئی اوسکا تولد مین نے سمجھے چنانچہ جب لکھنؤ مین مرزا آغا جان داروغہ توپخانہ و فراشخانہ کے بیٹے مرزا محمد حسن کی

تقسیم ملک ہوئی سوم کرنل کالنس صاحب جو ۱۸۰۶ء مین بعارضۂ نقرس مر گئے اونکی قبر ملحق باغ پڑا ین ہے انکے سوا کوئی رزیڈنٹ لکھنؤ مین نہین رہا اور چہارم سوا کرنل بیلی صاحب کے نو برس تک نہین رہا رزیڈنٹ ہوکر انکے ساتھ بادشاہ سے حضرات لکھنؤ تشریف لائے جو حالت یاس مین آوارہ وطن ہوے تھے انکی جہت سے ریاست مین بھونچال رہا ۱۸۱۵ء روانہ ولایت ہوے بہت سے تحائف ہندوستان اور کتب ہر قسم کی لے گئے عربی فارسی مین صاحب استعداد تھے گوری بی بی جرنل مارٹن نے ایک لڑکی مسماۃ عمدہ پالی تھی اوسنے اپنے رسوخ سے کرنل صاحب کو دیا تھا بعد کئی برس کے وہ مر گئی اوسکا مقبرہ بھی کرنل صاحب نے عقب مقبرہ کرنل کالنس صاحب کے بنوا دیا تھا زر سرکار سے باہتمام داروغہ جو مہتمم کار رزیڈنٹ سرکار کیطرف سے رہتا تھا اکثر جب میار باغ سے ہوا کھا کر پھرتے تھے جایا کرتے تھے اوسکے سر کی چوٹی بالون کی اپنے وفور محبت سے کاٹ کر زنجیر اپنے گلے مین پہنے رہتے تھے انکے بعد اسٹریچی صاحب گوالیار سے آئے نائب و جانشین جناب عالی نواب شمس الدولہ احمد علیخان بہادر اور جرنل فوج بھی تھے +

نواب نصیر الدولہ محمد علیخان مالک دفتر دیوانی +

اہلکاران معتمد سرکار نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان +

دفتر واصلباقی بعد جبسکھ رائے کے راجہ دیا کرشن بہادر +

رائے رتن چند اخبار کوٹ گشتی وڈیوڑھیات وغیرہ +

رائے صاحب رام اخبار خفیہ +

رائے مجلس رائے بخشی تقسیم تنخواہ ونگاہداشت نوملازم +

اسیطرح جتنے اہل کار تھے سب منتخب معتمد سرکار تھے +

بعد تنصیف ملک بقیۂ ممالک محروسہ ایک کرور ۲۵ لاکھ ۷۴ ہزار ۹ سو ...

سنو ابھر پلنگ پر آکر لیٹے حاضرین خواص کو ایسے حال کے دیکھنے سے تحیر ہوا بی بی بختاوری
دیر سے گھبرا کے اوٹھے پیٹ پہ ہاتھ پھیر کے فرمانے لگے یا حضرت عباس علیہ السلام میری
اس وقت مین مدد کرو مجھے ابکی بچا لو بعد اسکے چاہا سرہانے کے تکیون پر سر رکھین ایک خواص
نے اپنی گود مین سر لے لیا فرمایا تکمہ کرتے کا کھولدے وہ کھولنے لگا اتنے مین سرتا بوسی
جا مارا بلغم غلیظ گلے مین اور منہ مین آکر اٹکا کچھ فرمایا مگر وہ الفاظ کسیکی سمجھ مین نہ آئے دو جواہر
اپنی دو انگلیان منہ مین ڈالکر لخلخہ بلغم کو نکالا دوبارہ جرات نکر سکا پہلے اونگلیان نکل
سکی تھین بس روح نے اوج سعادت پر پرواز کیا خواص نے دہانی رومانی اوڑھا دی تمرنا
کو سکتا ہو گیا اوسوقت ۹ بجے تھے نواب اشرف الدولہ رمضان علیخان بڑے معتمد جناب عالی
تھے پیادہ دوڑ کر کرنل لو صاحب کو خبر دی یہی وجہ اونکی خیرخواہی سرکار کی ہوئی لارڈ بارڈ
صاحب نے بہت سفارش کی تھی اسکے سوا کوئی اور خیرخواہی نہین کی اور نہ سنی راجہ غالب جنگ
یا محمد غلامی اردلی نے نواب غازی الدین حیدر سے خبر کی غرض سن شریف ۷۰ برس
کا وقت ارتحال تھا۔

القصہ روز سہ شنبہ قریب دوپہر دریا مین زیر فرح بخش خیمے مین غسل دیا کہتے ہین
زبانی غسال کے کہ میت کے منہ سے خون جاری رہا جنازے کو بڑی دھوم سے اوٹھایا
مرشدزادے وامرا و اقربا ہمراہ تھے اکثر روتے تھے اور کثرت خلائق سے شہر مین
بڑا کہرام تھا مقام تحیر تھا کہ اجل نے دفعتہ کام تمام کیا خاص بازار مین بڑے مرشدزادے
نواب غازی الدین حیدر کے مکان مین دفن کیا وہان فقط ایک جگہ بنا ہوا تھا اوسکی
ابتدا میں معلوم ہوا اسی خیال سے تعمیر کسی اور مکان کی نہ کی تھی بلکہ ایک دن جب
نواب غازی الدین حیدر نے باب تعمیر مکان مین عرض کیا فرمایا یہ سب تمہارے مکان مین
کسی اور کے نہین کہی الا کہ یہ زمین بخوبی ملیا ہو اخضرت فردوس منزل کے زمانے مین
تمام ہوا اس تلافی بھی نصیب ہوا تاریخ وفات آہ شہ گنج سعادت زمین
بستہ ہوا جان بجنت آمد ہاتف بگفت آہ شہ لکھنؤ خراب

صاحبان رزیڈنٹ اول لمسڈن صاحب دوم کرنل اسکاٹ صاحب انکے وقت مین

متحمل تقاضائے عاقل وبیرحم ہوئے جسطرح زبان خلق خاص وعام سے جاری ہوا اسکے قراین کالشمس فی النہار تھی مگر تدارک ان باتون کا نہوسکا تاحال یہ راز نہ کھلا غرض حال اسکا تو یوں ہے تمام ولایت کا ناشاد اور بند وبست بگڑ گیا اور حضرت امجد علیشاہ کے زمانے میں رعایا کو امن حاصل ہوا تھا اسلئے کہ ہمیشہ آپ رعیت پروری اور عدل گستری میں مصروف رہے غرض کہ جب وزارت کے کاروبار امین الدولہ کو سپرد ہوئے انکے عہد میں جو کچھ ہوا اسکا بیان ہوچکا ہے کہ وہ امور کا فیصلہ کرتے رہے اور امجد علیشاہ ہمیشہ امور ریاست سے جبر کرتے رہے کہ باز نہ اویں بادشاہ تمام زمانہ ہی

انتقال جناب عالی متعالی

کئی مہینے پیشتر سے بسبب کثرت ملاحظہ کاغذات کی وبائی وغیرہ کو خصوصیت سے ہوگیا تھا اور خلل نزول پایا جاتا تھا آکثر حکام نامی شہر کے ملازم ہوتے تھے جن میں حکیم آغا کمال بھی مشہور تھے دوسو روپیہ ماہوار پاکے ملازم ہوئے سرکاری ہر قسم علاج کیا گیا مگر بیماری اصلاح پذیر نہ ہوسکی لیکن کاروبار سلطانی برابر رہا کیا ضابطہ تھا کسی کا ثابت نہ ہوا تھا غرض جب تک شفا نہ ہوئی یکایک اتفاق بدل گیا تھا

غرض تاریخ پنجم شہر صفر ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ع چار گھڑی رات گذرے وقت غسل سواری تامجان خواص ہمراہ سے برآمد ہوئے شرکت کی اجازت دی جب آپ خاص بازار سے بارہ دری سرا میں رونق افروز ہوئے ماہی نامی کو بینیہ کی لاڈکی کا دوست خاص بازار سے لیتے آتے تھے کھانے لگا پچاس روپیہ اوسے عنایت ہوا چار گھڑی رات گئے خاصہ طلب کیا لیکن سربینیہ پالک کا ساگ خشکہ کے ساتھ نوش فرمایا بعد اسکے کئی نوالے بچی نوش کئے بعد ایک ساعت کے معمول یخنی کا تھا اور خاصہ طعام ہمیشہ قابل شہرہ میں نوش فرمایا کرتے تھے مشہور ہے کہ غوریکین اثر زہر کا جلد ظاہر ہوجاتا ہے مگر اس جام اجل سے غافل تھے جواہر علیخان داروغہ آبدارخانہ بدھن خان آبدار کے ہاتھ سے گلاس یخنی رکھا ایک چمچہ رکھ دیا نوش فرمایا بدھن خان جب انتظام الدین حسین خان بین سال آیا پہلے بہت پریشان حال تھا احسان حسین خان سے کہنے لگا کہ ہمنے کالے کے ایسی یخنی نہیں دیا تھا پانچ ہزار روپیہ ملا تھا مگر نہ وہ روپیہ رہا نہ آل اولاد ہی ہم محتاج ہوکر در بدر پھرتے ہیں اسکے سوا بعض اور بھی بیان کرتے ہیں واللہ اعلم جب تحقیق از روئے انصاف ہوتا تو کھل جاتا غرض جب نوش فرمانے کے ایک ساعت تک آپ اپنے تکیہ پر لب رکھا ساکت وخاموش رہے پھر دو گھڑی بعد رفع احتیاج کو گئے دیر تک بیٹھے رہے بجز پانی ادا

مقرب خاص جناب عالی ان سب مقدمات سرکارین سے خوب واقف ہوچکے تھے
برخصت روانہ ولایت ہوئے اور بدل منظور یہ ہوا کہ ولایت سے درستی مقدمات جناب عالی
ہوجاے تو باعث سرخروئی و نیکنامی و خیرخواہی کا ہوگا اوسکی صورت یہ نکالی کہ لارڈ ہٹ
صاحب رفیق خاص شاہ جم جاہ جارج چہارم ہین اور بسبب عزوبنی کے اپنی آبیت
زمینداری وغیرہ بست ہن کر چکے ہین اگر ایسے برے وقت مین جناب عالی ایسر منت
ایک احسان نمایانہ کرین غالب ہو کہ جب منصب گورنری بنگالہ پر منصوب ہوکر جاینگے
حصول مقصود جناب عالی خاطرخواہ ہوگا چنانچہ جب اس مضمون خاص کی تختی جناب عالی
کو آئی اوسکا جواب باصواب بحیلہ طلب تحائف ولایت چھ لاکھ روپیے بھیجے اور اوسکے
ضمنا تین لاکھ روپیے پل آہنی کو بظاہر روانہ کئے لارڈ موصوف اس حرکت دوستانہ ذمنت
سے بہت مرہون منت باحسان ہوئے اور کرنل اوزلی صاحب کے اظہار سے سب کیفیت
الطوار صاحب ریذیڈنٹ خوب ظاہر ہوئی مگر موقوف بروقت رکھا۔
القصہ جب جارج چہارم سریر آرای سلطنت ہوے لارڈ ہاسٹنگ گورنر جنرل بہادر بنگالہ
ہوکر روانہ کلکتہ ہوے منہ راہ سے محبت نامہ بکمال خلوص جناب عالی کو بھیجا حالانکہ دستور
تہنیت نامہ بعد ورود کلکتہ کے تھا اوسمین تشخیص مقدمات جناب عالی بکنایہ مندرج تھی جب
حسب سررشتہ کرنل بیلی صاحب نے وہ محبت نامہ جناب عالی کو بعد جاے پانی کمرہ خلوت مین دیا
جناب عالی نے اوسے پڑھکر کہا یا صاحب کے کلمات ظاہر و اقبال و تہنیت کے ادا کیے مگر
زبان قال سے نکل گیا جناب عالی بھی باوجود حلم و بردباری کے متحمل آثار تہنیت و بار
مسرت نہ ہوسکے اور اپنی صحبت خاص مین اکثر کلمات بادشاہ نمک حرامان و بکنے لگے
چنانچہ ایک دفعہ مرزا ابوالحسن کی بی بی نے عرض شکایت کی کہ مرزا جعفر کا میرا ہمسایہ ہے
انکے دیوان عمارت سے ہر روز بے پردہ کرنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے فرمایا صبر کرو چند
روز مین یہ مکان تمہارا ہوجائیگا۔
جب کرنل بیلی صاحب نے یہ کیفیت خاص مرزا جعفر سے بیان کی دونون کو یاس کلی
انکے بحالی کی ناامیدی مین ہوے آخر نائب مترسان اپنی جان و مال و عزت سے ہوکر

چنانچہ جناب عالی لشکر سلطانپور مین تشریف رکھتے تھے وہان پرچہ اخبار سے علالت مزاج جناب موصوفہ معلوم ہوئی اس خیال سے کہ بہت ضعیف ہورہی ہین مبادا انتقال کرجائین بہت جلد داخل فیض آباد ہوے حاضر حضور ہوکر نذر گذرانی سات مرتبہ تصدق ہوکر اپنی آنکھین کف پا سے ملنے لگے کہ غلام کو انھین قدمون کے دیکھنے کی تمنا تھی اور بدل منظور تھا ورم پا دیکھنا تھا بیگم صاحبہ نے کچھ مطلب نہ سمجھکر خواص سے فرمایا دوشالہ میرے پانون سے ہٹا دے اوسکے بعد ملبوس خاص خلعت عنایت فرمایا جناب عالی کے انتقال کے ایک برس بعد جناب موصوفہ نے انتقال کیا اسیطرح جتنے امور خلاف قانون و خلاف مزاج کرنل بیلی صاحب سے سرزد ہوے تھے ایک سو چودہ قصور لقید تاریخ و مقدمہ قلمبند فرما دیتے اور یہ سب محول لارڈ ہیسٹنگز صاحب بہادر کی رونق افروزی پر تھا مگر تقادیر نے نہ چاہا اجل نے فرصت نہ دی ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ✱

خلاصہ جناب عالی کے شہر سے کوئی شخص بغیر چٹھی نکاسی کی شہر سے باہر نجا سکتا تھا منشی محمد بخش کو یہ خدمت تھی اور مسافر دس روپے سے زیادہ روپیہ نہ لیجا سکتا تھا بعض اہلکار نے اجار کے گھرون مین اشرفیان بھر کر بٹی منگی بھیجنے کا ارادہ کیا تھا اکبر پکڑی گئین جب بھی نہ ٹھہرین اور کسینے خوف سے اظہار نکیا ضبط سرکار ہوئین ... رتن چند صاحب بہار نے مرادآباد اپنے گھر بھیجنے کا قصد کیا تھا فی الحقیقت اہل قانو اسکے ہوسکے اور اونکی حمایت سے سرکارین مین سبب فساد کے ہوے اگر حاکم اعلی منصف ... دق واجبی بھی تلف نکرتا تو کوئی ایسا نکرتا یہی سبب ہوا کہ آخر صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس نے از رہ انصاف اس سلسلہ حمایت کو برہم کیا فقط ذرائع قومی موید جاری رکھا وارثان سلطنت نے اسے ہی غنیمت سمجھکر لاکھون دیے فی الحقیقہ ایسی سرکار بمقابل ایشان کے مقابل دوسرا کوئی ایسا مہاجن تھا جسکے اعتماد پر روپیہ ملتے تھے بس غرض توضیح ان حکایات اور افسانون کی جو نو برس کی مدت رزیڈنسی مین ہوئی کہان تک بیان کیجاے ہر صاحب فہم کو ایک تحیر رہتا تھا کہ دیکھیے انجام کار ان سب مقدمات کا کیا ہوتا ہے اس عرصے مین یاوری اقبال جناب عالی سے کہ ... دولی صاحب ... صاحب ...

مصارف دیگر پسند خاطر کہ اغماض نمودہ اظہار خود ہا اند و نیز فرد تفصیلی مہری خود مشتمل بر تعداد و نقد
مال از قبیل نقود و جواہر و نشان مکانات آن بدست شہامت مرتبت و عوالی منزلت ابہت
و معالی منزلت عماد الدولہ افتخار الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ صاحب
جانشین مقام لکھنؤ فرمودہ اند در صورت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا الارشد بایہ
گورنر جنرل بہادر از تقسیم اموال مذکورہ بالطوریکہ در کاغذ مذکور مصرح است بجال و برقرار داشتہ
بکفالت سرکار انگریز بہادر گرفتن اقرار مینمایند کہ ہرگاہ مال مذکور بدست تصرف سرکار کمپنی
انگریز بہادر خواہد آمد ایما و اشارات بیگم صاحبہ معظمہ در بارۂ اقربا و متوسلان ایشان در دیگر
مندرجہ کاغذ مسطور ہر چہ برین سرکار موقوف و منحصر است بکمال زودی و قرار واقعی عمل آید
و نیز اقرار و اعتراف آئینی مینمایند کہ اہالی این سرکار در بارۂ مقرر گردانیدن چند مبلغ برای
تنخواہ رات بقدر جمع مبلغ دو ہزار روپیہ سالانہ بر سبیل دوام بنام محمد و ارباب علیخان برونق خواہش
بیگم صاحبہ معظمہ از سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مساعی جمیلہ خواہند نمود و علاوہ آن نواب جناب
ممدوح اقرار مینمایند کہ اہالی این سرکار در بارۂ اقربا و متوسلان سرکار بیگم صاحبہ معظمہ لازمہ حمایت
و سرپرستی بتقدیم خواہند رسانید و وجہ معاش آنہا تا زمانہ اولاد و احفاد آنہا نسلاً بعد نسل
بطوریکہ تحریر بیگم صاحبہ شدہ است بجال و برقرار خواہد داشت ۹ ماہ اکتوبر ۱۸۱۳ عیسوی
مطابق سوم شہر ذیقعدہ ۱۲۲۸ ہجری مقام فیض آباد تحریر یافت۔

ذرا واحد اسے مطلب کتاب لکھنا چاہیے یا ابتدا سلسلہ کتاب کے یہ اسطور مندرج ہوا جو لوگ
ناواقف محض ہیں جب تک کہ سرگزشت سلسلہ ہر احوال کی نہ ہوگا کیونکر اور یقین جزو کل معلوم ہوگا
غرض جناب عالیہ اسی طرح بہت سی حسرتیں دنیا سے لیگئے مگر حسرت خیالیم وفات کے خیال کے
مثل ضبطی مال و دو بیگم صاحبہ وغیرہ۔

بموجب تحریر کتاب وثیقہ انگریزی مع کلامہ نامی وثیقہ بیگم صاحبہ ۱۲۲۸ء انتقال ۱۸۱۳ء
متروکہ مرحومہ بموجب لوٹ گئی بضبط حاصل وثیقہ انگریزی ملک سوت
وثیقہ برای مرزا علیخان و سالار جنگ و برای سہ پسر شان ابوالحسن و لطف النساء بیگم
و مرزا محمد تقی خان و مرزا نصیر و اولاد شان مع سبیل ۔۔۔۔

خیر النسا	مرزا جعفر بیگم	نواب خان مرزا علی	مرزا جعفر	بنهو بیگم	آمنه بیگم	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
بیگمی صاحبه	گوکل صاحبه	انجی خانم	انجمن النسا	ستارا خانم	حمیده بیگم	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
سیتی بیگم	سنگی بیگم	چمنی بیگم	والده حسین علیخان	نواب خان بی بی شاه	تبا ان مرزا جعفر	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
بیگم صاحبه عرف فاطمه بیگم	امامی بیگم	فاطمه بیگم	حسن علیخان	پسران حسن علیخان	مرزا الحسینا	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
مرزا منده	محمد علیخان	مرزا ابو طالب	آقا بزرگ عرف محمد حسین	مرزا حسام الدین حیدر	محسن علیخان	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
مرزا ابراهیم	عباس قلیخان	میان بهجت	میان بهبت	میان نوروز	میان گلشن	مرزا حیدر علی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مرزا ستار علی	مهر بیگم	آقا مقصود	مرزا امان علیخان	مرتضی بیگم		
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		

خواص پوره

ابنة الزهرا بیگم
بنت ...
موسی بن ... اسحاق خان

یک ... شهر ...

نقل عهدنامه از طرف نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا لارڈ مایرا گورنر جنرل بهادر
دام اقباله موسومه نواب بهو بیگم صاحبه تا حیات مرقومه بست و نهم ماه اکتوبر سنه ۱۸۱۳ع مطابق
چهارم ذیقعده سنه ۱۲۲۸ هجری مقام فورت ولیم +

چون نواب بهو بیگم صاحبه معظمه محترمه والده ماجده نواب آصف الدوله مرحوم مبرور اندروی
وثیقه مهری خود بگواهی گواهان معتبر اراده حواله نمودن همگی اموال منقوله خود را بسرکار
دولتمدار کمپنی انگریز بهادر جهت آنکه اهالی ... وجه معاش اقارب و متوسلان بیگم صاحبه معظمه
بعد او بعنوان مندرجه کاغذ علیحده مهری موصی الیها بگواهی گواهان نامبرده مقرر نموده هم ...

تنخواه مرزا قاسم علیخان بهادر قسمیکه در عهد برخوردار نواب آصف الدوله بهادر مغفور تا امروز
اجرا بوده است همین طور همیشه جاری بوده بمرزای مذبور رسیده باشد و اهالی سرکار کمپنی انگریز
بپاس خاطر بادولت اعانت و امداد اموات مرزای مذکور نموده باشند آمینی باعث خوشی
خاطر بادولت خواهد بود و هرگاه از حسن سعی و کفالت اهالی سرکار موصوف وجه تنخواه مذکور
نسلاً بعد نسل جاری شود اهالی سرکار موصوف بمضمون وثیقه عمل فرمایند یعنی وجه فراخور حال
هر یک از اولاد و احفاد مرزای مذکور محاصل جاگیر یا از بقیه منفعت مال سرکار مقرر سازند.

تنخواه خاص محل از محاصل گونده بموجب فرد تفصیل علیحده بدستور جاری باشد و بمردم محل گور
رسیده باشد و هرگاه تنخواه لطف النسا بیگم و مرزا محمد تقی خان و مرزا نصیر فرزندان ایشان
از جایداد محال مذکور نسلاً بعد نسل جاری بوده اهالی سرکار موصوف در باره این کس موافق
مضمون وثیقه فرمایند یعنی تنخواه هر کس نه بود از محاصل جاگیر یا از بقیه منفعت مال سرکار
مقرر و معین نموده باشند +

تنخواه فرزندان و متعلقان مرزا جعفر سابق مقرر بوده است بی بادولت بر همان قسم
بر قرار و بحال باشد و اگر نباشد اهالی سرکار موصوف بمضمون وثیقه عمل فرمایند یعنی حسب
فراخور حال ایشان محاصل جاگیر یا از بقیه منفعت مال سرکار مقرر سازند
آنچه ظهیر الدوله جاگیر خود در باره می یابند بهمان قسم در باره فرزندان و متعلقان قوم
موصوف همیشه یافته شد و اگر نیابند اهالی سرکار موصوف بمضمون وثیقه عمل فرمایند
وجه فراخور حال ایشان محاصل جاگیر یا از بقیه منفعت مال سرکار مقرر سازند +

امة الزهرا بیگم تحریر یافت تاریخ بست و ششم رجب سنه ۱۲۳۰ هجری امة الزهرا بیگم
تنخواه خاص محل از علاقه محال گونده وثیقه ضمانت که از سرکار شاهی بعرض وصول رسید

از نقیر

بموجب وثیقه یک لک لولاف نامه

سید وارث علیخان ابو سعید بیگ
آغا تقی خان
لطف النسا بیگم آغا میر لطف النسا بیگم مرزا جعفر

میان ذوالفقار	میان نشه جت	میان شوکت	سید محبوب کلان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
میان سرفراز	میان تمکین	قنبر عظمت بلند	میان عنبر
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
میان نسیم	نیک روز	هلال	لطافت
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سید محبوب خورد	سلطان علیخان	سلطان کلان	مرجان کلان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

خواصان — مردمان چوکی پسره

[illegible]

مردمان فیروز امام علی بنده علی جعفر علی

هدایت علی بنده علی سید محسن پناه علی وکیل

منشی سبحان علی میر تراب بی بی خیر النسا خدیجة النسا مرزا کوچک حکیم

[illegible]

برای طیاری مقبره منجمله متروکه باهتمام داراب علیخان [illegible] لک

برای نذر کربلای معلی و نجف اشرف منجمله متروکه معرفت داراب علیخان [illegible] لک

برای اخراجات مقبره دیهات بجمع مبلغ ده هزار روپیه از پرگنه [illegible] مقرر شوند تا آمدنی آن سال بسال داراب علیخان گرفته بمصارف مومنین و مسافرین و قرآن خوانان مقبره در آورده باشد

تنخواه محلات برادر صاحبان نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ بطوریکه از نواب آصف الدوله مغفور تا اینوقت جاری بوده است و همیشه یافته آمده اند بطور همیشه یافته باشند و هرگاه از حسن سعی صاحبان موصوف تنخواه مذکور نسلاً بعد نسل جاری نموده اهالی سرکار موقوف بمضمون وثیقه عمل نمایند یعنی وجه فرو گذاشت حال بهر کیا از [illegible] منتقدیا [illegible]

عالیجاہ	میان حسنو	مرزا قاسم علیخان وغیرہ	
۱۱۸	۱۱۸	لعہ نفر	سہ سابعے
مشار الیہ	مرزا اکبر علیخان	مرزا اصغر علیخان	مرزا چوہٹہ
ا	ا	ا	۱۱۸
مرزا مہتہ	مرزا عباس	مرزا سلطان علیخان	جانی خانم صاحب
۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸
مہدی بیگم زوجہ مرزا جعفر علیخان	محمد داراب علیخان	ناظم وغیرہ	
نواسہ مرزا اکبر علیخان	۱۱۸		

باسم مشار الیہ کہ از کمال اطاعت مادر دولت را
راضی داشتہ از ربعہ پرگنہ رسلون در جاگیر مقرر شود تا چہار ہزار روپیہ
درماہہ ماہ بماہ

بوبو سدہ بچن وغیرہ			
للعہ نفر			
مشار الیہا	بوبو الماس کنور	بوبو فیض النسا	بی بی مبارک النسا
۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸	۱۱۸
امیر النسا	بنو صاحبہ	میر محمد علی ولد احمد علی	میان طرب
۱۱۸			
میان محبوب کلان	میان نور چشم	میان سعادت	میان بشارت
میان دلاور	میان دولت	میان محبوب خرد	میان بختاور
میان پھول	میان نشاط	میان معتدل	میان یاقوت
میان شنکر	میان خورشید	میان نمایش	میان الماس

بہت بھلا ہوا چنانچہ مرزا جعفر کی بیٹی سے کہ جنکی سو روپیہ ماہواری مقرر رہی ہوئی اور دارات علیخان نے بخوف جناب عالی باخفا ہنڈویان مہاجنون کی مول لیکر روپیہ روانہ لکھنؤ کیا بعد اسکے اسکا حال جناب عالی پر کھلا +

نقل وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد

این وثیقہ الیست بطریق ودیعت نامہ از جناب عفت جناب عالیہ امۃ الزہرا بیگم عرف بہو بیگم صاحبہ بنت موتمن الدولہ نواب اسحاق خان مرحوم زوجہ نواب شجاع الدولہ والدہ ماجدہ نواب آصف الدولہ باہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کہ کفالت وحمایت وحفاظت مابدولت مع جمیع متعلقان ولواحقان بزودست ہمت اہالیان موصوف ثابت ومستحق ست وہمیشہ بعمل آمدہ وخواہد آمد برین وجہ کہ تا ایام حیات مابدولت برجمیع علاقہ جاگیرات ومکانات ومال واسباب خود قابض ومتصرف بودہ نوعیکہ صلاح وقت اقتضا خواہد نمود پرورش وغور پرداخت عزیزان وبرادرزادگان ولواحقان وخواجہ سرایان ومتبنان وکنیزگان سرکار خواہم نمود لیکن چون بر حیات مستعار اعتمادی نیست لہذا نظر بر عاقبت اندیشی ومآل کار در حالت صحت ذات وثبات عقل وحواس خود تمامہ مال واسباب واثاث البیت خود از نقد وجنس آنچہ بالیقین در مالکیت اینجانب است وبمقدار آن در فرد علیحدہ مہری اینجانب مفصل معلوم خواہد شد مع دیگر ہرچہ در وقت لغایت وقت ارتحال ازین دار فانی بخزانہ سرکار جمع شدہ باشد بطریق ودیعت وامانت باہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر دادم وسپردم واختیار کامل درباب تصرف دران باہالی سرکار موصوف مفوض ومسلم فرمودیم بعد نظر وتوقع آنکہ اہالی سرکار موصوف نظر برابطہ اتحاد واخلاص قدیم قسمیکہ کفالت واعانت امور سرکار اینجانب کردہ اند ہمان قسم بعد مابدولت نیز کفیل وحامی ہمہ متعلقان عزیزان وبرادرزادگان ولواحقان وخواجہ سرایان ومتبنان مابدولت بودہ باشند ووجہی کہ برای مدد معاش عزیزان وبرادرزادگان وخواجہ سرایان ولواحقان ومتبنان مابدولت اسم بنام از رقم جاگیر ودرماہہ نقدی منجملہ منفعت مال سرکار بموجب فرد علیحدہ مفصل مقرر فرمودیم نسلاً بعد نسل وبطناً بعد بطن جاری دائماً ومخلداً مستحال وبرقرار دارند تا آنہا اوقات گذاری نمودہ محتاج نشوند واہالی سرکار موصوف پیوستہ آنمعنی منظور نظر دارند کہ کسی برآنہا ظلم وتعدی نسازد وحفظ حمایتہ

شور صاحب بھی نا گفتگو تو امر واجبی مین ہے اونکے در بذلت کے نہ تھے یا بدر بخش
بہیلہ محمد الماس علیخان مع اپنے نقد و جنس بہرہ انگریزی لیکر کورے اپنے وطن مین جا کر
رہا یا خانہ زاد خان مرزا جان متبنای الماس علیخان اوسکے گھر پر پہرہ انگریزی رہتا تھا
و ہلاکت مالک سے بچا دیا غرض وثیقہ بہو بیگم صاحبہ کا ہونا اور بہت سے مقدمات گذر
جو علی الرغم جناب عالی ہوے اور یہ سب موقوف بر وقت ہوے اگر وثیقہ نا چھوڑتی چنانچہ
اسکا شاہد ہمارا ارشاد اول اجلاس لارڈ مایرا صاحب بہادر ہے کہ کرنل صاحب نے دربار عام
مین مخاطب سلین و خیر خواہان کمپنی جمع ہوے عرض کی یہ سب خیر خواہان سرکار دولتمدار ہین
عجب حرف انصاف فرمایا کس نے یہ حسن خدمت اپنے سے کیا یا بر وقت ضرورت سرکار کو
روپیہ دیا ہے یا بر وقت لڑائی فوج سے کمک کی ہو یا باعث انقضیہ کسی مقدمہ عظیم کے
ہوے ہین ہمارے نزدیک یہ سب اوہ جناب عالی سے ہماری سرکار کیواسطے ہوے ہین بلکہ
اپنی حفاظت جان و مال و عزت بچانے کو ہماری سرکار کے ظل حمایت مین آئے ہین بلکہ
باعث ہماری مداخلت بیجا کے ہوتے ہین ؛

الغرض بناء وثیقہ بہو بیگم صاحبہ کی یہ صورت ہوئی کہ جب نواب علیخان لکھنؤ مین آئے
مہمان مرزا جعفر ہوے بہت تکلف سے ضیافت کی اور بمشورہ کرنل بہادر صورت معاملہ
وثیقہ سمجھا کر پہلے نواب قاسم علیخان کو فیض آباد بھیجا اونھون نے بیگم صاحبہ سے مشورہ جا کر
عرض کیا کہ آپنی کچھ بسر اوقات و اپنی آل بچون و متوسلین نوکر و رنگان قدیم کی بھی کچھ
فکر کی ہے یا نواب سعادت علیخان سے آپ مطمئن ہین معلوم نہین ان سب کا کیا حال ہوگا اور
بعد آپ کے کسکے دروازے جائنگے اور کون ان سب کی حمایت و سرپرستی کرکے روٹی دیگا
فرمایا مجھے بھی شب و روز انھین کی فکر رہتی ہے اب جیسی تمھاری صلاح و وقت ہو عرض کیا
مناسب یہ ہے کہ آپ کرنل بیلی صاحب کو بلوا کر اپنا وصی و ضامن و حامی کیجیے اوس سرکار
سے زیادہ کون امین و معتمد ہے اور یہ سب اپنا نقد و جنس دیکر اوسکے زر منافع سے وثیقہ
دائمی ان سب کیواسطے بحمایت و بضمانت کر جایئے چنانچہ حسب الطلب کرنل صاحب فیض آباد
گئے اور سب ایچ پیچ وثیقے کے طے ہوے اسکے ہونے سے عملہ و اہلکاران سرکار کا

حتی الوسع آنکھ سے دیکھکر اور کان سے سنکر حکم مناسب پایا جاتا تھا اور اہلکار بے اطلاع
جناب عالی کوئی امر بجا نہین لا سکتے تھے جیسا کہ حکام مابعد کے عہد دولت مین ہوا اہلکارون
کے اختیار کلی ہونے سے اور غفلت سرکار سے رفتہ رفتہ باعث خرابی و بدنامی اور
شکایت سرکار انگریز بہادر ہوا +

بنامی وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد و حمایت و مداخلت صاحب رزیڈنٹ ہر امر مین جو باعث کمال ناگواری دلی جناب عالی ہوا

خلاصہ جناب عالی نے جو کچھ کہ اس مدت ریاست مین بذات خود کیا کیا عرق ریزی
وجد و جہد کی ظاہر ہے خصوص اپنے بے اختیار ہونے مین جتنا کہ صاحب اختیار سے نہوگا
اگرچہ نواب گورنر جنرل نے اختیار سیاہ و سفید گھٹا دیا تھا اس عہد دولت مین سوال جواب
سرکارین تحریر چیٹھی پیام پر موقوف تھا مقدمات یا اظہار احوال مین اور محبت نامہ مخصوص ہوتا تھا
اور سرکارین کو حصول مقصود مطابق قوانین منضبطہ منظور و ملحوظ رہتا تھا اس جہت سے
تحریرین فی الجملہ ایک حجاب حفظ مراتب رہتا تھا اور اندیشہ خلاف قانون جانبین کو تھا
لمسڈن صاحب کرنل اسکاٹ صاحب کرنل کالنس صاحب کرنل جان بیلی صاحب سے جیسا کہ
چاہیے کہ موافقت کبھی نرہی ہمیشہ چلی گئی چلی گئی بیلی صاحب کو مدت قیام نو برس ہین جو گذرا ظاہر ہے
کہ ہر امر جزو کل مین بہت سے امور خلاف صاحب کی خود رائی سینہ زوری سے عمل مین آئے
اس خلاف سے بہت تنگ و ناگوار طبع ہوئے تھے یہ سبب آتش افروزی گھر کے بھیدیون کا تھا
تفصیل ان سب مقدمات کو ایک کتاب مختص چاہیے تھی اگر سرکار شاہی مین کوئی بیدار مغز ہوتا
طرفین کی تحریرات کو جمع کر لیتا کھل جاتا چنانچہ بکنگھم صاحب صاحب اخبار کلکتہ نے اپنے
کاغذ اوری انٹل اب ظرور مین ان سب خرابیون کا حال اور عملہ رزیڈنٹ و تحکم صاحب کا
خوب لکھا ہے جنھون نے اوس کتاب کو دیکھا ہے جانتے ہین جس سے سراسر الزام کرنل
و حق بجانب جناب عالی یہی وجہ تھی کہ اونکی حمایت سے بہت سے اصحاب الیمین اصحاب الشمال
ہوگئے حق مرتبے سے تجاوز کر گیا لوگون نے خط مستقیم سے راہ خطا منحنی اختیار کی بنامی
خیرخواہان کمپنی اپنا مزید تفاخر سمجھے مثل حمایت نواب ناظر محمد تحسین علیخان اگرچہ چیٹھی سفارش

زیادہ کا نہوتا تھا اسوجہ سے کہ صاحب قوت نہوجائین اور تھوڑے علاقہ کا بندوبست ہندوستانیون سے ہوسکتا ہے اور زیادہ علاقہ دینے سے احتمال روپیہ کے رہ جانے کا ہوتا ہے سوای نظامت نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کہ وہ سب طرحسے سرکار کی معتمد تھے اور اپنے محاصل ملک کو چھپاتے نہ تھے اسی جہت سے خیر خواہی اور اعتماد اونکا ثابت ہوتا تھا اور اونکے سوا ملک کے امانی ہونے سے موجب خوشی سرکار کمپنی انگریز بہادر بھی تھا اور بندوبست بھی تھوڑے علاقے کا بخوبی ہوسکتا ہے خلاصہ بہت کم علاقہ اجارہ دیا جاتا تھا بہت شرط و شروط پر کہ کسیطرح سے روپیہ سرکار کا علاقے مین رہ نجاے اور باعث بربادی نہو بلکہ عمال سے اقرارنامہ لیا جاتا تھا کہ جس حیثیت آبادی سے علاقہ دیا گیا ہے اگر بوقت چھوڑنے کے کچھہ فرق ہوگا قید شدید ہوگی اور جرمانہ سنگین لیا جائیگا چنانچہ اکثر عمال مستاجر قید مین مر گئے اونکا گھر ضبط ہوا۔

فوج کی یہ صورت تھی کہ جس علاقے مین بقدر ضرورت اور معمول قدیم متعین رہتی تھی عامل کو برطرفی وبحالی کا اختیار نہ تھا اور بروقت ضرورت جب کوئی تعلقدار ازراہ سرکشی لڑتا تھا اور فوج کمک کو جاتی تھی اور فوج انگریزی بھی حسب قانون شریک لڑائی ہوتی تھی اور عمال بغیر حکم سرکار کسی تعلقدار سے نہین لڑسکتے تھے کسواسطے کہ وہ مختار سب امور کے نہ تھے سرکار بیدار مغز تھی جب کسی تعلقدار اور عامل سے معاملہ فیصلہ سال تمام مین کچھہ تکرار ہوتی تھی اور تعلقدار فیصلہ مجوزہ عامل قبول نہین کرتا تھا عامل پہلے سرکار مین عرض حال کرتا تھا سرکار سے حکمنامہ جہت دریافت عدم قبول معاملہ مشخصہ جاری ہوتا تھا اگر تعلقدار نے ازراہ رعیت گری معاملہ مجوزہ عامل جو مقبول سرکار ہوچکا تھا قبول کیا بہتر وگرنہ درصورت سرتابی استیصال کیا جاتا تھا اور اگر عامل ازراہ نفسانیت ارادہ جبر بیجا نسبت تعلقدار کے کرتا تھا بعد تنقیح ان سب امور کے عامل کو سرکار سے صاف ممانعت ہوتی تھی کہ ہرگز زیادہ طلبی نکرو بلکہ سرکار سے خود بموجب جمع سنواتی فیصلہ تجویز ہوجاتا تھا کہ عامل اور تعلقدار کو کوئی عذر باقی نرہے خلاصہ ان سب امور کا اہالی سرکار کو خیال رہتا تھا باعث آبادی ممالک محروسہ ہوتے تھے اور جتنے امور مالی وملکی اور فوجی اور رعایای شہر

مین ناخواندہ ہون جناب عالی نے ایک فرد کاغذ پڑھکر پھینکدی اوس سے کہا اوٹھالا
اوسنے فرد کو دیکھکر پیشانی سیدھی یا فرد کی وحضور رسند ہوا نوکری سے موقوف ہوا غرض پہر بھر
کامل سب کاغذات کو ملاحظہ فرماکر بے اعانت دوسرے کے دستخط فرماتے تھے جب پرچات
ہندی تھی چار متصدی حاضر ہوکر سب کاغذ جمع کرکے جسکے نام دستخط ہوتے تھے جدا کرکے
ہر دفتر مین اوسیوقت بھیجوا دیتے تھے اور اوسی دن دفتر اجرا سے سب احکام جاری ہوجاتے تھے
اسی ملاحظہ کاغذ کی بہت سے فقرہ بعبارت ہوگیا تھا اور جاڑے کے موسم مین دن چھوٹا
ہوتا ہی جو کاغذ رہجاتا تھا رات کو ملاحظہ ہوتا تھا اور پرچہ اخبار بلا قید گذرتا تھا مہر خاص کیوقت
نجم الدولہ کپتان فتح علیخان حاضر ہوکر سامنے حضور کے مہر کرکے پھر صندوقچہ مہر لیجاتے تھے
پرچہ پیام یا محبت نامہ بڑے صاحب کا بدلے مرزا جعفر حضور مین لایا کرتے تھے جب انگریزی ان
جناب عالی نے ازراہ عتاب فرمایا کہ کرنل بیلی میرے سامنے بات نہین کرسکتا یہ جو کہتے ہو تم
پھر منشی میر حیدر مردانہ نام منشی علی نقی خان بنے اون دونون جوان خوشنویس تھے اصلاح مرزا جعفر
بنایا کرتے تھے جواب تحریرات کا اوسی دن جاتا تھا اودھر سے مولوی صمدان واسطہ رسالت
ہوتے تھے یہان سے جواب بعد خوب تنقیح وتحقیق ومشورہ جایا کرتا تھا۔

وقت شام جناب عالی بسواری گاڑی دو اسپہ کہ جوان رسّے اپنے ہاتھ مین لیے جلوس
سواری ترکسواران رسالہ راجہ بختاور سنگہ اردلی خاص یا کبھی تامجان پر سوار ہوکر تشریف فرما
ہوتے تھے کبھی کسی گنج کیطرف جاکر نرخ غلہ خود پوچھتے تھے بخیال پرورش رعایا اتفاق بھی کی
ڈھونڈتے تھے سال بھر مین دو جشن ... صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین ہوتی تھین
سرکار کیطرف سے ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری بڑے دن کو اسمین ساٹھ ستر ہزار
روپیہ صرف ہوتا تھا اور کشتیان علی قدر حال مرشدزادون داماد کو ہاتھی حاضرین امرا کو
بار گذرانے کے اور عطر لارڈ ہارڈنگ صاحب کے حکم سے یہ سب موقوف ہوا فقط آتشبازی
روشنی سرکار شاہی سے ہوا کرتی تھی۔

انتظام ممالک محروسہ جناب عالی

اکثر علاقجات سرکار سے عمال کو امانی دیے جاتے تھے کسیکو علاقہ چار پانچ لاکھ سے

صاحبان مقرب خاص ال مگلوڈ صاحب ڈاکٹر لا صاحب وغیرہ پس کرسی خاص میر انشاء اللہ خان
طوطی ہزار داستان ہندوستان میر ابو القاسم خان بیٹے میر مدن سپہ سالار فوج کے نواب
سراج الدولہ بنگالہ مجرئی معززین مہاجہ سرا وغیرہ اوس وقت باریاب سلام ہوتے تھے سامنے
عرض بیگی کھڑا رہکر سب کو بنعات سلام کراتا تھا باہر برآمدہ مین باجا انگریزی بجتا تھا جناب عالی
جس سے مخاطب ہوے گفتگوے عاقلانہ باوقار ہوتی تھی ہر شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ کی
صحبت چای پانی ہوتی تھی جتنے صاحب چھاونی کے ساتھ آتے تھے پالکی پر سوار زیر کوٹھی
اوترتے تھے ہر ایک کا حقہ جداگان بھی ہوتا تھا حقہ کی آواز سے کمرہ گونج جاتا تھا بعد چای پانی
خلوت خاص ایک کمرے مین ہوتی تھی وہان کوئی نہین ہوتا تھا سوا جناب عالی اور بڑے صاحب
کے بالمشافہہ طرفین سے جو گفتگو ہو شنبہ کو جناب عالی کا چای پانی بڑے صاحب کی کوٹھی
یا خیمے مین ہوتا تھا کسواسطے کہ دوسری کوٹھی ضیافت کی حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین
بنی اور بڑا پھاٹک بیلی گارد کا بنا اور راہ آمد و رفت جو مابین کوٹھی رزیڈنٹی بند ہو گئی تھی
بعد دس بجے کے برخاست چای پانی ہوتا تھا ؎

تیسرا دربار وقت خاصہ مقربان یا اردلی خاص اور کبھی نواب جلال الدولہ مہدی علیخان
یا رکن الدولہ نواب محمد حسن خان صغیر السن تھے شریک خاصہ ہوتے تھے بعد گیارہ بجے کے
برخاست ہو کر محلسرا مین تشریف لیجا کے کونج پر استراحت فرما کر حقہ میل فرماتے تھے ء

چوتھا دربار ۲ بجے وقت ملاحظہ کاغذ ہوتا تھا نواب نصیر الدولہ بہادر لفافہ کاغذ بند
میز پر رکھکر چلے آتے تھے نواب شمس الدولہ بہادر لفافہ رکھکر علیحدہ کمرے مین تا اختتام
ملاحظہ کاغذ حاضر رہتے تھے نواب منتظم الدولہ مہدی علیخان راجہ دیاکرشن رای رتن چند
صاحب اخبار رای صاحب رام اخبار نویس خفیہ منشی رونق علیخان منشی دانش علیخان اور
معززین منشی اپنا اپنا لفافہ میز پر رکھکر ہر ایک اپنے مقام علیحدہ بیٹھتے تھے جسے بضرورت
تحقیق طلب فرمایا حاضر ہوا جناب عالی نے جب لفافے کو ملاحظہ فرمایا دستخط کر کے میز پر یا
پیادہ میز مین پھینک دیا سامنے کہار ناخواندہ حاضر رہتے تھے جس کاغذ کو طشت آب مین
ڈال دیا کہار نے خوب مل کر پانی سے رکھا اتفاقاً ایک شخص اسی کاغذ کی وقت نوکر ہو اعرض کیا

تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا + بالکر رہا تمہاسب کام تمام کیا +

ضبط اوقات جناب عالی

جناب عالی قبل از طلوع آفتاب محلسرا سے برآمد ہوتے تھے از بسکہ شہسوار یکتا تھے گھوڑے سے تعشق تھا دکھن عرب اور جنگل کے تال میں سے گھر کے خانہ زاد گھوڑی گھوڑیان ایسی پیدا کین کہ اس صورت و سیرت و غربت کے مقام اصل مین بھی کسینے نہ دیکھی ہونگی اوسوقت لباس انگریزی زیب کمر ولایتی واب چرم سے ٹوپی مغلی سیاہ مخملی پہلے سلام مرشدزادون والا یا امرای خاص کا ہوتا تھا مگر نواب شمس الدولہ و نصیر الدولہ بہادر ایلکار تھے سلام کر کے اپنے گھر کا دربار کرتے تھے اکثر ہوا خوری تا دلکشا یا پار دریا یا موسی باغ تا بعد دو ساعت کے مراجعت فرما کے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے جلوس سواری مع ڈنکہ سب آگے ہوتا تھا اور جب کبھی اپنے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے اور جب گھوڑے پر ہوتے تھے فقط دو خاص بردار یا دو چوبدار دہنے بائین تھوڑے فاصلے پر ہوتے تھے یا مرزا اکبر بیگ یا محمد غلامی خانہ زادان حضوری پر سوار لباس انگریزی سے آگے ہوتے تھے یا چند کہی تلنگے کار یا بازدار وغیرہ کچھ فاصلے سے بیشتر و پہلو مین مصاحبان خاص صاحب ہوتے تھے راہ مین اکثر مسافر یا داد خواہ عرضی استغاثہ دیتے تھے ایک دفعہ ایک سپاہی نے عرضی روزگار کی دی تھی اتفاقاً اوسنے تلوار اپنی کمر کے پٹکے مین رکھ لی تھی جب سلام کو جھکا تلوار میان سے نکل پڑی پکڑا گیا بیقصوری اوسکی ثابت ہوئی چھوڑ دیا جب سے بیس سوار و بیس چپراسی اہتمام سواری کو انتظام الدولہ مظفر علیخان کے سپرد ہوے اشرف الدولہ رمضان علیخان مرزا اشرف علی بھی ہوتے تھے اکثر مسل نگاہداشت سواران جدید کی در دولت پر پہونچکر ملاحظہ فرماتے تھے یا نواب شمس الدولہ بہادر جنرل بھی کبھی نواب نصیر الدولہ بہادر بھی حسب الحکم تعمیل کرتے تھے ہر روز چوکی مین بائیس سو آدمی ہر فرقے کا حاضر رہتا تھا از انجملہ دو سو کی سوار بھی ہوتے تھے بس دربار سواری جب ہو چکا امرایا معززین در دولت سے رخصت ہو لیے نوبت چاہ پانی ہوتا تھا کرسی نشین امرای مقربان خاص مثل صمصام الدولہ مرزا جعفر اور مرزا محمد تقی خان شاعر چند ہو سب مثل بیٹے نواب مرزا علیخان کے پہلو مین بار و برو

جمع کیا تھا کسواسطے کہ نو لاکھ روپیہ سال کا خرچ تھا ملک سے ایک کروڑ دہ یا نو دہ لاکھ سے زیادہ وصول نہیں ہوا فی الحقیقت اپنی خوش سلیقگی سے اتنا روپیہ جمع کیا تھا اسپر بھی تعمیر مکانات شہر جدید اور ملازمین اور مرشدزادون کو جو تعمیر مکان کو عنایت فرمائے لاکھون خرچ ہوے کچھ عقل سے باہر حساب خرچ ہے یا برکت خداداد کہیے اوس عہد دولت مین ملازم جدید کیواسطے کوئی جایداد فوقی تجویز نہیں ہوتی تھی اگر بنیٹی بال راجہ جھاؤلال و نواب شمس الدولہ بہادر و نائب الدولہ بہادر و میان الماس وغیرہ کی امانت نہ رہتی تو شاید کچھ زیادہ جمع ہوتا چنانچہ نواب غازی الدین حیدر نے بعد مسندنشینی اسکا دعوی دونون بھائیون سے چاہا مگر نواب گورنر جنرل بہادر کی صلاح اور اپنی سیر چشمی سے باز رہے اوسی کروڑ روپیے کے نقد وجنس سے نواب شمس الدولہ نے بنارس و کلکتہ مین جا کر صرف کیا ہر صاحبزادی کو چھ لاکھ کے نوٹ خرید کردیے جس سے آج تک اونکی اولاد بنارس اور بغداد مین بسر اوقات کر رہی ہے اور اخراجات جناب عالی تنخواہ سب مرشدزادون کی بیش قرار اور صاحبان عالیشان جو مصاحب تھے ہزارون روپے تھے اور جو صاحب کمال یا اہل سپاہ وغیرہ دکن سے یا کوئی صاحب لیاقت یا عالی خاندان تباہ و پریشان ہو کر آیا اور چندے وزسلام کیا یا از روی پرچہ اخبار یا کسی کے وسیلے سے بعد دریافت حقیقت حال اوسکی پرورش ہو جاتی تھی شہ سے ناکام نہین جاتا تھا سوای نواب خاص محل کے کوئی دوسرا محل ممتاز نہ تھا جسکا خرچ یا جاگیر ہوتی جسطرح آخر سلطنت مین حال ہوا اور غرض جناب عالی کی اس روپیہ کی یہ نہ تھی کہ مین نوٹ گورنمنٹ مول لیکر سود لیا کرونگا یا کسیکا وثیقہ مقرر بواسطہ گورنمنٹ کرونگا اور نہ اس سے لشکرکشی کا ارادہ تھا خلاصہ ثقات یا جو محرم راز تھے کہتے تھے کہ مجموع ممالک مفتوحہ و مقبوضہ و مفتوحہ جو متعلق بتعہد سرکار کمپنی ہے اسکا تعہد سی سالہ سرکار شاہی سے لے لونگا اور اقساط پیشگی ذرال سرکار کرونگا اور فوج انگریزی اور صاحبان نظامت بدستور بحال رہینگے اور اور جدید بمشورہ اپنے اور نواب گورنر جنرل بہادر کے ہوا کریگا اور ایک سفیر صاحب لیاقت مثل صاحب رزیڈنٹ حاضر حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے رہیگا اس مشورہ خاص سے فقط جنرل مکناٹن صاحب ڈاکٹر لا صاحب وغیرہ مصاحبان ہمراز واقف تھے یا بعض اہلکاران معتبر سرکار اور اب ایسا احوال بسکے نزدیک رٹل یا مضمون خیالی ہے الغرض اولٹی ہو گئین سب

خلاصہ چند دن مضرب خیام مقام دہرہ مین تھے صبح کو شیر صحرائی اسیر حلقہ کمند ہاتھیون ہوگیا کئی سو کا حلقہ ہوتا تھا شیر گھبر اسکے مقابل ہاتھی بڑے صاحب کے نکلا جست کر کے ہاتھی کی سونڈ سے لپٹا فیلبان نے جسارت سے گجباگ ماری ہاتھی نے ٹھوکر کھائی اوسکے جھونک سے صاحب انگریزی حوضے سے شیر کے سامنے گر پڑے چاہتا تھا دبا بیٹھے وقت جناب عالی نے اس سبکی سے گولی ماری کہ شیر گر پڑا صاحب اوٹھ کھڑے ہوئے ہر طرف سے غلغلہ واہ واہ بلند ہوا صاحب مع صاحبان عالیشان شکر گزار ہوے کہ حضور نے اسوقت پنجہ اجل سے صاحب کو بچایا ناخن شیر سے صاحب کی پنڈلی مین تھوڑا خراش ہوگیا تھا پالکی مین سوار ہوکے اپنے خیمے مین آئے سمجھے کہ رسیدہ بود بلائی ولے بخیر گذشت آج مفت مین اپنا شکار ہوگیا تھا اور اسمین جناب عالی بڑے ملزم رہتے یہ احوال شہر کی رپٹ گئی معلوم نہین کیا صورت ہوتی کہ پھر سوائے سفر آخرت کے سفر شکار نصیب نہوا ایک سبب اور بھی مشہور ہے کہ ایکدن جناب عالی نے آٹھ شیر مارے نوین کی تلاش مین تھے دوپہر ہوگئی دھوپ اور گرمی کی شدت سے جناب عالی پھر آئے اتفاقا گوینڈی نے ملکی صاحب خبر کی اونھون نے بے اطلاع جناب عالی شاید انکے خیمے کے قریب نکلا تھا کسواسطے کہ صاحب کا خیمہ مع پلٹن لشکر سے تھوڑے فاصلے پر ہوتا تھا یا اور کوئی سبب ہو شیر کو مار لیا وہ گرنہ نوشیروان کے نام سے مشہور ہوتے تیر اسی گھاٹ پر خیمہ تھا پھر آئے شکار کو نگئی واللہ اعلم

ملحوظ خاطر جناب عالی در باب تشخیص کا ہر بات

ہر صاحب فہم جانتا ہے کہ عقلمند کا فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا آگے اسباب ظاہری یا امور تقدیر سے بگڑ جاے اوسکا قصور تدبیر نہین جناب عالی سب کے نزدیک صاحب عقل و دانش تھے اونکا فعل حکمت سے خالی نہ تھا اگرچہ با خود اختیار ریاست رکھتے مجبور تھے صلاح و صوابدید دوسرے کی بھی تھی چنانچہ جب بنارس سے تشریف لائے مسند نشین ہوئے پانچ یا چھہ لاکھہ روپیہ خزانے مین بذات خود لاے تھے فقط اپنے حسن سلیقہ و انتظام خرچ سے جمع کیا تھا یہان خزانے مین نواب آصف الدولہ و مرزا وزیر علیخان کی فضول خرچی سے کیا تھا بس اتنی مدت وزارت مین بعد صرف اخراجات معینہ دس یا بارہ کرور روپیہ خزانے مین

یہ شعر اپنے مرثیے میں شروع کیا سر پر سیمینا تو تہنا میری سخت بہری کہ بیمارئی
اسپر جنوبیسی سب وقت تھے کہ جب حال تھا تین دن تک مان باپ نے کھانا نہ کھایا حجرہ
خلوت سے باہر نہ نکلے آخر بڑے صاحب نے آکر بہت سمجھایا اور کلمات صبر عرض کیے بدستور
پھر دربار ہونے لگا

لشکر دھوم دھام جناب عالی کا کرنل بیلی صاحب کا نیچہ شیر سے بچنا سفر کا موقوف ہونا

نواب آصف الدولہ بہادر ہر سال دو سفر شکار کیواسطے کیا کرتے تھے اور بہرائچ کے
میلے میں بھی اکثر اتفاق ہوتا تھا فی الحقیقت عجب سیر و تماشے کا سفر ہوتا تھا ہر مقام منزل
پر معلوم ہوتا تھا کہ ثانی لکھنو شہر پیدا ہوا ہے اور ہر شخص ایک سفر سے دوسرے کا دن گنا کرتا تھا
ہزارہا مزدور اسی سفر پر قرض لیتے تھے دوکاندار اہل پیشہ اپنی فلاح سمجھتے تھے چنانچہ جب
سفر بٹول کیا نیسے کہار بوجہ سواری کو ہاتھون ہاتھ لیگیا وہان کے راجہ نے استقبال کیا
تحائف کو بھی گذرانے اوسے خلعت دیا فی کوٹ مین ایک بارہ دری بنوائی وہ اب تک
یادگار ہے جہان جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر بعد فساد ہنگامہ باجازت راجہ مقیم ہوئے
اس سفر مین بھی صرف اکہارویہ کا ہوتا تھا اسیصورت سے جناب عالی بھی ایکدفعہ موسم
بہار مین شکار کو تشریف فرما ہوتے تھے ازبسکہ بندوق لگانے مین قادر انداز تھے زیادہ
شکار کا لطف اوٹھتا تھا اور انتظام لشکر بھی بہت خوب ہوتا تھا فرار ہا شہر کے خوش باش
بیتکری بھی کسی حیلہ سے ہمراہ لشکر ہوتے تھے چھ رات رہے سوار ہوتے تھے کئی سو فانوس
کی روشنی جا بسواری مین لشکر مین جا بجا اذان صبح کا ہونا وہ کم کم تارون کی روشنی آہستہ
جھونکے نسیم سحر کے چلنا دوسری طرف سے گشت شہنا نوازونکا نغمہ سحرگاہی سے جانورانِ
صحرائی کا چہچہہ خوش الحانی سے کرنا باعث ولولۂ ہر شخص ہوتا تھا خوانچہ والے فواکہات ختم کر
لیے ہوئے پکارتے پھرتے تھے فی الحقیقت عجب لطف ہوتا تھا اور اس سفر سے زیادہ تر فایدہ
سرکار یہ تھا کہ اکثر مظلوم رعایا جو عمال کے ظلم سے نالان و شاکی ہوتے تھے اپنی داد کو پہونچتے تھے
تعلقدار بھی سر حساب رہتے تھے اور ملک کی آبادی و غیر آبادی اور زمین کا دکشت ہونے کا
سبب معلوم ہوجاتا تھا میان عیشی شاعر نے قصیدہ فارسی اسی سفر کا لکھا ہے مشتاقین دیکھا ہو

بہت ناگوار ہوتا تھا شاہزادے ہر صبح کو گھوڑے پر سوار ہو کر گلی کوچوں مین بے تحاشا
دوڑاتے چلے جاتے تھے اکثر عورتین و بچے پامال ہوتے تھے تمام شہر مین یہ چرچا تھا ایکدن گھوڑا
پھیرنے لگے دسترخوان پر عجب صحبت ہوتی تھی ایکدن شیخ امام بخش نے استاد ایک
عرض کیا بہت خوش ہوئے ارباب نشاط حاضر رہتے تھے غرض ہر شب شب عید و ہر روز نوروز
تھی جناب عالی کو یہ جو اخبار جب پہنچتے تھے افسوس کرتے تھے تقسیم
شاہزادہ عالم ایک کسبی مسماۃ ... جو ناچ مین بہت نامور تھی اوسپر عاشق ہوئے اور اوسکو
داخل محل کیا اپنے عم نامدار مرزا جوان بخت کا رتبہ پایا جب یہ صورت ہوئی جناب عالی نے
بڑے صاحب کو لکھا بھیجا کہ اطوار شاہزادے کے شاہجہان آباد سے بھی یہان زیادہ
ہوئے ہین ہم پاس آداب شاہی سے مجبور ہین ایسا نہو کہ کسی حرکت سے عبث خفت
مذمت و حجاب بادشاہ سے ہو مناسب ہے کہ اب صاحب عالم بہادر ملکات سرکار مین سیر
سیاحت کرین تو بہتر ہے صاحب رزیڈنٹ بہتیرے ناز کتاب ... ہو سکے تھے حکم قطعی
بھیجا اوسیدن پردہ شب مین سوار ہو کر الہ آباد چلے گئے سلطان خسرو کے باغ مین قیام
ہوئے یہان کوئی خبر بھی نہوا پایا سبکو غنیمت ہوا عافیت سبکی تنگ ہو گئی تھی پانچ ہزار
ماہواری گورنمنٹ سے خرچ کو ملتی تھی از بسکہ بادشاہ اور نواب ممتاز محل اونکی محبت
و پاسداری حد سے زیادہ تھی برضامندی صاحب رزیڈنٹ پھر لکھنؤ تشریف لائے چند روز آرام
چند روز کے اوس سے زیادہ حرکات خلاف شرع ہونے آخر ان باپ نے لاچار ہو کر
صاحب رزیڈنٹ سے کہا کہ انکے حرکات جنون ... بڑھتے جاتے ہین ... ہار کر
موجب توہین ہو چکا ہے یہ کچھ متنبہ نہوئے مبادا پھر کوئی ایسی حرکت کرینگے لہذا مناسب
... حال انکا رہنا تمہاری عملداری مین بہتر ہے بڑے صاحب نے عرض کیا کہ ... صاحب کے
... عتاب سے صاحب کی مراجعت دلی کو ہوئی کہ اب اگر بلا حکم و تجویز سے جائینگے
... مراجعت نہو سکیگی اس جہت سے پھر الہ آباد آئے دائم الخمر رہتے تھے آخر اسی بیخودی مین
... دن ہنستے ہنستے دنیا سے سفر کر گئے جنازہ وہان سے دلی ہوا جب داخل شہر ہوا جلوس شاہی
... ہمراہ ملازمین شاہی اور تمام مردم شہر و شیخ و شریف ساتھ تھے شہنا نواب نے

ہاتھ مین ہر طرف ہجوم عام کو دیکھتے ہوے ابعد جا ی پانی کے کشتیان نذر کی دین چار گھوڑے
کی گاڑی اوسی پر سوار ہوکر کیسند باغ مین داخل ہوے دوسورو پی کا خاصۂ طعام معین ہوا
شیخ امام بخش وکیل الماس علیخان مرد حسن صاحب لیاقت مہتمم بجا آوری خدمت مقرر ہوے +
دوسرے دن جناب عالی مع صاحب ریذیڈنٹ اور شہزادی و امرا کے حاضر ہوے بعد
جا ی پانی کے سب کی نذرین بمراتب گذرین جب وقت خلعت آیا شیخ امام بخش نے ازراہ طعن
مرزا جعفر سے کہا وزیر اعظم کو خلعت معمولی وزارت ہوگا صاحب ریذیڈنٹ کے واسطے
آپ نے کونسا خلعت تجویز کیا ہے یہ سنکر لاجواب ہوے جناب عالی کو پارچہ خلعت ہونے لگا
ہر پارچہ پر جناب عالی آداب گاہ پر جاکر آداب بجالاتے تھے نذر دیتے تھے افسوس ہی
اوسدن تک خاندان تیموریہ کا یہ مرتبہ تھا ظاہر حال سب آداب شاہی باقی رہا تھا
صاحب ریذیڈنٹ کا بھی خطاب اوسی سلطنت سے ملتا تھا عماد الدولہ افضل الملک
میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھی خطاب زبان
لارڈ ہایراسے سب موقوف ہوگیا غرض جب نوبت خلعت صاحب ریذیڈنٹ پہونچی نقط
دو شالہ و رومال کا حکم ہوا جناب عالی نے عرض کیا پانچ پارچہ عنایت فرمایئے صاحب نے
نادانستگی سے چاہا کہ مثل وزیر اعظم مین بھی ہر پارچہ خلعت پر نذر دیکر آداب گاہ پر
آداب بجالاؤن خواص شاہی نے کہا کہ مختص رتبہ وزیر اعظم کا ہے تمھارا یہ مرتبہ
نہین ہے یہ سنتے ہی کیسا انفعال صاحب کو ہوا اور اپنے آج کے آنے پر
بہت شرمندہ ہوے +

غرض جناب عالی ہر روز ہر قسم کے ہدایا و تحایف بطیب خاطر بھیجتے تھے اور ہمہ تن
مصروف تھے اور بدل منظور تھا کہ انکی ایسی خدمت سب طرح سے کیجیے کہ عشا ہوئی دلی
بادشاہ ہو بلکہ رفع کدورتہای ماضیہ ہوا اور بادشاہ کے بھی متواتر شقے شاہزادے کو
آتے تھے کہ خبردار کوئی امر خلاف وزیر نکرنا شاہزادہ عالم یہ کب ایسی بات سنتے تھے
اشرف علیخان ایک شخص ستار خوب بجاتا تھا اوسے اپنا وزیر اعظم کیا تھا اوسے
جناب عالی کی خبر کو بھیجتے تھے جناب عالی انکی آمد سنکر ٹہلتے تھے یہ سلام علیک ہمسری کہتے تھے

سر دروازہ نقارخانہ سے دیوان خاص تک توپ مارتے چلے گئے بادشاہ نے سب ملازمین کو حکم قطعی فرمایا کہ ہر شخص اپنے مقام پر مثل تصویر کھڑا رہے جس طرح سے صاحب آتے ہیں آئے دو صاحب عالم بہادر کشتی پر سوار ہو پار دریا کے بادشاہ کے پاس جا کر چھپے صاحب رزیڈنٹ تنہا کشتی پر سوار ہو حاضر حضور شاہی ہوے عرض کی آپ حضرت صاحب عالم کو ہمارے سپرد فرمائیں بادشاہ نے شاہزادے کا ہاتھ انکے ہاتھ میں دے کر فرمایا انہیں تعلیم و تربیت کیواسطے تمھارے سپرد کرتا ہون صاحب ان کو اپنے ساتھ قلعہ کے باہر لیکر چلے آئے +

اوسدن شاہزادہ باہر شہر کے رہا دو چار دن میں سامان ضروری شاہانہ درست کر کے روانہ علاداری سرکار ہوے ہزار آدمی کی جمعیت لشکر اور سامان ہاتھی گھوڑا وغیرہ سب درست ہو گیا ناگاہ خیال میں آیا کہ پہلے لکھنؤ میں وزیر اعظم کے پاس چلیے اور وہانکا عیش و نشاط دیکھیے جو مشہور آفاق ہے اہل صحبت جو اس طریق کے جمع ہو گئے تھے وہ بھی غنیمت سمجھے کسواسطے کہ لکھنؤ پر سب ہی کھائے ہوے تھے بادشاہ نے وقت روانگی کہلا بھیجا تھا اگر لکھنؤ جانے کا اتفاق ہو تو وزیر اعظم کا بہت پاس خاطر رکھنا کسواسطے کہ ہمیشہ سے قرب منزلت اونکی اس سلطنت میں رہی ہے +

غرض جناب عالی نے خبر آمد آمد شاہزادہ داخلہ لکھنؤ کی سنی بہت خوش ہوئے اور مزید عزت و افتخار سمجھکر مع صاحب رزیڈنٹ کرنل جان بیلی صاحب مرزا سلیمان شکوہ مرزا سکندر شکوہ شاہزادے بڑی دھوم دھام سے ناکہ شہر تک استقبال کو گئے اور شہر میں چوک کی بڑی طیاری کی کوچہ و بازار و بام تماشائیون سے بھر گیا جناب عالی نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی عرض کی آج حضور کی بدولت منصب آبائی قدیم خواصی نشینی بعد ایک مدت العمر کے پھر حاصل ہو گئی شاہزادہ نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو جانب چپ بٹھا لیا برج سعادت میں قران السعدین ظاہر ہوا انظار خاص و عام میں بھی جلوہ افروزی ہوئی شہر میں ایثار زر کرتے ہوے داخل فرح بخش ہوے شلک سلامی توپ ہوئی لباس شاہزادہ انگریزی سر پر لینی کالی ٹوپی ترکی ولایتی زیب کمر پڑا پیچہ اون حقہ فیلبان ہاتھی کے ہاتھے پر رکھے اوسکا پیچ شاہزادی کے

پھر جناب عالی کے عہد دولت مین ایک دفعہ مرزا جمعہ شاہزادے جنکا احوال مرزا وزیر علیخان کی احوال مین گذرا فرخ آباد سے تشریف لائے باولی کے مکان مین چند روز تک مہمان رہکر پھر چلے گئے۔

مرزا مظفر بخت شاہزادے بیٹے مرزا سلیمان شکوہ کے ایک دفعہ اپنی اولوالعزمی و طمع دنیا سمجھکر لکھنؤ سے باہر نکلے لکھنؤ کے جو لوگ پریشان حال و معطل تھے ساتھ ہوئے قاضی اختر تخلص نواب معین الدولہ میر عنایت علی وغیرہ رجواڑے تک گئے کچھ حاصل ہوا نہ اوسقدر جتنا خیال و پاس اجاون کو شاہزادون کے نام کا تھا جب ناکام لکھنؤ پھر آگئے نسیلی بیگم منجملہ بی بی ہای جنرل مارٹن سے نکاح کیا اونھین کی پنشن مین بسر اوقات رہی بعد اوری بی بی کے مرنے کے اونھین کے مکان مین رہتے تھے۔

ورود مرزا جہانگیر شاہزادہ دہلی

محمد اکبر شاہ بادشاہ دلی مرزا جہانگیر شاہزادہ کو بہت چاہتے تھے کہ محبت پدری سے حالت تعشق تھی اس جہت سے جو اونسے حرکت خلاف منزلت شاہی یا صحبت بد کی جہت سے سرزد ہوتی تھی اوسے ازراہ محبت عفو فرما کر دردولی سے سمجھاتے رہتے تھے جب تاثیر صحبت غیر جنس سے اونکی حرکات ناشایستہ بڑھے سیٹن صاحب ریذیڈنٹ دربار شاہی مین ہر صبح حاضر ہوتے تھے اونکی نسبت بھی حرفہای خلاف و نامعقول کہنے لگے اونکو دیکھکے ملازم لولوہی کہا کرتے تھے آخر تنگ ہوکر صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شاہزادے سے حرکات خلاف منزلت شاہی سرزد ہوتے ہین مبادا اونسے کوئی ایسا امر خلاف ہو جسکی اصلاح بہت دشوار و موجب توہین ہو لہذا اگر صاحب عالم بہادر چندے بطریق تفرج مثل حضرت جد اعلی عملداری مملکت شرقیہ مین رہین غالب ہے کہ اصلاح حال ہو جاے بادشاہ نے پھر اونھین سمجھایا اونکی مفارقت بہت شاق تھی چندے تامل فرمایا مگر لاابالی کب سنتا ہے خلاصہ اونھین الفاظ رکیک یعنی لولو سنتے سنتے ایکدن شاہزادہ بہادر نقابلہ جلنے پر کھڑے تھے تپنچہ ہاتھ مین تھا مار بیٹھے صاحب بارے باہر نکلے تھے گولی کنارہ ٹوپی سے ہوکر نکل گئی اوسوقت صاحب بین کھڑے ہو گئے توپ منگواکر

اس باغ کوٹھی کو خریدا مجالس امام باڑہ کوٹھی باہتمام مگاوڈ صاحب مہندس ملازم جناب عالی بنوائی اکثر صبح کو جناب عالی بھی دیکھنے کو تشریف لاتے تھے باتفاق صلاح تعمیر کوٹھی ہوتی تھی اور اکثر روپیہ بھی اوسکی تعمیر کو بھیجتے تھے اکثر سفر مین انھین کو تکلیف دیتے تھے دس ہزار خرچ سفر کو بھیجتے تھے مرزا عباس شکوہ اپنے بیٹے کو دلی سے بلوا بھیجا اور جو تنخواہ سرکار شاہی سے مقرر تھی وہ جاری کروایا تعزیہ داری بڑے تکلف سے امام باڑے مین ہوتی تھی حضرت خلد مکان کے زمانے مین انتقال کیا اپنے امام باڑے مین دفن ہوے گورنمنٹ سے جو ہزار روپیہ مقرر تھے بعد وضع چہارم ساڑھے سات سو مرزا عباس شکوہ کو ملنے لگے مشاہرہ شاہی کی یہ صورت ہوئی کہ مرزا عباس شکوہ جب تک قلعہ دلی مین تھے مذہب تشیع تھا اکثر عشرۂ محرم مین اور شاہزادون سے خلاف مذہب کی جہت سے قصہ ہوجاتا تھا لکھنؤ مین بعد انتقال اپنے باپ کے مذہب تسنن اختیار کیا بلکہ تصوف پر میلان ہوا حافظ موارث علی کے داماد کے مرید ہوے لباس فقرا پہنا اتفاقاً عشرۂ محرم مین ۹ تاریخ نواب معتمد الدولہ کی مجلس مین تشریف لیگئے موافق معمول کے مجالس مین تبرا ہوا بہت ناگوار گذرا خفا ہوکر مجلس سے اوٹھکر چلے آئے نواب کو تعجب ہوا کہ باپ ایسا تھا بیٹے ایسے لوگون نے حقیقت حال بیان کی نواب نے باستعجاب تمام بادشاہ سے عرض حال کیا وہ ہزار روپیے سرکار شاہی سے موقوف ہوگئے +

حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین مرزا عباس شکوہ کی بی بی نے بسبب ناموافقت کے بمعرفت مرزا حیدر شکوہ نالش دعوی مہر کیا املاک مستغرق مہر ہوگئی [illegible] ہزار روپیے کو نواب امین الدولہ نے اوسے مول لیا شاہزادے ٹیپو خان کے مکان مین اوٹھ گئے امین الدولہ نے کئی لاکھ صرف کرکے بازار وغیرہ بنوایا اوسکا نام امین آباد رکھا اونکے عہد وزارت مین بحکومت بھی آبادی نہو سکی اونکے بعد انتقال جیسے عملداری سرکار ہوئی مثل چوک شہر زیادہ آباد اور محاصل کرایہ دوکان بہت بڑھگیا ہے اونکی اولاد کو ملتا ہے قرب چھاونی اور صاحبان عالیشان کی کوٹھیون کے بننے سے باعث آبادی ہوا ہے +

قلعہ کے باہر نجا سکتا تھا مگر یہ کہ کسی حیلے سے باخفا کسیکی جہت سے بھاگ کر نکلے چنانچہ
مرزا اسکندر شکوہ شاہزادہ سگے بھائی محمد اکبر شاہ کے آغا شجاعت علیخان کے ساتھ
باخفا دلی سے لکھنؤ آئے باغ نرائن کے پچھواڑے ایک کوٹھی و باغ کسی انگریز کا تھا
اوسمین بکرایہ اوترے گرد جنگل ویرانہ محض فقط سڑک چار باغ تھی جسپر بڑے صاحب ہوا
ہوا کھانے جاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ نے دس روپیہ روز خاصہ کو بھانے سے مقرر کردی
مگر انکے ساتھ دلی سے اکثر صاحب فہم آئے تھے مثل مرزا محمد حسن قتیل شاعر میر اکبر علی لبیل
آغا شجاعت علیخان وغیرہ وہ زمانہ رزیڈنٹی کرنل جان بیلی صاحب کا اور دور دورہ مرزا جعفر
ہے مرزا قتیل سے مرزا جعفر اور مرزا حاجی اونکے بیٹے سے دوستی بخصوصیت سے انکی
و داد وش سے بعد کئی برس کے گورنمنٹ سے ہزار روپے ماہواری مقرر ہوئی مرزا سلیمان شکوہ
نے جناب عالی سے اکثر ذکر اپنے بھائی کا کیا جناب عالی نے عرض کی کہ مجھے شرف ملازمت
حضور کیا کم ہے مگر جب مرزا عالی قدر کی شادی ہوئی مرزا اسکندر شکوہ بجائے اپنے بھائی
کے رونق افروز محفل تھے کسواسطے کہ موافق رسم عرفیہ ہندوستان بیٹی کا باپ روپوش ہوتا ہے
بسبب حجاب کے جب جناب عالی شریک محفل ہوئے شاہزادہ موصوف اس اخلاق دنیا سے
پیش آئے اور راہ و رسم پیدا کی کہ جناب عالی بہت خوش ہوئے انکے بڑے بھائی کی غفلت کو
بھول گئے بلکہ چند روز میں ایسی موافقت بڑھی کہ مرزا سلیمان شکوہ نے بھائی کو تہدید لکھا
کہ وزرا اودھ سے اسقدر اتحاد کرنا باعث توہین ہمارے خاندان کا ہے اونھون نے
اسکا جواب لکھا کہ اگر عزت توقیر وزیر اعظم کی جرنیل سے بھی کم ہے اسکا شاہد ہمارے رقعات
مرزا قتیل ہین جو طبع ہوئے ہین غرض ہزار روپیہ جناب عالی نے بھی اپنی سرکار سے مقرر
کئے تو اس دو ہزار روپیہ ماہواری سے اونکا سامان درست ہوا جیسا چاہیے سلیقے سے مرزا
شجاعت علیخان کے بندوبست ہوگیا جناب عالی بھی انکی سلامت روی اور کردار و رفتار کے
بہت خوش رہے مرزا سلیمان شکوہ کو دو ہزار روپیہ ماہواری کا مداخل تھا مگر فضول خرچی صرف
اخراجات کارخانجات شاہی معدوم توجہی خود سے مہاجنان شہر کے قرضدار ہو جاتے تھے
جب بات ہند سی موقوف جناب عالی سے فریاد کرتے تھے مرزا اسکندر شکوہ ذرا سی پیشکش سے

دربار عام نواب گورنر جنرل اوسمین ہوتا ہے بوسیدہ ہوگئی تھی سرکار سے پھر اوسکی طیاری ہوگئی خاص بازار اور سڑک پر اب باقی دونوں وقت کی تعزیہ داری مگر واسطے عورتون کی آمد و رفت سے آبادی رہتی ہے جیسا اب حکام عالیشان نے درستی آراستگی اور انتظام سے کی ہے کہ یہ کام ممدوح کا ہے علم سے تعلق رکھتا ہے اب سب عمارات عالیشان جو عہد دولت مین لاکھوں روپیہ کی تجویز و پسند خاطر فردوسی باغ سے لیکر تک عمارت بنی مگر ایسی کوٹھی وسیع نہ تھی جسمین پانسو آدمی یکجا بیٹھ سکتے جب نواب گورنر جنرل بہادر کا آنا ہوتا تو اتفاق کثرت صاحبان عالیشان سے میز وغیرہ دونوں طرف کچھ لگایا جاتا تھا حضرت خلد مکان نے بنایا تھا کو بہت بڑی وسعت کا ایک مکان ہے مگر قیصر باغ کی تجویز سے اب باقیات انہی عمارات میں بھی کچھ کچھ باقی ہے باقی سب خاک ہو گیا۔

ورود شاہزادہ مرزا عالی قدر بہادر بنارس سے

مرزا عالی قدر شاہزادے بیٹے مرزا جوان بخت بہادر کے بنارس سے مع اپنی والدہ [illegible] نواب جہان آبادی جسکا ذکر نواب آصف الدولہ کے احوال مین گذرا بتقریب شادی صاحبزادے مرزا سلیمان شکوہ تشریف لائے سرکار کی ایک کمپنی بھی ساتھ تھی مرزا جوان بخت صاحب والا ایسی کمپنی مین تھے بہت جوان کشیدہ قامت خوش رو تھے انکی تصویر لندن کو بھیجی گئی تھی جب جناب عالی نے انکا مقابلہ وجاہت اپنے مرزا باقر علیخان رسالدار سے کیا رسالدار کی شان و شوکت سبکی نظرون مین زیادہ معلوم ہوئی تھی غرضکہ جناب عالی نے [illegible] زینت و استقبال کہے گئے شاہزادے کو اور نواب جہان آبادی کو بھی [illegible] مہمان کیا بعد الفراغ بنارس کو پھر گئے اتفاقاً وہ صاحبزادہ بعد چند روز کے مر گئے نواب جہان آبادی نے بھی انتقال کیا بعد کئی برس کے مرزا عالی قدر تنہا پھر لکھنؤ تشریف لائے مگر نسبت پہلے مرتبہ کے [illegible] تکریم و توقیر [illegible] باقی اور خلاف [illegible] ہوئے آخر [illegible] پھر گئے جناب عالی نے [illegible] شگفتہ [illegible] تھی [illegible] کی تھی۔

محمد اکبر شاہ بادشاہ شاہجہان آباد [illegible] باقی رہا تھا کہ [illegible] شاہزادہ [illegible]

بارے بفضل خدا سے چند روز مین بہت بڑی کیل نکلی شفائے کلی حاصل ہوئی غسل صحت فرمایا اس جہت سے کوٹھی کا نام فرح بخش رکھا جب وسکا نیلام ہوا پچپن ہزار کو مول لی بعد اسکے دوسری کوٹھی جسے ٹیڑھی کوٹھی کہتے تھے اوسمین مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے رہتے تھے اوسے بھی خریدا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ اتنا قرب قیام فدوی سے باعث ترک ادب ہے حضور گورا وزلی صاحب کی کوٹھی مین رونق افروز رہین تو بہتر ہے وہ بھی کنار دریا پہلوی کوٹھی رزیڈنٹی ہے شاہزادے وہان جا کر رہے +

بعد غسل صحت بڑے جلوس سواری سے جناب عالی درگاہ حضرت عباس مین آئے حاضری دسترخوان بڑے تکلف سے ہوا اوسیدن سے منہیات سے اجتناب کلی فرمایا تا حین حیات پھر مرتکب نہوے اور ایک خاص عقیدت حضرت عباس علیہ السلام سے تھا دم آخر بھی اونھین سے اعانت چاہتے تھے مگر تقدیر الٰہی جاری ہوچکی تھی +

خلاصہ اس خصوصیت سے طیاری درگاہ گنبد طلائی وغیرہ سے اور مکان و دروازہ عالیشان اور مکان متعلق سی سامان درست ہوا جب سے پہرہ سرکار اور ایک داروغہ بھی سرکار سے مقرر ہوا اور صندوق نقرہ و علمہای طلا و نقرہ مع فرش و شیشہ آلات و منبر نقرہ رکھا گیا نذر نیاز بھی زیادہ ہونے لگی مگر بانی مبانی درگاہ کو یہ سب نذر ملتی رہی مرزا محمد حسن قتیل نے مادہ تاریخ خوب کہا ع این گنبد جدید بنای سعادتست +

جب فرح بخش کوٹھی مین رہنا منظور ہوا افواج اوسکا بہت پسند فرملکے اور کنار دریا ہونا بنا ہے مبارک منزل اور کوٹھی دلارام ہوئی اور آبادی شہر جدید منظور فرمائی مرشدزادون کو زمین وسیع عنایت ہوئی کہ حسب دلخواہ مکان بنا لو اور ہر ایک کو تعمیر کا روپیہ بھی عنایت فرمایا مرزا حسن رضا خان کی بھی کوٹھی کنار دریا تھی داخل منزل وسیع ہوگئی پھر کوٹھی دلکشا مقابل کوٹھی جنرل مارٹین مین بلندی پر بنوائی اوسکی بڑی طیاری کی اور محمد باغ کو زمین وسیع سے گھیر کر رمنہ بنوایا اوسمین ہرن یا گھوڑیان خانہ زاد چھوڑے اور جتنے رسالدار امرا ملازمین خاص سے تھے حکم ہوا تم بھی اپنے حسب دلخواہ مکان بنوا کر رہو اور بارہ دری سر راہ مقابل فرح بخش بنوائی بہت میمون و مبارک ہے جلوس شاہی بھی اوسمین ہوا اور آج تک

موجود ہین لیکن بخیال عبرت الناظرین مشاہدہ آغاز و انجام کے واسطے مندرج کتاب کیا

بنای کربلای تال کٹورہ مملوکہ محمد الماس علیخان حسب الحکم جناب عالی

ابتدای جلوس مین کئی برس تک جناب عالی واسطے تفریح طبع کے نشاط باغ مملوکہ راجہ ٹکیت رای
مین رونق افروز ہوکر عیش و عشرت فرمایا کرتے تھے اور اہل شہر تعزیہ روز عاشورہ کو بالای
ٹیلہ پر بامقام پیلی مین دفن کیا کرتے تھے ایکدن وقت صبح سواری باغ انبہ تال کٹورہ سے
گذری اوسوقت نسیم سحری کا چلنا طیور خوش آہنگ کا آپسمین چہکنا ہر شاخ درخت پر
فصل بہار مین سب کے ملطبوع ہوا جناب عالی نے نواب قاسم علیخان سے فرمایا اگر ایسے مقام پر
اہل شہر تعزیہ دفن کیا کرین تو بہتر اوس سے ہی یہان صحرائیت زیادہ ہی بہون نے باتفاق
عرض کیا سبحان اللہ حضور نے کیا خوب جگہ تجویز فرمائی ہے یہ واقعی عجب مقام تفریح و سیر ہے
پس بموجب ارشاد کے پہلے نواب قاسم علیخان نے ایک چھوٹا حصار گرد جنگلہ چوبی کا بنواکر
وسط چبوترہ مین بہت سے تبرکات مشاہد مقدسہ دفن کیے چنانچہ ابتدا مین تعزیہ بہلم خوب بت
کم اوٹھتے تھے اوسکے صحن مین دفن ہوتے تھے اور اکثر نواب قاسم علیخان اپنی مجالس
عزاری وہین کرتے تھے خود مرثیہ پڑھتے تھے مومنین مجالس مین بلا و ہجی تقسیم کرتے تہو ڑے دنبات
قریب شہر کے عملداری محمد الماس علیخان مین بھی حسب الحکم جناب عالی بچاس بیگھہ پختہ زمین کا احاطہ
کیا گیا ایک قبہ خاص علیحدہ کیا دالان بہت بڑا دو درجہ شرق سے غرب تک شاید سولہ
بنوایا وسط دالان مین تعزیہ منبر واسطے مجلس کے اور پہلو کے درجہ اول عورات کے واسطے
دوسرا مردون کیواسطے بنا دیا حاجی سیتا دارو غہ عمارت تھے انکو حکم ہوا کہ تم بنواؤ انھون
نے میان سے عرض کی کہ مین بھی تعزیہ دار ہون ایک احاطہ اسمین سے میرے واسطے عنایت ہو
چنانچہ دوسرا احاطہ شمال احاطہ اول کا اونھون نے بنوایا مٹی جو ایک جگہ سے لیکر دیگی دیوار
وغیرہ بنی وہ تالاب ہوگیا اوسکا نام تال کٹورہ رکھا میان حیدر بخش چپراسی انو کہا بالای
بڑا کمرہ بنوایا اب نوچندی ہر مہینے کی ہونے لگی ہزار ہا آدمی زن و مرد جمع ہو
ہونے لگیں دفن مومنین بھی شروع ہوا حاجی سیتا بھی پہلے تیمور شاہ
زمانہ دوسرا ہوا اونکی اولاد کا وسیلہ رزق ہوگیا پہلے نوچندی کا

دفعہ ہشتم دستور العمل واسطے اجرای امور تجارت کے اصلاح ہمدیگر جو موجب مفید ممالک دونون سرکار ہے بلا تعرض جاری رہیگا یعنی کشتیان آمد و رفت دریای گنگ یا اور دریا جو بیچ میں سرحد دونون سرکار کے بدون مزاحمت بابت محصول ہونگی اور مواخذہ محصول کشتیون مرقومہ کا بوجہ لگان سبب انکے مال کو بارادہ فروخت کشتی سے اوتارین علی ہذا اس میں نلیا جائیگا یا مقرر محصول اجناس رفتنی اپنے ملک پر اور آمدنی ملک دوسرے میں اوسیقدر جو زیادہ محصول مروجہ جاسے منہو باختیار و اقتدار دونون سرکار کے ہوگا اور یہ بھی قرار پایا ہے کہ دربابت معافی محصول اجناس خریدہ بقیہ ملک جناب عالی بابت مصارف افواج کمپنی انگریز بہادر متعینہ ملک مقبوضہ بوجہ معمولات بعد سپردگی ملک عمل مین نہ آئیگی +

دفعہ نہم دفعات عہدنامہ سابق بتوثیق و استحکام مبانی محبت و اتحاد فیمابین دونون سرکار بحال و برقرار رہینگے اور دفعات اس عہدنامے کی بھی اوسکی مطل نہین ہین بحال و برقرار رہینگے اور مرتسم و منضبط دونون سرکار کے رہینگے +

دفعہ دہم یہ عہدنامہ مختصر دس دفعہ کا دوسری شہر رجب ۱۲۱۶ھ ہجری مطابق ماہ نومبر ۱۸۰۱ء بلدہ لکھنؤ میں لکھا گیا آنربل ہنری ولزلی صاحب بہادر اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے نقل اس عہدنامے کی بزبان انگریزی و فارسی مہر و دستخط اپنی سے حوالہ جناب عالی متعالی کی کئی اور جناب عالی متعالی نے بھی اوسکی ایک نقل فارسی انگریزی مزین اپنی مہر و دستخط کو صاحبان موصوفین کے حوالہ کی اور صاحبان مرقومین اقرار کرتے ہین کہ شرائط اس عہدنامہ کے ۳۰ دن کے عرصے مین مزین بدستخط و مہر نواب معلی القاب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر حاصل کر کے حوالہ جناب عالی متعالی کرینگے اور عہدنامہ مہری اور دستخطی پھیر لینگے اور عہدنامہ مختصر دس دفعہ کا دسوین ماہ نومبر ۱۸۰۱ء مطابق ۲ ماہ رجب ۱۲۱۶ھ ہجری بتوسط آنربل ہنری ولزلی صاحب و لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر بموجب اختیار کے جو طرف نواب گورنر جنرل بہادر سے صاحبان موصوف کو دیا گیا نواب وزیر الممالک بہادر سے بلدہ لکھنؤ مین لکھا گیا +

اگرچہ چند ورق تحریر فیلسے عہدنامجات کی کتاب مین نہتی کسواسطے کہ ہر دفتر خانہ مین

دفعہ پنجم جب تک کہ مقصد اصلی و مطالب اتفاقی دفعہ اول و دوم و سوم و چہارم اس
عہدنامے کا بوجہ احسن منکشف ہووے اور دفعہ ثانی ستائیس و ششم میں بیان کیا جاتا ہے
کہ تفویض ملک بعوض کی بالکل اقساط قدیم و جدید بابت اخراجات حفاظت ملک جناب عالی
کے ہے من بعد کمپنی انگریز بہادر خواہ بوجہ احتیاج فوج زیادہ واسطے مقابلہ و مدافعہ دشمنان
بیرونی کے خواہ بابت پہونچانے فوج کے واسطے تدارک ہنگامہ پردازان اندرون ملک نواب آصفی
موصوف کے یا بوجہ اقامت فوج انگریزی تعیناتی حضور میں خواہ تبدیل چھاونی افواج انگریز
میں خواہ بابت کمی تحصیل محالات مقبوضہ بوقوع آفت سماوی و ارضی یا بسبب بیداد جناب
وغیرہ اون محالات میں اور ادائے اخراجات بوجہ من الوجوہ دعوی اور مطالبہ سرکار نواب
وزیر الممالک بہادر میں نکرینگے +

دفعہ ششم محالات جو بر طبق مضمون اس عہدنامے کے تفویض کمپنی انگریز بہادر ہوں
بالکل قبضہ اور اختیار سرکار کمپنی اور اہتمام اہالی سرکار مذکور میں رہینگے اور بعد تفویض ملک
جائداد کمپنی انگریز بہادر میں جسقدر ملک کہ سرکار میں باقی رہیگا اوسکی بقا بسبیل دوام و استقلال
سرکار جناب وزیر الممالک بہادر میں نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن ضمانت سرکار دولتمدار کمپنی
انگریز بہادر میں اور اختیار جناب عالی متعالی اوس بقیہ ملک میں رہیگا جناب عالی متعالی اقرار
کرتے ہیں کہ بقیہ ملک اپنی سرکار میں ایسا بندوبست جو موجب رفاہ خلائق اور حفاظت
جان و مال سکنا و رعایا ایسا بخوبی کیا جاتا ہے باہتمام عملہ و متعلقہ اپنی میں مقرر اور جاری کرینگے اور
جناب عالی ہمیشہ بقیہ ملک سرکار میں موافق صلاح و مشورہ وہی اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر
ہمیشہ عمل میں لاوینگے

دفعہ ہفتم مکانات و محالات درجہ اول اس عہدنامہ کے ابتدای سنہ ۱۲۰۹ فصلی مطابق
۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۰۱ع سپرد اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر ہونگے ؛ ور تا دخلت اہالی سرکار کمپنی
محالات مقبوضہ جناب عالی متعالی میں موافق زر اقساط و اخراجات بابت فوج جدید سرکار
سے پہونچاتے رہینگے اور اہالی سرکار کمپنی موصوف بعد دخلت کے دعوی زر اقساط اخراجات
فوج جدید سرکار جناب عالی سے نکرینگے +

اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے نواب معلی القاب گورنر جنرل اشرف الاشرف
مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر کے حسب اختیار دہی نواب معظم الیہ کیطرف سے اور نواب وزیر الممالک
بہادر ہندوستان یمین الدولہ ناظم الملک سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ نے بذات خود
اور اپنے وارثون کیطرف سے جو نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن ہو اس عہدنامے کو متضمن
تفویض بعضے محالات ملک متعلقہ سرکار کو اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کو بر سبیل دوام و استقلال
بمعاوضہ و مبادلہ اقساط قدیم مقدمہ اور جمیع اخراجات بابت محافظت ملک محالات مرقومہ
جن صنع کہ لغایت سنہ ۱۲۰۸ فصلی متعہد عمال سرکار رہا ہو تفویض اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کیا
ثانی الحال مواخذہ دیہات و اراضی جو پیشتر سالہا سال سے داخل یا خارج عملدرآمد چلی آئی
مسموع و مقبول ہوگا +

دفعہ دوم اقساط قدیم موجب دفعہ عہدنامہ ۱۷۹۸ء یکہزار ہفتصد نود و ہشت سال کے
زمہ نواب وزیر الممالک مقرر و مشروط حفاظت ملک پر ہے اب اوسکی جایداد اور جاید
اخراجات جدید فوج سرکار سے دیے گئی کسیوجہ سے اخراجات فوج بابت حفاظت ملک وغیرہ
زمہ نواب صاحب معظم الیہ متعلق نہ ہیگی اور واسطے محافظت ممالک محروسہ اودہ وغیرہ
خواہ مفوضہ سرکار کمپنی انگریز بہادر خواہ بقیہ ملک مقبوضہ جناب عالی متعالی ہین اگر ضرورت
فوج پڑی اوسکے اخراجات زمہ نواب صاحب ممدوح تعلق نہ رکھینگے +

دفعہ سوم حفاظت بقیہ ملک سرکار جمیع معاندان بیرونی و اندرونی سے اہالی سرکار
دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لی ہے بشرطیکہ تعلق افواج کمپنی بقیہ ملک سرکار مین
جہان اہالی سرکار کمپنی مناسب جانین اختیار اہالی موصوف مین رہیگی اور نواب وزیر الممالک
بہادر چار پلٹن تلنگہ ایک پلٹن نجیب پیادہ وا وہ میواتی کی اور دو ہزار سوار اور تین سو گولا انداز
نوکر رکھکر بقیہ فوج برطرف کردینگے مگر بپائے سہ بندی نجیب کے واسطے تحصیل کے اور تھوڑی سی
سوار و نجیب ہمراہی عمال کیواسطے ضرورت پڑیگی نوکر رکھ لینگے +

دفعہ چہارم فوج انگریزی بقدر ضرورت مع لوازمہ توپخانہ خدمت جناب عالی
متعالی مین حاضر رہے گی +

اعظم گڈھ وغیرہ .... [illegible]

گورکھپور بٹول وغیرہ .... [illegible]

گورکھپور .... [illegible]

بٹول .... [illegible]

صوبہ الہ آباد وغیرہ .... [illegible]

چکلہ بریلی و آصف آباد کلہری .... [illegible]

نواب گنج بریلی وغیرہ .... [illegible]

ہاٹل وغیرہ سوائے تعلقہ ارول .... [illegible]

عہد و میثاق جو فیما بین دونوں سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر و نواب وزیر الممالک ہندوستان یمین الدولہ ناظم الملک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ کے درباب تفویض بعض محالات ملک متعلقہ بین نواب وزیر الممالک بہادر موصوف نے بتصرف اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر برسبیل دوام و استقلال بمبادلہ اقساط تقدیم و صال جو ذمہ نواب وزیر الممالک بہادر واجب الادا ہیں بتوثیق و استحکام تمام موافق حد استحکام کیا*

اس شرح سے کہ بموجب عہدنامہ سابق جو فیما بین دونوں سرکار کے بتاریخ [illegible] ہجری نواب وزیر الممالک بہادر تھا جمیع معاندین بیرونی و اندرونی سے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمہ لیا ہے اور جناب وزیر الممالک بہادر نے واسطے عہدہ برائی اس ذمہ داری کے اہل ریاست کمپنی کے ساتھ مبلغ لاکھ روپیہ سالانہ ادائی مقرری ہیں اور ادائی اخراجات فوج بھی جو تعداد مشروحہ عہدنامہ مذکورہ زائد ہو جو واسطے حفاظت ملک سرکار کے ضرور جانی گئی ہے نواب صاحب موصوف نے عہدنامہ مرقومہ میں اپنے ذمہ لیے ہیں چنانچہ دربارہ استحکام مناسب یہ ہوا کہ اخراجات مذکورہ اوس طور سے مقرر ہوں کہ بعد صرف کم و بیشی درمیان نہ آوے اور سرکار کمپنی کو حصول زر اخراجات کی طرف سے بروقت بسبیل دوام و استقلال اطمینان کلی ہو لہذا ازبسکہ [illegible] بہادر

قرار پاوے لتعمیل وترویج مین اوسکی فقط از روی اختیار اور اہتمام اہلکاران جناب عالی بصدق باطن اور باتفاق جناب عالی مساعی جمیلہ کرین اور اون مقدمات مین جو موجب اعانت سرکار انگریز بہادر یا کمک فوج انگریزی ہو امداد و اعانت حسب ضرورت وقت پر عمل مین آئینگی پس صاحب رزیڈنٹ کو چاہیے کہ سب حالات مین حفظ مراتب عزت وشان وشوکت وپاس خاطر وحسن سلوک نسبت جناب عالی بدرجہ کمال لاوین اور مقدمات مین موافقت یکدل جناب عالی سے رہے اور صاحب موصوف کو نچاہیے کہ بے مشورہ جناب عالی اہلکاران جناب عالی سے امور ممالک مقبوضہ جناب عالی مین عمل کرین اور جس امر مین فیما بین جناب عالی وصاحب رزیڈنٹ کے اتفاق پڑے جب تک نقشہ تدبیر قرار نپاوے صاحب موصوف کو نچاہیے کہ عملا سبقت اوسکے اصلاح کی دوسرے سے کرین بلحاظ قواعد گورنر اور نواب گورنر جنرل بہادر کو ترصد کلی ہے کہ جناب عالی مطابق اصلاح وگزارش ما وصاحب موصوف کے مجوزکار فرمائی کرینگے پس اب کوئی مقدمہ جو مشکل رکھتا ہو فیما بین دونون سرکار کے باقی نہین رہا نواب ممدوح کو رجای واثق ہے کہ آیندہ اجرای کاروبار مین کسیطرح کی رنجش ظہور مین نہ آئیگی۔

دفعہ اول نواب وزیر الممالک نے منجملہ ملک مقبوضہ خود محالات مفصلہ ذیل کو مع حق التحصیل بجمع مبلغ ایک کرور پینتیس لاکھ روپیہ سکہ حالی لکھنؤ کے وجہ خراجات قدیم وجدید مین فوج سرکار کمپنی انگریز بہادر کے جو واسطے حفاظت ملک سرکار کے مقرر ہے اور وجوہات مصارف سبندیات اور رسد زر واسطے مقام بنارس وفرخ آباد ونیز شاہزادہ ہای متعلقہ فرخ آباد بسبیل دوام واستقلال اہالی سرکار انگریز بہادر تفویض کیا گیا ہے جمع .... ایک کرور [illegible] لاکھ [illegible]

تفصیل چکلہ کوڑا وکڑا وچکلہ اٹاوہ [illegible] لاکھ [illegible]

رسید وغیرہ .... [illegible] لاکھ [illegible]

فرخ آباد وغیرہ .... [illegible] لاکھ [illegible]

کھیری گڈھ وغیرہ .... [illegible] لاکھ [illegible]

کبھی انحراف نکرینگے اور جناب عالی متعالی نے اقرار فرمایا ہے کہ بقیہ ملک سرکار مین ایسا
سررشتہ بندوبست جو موجب رفاہ خلائق اور حفاظت جان و مال ساکنہ و رعایا اوس کے
بخوبی ہووے تقرر اور اجرا فرماتینگے و درصورتیکہ سررشتہ بندوبست باہتمام عملہ و فعلہ جناب عالی اور
بذریعہ اختیار جناب عالی مقرر و معین ہو سکیگا اور جناب عالی نے ایسا اقرار فرمایا ہے کہ ہمیشہ
اعلی سرکار کمپنی انگریز بہادر سے مشیر ہوکر موافق صلاح اعلی سرکار ممدوح ہمیشہ عمل مین
آئیگا پس اقرار جناب عالی اس تدبیر سے ہے کہ جناب عالی تقرر سررشتہ مین ایسے بندوبست
درمیان ممالک مقبوضہ اپنے بلکہ جمیع امور ریاست متعلقہ ریاست دار مین اور اجرای
اختیار مستقلہ اپنے مین آراستہ ہوا با اعلی سرکار کمپنی بہادر سے ہوگا اور موافق صلاح اعلی
سرکار موصوف کار فرما ہونگے اور اسکی صلاح اعلی سرکار ممدوح کیطرف سے ہمیشہ بر سبیل
دوستانہ موافق قواعد محرمیت و اتفاق و لوازم مراتب طرفین سے عمل مین آئیگا اور
مقدمات عظیمہ جو اظہار مراتب باقی الضمیر نواب گورنر جنرل بہادر بخدمت جناب عالی مین بلا واسطہ
غیر ضرور و ممکن ہو نواب گورنر جنرل بہادر مدارج صوابدید و صلاح وہی سرکار انگریز بہادر کیطرف سے
بلا واسطہ دوسرے کے خواہ بالمشافہہ خواہ بذریعہ اپنے مکاتبات کی اطلاع جناب عالی سے
کرینگے لیکن واضح ہو کہ صاحب جانشین بلدہ لکھنؤ اپنے عہدہ مین بمنزلہ قائم مقام سرکار
انگریز بہادر مقرر و معین ہین اور سبب مامور ہونے واسطہ مستمرہ سوال و جواب فیما بین دولتین
منصور ہین اس صورت مین صاحب موصوف امور رسمیہ مین مراتب صلاح و صوابدید سرکار
انگریز بہادر کو نواب گورنر جنرل کیطرف سے خدمت جناب عالی مین گذارش کرینگے اور جس وقت
بر وقت گذارش ایسے امور صلاح و صوابدید کا اتفاق پڑیگا جناب عالی اوسے بمنزلہ کلام
نواب گورنر جنرل تصور فرمائین اور جب نوبت صلاح وہی صاحب موصوف کا اتفاق
یہ صاحب موصوف حتی الامکان مراتب صلاح و صوابدید کو ارزوی احکام کلکتہ یا آنکہ
محض نفع الصاحبت کو بعرض اظہار کرین اور طریق صاحب موصوف جو لوازمہ صلاح وہی ہو
بکمال موافقت و یکدلی عمل مین لاوین حتی الوسع اسلوب کامون مین جناب عالی کے حکم
موافق و متفق رہین اور جو تدبیرین موافق صلاح و صوابدید سرکار انگریز بہادر سے

اب یہ مقام غور و فکر ہے کہ بڑے بیٹے نواب غازی الدین حیدر خان بہادر تھے وہ کیون نا ہنجار و نائب ہوے پسر دومی کیون ہوے اور سرکار نے بعد انتقال کیون اونھین مسند نشین کیا انھین نکیا کس وجہ سے مناسب جانا بڑا بیٹا ہوتا یہ کیا وہ نجات تے تھے بس اتنا کافی ہے کہ اونسے عملہ سرکار ہندوستانی جو مشیر صاحب ریذیڈنٹ تھا اور زمان صاحبزادگی سے جاشت غور ہورہا تھا یہ وجہ ہوئی اور یہ مطمئن تھی کہ جسطرح ہیں جاتے ہین کارفرما ہون بعد بھی یونہین مستحق ریاست ہونگا دوسرے یہ کہ تجویز نواب گورنر جنرل مقرر ہوچکا ہون اس جہت سے کیون اپنا نقصان عبث کرتے اور انکو تردد و شک پہنے ہونے مین تھا اس جہت سے موافقت کی تھی کہ بروقت کام آئیگی۔

سوال اشفاق نواب گورنر جنرل سے توقع ہے کہ یہان کے رزیڈنٹ کو اپنی روبرو جمیع ان سب مراتب کو واسطے تعمیل کے سمجھاکے فرمادین اور تقید کیا ہے کہ بعد آپ کی تشریف فرمانگی جب وانگی حضور کو منظور ہو کسیطرح سے حرج و توقف نہو اور مہیای اسباب مین حضور کے ساتھ شریک ہین۔

جواب موافق استدعای جناب عالی اس مقدمے مین ۲۴ ماہ فروری ۱۸۰۲ء مطابق ۲۰ شہر شوال ۱۲۱۶ھ ہجری سب مراتب و تاکیدات ضروری روبروی جناب عالی صاحب رزیڈنٹ کو نواب گورنر جنرل بہادر نے اپنی زبان سے سمجھا کر کہدی ہین۔

اب تحریر اصول تناسب فیما بین دولتین اور قواعد و ضوابط کی تعمیل و ترویج رسم و رویہ دونون سرکار کی جو حسب حال ایک دوسرے کے بموجب اوسکے مرعی ہو بسبیل اجمال بیان کیے جاتے ہین۔

ا۔ روی مضمون عہدنامہ فیما بین دونون سرکار کمپنی انگریز بہادر و سرکار جناب عالی معروضہ دہم ماہ نومبر ۱۸۰۱ء چاہیے کہ حکومت سرکار جناب عالی درمیان ممالک مقبوضہ معظم الیہ مقرر مراتب مستقل ہو اور باہتمام اہلکاران و نوکران جناب عالی اجرا پاوے اسواسطے کہ اعلی سرکار کمپنی انگریز بہادر ذمہ کفالت استقرار و استعمال اختیار جناب عالی کی درمیان ممالک مذکور اپنے ذمے لی ہے چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر جابجا تعمیل اس قرارداد سے

جواب جو باقیات بالفعل ہے تا آیندہ واجب الطلب سرکار جناب عالی ہو انفصال اوسکا جس میعاد مین طول کھینچے عمل مین آئیگا قرارداد اسکا باقیداروں سے لیا جاوے اور محل سرکار جناب عالی سے بالفعل کسیکے ملک مین جایداد و علاقہ نہین ہی +

تیسرے یہ کہ اکثر باغات املاک سرکار سے ملک مین جسکی جایداد مین فوج انگریزی کو دی گئی ہے واقع ہین اور تحصیل ملکی سے تعلق نہین چنانچہ بنارس مین اب تک املاک سرکار تصرف سرکار مین باقی ہے از راہ شفقت حکم دیجیے کہ املاک سرکار کو جو جایداد ملک ہی چھوڑ دو کہ تصرف سرکار مین رہے اور تفصیل املاک و باغات جو جایداد مین ہین لکھکر دی جائیگی +

جواب املاک وغیرہ از تفصیل مندرجہ اس دفعہ کے جو از ان سرکار جناب عالی ہین اور تصدیق اسکی کیفیت کی اور شہادت پر واضح ہو البتہ سپرد اہلکاران جناب عالی ہو گی +

چوتھے یہ کہ محالات جایداد فوج انگریزی مین محض بپاس خاطر کہ نواب صاحب موصوف کے آنے سے ضرور جانکر بتبعیت و مرضی و اتباع حکم سمجھکر دی گئی جتنی مساجد و مقابر و امام بارے جایداد و ملک مین ہین تاکید مزید حکم دیا جاوے کہ کوئی اونھین مسمار و ویران و خراب نکرے +

جواب بموجب مضمون اس دفعہ کے حکم دیا جائیگا +

سوال پہونچانے مبلغ کا بابت گھاٹون الہ آباد کے سرکار مین اقرار تھا چار برس گذر گئے اور مکرر یہان سے صاحب سے کہا اور لکھا گیا اب تک نہین ملا موجب نقصان مبلغ خطیر سرکار ہوا حکم دیا جاوے کہ موافق قرارداد کے ملے +

جواب درباب بھجوانے حساب تحصیل گھاٹون الہ آباد کے حکم دیا جائیگا +

سوال عہدنامہ وغیرہ کے بھیجنے کو فرمایا تھا اب تک نہین بھیجا یاد کر کے بھیجنا چاہیے +

جواب عہدنامہ بھیجدیا جائیگا +

سوال حضور نے تجویز کیا ہے کہ دوسرا بیٹا یعنے احمد علیخان بہادر عہدہ اہلکاری مین واسطے اجرای امورات متعلقہ سرکار کے مقرر ہو +

جواب یہ بات نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور و مقبول ہو چکی ہے کہ نواب احمد علیخان بہادر اہلکار جناب عالی ہون +

سوال از شفقت و محبت دراب علیخان کو بلا کر حکم دیدیجیے کہ سوای جاگیر کے املاک و اراضی بازار باغات وغیرہ املاک ہر اہلکاران جناب موصوفہ بی جہت و سند چار برس سے قبض و تصرف کیے ہین اور اسپر اعتضاد دوستان گرامی قدر جان لمسدن صاحب بہادر اور اونکے منشی مولوی غلام قادر خان اور اور آدمی مثل الماس علیخان دراب علیخان گواہ و شاہد بلیغ و آگاہ ہین اور آگے جناب والدہ صاحبہ بھی اسپر اقرار کر چکی ہین اور سب اہلکار مثل جیبکہ رای وغیرہ جانتے ہین اور اونکا کاغذ موجود ہے اور یہ موجب نقصان کثیر سرکار ہوتا ہے اب سرکار کو تاب تحمل نقصان نہین ہی اوسے چھوڑ دین اور جو محاصل تحصیل لیا ہے پھیر دین تا رفع نقصان سرکار ہو یہ بات موافق اونکے قرارداد کے ہے

جواب گورنر جنرل بہادر کو منظور ہے کہ سب مقدمات روبکاری فیمابین جناب عالی و جناب عالیہ غور و تامل سے سمجھکر تصفیہ امور فیمابین از روی آئین و انصاف بر سبیل دوام کرین ٭

سوال از راہ شفقت چند احکام نواب صاحب مہربان مشفق مخلصان آنریبل ہنری ویلزلی صاحب بہادر لکھ دین ایک یہ کہ فراری ملک سرکار کو جملا اپنے پاس نہ رہنے دین اگر سرکار طلب کرے بھیجدین وگرنہ اپنے پاس سے نکالدین ٭

جواب سب مجرم طرفین سے بقوض ہونگے لیکن رعایای دونون سرکار جو متہم جرائم مستوجب قتل و قصاص کے نہون اونھین اجازت ہو کہ بلا مزاحمت ایک دوسرے کے ملک مین جاوین و اگر چاہین ملک دوسرے مین رہین ٭

سوال دوسرا یہ کہ ہر شخص متوسلان سرکار سے جو درخواست اجارہ لینے کی منجملہ جایداد کے کرے اوس سے لکھوا لیا جاوے اگر ابتدا سرکار ہوگا کام نباہیگا اور اگر نہوگا باقی اور بعض عمال سرکار جنکی بابت جایداد بحال ہی ہے اور زر سرکار اونکے ذمے باقی ہی اونکے ذمہ کا روپیہ اپنے حساب مین مجرا لیجیے یا اونھین سپرد سرکار کیجیے کہ زر واقعی اونسے لیکر رخصت کر دیا جائیگا اور بعد فراغت سرکار سے ہر قسم کا معاملہ اونسے منظور ہو کیا جاوے ٭

اپنی کہے ... سمجھا دیا جائیگا یا وہ حضور کو سمجھا دینگے اس صورت مین موافق اونکی مرضی
کے کیا جائیگا اور کسی پر اختلاف فیما بین کبھی ظاہر نہوگا +

جواب یہ بات مستحسن و بجا ہے موافق مندرجہ عمل مین آئیگی حضور سے جسطرح اوسکا دریافت
کرنا واسطے ثبوت حقیقت کے ضرور ہے اسناد و دلائل سے ثبوت حقیقت وغیرہ صاحب
رزیڈنٹ سے اطلاع کر کے اثبات کیا جاویگا ـ

سوال سررشتہ عدالت جسمین اصلا اپنی نفسانیت منظور نہین ہے فقط اجرای احکام شرعی
وادای حقوق و ضمانت نفس و اموال عباد کیواسطے مقرر کیے گئے لازم کہ سب رجوع بعدالت
کرین اور اگر کوئی رجوع عدالت سے انحراف کرے تو اہالی سرکار اوسکے ارجاع عدالت مین
ممد و معاون رہین +

جواب یہ بات مقتضیات دانائی سے بہت موقع و بجا ہے +

سوال جناب والدہ صاحبہ قبلہ کو اپنا بزرگ جانتا ہون انکا پاس ادب عزت و احترام
بہر صورت مجھے منظور ہے انکی اصل و آمدنی جاگیر اور سب جاگیرداروں سے مجھے سروکار
نہین ہے لیکن اجرای احکام عدالت وانفصال قضایا و دادخواہی مظلوم و اقامت حدود
و قصاص وغیرہ امور متعلقہ عدالت شہر لکھنو و فیض آباد اور سب جاگیرات بدستور تمامی
ملک متعلق سرکار میری طرف سے ہوگا یہ امور رئیس سے متعلق ہین اسواسطے کہ جو کچھ مین الحال جو
ظلم و ستم نہ پہونچے انکی اہلکار رہا اونمین دخل نکرین کہ شرکت حکومت مین نہو جاوے اور یہ
موجب اونکی بزرگی کا ہے جو منظور رہے مجھے کہلا بھیجین اوسکا بخوبی سرانجام اپنے اہلکاروں سے
کروونگا اور حال یہ گذرا کہ فیض آباد مین اونکی جاگیر مین اکثر کشت و خون ہوے اور
جو سرکار سے لکھا اور کہا گیا اوسپر اصلا اعتنا نکی اور بھائی صاحب قبلہ دو عہد دولت مین
انفصال قضایای جاگیرات متعلق سرکار تھا یہ مقدمات موید ریاست ہین +

جواب اجرای احکام عدالت جاگیر جناب عالیہ مین چاہیے کہ اختیار جناب عالی مین ہو
اور اہلکار جناب عالیہ کو بھی چاہیے کہ وہان کی عدالت مین رجوع کرین اور اقامت
اور اجرای اختیار محکمات عدالت مین اہالیان سرکار کمپنی ممد و معاون ہونگے +

حسین علیخان اونکے شریک حال تھے ٹاٹ اولٹ دیا انکی پاس بھی وہ روپیہ زر عسادم؟
کیا ہوا کہان گیا +

عہدنامہ وجواب وسوال فیمابین سرکارین

۱۵ فروری سنہ ۱۸۰۱ء مطابق ۱۵ شوال سنہ نواب وزیر الممالک نے فرد سوالات نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر کے پاس بھیجی اور طالب منظوری سوالات ہوے نواب محتشم الیہ نے بعد غور و تامل ہر ایک دفعہ سوال کا جواب بھیجا پھر جناب عالی نے ۲۲ ماہ مذکور کو دوسری فرد متضمن تجویز کم و زیادہ اون جوابون کی بھیجی چنانچہ ۲۴ ماہ مسطور مطابق ۲ شوال عند الملاقات فیمابین نواب گورنر جنرل و جناب عالی باب سوالات اصلی اور اوسکی تجویز کم و زیادہ مین تفصیلاً گفتگو ہوئی آخر بنا یہ ٹھہری کہ بعض دفعات فرد سوالات مرقومہ سے بالکل قلم انداز کیجائین اور جواب دفعہ سوم حسب تجویز جناب عالی قرار پاوے اور یہ امر بھی طے ہوا کہ ایک شخص انصرام کاروبار کیواسطے مقرر ہووے چنانچہ مرشدزادہ دوم مرزا احمد علیخان نواب شمس الدولہ بہادر اس عہدہ خاص پر بمنزلہ نائب مقرر ہوے اور نواب گورنر جنرل نے کیفیت اون اصول مناسب فیمابین دولتین اور قواعد اور ضوابط کی جو بزعم نواب محتشم الیہ بین حسب حال دونون سرکارون کے تعمیل اور ترویج رسم و رویہ از روی عہدنامہ مورخہ دسوین ماہ نومبر سنہ ۱۸۰۱ء مطابق سنہ ۱۲۱۶ھ منہج و متفرع ہی بموجب اسکی تعمیل مین آوے صلاحاً اظہار فرمایئے لہذا نظر رفع اشتباہ مقدمات سوال و جواب جو از روی نوشت و خواند و مطارحات مذبور عمل مین آئے اور اقرار پا چکے تھے اور نواب گورنر نے کیفیت فیصلہ مقدمات مذبور اس وثیقے مین قلم بند فرمائی اوسپر اپنی مہر اور دستخط کیے اور ایڈمنسٹن صاحب بہادر سکرٹر انتظام نے واسطے فہمایش فیمابین بموجب حکم نواب گورنر جنرل اس وثیقے پر اپنے دستخط کیے +

سوال وصول زرہای واجبی عمال وغیرہ سے بطور سابق کسی کی حمایت و طرفداری سے کوئی نکرے بلکہ مدد و معاون سرکار ہو اگر وہان کے صاحب کو کسی امر مین ممانعت حضور منظور ہو تو حضور مین اظہار کرین اسواسطے کہ غیر واجبی اصلاً منظور حضور نہین یا اثبات حقیت

پس اگر انصاف کیجیے تو امور جزوی و کلی مین مشارکت سرکار تھی ان وجوہات سے جناب عالی بمجبوری تنصیف ملک پر راضی ہوے گھر کے اتفاق کا حال ظاہر تھا سمجھے کہ بقیہ ملک بلاشرکت ہوگا وہ بھی نہوا بتدریج مداخلت بڑھتی گئی +

خلاصہ ۱۸۰۱ع مطابق ۱۲۱۶ ہجری نواب گورنر جنرل لارڈ ولزلی صاحب بہادر رونق افروز لکھنو ہوے بعد تعارفات معمولی طرفین تنصیف ملک مین یہ رقومات مجرا لیگئے ۲۵ ہزار تنخواہ شاہزادہای بنارس لاکھہ روپیہ سالانہ اولاد حافظ رحمت خان روہیلہ ۱۶ لاکھہ سالانہ نواب ناصر جنگ ولد نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد نو لاکھہ معافی دار و جاگیردار و یومیہ دار ملک مفوضہ جنکو اب تک جاری ہے بعض کی ضبط سرکار بھی ہوگئی لاکھہ روپیہ قصبہ مچھہ شہر جاگیر نواب مدار الدولہ پچاس ہزار جاگیر الماس علیخان چالیس ہزار جاگیر تفضل حسین خان تنخواہ نواب اشرف علیخان وغیرہ اور تنخواہ دو کنپ مذکورہ یہ سب مجرا لیکر نصف ملک تفویض حکام انگلشیہ ہوا جسکی جمع ایک کروڑ تینتیس لاکھہ روپیہ ہوتے ہین پس اس صورت مین سواے حکومت کے نقصان ایک حبہ کا نہوا کسواسطے کہ ۶ آنے ملک سے جاتی تھی اور سود و قسط اسکے سوا ہوجاتا تھا عوض نقدی کے ملک دیا اور ۲ آنے مین یہ رقومات مذکورہ لیے عقلا کے نزدیک تو اوسیقدر ملک ہے جو عہد دولت نواب آصف الدولہ مین تھا بلکہ جاگیر بہو بیگم صاحبہ گونڈہ بچھم راٹ اور بڑھ گئی اور علاقہ کھیری گڈھ کروڑ روپیہ کے سود مین زیادہ ہوا عوام کو البتہ تاسف ہوتا ہے اور اصل حساب اور حرکت عقلی کو اکثر نہین پہنچتے اسپر بھی بلطائف الحیل چار برس تک ٹالا آخر جب کچھہ نہو سکا مجبور رہے چنانچہ ایکدن کرنل اسکاٹ صاحب رزیڈنٹ نے تنگ ہوکر مولوی سبحان وکیل جناب عالی سے کہا اور اپنی کرچ نکال کر میز پر رکھدی کہ اسکا جواب لاؤ مولوی نے کہا اسکا جواب بعد معرکہ بکسر ختم ہو چکا اب کسکی مجال جواب ثانی کی ہے مولوی نے جناب عالی سے مشروحا عرض کیا حکم ہوا کہ عمال سے کاغذ ملک طلب کر کے صاحب رزیڈنٹ کو بھیجو بعض اہلکاران کمینہ نمک نے مثل الماس علیخان بخوف حاکم سے حقیقت حال جمع خام کا کاغذ نہ دیا ورنہ اس توفیر مین ملک تو بچ جاتا نقصان بھی نہوتا مگر جنھون نے ازراہ نمک حلالی مثل مرزا مہدی علیخان ناظم بریلی وغیرہ نے جمع خام کھولدی وہ اسی سبب سے دھر لیے گئے قید مین مرگئے

بڑے صاحب نواب سے موافق تھے کچھ زیادہ تاکید نکی وگرنہ جاری ہو جاتی کئی برس تک
میر خدا بخش دربار رزیڈنٹی کرتے رہے روز ڈالی بڑے صاحب چھوٹے صاحب کیواسطے
بھیجا کیے آخر مر گیے *

خرچ باورچیخانہ اور رواب یومیہ کا کاغذ جب ملاحظہ فرمایا امور زاید و فضول و تصرفات
خیانت کو سرحساب کیا دو باورچیخانے رہے ایک غلام علیخان کے پاس دوسرا محمد روشن
کے اہتمام مین اور ایک خوانچہ اطعمہ خاص حسب معمول بہائے محمد تحسین علیخان کے متعلق رہا
اور خرچ چای پانی اسپر ایک انگریز ملازم تھا *

تقسیم خدمات اہلکاران سرکار کی یہ صورت ہوئی نواب احمد علیخان شمس الدولہ بہادر شہزادہ
آفاق وہم جنرل فوج و نیابت بمشورۂ نواب گورنر جنرل نواب محمد علیخان نصیر الدولہ بہادر
دیوان نواب جعفر علیخان عماد الدولہ بہادر کو اخبار ملکی بعد چند روز کے انسے جب درست نہوا
دوسرا شخص ہوا رای رتن چند کو اخبار ڈیوڑھیات اور کوٹ گشتی شہر پورنچند کو اخبار خفیہ
بعد انکے مرنے کے رای صاحب رام اور رای جیسکھ رای کو سررشتہ مطالبات عمال ایجی مجلس رای
کو بخشیگری تقسیم تنخواہ اشرف الدولہ رمضان علیخان کو دیوانخانہ انکی ابن داخل خلات تعین
مرزا اشرف علی کو اہتمام سواری اوسکے بعد انتظام الدولہ مظفر علیخان کو اہتمام ہوا تھا خزانہ عامرہ
خاص و ملکی و مہر خاص سپرد مظفر الدولہ کپتان فتح علیخان معتمد و امین خاص سمجھکر جاگیر نواب گنج
ایک لاکھ کئی ہزار کی فقط نواب خاص محل کیواسطے باقی ہر مرشد زادی کے پاس اونکی ماں تھی تھی
پانسو روپیہ ماہواری اونکی تنخواہ سے ملتا تھا سوای دو تین کے جنکی اولاد نہ تھی *

عہد نامہ مابین نواب گورنر جنرل بہادر و جناب عالی تنصیف ممالک محروسہ وغیرہ

جب سرجان شور صاحب گورنر جنرل بہادر سے عہد نامہ جدید جناب عالی سے ہوا تنصیف
ممالک کی شرط تھی جب بعد مسند نشینی کے اسکا تقاضا ہوا عذر رفع ہنگامہ وزیر علی پیش کیا گیا
چار برس اسپر بھی گذرے اسکی صورت یہ تھی کہ بعد معرکہ تکسر فیما بین دولتین عالیین قرار داد
یہ تھا کہ آمدنی ممالک سے ... آنی تنخواہ دو کمپنی کانپور و فرخ آباد دی جاتی تھی انتظام ممالک محروسہ
بمشورہ صاحب رزیڈنٹ سرکار کسواسطے کہ اگر منتظم و ناتجربہ کار ہونگے نقصان سرکار میں ہوگا

یہ مرزا حسن رضا خان سے بھی زیادہ موٹے تھے اکثر جناب عالی کی سواری مین بھی ساتھ ہوتے تھے
جب جناب عالی گھوڑے پر سوار ہوتے تھے یہ کہ اپنے گھوڑے پر اس بھاری جسامت سے سوار ہو سکتے
اکثر جناب عالی پیادہ چلتے تھے انسے باتین کرتے ہوے انکو دو قدم چلنا دشوار ہوتا تھا
آخر یہ بھی تنگ ہو کر گھر بیٹھے باقی احوال انکا مشروحاً گذر چکا ہے +

نواب ناظر محمد تحسین علیخان کے جیتے جی کوٹھی پنج محلہ وغیرہ اور کارخانجات مع نظارت
صاحبات محلات لکھنؤ و فیض آباد کے سب بدستور رہے بعد مرور چند سال بعمل معلوم نہین کیا
سبب ہوے تماشے کیے ہوے آخر رزیڈنٹی کرنل سلیمن صاحب انکی حمایت کرنے سے موافق ہو چکے
شور صاحب کے اور انکی سرکشی اور مرزا جعفر کی ایکسٹی کرنے سے خوب بگڑی کوٹھی پنج محلہ مین
جیتے تھے سپرد اہتمام مرزا غازی الدین حیدر خلف اکبر کے ہوے نظارت محلات سپرد
نواب شمس الدولہ ہوئی جب محمد تحسین علیخان مر گئے اونکا متروکہ جسقدر دستیاب ہو سکا
سرکار جناب عالی مین گیا تنخواہ وثیقہ دائمی موافق انکی وصیت کے ۸ سو کئی روپیہ کئی آدمی
ماہواری کا بحمایت رزیڈنٹ اونکے ملازمین متوسلین پر جاری ہے +

محمد آفرین علیخان کی مصاحبت تا حین حیات جناب عالی بدستور رہی بلکہ بواسطہ نواب
قاسم علیخان جیسا بیان ہو چکا سرکار کمپنی سے تنخواہ ملتی مگر خیر خواہ رہے وہی جیتے جی شور صاحب
کی انکے کام آئی نواب معتمد الدولہ کچھہ نکر سکے باعزت گھر بیٹھے رہے ہان میر خدا بخش کو مقدمہ
بہ پیچھہ ہونا تھا ہوا وجہ خصومت یہ ہوئی تھی کہ جب معتمد الدولہ نیابت اول سے معزول ہو کے
خانہ نشین و معتوب جناب عالی ہوے تھے قرض خواہون نے اپنے قرضے کی داد و بیداد
کی تھی میر خدا بخش نے دو عرضیان سرکار مین دین حکم قرقی و نیلام کا ہوا میر خدا بخش شریک
نیلام ہوے تھے یہ وجہ عداوت کی ہو گئی تھی بلکہ محمد آفرین علیخان نے کچھہ سمجھا کر انہین منع
کیا تھا کہ تمہین کیا ضرور تھا شریک ہونا جب محمد آفرین علیخان نے انتقال کیا متروکہ
نقد و جنس کئی لاکھہ کا ضبط سرکار ہوا بڈّو سرا جاگیر تھی میر خدا بخش نے بڑے صاحب سے
عرض کی کہ ہماری تنخواہ وثیقہ بھی مثل محمد تحسین علیخان کے خزانہ رزیڈنٹی سے ملا کرے
معتمد الدولہ نے چاہا کہ از جناب عالی ملا کرے اس تردد مین نہ ادھر کے ہوئی نہ ادھر کے

مادام حیات عیال کو کھانے کپڑے کی دی

دیوان مہاراجہ ٹکیت رائے کا حال امانت و دیانت زبان آگہی سے کہہ چکا تھا وہ قریب
پہلے مر چکے تھے بسبب قرض خواہوں کے اونکے متروکہ کا جبھی نیلام ہوا بھوانی دین اور
دیبی دین اونکے دو بھتیجے تھے نالائق محض بعد چند روز کے املاک شہر بھی ضبط سرکار ہوئی
مہاراج نے اپنی ثروت میں شرفا و نجبا رفیق پروری میں خیر و مبرات سے بڑا نام پیدا کیا
تمام ممالک محروسہ میں کوئی مقام ایسا نہیں جہاں انھوں نے امام بارہ مسجد و بیرہ سرای
چاہ پل دریا نہ بنوایا ہو +

نواب اشرف علیخان خسر مرزا وزیر علیخان منجملہ خیر خواہان سرکار کمپنی تھے انھوں نے
جناب عالی کی بہت اطاعت کی ہمیشہ حاضر حضور رہے مقرب خاص تھے پچاس لاکھ روپیہ کا
انکا گھر تھا انکے بڑے بیٹے شرف الدولہ مرزا محمد عباس داماد نواب آصف الدولہ کو چھوٹے
مرزا محمد حسین خان عرف مرزا تحفہ حضرت خلد مکان نے انکو خطاب نواب روشن الدولہ بہادر
دیا تھا مرزا بہادر علیخان مرزا شرف الدین علیخان یہ بھی اونکے بیٹے مختلف البطن تھے
یہ چار بھائی دربار جنت آرامگاہ و حضرت خلد مکان میں بڑی عزت سے رہے جناب عالی
کے عہد دولت میں نواب اشرف علیخان مر گئے آغا ابوطالب خان کے امام بارے میں دفن
ہوئے چالیس لاکھ روپیہ کا سب نقد و جنس تھا اولاد و ازواج نے بجہت تقسیم ترکہ
جناب عالی سے نالش کی ارشاد کیا موافق سہم شرعیہ تقسیم کیا جاے مرزا جعفر کربلائی حکیم نے
یہ سمجھا کہ وہ تقسیم شرعیہ ہونے دی معرفت فضل علیخان کو اپنا خاطر جمع کرکے علیمہ بیگم
ناظم محل مرحوم کو مہر میں سب نقد و جنس مستغرق کر دیا اس عرصے میں جنت آرامگاہ نے
بھی انتقال کیا ورنہ اسطرح اولاد و ازواج مرحوم کی محروم اپنے حق سے نہ رہتے جب
علیمہ بیگم و ناظمہ بیگم حضرت خلد مکان کے عہد دولت میں مر گئیں وہ سب متروکہ
مرزا محمد عباس و مرزا محمد حسین نے آپس میں برابر تقسیم کر لیا روشن الدولہ نے سب صرف کیا
مگر مرزا عباس نے بہت سلیقہ و ہوشیاری و عیش سے صرف کیا +

نواب قاسم علیخان جب بنارس سے آئے چند روز تک انکی بھی مصاحبت بہت گرم رہی

باطنی شروع ہوگئی یہ موٹے بہت تھے جناب عالی زبردستی انکو اپنی خواصی مین بٹھانے لگے
انکے اوس جسم کی گنجایش اوس تنگ خواصی انگریزی مین کب ہوتی تھی دوسری ایک ہاتھ مین پنکھا
چھتری لیے ہوئے اور ایک ہاتھ مین مورچھل ہلاتے ہین پھر آپ کیونکر درست بیٹھ سکین اس حسن خلق سے
انکا دم ناک مین ہوگیا جب شور صاحب تشریف لائے انکی نیابت مین سفارش کی فرمایا
پچیس ہزار روپیہ ماہواری انھین ملینگے بے شرط نیابت کسواسطے کہ یہ جاہل محض ہین آپ ہی
انصاف کیجیے جب یہ مدارالمہام ایسا شخص ہو تو امورات ملکی ومالی کیونکر انجام پاوینگے
نواب معزالیہ معقول ہوے مرزا صاحب نے اپنی نافہمی سے دربار ہی کو ترک کیا گھر بیٹھے صاحب
رزیڈنٹ کے دربار جایا کرتے تھے محمد الماس علیخان اپنی علو ہمت سے ہزار روپیہ یومیہ
مدد خرچ کو بھیجوایا کرتے تھے یکمشت ندیتے تھے کہ فضول خرچ ہین فی الجملہ انکی فاقہ شکنی
ہوجاتی تھی کئی سو روپیہ روز کا خرچ باورچیخانہ کھانے کا جتنے ملازمین تھے سب شریک دسترخوان
ہوتے تھے جب بہت تنگ ہوے بڑے صاحب سے اپنی تنخواہ کو کہا جواب دیا کہ تمنے ہمارے
کہنے کو پہلے نمانا اب جناب عالی فرماتے ہین آٹھ ہزار روپیہ ماہواری دونگا اور ہم جبر سفارش
نہین کرسکتے مرزا یہ سنکر بہت درہم وبرہم ہوے جو جیمین آیا اپنا حسن خدمت زبان ہندیہ کا
بیان کرکے چلے آئے پھر جیتے جی دربار رزیڈنسی نگئے آخر اسی تعطل وخانہ نشینی مین حسرت بات
روحانی سے سنہ ۱۲۱۶ھ سنہ ۱۸۰۱ء مین مرگئے اپنے امامباڑے مین دفن ہوے اب بعد اس
معرکہ لکھنؤ کے قبر کا نشان بھی نرہا داخل قلعہ مچھی بھون سب میدان ہوگیا اور
نہ وہ مسجد ہی جسمین ستر اسی برس تک نماز جماعت مومنین پڑھی گئی جب مرزا کے قرضخواہان
نے سرکار مین داد بیداد کی حکم نیلام متروکہ ہوا کئی لاکھ کے قرضدار تھے حصہ رسدی ملا
غلام رضا خان انکے سگے بھائی بہت پریشان حال تھے بسفارش کرنل بیلی صاحب کلکتے
گئے اڈمنسٹن صاحب کہ سکریٹر اعظم تھے جو مربی صاحب ممدوح کے تھے اونسے اپنا عرض حال کیا
نواب گورنر جنرل نے نظر قرابت وناکامی مرزا مرحوم کمال رحم دلی سے ہزار روپیہ
ماہواری مقرر فرمائے جب وہ مرگئے احمد رضا خان اونکے بیٹے کو بڑی دقت وجہد سے
سرکار سے کچھ پنشن مقرر ہوگئی اب وہ بھی مرگئے بعد اس ہنگامہ فساد کے پنشن انکی

خلاصہ بعد سال بھر کے متوجہ انتظام دولت سرا ہوئے ہر کارخانے کے کاغذ کو ملاحظہ فرما
جیسا مناسب حال سمجھے اسیطرح جاری رکھا مگر بہت سلیقے سے جو شایان امارت تھا ازبسکہ
بسبب معاملۂ وزیر علیخان سب کا حال بطون خیرخواہی و بدخواہی کا کھل چکا تھا ہر ایک کو حکمت عملی
اور دام عنایت سے سرانجام کیا ۔

چنانچہ پہلے خان علامہ تفضل حسین خان اپنے استاد کامل کو برشتۂ سفارت قدیم روانہ
کلکتہ فرمایا اور درخواست کو ارشاد کیا تھے پہلے معرفت صاحب ریذیڈنٹ حضور نواب گورنر جنرل
پہونچے گا کہ نسبت زمان سابق تمسے بہت عزت و احترام سے پیش آئینگے خان علامہ اس
مضمون باطنی کو کچھ نسمجھے اور نہ کوئی عذر کرسکے مگر باطمینان وثوق خیرخواہی صاحبان
عالیشان پر نظر کرکے منزلت آخرت اختیار کی بعد قیام چند روز و عدم رسمی سند ناکام حالت
یاس میں پھرے کہ فی الحقیقہ میرا حق اوستادی ادا ہوا جیسا میں جانتا تھا حکام ذی معقول
کیا کہ خانصاحب آپ پہلے نسمجھے کہ یہ مقدمہ خانگی ہے ہم جناب عالی سے سفارش بھی نہیں کرسکتے
غرض ناکام وہانسے پھرے ازبسکہ صاحب غیرت و صاحب فکر تھے غم و غصہ سے تپ محرق
ہوئی جب ہزاری باغ میں پہونچے سنہ ۱۲۱۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۴ء میں انتقال کیا سلام اللہ خان
چچازاد بھائی ساتھ تھے وہیں دفن کیا جب لکھنؤ میں پہونچے تجمل حسین خان انکے بیٹے کو
بعد ماتم پرسی ملا دربار میں جایا کرتے تھے بعد کئی برس کے کرنل جان بیلی صاحب کی ریذیڈنٹی
میں بعلت خبط جعل کئی کمپنی تلنگہ نے انکا گھر گھیر لیا جا بجا پہرے بیٹھ گئے اکرام اللہ خان نے
جاکر مرزا جعفر سے سب احوال کہا بہت منت سماجت کی کہ اب جناب عالی سے بسبب کدورت
ماضیہ جان و مال و عزت نہ بچے گی اب یہ عزت آپ کے اختیار ہے مرزا جعفر نے حق استادی
سمجھکے اوسیوقت بیلی صاحب سے مشورہ کرکے بیان کیا جناب عالی سے کچھ کہلا بھیجا پہرا اوٹھ گیا
اوسدن سے ایک چپراسی ریذیڈنٹی انکے گھر پر رہنے لگا جاگیر چالیس ہزار روپے سال کی
سابق رہی تجمل حسین خان دربار ریذیڈنٹ میں فقط جایا کئے دربار جناب عالی موقوف ہو گیا
مگر اونھوں نے تا حین حیات بخوبی بسر اوقات کی ۔

نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان پر بڑی عنایت فرمائی تقرب خاص بڑھا مگر تنبیہ

بنارس پہونچے جب بنارس مین پہونچے صاحب سے ملاقات ہوئی اونھون نے جناب عالی سے
کہا نواب گورنر جنرل سرجان شور صاحب آپ سے عہد و میثاق امور جدید مین فرامین سے
اوسے قبول و منظور کرنا ہوگا چنانچہ اسی مضمون سے تحریر ہوئی جناب عالی نے دستخط
فرمائے مجبور ہوکر اسکے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا اگر انکار کرنے خیال و بھائیون کا بھی تھا
ایک مرزا جنگلی صاحب لکھنؤ مین موجود اس غرض سے ہین ہو بیگم صاحبہ کا بھی شقہ خاص پہنچا
دوسری رات کو جناب عالی ڈاک مین روانہ کانپور ہوے جب شام کو کانپور پہونچے اوسیدن
اوسکی صبح اوناؤ کے شہر پر پہونچے
وزیر علیخان یہان گرفتار ہوے روز شنبہ ۱۲۱۲ھ روز بسنت تو الغرض
الغرض ۱۲ ماہ جنوری ۱۷۹۸ء مطابق ۲ شعبان روز شنبہ
امام حسین علیہ السلام پہلے تکیہ آنا اتنے سے جتنے ارکان دولت عزیز و اقارب تھے مع جلوس سواری
ناکہ تکیہ بوعلی شاہ تک استقبال کو گئے سبھون نے سلام کیا جناب عالی ہاتھی پر سوار ہوکے
دھوم دھام سے خیرات کرتے ہوے پہلے شہر کے برج مین جناب عالیہ کی نذر کو گئے مورد
عنایات مادری ہوے قبای زربفتی پنج تکی خلعت مادری پہنے و داخل دولتخانہ ہوکر مسند نشین
ہوے ارکان دولت نے نذرین دین ملک سلامی منادی شہر ہوئی بحساب اہل نجوم ساعت آکر
مین جلوس فرمایا اوسدن سے شریف بابین بیٹے سال تھا سال بھر تک عیش و عشرت مین
کسی کارخانہ و اہلکار و مصاحب منافق سے بیخبر ہوے کار سبکو سمجھتے رہے اور اونکی فکر
غافل رہے پہلے جلسہ عیش و عشرت نشاط باغ مکھو کہ راجہ ٹکیت رای مین اکثر ہوتا تھا
ہمیشہ کو ہوا کھانے اوسی نواح مین تشریف لیجاتے تھے باپ پہلے بالمذاق مقام شہر جدید کا
آباد کرنا یہان منظور تھا مگر دریا کے ہونے سے تامل فرمایا پھر جدید کا لا خیال مین آیا
ثقات یہ کہتے ہین کہ جناب عالی نے بعد نذر جناب عالیہ سے عرض کیا کہ غلام سے ایک قصور
ہوگیا ہے وہ یہ ہے تحریر عہد و میثاق جدید مگر فقط آپکی مدافعت سے وہ ہٹ سکتا ہے مجھسے مجبوری ہوا
آپکو یہ کہنا چاہیے کہ یہ ریاست میرے شوہر و میرے بیٹے کی ہے مجھے اسکی مسند نشینی کا اختیار ہے
دوسرے روز ہنسنے پر جواہر چیمان تو انہون نے بیگم صاحبہ کو سمجھایا کہ نواب گورنر جنرل سے آپسے
بگڑ جائیگی اور یہ مرزا معاونت کیا ہین انکا حال آپ خوب جانتی ہین جناب عالی مجبور ہوے

بنارس پہونچے جب بنارس مین چیری صاحب سے ملاقات ہوئی اونھون نے جناب عالی سے کہا
جو نواب گورنر جنرل سر جان شور صاحب آپ سے عہد و میثاق امور جدید مین فرمائین گے
اوسے قبول و منظور کرنا ہوگا چنانچہ اسی مضمون سے تحریر ہوئی جناب عالی نے دستخط
فرمائے مجبور ہوکر اسکے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا اگر انکار کرتے خیال و بھائیون کا بھی تھا
ایک مرزا جنگلی صاحب لکھنؤ مین موجود اس پر جسے ہین ہو بیگم صاحبہ کا بھی شقہ خاص پہونچا
دوسری رات کو جناب عالی ڈاک مین روانہ کانپور ہوے جس شام کو کانپور پہونچے اوسیدن
وزیر علی خان یہان گرفتار ہوے اوسکی صبح کو ناگہ شہر پر پہونچے ۔

الغرض ۲۱ ماہ جنوری ۱۷۹۸ء مطابق ۴ شعبان روز شنبہ ۱۲۱۲ھ روز بسنت تولد حضرت
امام حسین علیہ السلام پہلے خیرات سے جتنے ارکان دولت عزیز و اقارب تھے مع جلوس سواری
تا تکیہ بو علی شاہ تک استقبال کو گئے سبھون نے سلام کیا جناب عالی ہاتھی پر سوار سر چوک بڑی
دھوم دھام سے خیرات کرتے ہوے پہلے شہر سے برج میں جناب عالیہ کی نذر کو گئے مورد
عنایات مادری ہوے قبا زر بسنتی پہنے تھی خلعت مادری پہنے داخل دولتخانہ ہوی مسند نشین
ہوے ارکان دولت نے نذرین دین شلک سلامی منادی شہر ہوئی بحساب اہل نجوم ساعت سعد
مین جلوس فرمایا اوسیدن سے سن شریف بارہ برس کا تھا سال بھر تک عیش و عشرت مین
کسی کارخانہ و اہلکار و مصاحب منافق سے خبر نہ ہوے مگر سبکو سمجھتے رہے اور اونکی فکر سے
غافل نہ تھے جلسہ عیش و عشرت نشاط باغ محلوکہ راجہ ٹکیت رای مین اکثر ہوتا تھا
صبح کو ہوا کھانے اوسی باغ مین تشریف لیجاتے تھے بلکہ پہلے یکذین خاطر شہر جدید کا
آباد کرنا یہان منظور تھا مگر دریا کے نزدیک سے تامل فرمایا شہر جدید کا خیال نہ آیا ۔

ثقات یہ کہتے ہین کہ جناب عالی نے بعد نذر جناب عالیہ سے عرض کیا کہ غلام سے ایک قصور
ہوگیا ہے دربار تحریر عہد و میثاق جدید مگر فقط آپکی مداخلت سے وہ ہٹ سکتا ہے مجھسے مجبوری تھی
آپکو یہ کہنا چاہیے کہ یہ ریاست میرے خاوند اور میرے بیٹے کی ہے مجھے اسکی مسند نشینی کا اختیار ہے
دوسرے کو نہین ہے جواب تب یہان نواب ناظر نے بیگم صاحبہ کو سمجھایا کہ نواب گورنر جنرل سے ایسے
بگڑ جائینگے اور یہ مرزا سعادت علی ہین انکا حال آپ خوب جانتی ہین جناب عالی مجبور ہوے ۔

جب کوئی حساب دانستگی سے سبقت کرجاتا بے تکاعت جاپک کہتا تھا انکے ملازمین شہر مین ہتیار باندھے پھرتے تھے اپنر کسیطرحکی سماعت نالش نہوتی تھی اور مقدمۂ بازی خندق دروازۂ قلعۂ کلکتہ سبکو معلوم ہے جب گھوڑا جناب عالی نے خود اپنی سواری سے خندق کو پھندایا جنرل قلوسنے اپنی نادانی سے شرط قلعہ کی کی تھی جانتا تھا غیر ممکن ہے اوسوقت بہت صاحب جمع تھے جناب عالی سنے دعوی قلعہ کیا بعد تنقیح جواب ملا کہ ملک غیر پر شرط ناجائز ہے مگر بلحاظ جناب عالی یہ دروازہ ملک جناب عالی ہوکر مقفل ہے چنانچہ حضرت خلد مکان نے بپاس خاطر لارڈ مایرا اس دروازے کو کھلوا دیا تھا دوسرے بپاس خاطر جناب عالی عشرۂ محرم مین شراب بازار کلکتہ مین نہین بکتی تھی غرض بعد اسکے جناب عالی باطمینان بنارس مین آئے اور منتظر امر تقدیری کے رہے ۔

جب وزیر علیخان مسند نشین ہوے جناب عالی کو اپنے باپ کی ریاست مین کمال تحیر ہوا آخر اسی فکر سے مشوش و متردد ہوکر بسواری بجرہ پھر قصد کلکتہ کیا کہ نواب گورنر جنرل سے مطالبۂ ایفای وعدہ کیا چاہیے اس عرصہ مین جناب عالی کی یاوری اقبال سے یہان از خود ورق ریاست درہم و برہم ہوگیا تفضل حسین خان اور وزیر علیخان سے بگڑی خان علامہ نے ایک خط دوستانہ مولوی سدن اوستاد جناب عالی کو لکھکر ڈاک مین روانہ کیا کسواسطے کہ مولوی صاحب وستاد و مشیر ہین اس مضمون کے حالات اور حالات حالی سے خوب واقف ہون اگرچہ آموختہ و تعلیم یافتہ میرا ہے مگر مین ابتدا خود میدان مین مطمئن نہین اگر تم کوئی صورت اطمینان بعہد و میثاق نکالو تو کیا عجب ہے جبت ریاست اپنے حق مرکز پر قرار پاجائے ۔

القصہ بجرہ جناب عالی کا لنگر اوسدن مقام راجمحل مین تھا کہ چار گھڑی رات گئے ہرکارۂ ڈاک نے وہ خط مولوی سدن کو دیا مولوی صاحب اوسے مژدہ غیبی سمجھکر اوسیوقت شادان و فرحان جناب عالی کے بجرے مین گئے شاگرد و استاد مین مزاح بھی ہوتی تھی کمال خیر خواہی اور بہت اخلاص سے وہ خط گذرانا جناب عالی مسرت دلی سے گلے لپٹ گئے اور بہت کچھ ارشاد فرمایا اوسکا جواب باصواب لکھکر بھجوایا اور نیب کو

پیدا ہوسے بطیب خاطر دلی منظور تھا کہ میری فرزندی مین دین تاکہ مین پرورش کرون اور اپنا جانشین کرون لیکن جناب عالی نے اپنی فہم و فراست سے نمانا بدل خود متمنی ہو رہے تھے عذرات بارد فرماسئے انکے دربار کا حال اور اہلکارون کی شان و شوکت و ترقی جاہ و تحول خرچ اور غفلت اور عدم توجہی خود نواب کی دیکھکر کنارہ کش ہوکے قیام بنارس بہتر سمجھکر رخصت روانہ ہوی فی الحقیقت اگر یہ جانشین ہوتے تو نوبت غیر مستحق کی کیونکر ہوتی تدبیر و تقدیر دونون خلاف ہوئین عاقبت اندیشی سے سب کو غفلت ہوگئی تھی اہلکاران سرکار کو باعث مزید مسرت ہوا انکا جانا اپنے واسطے بہت خوب سمجھے کہ اگر انکا اختیار ریاست مین ہوگا یہ ہمارے اخراجات کہان سے ہونگے +

خلاصہ جناب عالی کو نواب گورنر جنرل وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر اور لارڈ کارنوالس صاحب بہادر سے طریق رسل و رسائل تھا بلکہ بریلی سے جو نواب آصف الدولہ کی طلب اور صاحب ریذیڈنٹ کی تحریر سے چلے آئے تھے اس حکم پذیری سے بہت خوش ہوسے تھے جب کوئی امر منظر ارخاطر کا لکھتے تھے اوسکے جواب باصواب سے موجب تسکین خاطر مبارک ہوتا تھا چنانچہ جناب عالی اس مرحلہ عظیم کیواسطے کلکتے تشریف فرما ہوسے تھے مشرح تمکنین خاطر بابت ریاست مین بیان فرمایا تھا کہ گورنمنٹ محافظ اس ریاست کی ہو چاہیے کہ غیر مستحق اوسکا سنداوار نہو صاحبان کونسل نے جواب باصواب دعای ریاست یہ دیا کہ تاحین حیات اپنے بھائی کے بہ بجمعی تمام متوقع اپنی ریاست آبائی کے رہیے اور اسی مواجب معینہ پر قناعت فرمایئے انشاءاللہ تعالیٰ بوقت مناسب جسقدر ممکن ہوگا حق حقدار کے دلوانے مین قصور نکیا جائیگا یہان نواب آصف الدولہ نے بنوت اپنی مرزا وزیر علیخان کا بالمشافہہ نواب گورجنرل سے بیان فرمایا تھا کیا امر مشکل تھا جیسا اظہار حضرت خلد منزل اور حضرت جنت مکان سے بابت مناجان اور مصطفی علیخان سنا تھا کیونکر خلاف سمجھتے حالانکہ دونون غلط معلوم ہوی بعد تحقیقات کے +

الغرض جب تک جناب عالی کلکتے مین رہے صاحبان عالیشان نے لوازمہ مہمانداری بڑے تکلف سے کیا اور احترام سواری یہ رہا کہ کسیکی سواری اسنے سبقت نکرے چنانچہ

تقسیم ہوئی اور زرمعینہ امام باڑہ سے اب فقط اسی روپیہ ماہواری سرکار سے بوجوہ وضع ہوکر ایک سو بیس روپیہ مہدی علیخان کو ملتے ہین امام باڑے مین مجالس کرتے ہین چار ہزار کی تقسیم حسب سہم شرعی بیٹون بیٹیون ازواج پر ہوئی بس چند روز کے عرصے مین سب مترو کہ صاحبزادون نے اپنے ٹھاٹھ نوابی دکھا کر عیش و عشرت لغویات مین اوڑادیا اب فقط اوقات تنخواہ پر رہگئی تھی الا مرزا حسین علیخان نے تا حین حیات بہت سلیقے سے رکھا حیف کہ شہر بہادر نے مرزا رضا علیخان کو از روی استحقاق بہو بیگم صاحبہ کے مقبرے کی دارو غگی مین انہین مقرر کیا تھا بعد کئی برس کے لکھنؤ آکر مر گئے مرزا محمد تقی خان حضور عالم کے ساتھ روانہ عتبات عالیات ہوئے بیچ راہ مین انتقال کیا نواب معتمد الدولہ نے مرزا علیخان کو نظر بحسن سلوک بادشاہ کی مصاحبان کے زمرہ مین داخل کیا تھا جب دربار سے موقوف ہوی وہ ہزار روپیہ مہائی ہو گئے اولاد قاسم علیخان مرحوم نے بعد عملداری سرکار فرمان جاگیر جنہٹ سرکار مین دیکر دعوی ہزار روپیہ کا کیا تھا بسبب مرور ایام شنوائی نہوئی۔

بعد رفع ہنگامہ جب کپتان ہٹچنسن صاحب بلٹری سکریٹر نے بموجب حکم سرکار تحقیقات ابتدای اجرای وثیقہ و پنشن ہر ایک کا کیا نواب قاسم علیخان کے وثیقہ دینے مین تامل کیا تھا کسواسطے کہ یہ تنخواہ ضمانت ورانت سی خارج ہوئی تھی اونکی اولاد نے قایم لوگون سے دریافت کر کے اظہار کیا کہ ہماری تنخواہ کی سند چیٹھی چیری صاحب ریزیڈنٹ بنارس کی ہی جسے لمسڈن صاحب ریزیڈنٹ لکھنؤ نے مع تحریر دستخط جنت آرامگاہ بابت جاگیر جنہٹ روانہ صدر کیا تھا اسکی تحقیقات صدر کلکتہ سے ہو جاے چنانچہ کئی مہینے کیو تنخواہ نہ ملی جب صدر سے بعد ملاحظہ تحریر حکم آیا سب کو بدستور ملنے لگی۔

مسند نشینی جناب عالی متعالی اشرف الوزرا اعظم الامرا نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر ناظم الملک مبارز جنگ

خلاصہ جب جناب عالی وزیر الممالک بہادر صوبہ کیتھر بلی سے حسب الطلب نواب آصف الدولہ جسطرح مذکور ہو چکا لکھنؤ تشریف لائے نواب آصف الدولہ کو نسبت اور بھائیون کے انکا بہت لحاظ و پاس خاطر رہا بلکہ جب نواب غازی الدین حیدر بنیاد منزل قریب عالی گنج کر

ہر چند جناب عالی نے اونکے بھائی مولوی سعدان اپنے اوستاد سے کہا وہ دو ہزار روپیہ مہوار جیب
پاتے تھے مگر کچھ نہوا ان جناب مولوی صاحب کی ازراہ احتیاط شک نماز بہت مشہور ہے جماعت
اپنی نماز پڑھکر چلی گئی یہ ابھی تک نیت باندھتے رہ گئے اسیطرح غسل دریا جس کنارے پر نہانے لگے
وہ پانی نجس ہوا آگے بڑھے اسیطرح بڑھتے چلے گئے اس وقت میں حضرت کو کچھ شک نہ گذرا

بعد کئی دن کے بیلی صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا اب وہ توپیں اور کمپنی چھاونی کو
چلی جاوے تمہارے گھر کی حفاظت ہو چکی اونھون نے کہا میں چاہتا ہون ایک توپ چار گولہ انداز
میرے دروازے پر رہا کرے اونکی تنخواہ میں دیا کرونگا صاحب نے بپاس خاطر اسے بھی قبول کیا
یہ بھی سراسر خلاف حکم جناب عالی ہوا جب یہ ہنگامہ فساد لکھنؤ میں ہوا اور انتظام شہر قبل از دخلہ
حکام سرکار ہونے لگا میجر کارنگی صاحب آئے اوس توپ کو لیگئے نواب کے بیٹون سے کپتان
ہیز صاحب نے کہا فرمایا ہمارے حکم سے یہ صورت ہوئی ہے اس ہنگامہ کی جہت سے معذور ہی کہ
کہیں آلات حرب ہے بعد رفع ہنگامہ حکم مناسب پایا جائیگا +

جب حضرت خلد مکان سریرآرای سلطنت ہوے نواب قاسم علیخان بھی دربار شاہی میں اکثر جانے لگے
مرزا حسین علیخان بڑے بیٹے اور مرزا محمد علیخان دوسرے بیٹے کی ملازمت کروائی ہزار روپیہ
ماہواری دونون کی مقرر ہوئی جاے پانی پر کرسی نشینون میں بیٹھتے تھے اسی سلطنت میں قاسم علیخان
نے ۷۵ برس کے سن میں انتقال کیا گیارہ بیٹے سات بیٹیان وارث شرعیہ رہیں کئی لاکھہ روپیہ
کا اسباب ہر قسم تحفہ و کمیاب تھا اس ترکہ کی جہت سے بھائیون میں نااتفاقی ہوئی ہر ایک نے
سرفرو ہونے کو گھر لوٹنے کا ارادہ کیا ہر ایک کے پاس شہر کے بدمعاش جمع ہو گئے خداوند کلمہ آگے
مرزا علیخان نے معرفت بڑے مرزا کی نواب معتمد الدولہ سے ملازمت کی اور کچھ اسباب تحفہ
قسم رقم جواہر بھی جو میسر تھا ہاتھ آیا تھا دیا جب یہ لوٹ کا حال دیکھا مرزا نیاز علی بیگ کپتان نگہ صاحب
ہر دو مہتمم سرکاری پہرہ سے کوٹھون پر طالیقہ کر دیا اور سب اسباب کا نیلام ہوا سوا بھائیون کو
کوڑی غیر نملے اور تقسیم تنخواہ کی یہ صورت ہوئی ہزار روپیہ بابت جاگیر حسب معینہ جنت آرامگاہ
وہ مرزا علیخان پر مقرر ہوئی سوای دو سو روپیہ ماہواری تولیت امام باڑہ چنانچہ جب حسین علیخان
مرگئے وہی ہزار روپیہ اونکی تنخواہ کے اونکے دونون بیٹون مرزا مہدی علیخان مرزا فدا علیخان کو

ایکدن مرغ کی پالی نواب فتح علیخان کے گھر مین تھی سب امرا شوقین تماشائی جمع تھے اتفاقاً
نواب فتح علیخان کا مرغ باز عین شدت بازی مین جسطرح یہ لوگ جاہل بے ادب کلمات بے ربط
بے معنی اپنی تیزی زبان سے کہہ بیٹھتے ہین کوئی کلمہ سخت نسبت نواب قاسم علیخان کے کہہ بیٹھا
میرن نامی انکا خاص بردار کھڑا ہوا تھا ناگوار سمجھکے ازراہ نمک حلالی ایک چھری اوسکو دوہرے
ماری کام تمام کردیا اور خود بھاگ کر چلا صحبت بازی درہم و برہم ہوئی ایک ہنگامہ برپا ہوا
سرکار کی روند نے اوسکا پیچھا کیا جب وہ چھری ہینچے نواب قاسم علیخان کے دروازے پر
پہونچا انکے ملازم برج باسی اپنی پلٹن مین تھے وہ اونکے پاس جاکر چھپا برج باسی سرکاری
روند سے مستعد جنگ ہوے کہ ہم اسے نہ دینگے جب جناب عالی کو یہ پرچۂ اخبار گذرا حکم کیا
دو کمپنی تلنگہ خاص پلٹن سے اور ایک توپ جاوے خونی کو پکڑ لاے اگر کوئی مقابلہ کرے
اوڑا دو نواب قاسم علیخان مضطر ہوکر بیلی صاحب کے پاس گئے کہ آج ہم بغیرت بھی ہوے مارے بھی
جاینگے حقیقت گذری صاحب نے مرزا جعفر کو جناب عالی کے پاس بھیجا کہ آپ ہمارے متوسل سے
توجہ داری کیا چاہتے ہین اگر یہ منظور ہے ہم بھی پلٹنی و توپ چھاونی سے بلواتے ہین اور
قاسم علیخان کو بہت تشفی کرکے رخصت کیا بعد چند دقیقے کے خود جناب عالی تنہا گھوڑے پر
سوار بیلی صاحب کے پاس چلے آئے فرمایا یہ مقدمہ خون ہے آپ اسمین دخل نہ کیجیے انھون نے
خونی کو اپنے گھر بٹھا رکھا ہے صاحب نے کہا ہم آپکے خونی کو کل بھیجدینگے آج نہین جناب عالی
کبیدہ خاطر چلے آئے ایسے ہی امور خلاف قانون حمایت بیجا صاحب رزیڈنٹ کی خود رائی کے
ہوے جو باعث الزام و بدنامی گورنمنٹ کا ہوا صاحب نے اوسیوقت نواب قاسم علیخان کو
بلواکے کہا اب وس خونی کو مع برج باسی دردولت پر بھیجدیجیے وگرنہ ہم گرفتار کرکے
بھیجدینگے دوسرے دن صبح کو ایک چپراسی رزیڈنٹی خونی کا ہاتھ باندھے ہوے رزیڈنٹی مین
سے آیا پھر دردولت پر بھیجدیا جناب عالی نے مولوی مدن صاحب عدالت کے سپرد کیا کہ اسکے
فتوای قتل قصاص موجب شرع شریف کے دو نواب قاسم علیخان نے خواجہ حسن اپنے رفیق کے
ہاتھ سو تولے زر سفید کے جناب مولوی صاحب کو تواضع کی کہ اسکے قتل سے بچایئے گا مولوی صاحب
نے ورق شریعت اولٹ کر دی کہا کہ مجیبہ گواہ بدل اور نہ خونی کے اظہار سے خون ثابت نہ ہوا

مقرب خاص ہوے ایکدن جناب عالی صبح کو ہوا کھانے مقام جھنہٹ سے گذرے نواب قاسم علیخان ہمراہ تھے فرمایا یہ جھنہٹ بارہ ہزار روپیہ سال کی جاگیر ہمنے تمھاری مقرر کی اور اوسیوقت پنسل سے سند مہری بدستخط خاص عنایت فرمائی نواب قاسم علیخان نے بڑے صاحب کو وہ تحریر دستخطی دکھائی اور بہت شکریہ ادا کیا اب انھیں خدا کے فضل سے چار ہزار ماہواری ملنے لگے بڑے صاحب نے چٹھی جیری صاحب کی اور دستخط جناب عالی کی نواب گورنر جنرل کو روانہ کیئے نواب قاسم علیخان نے پھر عرض کی کہ ہمارے آدمی کو خزانہ جناب عالی سے تنخواہ لانے مین دقت پڑتی ہے امیدوار ہوں آپ کے خزانے سے ملا کرے صاحب نے یہ بھی منظور کیا چنانچہ پہلی تنخواہ انھین کی خزانہ رزیڈنٹی سے مقرر ہوئی اوسکے بعد نواب محبت خان کی تنخواہ کا سرشتہ نکلا +

ایکدن نواب قاسم علیخان حاضر حضور جناب عالی تھے میر انشاء اللہ خان شاعر مصاحب خاص مگر مضحک طبع جناب عالی تھے خوشنودی طبع جناب عالی سمجھکر بعض کلمات شوخی آمیز اسی کہنے لگے انھوں نے برہم ہوکر مردانہ وار جواب دیا کہ تم جسکے نوکر ہو ہم اوسکے عزیز ہین مثل ورون کے ہماری نسبت ایسا کہنا بیجا ہے اور ہمارا قدر شناس ور پہچاننے والا مرگیا یعنی نواب آصف الدولہ یہ کہکر بگڑکر چلے آئے پھر دربار نہ گئے جناب عالی نے بھی کچھ اسکی تلافی و دلجوئی نہ کی مگر دربار بڑے صاحب مین ہر ہفتہ جایا کرتے تھے +

جب نواب بہو بیگم صاحبہ فیض آباد مین بیمار ہوئین نواب قاسم علیخان اپنی پھوپھی کی عیادت کو گئے جناب موصوفہ نے فرمایا صلہ رحمی سے جسطرح اکبر علیخان اصغر علیخان کو ہزار ہزار روپیہ ماہواری دونون کو دیا کرتی ہون تمھین بھی دیا کرونگی اب سب ملکے پانچ ہزار ماہواری ملنے لگی چند روز فیض آباد مین رہے ایک دن مرزا محمد تقی خان سے اُنسے کچھ بے لطفی ہوئی باجازت بیگم صاحبہ لکھنؤ چلے آئے کرنل بیلی صاحب سے عرض کیا دنیا مین حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین مین چاہتا ہون میری تنخواہ سے دو سو روپیہ ماہواری خرچ امام باڑہ علیحدہ ہوکے اوسکی تولیت میرے بڑے بیٹے مرزا حسین علیخان کے نام سے ہوکر اونکی مہر سے ملا کرے معرفت خواجہ محسن جو میرا رفیق قدیم ہے بیلی صاحب نے اسے قبول کیا وہی تنخواہ خرچ امام باڑہ مرزا مہدی علیخان اونکو بڑے بیٹے کو آج تک ملتی ہے اب اسکا اونھین اختیار ہے +

تبلیغ رسالت کیا وزیر علیخان نے اوسیوقت اونکے سامنے ہاون دستے سے کچلوا ڈالا
قاسم علیخان یہ حال دیکھکے بہت افسردہ ہوے اور کہا اب ہم آپ سے رخصت ہوے
کبھی حاضر نہونگے اور آپ بہرحال اپنی نافہمی سے برباد و خراب ہوے او اس سے زیادہ
ہوجائیگا اور اوسیوقت صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا ہم آپ سے ازراہ دولتخواہی
کہتے ہین کہ اس طفل نادان وخود غلط سے بہت ہوشیار رہیے گا لیکن وای برحال ہمارے
کہ ہم کسی طرف کے نرہے انکی رفاقت مین مفت برباد ہوے نہ لکھنؤ جانے کے نہ یہان
رہنے کے قابل ہے امیدوار ہون کہ آپ ایک چٹھی لمسڈن صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کو فقط
میری حفظ آبرو کیواسطے لکھ دیجیے کہ اپنے گھر مین باعزت وسلامت بیٹھا رہون صاحب نے
بہت دلجوئی وتشفی کی اور کہا آپ بہرصورت خاطر جمع رکھین ہم چٹھی بھی دیتے ہین او
سرکار سے تمکین تین ہزار روپیہ ماہواری ملے گا انھون نے کہا کہ اگر میری پرورش
سرکار کو منظور ہے تو دو اور بھی خیرخواہ سرکار ہین اسیطرح اونکی بھی پرورش فرمائیے ایک
نواب اشرف علیخان دوسرے محمد آفرین علیخان بڑے صاحب نے ہزار روپیہ ماہواری آفرین علیخان
کو مع میر خدابخش اور دو ہزار ماہواری نواب اشرف علیخان کیواسطے لکھدیے جب نواب
قاسم علیخان لکھنؤ آئے لمسڈن صاحب سے ملاقات کی صاحب نے بڑی خاطر کی اور کہا آپ باطمینان
تمام اپنے گھر رہیے محمد آفرین علیخان نے وہ تنخواہ قبول نکی اور کہا مجھے جناب عالی سے
بالکل بگڑ جائیگی نواب نے کہا تم تو نہین مگر تمھاری میر خدابخش کی مٹی خراب ہوگی چنانچہ نواب
معتمد الدولہ کی نیابت مین اونکی یہی صورت ہوئی نواب اشرف علیخان نے اوس تنخواہ کو
قبول کیا بعد اونکے مرنے کے تنخواہ اونکے بیٹون مرزا عباس اور روشن الدولہ پر جاری رہی
جب روشن الدولہ مصاحب حضرت خلدمکان کے ہوے اپنی نمایش خیرخواہی اور یکسو
ہونے کو محض خوشنودی بادشاہ سمجھکر اپنی تنخواہ ہزار روپیہ ماہواری خزانہ بادشاہ سے
لینے لگے یہی خرابی اونکی تنخواہ مین ہوئی مگر مرزا عباس ازراہ دانشمندی خزانہ رزیڈنسی سے
لیا کیے وہی پنشن بعد وفات اونکی بی بی کو ملتی رہی +
جب جناب عالی نے نواب قاسم علیخان کا احوال سنا یا وفرمایا بدستور قدیم نواب آصف الدولہ

احوال نواب قاسم علیخان

فی الحقیقت نواب قاسم علیخان نے بڑی وفاداری و ایمان سے کام کیا اور اپنے
ابنای روزگار میں نیکنام ہے کہ جب محضر ابطال ببنوت مرزا وزیر علیخان نواب گورنر جنرل
اپنے برفع الزام سرکار کیواسطے ازراہ اتمام حجت امرا و ارکان دولت سے پیش کیا جب
مہر نواب قاسم علیخان پہونچی انھون نے عذر واجبی کیا کہ مین اپنی مہر نکرونگا کسواسطے کہ
جب نواب آصف الدولہ بہادر نے مجھسے ارشاد کیا کہ تم ہمارے عزیز ہو محضر وزیر علیخان پر
اپنی مہر کرو پہلے مین نے اوسسے عذر کیا لیکن جب مین نے اپنی پھوپھی یعنی اونکی والدہ
ماجدہ سے عرض کیا فرمایا جسمین مرزا امانی کی خوشی ہو تم اپنی مہر کرو واب دوسری مہر اوسکے
ابطال پر کیونکر کرون اسیطرح عبد الرحمان خان رسالدار قندھاری محمد آفرین علیخان
مرزا ابراہیم بیگ توپخانہ نے عذر کیا کہ ہم بلازم اس ریاست کے ہین جو وارث ہووے اوسکی اطاعت
کرین خلاصہ جب وزیر علیخان کوٹھی مین قید ہوے نواب قاسم علیخان شریک حال رہے
اور پھر اپنے گھر نگئے جب اونکے ساتھ بنارس جانے لگے اپنے عیال کو وہین بلوا کر رخصت کیا
وزیر علیخان انھین صاحب لیاقت امیر معتمد جانکر چیری صاحب کے پاس اپنا سفیر مقرر کرکے
بھیجتے تھے اور انکا بہت خوف و مراتب کرتے تھے جب حکم نواب گورنر جنرل کلکتے جانے کا آیا
وزیر علیخان نے عذرات بار بار پیش کیے وجہ اسکی یہ تھی کہ اپنی نافہمی سے خیال خام حصول
ریاست کا رکھتے تھے اسی جہت سے موشکاف دوانی کر چکے تھے دوسرے انکے قریب ہونے
سے نواب سعادت علیخان بہادر کو بھی انکی بیباکی سے بڑا اندیشہ رہتا تھا خلاصہ ایکدن
چیری صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا کہ اگر وزیر علیخان پانچ رقم جواہر بیش بہا جو انکے
پاس ہی ہمین دین تو ہم سرکار سے اوسکی عوض خاطر خواہ پنشن مقرر کرا دین وزیر علیخان نے
نواب کے کہنے سے قبول کیا اور اوسیوقت ایک کشتی مین اون پانچ رقم جواہر مطلوبہ کو
اپنے سامنے رکھا اور کہا مین اسے تمھارے ہاتھ صاحب کے پاس بھیجدونگا بشرطیکہ میرا
جانا کلکتے کو صاحب اسی موقوف کردین جب سفیر باتمیز نے صاحب سے درخواست شرطیہ
کی جواب دیا کہ ہم حکم نواب گورنر جنرل کے خلاف نہین کرسکتے جب قاسم علیخان نے

جسکی نظام گروش مین سلاخ آہنی تھین کوئی ہندوستانی سنجانے پاتا تھا فقط ڈاکٹر صاحب جایا کرتے تھے کچھ کتابین تواریخ کی انیس تنہائی تھین مگر دروزش کے رکھے رہتے تھے پوشاک حسب المرضی اور کھانا جیسا کہتے تھے پکتا تھا اور ورن کا ڈبل پہرہ رہتا تھا لارڈ ہیسٹنگ صاحب نے شاید اجازت ہوا خوری کی بسواری گاڑی دی تھی مگر اجل نے ۴۳ برس کے سن مین ماہ جون ١٨١٧ء مطابق ماہ شعبان ١٢٣٢ھ عارضۂ تپ وغیرہ سے انتقال کیا کاسی باغ جہان ٹیپو سلطان کا بیٹا بھی دفن ہے مدفون ہوے مقبرہ آج تک مقفل ہے تھا ہی جنازی کو اس شکل سے اوٹھایا ایک کمپنی تلنگے آگے ایک پیچھے تابوت پر گوروں کا پہرہ بلاکیر صاحب کوتوال شہر مہتمم تھے مرزا جعفر کربلائی بھتیجے مرزا ابراہیم بنارسی کو ضروریات مذہب کیواسطے بلوا بھیجا تھا چند غربای مومنین شہر وزیر ہند سمجھکر ساتھ تھے کچھ شہر کی کسبیان اونکی سخاوت وبیکسی یاد کر کے اپنے اپنے دروازوں پر کھڑی ہوکر روتی تھین وقت غسل گوری صاحب نہین ہوتے تھے مرزا جعفر نے کہا اب ہم گھر جاتے ہین صاحب نے حکم دیا گوری قنات کے باہر کھڑے رہین بعد دفن کے چند روز تک گارد رہا چھوٹا مقبرہ بنوا دیا مدت تنخواہ ماہ وار اوس عہد مین صاحب رزیڈنٹ لکھنو لمسڈن صاحب بنارس مین جان چیری صاحب مقتول نائب تفضل حسین خان تھے

لوح قبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وزیر ہند وزیر علی آصف جاہ

چو سوی خلد برین رفت زین سرای غرور

زدیم غوطہ بدریاے فکر تا آریم

بدست گوہر تاریخ فوت آن مغفور

بگوشم آمد ناگہ بشور و شیون و شین

نوای وای دریغا زجن و انس و طیور

١٢٣٢ھ

١٨١٧ء

از کتاب ایشی اٹینک صاحب جنرل کالکتہ

جان لیکر ہر طرف بھاگے کہ مبادا ہم بھی گرفتار بلا ہو جائیں اسباب جو کچھ وزیر علیخان کا تھا ضبط سرکار
ہوا اسباب اونکی تلاشی کی قلمدان میں کئی خط متہمین سلطنت سرکار کے پائے از انجملہ ایک خط نواب شمس الدولہ
چھوٹے بھائی ناظم بنگالہ نیز نگر ڈھاکہ کے داماد نواب مبارک الدولہ ناظم بنگالہ کا نکلا اسی جہت سے وہ مدت تک
کلکتے میں قید رہے سپریم کورٹ میں روبکاری کیجایا کیے مرزا ابراہیم خان مرزا ابوالقاسم خان
دونوں بھائی لکھنؤ والے بھی گواہی میں گئے کلکتے میں مقید رہے کئی مہینے میں نجات پائی نواب
شمس الدولہ نے بھی بڑی مشکل سے اور مدت کثیر سے چھوٹے کئی شخص بنارس کے قید ہوے اکثر
پھانسی پا گئے بہت سے دریائے شور کئے نواب ناظم الدولہ بیٹے نواب عماد الملک وزیر
ہندوستان کے فقط دوستی شمس الدولہ میں ادھر سے گئے یعنی اونکے کہنے سے عرضی
شاہ کابل کو اپنے ہاتھ سے لکھی تھی انھیں قید میں سات روپیہ خرچ پاؤ چھٹانک ملا کرتے تھے
اسکے سوا اور اخراجات ضروری بھی ملتا تھا آخر اسی قید میں مر گئے

بعد گرفتاری وزیر علیخان رفقائے خاص بھاگے مفقود الخبر ہوے حضرت خلد مکان کے
عہد دولت میں مرزا وارث علیخان تباہ و پریشان حال لکھنؤ آکر حضرت عباس علیہ السلام کی
درگاہ میں بیٹھے لوگوں نے پہچانا شہر میں شہرت ہوئی کرنل بیلی صاحب نے جب یہ خبر سنی
فرمایا قضا اسکو یہاں سے آئی ہے چپراسیا بھیجے خون کی روبکاری ہوئی حقیقت میں
خون انپر ثابت نہوا نجات پائی مطلق العنان ہوے دو تلواریں فقط وزیر علیخانکی انھیں
اور کسیکی تلوار کی نوبت نہ آئی دوسرا انکا مقابل کون تھا اوس عہد دولت میں محمد آفرین علیخان
کی نیابت و اختیار کلی سرکار میں تہا انسے قدیم سے بڑی دوستی تھی انکے احسانمند بھی تھے
اوس جلدوی میں کوتوال شہر کیا انھوں نے اس جہت سے اس عہدے کو قبول کیا کہ میں
جن مہاجنوں کے پاس وقت روانگی لکھنؤ جواہر امانت رکھوا گیا ہوں اب وہ بنی ہوئی حکومت
ملجائیگا اون لوگوں نے بالا بالا اہلکاران سرکار سے اپنا معاملہ کر لیا چند روز میں
موقوف ہوے محتاج ہو کر مر گئے

انتقال مرزا وزیر علیخان

مرزا وزیر علیخان تا حین حیات کلکتے کے قلعے میں رہے ایک بنگلہ میں رہتے تھے

اسی عرصے مین ایک شخص مجہول الاحوال دوسرا وزیر علیخان پیدا ہوا ایک نشہ دو شد
اوسنے بھی بدمعاش اور گروہ جمع کر کے ممالک محروسہ مین لوٹ مار شروع کی سرکار سے
اوسکا بھی قرار واقعی تدارک و استیصال کیا گیا +

گرفتار ہونا وزیر علیخان کا جی نگر مین

منشی مرزا باقر میر منشی رزیڈنٹی لکھنؤ جو کرنل کالنس صاحب اور جان منٹن صاحب
کے تھے وہ کہتے تھے کہ مین کرنل کالنس صاحب کے ساتھ تھا انھین کی پلٹن وزیر علیخان
کے تعاقب مین جاتی تھی خلاصہ کرنل صاحب نے راجہ کو بطمع زر سرخ رہنمی کیا راجہ نے
پہلے وزیر علیخان کو فہمایش کی کہ اگر آپکے خاطر خواہ ہمارے واسطے سے سرکار سے
تصفیہ ہو جاے تو غالبہ ہے اس خاک چھاننے اور بیابان مرگ ہونے اور صحرا نوردی سے
بہتر ہوا ور ایک گوشہ عافیت مین بحفاظت سرکار بیٹھے رہیے تو کیا قباحت ہے اور
انکے رفیقان سفر کو بھی نشیب فراز سے سمجھایا کہ تم سب کے بال بچے مفت تباہ و برباد ہوے
اور اگر کہین گرفتار ہوگئے تو مرتبہ دارکشی حاصل ہوگا مین صاحب کے منشی کو بلواتا ہون
تو آپ خود اوسنے بالمشافہہ گفتگو کرلین وزیر علیخان اجل گرفتہ راضی ہوے رفقاے
خاص نے بھی سمجھا کہ راجہ کی صلاح نیک ہے +
غرض ایکدن منشی مذکور باخفاے سپہ اپنے ساتھ لیگئے تلنگون کو سمجھا دیا کہ تم کمین مین
رہو جب میری آواز بلند ہو دفعۃً آکر اونکو پکڑ لینا غرض وزیر علیخان تنہا چلے آے خلوت
ہوتی راجہ منشی کا مقابلہ کر کے آپ اوٹھ گیا وزیر علیخان پر غضب ہو کر چلا چلا کر تند کلمات
سرکار کہنے لگے انکی کمر مین خود ایک قرولی تھی مگر منشی پر ایسا رعب شجاعت غالب تھا
کہ بجز گفتگوی نرم گفتگوی سخت نکر سکے آخر اس چلانے سے حلق خشک ہو گیا پانی پینے کو
مانگا منشی نے صراحی ہاتھ مین دیدی جب صراحی منہ سے لگا کر پانی پینے لگے منشی برابر
بیٹھے تھے جھپ قرولی کمر سے کھسیٹ لی تلنگے اسے تاک مین تھے دفعۃً دوڑ پڑے گرفتار
کرلیا اوسیوقت فوج مین داخل کیا وہان سے منزل بمنزل کانپور آئے یہانسے بسواری بگھی
بڑی حفاظت سے کلکتے کے قلعہ مین پہونچا دیا اصحاب غار نے حسب حال انکے انکی

مقتضاے تضعیف ملک کہ ہوتی تھی جناب عالی ہنگامہ وزیر علی کو پیش کرتے تھے +

جب وزیر علیخان اس بادیہ پیمائی سے تھکے چہرہ بدن بگڑا اور نہ کہیں پناہ ملی نہ کہیں جا سکے ترک لباس کیا فقیر بنے تاکہ اس صورت سے کوئی پہچان نہ سکے فیض آباد آئے یونس کی سرا میں اوترے شیخ مراد علی نقل کرتا تھا کہ ایک رات جنگل میں ہم چلے جاتے تھے وزیر علیخان اپنی گھوڑی پر صاحب نام پر سوار تھے اتفاقاً میں نے دیکھا کہ گھوڑے کے پچھلے پاؤں میں ایک تاگی سی لٹکتی جاتی ہے ہم نے عرض کیا باگ روک کر گھوڑے سے اوتر پڑے میں نے گھوڑا بھی گرا دیا اور دیکھا کہ کسی شاخ درخت سے جہاں گھوڑا بھڑ کے بلا ہے اوس شاخ سے گھوڑے کے پیٹ سے آنت نکل کر لٹکتی جاتی ہے وزیر علیخان نے کہا صاحب تقدیر بھی اپنی نہ مانی دو تین مرتبہ سر اوٹھا کر آخر سر پٹک کر مر گیا دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے جتنا اسباب تھا سب اوسی پر رہا +

پھر وزیر علیخان لکھنؤ آئے چوک میں ہرن کی سرا میں اوترے ایکدن فقیر بیراگی بن بھبوت بدن پر ملے ایک ہاتھ میں طوطی کا پنجرہ لیے قبر نواب آصف الدولہ پر گئے مگر تعجب یہ ہے کہ اونکو کیسے منافق نے پہچانا یا شاید اوس زمانے میں کوئی گویندہ نہ تھا کچھ سمجھ میں نہیں آتا بعد اسکے پھری گھاٹ گومتی اوترے بچھے ہو کر الہ آباد سے جمنا اوتر سیدھی جے نگر کی راہ لی اس خیال سے کہ شاہ کابل تک پہنچکر اونسے مدد لیجیے اور جواہر سنگھ راجاؤن کو شریک کر کے پھر مقابلہ کیجیے مگر دام اجل سے غافل تھے +

خانہ زاد خان ایک شخص دلی کے ذات شریفون میں سے تھے وہ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کو دلی کے قلعہ سے اپنی حکمت عملی سے نکال لائے تھے جب وزیر علیخانکا یہ ہنگامہ برپا ہوا شاہزادے سے عرض کیا کہ غلام نے اپنی حسن سعی سے ساری فوج جناب عالی کو موافق کر لیا ہے بسم اللہ حضور جلد بکل فرمائیں آپکے آگے وزیر اعظم کا کیا مزہ ہے مگر شاہزادے نے اوسوقت عاقبت اندیشی کی خدا نے اس آفت سے بچایا خلاصہ سلطنت ہندوستان میں اکثر نافہمون اور ناعاقبت اندیشون سے ایسے فساد ہوتے رہتے ہیں اور پھر سزا کو بھی پہنچتے ہیں +

اسی میدان مصاف مین ڈٹ کر مرجائیے شاہزادہ عالم پناہ نے دیکھا کہ میری جان مفت
جائیگی سمجھایا کہ بھائی جان یہ لڑائی ہے بنتی بھی ہے بگڑ بھی جاتی ہے جوانی رجہالت پر کام
بنا ہے گھر چلیے وہان پہونچکر انتظام کرینگے سبحان اللہ تو کارزین را بکو ساختی جب پھر کر
شاہزادہ بہادر تو اپنے محل مین داخل ہوئے سہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
وزیر علیخان حالت سراسیمگی مین جو کچھ سردست نقد جواہر و اشرفی لیکر گیارہ جان نثار جنمین
جنمین مرزائی بیگ کابلی میر عزت علی بہادر علی وغیرہ تھے یہ زبانی بہادر علی کے لکھا سوا گنج بنجر
اعظم گڈھ آئے وہان کا راجہ نادر شاہ تھا اوسنے کنارہ کیا گرادریا پہونچا کر پھر آیا اور ترائی
گورکھپور کے جنگل مین خائف و ترسان پھرتے رہے راجہ معتوب سرکار ہوا اراضی مین فولیبر
پھنس گیا تھا بہزار خرابی رستا پھینک کر نکالا اس جنگل مین زمینداروں کی گو ہاسے
چندروز تک ہنگامہ برپا رہا +

جب یہ میدان مصاف غازیان نامرد سے صاف ہوا نواب علی اکبر خان طباطبائی
متوسل گورنمنٹ اور مرزا پانچو کوتوال شہر نے ایک پلٹن اور دو توپون سے بندوبست
شہر کیا چھرے مارنا شروع کیے عوام خلقت جو ہر طرف سے جمع ہوگئی تھی کافور ہوگئی
شہر مین امن و امان ہوئی بعد رفع ہنگامہ شاہزادہ بہادر کو حکم سرکار ہوا حضور اپنے قدم
مبارک سے فرخ آباد کو آباد کرین تو بہتر ہے وہ وہان گئے اب تحقیقات وزیر علیخان مین
بہت سے دھرے جائینگے +

وزیر علیخان صحرانوردی نے چاہا کہ ترائی نیپال مین خاک چھاننے سے کیا حاصل
بٹول سے نیپال چلے جاتے لیکن نہ جا سکے اودھ کے جنگل اور ملک ترائی مین کئی برس تک
پھرتے رہے لوٹ مار پر اوقات رہی زرنقد کہان تھا جواہرات کا خریدار کون ہوتا جنگی
قسمت کا تھا اوسکے پاس تھا جب ہمراہی فاقہ مست مرنے لگے جمعیت پریشان ہوگئی
فوج انگریزی اور جناب عالی نے پیچھا نچھوڑا تھند ھاری رسالے کے سوار کہتے تھے کہ ہمنے
پاس تک نواب آصف الدولہ کیا اکثر جنگل مین وزیر علیخان کو طرح دی اس ہنگامہ سے
زر تحصیل عمال ملک مین البتہ فتور ہوا پامالی زراعت کی جہت سے جب صاحب ریذیڈنٹ

اب آپ کلکتے تشریف لیجائیے تو بہتر ہے ورنہ اسکے خلاف مین سراسر باعث خرابی کا ہوگا
وزیر علیخان نے اپنے نافہمون سے مشورہ کیا بالاتفاق سبھون نے جواب دیا کہ کلکتے مین
قید فرنگ ہے یہ سامان نوابی رفیق و رفقا کوئی نہ ہونے پائینگے پھر اس قید سے مرجانا بہتر ہے
ہم جان نثار تو شریک حال ہین +

اس سخن پر بھی وزیر علیخان کی تشفی نہوئی اگر خیال کرتے کہ سچ ہے مستحق ریاست نہین ہون
نواب آصف الدولہ نے اپنی خوشی خاطر سے مجھے مسند نشین کیا تھا اگر کچھ ایمان سے لگاؤ
ہوتا تو کیا عجب ہے کچھ سمجھتے اسپ جہالت پر سوار تھے کا ہیکو فہم درست ہوتا خلاصہ
یہ ہے سہ تاریخ فروری ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۳ھ چیری صاحب نے وزیر علیخان کو بلوا کر کچھ سمجھایا جب
صاحب نے جواب سخت دیا انھون نے پُرغضب ہوکے ولایتی تلوار کمر سے کھینچکر ماری
صاحب اوٹھہ کھڑے ہوئے چاہا کہ کوٹھی کے کوٹھے پر چلے جائین پیچھے کرسی کھینچی تھی
اوجھلکر گرے دوسری تلوار پڑی کام تمام ہوگیا میم صاحبہ کوٹھے پر گئین زینے کا دروازہ
بند کرلیا جاسنے بچین تلنگے سلامی کو باہر جمع ہوے تھے بھاگ کر جا بجا چھپ رہے وزیر علیخان
کرنل ہرنٹ صاحب کی کوٹھی مین گئے اونکی میم کوٹھے پر چڑھ گئی صاحب نے زینے کی جالی
سے بلم سے کئی آدمیون کو زخمی کیا وزیر علیخان پھر وہان سے شہر کو چلے اس عرصہ مین شہر مین
ایک ہنگامہ برپا ہوگیا وفتہ منادی بھی ہوئی بدمعاشان و ملازم شہر سب طرف سے دوڑ پڑے
لوٹ شروع کردی مرزا مظفر بخت عرف مرزا جمعہ منجھلے بیٹے مرزا جوان بخت شاہزادہ کے
اپنی نافہمی سے اپنے گھر سے ہاتھی پر سوار چلے آتے تھے مرزا وزیر علیخان کو اپنی خواصی مین لیا
بمنزلت وزارت آبائی مورچھل ہلانے لگے اور سرگرم مقابلہ قتال ہوے اس خیال خام سے
کہ اگر بن پڑی تو ہم بادشاہ تم وزیر بنے بنائے ہو غرض یہ ہنگامہ بازیچہ طفلان کئی ساعت
رہا گوہار زمیندار کچھ رعایای شہر بطمع لوٹ شریک حال ہو رہے جب تک چھاؤنی کلکتے سے
فوج مع توپخانہ آپہونچی زیر چہرہ توپ سکو رکھ لیا ادھر مقابلے مین ایک پلٹنی تلنگون کی
ایک متن نجیب کا ایک چھوٹا گروہ توپ کا میدان سے ہٹکر ایک باغ مین پناہ لی جب وہان بھی
پانون نہ ٹھہر سکے سیدھی راہ اپنے گھر کی لی وزیر علیخان نے اپنی شجاعت ذاتی سے چاہا

نہ گھٹتے تھے بڑے مسرف مال مردم خور رخانہ جنگی انکے گھر میں ہوئی رسالہ نکل گیا مگر
تین سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ تاحین حیات سرکار سے ملا کی مرزا جنگلی اور مرزا مینڈو
دونو بھائی اسی اولو العزمی کی جہت سے لکھنؤ سے عظیم آباد جا کر رہنے خانہ جنگی موقوف ہو
لشکر سے جتنے ارکان دولت اہلکار تھے تا کہ تکیہ بو علی شاہ پر استقبال نواب یمین الدولہ
کے لیے گئے فقط فوج انگریزی رگئی +

فساد مرزا وزیر علیخان بنارس میں چیری صاحب کا مارا جانا وزیر علیخان کا بھاگ نکلنا

بعد ہفتہ عشرہ کے حسب الحکم نواب گورنر جنرل مرزا وزیر علیخان مع اپنے مال و اسباب
و جواہر بیش قیمت اور ہاتھی گھوڑے اور رفقا و متوسلین و ملازمین لکھنؤ سے روانہ ہوئے
داخل بنارس ہوکر درگاہ گنج میں مقیم ہوئے جسمیں نواب یمین الدولہ بہادر رہتے تھے
بڑی عزت و احتشام سے چند روز تک رہے بعد اسکے اپنے خیال خام سے چاہا کہ فتنہ
خوابیدہ کو پھر بیدار کریں اور اپنی گوشہ نشینی عافیت عزت و دولت خداداد کو غنیمت نسمجھے
مخبران خاص بھی اونکی نا عاقبت اندیشی کے ساتھ تھے باخفا راجہ علی بہادر بندیلکھنڈ
گسائیں ہمت بہادر مہاراجہ سیندھیہ اور راجہ جو گرد و پیش تھے سب سے اپنی کمک کی درخواست
کی اور ایک تاریخ ٹھہرائی کہ فلان تاریخ یہ ہنگامہ فساد برپا ہوا اور کئی ہزار گنوار رسد بندی بھی
نوکر رکھا اور ایک عرضی شاہ زمان بادشاہ کابل کو بھیجی اسکی تحریر میں نواب شمس الدولہ ڈھاکہ
اور بہت سے لوگ گرفتار ہوئے پلٹن جو سکروری کی چھاونی میں تھی اوسے بھی اتفاق
کرلیا اوسکے افسروں نے بھی اقرار کیا کہ ہم بارہ آسامی مار کے تمھارے شریک ہوجاینگے
غرض اپنے نزدیک خوب گرم معاملہ جمع کیا البتہ اگر سب طرف سے یہ عادات باو آور جمع
ہوجاتے تو ہنگامۂ چند روزہ ہوجاتا +

جب گورنر جنرل کو ایسے اخبار متوحش پہونچے کہ یہ ارادہ فاسد اپنے خیال خام سے کیا چاہتے ہیں
اس ہمارے سمجھانے سے بھی بوی وزارت دماغ سے نہیں گئی جان چیری صاحب ریذیڈنٹ کو
حکم قطعی پہونچا کہ بہر صورت وزیر علیخان کو جلد روانہ کلکتہ کرو صاحب موصوف نے پہلے
کمال عطوفت سے سمجھایا کہ حسب الحکم نواب گورنر جنرل جسطرح آپ لکھنؤ سے بنارس آئے

مناسب ہے گوروں نے اکثر بہت سے ہین کمر لیا گا رو تلنگہ کا جو باہر پھاٹک کے تھا اہتمام کرکے جلوس
سواری کو ہٹا دیا دفعۃً لشکر مین غل ہوا نواب قید ہو گئے ایک چوبدار نے پھاٹک پر آکے
پکار کے کہا نواب صاحب کا پلنگ لاؤ پس اس بہ صدای صور اسرافیلی سے لشکر مین ایک تلاطم ہوا اور
انگریزی پہرے تا کہ شہر تک پھیل گئے نواب اشرف علیخان نواب قاسم علیخان بظاہر مصاحب
وقت تھا اور وہ عہداری سے بھی حاضر رہے اور باطن مین گویندہ سرکار تھے سرکار کبھی انسے
مطمئن تھی اگر کسیطرح کا کھٹکا ہوتا تو کاہیکو رہ سکتے اسی خیر خواہی سرکار انگریزی سے اور کمپنی کی
اپنی سرکار سے نواب گورنر جنرل نے بمضمون واحدان چار وان یار نمار یعنی نواب اشرف علیخان
نواب قاسم علیخان محمد تحسین علیخان محمد آفرین علیخان کو چٹھیان عنایت فرمائین کہ یہ چار اشخاص
متخلفہ خیرخواہ کمپنی ہین حفاظت انکے جان و مال و عزت کی سرکار کو لازم ہے جب سے
یہ لوگ خیرخواہ کمپنی کے نام سے مشہور ہوے انہین سے تین کا پنشن سرکار عالیہ سے
جاری ہوا سوای پنشن محمد آفرین علیخان ہسکے خواہ نا موافقت اہلکاران شاہی یا باہمی
متوسلین خان موصوف سے رہ گیا۔

غرض وہ شب بھی عجب اضطراب و پریشانی مین تمام لشکر پر گذری مگر نواب گورنر جنرل
نے کس خوبی سے انتظام کیا کہ باوجود اس کثرت فوج اور بیدا فوق ہونے حاکم وقت کے
کسینے سر نہ ہلایا مرزا ابراہیم بیگ داروغہ توپخانہ اس ہنگامے مین سر فروشی پر موجود
تھے عبدالرحمن خان قندھاری وغیرہ نے محضر پر مہر نکی عذر کیا کہ ہم سپاہی ہین جو
حاکم ریاست ہو ہم اوسکی اطاعت کرین ہماری مہر سے کیا کام نکلے گا انہین دنوں مین بہو بیگم
مرزا جنگلی صاحبزادے نواب شجاع الدولہ کے امیدوار منصب وزارت ہوکر بہو بیگم صاحبہ
کے پاس حاضر ہوکے اپنا مطلب عرض کیا تھا کہ آپ بھی شریک ہون تو میری واسطے
سند مستحکم ہوجاے مگر وہ راضی نہوئین یہ بھی اپنے ارادے سے باز رہے اسی وجہ سے
نواب یمین الدولہ بہادر نے پہلے مرزا ابراہیم بیگ سے توپخانہ لیکر انتظام الدولہ مظفر علیخان کو دیا
اور مقابل عبدالرحمان خان کے شیخ مسعود کو رسالدار کیا پانسو سوار انکے ساتھ تھے
کہ یہ تلوار قدیم معرکہ بکسر مین انکے بزرگ کام آئے ہین مگر یہ لیاقت و قابلیت اس عہدہ جلیلہ کی

باہر نکلے ہر ایک سر بگریبان ہوکے اپنے خیمے کو چلا گیا۔

بعد اسکے وزیر علیخان کی طلب ہوئی بڑے تزک سواری سے داخل کمرہ ہوئے صاحب سکرٹر نے وہ محضر دکھا کر کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ ہمارا اسمین کچھہ قصور نہین لیکن ازبسکہ ہم حامی و حافظ اس ریاست کے ہین چاہتے ہین کہ حق مستحق ریاست کو ملے غیر مستحق نہو اور سوای اس امر خاص کے آپ بہرحال ہمسے مطمئن رہین اس سے زیادہ آپکا حفظ مراتب ملحوظ رکھینگے اور ہرحال مین آپکے حامی و محافظ رہینگے اور جو مال و اسباب آپکا ذاتی ہی اوسکا کوئی مانع نہوگا اور اب آپکا اس شہر مین رہنا بھی مناسب نہین بنارس مین باطمینان فارغ البال ہوکر رہیے ۳ لاکھہ روپیہ سالانہ بواسطہ صاحب ریذیڈنٹ ملا کرے گا مرزا وزیر علیخان یہ سنکر آبدیدہ ہوکر رخصت ہوئے سیدھے بہو بیگم صاحبہ کے پاس چلے گئے عرض کی مجھے آپسے فقط اتنی شکایت ہی کہ بالفرض مین نواب آصف الدولہ کا بیٹا نتھا اونکا غلام تو تھا آپ کی اطاعت کوئی مجھسے زیادہ نکریگا جناب عالیہ ازبسکہ عاشق اپنے بیٹے کے نام کی تھین رونے لگین فرمایا کہ اگر فقط میری مہر سے تمہین مسند نشینی ملے موجود ہے بعد اسکے وزیر علیخان اپنے خیمے مین آئے بیگم صاحبہ سے بھی سبب ناگواری یہ ہوا تھا کہ نواب ناظر جواہر علیخان نے انکی محل مین جانے کی ممانعت کردی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ وزیر علیخان کسی بوبو کی لڑکی یا لڑکا کو اپنی خدمت مین لائے تھے بیگم صاحبہ کو بہت ناگوار گذرا تھا وزیر علیخان نے جھنجھلاکے نواب ناظر کے محل مین جانے کی ممانعت کردی تھی٭

نواب گورنر جنرل کو پھر خبر پہونچی کہ وزیر علیخان کے پاس ہزارہا جان نثار سرفروش جمع ہوئے ہین ایسا نہو سوار ہوکر شہر مین چلے جائین پھر بہت مشکل پڑے گی اس جہت سے دوبارہ طلب فرمایا جب سوار ہوئے ہنگام سواری کی خود ممانعت کی عبد الرحمان خان رسالدار توپخانہ ہمارے نگستا خانہ عرض کیا ہم جان نثار حاضر ہین حضور اسوقت نہ جائین دغا ہے نواب اشرف علیخان نواب قاسم علیخان جو مقرب خاص تھے عرض کی بلکہ نہ جانے مین کام بگڑ جائیگا رسالدار نے عرض کی ہم اپنے حق نمک سے ادا ہو لے اوسیوقت سیدھے مع رسالہ خانہ کو چلے گئے وزیر علیخان جب داخل کمرہ ہوئے سکرٹر نے فرمایا اب حضور کا یہین تشریف رکھنا ۲۰

رعایا کی بیگناہ کا خون ناحق ہو جاوے غرض جب نواب محتشم الیہ مقیم خیام ہوئی عوام مین
یہ خبر مشہور ہوئی کہ نواب گورنر جنرل خفا ہو کر چلے گئے ہین چار و ناچار مرزا وزیر علیخان
اور سب ارکان دولت مع نواب عالیہ و جناب عالیہ تشریف لیگئین ادھر بھی فوج کثیر جان نثار
پر موجود تھی اوس زمانے مین مردم سپاہ کو البتہ بہت تمیز تھی اپنے تئین جان نثاران
ریاست سمجھتے تھے +

نواب گورنر جنرل نے از راہ مصلحت وقت و بخاطر مرزا وزیر علیخان خلعت نیابت
نواب سرفراز الدولہ کو اور خلعت دیوانی مہاراجہ ٹکیت رای کو دیا بظاہر وجہ ئی نواب
اور خان علامہ سے نیابت بھی موقوف کی بعد اسکے ان دونون سے فرمایا کہ تم نمک خوار
وخیرخواہ قدیم اس ریاست کے ہو چاہیے کہ تم بھی غیر مستحق کو نہ چاہو گے کہ سرکار مین
تمھارا موجب وثوق نیکنامی وخیرخواہی ہوگا دونون نے بدل منظور کیا اور عرض کی کہ ہم
بہرصورت تابع فرمان ہین فی الحقیقت اس سرکار کے حافظ و حامی و حق شناس آپ ہین
پھر محضر انھین دیا کہ سب وضیع و شریف شہر کی اسپر ابطال بنوت مرزا وزیر علیخان و استحقاق
مسند نشینی نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر مندرج ہے کسواسطے کہ یہ اولاد اکبر نواب
شجاع الدولہ بہادر مستحق وزارت آبائی کے ہین +

ایکدن نواب گورنر جنرل نے دربار عام کیا جتنے امرا و اقربا و ارکان دولت تھے حاضر ہوئے
حکیم میر احمد علیخان وغیرہ متوسلین مرزا جعفر و سرفراز الدولہ کہتے تھے کہ ہمارا خیمہ سامنے
دروازہ کوٹھی کے تھا دربار مین بڑا بندوبست تھا فوج گورا و ہندوستانی احاطہ کوٹھی مین
دو رویہ آراستہ کھڑی ہوئی تھی جو داخل دروازہ ہوتا تھا پھر دروازہ بند ہو جاتا تھا کہ
ہجوم عام نہ آنے پائے نواب گورنر جنرل درجہ اول کوٹھی بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے
درجہ دوم مین سب اہل دربار تھے صاحب سکرتر اعظم نے وہ محضر پیش کیا کہ باتفاق سب اسپر
مہر کرین ہر ایک نے موافق اپنی منزلت کے عذر بار دگر پیش کیا جب مہرین نواب عالیہ اور
جناب عالیہ و نواب بہو صاحبہ نواب ناظر محمد تحسین خان و محمد آفرین علیخان و نواب شمس علیخان
ونیز ان علامہ کی بیگمین مجبور ہوکے سب نے مہرین کین صبح سے ۱۰ بجے تک یہ مہر جاری ہوا رخصت کی

گرفتاری مرزا وزیر علیخان

القصہ جب سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو یہ اخبار متوحش متواتر پہونچے تحریرات صاحب رزیڈنٹ اور عرایض خان علامہ سے سمجھے کہ مبادا کوئی فساد عظیم برپا ہو کسواسطے کہ سب فوج حاکم وقت سے موافق ہے اصلاح کرنا ضرور ہے کلکتے سے بنارس تک بدریا تشریف لائے وہان سے ازراہ خشکی جونپور چاندہ سے ہوکر داخل لکھنؤ ہوے مرزا وزیر علیخان حسب دستور چاندہ یتاب گڈھ تک بڑی دھوم دھام سے استقبال کو گئے نواب گورنر جنرل کے ساتھ ایک کنپ فوج تھی راہ مین رعایا زمیندار وغیرہ کو دعا گو مرزا وزیر علیخان پایا اور اپنی سرکار کے خلاف اس جہت سے فوج کو راہ مین قدغن تھا کہ کسی زمیندار یا رعایا سے قصور بھی ہوجاے تو ٹال دینا مبادا راہ مین فساد ہوجاے اور بالاتفاق سب سے طعن و تشنیع نمک حرامون و رخان علامہ پر سُنی +

غرض بعد تعارفات معمولی ارکان دولت جو بانی مبانی بیخ کنی اس ریاست مستعار کے ہوے تھے نواب گورنر جنرل سے سب نے مشروحاً عرض حال کیا فرمایا بظاہر یہ امر بہت دشوار ہے اور کیونکر ہمپر ثابت و متحقق ہوجاے کہ وزیر علیخان نطفہ نواب سے نہین ہے کسواسطے کہ ہمسے خود جناب عالی نے اوسکے نبوت کا اقرار کیا ہے اور ہماری اجازت سے اوسے اپنا قائم مقام کیا ہے نواب ناظر نے عرض کیا اسکی تحقیق نواب بہو صاحبہ خاص محل جناب عالی سے ممکن ہے اور نواب ناظر نے خود اپنا اظہار دیا کہ فقط برہان علیخان نطفہ نواب سے ہوا تھا وہ صغر سنی مین مرگیا باقی اور اولاد بنام ازراہ اً ارت ہے اور نواب بہو صاحبہ نے پس چلمن سے خود کہا کہ کبھی تسلط نواب جیسا کہ شیوہ دنیا کا ہوتا ہے نہین ہوا ان دو ادا ہون سے تحقیق ہوچکا بعد اسکے نواب گورنر جنرل نے اپنی رفع بدنامی کو ایک محضر استشہاد لکھا جسپر سب ارکان دولت عزیز و اقربا و منیع و شرانین مہر کرین کہ حجت و سند کامل ہوجاے +

بعد اسکے نواب گورنر جنرل بحیلہ تبدیل آب و ہوا مع فوج کوٹھی بی بی پور مین تشریف لیگئے اس خیال سے کہ فوج سب موافق ہے اگر شہر مین صورت فساد ہوئی مبادا

ہو گیا تھا ایکدن کسی بہت عمدہ چیز کو طلب کیا اونھون نے اوسکے بھیجنے مین تامل کیا برہم ہوکر فرمایا کہ پکڑ لاؤ ہمین اوس نمک حرام کی آج ناک کاٹ ڈالینگے نواب ناظر خائف و ترساں ہوکر وقت ٹھیک دوپہر تھا مگر سوا اسکے کچھ خیال مین نہ آیا بسرعت تمام خان علامہ کے پاس چلے آئے پاؤن پر گر پڑے کہ آج عزت و آبرو کسی صورت سے نہین بچتی خان علامہ نے اوسیوقت اپنی بارہ دری کے کوٹھے پر بھیجدیا سپاہیان ملازمان اور کئی شخص معتمد حفاظت کو کر دیے مرزا وزیر علیخان نعل در آتش غضب ہوکر ہاتھی کی پیٹھ پر سوار ہو کر ہوتے ہوئے داخل دیوانخانہ خان ہوکر فرمایا اوس نمک حرام کو لاؤ عرض کی آپکے سر کی قسم یہان نہین ہے جب سرکار اخبار کا مقابلہ ہوا عرض کی تعجب ہے کہ حضور کو غلام کی قسم کا اعتبار نہین اس تین روپیے کے پاجی کے کہنے کا اعتماد ہے یہ سنکے اور غصے مین بھر آئے خان علامہ اپنی تعقل و حکمت عملی کے نزدیک ایسے طفل جاہل و نادان کی باعث فرع و اختیار کی سمجھے ہوئے تھے مگر اس فتنہ خوابیدہ سے غافل تھے۔

بعد اسکے خان علامہ نے نواب ناظر کو زنانے میانے مین سوار کر بحیثیت محمد اسحاق خان منشی بخشی آر صاحب ریزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا صاحب موصوف نے بعد دریافت حقیقت حال عزت جابل کے بنگلے مین بھیجدیا سرکار نے جب یہ خبر پہنچائی مرزا وزیر علیخان ناعاقبت اندیش اوسیطرح برآشفتہ صاحب ریزیڈنٹ کے پاس چلے گئے صاحب موصوف نے پہلے بہت بہ آشتی و دلجوئی سمجھایا کہ وہ خانہ زاد سرکار ہی کہان جائیگا آپکے عتاب سے بخوف آبرو چھپ رہا ہے جب رفع ملال خاطر ہوگا حاضر ہوگا جب اسپر بھی بدرشتی اصرار کیا فرمایا یہ ہمارا گھر نہین بلکہ سرکار کمپنی کا گھر ہے اگر ہم پاس خاطر اوسے اوسیوقت حوالہ کردین اور پھر ہماری سرکار سے اسکی بازپرس ہم سے ہو تو ہم کیا کرینگے یہ امانت حضور ہمارے پاس ہے جب تک حکم صدر سے نہین پہونچے یہ سنکر مایوس ہوکر چلے آئے اب رفقای خاص نے سب کو نمک حرام ٹھہرایا کہ وہ ہین وہ ہین خصوصاً منشی اہلکار قدیم ہین سب بدخواہ حضور ہین اور خیرخواہ و متوسل انگریز بہادر ہر ایک نمک حرام کے نام پر جو رنگ بھی تاؤ آنے لگا کہ مین اوس دن کب نمک حرام پر تلوار مارتا ہون۔

محمل صاحب رزیڈنٹ پر کہا یہ ریاست خداداد بے منت و مشقت شخص غیر کو ہو گئی صاحبان انصاف نے مصلحت وقت سمجھکر سکوت کیا کچھہ مداخلت نکی کسواسطے کہ غیر مستحق سے ریاست دلینا ذرا سے الزام و حیلہ سے ممکن ہے اور مستحق کو غیر مستحق سے لیکر دینا وہ محکم اور حسا منت ہو جاتا ہے اسکا احوال اپنے مقام پر آجائیگا غرض رسوم موافق معمول اہلکاران دولتخواہ سرکار کو مراتب خلعت ہوئے +

کردار ناہموار مرزا وزیر علیخان وبرہمی ریاست چند روزہ

پانچ مہینے کئی دن کی مدت ریاست مین جو چلین مرزا وزیر علیخان نے اختیار کیا بالکل خلاف داب و دستور و روش ریاست تھا اونکے مصاحب خاص ہر ایک انتخاب زمانہ تھے اسل بد معاش کوتاہ اندیش جمع ہوے تھے اگران سبکے حرکات ناشایستہ اور لغویات باطل کو لکھین تو فضول ہے محمد اکبر بادشاہ دہلی بارہ برس کے سن مین تخت نشین ہوا مگر ارکان دولت کو دیکھیے کون کون منتخب زمانہ تھا نواب خان خانان ابوالفضل فیضی بیربل ٹوڈرمل موجد حساب وغیرہ تھے ارکان دولت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب رکن مضبوط و مستقل ہو تو عمارت عالیشان بھی مستحکم ہوتی ہے اور جہان ایسے ارکان جمع ہون تو پھر قیام عمارت کہانسے ہو خلاصہ جب ارکان دولت نے یہ حال دیکھا ہر شخص اپنی آبرو اور مال سے نا امید ہو گیا الا عوام سپاہ و نا اہل انجام کار فقط شجاعت و سخاوت اور نام نامی جناب عالی پر جانثار گرویدہ تھے خصوصاً ارباب نشاط اور یہ سبکے سب غافل الفعل اللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید سے غافل تھے اب فی الجملہ سنیے بعض حرکات ناشایستہ کہ ایکدن چار اسامیان صاحبات محل سے جو بنام نامی جناب عالی تعین پسند کرکے اپنے تصرف مین لاتے اور تصرف جناب عالی کا حال معلوم تھا اسکا چرچا زبان زد خلائق ہوا نواب ناظر اور بعض قدیم نمکخوار نے عرض کیا کون سنتا تھا پس مختصر یہ ہے کہ نواب ناظر محمد تحسین علیخان جو انکا محسن مسند نشینی کا ہوا تھا ایسے حرکات لاطائل اور ہر روز طلب اشیای بیش قیمت اور کمیاب اور اوسکے نا اہل کے دینے سے اور طلب اسامی صاحبات محل سے بہت عاجز آیا تھا اور اوسکی عدم رسی کے سمجھانے سے اور بسبب خفا ہونے سب محل کے خوف اپنی آبرو کا

مسند نشینی مرزا وزیر علیخان مستعار بی ثبات

جب جناب عالیہ نے نواب گورنر جنرل سر جان شور صاحب بہادر اور صاحب ریذیڈنٹ سے مرزا وزیر علیخان کو اپنا نامزد ارشاد فرمایا تھا بطیب خاطر قبول و منظور کیا تھا اگر اسی طرح کا عذر ہوتا یا وسوسہ سماعی تو سکوت کرتے یا بالمشافہہ بیان کرتے مگر یہ موقوف بر وقت رکھا جسطرح حضرت خلد منزل نے تھیج جنرل او صاحب سے فرمایا یا حضرت جنت مکان سے جنرل موصوف نے باب مصطفے علیخان مین پوچھا بھی اکثر خواص کو معلوم ہے وگرنہ اولاد اکبر ہی تھے خلاصہ تہنیت نامہ مبارکباد مسند نشینی نواب گورنر جنرل کا نے جو بھیجا سرکار شاہی مین موجود تھا +

غرض بعد انتقال جناب عالی جب لمسٹد صاحب ریذیڈنٹ واسطے انتظام کے مع پالن دولتخانے کو آتے تھے فوج سرکار ورویہ دولتخانے سے حسن باغ مچھی بھون تک کھڑی ہوئی تھی روکا فرمایا کہ ہم واسطے بندوبست کے جاتے ہین افسران فوج نے کہا اگر یہ فوج کسی غنیم کی ہے تفضل حسین خان ذ عرض حال ہو بیگم صاحبہ سے گیا محمد علیخان اور جواہر علیخان نواب ناظر آئے اور صاحب ریذیڈنٹ کو لے گئے جناب عالیہ نے پیام بھیجا کہ اسوقت میری نظر مین جہان تیرہ و تار ہے تم وارث اس ریاست کے ہو جسے مناسب سمجھو مسند نشین کرو مرزا جنگلی مرزا مینڈو وغیرہ کچھ سمجھکر با اسلحہ آئے تھے میر محمد علی وغیرہ حاضرین کہتے تھے کہ صاحب ریذیڈنٹ نے پکار کے ارشاد کیا کون مسند نشین ہوگا سوا اوسکے جسے وہ خود کر گیا ہے یہ سنکے صاحبان ارادہ بیجا ہی خود رہگئے +

مرزا وزیر علیخان پنج محلہ مین اپنے مکتب سے حسب الطلب نواب ناظر محمد تحسین علیخان کے بوچے مین سوار پہلے آچکے تھے ننگے سر گریبان دریدہ پایئن نعش مرحوم کھڑے رو رہے تھے جواہر علیخان نے اسوقت حسب الحکم بیگم صاحبہ دوشالہ سبز جو پلنگ مرحوم پر پڑا تھا اوسے انکی گردن مین ڈالدیا باہر آئے حکم شلک توپ منادی شہر ہوا حاضر الوقت عزیز و اقربا ملازمین نے نذر دی بھائی جتنے بامید موہوم خیالی صاحب ریذیڈنٹ کے کلام سے مایوس ہو کر پھر گئے جناب عالیہ جو مالک و مختار تھین کچھ امتیاز حق و باطل نکیا

شامل عہدنامہ ہذا کر کے بھیجی اوس علاقے کی اسی عہدنامہ کی نواب مظفر جنگ بہادر
ثانی شمول ملک نواب وزیر الممالک بہادر منظور ہے ۔
تاریخ یکم ستمبر ۱۸۰۱ء مطابق ۲۹ ذیحجہ ۱۲۱۵ ہجری ۔ ما قبل اسکے اگر یہ تعینات او وہ کاغذات
تھے یہ عہدنامہ جاری اور کام آئیگا دسوین شوال ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۸۰۱ء ۔



جو عمل نوابصاحبان متعہدان معز الیہما مین ہوتی ہو سوای روپی آمدنی گھاٹ وغیرہ کے اور
رفتنی مالک سرکار کمپنی انگریز بہادر کے جو نواب وزیر الممالک بہادر اوسکا محصول بمضمون
دفعہ ساتوین کے لینگے اوسکا اختیار دونون سرکار کو اپنے ملک مین ہے +

دفعہ چہاردہم درصورت مناقشہ فیمابین تجار مالک طرفین مین ازروی دستور العمل
اور قوانین ملک مسکن مدعاعلیہ قضایای مذکور انفصال پاینگے اور درصورتیکہ مدعاعلیہ
ساکنہ ملک کمپنی انگریز بہادر سے ہو تو اختیار مدعی کو ہے کہ اپنا دعوی معرفت وکیل نواب
وزیر الممالک بہادر جو حضور نواب گورنر بہادر مین حاضر رہتا ہے ظاہر کرے اور نواب گورنر
جنرل بہادر واسطے تجویز اور انفصال دعوی مذکور کی عدالت دیوانی اوس ضلع مین جو مقام
تنازع فیہ یا سکونت گاہ مدعاعلیہ ہے سپرد کرین اور اس طریقے سے درصورتیکہ مدعاعلیہ اس
ساکنای ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے ہو باختیار مدعی کے ہے اپنا دعوی معرفت و
صاحب کے جو نواب گورنر جنرل بہادر کیطرف سے نواب وزیر الممالک کے حضور مین حاضر رہتا ہے
اظہار کرے نواب وزیر الممالک بہادر کو اختیار ہے کہ مقدمہ مذکور کو اپنے اہلکاروں مین سے
کسی متدین کی تفویض کرین اور نوابصاحبان معز الیہما اقرار کرتے ہین کہ اگر عملہ سائر اور زمیندار
وغیرہ جو شخص کہ ممالک متعلقہ ایک دوسرے کے رہنے والے ان مین سے ہوا ور کسیوجہ سے تاخیر
اور بیوپاریون پر خلاف اس عہدنامے کے عمل کرے پس جس شخص نے تعدی کی ہو گی اختیار
اوس شخص کو ہے کہ بموجب سررشتہ مرقوم الصدر احوال اپنا ظاہر کرے +

دفعہ پانزدہم یہ عہدنامہ ملک فیل کھنڈ عرف کٹیہر سے کسیطرح تعلق نہین رکھتا اور
نواب وزیر الممالک بہادر تحصیل محصول مین بموجب سررشتہ قدیم یا در باب اضافہ یا تخفیف
در وجہ محصول علاقہ ملک اپنے مین حسب مزاج اپنے اختیار رکھتے ہین +

دفعہ شانزدہم نواب وزیر الممالک نے واسطے شامل کرنے ضلع فرخ آباد کے
اس عہدنامے سے نواب مظفر جنگ کو راضی کیا کہ اگرچہ واسطے موقوف کرنے تحصیل محصول
کے علیحدہ روپی آمدنی ملک گھاٹ وغیرہ ہر سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر اور مال
سوداگری آمدنی پر جو ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے نقصان نواب مظفر جنگ بہادر کو

بھیجا جائیگا محصول اوس گنج کا اوس مال پر بموجب تفصیل شرائط مرقوم الصدر تحصیل کیا جائیگا
اور حساب نرخ معمولی سے زیادہ نلیا جائیگا اور بدون استرضای سرکارین نرخ قدیم اضافہ
نلیا جائے گا۔

دفعہ یازدہم اگر کوئی اجارہ دار یا زمیندار یا تحصیلدار یا مال یا جاگیردار یا اہل معافی
زمین سے مال یہ جو مالک سرکارین مین جاے بموجب نرخ کے جو دفعات مرقوم الصدر مین
لکھا ہے محصول دستک روانگی لے لیوے تو بحجت لینے محصول کے واسطے تقصیر اول کے
فی روپیہ بیس روپیہ جرمانہ لیا جائیگا اور سزا دوسری کیواسطے فی روپیہ چالیس روپیہ لیا جائیگا
اور تقصیر تیسری کیواسطے اگر وہ شخص اجارہ دار یا تحصیلدار یا مال ہی فیصدی دس روپیہ لیکر عہدہ سے
موقوف کیا جائیگا اور فی روپیہ سو روپیہ جرمانہ بھی لیا جائیگا اور درصورتیکہ وہ جاگیردار یا
زمیندار یا معافیدار زمین ہو زمین متعلقہ اوسکی ضبط ہوگی اور کوئی تحصیلدار محصول وجہ محصول
کی مال مذکور پر نرخ دفعات مرقوم الصدر سے بڑھ جائیگا اوسکی سزای تقصیر اول فی روپیہ
دس روپیہ جرمانہ لیا جائیگا اور خدمت سے موقوف ہوگا اور مظلومون کی دو روپیہ زیادہ شرح سے
دیا ہی جرمانہ مذکور سے واپس ہو جائیگا اور سزای اوسکی جس قدر جرمانہ وغیرہ معاوضہ مظلومون کے
مناسب جانین دونون سرکار کو اختیار ہے۔

دفعہ دوازدہم اگر کوئی شخص بعدم دینے محصول کے قصد کرے لہذا اقرار دیا یا کہ جو لوگ
جنے محصول دیا اور دستک روانگی اور کسی مقام تحصیل سے قصداً آگے جانیکا کریں محصول دوگنا
اوس سے لیا جائیگا اور نواب صاحبان متعہدان معزالیہما اقرار کرتے ہین کہ حکمنامہ مشتمل تاکید بر دینے
محصول کے او لینے دستک اور پروانجات کے موافق مضمون تحصیل الصدر کے مقدمات
ورود سے چوکی مقرری پر بنام بیوپاریان ممالک قلمرو جاری کرینگے لیکن مضمون دفعہ ہذا
محصول بازار و گنج جو بموجب تفصیل نرخ دفعہ دسوین کے ہر بروقت پہنچنے اجناس کے
گنج تحصیل مین لیا جائیگا۔

دفعہ سیزدہم باب مقرر محصول وہ اجناس پر جو ایک کے ملک مین پیدا ہو کر اوسی
اقلیم مین خرچ ہوتی ہے اور اجناس اپنے ملک کی رفتنی اور آمدنی پر بھی دوسرے ملک سے

باہر ہو کر صوبہ جات مذکورہ مین آئیگا اوسکا محصول فیصدا اڑھائی روپیہ موافق ضمیمہ مرقومہ چہوکی اول صوبہ بہار مین تحصیل کیا جائیگا۔

دفعہ ششم رقم مال سوداگری جو دفعات مرقوم الصدر مین مندرج نہین ہو اگر ملک متعلقہ نواب صاحب عالیجاہ عمدان معتمد العباد سے جائیگا محصول بحساب فیصدی موافق نرخ مرقومہ دستک واگہی مالک مشتری دیا جائیگا یعنی اگر مال مذکور ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین جائیگا اہلکاران نواب وزیر الممالک بہادر محصول مستلزم ایسے مقامات مذکورہ دفعہ سوم مین لینگے اور اگر مال مذکور ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین جائیگا محصول بحساب فیصدا اڑھائی روپیہ چوکی اول ضلع بنارس مین اور چوکی اول صوبہ بہار مین بھی اڑھائی روپیہ دیا جائیگا اور اگر مال مذکور ضلع بنارس سے باہر ہو کر صوبہ جات بہار یا بنگالہ یا اوڑیسہ مین آئیگا محصول فیصدی صد چوکی اول بہار مین دیا جائیگا۔

دفعہ ہفتم مال جو صوبہ جات بنگالہ بہار یا اوڑیسہ سے اضلاع بنارس مین ممالک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر جا کر محصول آمدنی بموجب نرخ اور سر رشتہ مندرجہ دفعات مرقوم الصدر سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین دیگا اگر کسی گنج یا بازار متعلقہ سرکار نواب وزیر الممالک بہادر بھیجا جا محصول اوس گنج اور بازار کا وصول لیا جائیگا لیکن اگر خریدار مال مذکور فی الحال اوس ارادہ سے لیا ہو کہ نواب وزیر الممالک بہادر کے ملک سے باہر لیجا کر بیچے اور ملک نواب وزیر الممالک بہادر مین نہ بیچے کسیطرح محصول گنج اور بازار کا نلیا جائیگا کارپردازان اوس گنج کی پشت دستک واگہی پر دستخط اپنی کر کے جاری کر دینگے اور حوالہ مشتری کر دینگے کہ مال مذکور سرحد ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے بلا مواخذہ باہر لیجاوے اگر اتفاقا اوس مال کو خریدار صرف کیواسطے ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین کسی گنج یا بازار مین بیچے محصول فروخت موافق معمول اوس گنج یا بازار کو دیگا اور یہی طریق اوس مال کیواسطے ہوگا جو ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کے ملک مین جائیگا محصول آمدنی بموجب نرخ سر رشتہ مندرجہ دفعات مرقوم الصدر سرکار کمپنی انگریز بہادر سے دیا جائیگا اور اگر کسی گنج یا بازار متعلقہ سرکار کمپنی انگریز بہادر مین

دفعہ پنجم درباب اجناس نبات و آہن وغیرہ اور تانبا سیسا اور اجناس آہنی وسیمی و سربی وطلائی ونقرہ اور ابریشم بھی اور تھانہای ریشمی اور تھانہای مخلوط ریشم و سوت رفتنی ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فیصدی اڑھائی روپیہ بموجب نرخ مندرجہ دستک روانگی سرکار کمپنی انگریز بہادر نواب وزیر الممالک بہادر کو دیا جائیگا +

دفعہ ششم باب دستک روانگی نمک مین نمک رفتنی ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فیصدی پانچ روپیہ موافق نرخ دستک روانگی نوشتہ کے ایک چوکیات مقرری مین ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین نواب وزیر الممالک کو دیا جاے گا +

دفعہ ہفتم باب روئی مین روئی جالون یا حیدرنگر یا امراوتی یا ناگپور یا اور ملک متعلقہ دکھن سے اگر براہ ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے ہوکر ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین جائیگی محصول بحساب فیصدی مقرری چھ روپیہ فی من کہ سیر ۹۶ روپیہ سکہ کا ہو سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین دیا جائیگا اور دستک روانگی عدم مزاحمت کی سرحد ملک نواب وزیر الممالک بہادر تک مقام تحصیل محصول سے دیا جائیگا اور جسوقت روئی مذکور سرحد ضلع بنارس مین پہونچے گی محصول بحساب فیصدی اڑھائی روپیہ موافق قیمت قوم العدر دینا ہوگا اور درصورتیکہ راہ عمل بنارس سے نجائیگی بروقت پہونچنے صوبہ بہار مین محصول بحساب فیصدی نرخ مذکور کے دیا جائیگا +

دفعہ ہشتم تھانہای سوتی ریشمی مخلوط ریشم و سوت رفتنی ملک نواب وزیر الممالک بہادر سے سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر محصول بحساب فیصدی اڑھائی روپیہ فور آنرخ مندرجہ دستک روانگی سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کو دیا جائیگا اور جبکہ مال مذکور ضلع بنارس سے آئیگا محصول مذکور ایک مقامات مقرری ضلع مذکور مین لیا جائیگا اور بروقت پہونچنے صوبہ بہار مین اہلکاران تحصیل محصول دستک روانگی بلا محصول مشتاہر و اگذاشت ہر چہار صوبجات بنگالہ بہار اوڑیسہ دیدینگے اور درصورتیکہ مال مذکور ضلع بنارس سے

سرکار کمپنی انگریز بہادر سے یعنی صوبجات بنگالہ بہار اوڑیسہ و ضلع بنارس سمت سرحد سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے جائیگا دستک پروانجات متضمن تفصیل و تعداد و نرخ اجناس پر جسپر محصول رفتنی اپنے مالک کا لیا ہو بمہر و دستخط اہلکاران اپنے کے دلوادینگے +

دفعہ سوم نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ جو اجناس آمدنی اپنے سرحد ملک کی سمت سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی ہو وجہ محصول اوسکی بحساب نرخ مندرجہ دستک روانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر لیجائینگی اور نواب گورنر جنرل بہادر بھی اقرار کرتے ہین کہ جو اجناس آمدنی سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی سمت حد نواب وزیر الممالک سے ہوگی وجہ محصول اوسکی بحساب نرخ مندرجہ دستک روانہ نواب وزیر الممالک کے لیجائینگی۔

درباب روانگی مال سوداگرون کے جو دریای گومتی اور گھاگرہ اور راہ خشکی سے ہو۔

دفعہ چہارم جو مال سوداگری ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے سمت ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر رفتنی ہوگا محصول ایک مکانات مفصلہ ذیل مین دیا جائیگا یعنی اگر راہ دریای گنگ سے جائیگا اوسکا محصول پھولپور مین دیا جائیگا اور اگر براہ گومتی سے جائیگا اوسکا محصول کدھم مبارکپور مین دیا جائیگا اور اگر راہ گھاگرہ سے ہو دوہری گھاٹ دیا جائیگا اور اگر راہ خشکی سے جاوے اوسکا محصول کیری یا میدنی گنج یا جاندہ پور یا تابگنج مین یا منو یا مہاراج گنج مین دیا جائیگا اور اگر راہ سرکار گورکھپور سے جاوے محصول دریای گنڈک پر یا نکورکیپور یا مجھولی یا حلیہ تار مین دیا جاوے اور بیوپاری یا کوئی اور شخص جسکے مال سوداگری حوالہ ہو ان مکانات مرقوم الصدر مین سے محصول شرح دفعات ذیل داخل کرکے دستک روانہ مہر کچہری تحصیلدار سے محصول آئیگا اوسے دستک روانہ مال مذکور بلا اخذ اور روانگی یا کسیطرح کی مزاحمت حدود نواب وزیر الممالک بہادر مین لیجائیگی مال سوداگری جو جو ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر خواہ راہ تری خواہ خشکی سے لیا جائیگا اوسکا محصول ایک چوکیات مقررہ سے ضلع بنارس مین اور صوبہ بہار مین لیا جائیگا اور دستک روانگی بمضمون مرقوم الصدر دیجائینگی اور نواب صاحبان معزالیہما اس شرط پر کہ نام چوکیات نو احداث کے ایک دوسرے کو اطلاع دین +

سو برس تک ہی خود شریک مجلس ہوتے تھے رومی دروازہ کے دوکاندار صبح کو اپنی دکان
بے اونکے نام نامی کے نہین کھولتے تھے یا شادی مین اپنے بیٹی بیٹے کے پہلے نذر امام باڑہ پر
تبرکاً لاتے تھے اس غدر لکھنؤ مین امام باڑہ کیا قلعہ حصن حصین سرکار کے ہاتھ آیا کسیکی خونریزی
نہوئی بلکہ اسیکے وسیلے سے شہدون نے قلعہ مچھی بھون کو لیلیا یہ بات اور کسی قبر پر نہوئی
حسین آباد و امام باڑہ نجف مین معرکہ لڑائی کا باغیان راجہ بیان +

نقل عہدنامہ نواب آصف الدولہ و نواب گورنر جنرل بہادر

عہدنامجات فیمابین نواب صاحب والاجاہ چارلس ارل کارن والس صاحب بہادر رکب آف دی
گارٹر مشیر خاص حضور سلطان انگلستان زبدۂ نوئیان عظیم الشان گورنر جنرل سپہ سالار افواج
بادشاہی کمپنی متعلقہ کشور ہند طرف مدار المہام عمدۃ التجار سرکار کمپنی انگریز بہادر اور
وزیر الممالک ہندوستان آصف جاہ نواب آصف الدولہ یحیی علیخان بہادر ہزبر جنگ

جب حضور نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب وزیر الممالک بہادر عرضیان تاجران آمدورفت
ممالک قلمرو سرکار کمپنی انگریز بہادر اور سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کی متضمن نقصان اور
تکالیف جو باعث لوٹنے محصول اور سررشتہ تحصیل محصول مال سوداگری کی او نخین ہوا تھا
متواتر گذرین لہذا واسطے رفع خلشہای مذکورہ اور رفاہ رعایا کی نواب گورنر جنرل نے
سرکار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے اور نواب وزیر الممالک بہادر نے دفعات ذیل کو منقح کیا جو
ہمیشہ مطابق اوسکو جانبین سے عمل مین آئیگا اور ہمیشہ بعینہ قائم و مستحکم رہیگا۔

دفعہ اول نواب صاحب والاجاہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب صاحب وزیر الممالک
بہادر متعہدین عہود کو آپ اور رعایا او متوسلان یا اور اشخاص پر ہر قوم اور ملک سے ہو
کسی درخواست کو معاف نکرینگے +

نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ بوقت روانگی اجناس اپنے ملک سے
سمت سرحد ملک کمپنی انگریز بہادر دستک پروانجات متضمن تفصیل اور تعداد و نرخ اجناس پر
جسپر محصول نتھی اپنے ملک کا لینا ہو مہر و دستخط اپنے اہلکاروں سے دلوائین اور نواب
گورنر جنرل چارلس ارل کارن والس بہادر بھی اقرار کرتے ہین کہ جسوقت اجناس

نسبت زمان سابق فرق زمین و آسمان ہے +

خرچ جیب خاص پچاس ہزار روپیہ ماہواری باورچیخانہ ۷ اسو روپیہ یومیہ کا جسمین ظروف نگلی دوسو روپیہ کے آتے تھے قریب دو ہزار ہاتھی جسمین سے سات سو کُشتی کے گیی ہزار گھوڑا اصطبل دولتخانہ یعنی گنج چار باغ ولایتی اور جنگل کے عربی اون دنون کمیاب تھے اوراسباب کوٹھون کا لکھا روپیہ کا اوس زمانے مین البتہ خرچ محلات کمیاب تھا نواب عالیہ اور جناب عالیہ کا اخراجات اونکی جاگیر سے تھے وہ مقیم فیض آباد تھین +

اوقات شبانہ روز جناب عالی دو ساعت رات رہے خواب سے بیدار ہوکر پہلے قران شریف دو رکوع پڑھتے تھے ملا محمد اوستاد تھے وہ سنتے تھے اوسکے بعد نماز صبح اور صحن مین خاک پر بیٹھکر سجدۂ شکر اور کلمات اپنی عاجزی و غربت کے درگاہ خدا مین بہت بخشوع و خضوع فرماتے تھے کہ اعضاے رئیسہ پر جو میرا جسم پائمین ناقص ہے یہ رتبہ عنایت فرمایا اگر کسی غریب کے گھر پیدا ہوتا کونسی محنت و مشقت کرسکتا یہ سب معرفت تھی اوسکے بعد سوار ہوتے پایالکی جھالردار یا ہاتھی پر ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم چڑھتے تھے ہمیش باغ چار باغ ہوا خوری کا معمول رہا اور کوچہ و بازار شہر شغل فیل جنگی پاسہ پہر کو بارہ دری چوک مین پتنگ بازی ۹ بجے دربار باقی اوقات لہو و لعب امیرانہ رہتا تھا آرام خاص باہر دولتخانہ مین نواب بہو صاحبہ سے کبھی موافقت نرہی جیسا دستور زمانہ ہوتا ہے بنای اخبار زبانی ہرکارہ ہا خبر جو بندہ ہی تھی بغیر تحریر پرچہ اور حکم تھا کہ ہم کسی حال مین ہون خبر کو تم بلا واسطے چلے آیا کرو اس سے داروغہ اخبار کا البتہ فائدہ نہوتا تھا جیسا رای رتن چند پایا اور لوگون کو اخبار سے فائدہ ہوا اکثر مستغیث عرضی سواری مین دیتے تھے بلا واسطہ از روی انصاف اوسیوقت حکم قطعی ہوتا تھا حضور صاحب اہلکار کی دادخواہی کی لیں اوسیر اوسیوقت غضب نازل ہوتا تھا ایسی ہی حکم قطعی اہلکار ونکی جان تا لب نکل جاتی تھی اور نہ کسیکی شفاعت سنی جاتی تھی چنانچہ ایسے ہزارون حکایات مشہور ہین۔

بعد انتقال جناب عالی کی قبر پر بھی بڑی رونق رہی ہر پنجشنبہ مجلس کا ہونا ملا محمد سالار روضہ خوان عشرۂ محرم مین بھی امام باڑہ مین بڑی طیاری رہتی تھی مگر نہ اوسقدر جو اونکے زمانے مین

غرض ایسی مرض الموت استسقا سے جناب عالی نے روز پنجشنبہ ۳ بجے دن کو
۲۶ شہر ربیع الاول ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء ماہ ستمبر بدی ماہ کوار ۱۲۰۵ بعد ادبرس کے
انتقال کیا پھر رات گئے اپنے امام باڑہ مین دفن ہوے کفن وزیر حسن رضا خان کے
گھر سے ملا کسواسطے کہ کوٹھے حسب دستور سب مقفل ہو گئے تھے ہر گھر سے صدای شیون
بلند تھی ایک نکتہ بیوفائی مال دنیا کا یہ ہے کہ ایسے حاکم کو گھر سے کفن نملا جنازہ بڑی
ہجوم و دھام و تجمل سے اوٹھایا سب گریہ کنان ساتھ تھے اونکے رحم و سخاوت و
حکم ناطق کو یاد کرتے تھے ثقات کربلای معلی نقل کرتے ہین کہ اوسی شب جناب میر سید علی
صاحب طباطبائی مجتہد نے خواب مین دیکھا کہ ایک جنازہ بڑے تجمل و روشنی سے داخل
کربلا ہوا جب پوچھا کہا آصف الدولہ وزیر ہند ہے صبح کو جناب سید نے حاضرین سے بیان کیا
بعد ۶ مہینے کے خطوط سے احوال معلوم ہوا مطابق پایا فاعتبروا یا اولی الابصار ارشاد
جناب امیر علیہ السلام الا یا ایہا المغرور تب من غیر تاخیر فان الموت قد یاتی ولا یسیرت قارنا
مادۂ تاریخ (غریب) ۱۲۱۲ھ تاریخ ملا محمد خطائی ششتری (رہنا روح و ریحان و جنات نعیم

ایضاً تاریخ ہندی

ایک ہزار آٹھ سو سمت کا پربان	سن بارہ سو بارہ ہجری جانت سکل جہان
ربیع الاول اٹھامیں او رجمعہ مدھیان	سدی پریوا کوار کی جب آصف تجو پران

صاحبان رزیڈنٹ میجر کپلی صاحب جان برسٹو صاحب جو پہلے خدمت امیر الدولہ سے لکھنؤ سے موقوف ہو گئے تھے پھر آئے تھے ڈلٹن صاحب جان برسٹو صاحب جان چیری صاحب جنھون نے کوٹھی رزیڈنٹی قدیم تعمیر کی تھی لمسڈن صاحب۔

نائب نواب مختار الدولہ محمد ایلچ خان نواب سرفراز الدولہ تفضل حسین خان

اس عہد دولت مین فوج ۸۰ ہزار تلنگہ و نجیب سوار تیس ہزار بمواجب مختلف و غیر منضبط و اہل توپخانہ و شاگرد پیشہ وغیرہ ملازم سرکار و جمیع ملک بدستور و افق انتظام ہندوستان اب وہی ملک منقسم ہو گئی چپور وغیرہ جو گورنمنٹ پاس ہے

وغیرہ سے ۔۔۔ کیا رفقای خاص جو بانکے تھے اونھون نے آوازے کسنا شروع کیا
اکرام اللہ خان کو صحن طی کرنا مشکل پڑا مرزا جعفر بھی مرزا کو بہت ناگوار گذرا کہ انھون نے
رعایت اوستادی ادا کی حق صلہ رحمی سے ہاتھ اوٹھایا جب یہ حال دیکھا کہ اس خاتمہ سے
اصل ہاتھ میں قیمت ہی خان علامہ نے انکین بخشیگری فوج دی مدت نیابت مجموعی اونہین
رہی کوئی کام نیکنامی کا نہوا بلکہ بدنامی شور صاحب کا کہنا صادق آیا کہ وہ مرد ولایت
اب دو ملا اور شریک ہوے ایک مرزا جعفر دوسرے مولوی علی کبیر دو ملا کی مثل مشہور ہے
ایک اور بڑھا اپنے نزدیک بہت دیانت و امانت سے کارگزاری کی جب مرنے
نو لاکھ روپیہ کہان سے پیدا ہوا تھا اور جاگیر تو حق خدمت تھی اکرام اللہ خان نے
تین لاکھ روپیہ مشرفی مین کہانسے پیدا کیا تھا بعد انتقال ۹ لاکھ تجمل حسین خان کے
بیٹے تین لاکھ ابتہاج النسا اونکی بیٹی کو ملے سبحان اللہ
جنرل سلیمن صاحب بہادر نے بعد تنقیح جاگیر جب شرکای حقدار خان علامہ جنکا وظیفہ
داخل جاگیر تھا نامزدی شروع کی انصاف سے ہر ایک کا حق دلوایا بیس ہزار روپیہ
سال منجملہ جاگیر مقرر کردیا وہی خزانہ سرکار سے بحساب ماہواری ملتا ہو مگر تجمل حسین خان کا
بل احتشام امیرانہ جاری رہا اب نہ ماند اونکے لڑکون کا ہے
اخراجات اہلکاران جناب عالی ۶۳ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ نواب امیر الدولہ ۴ لاکھ
جہکیت رای ۱۶ لاکھ مرزا حسن رضا خان اسیر اپنی فضول خرچی سے تنگ رہتے تھے
بلای معلی کرتے تھے جناب عالی قرض ادا کرکے فرماتے تھے انشا اللہ تعالے
ساتھ چلنا اور اکثر یہ بھی تنبیہ فرماتے تھے نواب امیر الدولہ سے میری غفلت پر
مین خود بداخل و مخارج پر متوجہ ہونگا سب بر سر حساب ہو جاینگے یہ بات بلکہ
اور اپنی سیر چشمی و ہمت عالی کی راہ سے تھے اور ہر ایک کے اہلکار کا حق
سالانہ کا تھا اور خرچ فوج سرکار علاوہ اسکے سوای برکت ۔۔۔ کہ تجمل ۔۔۔
اب بھی مقبول سرکار ہین تھے

انتقال جناب عالی

اپنے ایسے خیر خواہ نمک حلال کو نکال دیا اب و یقین میری خوشی لازم ہے بخدا اگر یہ امر میرے خلاف ہوا مین کربلاے معلی کو چلا جاونگا لاٹ صاحب امور خانگی سمجھکر خاموش ہوے خان علامہ بھی سفارش سے باز رہے +

اب اشخاص مشخصہ نیابت کو تجویز ہونے لگے پہلے تجویز الماس علیخان ہوئی جناب عالی بھی راضی ہوے کہ خانہ زاد صاحب مقدور بہادر بھی ہے اتفاقاً لاٹ صاحب نے تحریرات کالن وال کو دیکھا کہ الماس علیخان برا خاین ہو متدین نہین زنہار کبھی اسکے واسطے تجویز نیابت نہو لاٹ صاحب نے جناب عالی کو یہ تحریر بھیجدی جب کوئی اس عہدہ جلیلہ پر نہ ٹھہرا جناب عالی نے لاٹ صاحب سے فرمایا سوای تفضل حسین خان دوسرا میری خیال مین نہین آتا لاٹ صاحب نے جواب دیا وہ مرد لامہ اپنے مطالب حکمت کتاب سلطنت اقلیم سے بہتر سمجھتا ہے فرمایا آپ انکو میرے پاس بھیجدیجیے مرزا صاحب خبر نا منظوری الماس علیخان سنکر خوش تھے کہ اب میرے سوا کوئی اور نہوگا خان علامہ کو طلب کیا ہی لاٹ صاحب میری سفارش کر چکے ہین غالب ہو میری طلب ہو اپنے گھر مین مستعد ہو بیٹھے رفقای خاص بھی شادان و فرحان حاضر صحبت ہوے اہل شہر کو یہ منظنہ ہوا کہ اب خان علامہ جناب عالی کے پاس گئے ہین غالب ہے کہ مرزا کے لینے کو آئین کوچہ و بازار و بام پر آکر بیٹھے خان علامہ حاضر ہوے جناب عالی نے کمال شفقت سے ہاتھ انکی گردن مین ڈال کے فرمایا اب میری حرمت تمھارے ہاتھ ہے اگر ہمارا پاس نمک ہو انکار نکرنا فرمایا خلعت لاو سرفراز ہوے خان علامہ ہاتھی پر سوار دولتخانہ سے باہر برآمد ہوے مرزا جو منتظر اس مژدہ غیبی کے مستعد بیٹھے ہوے تھے مستغرق حیرت ہوے اہل شہر جو منتظر اس تماشے کے جابجا بیٹھے ہوے تھے آپس مین طعنہ زن ہوے کہ واہ خوب رکمات مرزا کی کرکے اپنا کام کیا ہر ایک اپنے الفاظ مصطلحات سے گویا ہوا انکی زبان کو کون روکے اور اصل حقیقت حال سے ناواقف ہر طرف سے لعن تشنیع کا مینہ برس رہا تھا اسطرح بھیگتے جلگتے اپنے گھر پہونچے اکرام اللہ خان انکے چچا کے بیٹے مرزا کے پاس آکر عذر خواہی کرنے لگے کہ بھائی صاحب کیطرح نہ ملتے تھے جناب عالی نے مجبر سرفراز کیا حکم حاکم سمجھکر اسے قبول کیا مرزا نے غصے مین آکر نام کمتری

اب میری عزت آپکے اختیار ہے مرزا صاحب مومن کامل تھے یہ تم دلی پر کام نہ پایا
انجام کار خیانت سرکار کو بہت سمجھے کہ ایسے خاین سرکار کے ساتھ مین کبھی شمولیت نہ چاہونگا
ضریح کے سامنے ہاتھ اوٹھایا کہ اگر منیب مین رہونگا تم بدستور میرے نائب رہوگے
خاطر جمع رکھو تمھارے سوا دوسرے کی نیابت قبول نکرونگا چنانچہ مرزا نے جیری صاحب
رزیڈنٹ کو سمجھایا کہ آپ سمجھا کر جناب عالی سے خلعت دیوانی ٹکیت رای کو اور بخشیگری
فخر الدین احمد خان عرف مرزا جعفر کو دلوا دیجیے اتفاقاً دفعتہ چٹھی سرجان شور صاحب گورنر جنرل کی
رزیڈنٹ کے نام آئی کہ تم بنارس جاؤ لمسڈن صاحب بنارس سے تمھاری جگہ مامور ہونگے یہ دونون
ناکام رہے اوسکے بعد ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء مین خود نواب گورنر جنرل رونق افروز لکھنؤ
ہوئے بعد ملاقات مقدمہ نیابت پیش ہوا۔

ایکدن جناب عالی خود مرزا کے سمجھانے کو تشریف لائے اور کمال عجز و منت سے فرمایا
بھائی مرزا ہماری ایکبات کو مان لو جھاؤلال کو اپنا نائب کرو یہ تمھاری اطاعت سے کبھی
باہر نہوگا ورنہ تمھین اختیار ہے اوسیوقت موقوف کر دینا مین ضامن ہوتا ہون مرزا کو
معلوم نہین کیا خیال خام بداقبالی سے سما گیا تھا عرض کی غلام ٹکیت رای سے قسم کھا چکا ہے
بس نام ٹکیت رای سنتے ہی بنظر غضب فرمایا پرائے گھر اپنی حکومت ہے یہ فرما کر سوار ہو گئے
منیب و نائب دونون معطل ہوئے۔

اب مختصر احوال خان علامہ تفضل حسین خان کا یہ ہے کہ جب نواب امیر الدولہ کلکتے
گئے تھے یہ جنرل پامر صاحب کے نوکر تھے اون دنون مولویون کی اس زمانے کی
بہ نسبت زیادہ قدر و منزلت تھی انھین سبب سے جو پسندیدہ کارگزار سمجھکر اپنے ساتھ لے آئے
جناب عالی سے عفو جرائم باصفیہ اٹاوہ کے بعد یہ وکالت کلکتہ روانہ کیا تھا کسواسطے کہ یہ اوستاد
و اتالیق نواب یمین الدولہ بہادر کے تھے اسی جہت سے نواب گورنر جنرل کے ساتھ آئے تھے
مرزا جعفر نسبتی بھائی مرزا کے تھے اور خان علامہ کے شاگرد رشید اس سبب سے فی الحقیقت محرک
نیابت مرزا ہوئے تھے جب خان علامہ نے گورنر جنرل کیطرف سے مرزا کی نیابت کیواسطے
عرض کیا فرمایا لاٹ صاحب سے کہو پہلے آپ کسی منیب کو تجویز کیجیے جینے اونکے کہنے سے

بھی نیابت سرفرازالدولہ و دیوانی راجہ ٹکیت رای و معزولی تفضل حسین خان علامہ

بعد نیابت نواب مختارالدولہ و محمد الیچ خان اور پیشدستی نواب امیرالدولہ حیدر بیگ خان
سرانجام کاروبار سرکار نااہلون کے اختیار مین ہوا باعث خرابی سرکار ہوا اور بدعملی مخارج
جزیات صاحبان عالیشان پر کھل گیا ابتدا اسکی یہ ہوئی کہ امیر کے تقرب خاص ہونے سے
ملازم اپنی حد سے گذر جاتا ہے یہی باعث اوسکی خرابی کا ہوتا ہے اس سلطنت خاص مین
ابتدا سے یونہین سب دیکھتے آئے ہین تا آخر سلطنت بس مہاراجہ جھاؤلال کو بھی تقرب خاص
جناب عالی سے ایسا غرور ہوگیا تھا کہ مرزا حسن رضا خان کے سلام کرنے مین بھی کراہت کرتے
یعنی ننگ سمجھتے تھے اور مہاراجہ ٹکیت رای سے بھی عداوت قلبی اس راہ سے کہ بدخواہ سرکار
ہے اور ظاہر مین ہی اونسے مرزا سے موافقت بہت تھی بعد چند روز کے ایسی صورت ہوئی کہ وہ موافقت
مبدل بعداوت ہوگئی اسکا قصہ بھی چند در چند ہے خلاصہ ایکدن ٹکیت رای نے فرد
حساب چھتر لاکھ روپیہ کی جناب عالی کو باقیات اقساط قرضہ سرکار کمپنی مع سود مہاجنان شہر
گذرانی جناب عالی زبان نواب امیرالدولہ مین کہ اس دردسری و دماغ سوزی حساب سے
آشنا تھے مبلغ خطیر کے ملاحظہ سے برہم ہوکے مہاراجہ جھاؤلال سے فرمایا تم اسے سمجھ لو
اونھون نے تامل کیا کہ یہ امر متعلق دیوان سے ہے مجھے دخل دینا چاہیے اسپر بہت خفا
ہوکے فرمایا تمھین ہمارے ننگ کا پاس نہین اوسوقت مہاراج نے وہ فرد حساب
رای بالکت ام اور راجہ بچھراج کو دی اونھون نے مہاجنون سے حساب کیا بعد تنقیح
گیارہ لاکھ نکلے جب اسکا ملاحظہ ہوا راجہ ٹکیت رای کی خیانت اور مرزا کی غفلت اور
مہاراجہ جھاؤلال کی امانت و دیانت و خیر خواہی ثابت ہوئی اور اپنی خود غفلت پر تاسف
فرمایا کہ اسلیے کھوٹے غبن سے ہم خود اہلکارون کے اعتماد پر غافل رہے اور مہاراجہ کی
نیابت منظور خاطر ہوئی راجہ ٹکیت رای نے جب یہ حال دیکھا کہ میری ابروریزی ہوجائیگی
مرزا حسن رضا خان کے پاس اپنے عفو جرائم کیواسطے چلے گئے اتفاقاً مرزا اوسوقت بعد
نماز کے امام باڑے مین روبروی ضریح زیارت پڑھ رہے تھے پانون پر گر کر بڑی عرض کی

ابتدا سے وصل عہدنامہ سرکارین منضبط ہوچکا ہے جناب عالی نے اسکی تصدیق فرما
عرض کی جھاؤلال وزیر بادشاہ نے چاہا کہ سراسر خیرخواہی سرکار جناب عالی کرین اور
ہماری سراسر بدخواہی جس سے ہماری بنیاد ریاست ہندوستان مین خلل پڑتا ہے بلحاظ اوسکے
شاہد حال ہین لہذا حضور ایسے شخص کو ہمارے سپرد کرین کہ وہ ہمارے ملک مین جاکر
ہم باعزت رکھینگے آیندہ اورونکے واسطے موجب عبرت ہوگا جناب عالی نے
قبول فرمایا اور بظاہر کوئی چارہ علاج باقی نرہا تھا جیسے فرماتے
خلاصہ مہاراجہ جھاؤلال بحکم سرکارین باعزت مع مال و اسباب
متوسل ملازمین لکھنؤ سے روانہ ہوے اور بحکم گورنمنٹ مقیم عظیم آباد ہوے لیکن جب تک
جیتے رہے حکام عالیشان بڑی عزت سے پیش آتے رہے جانتے تھے کہ بڑا خیرخواہ اور
نمک حلال اپنے آقا کا تھا جیسے صاف صاف ہو لہذا تھا کہ مدیا کسیطرح کا فریب کیا اوسدن
شہر مین بڑا تلاطم رہا تھا ہر محلے مین ایک ہنگامہ برپا تھا خصوصا جب محلے سے ملازمین ساتھ
چاہتے تھے اور سبکو مقام تحیر بھی تھا کہ موجب اپنی سرکار وا دوستی ایسے خیرخواہ کا
بدنامی سے جانا تیسرے جنکے عزیز و اقارب سے مفارقت ہوئی تھی انکا انتقال سنہ ۱۲۲۶ ہجری
دولت خلد مکان مین ہوا

جناب عالی نے مہاراج کے جانے سے بمقتضاء غیرت بےاختیاری و مجبوری
غصہ کیا کہ عوارض روحانی مین مبتلا ہوے اور خود اسباب عارضہ مہلک کے
کہ جسمین اطباء حاذق مجبور ہوجائین مستعد ہوے چنانچہ ایکدن حکیم شفائی خان
وہ کونسا عارضہ خاص ہے جسمین حکیم لاعلاج ہوجائے عرض کی کہ کھانا کھانے کے بعد
کی مداومت کرنا جناب عالی نے ہر روز بعد خاصہ تناول حمام سے نہانا دریا کا اختیار کیا
ہاتھ اوٹھایا یہی وجہ تھی اس پار نہایا کرتے تھے اوس پار دریا کے باقی کی
تھی اور صحبت خاص مین اکثر فرماتے تھے مجھے جینا خود منظور نہین آخر
گئے حکیم شفائی خان تاسف کرتے تھے کہ جناب عالی خود
پینگے +

جناب ہی عتبات عالیات کا روانہ ہونا اسی قدر ملازمت تھا اپنی کو اپنی [illegible] واسطے
تھیں کی تھی وکیل بہ جناب نواب مرزا علی خان [illegible] بیشتر عمارت [illegible]
پیشوا و مقتدا [illegible] ہوئے چنانچہ انکے [illegible] دست [illegible]
[illegible] ہوئے [illegible] آخر حال واقف اپنے احوال [illegible]
توفیق ہدایت پائی [illegible] اثنا عشریہ [illegible] احکام مسائل
اثنا عشریہ [illegible] نواب آپکے [illegible] آپ [illegible] جماعت [illegible]
جناب سید العلماء [illegible] میر [illegible] کتب میں [illegible]
[illegible] جناب [illegible] عتبات عالیات [illegible]
[illegible] بیشتر [illegible] کامل [illegible] زمانہ [illegible]
سے خالی ہوا شاہزادہ [illegible] جناب میر [illegible] سید [illegible] حسین [illegible]
دین [illegible] مال [illegible] کیا [illegible] فرنگی محل [illegible]
[illegible] خالی ہو [illegible]
[illegible] اتفاق کی [illegible]

اخراج راجہ جھاؤلال

[illegible] باعث [illegible] جناب عالی [illegible] غیرت [illegible]
اختیار حکومت اخراج راجہ جھاؤلال [illegible] سال [illegible] سب [illegible] سے
جانتے تھے [illegible] مطابق [illegible] شاہ [illegible] شاہ کابل [illegible]
[illegible] نواب [illegible] خان [illegible]
اصل [illegible] کو [illegible] الٰہی [illegible]
[illegible] اس [illegible] اعتماد [illegible]
[illegible] ابوالقاسم خان [illegible] شاہ [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] زبان [illegible]
[illegible]

ظفر الدولہ کی کوٹھی سے بھی چاندی کی کھڑکیان شیشے کی تھین ۲
امر عجیب و غریب جو سراسر باعث حسنات اُنکے ہوا وہ یہ ہے کہ ارض اقدس نجف اشرف
مین ہمیشہ سے قحط آب رہتا تھا زائرین کو وقت زیارت کے بڑی تکلیف ہوتی تھی ایک روپیہ کو
مشک آب بکتی تھی ایک نہر دریای فرات سے جسکے ۲ ہزار کوس ہوتے ہین کھدی جس کا
چشمہ فیض آج تک جاری ہے کئی برس تک بند ہوگئی تھی کسی حاکم کو وہان کے خیال نہ آیا
اکثر وہان کے مجتہدین نے لکھا یا مجتہد جو اخند زردشیا کیواسطے یہان آئے اسکے واسطے بھی سرکار مین
عرض حال کیا مگر کچھ موثر نہوا اس خیال سے بھی کہ خود کہا جاینگے اس امر خیر کے محرک
نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان ہوے کہ معرفت عمدۃ التجار حاجی محمد طہرانی مشہور
حاجی کربلائی تاجر نامی کلکتہ ۵ لاکھ روپیہ اور تحائف واسطے پاشا بغداد کے گئے اسکے بھی
بہت سے معجزات ثقات نے بیان کیے ہین اب قدرت خدا سے بسبب جوشش دریای فرات
نہر از خود جاری مثل دریا کے ہوگئی ہے زائرین مسجد کوفہ سے کشتی پر سوار ہوکر نجف اشرف سے
ارض اقدس کربلا و جبل سفید تک باطمینان چلے جاتے ہین اسکا الطاف زائرین کو ہوتا ہے
کہ نصف شب تک جب تک در مقبرہ و صحن مبارک مین پکارتے ہین یا بابا
یا ما المعدیہ یا ام المعدیہ یہ نقارخانہ آصفی تا قیام روضہ جاری رہیگا +
دوسرا امر حسنات دینی یہ ہوا کہ لکھنؤ مین مومنین برائے نام شیعہ تھے اور اپنی عدم واقفیت سے
اعمال عوام خلاف بھی کرتے تھے اسقدر ضروریات مذہب سے آگاہ نہ تھے اور بعض
از راہ علم و فقہ بھی طریقہ ہدایت پند و وعظ و جماعت نماز علی روس الاشہاد نکر سکتے تھے
ہرچند اپنے ایمان مین کامل تھے یہ ترقی شریعت محمدی کی فقط مرزا حسن رضا خان کی
جہت سے ہوئی اتفاقاً اوسی زمانے مین فرمانروایان سخت شاہزادے بھی مہمان جناب عالی
تھے کسواسطے کہ وہ سنی تھے پہلے نماز جمعہ جماعت مین جناب عالی بھی شریک ہوے جناب
غفران مآب سید دلدار علی زیارت عتبات عالیات اور تحصیل کتب فقہ امامیہ و بابت
جہاد و جناب میر سید علی صاحب طباطبائی لیکر آئے تھے صالحین و مقدسین جو اوس
زمانے مین مصاحب صاحب اعتبار مشہور تھے اونکی صلاح و مشورے سے جناب غفران مآب کا

مجتہد العصر قبلہ وکعبہ مولوی سید دلدار علی



Syed Dildar Ali
High Priest

کتب تواریخ انگریزی مین ہے اور اکثر صاحبان عالیشان سے بھی متواتر سنا ہی ہیجم جناب عالی نے اعانت و امداد اہالیان سرکار کمپنی انگریز بہادر کی لڑائی مرہٹہ و دکن وغیرہ مین کی فوج بھیجی جسکے افسر جرنیل مارٹن عبدالرحمن خان قندھاری رسالدار وغیرہ تھے یہ سبب بھی زیادہ تر موجب شوق اتحاد و دوستی دولتین عالیین ہوا +

تعمیر امام باڑہ و شادی مرزا وزیر علیخان نامزد حرف التشریف غیرہ

بنا ہی تعمیر عمارات دولتخانہ موافق مرضی جناب عالی بوضع ہندوستانی ہوئی اور اوس زمانے مین رواج بھی کوٹھی انگریزی کا نہ تھا یہ ترقی کوٹھی انگریزی جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین ہوئی ورنہ پہلے کوئی شرکت کے نام سے بھی واقف نہ تھا لیکن فقط امام باڑہ اوسکا زمانہ مدت دس برس مین کفایت اللہ معمار شاہجہان آباد کی تجویز سے بنا اور مکان باولی وغیرہ جو بطریق تعمیر ہندوستان بنا جسمین پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوا اس عمارت عالیشان سے صاحبان عالیشان بھی مشتاق ہوتے ہین خصوصا موسمنہ مین مگر افسوس ہے کہ ایسی عمارت عالیشان کو مقام اچھا نہ پایا کاش کہ مقام باولی والے مکان کی جگہ یہ تعمیر پاتا کوئی سبب ہوتا کہ پل دریا کو گومتی جسکی کوٹھیان دریا مین راجہ نولرای نے گلوائی تھین مگر پل بار دریا جہنہ بندھوائی تھی مقدم دونون کنارہ کا باندھنا چاہیے تھا مکان باولی مین اکثر شاہزادے دلی بنارس کے فروکش ہوتے تھے اب امام باڑہ قائم ہے جسمین مکان باولی کا گودام میگزین سرکار ہوا یہ بھی ایک صورت انقلاب ہے ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۴ء مین تعمیر ہوئے سنہ ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۷۹۵ء شادی مرزا وزیر علیخان کی ہوئی جسمین تیس لاکھ روپیہ صرف ہوا جتنے صاحبان عالیشان اور امرای عالی قدر وہ نزدیک کے شریک ہوتے تھے صحبت مجلس عیش باغ و چارباغ ہوئی اس زمانہ مین اس تکلف کی کسیکی شادی نہین ہوئی اور نہ اسقدر روپیہ صرف ہوا اب اسکا احوال مثل کہانی خیالی کے ہے لوگ کہتے ہین کہ شاہجہان آباد مین بھی دو شادیان یادگار زمانہ ہوئین ایک نواب شجاع الدولہ بہادر کی دوسری جوگل کشور کی مرزا وزیر علیخان کی شادی کا شمہ یہ ہے کہ اپنے جو گھرا فقط جاننا حضرت خانہ منزل نے فرح بخش مین نہر کے دونون طرف تیس لاکھ قصر پاک بنوایا تھا

جواب صاف دینا چاہیے خلاصہ دوسرے دن شاہزادہ بہادر نے فرمایا کہ مجھے نواب بھائی سے
بھگیا کو دلوا دو نواب گورنر جنرل آداب بجا لائی رخصت ہوی جناب عالی سے ارشاد کیا ہمین معلوم نہین
وہ کیا چیز ہی جسکے لیے ہمسے کہلوایا ہی غالب ہی کہ آپ بھی اپنا شاہزادہ سمجھکر دریغ نفرمائیگا جناب عالی سنکر
بمقتضای تہذیب چپ ہو رہے پھر فرمایا وہ ایک کسبی بازاری ہی جسپر حضور عاشق ہوی ہین مین نے پہلے
اوسے منع کیا تھا اب وہ خود نے آپ سے سفارش چاہی ہی بہت اچھا بس یہ سنتے ہی نواب گورنر جنرل
نے حجاب سے سر جھکا لیا اور دلمین اونکی لیاقت پر بہت افسوس کیا رخصت ہوے
جناب عالی نے بپاس خاطر نواب گورنر جنرل بسواری میانہ بھگیا کو شاہزادے کے محل مین بھیجا شاہزادے
نے اوسے خطاب نواب جہان آبادی دیا اوسی سے مرزا عالی قدر شاہزادے پیدا ہوی یہ اپنی ماں کی جہت سے شیعہ
ہوی اوسکی صبح جناب عالی نے جاکر از راہ آداب شاہی بھجوائی بعد چند روز کے اسی امر قلیل پر قناعت کرکے
قیام بنارس اختیار کیا عزم بالجزم ممالک شرقیہ فسخ کیا اپنی عیش و عشرت مین رہی اگر ۲۵ ہزار روپیہ ماہواری پیشکش
سرکار جناب عالی سے مقرر ہوا معرفت صاحب رزیڈنٹ ملتی رہی چنانچہ بروقت تقسیم ممالک محروسہ یہ پیشکش بھی مجرا ہوئی
بعد کئی برس کے مرزا سلیمان شکوہ سگی بھائی محمد اکبر شاہ کی دلی سے رونق افروز لکھنؤ ہوے لیکن جناب عالی
بسبب وجوہات سابقہ کے بڑی توڑ پھوڑ چھوٹی سبحان اللہ ہونگی بہت مکدر خاطر ہوی تھے اجازت داخلہ شہر کی
ندی اس جہت سے شاہزادے ناکہ شہر تکیہ بودعلی شاہ کے قریب ایک باغ مین کئی مہینے تک رہا کیے بعد اسکے
لارڈ کارنوالس بہادر تشریف لائی اونکی سفارش سے چھ ہزار روپیہ ماہواری مقرر ہوئی داخل شہر ہوکر بنگلہ
مرزا خلیل مین جو قریب کوٹھی رزیڈنٹی تھا کنار دریا قیام کیا پھر شہر ہی کوٹھی جنرل مارٹن کی مول لی
لیکن اس محل پر تا مدت عمر کمال عسرت سے بسر کرتے رہے بسبب کثرت ازواج و اولاد و اخراجات شاہانہ اور انکی
[…] کہتے ہین کہ وارن ہیسٹنگ گورنر جنرل بہادر ازبسکہ صاحب ارادہ اولو العزم تھے بکمین خاطر یہ بھی
تھا کہ اگر کوئی شاہزادہ بلکہ بادشاہ ہندوستان صاحب لیاقت ہاتھ آجاوے جو مستحق سلطنت ہو
[…] ولایت فرنگ ہم اوسے سلطنت پر بٹھا کر وہی صورت کرین اور ہم مطیع و فرمانبردار ہوکر موافق
[…] منضبطہ انتظام سلطنت کرین اور حکومت لندن سے علحدہ ہوجائین جب یہ کیفیت و ماہیت
[…] شاہزادونکی دیکھی اپنے خیال و تصور مین بہت تاسف کرتے تھے چنانچہ جتنا روپیہ ہندوستان
[…] تھے سب عدالت شاہی کی روبکاری اور وکلا مین خرچ ہوا اسکا احوال تفصیلا اکثر

سب بتکلف سرانجام کر دیا شاہزادہ دن رات عیش و عشرت ناچ رنگ مین مصروف رہتے تھے
جناب عالی ہر روز تحائف تحفہ ہر قسم کے بتفاخر بھیجا کرتے تھے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس مدت
معافی مین بہت سی باتین شاہزادے کی زبان ز خلائق ہوئین جسکی تحریر مین ننگ آداب معلوم
ہوتا ہے صاحبان فہم اسے سمجھینگے کہ جب یہ صورت سلاطین عالیہ کی ہو تو پھر کیونکر انجام
ایسا ہو حاصل جب ما تقدم مین فساد ہو تو اسمین مشکل ہو خلاصہ ہر شب طائفے ارباب نشاط کے
حاضر ہوا کرتے تھے اتفاقاً اون نگر خوان مین ایک کسبی مساۃ بھگیہ بھی حاضر ہوئی اور
زمانہ مین ناچ مین بے مثل تھی مطبوع طبع اقدس ہوئی اور مستفیض خدمت بھی ہر روز اوسکا
عشق بڑھنے لگا جناب عالی کو اسکا پرچہ گذرا اوسکی ممانعت ہوئی ایک تو یہ کہ اوسکا ناچ
خود جناب عالی کو بھی پسند تھا دوسرے ہمیشہ ملحوظ خاطر یہ رہتا تھا کہ کوئی کسبی کسیکے گھر مین
نہ پڑنے پائے مبادا اگر یہ بھی داخل محل ہوئی تو میر الطف جاتا رہیگا چنانچہ اسی صورت سے
مساۃ سالارو کسبی خواجہ غلام محمد خان عرف بڑے مرزا کے گھر مین پڑی اور صاحب اولاد بھی
ہو چکی جب جناب عالی کو یہ معلوم ہوا حکم ہوا کہ اونکے گھر سے نکال لاؤ بڑے مرزا سپاہی
باغیرت تھے مستعد مرگ ہوئے مرزا حسن رضا خان کی شفاعت سے بچے کہ وہ صاحب اولاد
ہو چکی ہے یہ شخص مارا جائیگا حضور کو بڑی بدنامی ہوگی غرض اس ممانعت سے شعلۂ عشق زیادہ
شاہزادے کا مشتعل ہوا رات کو ڈولی مین سوار ہو کر جانے لگا اون دنون حیلہ ارباب نشاط
دولت گنج قریب دولتخانہ تھا جب اسکا پرچہ لگا حکم ہوا ہر کارے دو دو ر اہتمام کیا کرین
مبادا کسی صورت سے کچھ خلاف واقع نہو جب شاہزادے نے یہ حال دیکھا اب طاقت
صبر بھی طاق ہوئی وفا رفتہ محبوبہ بہت شاق ہوئی عشق بہت بڑھا ہوا خود رفتہ ہوئے
جانا اسکے سوا کوئی نہ دیکھا کہ اب نواب گورنر جنرل سے کہا چاہیے آخر ایک دن منتظر ہوکر
فرمایا کہ مجھے بہت سے کچھ کہنا ہے بخدمت نواب گورنر جنرل نذر عرض کی کہ کل حضور ارشاد فرماوینگے تو بہتر

نواب محتشم الیہ سے بہت دور دراز مجھے صاحبان کونسل سے مشورہ کیا بتیجہ تمام
تجویز ہوا کہ اگر شاہزادہ تمام ارادہ اولوالعزمی کسی ملک کے لینے کی کمک چاہے تو دو لاکھ
ہمراہ رکاب کرنا چاہیے اور اگر خلعت دینا ہو تو ہر قدر دینا چاہیے اور اگر اجیا کرفتار نخ اجیا ہو تو

رزیڈنٹ لکھنؤ تھے غرض جناب عالی مع لشکر اور کمپنی انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد سے
روانہ رام پور ہوئے ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۷۹۴ء فتح ریٹھر کی ہوئی جناب عالی نے احمد علیخان
نواب محمد علیخان کے بیٹے کو محل سے باہر اکر مسند نشین ریاست فرمایا اگرچہ بہت صغیر السن
تھے پہلے بیبیان خوف سے باہر نہین بھیجتی تھین مگر جناب عالی کے حکم سے بھیجا بعد اسکے
مراجعت فرمائی اس معرکہ کے احوال مفصل کی کچھ ضرورت نہ تھی مشہور و معروف ہی لوگ بھی
اوسوقت کے جیتے ہین مقابلہ کس نوجکا کس فوج سے ہوا احمد علیخان جب تک جیتے رہے
اس احسان کے مرہون منت رہے اونکے عرایض جنت آرامگاہ کے وقت تک آتے تھے
فوج جناب عالی فقط صف آرا رہی ترکسوارون کی غلطی سے یہ نوبت اول پہونچی تھی
وہ رہے پالن جو پشت ٹیلہ تھی اوسنے آکر کام تمام کر دیا تھا کرنل برسٹن صاحب جو اس
معرکہ مین مارے گئے اونکی بی بی کو بتقریب تعزیت چار ہزار روپیہ خزانہ جناب عالی سے ملا تھا+

مرزا جوان بخت شاہزادے کا لکھنؤ مین آنا بنارس مین رہنا

مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر رفقای خاص سے شاہجہان آباد سے
سمت ممالک شرقیہ تشریف فرما ہوئے باین خیال کہ اونکے باپ شاہ عالم بھی اپنے باپ کے
حین حیات ترقی حشمت و جاہ سمجھکر اور ارکان دولت کے خوف سے جنھون نے نمک حرامی و
بیوفائی پر کمر باندھی تھی کئی برس راج محل عظیم آباد مین رہ کر الہ آباد مین اکر رہے تھے خلاصہ
جب شاہزادے لکھنؤ کے ناکہ پر پہونچے اتفاقاً وارن ہسٹنگ بہادر بھی مہمان جناب عالی تھے
دونون سردار جلیل الشان بڑے تجمل سے استقبال کو گئے شہر کے چوک کو بہت تکلف سے
آراستہ کیا تھا جب حضور شاہزادہ پہونچے دونون سردارون نے نذرین گذرانین جب ہاتھی پر
سوار ہوئے جناب عالی حسب دستور وزیر اعظم خواصی مین بیٹھے مورچھل ہاتھ مین لیا کہ یہ منصب
قدیم اونکے آبای کرام کا تھا نواب گورنر جنرل گھوڑے پر سوار کمرے کھینچے جلو سواری مین ہمراہ تھے
شاہزادہ اول کوٹھی جنرل مارٹن مین داخل ہوئے جسمین مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے بھی پہلے
اکر رہے تھے جناب عالی نے تین لاکھ کا نقد و جنس پیشکش نذر کیا ہر صبح جناب عالی اور نواب
گورنر جنرل دربار شاہی سمجھکر حاضر ہوتے تھے اور جتنا سامان اور لوازمہ مہمانداری تھا

اپنی ویررسی کا کیا نواب محتشم الیہ اس خلوص نیکچہتی حاضر و غایب سے وہ بہت شکرگزار ہوے خارج سے جب حقیقت حال مفصل منکشف ہو چکی تھی اپنی کتاب روزنامچہ مین بہت سا تحریر فرمایا کہ وہ آج تک صاحبان عالیشان کی زبان پر ہے چنانچہ لارڈ ہیسٹنگز بہادر نے اول صحبت کانپور مین جای پانی پر حضرت سلطان عالم سے وہی کلمات شکرگزاری قدیم ارشاد فرمائی تھی خلاصہ بعد اسکے جناب عالی لکھنو تشریف لائے صاحبان عالیشان مرزا حسن رضا خان کی بھی کلکتہ سمجھانے سے بہت ممنون ہوے تھے ؛

الغرض نواب گورنر جنرل نے بنظر خیرخواہی چیت نراین راجہ اودت نراین کے بڑے بھائی کو حاکم بنارس فرمایا پھر کلکتہ مین تشریف فرما ہوے بعد رفع ہنگامہ حکام کی صلاح ہوئی کہ اون ملاحون کو سزا دینا چاہیے جنکے بجرے مین خون ناحق ہوا تھا چنانچہ اونھین حکم ہوا اپنے چھپرون سے باہر نکل آؤ اور اپنا اسباب بھی باہر لاؤ بعد اسکے اون چھپرون کو جلا دیا اور نئے چھپر بنوا کر اونھین رہنے کا حکم دیا اور فرمایا ہیقدر سیاست کافی ہے کیونکہ اہل انصاف ایک زمانے مین اسی قوم کے ایسے بھی حاکم منصف گذرے ہین ادنی انصاف نواب محتشم الیہ کا یہ ہے کہ چھتر لاکھ کا اصل وسود اور سود در سود سرکار جناب عالی مین قرضہ سرکار کمپنی ہو گیا تھا اون تمسکات کو جبر صریح سمجھکر چاک کر ڈالا تھا ازین قبیل اونکی سخاوت وہمت وانصاف کی بہت سی باتین ہندوستان مین مشہور ہین ؛

لڑائی روہیل کھنڈ

جب نواب فیض اللہ خان حاکم رامپور نے سنہ ۱۲۰۹ ھ مطابق سنہ ۱۷۹۴ ء مین قضا کی نواب محمد علیخان اونکا بیٹا مسندنشین ہوا غلام محمد خان نے بسبب خصومت مذہب تشیع اختیار کرنے سے کسواسطے کہ جب مرزا وزیر علیخان کی شادی مین لکھنو آئے تھے جناب عالی نے اونپر بہت عنایت فرما کر اپنا بیٹا فرمایا تھا اور ہدایت دین حق کی بھی فرمائی تھی جب یہ خبر قتل سنی فرمایا کہ ہماری محبت وہدایت حق سے ایسا خون ناحق ہوا اسکی سزا ہمپر لازم ہے اور سر جان شور صاحب گورنر جنرل بھی اس امر سے بہت آشفتہ ہوے تھے چنانچہ کمانڈر انچیف ابلکرمبی صاحب کو حکم گرفتاری غلام محمد خان ہوا اون پلٹنون جیرصاحب

[illegible]

عظیم و ضروری کی احتیاج ہو جب کلکتے پہونچے سکرٹر صاحب کی خصومت سے نواب گورنر جنرل کی ملاقات مین تعویق ہوئی آج کل ہوتی رہی آخر نواب دق تنگ ہو کر عزم بالجزم لندن کا کیا اور حاجی کربلائی محمد خان کو حکم کرایہ جہاز دیا جب نواب گورنر جنرل نے مفصل یہ خبر سنی خود مہمان سمجھکر بوقت ملاقات کی نواب نے عذر علالت مزاج کیا کہ بسبب حرج سفر علیل ہو گیا ہون انشاء اللہ تعالی بعد صحت حاضر حضور ہونگا لیکن لارڈ صاحب نے اپنی خوبی اخلاق سے تانا پہلے آپ عیادت کی راہ سے تشریف لائے دو خواصون نے نواب کی بغلون مین ہاتھ دیکر پلنگ سے واسطے تعظیم کے اوٹھایا لارڈ صاحب نے باصرار تمام منع فرمایا کہ مریض کو معاف ہے بعد اسکے کیفیت مزاج پوچھی کلمات شوقیہ فرما کے مراجعت فرمائی بعد کئی دن کے نواب بڑے تجمل سواری سے دربار گئے نذر دی بعد استفسار احوال باعث تکدر و ملال خاطر جناب عالی پوچھا عرض کیا تکدر مزاج کئی سبب سے رہتا ہی ایک تو قلت مداخل کثرت مخارج مصارف ضروریہ لابدی تیسرے نقصان ۲ آنی جسکا سالانہ قط چھپن لاکھ ستتر ہزار ہوتا ہی ملک بنارس وغیرہ محاصل ۲۴ لاکھ ہدیہ دوستانہ سرکار کمپنی کو دیا جو تھے لکھا صرف ضیافت و سامان روشنی و تماشای ہولی بسنت وغیرہ محض بخاطر صاحبان عالیشان نو وارد ہوتا ہے تجار انگریز اسباب تجارت وغیرہ ولایت سے لاتے ہین اونپر محصول نہین چھٹتے تاجران ولایت جو رطب و یابس لاتے ہین عرض کرتے ہین ہم بڑی دور سے یہ اسباب تحفہ ولایت فقط حضور کیواسطے لائے ہین ہندوستان مین سوای حضور کے کون قدردان ہے جو ایسی اشیای تحفہ و کمیاب کو مول لے جناب عالی اپنی بلند نامی کیواسطے ملاحظہ فرما کے سب مال تر و خشک لے لیتے ہین اور جسقدر وہ قیمت لکھ بھیجتے ہین اوسکی ولائی ہمپر ہوتی ہے ہم حکم حاکم سمجھکے بجا لاتے ہین اور اس قرضے کا سود ہمین دینا پڑتا ہی

نواب گورنر جنرل بہادر اس گفتگو سے معقول ہوے اور از راہ علو ہمتی دو آنہ چھ آنہ سے موقوف فرمائے استرداد ملک بنارس وغیرہ بھی منظور کیا اور حکم دیا کوئی تاجر بے صاحب ریذیڈنٹ یا کوئی تازہ ولایت حاضر حضور جناب عالی نہوا کرے اور تجار جس جنس کا محصول دیا یعنی فیصدہ ر لیا جاے اور رمتک لڑائی بکسر جو بعد وصول

اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جب نواب امیر الدولہ کو جان بیرڈ صاحب ریذیڈنٹ سے بسبب
عدم رسمی اقساط گورنمنٹ اور چند در چند مقدمات کی جہت سے کمال بے لطفی حاصل ہوئی
اور صاحب ریذیڈنٹ انسے ہر امر مین سخت گیری اور مداخلت کرنے لگے سمجھے کہ حاکم وقت ہین
انسے عہدہ برائی نہ ہو سکے گی بلکہ کیا عجب ہے کسی حیلے سے ہمین اس عہدے سے موقوف ہو جانا
اب کچھہ فکر کیا چاہیے چنانچہ جنرل مارٹن صاحب اپنی سرکار سے پنشن پاتے تھے مگر اسباب تجارت
ولایت وغیرہ لکھہا روپیہ کا جناب عالی کے ہاتھہ بیچا کرتے تھے اوس روپیہ کی دلائی نواب امیر الدولہ
پر موقوف تھی اس جہت سے اونسے کمال خصوصیت وموافقت ہو گئی تھی جنرل صاحب کو اور اکثر
صاحبان کونسل اور صاحبان خاص نواب گورنر جنرل بہادر سے بہت تھے نواب نے انکی
معرفت ایک عرضی باخفا درباب عزل صاحب ریذیڈنٹ نواب محتشم الیہ کو بھیجی نواب معز الیہ نے
موجب راضی جناب عالی اور برخلاف مدار المہام سمجھکر صاحب کو موقوف کرکے بلوا بھیجا اور اپنا
سکرتر اعظم کیا اتفاقاً جبھی عزل رات کو پہونچی امیر الدولہ نے جناب عالی کو گذرانی اوسوقت
مینہ شدت سے برس رہا تھا حکم ہوا کہ صاحب ہمارے شہر سے ابھی چلے جائین نواب نے عرض
کیا کل جائینگے نمانا آخر صاحب ریذیڈنسی سے سوار ہو جنرل مارٹن صاحب کی کوٹھی مین رات کو رہے
صبح کو روانہ کلکتہ ہوے جب وہان عہدہ جلیلہ سکرٹری پر منصوب ہوے بسبب خصومت امیر الدولہ
ہر امر مین سرکار کے تعویق اور جواب باصواب مین تامل ہونے لگا ادھر جناب عالی کو افزونی
ملال خاطر ہوئی کسواسطے کہ جب انکے سالانہ روپیہ کے دینے مین اہلکاران سے کچھہ تامل ہو جاتا تھا
ذرہ آتش غضب بھڑک جاتی تھی نائب بھی انکے حکم ناطق سے اپنی خدمت آبرو سے جاتی تھی
کسواسطے کہ خرچ ذاتی جناب عالی کا ساٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ سے کم نہ تھا اور چھپن لاکھہ ستتر ہزار
بابت اقساط سرکار کمپنی بہادر کے لیے جاتے تھے اور تنخواہ اقربا و امرا و خرچ اور اخراجات ہر اہلکار کا
تعلی و قدر مراتب حساب سے باہر یہ سب جواب ودلائی امیر الدولہ کے ہوتی

خلاصہ اوس زمانے مین نواب گورنر جنرل مارکوئیس آف کارن والس منصب گورنری پر منصوب
تھے نواب امیر الدولہ ۲۶ شعبان ۱۲۰۱ھ مطابق سنہ ۱۲ ہجری بڑی تجمل اور دھوم دھام سے روانہ کلکتہ ہوے
۱۰ لاکھہ سرکار سے خرچ سفر عنایت ہوا اور کروڑ روپیہ تک صرف کی اجازت تھی اگرچہ صاحب

اس جہت سے بمواجب فی کس تین سو روپیہ ماہواری نوکر ہوے لیکن اپنی حسن رسائی اور
سفارش راجہ سے اکثر عملا بھی لیکر اوسکا انتظام بخوبی بامانت کرتے تھے چنانچہ کبھی علاقہ
اکبرپور دوست پور اعظم گڈھ کبھی گورکھپور وغیرہ مین مامور رہے بلکہ جناب کبسر مین بھی عامل
گورکھپور تھے جب انسے کار سرکار بخوبی سر انجام ہونے لگا سنہ ۱۱۸۰ھ مطابق سنہ ۱۷۶۶ء سرکار سے
دونون بھائیون کو خطاب خانی ملا اسکی سند آج تک اونکی اولاد کے پاس ہے بعد اسکے جب
عرش منزل نے انکے چھوٹی بہن کی خواستگاری کی انھون نے بتقضاے ہندوستانی انکار کیا
اس جہت سے اپر عتاب ہوا ابناے حیلہ باقیات ملک ٹھہرا کر بہت سختی سے قید کیا جیسا دستور عمال
ہندوستانی ہوتا ہی اور قید مین نمک تمام موزون ملنے لگا مرزا نور بیگ بڑے بھائی اسی سختی
عذاب سے مر گئے نواب عالیہ نے انکے حال پر رحم کھا کر قید سے نجات دلوائی شاہ مدن بھی
جناب عالی سے انکی سفارش کی محمد ایلچ خان جب نائب ہوے انسی خصومت رکھتے تھے
پھر بعلت باقی اور عمال کے ساتھ انھین بھی قید کیا جب بہزار خرابی قید سے چھوٹے تلاش
روزگار ہوکر دوسرا گھر ڈھونڈھا اس جہت سے جان برسٹو صاحب ریذیڈنٹ کے سلام کو
جسطرح مذکور ہوا جایا کرتے تھے۔

خلاصہ حسب امراے اراکین دولت اور صلاح و صوابدید صاحب ریذیڈنٹ سے مرکوز خاطر جناب عالی
بہ نیابت مرزا حسن رضا خان قرار پایا سنہ ۱۲۱۵ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۰ء خلعت نیابت و خطاب
نواب سرفراز الدولہ مرزا حیدر بیگ خان بہادر نظام الملک سے سرفراز ہوے مہاراجہ ٹکیت راے
دیوان نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان نائب ہوے انکو سرکار سے فقط لاکھ روپیہ سال
ملتا تھا اپنی خوش دل خرچی اور سخاوت سے ہمیشہ تنگ رہتے تھے ہر صبح سلام جناب عالی کو
دربار جاتے تھے باقی اپنے گھر مین مشغول مصاحبان خاص یا مصروف امور دینی عزاداری
جناب سید الشہدا علیہ السلام رہا کرتے تھے باقی جتنے امور ریاست سیاہ و سفید و دربار صاحب
ریذیڈنٹ سب متعلق نواب امیر الدولہ تھی مگر پہلے ہی سے امیر الدولہ انکو پاپیش کر دیا جناب عالی مین نا اتفاقی

نواب امیر الدولہ کا کلکتے جانا

بعد کئی برس کے نواب امیر الدولہ درستی بعض مقدمات سرکار لینے واسطے روانہ کلکتہ ہوے

بعد اسکے اور اہلکار بھی کہتے تھے جناب عالی اپنی خواصی مین بٹھا کر لائے بعد سرفرازی خلعت نیابت مہمات مالی و ملکی انکے سپرد کیے خان موصوف از بسکہ حالت ضعف پیری مین بیمار ہو کر اکبر آباد سے چلے تھے بعد چند روز کے از بسکہ محنت و مشقت کار و بار از حد تھی بادہ فالج گرا جان بحق تسلیم ہوئے فی الحقیقت یہ شخص بڑا منتظم و خیر خواہ و متدین سرکار تھا اگرچہ امی محض مگر اسکے کارندے بہت اچھے تھے مثل شیخ شفیع اللہ پنڈت انند رام محمد مکرم خان محمد اسحاق خان وغیرہ ؎

تفویض نیابت بنواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان

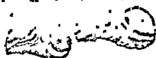
خلاصہ بعد مرنے محمد ایلچ خان کے باب تقرر نیابت مین بڑا تردد ہوا اسواسطے کہ نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان سب طرح سے خیر خواہ و معتمد جناب عالی تھے مگر امی محض جنکے باپ و شین سکے نقطون کی نقل مشہور خاص و عام ہے کسی خوشنویس نے قطعہ لکھکر دیا تھا بڑے شین کو فرمایا خوب یہ لکھی ہے جب یہ حال نائب سرکار کا ہو پھر کیونکر انتظام ملکی و مالی درست ہو سکے اسکے سوا اور امین بہت سے صفات تھے اس سے سرکار کو کیا فائدہ

خلاصہ تین شخص متدین کارگزار حسب لیاقت تجویز ہوئے مرزا ابو طالب خان لندنی دوسرے اسمعیل بیگ خان تاجر شورہ تیسرے مرزا جعفر سرخ لیکن چوتھے کی تقدیر سے کیا خبر تھی مرزا حیدر بیگ خان اون دنون بیکار پریشان حال متوقع روزگار فراخور حال میانہ مین سوار جان برسٹو صاحب رزیڈنٹ بہادر کے سلام کو جایا کرتے تھے اور باہر احاطہ کوٹھی کے پیپل کے درخت کے نیچے سلام کیا کرتے تھے جب صاحب ہوا کھا کر آتے تھے بعد چندے ون کے صاحب نے انکا حال پوچھا اونکی لیاقت اور کارگزاری کا احوال سنکے اجازت سلام کی کوٹھی مین دی اور انکا خیال رہا ؎

مختصر حال انکا یہ ہے کہ مرزا نور بیگ حیدر بیگ امیر بیگ ایک اور چھوٹا بھائی اور دو بہنین تھین مرزا امیر بیگ اور چھوٹا بھائی دونون شباب جوانی مین مرگئے قوم مغل بعض کابلی کہتے ہین انکے بزرگ نواب صفدر جنگ کے زمانہ مین ولایت سے آکر فتح آباد مین قریب کابل کے رہے بعد اسکے متوسل و مقرب خاص راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ ہو

نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان





Hyder Beg Khan

نواب نجف خان نے اونکیں دونوں علاقہ ڈیک کو فتح کیا تھا بعد ملاقات میر جملہ الدولہ کیا بعد چند روز کے نواب نجف خان نے نواب سے عرض کیا محمد ایلچ خان غلام سرکار آپکے باپ کی بدولت پچاس لاکھ روپیہ رکھتا ہے مرد پیر ہے مجھے خوف ہے کہ اگر مر جائیگا اسکا مال غیر مستحقین کے ہاتھ آئیگا یمین الدولہ نے ارشاد کیا دو سبب سے مجھے جرات نہیں پڑتی ایک یہ کہ اسنے کسقدر اپنا خون جگر کھا کر اوسے پیدا کیا ہوگا دوسرے میری ہمت کے خلاف ہے کہ میں غلاموں کے سرمایہ پر بعد اونکے مرنے کا ہوں نجف خان نے جواب دیا کہ اگر میرے باپ کی بدولت اوسے حاصل ہوا ہوتا اب تک خرچ خانزاداں کار زار میں آچکا ہوتا اب بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ اکبر آباد تشریف لے چلیے دیکھیے میں کس حکمت سے لیتا ہوں اوسمیں سے جسقدر مجھے عنایت فرمائیگا لے لونگا باقی سب آپکا مال یمین الدولہ نے یہ قبول کیا تھا +

محمد ایلچ خان نے جب سے خبر قتل مختار الدولہ سنی تھی دونوں آقاؤں سے کھٹکا پیدا ہوگیا تھا آخر اپنی آل اندیشی سے جناب عالی کو عرضی کی کہ یہ غلام پیر مہمان چند روزہ مشتاق قدمبوسی ہے کہاں تک سرگرداں مارا مارا پھرے مال دنیا جو کچھ غلام کے پاس ہے سب مال حضور ہے امیدوار ہوں کہ زیر قدم مبارک حیات مستعار کو بسر کروں چاہیے عزت و حرمت دیجیے چاہیے قتل کیجیے جناب عالی بھی بعد مختار الدولہ کے انتظام ملک کیواسطے متردد تھے اسے بہت غنیمت سمجھے کہ ایسا نائب مہاجن کہاں ملتا شقہ نام شاہ جہان آباد کو روانہ ہوا کہ جب خان مذکور داخل عملداری سرکار ہو بہت احترام سے پیش آنا اور ہر طرح سے اونکی حفاظت کرنا اور دوسرا شقہ طلب خان مذکور کا گیا اتفاقاً جسدن خان مذکور سرحد ملک جناب عالی میں پہنچے اوسیدن نواب نجف خان مع نواب یمین الدولہ داخل اکبر آباد ہوے یہ شکار مفت نواب کے ہاتھوں سے گیا +

محمد ایلچ خان منزل بمنزل باطمینان تمام ضیافت و مہمانی کھاتے ہوے عمال سرکار کی تا لکھنؤ پہنچے جناب عالی خود باستقبال کو تشریف فرما ہوے اور پہلے نواب سرفراز الدولہ و ناصر حسن رضا خان محض اپنی خوشی خاطر سے قدیم سرکار سمجھکر باستقبال کو گئے تھے

سنہ ۱۱۹۰ھ شجاعت و یمین ہوا

الغرض نواب ناداں او سپہ مقت اپنی بشر بنا ہی سمجھکر انو خواجہ سرا نائب مختار الدولہ کو اپنے
خواجہ یمین نیماند اصحب ریذیڈنٹ کے خیمے میں تشریف لیگئے اور بامید مخاصمت نیابت سے
سرفراز کیا یہی بانا چاہئیے کہ اوقات او بنت اس سرکار میں ہمیشہ سے بہتر چلی آئی ہے
بعد اسکے نعش بسنت علیخان کو دروازے پہ لائیں نواب کے ذہن کیا جمال تھا اونے
انگریزی ہوئی اور مختار الدولہ کے لشکر میں ایک تہلکا پڑ گیا ... ادبار
جناب عالی نے امرائے سے شکایت کہلا بھیجا کہ آپ نے دشمن کو اپنے خیمے میں
بٹھا رکھا ہمارا پاس نمک کیا تھا بہت تعجب ہے عرض کی غلام کا کیا مقدور جو مرتکب ایسی
حرکت کا ہوتا جب لشکر میں قتل مختار الدولہ کا غل ہوا نواب یمین الدولہ اندیشہ ناک ہوکر
میرے خیمے میں چلے آئے میں نے آپ کا بھائی سمجھکر انکو پناہ دی البتہ اتنا قصور ہوا
فرمایا کچھ مضائقہ نہیں سچ کہتا ہے مجھے بھی راجہ سے یہ توقع نہ تھی
جب راجہ نے یہ سنا نواب یمین الدولہ سے عرض کی اب حضور کا یہاں رہنا مناسب نہیں
میری گھوڑی بہت چالاک و مردم ہے سواری کو حاضر ہے اور جس چیز کی احتیاج ہو فرمائیے
نواب یمین الدولہ کے پیش یہ خیال گذرا کہ شاید راجہ مجھسے دغا کرے تو اسکا بھی کام تمام
کیا چاہتے چنانچہ جب راجہ نے احتیاج کو اونٹھنے لگا رفقائی خاص مانع ہوئے کہ ہم
اس وقت ... میں مبادا کچھ او خیال کرو عرض کی مجھسے کبھی ایسی بے ادبی ہوئی
بعد اسکے یمین الدولہ اوسی گھوڑی پر سوار ہوئے مع رفقائی خاص میر مظہر میر علی سپاہ
میر فضل علیخان میر طالب علی مرزا مومن بیگ وغیرہ دریائے جمن سے اوترکر نواب
نجف خان کے لشکر کو تشریف فرما ہوئے
محمد ایلچ خان مختار الدولہ کی جبر و تعدی سے بلطائف الحیل حدود مملکت نواب سے جا کر
مع مال و اسباب مقیم اکبرآباد ہوئے تھے نواب یمین الدولہ کا احوال سراسیمگی سنکر
محمد کریم خان محمد اسحاق خان کو جو اونکے اہلکار تھے استقبال کو بھیجا اور خود بسبب پیری کے
دروازے تک پیشوائی کرکے نذر دی اپنا مہمان کیا اور سامان امارت سب درست کردیا

سوائے سید کے دوسرے سے ایسا ہوتا غرض دفعتہً لشکر میں غلغلہ قتل بلند ہوا کہ یمین الدولہ کے
نوکرون نے مختار الدولہ کو مار ڈالا تفضل حسین خان نے دوڑ کر یمین الدولہ سے خبر کی کہ اب
اس لشکر میں آپ کا ٹھہرنا مناسب نہین آپ اسوقت جلد امراؤ گر کے پاس چلے جایئے
بسنت علیخان اجل گرفتہ نشہ مین از خود رفتہ ننگی تلوار ہاتھہ مین لیے خوشی خوشی جناب عالی
کے پاس چلا گیا اور چلا کے کہا غلام نے حضور کے اقبال سے دشمن حضور کو مار ڈالا تہنیت
مبارکباد دیتا سات ہی آیا جناب عالی اپنے فہم اقبال سے سمجھے کہ اگر مین اسوقت تامل کرتا ہون
افشاء راز نہانی ہوجائیگا اور الزام بدنامی مجھپر ہوگی غصے سے تیغہ مارا خالی گیا مگر بسنت
زخمی ہوکر باخوف سے لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا راجہ نواز سنگہہ نے دوڑ کر ایک تلوار ماری وہ
دبلا پتلا تھا کام تمام ہوگیا خواجہ غلام محمد خان عرف بڑے مرزا نائب دیوانخانہ تھے اور
بسنت انکا بھانجہ بھی تھا تیغہ مقتول کی کمر سے کھینچ کر راجہ کو مارا اگر تیغہ کام مین نہ ہوتا دو ٹکڑے
کیا تھا کسواسطے کہ زبردست کا ہاتھہ پڑا تھا راجہ بھاگ کر جناب عالی کے پیچھے جا کھڑا ہوا غلام محمد خان
کا سامنا ایک زرہ پوش نے کیا اوسپر بھی جھپٹکر تلوار ماری زخم اوچھا کھا کر وہ بھی بھاگا دبین تلنگا
وہ اوچھلکر گرا ایک ویرتاوا رپڑی اوسکا دامادمارے خوف کے کوٹھے سے از خود گر پڑا
پانون مین بہت چوٹ لگی اسکے سوا اور جتنے نامرد کھڑے تھے مطلع صاف کردیا جانی خان
نے سپر شمشیر سے انکا سامنا کیا اور کہا بڑے مرزا خیر ہے اسقدر خیرگی ولی نعمی کے سامنے
چاہے جناب عالی نے جب حال یہ دیکھا فرمایا اب کس ارادے پر کھڑے ہو عرض کی اسیقدر تک
لائق ہے ورنہ چراغ ہندوستان گل ہوجاتا فرمایا اس خیال خام کو اپنے سر سے دور کرو
پھر عرض کی اب میرا اور میرے رفقا کا کوئی مانع نہو فرمایا قسم ہے مجھے جنت آرامگاہ کی
کوئی تم سے فراحمت نکریگا آداب بجالا کے رخصت ہوئے تھوڑی دور جا کر پھر پھیر کر فرمایا
اب کیون پھرے عرض کی میرا جوتہ بدل گیا ہی اوسے پہنکر چلا جاتا ہون حکم ہوا خبردار کوئی
انکا مانع نہو غرض بڑے مرزا باہر جلوخانہ مین آکے سرکاری ہودی کے گھوڑے پر سوار ہوئے نقارہ
باہر بسلامت نکلے فی الحقیقت بہادر یہ لوگ تھے اور جناب عالی کی تہوری وسخاوت سب سے
زیادہ تھی اور صاحب معرفت بھی تھے اسکے حکایات بھی بہت مشہور ہین یہ سانحہ

باندھ سے اور اکرامید وار بحالی کیا اونکا حصن حصین اس حکمت سے توڑ دیا اس حرکت سے
آج تک جو سپاہی قبر مختار الدولہ سے گذرتا ہے خواہ نخواہ ڈھیلے مارتا ہے یہ حال اس مؤلف
کتاب نے خود بچشم دیکھا ہے جبکہ ان سپاہیوں سے پوچھا جواب دیا بڑا کہا مر اسنے تعزیہ کو
گولے مارے ہیں خلاصہ جب ایسی حرکات خود رائی و خود پسندی کے جمع ہوئے تو اسباب
قضا کے ہوگئے وہین وہ مارے گئے اوسکی صورت یہ ہوئی

جب مختار الدولہ نے اپنے آقای ولی نعمی سے حرکات شان و شوکت شروع کیے
اور جان برشٹو صاحب رزیڈنٹ سے خلاف سرکار کہنا شروع کیا منتہا درغرور و شیفتہ
ہو گیا اور اپنے زعم مین غرہ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند سمایا جب یہ صورت ہوئی
بعض ہواخواہون نے اپنی نمک حلالی سے جناب عالی سے عرض کرنا شروع کیا
جناب عالی سنکر تامل فرماتے تھے جب نواب سالار جنگ نے اپنی جوشش محبت سے سمجھایا
کہ ایسا خواب غفلت بیجا ہے اوسوقت یقین و وثوق ہوگیا بسنت علیخان جنرل کنیہ کو
باشارہ ارشاد فرمایا این کار از تو آید اور اون دنون اہتمام ڈیوڑھی خانہ انھین کے اختیار مین
تھا اور مختار الدولہ نے کمال خصوصیت سے انھین اپنا بیٹا کیا تھا بسنت علیخان کو بھی
جنبش ہوا گیا تھا کہ حیثیت نائب دونون کو تمام کر دیجیے دوسرے کو مسند نشین کر دیجیے
اسکے سزاوار فقط نواب یمین الدولہ سعادت علیخان ہین وہ بھی لشکر مین جناب عالی کے
ساتھ تھے خلاصہ ایکدن بسنت علیخان نے مختار الدولہ کی ضیافت کی موسم گرما تھا
تہ خانے مین مختار الدولہ آکر بیٹھے مکر تختہ راہ پر لیٹے کو خوب شراب پلائی جلاد کسبی اونکی
آشنا اور اور کسبیان بھی بیٹھی ہوئی ہین سامنے منو ناکھن قوال گا رہے ہین عجب جلسہ
غفلت ہو رہا ہے پانچ شخص بصورت ملک الموت قتل پر کمر باندھ آئے اونہین سنتے ہین
دروازہ تہ خانہ مقفل تھے کسیکو آنے نہ دین میر فضل علی و میر طالب علی داخل ہوئے
مختار الدولہ سمجھے کہ میرے قتل کو آئے ہین پلنگ سے اوٹھا چاہتے تھے باہر نکل جائین
میر فضل علی نے اپنا کٹار پیٹ مین مارا اور دونون بغلگیر ہوکر حوض مین گر پڑے میر طالب علی
نے دو تین تیغ قبض مار کر ٹھنڈا کر دیا رنڈیان منو ناکھن باہر نکلکر بھاگے یہ کام [illegible]

اونھین مقامات ماضیہ جو اپنے بزرگون سے سنے ہین یاد ہین ؎

قتل نواب مختار الدولہ

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نواب مختار الدولہ سے مرتضی خان صاحب ریذیڈنٹ کے
پاس واسطے جواب وسوال جناب عالی مثل سفیر کے جایا کرتے تھے جیسا دستور قایم
نائب سرکار کا ہے اور اپنی خیرخواہی سے رسوخ وموافقت بہت حاصل کی تھی اس جہت سے
نشۂ نخوت وغرور ناپایدار بہت ہوگیا تھا سب کو ناچیز وبے حقیقت سمجھتے تھے افسران
فوج کو بذلت نکلوایا تھا تنخواہ فوج کی چڑھا کے دینے لگے جس سے فوج بیدل ہوجاتی
جتنے افسر قوم فرانس تھے بعد عہد ومیثاق سرکار ین برطرف ہوگئے تھے جو صاحب عزت
تھے فاک ہین ملے اکثر رزیل تہیدست مقرب خاص جناب عالی خدمات عالیہ پر مامور
ہوسے تھے اونھون نے لاکھون پیدا کیے بعد صرف کے لاکھون کی املاک چھوڑکر مرگئے
ازانجملہ ایک راجہ بہرا جسکے گھر کی ضبطی دو کرور روپیہ کی عہد دولت جنت آرامگاہ مین
ہوئی تھی وہی ضبطی امانت نواب شمس الدولہ کے پاس رہ گئی تھی جس سے اونھون نے
لاکھون صرف کیے لاکھون کے نوٹ اپنی اولاد کیواسطے مول لیے اسیطرح
فوجدار خان وغیرہ صاحب دولت دنیا ہوگئے تھے ؎

قصہ مختصر جب جناب عالی فرخ آباد ہوکر اٹاوہ مین تشریف لائے میر احمد افسر پانچ
ہزار پٹالن نجیب حسب الطلب مختار الدولہ تنخواہ لینے کو بحیلہ لشکر سے کوس بھر کے
فاصلے پر اوترے دسویں کو لشکر مین پہونچکر تنخواہ لینگے مختار الدولہ نے جناب عالی سے
عرض کیا کہ میر احمد مع اپنی فوج لشکر پر یورش کرنے آتے ہین اونکے روکنے کیواسطے فوج کو
بھیجتا ہون غرض جب فوج کا مقابلہ ہوا لڑائی ہونے لگی صبح سے ظہر تک ہزارون مارے گئے
عشرۂ محرم تھا پٹالن مین نشان کھڑے ہوتے ہین تعزیہ لیتے ہین نجیبون نے تعزیہ
پیش کیا فوج نے کچھ پاس ادب نکیا جو لوگ تعزیہ کے آگے ماتم کرتے تھے وہ بھی مارے گئے
آخر نجیب سراسیمہ ہوکر پسپا ہوے دغا سمجھکر ہر طرف بھاگے میر احمد میر افضل علی
ہمراہ نکلے تن تنہا رہ گئے مختار الدولہ نے عبد الرحمن خان رسالدار قندھاری کی

قناعت فرمائی نسبتاً اور بھائیوں سے البتہ انکے فراخور حال ہوا اکثرون کی پانسو روپیہ
ماہواری تھی یہ بھی ثقات لوگ کہتے ہیں کہ نواب سعادت علی خان بیٹے اپنے منظور رکھا اگر
یمین الدولہ نواب غازی الدین حیدر کو میری فرزندی مین نہیں دیا اس سے میں اپنا جانشین
کرونگا مگر انکو یہ خیال دور دراز اپنا تھا قبول نکیا اور نہ صاف صاف کہ سکے کہ سمجھتے اپنا
نائب کاروبار کیجیے جب تک وہ جوان ہوا اور نہ کسی اہلکار سرکار نے صلاح دی شاید یہ سمجھا
کہ انکا احوال خوب جانتے تھے کہ یہ ہم کہان اور ہمارا صرف اخراجات اوان ہوگا اگر
ضرورت ہوئی تو نوبت مرزا وزیر علی خان تک کا ہے کہ پہونچی بلکہ اہلکاران سرکار
نواب کا بنارس جانا انہے واسطے اچھا سمجھے +
نواب مختار الدولہ نے اپنے سوز و خیرخواہی سے جناب عالی کو بہت مناسب بہتر
سمجھا کر عرض کیا کہ آپکی سنا نشینی فقط صاحبان عالیشان کی جہت سے ہوئی وہی
نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر سے بواسطہ انکے بسلامت چلے آئے وگرنہ
لیاقت یمین الدولہ کا حال سب پر ظاہر ہے اگر اس جلدی حسن خدمت میں اہالیان
سرکار انگریزی کو علاقہ بنارس جو بعوض غازی پور جمع سالانہ ۲۲ لاکھ کا ہو عنایت فرمایئے تو
یہ عطیہ بہت مناسب ہوگا انکا فائدہ نہ جائیگا جناب عالی نے محض اپنی عاقبت سے چشم
نا اندیشی کی راہ سے فقط انکے کہنے سے دے دیا یہ امر بھی باعث وثوق کا زینت ہوا
بعد چند روز کے مختار الدولہ کی جہت سے اور انکی موافقت و اعتماد سے طرفہ ہنگامہ
برپا ہو گیا تھا جناب عالی نے انھین مالک مختار سیاہ و سفید کر دیا تھا آپ خود مشغول
لہو و لعب رہتے تھے جو صاحب عزت نمک حلال خیرخواہ تھے اونھون نے جلاے وطن
اختیار کیا تھا جو رہ گئے تھے خائف و ترسان رہتے تھے فی الحقیقت جب حاکم وقت غافل
ہو جائیگا ایسی خرابیاں ریاست میں پیدا ہونگی اور اگر خود بیدار مغزی سے ناظر اپنے
اہلکاران معتمدین کا ہوگا تو صورت خلاف بہت کم ظاہر ہوگی اب بالاجمال امور مختلفہ جو اس
عہد ریاست میں ہوے کچھ کچھ عبرت الناظرین کے واسطے بیان کیے جاتے ہیں مختصر یہ
بہت سے واقعات کا اپنے معتمد راویوں سے کہ مرتکب ہے تم جنکے نائب جو صاحب کم کیا

سند نشین کیا ہے تو چاہیے سب بھائی میرے سپرد ہوں ہر ایک کے فراخور حال نان تکفل ہوں اور اگر یہ صورت نہو تو میرے واسطے کچھ جاگیر ہو جاوے کہ گوشہ نشین کر بیٹھے اوسوقت صاحب نے جواب دیا کہ ہم تابع فرمان نواب گورنر جنرل ہیں یہ سب احوال لکھتے ہیں جیسا حکم ہوگا عمل کیا جائیگا۔

بس بامر انصاف دیکھیں کہ اگر خلعت صلاح و تجویز گورنمنٹ کی ہوتی تو یہ پوچھنا کس حساب تھا اپنی کمزوری و کم توفیقی و بے اعتباری سے دوسری سرکار کو صاحب قوت سمجھکر اپنی حمایت و کمک چاہتے ہیں جب وہاں خلعت بیجا اسکا ہوتا ہے انھیں ناگوار گذرتا ہے اس سرکار میں ایسی صورت ابتدا سے بھی ہوتا چلا آیا ہے چنانچہ گرفتاری و عزل نواب معتمد الدولہ میں بھی گذرا نواب یمین الدولہ کیواسطے بھی یہی صورت ہوئی تھی۔

خلاصہ بعد بہت سی گفتگو کے معتمد الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ کو راضی کرکے اس امر خاص کا اختیار جناب عالی کو دلوا دیا چنانچہ جب شقہ طلب نواب یمین الدولہ بہ بنگال بھیجا روانہ لکھنؤ ہوے اور از راہ کمال فہم و فراست مصلحت وقت اور صبر و سکوت کو بہتر سمجھ کسواسطے کہ بواسطہ حمایت و استصواب گورنمنٹ ہوا تھا انجام کار پر نظر کی اور اگر اعتبار اپنی فوج کو اداکی پر بھروسا شامل نہوں کے کرنیکے تو خواہ مخواہ تعاقب گورنمنٹ سے ہوجاتا اور پھر اسکی صلاح و مشورت بھی اطاعت موجب وثوق صاحبان عالیشان ہوئی اور سبب استحقاق ریاست نواب گورنر جنرل بھی اس فرمانبری سے بہت راضی و خوشنود ہوے اور نظر بحسب لیاقت امید وار وقت کا کیا اور ہمیشہ خاطر و بجوئی ملحوظ خاطر رہی چنانچہ خطوط مراسلات نواب ممدوح الیہ سے ظاہر ہے۔

الغرض جب نواب یمین الدولہ نے شروع ملازمت حاصل کی بنیاد منزلت ہو چکا گنج امیر سے وہاں نواب نصیر الدین حیدر پیدا ہوے وجہ اسکے نام کی یہی ہوئی لیکن بعد چندروز کے جب بحث دربار او مزاج جناب عالی اور ارکان دولت اور اہلکاران سرکار کی کیفیت خاص بھی مرضی خاطر ہو کر برضامندی جناب عالی و بواسطہ صاحب رزیڈنٹ تشریف فرما ہوتے ہوے دیگر گنج کو آباد کیا اسکے ... ... قریب اوسی ...

غرض مختار الدولہ کا تسلط تام و اختیار کلی سرکار جناب عالی مین ہوا تا اینکہ ارکان دولت
خانہ زاد قدیم او نمک حلال اس سرکار کے اپنے خوف آبرو و جان سے مثل محمد ایلچ خان
ـد بشیر خان وغیرہ بلطائف الحیل قلم و ملک سرکار سے نکل گئے اور اپنی عافیت سمجھے مختار الدولہ
ـنے اپنے بھتیجے اقبال الدولہ کو بخشی اور جرنیل فوج کیا اسی پر د مین فوج کے توڑنے کی تدبیر کی او
ـپنے عزیز و اقربا کو خدمات فراخور حال مین فوج کو درہم و برہم کیا اکثر افسرون کو موقوف کیا
جسکی آراستگی مین لکھہا روپیہ صرف ہوا تھا اور دس برس تک خود عرش منزل نے محنت و
مشقت فرمائی تھی یہ امر زیادہ تر وثوق و خیرخواہی گورنمنٹ کا ہوا کہ بے اونکے اشارے
اس حصن حصین کو توڑ ڈالا جناب عالی نے بسبب اعتماد کے کچھ اسکا خیال بھی نکیا او مطلب دلی
اونکا نتیجے اسی جہت سے آج تک ہزار روپیہ کی پنشن اونکی اولاد کو نسلاً بعد نسل گورنمنٹ
سے جاری ہے وگرنہ اونسے کونسی ایسی حسن خدمت ہوئی تھی جسکا عوض یہ پرورش دائمی
ہوتی ہے +

بعد چند روز کے دوسری آتش فروزی کے درپے ہوئے میجر بیلی صاحب رزیڈنٹ سے پیام
جناب عالی پہونچایا کہ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر صوبہ بریلی مین نہین میرے
پاس ہا کرین مین نسبت بھائیون کی اونکا حفظ مراتب و رکفالت زیادہ کرونگا اور یہ قدیم دستور ہے
کہ بعد باپ کے بڑا بیٹا وارث و جانشین ہوتا ہے اور سب چھوٹے بھائی اوسکے تابع فرمان
رہتے ہین صاحب نے جواب دیا کہ اونھین عرش منزل نے لائق او رسزاوار اوسکا سمجھکر صوبہ کٹھیر کا
وقت حیات مین مالک و مختار کردیا ہے صاحب فوج بھی ہے ہم اسمین کیا دخل کر سکین ہمارے
نزدیک تو ہان اونکی منصوبی مین آپکے واسطے موجب نیکنامی کا ہے اور وہ آپکے مرہون منت
ہو کر مثل غیر صوبہ دار کے باطاعت رہینگے اور آج تک اونسے کوئی امر خلاف بھی نہین ہوا ہے
پھر ایک شعلہ آتش جلایا کہ اگر یمین الدولہ منصوب رہینگے اور بھائیون کو بھی جو طمع نفاذ اور
خود سری سے جو صاحب خیرگی ہوگا اور جب ایک ریاست مین دو حاکم ہوین انتظام بخوبی نہو سکیگا
بلکہ باعث تمرد ہی و نافرمانی رعایا کا ہوگا اور خرابی ملک کی اور اگر اونکو بلاتے ہے اور بھائیون نے
کیا قصور کیا ہے [illegible]

کیا خوب تجویز ہماقلانہ تھی اگر یہ صورت ابتدا سے ہوتی تو کاہے کو ان خرابیوں کی یہان تک نوبت پہونچتی ہندوستان مین خودرائی خودپسندی نفسانیت انانیت ہی سے یہ سب خرابیان ہوتی چلی آئی ہین اور اتفاق آپس کا اور کنارہ مشہور ہے۔

جناب عالیہ نے نواب مختار الدولہ کے بہکانے سے بہو بیگم صاحبہ اپنی ماں سے دعوی ترکہ عرش منزل کیا چنانچہ یہ قصہ بھی مشہور خاص و عام ہے کہ بعد بہت سی قیل و قال کے اور ادعاے مال و خزانہ کے پاس لاکھہ پر تصفیہ پایا بیگم صاحبہ نے اپنا بیٹا وارث زیست و موت سمجھکر دیا بعض ثقات یہ کہتے ہین کہ اسیطرح کئی مرتبہ دیا اور اسے تفصیل اوقات بیان کرتے ہین بعد اسکے جب والدۂ ماجدہ سے لے چکی نواب عالیہ جدۂ ماجدہ زوجۂ نواب صفدر جنگ سے ارادہ کیا جناب ممدوحہ نے جب یہ خبر سنی برہم ہوئین سمجھین کہ یہ سب امور آموختہ مختار الدولہ ہے مجھے یقین ہے کہ یہی ناعاقبت اندیش باعث خرابی و بربادی ہمارے گھر کا ہوگا اوسیوقت جتنے راجہ و زمیندار گرد و پیش کے تھے سب کو حکم ناطق بھیجا کہ کل صبح کو میرے در دولت پر حاضر ہو میری کمک پر کمر باندھو یہ ملک محروسہ میرے باپ کا ہے آصف الدولہ کے باپ کا نہین ہے مختار الدولہ نے جب یہ خبر سنی بوقت شب مین سوار پالکی ہو راہ لکھنؤ کی لی اور سمجھے کہ یہ صورت بلوہ و فساد عظیم کی ہوگی اور صاحبان عالیشان کے نزدیک بھی ناساز و بدتری ہوگی چپکے چلے جاؤ اور پھر کبھی ایسا حرف زبان پر نہ لائے مشرح حال اس مقدمہ کی تدبیر ... ہیسٹنگ گورنر جنرل بہادر سے جو لندن مین ہوئی ظاہر ہے اور اکثر کتب تواریخ انگریزی مین مندرج ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ نواب گورنر جنرل کیون نہ اس امر عظیم کے مانع ہوئے اسی روبکاری وغیرہ مین جتنا روپیہ ہندوستان سے ذاتی لے گئے تھے وہ سب تحقیق وکلاے عدالت مین ہوا اسکا احوال مورخین کی کتابون سے خوب کھلے گا۔

عرش منزل ہین سواے آپ کے کوئی اور مستحق وراثت نہین ہے اور اکبر اولاد
ہونا سب سے زیادہ تر موافق قانون قدیم ہے اسی جہت سے اوسے بوقت
مسند وزارت پر بٹھایا حسب سررشتہ حاضرین ارکان دولت نے نذرین دین
ظاہر اسبب تعجیل یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرش منزل کے اور بیٹے بھی بسبب اپنی
لیاقت کے سزاوار اسکے تھے دربار شاہی مین بھی حاضر رہ چکے تھے جناب عالیہ
کو بھی مظنہ بنظر اپنے حسب حال کے گذرا ہو کہ شاید لوگ باہم اتفاق کر کے
صورت فساد نکالے کسواسطے کہ ہندوستان مین ایسے فساد کا ہونا کچھہ
تعجب نہ تھا بعض یہ کہتے ہین کہ روز سوم ۲۵ - ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۳ھ مطابق
۱۸۳۷ء جلوس فرمایا سید مرتضیٰ خان جو چہار روز سے ملازم اور رفیق جناب عالیہ
ہوے تھے اونھین خلعت نیابت و خطاب نواب مختار الدولہ سید مرتضیٰ خان
ہیبت جنگ عنایت ہوا اور اپنے ملازمین قدیم کو ازراہ پرورش تنخواہ عالی دیا
اور خدمات اعلی پر سرفراز فرمایا اور بعد قیام ۷ برس فیض آباد بصلاح نائب
مناسب وقت سمجھکر لکھنؤ مین رہنا اختیار کیا دوسرا سبب اس حرکت قہری کا
یہ بھی تھا کہ روبرو دو بزرگون کے یعنی جدہ ماجدہ نواب بیگم صاحبہ و والدہ گرامی
بہو بیگم صاحبہ کسیطرح کی کوئی حرکت خلاف شان و شوکت نہو سکتی وہ فہمایش و
نصیحت سے کب قصور کرتین سوا اسکے نائب کی کمبال لگتے تھین چنانچہ
آخرکار یہی صورت پیش آئی مشہور ہے کہ جب عرش منزل نے انتقال کیا نواب عالیہ
نے جناب عالیہ کو تہ دل سے سمجھایا کہ نواب آصف الدولہ تمھارا اکلوتا بیٹا
وارستہ مزاج ہے لہو و لعب سے زیادہ رغبت رکھتا ہے اسے نام مسند نشین رکھو
مگر اہتمام و بندوبست ریاست مرزا سعادت علی پر محول رکھو تو بہتر ہے اہلکارون کے
اختیار کے ایسا نہو کسیطرح کی خرابی ریاست مین پڑجاے اور جس طرح بڑی
اور کاوش جان سے یہ گھر بنا ہے بگڑ جاے پھر کسی سے اسکی اصلاح نہو سکیگی
آگے تمھین اختیار ہے جناب عالیہ نے کسیطرح نہ مانا اب اہل انصاف لکھیں ہین

[illegible] نواب آصف الدولہ بہادر



Nawab Asafoodoulah

ارکان دولت وکلاے ہر ریاست ہندوستان حاضر ہوتے تھے کسواسے
وزیر اعظم بادشاہ تھے دوپہر کو داخل خاص محل نواب ہو بیگم صاحبہ ہوکے
خاصہ نوش فرماکر آرام کرتے تھے چنانچہ دونون وقت کا خاصہ اور استراحت
یہین ہوتی تھی ۲ بجے برامد ہوکر داخل خرد محل ہوتے تھے اسیواسطے اسکا نام
دیورمحل مشہور تھا یعنی باخفاے بیگم صاحبہ اسے تہذیب کہتے ہین بعد ایکساعت
کے وہان سے برامد ہوکر بسبیل تفریح طبع اقدس مشغول بازی لہو و لعب شکار
پرند یا مچھ اوسوقت کے لوگ شکاری تھے حاضر ہوتے تھے جب جاہ و جود ستار
مبارک سر پر رکھکر آمینہ دیکھکر تیغا ہاتھ مین لیکر واشتہ بلکی مواخبار ہوتا تھا
حاضرین شکار اور اہلکارون پر رعب مثل شیر غضبناک ہوجاتا تھا اور ایک
باتھی موتیا بلند اسپر رونق افروز ہو کر مثل سوار و پیادے کی ملاحظہ
ہوتی تھی اور اگر اتفاقاً کسی رات کہین باہر آرام فرماتے تھے ۵ ہزار روپیہ
بطریق جرمانہ بیگم صاحبہ کو بھیجتے تھے چنانچہ روز سوم بیگم صاحبہ نے حکم
فرمایا کہ اولاد صاحبات خوردمحل کو میرے سامنے لاؤ جب اطفال صغیرالسن
ذکور و اناث اپنی دائی کھلائی کے ساتھ ایک کنبے کا کنبہ آئے بہت
روئین کہ یہ بندی شجاع الدولہ کی ہے مدت وزارت تقریباً ۲۲ سال

مسندنشینی نواب آصف الدولہ بہادر

مرزا یحیی عرف مرزا امانی نواب آصف الدولہ بہادر نے اپنے دونون
ماموں نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ کو باہر اہتمام تشییع جنازہ سے
باہر بھیجا اور اپنی مسندنشینی مین مشورہ کیا بعض ارکان دولت جو صاحب فہم
تھے عرض کی آپ مالک و مختار مین ہمت ہے جلدی مناسب حال بجا ہے آخر
باستصواب ونمایش امتیاز الدولہ افتخار الملک میجر بھلیس صاحب رزیڈنٹ
بہادر اور کرنل کلس صاحب کمان افسر موافق قانون کہ نواب اکبر اولاد

چٹکی سے مل ڈالتے تھے خلاصہ اکثر مقربان خاص ترک لباس کرکے چند روز قبر پر بیٹھے یہ بھی ایک دستور قدیم ہندوستان ہے کہ جب ایسا آقا مر جاے اوسکے خواص یہ صورت بناتے ہین جب تک جی رہے +

صاحبان رزیڈنٹ ہارپڑ صاحب میجر بیلیر صاحب بائلر صاحب بارکر صاحب۔

نائب محمد اسمعیل بیگ خان راجہ بینی بہادر محمد بشیر خان محمد ایلچ خان سید مرتضی خان، نواب مختار الدولہ بہادر۔

اس عہد دولت مین قبل از معرکہ بکسر مجموع ۸۲ ہزار سواے پیدل جنکے رسالدار شیخ احسان مرتضے خان برنج خواجہ اسد خان آکی یوسف خان عبد الرحمان خان قندھاری بعد مصالحہ صاحبان عالیشان معرفت رای شتاب رای بندیل کھنڈ اور صوبہ الہ آباد بھی صوبہ اودھ سے شامل ہو گیا اوسکے حدود اٹاوے سے مرزا پور تک تھے۔

جب فوج مغلیہ بالکل برطرف ہوئی فوج نجیب تلنگہ جھانگہ توپخانے کی جمعیت تا یک لاکھ تیس ہزار ہو گئی تھی جنکے جنرل بسنت علیخان عنبر علیخان لطافت علیخان مقبول علیخان وغیرہ خانہ زاد سرکار تھے۔

پہلے جمع محاصل صوبہ اودھ ایک کرور ۵۱ لاکھ تھی جب ملک فرخ آباد و دوآب وغیرہ بھی شامل ملک سرکار ہوا جمع دو کرور ستر لاکھ ہو گئی ازانجملہ تراسی لاکھ سالانہ تنخواہ کمپ انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد کانپور تھی باقی خرچ سرکار ہوتا تھا۔

اوقات شبانہ روز جناب عالی

جناب عالی اول دم صبح سوار ہو کر جا بجا چھاونیون مین سپاہ کی قواعد سوار و پیدل و توپخانہ کو ملاحظہ فرماکے ۹ بجے مراجعت کرکے دربار کرتے تھے

کہ از خود غافل ہو جائین اور اہلکارون کے اعتماد پر رکھدین اور طیاری فوج محض اپنی شان و شوکت کیواسطے کہ دوست و دشمن خبردار رہے دوست اسواسطے کہ ہمارے بھی وقت ضرورت کام آئیگی جسطرح ڈیوڈس صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے کہا تھا کہ تمھاری فوج ایسی درست ہو کہ وقت ضرورت ہمارے بھی کام آئے اور دشمن بھی ڈرتا رہے خلاصہ کسیطرح کا کوئی کھٹکا باقی نرہا تھا اس عرصے مین مادہ فاسد خارک جو پیشتر سے کثرت عیش اور کثرت خون شباب سے طبیعت مین جمع ہو رہا تھا بُن ران مین دانہ ہوا ہرچند اطبائے حاذق اور ڈاکتران ہندی بدل و جان متوجہ و مصروف رہے لیکن کسی سے اندمال نہوا ایک مہینے تک اسی عارضہ مہلکہ مین رہے آخر وقت شب ۲۴ شہر ذیقعدہ ۱۱۸۹ھ مطابق ۱۷۷۵ع ۲ بجے رات کو انتقال کیا عوام نے اس مرض الموت کی اور بھی روایت مشہور کی مگر بے اصل تھی۔

خلاصہ وہ رات ماتم کی خاص شہر فیض آباد مین شب عاشورہ سے کم نہ تھی ہر گھر سے رونے اور پیٹنے کی آواز بلند تھی معلوم ہوتا تھا کہ اسی گھر کا کوئی وارث مر گیا ہے اور محلات خرد محل اور محل خاص جسمین ہزارہا خواصین تھین کس زبان سے بیان کیا جائے فی الحقیقہ اس خاندان عالیہ مین کسیکا ایسا ماتم نہین سنا تین دن تک کسینے اپنے گھر کے چولھے مین آگ نہین جلائی صبح کو جنازہ بڑے تجمل سے اٹھا عزیز و اقارب ارکان دولت فوج سپاہ سر برہنہ چاک گریبان گریان و نالان ساتھ تھے راہ مین ہر کوچہ و بام مین بھی یہی صورت گذری بعد تجہیز و تکفین گلاب باڑی مین دفن کیا جہان مقبرہ عالیشان بنا ہے اوسکا سب خرچ سالانہ سرکار شاہی سے مقرر تھا بعد اسکے بڑیون کو میت کی شاہجہان آباد بھیجکر حضرت شاہ مردان مین دفن کیا اسواسطے کہ وہان اور بھی بزرگان ریاست دفن تھے سن شریف ۴۴ سال کا تھا حُسن صورت وجاہت رعب و دبدبۂ ریاست اونکی تصویر سے ظاہر ہے اونسے کبھی کسینے آنکھ نہین چار کی اسقدر رعب و ہیبت تھی قوت و طاقت جسمانی ایسی ہی مشہور ہے کہ اکثر اشرفی نذر جسکی لیتے تھے

محسوب حساب ہوا نواب علی اکبر خان بڑے بیٹے لکھنؤ مین رہے سر قبض وہ رہے
باقی عیال حافظ الملک بریلی مین پاتے تھے۔

غرض بعد از فتح کے جناب عالی نے مراجعت فرمائی نواب نجف خان بہادر بھی
مع اپنے لشکر شاہ آباد سے آکر بسولی مین شرف ملازمت حاصل کی بظاہر ملاقات تہنیت
تھی باطن مین غرض حصہ برادرانہ ملک جدید سے کچھ مل جانے کی تھی مگر یہ صورت
نہ ہوئی صفاے ظاہری البتہ ہوگئی بلکہ جناب عالی کے مرکوز خاطر ہوا کہ مین نواب کی ساتھ
اپنی کسی بیٹی کی شادی کر دونگا لیکن دونون کو اجل نے فرصت ندی ادھر جناب عالی
تشریف لائے کئی مہینے کے بعد انتقال کیا اودھر نواب نجف خان دلی جا کر مر گئے

خلاصہ جناب عالی نے وقت مراجعت نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر
اپنا قائم مقام صوبہ کٹھیر مین چھوڑا محمد بشیر خان کو اونکا مہتمم کاروبار نیابت مقرر فرمایا اور
محبوب علیخان اصاحب کنب مرتضے خان بڑیچ وغیرہ رسالدار اور توپخانہ متعین فرمایا
یہ صورت تقسیم بھی مثل تجویز شاہ عالمگیر تھی جو بہادر شاہ اعظم شاہ اپنے دونون بیٹون
کے واسطے چاہتے تھے اگر نفسانیت کو دخل نہوتا تو کیا عجب تھا ان خرابیون
مابعد کی نسبت کوئی صورت اچھی ہوتی یہان بھی اسکے خاص برہمزن نواب
مختار الدولہ ہوے اور اگر صاحبان عالیشان نہوتے تو کشت و خون کا ہونا
بھی کچھ دور نہ تھا۔

انتقال جناب عالی عین شباب جوانی مین باحسرت

الغرض جناب عالی ہر طرف کے فتنہ و فساد سے مطمئن ہوے اور جس سرکش
نے تمردی سے سر اٹھایا اوسے اوٹھایا خاک مذلت پر گرا انتظام ممالک محروسہ و درستی
و آراستگی فوج مین خود مستعد و مصروف اور کاغذ ملکی و مالی کو کمال بیدار مغزی سے
ملاحظہ فرماتے رہے اور دوست و دشمن کو سر حساب سمجھتے رہے اور دون رات
اوقات خاص عیش و عشرت لہو و لعب دنیا مین بھی بسر کرتے رہے کہ کسیطرح سے

غرض لشکر مین ہر طرف غلغلۂ تہنیت و مبارکباد بلند ہوا اور روہیلے مایوس ہوکر
فیض اللہ خان کو لیکر مقام لاراک جو دامن کوہ مین واقع ہے سے لے گئے
چندے روز مین جب مارے فاقون کے مرنے لگے کوئی صورت نجات اور بسر اوقات
کی ندیکھی لاچار ہو کر بوسیلۂ ہارپر صاحب رزیڈنٹ عرضی مشتملبر عفو جرائم
جناب عالی کو بھیجی جناب وزارت مآب نے ازراہ ہمت و جوانمردی اونیر رحم
کھا کر معرفت رزیڈنٹ اور اونکی سفارش سے بھی لاکھ روپے سالانہ عیال
حافظ الملک کیواسطے مقرر فرمایا اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جب جناب عالی
حافظ الملک کے بڑے بیٹے نواب محبت خان کو اپنے ساتھ قید کرلائے
اور فرخ آباد مین بھیجدیا اوسکے نو مہینے بعد جناب عالی نے انتقال کیا نواب
آصف الدولہ نے چاہا کہ نواب محبت خان کے واسطے دس ہزار روپیہ ماہواری
مقرر فرمائین نواب جناب عالی سے خائف و ترسان تھے آخر کسی حکمت سے
قیدخانے سے بھاگ کر کلکتے پہونچے نواب گورنر جنرل سے شرف ملازمت
حاصل کی عرض حال کیا نواب محتشم الیہ نے بہت خاطر و دلجوئی فرمائی پانچ ہزار
روپے دعوت کے ایک گھوڑا عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہم جناب عالی سے
تمھاری سفارش کرینگے چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتے گئے اونسے
نواب محبت خان کی سفارش فرمائی اور جب خود نواب گورنر جنرل بہ ولن فروز
لکھنؤ ہوئے فرمایا نواب محبت خان کی تنخواہ خزانۂ جناب عالی سے آکر ہمارے
خزانۂ رزیڈنٹی سے ملا کرے اور اگر احیاناً سرکار سے کوئی عذر اوسکے دینے مین
ہوگا ہم دلوا دیا کرینگے جب سے نواب محبت خان سرکار انگریزی کا توسل اور
اپنا حامی و دستگیر سمجھکر صاحب رزیڈنٹ کے دربار جایا کرتے تھے اور نواب
آصف الدولہ کے دربار مین بھی خلعت سرفرازی پاکر حاضر رہتے تھے وہی
صورت اونکی اولاد کے واسطے باقی رہی چنانچہ جب جنت آرامگاہ کے
عہد دولت مین تقسیم ممالک محروسہ ہوئی وہی لاکھ روپیہ سالانہ انکی بھی تنخواہ کا

ویسپاہی کا دیا کہ ہم سپاہی ہین ہمارے پاس سوائے ڈھال تلوار کے اور کیا ہے ہمارے سر حاضر ہین پھر ازراہ خودسری وناداہندی مستعد وآمادۂ کارزار ہوئے حافظ الملک نے مجبور ہو کر جناب عالی کو جواب شقہ بھیجا کہ مین نے ہرچند ان سب نا فہمون کو سمجھا یا کسی نے میری بات نہ سنی مین مجبور ہون اور اپنے حصہ رسدی کو حاضر ہون آیندہ حضور کو اختیار ہے۔

القصہ بابین کٹرہ کمال زئی خان اور فرید پور میدان لاکھی کھیڑ مین مقابلہ لڑائی ہوا حافظ الملک وغیرہ سردار ستر ہزار جمعیت لشکری اور جنرل جنکن صاحب کمان افسر کمپ انگریزی اور جناب عالی کی فوج جدید وبحساب محیط لشکر افغانیان تھی ۱۱۸۸ہجری مطابق ۱۷۷۴ء مین جنا ننہ جنگ ہوا کہ وقت محاربہ جب توپ چلی روہیلے موافق اپنی عادت قدیم کے دفعتہً دھاوا کر کے توپ پر آ پڑے چھرے سے ہزارون مثل دانہ نخود جل بھنکر خاک پر گر پڑے اور تلوار بھی خوب چلی حافظ الملک نے ازراہ تہوری ایک نشان ہاتھ مین لیکر چاہا کہ اپنی جمعیت کے یارون سے دھاوا کر کے جناب عالی تک پہنچین اتفاقاً ایک گولہ آن کے جو لگا گھوڑے سے گر پڑے اپنی حسرت کو خاک مین ملا دیا امر عجیب یہ ہے جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا اوسوقت حافظ الملک جامہ ہندوستانی قدیم پر متن قرآن شریف پہنے تھے وہ جامہ برکت قرآن شریف سے نہ جلا چھاتی مین ایک سیاہ دھبا گولے کی دھمک کا لگ گیا تھا جسکے صدمے سے فقط گر پڑے تھے مرتضےٰ خان بڑیچ رسالدار اونکا سر کاٹ کر جناب عالی کے پاس لائے جناب عالی ہاتھی سے اوتر کر سجدۂ شکر بجالائے بعد اسکے سر حافظ سے مخاطب ہو کر فرمایا خدا شاہد حال ہے مین ایسا روز بد تمہارے لیے نچاہتا تھا۔

آیا پھر وہان سے جناب عالی استیصال افاغنہ کیواسطے تشریف فرما ہوئے ۔ حاصل کلام اس معرکہ کا یہ ہے کہ بعد تصفیہ کینہ دیرینہ جو سرداران افاغنہ کو نواب صفدر جنگ مرحوم سے تھا جناب عالی سے صورت صحبت واتحاد مرتبہ ہوگئی تھی چنانچہ بروقت تسلط وغلبہ مرہٹہ ہای دکن انفصال معاملہ جناب عالی نو اپنی خزانے سے زرنقد چالیس لاکھ روپیہ نواب حافظ رحمت خان وغیرہ کیطرف سے دیکر اونکی گلوخلاصی اور رہائی دلوائی تھی باوصف اس اتحاد واحسان عظیم کے حافظ رحمت خان نے خط جناب عالی کا قبل از معرکہ بکسر کا نواب منیر الدولہ کو دے دیا تھا ہر چند یہ بھی خوب جانتے تھے کہ وہ جناب عالی کے دشمن جان ہین کچھ عجب نہ تھا کہ اسی خط سے کوئی صورت فساد عظیم کی نکلتی اور ریاست مین خلل ہوتا ۔

دوسرا سبب یہ بھی ہوا کہ جب سے ملک دوآب پٹھانون سے مرہٹون کے ہاتھ آیا تھا اوسنے جناب عالی نے بزور شمشیر لیا تھا یہ بھی سبب عناد دلی کا ہوا تھا وقوع ایسے اسباب سے صورت اتحاد مبدل بنفاق ہوگئی چنانچہ حافظ الملک نے ایک خط برادرانہ مشتمل شکایت نواب مظفر جنگ کو بھیجا کہ تم جناب عالی سے مل گئے حالانکہ اونھون نے ہماری قوم وقبیلہ کو برباد کردیا ہے نواب مظفر جنگ نے وہ خط ازراہ خلوص وخلاص دلی جناب عالی کو دکھلا دیا مجرد ملاحظہ خط پھر تاب تحمل نرہی ازراہ غضب لشکر کو حکم دیا کہ جلد اناوہ سے سمت ملک افاغنہ کو جاوے ۔

پہلے جناب عالی نے ازراہ اتمام حجت ایک شقہ حافظ الملک کو بھیجا کہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان یہی تھا جو تم ایسے حافظ قرآن سے ظاہر ہوا بہر حال اب مین اوس بہم لاکھ کا طالب ہون جو مین نے تمھاری سب قوم کے بدلے مرہٹون کو دے کر اونکے ہاتھون سے تمھاری سبکی جان وآبرو بچائی حافظ الملک نے وہ خط طلب زر اپنے اقربا وعشیرکا دریا کو دکھا کر سمجھایا کہ یہ زر واجب الادا ہے اور سراسر حق بجانب جناب عالی ہی چاہیے کہ ہر شخص موافق اپنے حصہ رسدی ادای دین کرے وگرنہ فوج انگریزی سے ہم سب کی مفت آبرو جائیگی پھر کسی سے کچھ بن نہ پڑیگا سوای ذلت وبربادی کے بعضون نے جواب دیا نہ مانی و

بجز اسکے کہ یون کافیہ یار و ابط اتحاد کہ جو تھی بصفائی دلی طرفین سے بڑھتا جاوے حیف ہی
اور مقام حیرت کہ نواب محتشم الیہ باوجود ان سب فہم و فراست و عقل و دانش اہل غرض کے
سخنان چرب زبانی کو باور کرین اور میری طرف سے ایسا مظنہ فاسد متمکن خاطر فرماوین
شرط انصاف یہ ہے کہ اگر کسیطرح کا مجھے توہم ہوتا تو مین جریدہ مع عیال اس شدت
برسات مین اسیطرح چلا آتا +

غرض جب نواب گورنر جنرل اس تحریر و تقریر معقول محمد ایلچی خان سے اور سخنان
معقولون سے خوب واقف ہوے اور اہل دفتر نے بھی خوب غور و تامل سے مقابلہ تحریر
خط سے کیا سراسر حق بجانب جناب عالی ٹھہرا اوسکا جواب عدم واقفیت بعذر لکھ بھیجا
دوسرے دن نواب گورنر جنرل پہلے ملاقات جناب عالی کو آئے اور صفائی دلی سے رفع
خدشۂ خاطر کیا جناب عالی نے ارشاد کیا کہ اگر آپ کو مظنہ نسبت سرداران افاغنہ میرے
طرف سے گذرا ہی اسکا حال آپ پر جلد کھل جائیگا اور مین چاہتا ہون کہ آپکے دو کمپنی فوج
کی چھاونی ایک فرخ آباد دوسری کانپور مین قریب میرے ممالک محروسہ کے رہے
اوسکی تنخواہ محسوب ۲ اقی ملک ہو کہ بوقت سرکشی متمردین دولتین عالیتین کام آوین
یہی پہلی بسم اللہ ہوئی جسکے انجام پر تفویض ملک ہوا خلاصہ نواب محتشم الیہ نے اس امر
جدید کو بہت بطیب خاطر منظور و قبول فرمایا بعد دو تین دن کے طرفین سے رسم ضیافت
معمولی ہوا اسکے بعد نواب گورنر جنرل سمت کلکتہ روانہ ہوے اور جناب عالی فیض آباد پھر آئے +

جناب عالی کا فرخ آباد اور اٹاوہ جانا اور معرکہ ہٹیلہ وغیرہ

خلاصہ بعد چند روز کے جناب عالی مع لشکر ظفر پیکر روانہ فرخ آباد ہوے نواب مظفر جنگ
رئیس فرخ آباد نے شرف ملازمت حاصل کیا خطاب فرزندی سے سرفراز ہوے پھر وہان سے
اٹاوے رونق افروز ہوے قلعۂ شہر مذکور کو جو کنارہ دریای جمن تھا ہری پنڈت سے بعلت
عدم رسی زر تحصیل جسے سابق باجی راو پیشوا نے لیا تھا لڑائی ہوئی اوسے فتح کیا اسکا
وقائع کارزار منشی لچھمی [illegible] مین ملازم جواہر علیخان ناظر نے خوب بعبارت رنگین اپنی کتاب
انشا مین لکھا ہی غرض جب سے ملک دوآب جو عملداری مرہٹہ مین تھا حکومت جناب عالی مین

اوسکا اشارہ فرمایا انھون نے نذر دیکر آداب بجا لائے اور بتفاخر اوسے بجا و جیغہ باندھا
ایکدن یہ بھی تھا منزلت با شاہت کا

عماد الملک نواب گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز صاحب بہادر جسارت جنگ کا بنارس آنا جناب عالی کا فیض آباد سے تشریف لیجانا

حاصل کلام اس سانحہ کا یہ ہے کہ نواب منیر الدولہ نواب عباس علیخان کے باپ نے اپنا رسوخ
اور کمال خیر خواہی سمجھا ایک خط جناب عالی کا جو حافظ رحمت خان سے کسی حکمت عملی سے
انکے ہاتھ آیا تھا قبل از معرکہ بکسر کا جو جناب عالی نے اپنی امداد و کمک کیواسطے سرداران
افاغنہ کو لکھا تھا اوسکی تاریخ لفافہ میں ۹ ماہ سنہ ۱۱۸۸ کو سنہ ۱۱۸۶ ہجری سے بدلکر مطابق سنہ ۱۱۸۵ ربیع
جعل و فریب سے کلکتے مین نواب گورنر جنرل کو گذرانا نواب محتشم الیہ اثیر اعتماد کرکے بغیر دریافت
احوال مضمون خط دیکھکر نہایت برہم ہوے اور ایک محبت نامہ شکوہ و شکایت جناب عالی
کو بھیجا اور آپ بھی جلد روانہ بنارس ہوے اور انتظار جواب بھی نکیا اسکے سوا خارج سے
سن چکے تھے کہ جناب عالی نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج سوار و پیادہ و توپخانہ طیار کیا ہے اور
اوسکی آراستگی و قواعد مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین شاید پھر سر محاربہ خیال مین آیا ہوگا
بھی بڑا کھٹکا ہو گیا تھا

غرض جناب عالی کو تحریر خط سے بہت تحیر ہوا پھر سمجھے کہ یہ کام کسی بڑے دشمن دیرینہ کے
آگ لگانے کا ہے چار و ناچار رفع خدشہ خاطر نواب ممدوح اور اپنے اظہار خلوص باطنی
کے لیے عین شدت برسات مین مع نواب بہو بیگم صاحبہ جریدہ بسواری بجرہ داخل بنارس
ہوے پہلے محمد ایلچ خان دریافت حقیقت حال کو مع جواب محبت نامہ حاضر حضور نواب
محتشم الیہ ہوے مضمون جواب محبت نامہ یہ تھا کہ بعض مغوی اور فتنہ پرداز بدنہاد نے اپنی
عداوت دیرینہ سے ازراہ حسد و کینہ تاریخ خط و نامہ اور سنہ ہجریہ کو جعل سے بدل کر
محض بنا بر سوء امکار نمایان جانکر آپ سے گذارش کی ہے لوازمہ محبت و یکجہتی مقتضی اسکی ہے
کہ اسکا مقابلہ مضمون خط سے فرمایئے غالب ہے کہ آپ پر حقیقت حال بخوبی کھل جائیگی
حاشا ثم حاشا کبھی میرے وہم و خیال مین بھی ایسے ظنون فاسدہ و دخل خطرہ نہین کرتے

شادی نواب آصف الدولہ بہادر

جناب عالی نے سنہ ۱۱۸۳ھ مطابق سنہ ۱۷۶۹ء نواب آصف الدولہ بہادر کی شادی شمس النساء بیگم سے تجویز فرمائی جو بیٹی نواب خان خانان پوتی نواب وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر وزیر اعظم بادشاہ دہلی کی تھیں اسکی صورت یہ ہوئی کہ پہلے جناب عالی نے خوش انشاء علی خان کو شاہجہان آباد بھیجکر نواب انتظام الدین خان بیٹے نواب خان خانان کو فیض آباد بلوایا بعد اسکے علی بیگ خان لطافت علیخان خواجہ سرا کو کئی ہزار جمعیت فوج سے نواب خواہ دوری بیگم بی بی وزیر اعظم کو بڑی عزت و تکریم سے طلب فرمایا ۱۱۸۴ھ مطابق ۱۷۷۰ء فیض آباد میں بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی جسمیں ۲۴ لاکھ روپیہ صرف ہوا اگر تکلفات شادی بیان کیے جائیں تو مطلب کتاب جدا رہ جائیگا فقط سلسلہ احوال کے واسطے بیان کیا گیا

نواب گورنر جنرل بہادر نے دربار جناب عالی میں نیابت سے پہلے یا مرتبہ دوم مستقل معلوم نہیں ہارپر صاحب کو مقرر کیا جناب عالی سے اور انسے بہت خصوصیت ہوگئی تھی اس بہت سے ایک اپنے صاحبزادے کا نام جو انہیں دنوں ہوا تھا نامی صاحب مرزا ہارپر نام رکھا ایک دفعہ شاہ عالم بادشاہ بھی الہ آباد سے فیض آباد میں تشریف لاکر لال باغ میں رونق افروز ہوئے جناب عالی نے بڑی دھوم دھام سے مہمانی کی اور بیست و یک ۱۱ لاکھ روپیہ کا نقد و جنس پیشکش کیا اور ۱۱۸۳ھ مطابق ۱۷۶۹ء جناب عالی جب حاضر حضور بادشاہ الہ آباد میں ہوئے اور آپ بندوبست صوبہ کو تشریف لائے تو اپنی جگہ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کو چھوڑ آئے تھے یہ بھی مثل جناب عالی حاضر حضور دربار شاہی رہتے تھے اسوقت ۱۱ یا ۱۲ برس کا انکا سن تھا

ایکدن بادشاہ جب رونق افروز لال باغ تھے بر سبیل تفریح تخت پر سوار گلگشت کو نکلے جناب عالی حسب دستور پیادہ جلوہ سواری میں تھے بعد ہوا خوری جب تخت سے اترنے لگے اتفاقاً بادشاہ کا چرن بردار پیچھے رہگیا تھا جناب عالی نے اپنا جوتہ حاضر کیا بادشاہ نے پہن لیا اور خود برہنہ پا ساتھ چلے جب چرن بردار حاضر ہوا بادشاہ نے جناب عالی کو

غنیمت ہے مین بعد شکار کے پھر مخدی چلا جاؤنگا غرض جب جناب عالی نے متواتر باصرار ارشاد
کیا راجہ کو اپنی خواصی مین بٹھا کر سوار ہوے راہ مین اوس سے زیادہ مہربانی فرمائی جب قریب
اپنے لشکر کے پہونچے جلوس سواری زیادہ ہوا دوسرے شخص سے فرمایا تم میری خواصی مین آبیٹھو
راجہ سے فرمایا تم دوسرے ہاتھی کی عماری کی خواصی مین جا بیٹھو اوسوقت راجہ نے بفراست دریافت کیا کہ یہ مہربانی
میرے واسطے دام گرفتاری ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے مجبوری عماری مین جا کر بیٹھے مجھ داگی
فیلبان کو ارشاد ہوا کہ پردے چھوڑ دے یہ فرما کر خود تشریف فرمای خیرآباد ہوے چوبدار کو حکم
ہوا کہ ملازمین راجہ کو حکم پہونچاؤ کہ راجہ اپنی سزای اعمال کو پہونچا تم سب ملازم سرکار ہوا اپنی
نوکری پر حاضر رہو بہتون نے حکم حاکم کی اطاعت کی بہت سے لوگ اسیری راجہ سے خوش ہوئے
تھوڑے افسردہ ہو گئے جو حضرات مغلیہ جو رفیق خاص راجہ تھے جنپر راجہ بھروسا و اعتماد
تھا ایسے بد حواس ہوے کہ سر پھرا ہوے ہتیار گھوڑا اور اپنا اسباب چھوڑ کر راہ لی
بعد اسکے نقد و جنس راجہ ضبط سرکار ہوا ۱۳۰۰ گھوڑے ۱۰ ہاتھی توپخانہ وخیمہ وغیرہ جو کچھ
مملوکہ راجہ تھا داخل سرکار ہوا کہتے ہین کسی خیرخواہ راجہ نے نواب گورنر جنرل بہادر کو عرضی اس
دام گرفتاری راجہ کی بھیجی کہ آپ کی خیرخواہی سے راجہ کی یہ صورت ہوئی فرمایا کہ ایسے امور
خانگی جناب عالی مین ہمین کچھ دخل نہین جب محمد ایلچ خان نے جناب عالی سے مفصل خبر
عرض کی فرمایا مین نے اس برہمن بچے سے عہد کیا ہے کہ تجھے قتل نکرونگا اور بر وقت منتولی
نیابت اس سے قسم جناب امیر علیہ السلام کی کھائی ہے اب حیران ہون کیا کرون اگر قتل
نہین کرتا بہت سے فساد متصور ہین اور خلاف عہد بھی ہوتا ہے عرض کی اندھا کرنا ایسے
کور نمک کا بہتر از قتل ہے فرمایا اچھا تمہین اختیار ہے جاؤ اوسے اندھا کر ڈالو چنانچہ حسب الحکم
تعمیل ہوئی ہر چند راجہ نے الحاح و زاری کی مگر مثل ملک الموت حکم حاکم کو مقدم سمجھے دونون
آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا دین یہ صورت [illegible] ہجری مطابق [illegible]ء
اور تصفیہ میلہ [illegible] ہجری مطابق [illegible]ء بعد کور حیمی رجب کاروبار نیابت
محمد ایلچ خان کے سپرد ہوا فی الحقیقت بڑا نمک حلال و خیرخواہ سرکار تھا اگرچہ
جاہل علم تھا۔

ثابت جنگ ولایت سے لارڈ ہوکر صوبہ بنگالہ کے بندوبست کو تشریف لائے جناب عالی سے ملاقات ہوئی اور طرفین سے عہد و میثاق کی یہ صورت ٹھہری کہ صوبہ الہ آباد جسکا محاصل ۲۴ لاکھ روپے اور صوبہ کوڑہ جہان آباد ۴ لاکھ سال کا جمیع ۲۸ لاکھ خرچ بادشاہ کے واسطے حوالہ کیا جاوے باقی صوبہ اودھ جو ایک کروڑ پچاس لاکھ کا ہے اور پچاس لاکھ کا بنارس اور غازیپور ۵۰ لاکھ کا یہ جناب عالی کے اختیار میں رہے اور پچاس لاکھ صرف سپاہ لشکرکشی جناب عالی کیجو لیاجاوے یہ وثیقہ معاہدہ تحریر ہوکے طرفین سے دستخط اور مہر ہوئی لارڈ صاحب نے اپنے ہاتھ سے انجیل جناب عالی کو دی اوسیطرح جناب عالی نے قرآن شریف دیا بعد اسکے معانقہ ہوا بعدہ ہفتے عشرے کے بادشاہ عالی گہر نے خلعت بحالی جناب عالی کو دیکے رخصت کیا روانہ فیض آباد ہوئے ٭

نواب گورنر جنرل بہادر نے سند نظامت صوبہ بنگالہ نجم الدولہ میر جعفر علیخان مرحوم کے بیٹے کو دی اور سند دیوانی بنام کمپنی انگریز بہادر اس اقرار پر لی کہ ۲۶ لاکھ سالانہ خزانہ شاہی میں ارسال ہوا کریگا اور محاصل صوبہ بنگالہ بطریق تنخواہ نام کمپنی انگریز بہادر سند بادشاہ سے لکھوالی اور مقرر کیا کہ نواب نجم الدولہ ۲۰ لاکھ سالانہ اپنی ذات کیواسطے لیا کریں اور سب معاملات ملکی و مالی اور سرانجام خرچ اور تحصیل مال متعلق صاحبان عملہ کمپنی کے رہے تحریر تاریخ ۱۲ ماہ اگست ۱۷۶۵ء مطابق ۲۴ ماہ صفر ۱۱۷۹ھ اسکے بعد نواب گورنر جنرل بہادر سمت کلکتہ تشریف فرما ہوے اور شاہ عالم عالی گہر کئی برس تک الہ آباد میں رہے کسواسطے کہ شاہجہان آباد سے اپنے ارکان دولت کے ہاتھ سے تنگ ہوکر نکلے تھے یہ احوال تفصیلی کتاب مفتاح التواریخ مسٹر تامس ولیم بیل محررہ ۱۸۴۹ء سے لکھا گیا ٭

غرض جناب عالی چند روز تک الہ آباد میں رہکے الفرام تدبیر زر معہودہ کیواسطے وہاں سے آئے ارکان دولت جان نثاران خیرخواہان نمکخواران قدیم کو متواتر شقے بھیجے کہ ہر شخص بقدر مقدور مناسب ہے کہ مجھے روپیہ رسد کر سکے بھیجے جس سے میری آبرو رہجاے پردہ دری نہو خدا چاہے تو میں ہر ایک کا روپیہ جلد ادا کرونگا سبھون نے پہلو تہی چشم پوشی کرکے عذرات بارد لکھے ٭

شرط ہفتم یہ تجویز قرار پائی کہ ملک بنارس اور جسقدر بلونت سنگہ مالگذاری مین تابع نواب وزیر کو دیا جاتا ہے گو کہ بادشاہ نے وہ ملک کمپنی انگریزی کو دیا ہے لہذا یہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ ملک مذکور حسب ذیل اوسے دیا جائیگا یعنی وہ سب ملک انگریزون کے اپرا یسو وقت تک رہیگا جب تک میعاد عہدنامہ جو بلونت سنگہ اور کمپنی کے ساتھہ ہوا ہے منقضی ہو وے اور تاریخ انقضا اوسکی ۲۷ ماہ نومبر سنہ ع ہی بعد ازان نواب کو دخل دیا جائیگا تا قلعہ چنار گڈھ پر دخل اونکا اوسوقت تک نہوگا جب تک شرط ششم عہدنامے کی بالکل تعمیل نہو جائیگی ۔

شرط ہشتم نواب کمپنی انگریزی کو اجازت دیگا کہ وہ تجارت بلا محصول تمام ملک مین کیا کرین ۔

شرط نہم تمام واسطہ داران اور رعایاے نواب جسنے کچھہ بھی مدد یا اعانت جنگ گذشتہ مین کی ہوگی اوسکے قصور معاف ہونگے اور کسیطرح کی اونسے مزاحمت اس بارہ مین نہوگی ۔

شرط دہم جسوقت یہ عہدنامہ دستخط ہوگا اوسیوقت فوج انگریزی ملک نواب سے روانہ ہوگی صرف فوج قلعہ چنار کی باقی رہے گی اور اسیقدر فوج قلعہ الہ آباد مین رہے گی جسقدر واسطے حفاظت بادشاہ کے ضرور متصور ہوگی بشرطیکہ بادشاہ ضرورت اوسکی بیان کرینگے ۔

شرط یازدہم نواب شجاع الدولہ نواب نجم الدولہ اور کمپنی انگریزی یہ اقرار کرتے ہین کہ وہ بصدق نیت سے تمام شرائط مندرجہ و مقبولہ عہدنامہ ہذا کا لحاظ رکھینگے اور رعایت کرینگے اور وہ حقیقتہ یا صراحتہ اپنی رعایا سے بھی شکستگی عہد روا اور جائز نرکھینگے اور فریقین معاہد ضامن ایک دوسرے کے ہوتے ہین کہ تمام شرائط عہدنامہ حال کے تعمیل ہونگے اسپر دستخطا اور مہرا و مقتم ہر ایک فریق معاہد نے بمقام الہ آباد بتاریخ ۱۲ ماہ اگست ۱۷۶۵ع وبروبار ہے کی ۔

منشی اعتصام الدین لندنی اپنے رسالے مین لکھتے ہین کہ جب کرنل کلایو مخاطب

اور نہ شاہ کی کمانی رہنے گا جس سے خلل بعدازین اس اتفاق مین واقع ہووے +

شرط دوم درصورتیکہ ممالک شجاع الدولہ پر بعد اسکے حملہ کسی دشمن کا ہوگا تو نواب نجم الدولہ و کمپنی انگریزی اوسکی مدد جزو فوج یا کل فوج سے کرینگے کہ جیسی ضرورت وقت کی اور جسقدر محافظت ضروری ممالک اپنے سے بلاوقت ممکن ہوگی اور اگر ممالک نواب نجم الدولہ پر یا کمپنی انگریزی کے ممالک پر حملہ آور ہوگا تو نواب اسیطرح اونکی مدد جزو فوج یا کل فوج سے کرینگے درحالیتکہ فوج انگریزی کمپنی نواب کی معین رہیگی تو جسقدر خرچ تعلیم اونکا ہوگا اوسکی کفالت نواب پر ہوگی +

شرط سوم نواب بصدق دل وعدہ کرتا ہے کہ وہ ہرگز اپنے یہان نرکھے گا اور نہ آسرے دیگا قاسم علیخان معزول صوبہ دار بنگالہ وغیرہ و سمرو قاتلان انگریزان اور نہ کسی مغرور انگریز کو اور نہ کسی پاہی کی مدد یا حمایت یا حفاظت اونکی کریگا اور وہ یہ بھی وعدہ کرتا ہے کہ جو انگریز فراری ہوکر اوسکے ملک مین آئیگا اوسے بھی وہ حوالہ کردیگا +

شرط چہارم شاہ عالم بادشاہ قابض کوڑہ پر اور اسیقدر جزو اضلاع الہ آباد پر رہیگا جو اب اوسکے قبضے مین ہین اور جو اوسے واسطے قائم رکھنے حیثیت بادشاہی ... کے دیا ہے +

شرط پنجم نواب شجاع الدولہ پھر بھی بصدق دل و نیت درست وعدہ کرتا ہے ... وہ بلونت سنگھ کو زمینداری بنارس اور غازی پور اور اون اضلاع پر جو اوسکے ... تھے جبسے وہ نواب جعفر علیخان مرحوم اور انگریزون کے پاس حاضر ہوا تھا بشرطیکہ ... مالگذاری وہ دیتا تھا اوسیقدر دیتا رہیگا +

شرط ششم بنظر اسکے کہ کمپنی انگریز کا جنگ گذشتہ مین صرف کثیر ہوا ہی لہذا نواب اقرار ... پچاس لاکھ روپیہ حسب تفصیل ذیل دیگا یعنی بارہ ۱۲ لاکھ نقد اور آٹھ لاکھ ... یہ عہدنامہ تصدیق اور منظور ہوگا اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی ... باقساط ماہواری اسیطرح پر کہ عرصہ ۱۳ مہینے مین تاریخ عہدنامہ ہذا سے ... ادا ہوگا +

کے پچاس لاکھ روپیہ صرف لڑائی وہ جناب عالی دین نصف نقد و نصف باقی بر تنخواہ صوبہ
اور جسقدر اس عرصہ قلیل مین تحصیلداران انگریزی سے تحصیل کیا ہو وہ مجرا الین اور ایک صاحب
رزیڈنٹ سرکار جناب عالی مین بعہدہ وکالت حاضر رہے اوسے کسیطرح کی مداخلت مقدمات
جناب عالی مین نہو اور طرفین دوست کو دوست دشمن کو دشمن ایک دوسرے کا سمجھے اور
ہر سرکش متمرد پیچ اپنی قوت دکھاوے اوسے ہر ایک اپنی اعانت فوج سے زیر و زبر کرے
اور خرچ جسکے ذمے پڑے نہ جب یہ عہد و میثاق ہو چکا جناب عالی اور جنرل کرنگ
الہ آباد تشریف فرما ہوے

نقل عہدنامہ جناب عالی

رائٹ انبل رابرٹ لارڈ کلیو بیرن آف پلاسی نائیٹ کمانڈنگ آف دی بست انبل
اور لارڈ آف دی باتھ میجر جنرل اور سپہ سالار فوج اور پریزیڈنٹ کونسل و گورنر فورٹ ولیم
اور تمام آبادیہای متعلق کمپنی مشتملہ سوداگران انگلستان جو تجارت ہندوستان کے
اضلاع بنگالہ و بہار و اڑیسہ مین کرتے ہین اور جان کارنیک صاحب برگیڈیر جنرل کرنل
ملازم کمپنی مذکور اور کمانڈنگ افواج متعینہ بنگالہ کو کل اختیارات اور حکومت من جانب
نواب نجم الدولہ صوبہ دار بنگالہ و بہار و اڑیسہ اور نیز من جانب کمپنی مشتملہ سوداگران
انگلستان جو ہندوستان مین تجارت کرتے ہین عطا ہوئی ہو کہ صلح دوامی مستحکم ساتھ
نواب شجاع الدولہ وزیر الممالک کے تجویز کرکے منعقد کرین اون لوگون کو جو واضع ہو بنت
وہ متعلق ہو یا آیندہ متعلق ہو گی کہ مختاران کل مذکورہ بالا نے شرائط ذیل نواب مدوح کے
قرار دیے ہین اور منظور کیے ہین

شرط اول ایک واقعی و تمام صلح اور دوستی ہمیشہ اور اتفاق مستحکم فیما بین
نواب شجاع الدولہ اور اونکے وارثون کے ایک فریق اور نواب نجم الدولہ اور انگریزی
ایسٹ انڈیا کمپنی کے فریق ثانی قائم ہوگا اور فریقین معاہدہ ہمہ تن مصروف ہونگے اتحاد
باہمی فیما بین ہین اور اپنے اپنے ممالک مین اور رعایا مین قائم رکھینگے اور آیندہ کسی حیلہ
یا سبب اجازت برخلافی برتکسی کی نہ دینگے کہ کوئی یہ امر کرے اور باجتیاط تمام امر مشتبہ

کچھ بن نہ پڑا ایسا نشۂ غفلت و خودسری سب کے سر مین سما گیا تھا +

غرض صورت صلاح حال و صلح یہ ہوئی کہ مہدی گھاٹ پر کنار دریای گنگ لشکر جناب عالی
اوس پار جانب شمال لشکر انگریزی تھا جناب عالی جریدہ بسواری پالکی جھالردار چند خواص
اردلی سے کشتی پر سوار ہو اوس پار تشریف فرما ہوے جنرل کرناک صاحب کمان افسر کو جب یہ
خبر پہونچی پہلے متعجب و متحیر ہوے جب قریب کشتی پہونچی مع افسران جلیل الشان خیمے سے نکل
استقبال کیا لب فرش تک جلو سواری مین رہے جب پالکی سے اوترے معانقہ ہوا توپ
سلامی کی چلی داخل خیمہ ہوے اور مثل ملازمین انتہائی تعظیم و تکریم سے پیش آئے پہلے جناب عالی
نے کچھ کلمات باہم ارشاد فرماے جنرل صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا آپ سے ارادہ لڑائی کا
نہ بیشتر تھا نہ اب ہے ہم نے آپکی مروت و ہمت و جوانمردی کا مثل نہ دیکھا اور نہ سنا لیکن اوس
قاسم علیخان نے ہمسے نقض عہد و میثاق کیا اور بدلے ہماری نیکی کے بدی پیش آیا اور
درپے ہمارے قتل و قمع کے ہوا اور ہمارے بیگناہون کا خون ناحق بہایا پہلے ہم بھی خائف تھے
لیکن معلوم ہوا کہ زمانہ جوانمردون سے خالی نہین ہوتا اور مرد وہ ہے جو بروقت غالب ہونے کے
دشمن پر رحم و مردی سے پیش آئے جیسا آپ نے اپنے مہمانون پر مہمان نوازی فرمائی ہم سب آپکے
شکرگزار ہین اور آپکے استقلال کے قائل ہین اور یہ صورت خاص لڑائی کی فقط بیوفائی
... سے ہوئی بہرحال مضی مامضی اب ہم آپکے دوست کو اپنا دوست سمجھین اور دشمن کو آپکے
... زادین ہمارے دشمن کو آپ زیر تیغ لین جناب عالی کو پہلے جسقدر تشویش و خلجان خاطر تھا
سب رفع ہو کر شگفتگی و تسکین خاطر ہوئی اور ہر سوال کا جواب مناسب دیا اور باتفاق صاحبان
عالیشان حاضری نوش فرمائی اور رفع اشتباہ کو اوسی خیمے مین استراحت بھی فرمائی یہی طریقہ
ضیافت سرکار شاہی کا تا انتزاع سلطنت رہا اور طرفین سے استقبال و مشایعت
کی صورت رہی +

کتاب کہنہ تواریخ انگریزی مین جو بعض کلمات عجز جناب عالی تحریر کیے وہ
... ت سے نہین سنے +

بعد ہفتہ عشرہ معرفت رای شتاب رای تصفیہ صلح سرکار مین اس صورت سے ہوا

اب میری عقل ناقص مین صلاح دولت یہ ہے کہ آپ اس صورت صلح فرمائین تو بہتر ہو گذشتہ
صلوۃ جو ہونا تھا وہ سب ہو چکا اوسکی صورت یہ ہے کہ آپ بلا واسطہ تن تنہا اونکے پاس
تشریف لیجائیے غالب ہے کہ صاحبان ممدوح ازراہ ہمت وجوانمردی آپکا بڑا احترام کرینگے
اور کسیطرح کی دغا وفریب سے پیش نہ آئینگے کیواسطے کہ اونکا بھی یہی مدعا اول سے
کہ اس امر مین جلدی نکرینگے بلکہ آپکی صلح کو غنیمت جانینگے او جو شخص آپ سے ادعائے مبارزت
کرے اوسے اپنا دشمن جان وابرو جانیے گا جو حق دوستی وخیرخواہی وعاقبت اندیشی تھا
عرض کیا آگے حضور کو اختیار ہے ۔

دوسری صورت خداداد یہ ہوئی کہ کورٹ ہمان آباد کی لڑائین یا موسی اگرمین تھا قا
وہ صاحب شان جلیل القدر لشکر انگریزی سے بگھی پر سوار چلے جاتے تھے راہ مین سرفراز
کے رسالے کے سوار گرفتار کرکے لے آئے بعض کوتہ اندیش نے چاہا کہ مثل گرفتاری
عالیجاہ قتل کرین اون صاحبون کو بھی اپنا قتل یقین ہوگیا کہ دشمن کے ہاتھہ سے جان کا
بچنا مشکل ہوتا ہے لیکن جناب عالی نے ازراہ جوانمردی اونھین بڑی عزت واحترام سے
علیحدہ خیمے مین رکھا تھا اپنا مہمان کیا اور لوازمہ مہمانی مہیا فرمایا او جتنی چیزین ضروری تھین
سب کو حکم فرمایا امر عجیب یہ کہ لشکر اسلام مین شراب غیر ممکن تھی بہزار تلاش وہ بھی میسر ہوئی
اور جس چیز کی احتیاج ہوتی تھی مہیا ہو جاتی تھی ایکدن وہ دونون صاحب حضور جناب عالی
ہوئے تھے اور ایک دفعہ خود بھی جناب عالی اونکے خیمے مین تشریف لیگئے کرمتواتر ارشاد
فرماتے تھے کہ جب آپ کا جی چاہے بسلامت اپنے لشکر چلے جایئے وہ کہتے تھے ہمین
صحبت آپ کی بہت غنیمت ہے جسدن رخصت ہوئے آٹھہ گھوڑے خاصہ سواری کے
چار ہاتھی کشتی جواہر بیش قیمت دو ہزار اشرفی عنایت فرمائی ۔

جب یہ دونون صاحب جلیل الشان اپنے لشکر مین بسلامت باعزت داخل ہوئے اپنے
کمان افسر سے جناب عالی کی ہمت وجوانمردی ومہمانداری کی بہت تعریف کی اور صاحب
بھی مشتاق ملاقات ہوے اور یہ صاحب بھی محرک اصلاح حال ہوے اقبال اسے
کہتے ہین اور جب خدا چاہتا ہے بگڑے کام سب بن جاتے ہین بلکہ گار دین یاد

جو قریب عظیم آباد سے ہے پردگیان عصمت کو بحفاظت وحراست مظفرالدولہ بخشی الملک ابوالبرکات خان
مور جنگ ساکن قصبہ کاکوری قریب لکھنؤ سپرد کیا وہ روانہ بریلی بجمعیت بریلی ہوے اور خود
جناب عالی جریدہ بعزم محاربہ ثانی صاحبان عالیشان بریلی ہوکر افواج احمد خان بنگش رئیس
فرخ آباد کے پاس گئے اس خیال سے کہ سرداران جنوبی اور بادشاہ درانی کو اپنی کمک کو لائین
جسطرح بالاجمال مذکور ہوچکا لیکن کسیکے قول وفعل کو درست نہ پایا سبکی طرف سے دل ٹوٹ گیا
کہ انھین کسی سے سوائے مکر وفریب وچرب زبانی کے کچھ نہو سکیگا ۔
حقوق صاحبان روسای قصبہ کاکوری اس سلطنت مین

ست سے ہے چنانچہ جب جنت آرامگاہ نے مسند وزارت پر جلوس فرمایا ایکدن وقت صبح
بسبیل تفریح تشریف فرمای قصبہ مذکور ہوے غلام صفدر خان غلام حیدر خان انھین حسن خدمات کی
خان کے بیٹون کو طلب فرمایا خلعت سے سرفراز کرکے دونون کا دو دو سو روپیہ مواجب
مقرر فرمایا ازراہ قدردانی وقدامت اونکا حفظ مراتب فرماتے رہے اور اب تک سرکار
ہی مین حافظ علیخان محفوظ علیخان وصی علیخان مولوی نہال الدین خان مولوی محمد خلیل الدین خان
وغیرہ ہمیشہ سے خدمات عالیہ پر مامور رہے آخر سلطنت مین مولوی محمد مسیح الدین خان
درمیں منشی نواب گورنر جنرل بہادر جناب عالیہ ملکہ کشور وجرنیل مرزا اسکندر حشمت
مد بہادر کے ساتھ بسرشتہ سفارت لندن گئے شاید انھون نے بھی کتاب سفر لندن
لات سرکارین لکھے ہین اگر قالب طبع پر پہونچینگے خاص وعام پر کھل جائیگا اور
انکا ذکر بھی دوسری جلد مین اپنے سلسلہ مقام پر آئیگا اور ہر ایک کا وظیفہ شاہی
سے پنشن سرکار انگریزی سے پاتی ہے ۔
الحاصل مطلب کتاب کہ نواب احمد خان بنگش کو اگرچہ بلحاظ مقدمات دیرینہ
کی عداوت سے تھا مگر جب اونکے مہمان اس حال سے ہوے جسطرح مذکور ہوا وہ
ل بالخلاص پیش آئے دل شکستہ ہوے جناب عالی کا پریشان حال و تردد اور
کارزار کی دیکھکر اپنی پگڑی بنا دی وعاقبت اندیشی سے عرض کیا کہ مین
ایسا ہون نہ مثل اورون کے اور ان سبکا احوال آپ پر منکشف ہوگیا

علی ابراہیم خان سب نقاشی عالیجاہ نے رؤسا و لشکر جناب عالی سے موافقت ویکجہتی کرلی تھی
غرض ایکدن پیشتر لڑائی بکسر کے عالیجاہ لنگڑی ہتنی پر سوار مع اپنے عیال لشکر جناب عالی
سے روانہ الہ آباد ہوے اور بجان واحد قید جناب عالی سے نجات پائی علی ابراہیم خان
نے اوسوقت بیکسی مین بھی ازراہ دولتخواہی ونمک حلالی بمقتضای شرافت ہزار روپیہ نقد
اور گھوڑا اپنی سواری کا بھیجدیا لیکن عالیجاہ نے ازراہ غیرت قبول نہ کیا پھر باینہمہ
افتان وخیزان الہ آباد پہونچے چھوٹے سے مکان کرایہ مین اوترے پھر لکھنؤ ہوکر رہیلکھنڈ
ملک نا غنہ مین گئے اور قید فرنگ سے محفوظ رہے ہر چند یہ مرحلہ جناب عالی اور صاحبان
عالیشان سے پہلے طی ہوچکا تھا کہ ہم عالیجاہ کو گرفتار کرکے تمھین دینگے
کہتے ہین کہ عالیجاہ کا خیمہ لکھنؤ مین کنار دریای گومتی زیر قلعہ مچھی بھون برپا ہوا تھا
اونکے سامنے ایک طرف وہ قرآن ضمانت نما مین دوسری طرف زنار ہنود رکھے تھے
کہ اگر فتح جناب عالی ہوئی زنار پہن لونگا اور اس قرآن سے بے ادبی کرونگا یہان تک
کہ خبر شکست بکسر سنی۔
خلاصہ ملک نا غنہ مین بھی صورت قیام نہ ٹھہری بعد چند روز کے پریشان وخستہ حال
ہوکر میانے مین سوار شاہجہان آباد پہونچے نواب نجف خان نے بڑے احترام سے
اپنا مہمان کیا اور کہا کہ اب خیال ملک بنگالہ اور تصور عہدۂ وزارت کو دل سے دھوکے
ملازمت حضور شاہی رہنا غنیمت سمجھیے مین بہرصورت آپکی خدمتگذاری اور کفالت کو حاضر ہون
عالیجاہ بھی اپنی عادت قدیم سے مجبور تھے چند روز رہکر ایک عرضی بادشاہ کو اس
مضمون کی دی کہ اگر غلام کو بجای نواب نجف خان حضور سرفراز فرمائین تو اون سے بہتر
انتظام ممالک محروسہ کرونگا جب نواب کو یہ خبر معلوم ہوئی آمد ورفت موقوف کی بلکہ کفالت
سے ہاتھ نہ اوٹھایا بعد چند روز کے سبزی منڈی مین انتقال کیا حضرت شاہ مردان مین
مدفون ہوے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ملاقات جناب عالی بسرداران انگلشیہ بعد صلح فیض آباد کو آنا

خلاصہ جناب عالی بعد شکست بکسر سمت الہ آباد روانہ ہوے راہ مین مقام چھپرہ سے

ابراہیم علی خان کے کہلا بھیجا کہ بادشاہ بقایاے صوبہ بنگالہ وغیرہ عالیجاہ سے طلب باقی
اور اسپر تحصیلدار مقرر کیا چاہتے ہین اسکا جواب مجھے عالیجاہ دین اونہون نے جواب دیا
سبحان اللہ مین تو تمہارے بھروسے پر بیٹھا ہون جو مجھے ممکن وہ ہوا اوسمین قصور نہین کیا
اب مجھے مقدور کہان رہا ہے مجبور ہون اور بادشاہ کا جو تقاضا ہے بجا ہے جناب عالی
بینی بہادر کو حکم فرمائین کہ وہ حساب سمجھ لے پھر جو باقی نکلے ادا سکے ادا کرے نہین جبراً کہ
ممکن ہوگا قصور نکرونگا آگے آپکو اختیار ہے ۔

القصہ ایسی ہی النفاقی کی باتون سے منفعل ہوکر ایکدن عالیجاہ نے بسبب یک جہان
سفاہت شعار بغور تامل و فکر مآل اندیشی لباس گیروا فقرا کا پہنکر بوریے پر بیٹھے اور
فقاہی خاص بھی اسیصورت سے بنے انگشت نمائے خاص و عام ہوے جناب عالی ف[...]
اپنی رفع بدنامی سمجھکر علی ابراہیم خان کو نواب عالیہ کیطرف سے کہلا بھیجا کہ مین نے بادشاہ کی
حکم سے کہلا بھیجا تھا اوسکا جواب شافی دینا چاہیے تھا یا ترک لباس کرنا مجھے بدنام کرنا
کیا ضرور تھا حاصل کلام بہت سے کلمات تشفی و دلجوئی کے کہلا بھیجے آخر خود تشریف لیگئے
اور بہت سمجھا کر لباس فقیرانہ بدلوایا ۔

دوسرے دن سحر و ملازم عالیجاہ نے ازراہ نمک حلالی تنخواہ اپنی پلٹن اور توپخانہ کی
[...]لیکر جناب عالی کا نوکر ہوا اور اسلحہ حرب بندوق میگزین وغیرہ اپنی سرکار مین نہ[...]
[...]رسوخ جناب عالی سے عرض کیا کہ مجھے عالیجاہ نے حکم قطعی دیا تھا کہ بعد فتح انگریز[...]
[...]تامل لشکر جناب عالی کو لوٹ لینا جب جناب عالی نے یہ شکایت علی ابراہیم خان سے
[...]کیا کہ اگر وہ اپنا رسوخ حضور سے ینکرتا تو آپ سپاہ دشمن کو کیونکر نوکر رکھتے اور
[...] سردار لشکر بھی وقت بد دیکھکر اور اپنی عاقبت سمجھکر حیلہ رزق جانکر لشکر
[...]لی مین چلے آئے ۔

[...]ے دن صبح کو موسیو جنتیل نے اپنی فوج لیکر خیمہ عالیجاہ کا محاصرہ کرلیا اور
[...]ی پر سوار کرا ایک افسر کو خواصی مین بٹھا لشکر جناب عالی کے مقام معینہ مین
[...] جتنا مال و اسباب نقد و جنس تھا سب ضبط سرکار جناب عالی[...]

جب یہ فوج کذائی بھی بھاگی پھر فوج انگریزی نے لشکر کو لوٹا نواب عماد الملک کا بہت اسباب تلف ہوا نواب نجف خان جو جناب عالی سے بیدل و برگشتہ ہو رہے تھے وہ بھی بندیل کھنڈ سے پہنچکر داخل رفاقت صاحبان عالیشان ہوے فوج انگریزی جو لکھنؤ آئی تھی راہی شتاب اسی نے اوس سے انتظام ملک اودھ کیا اور جماعت افاغنہ جسنے وعدہ تھی رفاقت جناب عالی کا کیا تھا وہ مرہٹون کا بھی مقابلہ دیکھ چکے جناب عالی مضطر ہو کر پھر فرخ آباد آئے کہتے ہین کہ جناب عالی نے بعد قبض و تصرف اپنے ممالک محروسہ کے بدل چاہا کہ نواب عماد الملک کو ۱۵ لاکھ کا ملک علیحدہ کر دیوین کسواسطے کہ وہ ہر حال مین شریک رہے تھے مگر اونھون نے اوسے قبول نکیا خلاف اپنی ہمت کے سمجھے اور وہی راہ و رسم قیام مین رہا

پریشان حالی نواب قاسم علیخان عالیجاہ اور شاہجہان آباد پہنچکر بیکسی مرنا

مختصر احوال پریشانی نواب قاسم علیخان یہ ہے کہ بہت صاحب مروت و فیاض تھے اگرچہ متلون المزاج خلق تھے اور فی الحقیقت صاحبان عالیشان اور میر محمد جعفر خان دونون انکے محسن تھے اونسے اونھون نے سراسر خلاف کیا اہل تواریخ ممالک شرقیہ گرفتاری عالیجاہ نسبت خلاف جناب عالی جانتے ہین اونکے حق بجانب اور وقایع نگار اہل مقامات اس مملکت کے از روی تحریرات مراسلات مختفی عالیجاہ سے جو درباب عزل و برہمی وزارت جناب عالی جو بادشاہ کو بھیجی تھی اونکی خطا جانتے ہین العلم عند اللہ ان امورات سلطنت کو کچھ حکام خوب جانتے ہین ؞

فلاصہ شروع بگاڑ یہ ہوا کہ پہلے جناب عالی نے ۱۱ لاکھ روپیہ معینہ ماہ بماہ کو طلب کیا جو محاصرہ عظیم آباد مین قرار پایا تھا عالیجاہ نے اس خیال سے کہ شدت تقاضای جناب عالی کی نجات ملے یہ جواب دیا کہ اگر مین مرشد آباد کو رخصت ہو کر جاؤن اور انتظام انگریزی مین خلل ڈالون تو مضائقہ نہین بالفعل فوج انگریزی وہان کم ہے وہ نہایت متردد معلوم ہوتے ہین اگر مین وہان جاؤنگا تو کار سرکار بسہولت انجام پائیگا جناب عالی نے فرمایا کہ اگر عالیجاہ پھر کر نہ آئین تو کیا کرونگا خلاصہ بیہودہ سے سوال و جواب فیمابین ہونے لگے عالیجاہ عذر بے بضاعتی کرتے رہے آخر ایکدن جناب عالی نے دو فرمت

اپنا رہنا مناسب نجانا بلکہ روہیلون سے مطمئن نہوے چنانچہ ایک دفعہ سپاہ سے کچھ
فساد بھی ہوا حافظ رحمت خان نے دیکھا کہ اگر کوئی امر خلاف ہمارے ملک مین ہوا بڑی
بحالت ہو گی عرض کیا کہ اگر حضور میرے ساتھ نواب احمد خان بنگش نواب فرخ آباد کی پاس
تشریف لیچلین غالب ہے کہ آپ کے تشریف لیجانے سے بخارات دیرینہ نواب مرحوم کے
وقت کی جاتی رہینگے اور آپ سے باطاعت پیش آئینگے اوسوقت بھی جمعیت لشکر جناب عالی
کچھ کم نہ تھی اور انھین دنون احمد شاہ ابدالی بادشاہ کابل نے میدان خالی دیکھکر قصد
داخلہ شاہجہان آباد کیا تھا پھر سوچکر راہ مین سرہند تک ٹھہر رہا تھا کہ تحصیل زر بخوبی کیجیے
اسی بہت سے جناب عالی کو بھی منظور رہوا کہ شاہجہان آباد جا کر معرفت نواب نجیب الدولہ
شاہ کو عرضی دیجیے اور دو کرور روپیہ کا وعدہ پیشکش کر کے اپنی کمک کو لے آئیے
لیکن وہان سے یہ تدبیر بھی بن نہ پڑی +
جب نواب روانہ فرخ آباد ہوے قریب شہر پہونچے نواب حافظ رحمت خان پہلے
نواب احمد خان کے پاس گئے اور بخوبی اونھین سمجھا کر استقبال کو لائے بڑی تعظیم و
کریم سے داخل شہر ہوے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال بجا لائے +
آخر جناب عالی بصلاح نواب عماد الملک راو ملہار راو ہولکر کو ۴۵ ہزار جمعیت فوج سے
شریک کیا کہ چالیس ہزار کوچ بیس ہزار مقام دینگے پھر وہانسے جمع ہو مع نواب
الملک صاحبان عالیشان سے لڑنے کو آئے چنانچہ یہ معرکہ جنگ کوڑہ جہان آباد
دان مین قریب کانپور ہوا +
س کرنک صاحب بہادر نے جب یہ خبر سنی تھوڑی فوج لیکر الہ آباد سے روانہ ہوے جب
ام ہٹون نے پہلے کچھ ہنسنے بائین ہاتھ پانون ہلائے جب چھرہ توپ کا اور
گلی سیدھے سرحد کو آلیا پر پہونچے مگر فقط ملہار راو تن تنہا اپنی جوانمردی سے
ہا کہ میدان سے نہ ہٹے جناب عالی اور نواب عماد الملک سمجھا کر اپنے ساتھ
جان دینے سے کیا فائدہ تمھاری بہادری مین کچھ شک نہین لڑائی مین
ت کا اختیار بخدا ہے +

بلکہ نحامت یہ ہوا کہ اس لوٹ مین ہزارون تلنگے بھی شریک ہو گئے تھے اب ناظرین چشم انصاف دیکھین کہ یہ فوج موروملخ کئی پلٹن انگریزی کسوجہ سے بھاگی بنظر حسن تدبیر ظاہر کا نااتفاقی وہی انتظامی شرابی وسرکشی دوسرے اقبال واد بار آقا او رانثرنیت خاص

الغرض یہ سب بھگیلے سراسیمہ پریشان حال درگاوتی ندی کے پار ہونے کو جمع ہوئے فوج انگریزی پیچھے چلی آتی تھی اوسنے سبکو زیر بار ہو رکھ لیا تھا اور دونون طرف کے لوگ اس پار اوس پار کے خاک ذلت پر گر رہے تھے اس جہت سے عجیب حال سبکا ہو گیا تھا کیکے ہوش وحواس باقی نرہے تھے ہزارون دریا مین ڈوب کر مر گئے تھوڑے سے جو بادی لشکر او بچے لشکر بادشاہ بھی اوس پار اوتر اجناب عالی بھی پار اوترے آخر بیگمات عصمت کو روانہ الہ آباد کیا +

بادشاہ بھی جناب عالی سے صاف نہ تھے بلکہ کبیدہ خاطر ہو کر ملاقات صاحبان عالیشان کے بہانے ڈہونڈھتے تھے اوسوقت جب صاحبان عالیشان نے بادشاہ کو بہ بیر و بال دیکھا اور اونکی عظمت و جلالت وشان وشوکت کی خوب قلعی کھل چکی اور اپنا بھی دبدبہ وقوت وزور دکھا چکے تھے راہ ورسم مراسلات اور درخواست اپنے پشت وپناہ ہونے اور امانت کی ظاہر کی یہ فہم وفراست دانایان فرنگ کو خدا نے عنایت کی ہے اور امر تقدیری جدا ہے پس یہین سے ظاہر ہے کہ صاحبان عالیشان نے قناعت اسی زینہ وزارت پر کیکر بیش قدمی خلاف عقل سمجھے والا تسخیر بلاد ہندوستان اوسیدن ہو چکا تھا شرق سے غرب تک کی حقیقت تو کھل چکی تھی شمال مین کوہستان جنوب مین سمندر وہان اسے زیادہ کون ایسا تھا لہذا اس زینہ پر مستقل رہنا چاہیے پھر مدارج سلطنت پر جانا آسان ہو جائیگا اور یکایک کیسکے گھر مین چلے جانا نہ چاہیے اگرچہ اسمین ایک مدت گذر جاے ع آہستہ خرام بلکہ مخرام + اب یہ سب حقیقت حال اس زمانہ حال مین کھل گئی خوف اتفاق قوم سب کا جاتا رہا گویا سب چراغ ہندوستان بجھ گئے +

القصہ جناب عالی بصلاح نواب عنایت خان بانس بریلی تشریف فرما ہوے وہان بھی

شجاع قلیخان میان عیسی اور شیخ زادے تلنگون کی بندوقون کی آواز سنکر اس گمان سے
کہ مبادا ابہی بہادر ہمسے زیادہ اپنی ناموری کرجاوے حضور جناب عالی ہمین تنجالت ہوگی
مضطرب ہوکر بے دریافت حال پشت سر شمرو سے نکلکر بڑھے لیکن انکے آگے جھیل اور دلدل
تھا گھوڑونکا اوسمین سے گذرنا مشکل پڑا علاوہ اسکے بڑھکے آگے ٹھہرنا آسان نہین اس عرصہ مین
انکے جانے سے سمرو کی توپ جو فوج انگریزی پر گولہ برسارہی تھی رک گئی کسواسطے کہ میان عیسے
دونون صف مین حائل ہوگئے تھے اب انگریزی گولی شدت سے برسنے لگی آخر میان عیسے
بہزار خرابی تھوڑے سوارون سے جھیل کے پار ہوکر نشانے گولیون کے ہوگئے اور لوگ جو
بہادری سے میدان مین ڈٹے رہگئے تھے انکے بھی پاؤن مین لغزش ہوگئی جسطرح موج دریا شدت
ہوا سے تلاطم مین آجاتی ہے اور سب سے زیادہ آفت سماوی یہ ہوئی کہ جب لڑائی شروع
ہوئی تھی ہوا موافق تھی اب موہنھ پر کی ہوگئی طرفین سے تند ہوائین جمع ہوکر مثل ابر سیاہ
نمایان چھا گیا اس عرصہ مین تلنگے جو مقابل بنی بہادر تھے داخل لشکر ہوگئے اور اسباب برباد
رکھہ لیا اس صورت مین کسیکا پاؤن نہ ٹھہر سکا ایک تزلزل عظیم لشکر مین پڑگیا ہر ایک کو اپنی
جان کا بچانا مشکل پڑا پہلے حضرات مغلیہ جو ہمقوم و ہم قبیلہ تھے اور کس و ناکس اپنے تئین
غراب جاتا تھا اور اپنی نخوت و غرور سے سبکو نامرد جانتے تھے یہ رنگ دیکھکر اپنے آقا کے
مدار سے ہاتھ اوٹھا کر بھاگ گئے لگے کہتے ہین کہ لڑائی مین خدا نکرے کسیکا پاؤن اوٹھے
عتہ سبکے پاؤن اوٹھ جاتے ہین آخر اپنے لشکر کو لوٹنے لگے جناب عالی یہ حال مین دیا
ر ایک ساعت تک متحیر رہے تماشای قدرت خدا دیکھنے لگے پھر گھوڑے پر سوار نیزہ
ن ہنے بائین دوڑتے پھرتے تھے اور ہر افسر کو پکارتے تھے کہ اے نامردو کہان بھاگ کر
کیہ کچھہ تمھین شرم وحیا اور خیال نمکخواری نہین وہ حمیت ہمقومی اور غرور کجکلاہی کیا ہوا
نتا تھا بلکہ سیدھی راہ کاٹ کے اپنی راہ لیتے تھے جناب عالی کیطرف نہ آتے تھے
الی تھک کر ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہو رہے تصویر اس حال کی سرکار
تھی مولف کتاب نے بھی اوسے دیکھا تھا
ج انگریزی نے داخل خیام ہوکر نقد وجنس و جواہر جو پایا خاطر خواہ لوٹا جسکا حساب نہین

جنکی جمعیت فوج چھ سات ہزار سوار وپیادہ تھی سمرو مع موشیر بدک فرس پشت پر اُٹھ
ضرب توپ سے ٹھہرے اور راجہ بینی بہادر نے کنار دریای گنگ قریب خرابہ ہای آبادی
قیام کیا اور یہ دونون صاحب توپین اور آٹھ پٹالن لیکر حسب طریق انگریزی آراستہ تقین
مقابل فوج انگریزی ہوئے اور جناب عالی دہنی طرف سے بینی بہادر بائین جانب سے
مستعد ہوے لڑائی شروع ہوئی اور طرفین سے توپ کا گولہ برسنے لگا اور سپاہ مجروح و
مقتول ہونے لگی جناب عالی بکمال جسارت وتہور مع فوج مغلیہ فوج انگریزی پر یورش
کرنے لگے اور غازیان رکاب ظفر انتساب داد مردانگی دینے لگے اور سمرو وموسیر بدک کی
توپون سے اور جناب عالی کے متواتر یورش سے فوج انگریزی عاجز آگئی اور مال اندیشی ہی
بار سفر کشتیون پر کر چکے تھے صاحب کمان افسر نے جب یہ صورت دیکھی کہ اونکے آگے
جھیل اور دلدل ہے یورش نکر سکینگے فوج کو کنار دریا بھیجا کہ تم بینی بہادر پر یورش کرو جو تمھارے
قریب ہے چنانچہ فوج آہستہ آہستہ کنار دریا چلی اور ایک ایک سپاہی اون خرابہ شہر کے
نزدیک جا پہونچا جہان فوج راجہ آڑ پکڑ کر باطمینان بیٹھی ہوئی تھی شیخ غلام قادر اور
شیوخ لکھنؤ معتمدین راجہ بندوقین ہاتھ مین لیے گھوڑون سے اوتر خرابہ کے زیر دیوار آڑ
پکڑے بیٹھے تھے تلنگے انکی نظر بچا کر تنگ گلیون سے ہو دفعتاً دیوارون پر چڑھکر پہلے
بینی بہادر کے لوگون پر پتھر اینٹین ڈھیلے دیوارون سے نکالکر پتھراؤ کرنا شروع کیا
اسواسطے کہ جب دیوار کی آڑ سے علیحدہ ہوجاینگے گولی کی زد پر آجاینگے شیخ غلام قادر
اوسوقت خبردار ہوکر مع اپنے رفقا لڑنے پر اوٹھ کھڑے ہوے جب تک کہ سب شیخ جمع
ہوجائین اس بلا کو سر سے دور کرین اب تلنگے جمع ہو مع اپنے افسر صف آراستہ ہوگئی
طرفین سے گولی چلنے لگی بعد دو تین باڑھ کے شیخ غلام قادر وغیرہ حق نمک سے ادا ہوکر
خاک پر گر پڑے باقی بیدل ست چھوڑ کر میدان سے ہٹ گئے راجہ نے سراسیمہ ہوکر
رفقا سے پوچھا کہ اسوقت کیا کرین اگر ثابت قدم رہین تو یہین جان دینا ہے اور اگر زندگی
عزیز ہے تو یہان سے نکل جانا مناسب ہے بعض جان نثارون نے کہا کہ گھوڑون سے اوتر پڑین لیکن
تلنگے دفعتہً مثل باد صرصر آپہونچے راجہ نے خود اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اوسطرف سے

سننے اس خبر کے لشکر مین تلاطم اور انقلاب عظیم برپا ہو گیا تھا عالیجاہ اپنے رفقای خاص
لیکر اور جان نثاران جناب عالی اوسوقت کے سبب مردانہ وار جا پڑے اور سجدات
شکر خدا بجا لائے اور باتفاق داخل لشکر ہوے ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت +
القصہ اسیصورت سے مہینے بھر تک یہی حال رہا مقابلہ اور مجادلہ انگریزون سے ہوا کیا
اس عرصے مین موسم برسات آپہونچا رای جناب عالی اور تجویز رفقای خاص یہ ہوئی کہ اب
اسقدر نزدیک حصار قلعہ ٹھہرنا اچھا نہین مناسب وقت یہ ہی کہ بکسر مین جاکر چھاونی کیجیے
کہ وہ ملحقات صوبہ عظیم آباد و لب دریای گنگ مقابل ملک جناب عالی قریب علاقہ
راجہ بلونت سنگھ ہے انشاء اللہ تعالی بعد برسات بخوبی تدارک لڑائی کا کر کے مقابلہ کرینگے
پس لشکر مین حکم نقارہ کوچ ہوا +
اس عرصہ مین بادشاہ کو بھی بواسطہ تحریر خطوط بعض ہوا خواہان انگریزی نظر بر ایجاد تجارت
صاحبان عالیشان اور اونکی ممنونی جہان کو منظور ہوا کہ باخفا سازش اتفاق صاحبان
ممدوح سے کیجیے تو بہتر ہے اور نواب منیر الدولہ کا پاؤن بھی بساط استقلال سے
لغزش مین آیا لیکن دانایان فرنگ نے اس صورت مین خلاف حکمت جانکر قبول نکیا کسواسطے
کہ بادشاہ کو مستقل مزاج نجانتے تھے بلکہ تابع مرضی و فرمان پذیر ارکان دولت سمجھتے تھے +
خلاصہ جب میدان مصاف مقابلے سے خالی ہوا عین شدت برسات مین میجر منرو
جو مقابلہ جناب عالی پر مامور تھے فرصت وقت غنیمت سمجھکر تھوڑی سی فوج موافق ضابطہ
حساب غلہ و رسد وغیرہ ضروریات لیکر عظیم آباد سے چلے اور کہا کہ مین اسی فوج قلیل سے
چند روز مین نواب پر ظفر پاکر پھر آتا ہون +
ادھر جناب عالی موسم برسات جاکر چھاونی بکسر مین باطمینان خاطر مشغول لہو و لعب
ہو رہے تھے کہ گویا اپنے ممالک محروسہ مین بطور سیر و شکار نکلے ہین بلکہ ایک بڑی توپ
جو کچھ دنون کنارہ دریای سون مین مقابل فوج انگریزی فقط بحفاظت پل چھوڑ آئے تھے
وہ بھی منگوا لیا تھا بہر کیف جو ہونا تھا وہ ہوا اب مختصر خاتمہ محاربہ یہ ہے +
۱۱۷۸ ہجری ۱۷۶۴ء جناب عالی مع فوج مغلیہ اور شجاع علیخان عرف میان عیسی

گرتا تھا اور شعلۂ آتش شرربار دونون فوج کا فلک پر پہونچ رہا تھا اور ترق تروق دود سیاہ
مثل ابر سیاہ غلیظ محیط کرۂ بخاری کے ہو رہا تھا اس عرصے مین جناب عالی نے شترسوار
عالیجاہ کے پاس بھیجا کہ مین مقابل تمھارے دشمنون کے لڑ رہا ہون تم وہان کھڑے ہوئے
کیا اگر تب ہوا وسطرف سے تم بھی مثل میرے مقابل ہو کر یورش کرو کا فیر عرصۂ قتال تنگ
ہو جاے اور اگر تم میرے پاس نہ آسکو تم وہ گورے مع توپ میرے پاس بھیجدو کہ میرے آگے
توپین لگے اور سوار گردو پیش سے جمع ہو کر حملہ کرین عالیجاہ نے اوس ہنگامۂ حشر و نشر
مین کچھ نہ سنا وہان تھا وہان سے حرکت نکی ہمرہی بھی اپنے مقام سے نہ سرکا یہان تک
کہ دوپہر ہوگئی مگر گسائین نے اپنے ناگون سے حملہ کیا لیکن آگے نہ بڑھ سکا کسواسطے کہ
توپ کے چھترے کے آگے ٹھہرنا مشکل ہے یون دن اسیطرح تمام ہوا۔
خلاصہ اسیطرح ہر روز دلاوران لشکر یورش کرتے رہے کبھی مورچال میر محمد جعفر خان سے
کبھی جانب شرق شہر سے اور یہ ارادہ ہر روز شہرت پاتا تھا اور کچھ نہو سکتا تھا جیسا
فسانۂ لکھنو مین نیلی گار دیکھا حال دیکھا کہ رام چاہے تو اسے کھڑے کھڑے لے لین گے
اسی مسلمان قرآن ہندو گنگاجل ہر روز اوٹھاتے تھے۔
اس عرصے مین ایکدن جناب عالی چند سوار بطور موافق ضابطۂ قدیم اطراف شہر اور
مورچال پر پھر رہے تھے کہ ناگاہ کوئی صاحب مع سید مہدی خان کئی سو تلنگون سے
اطراف حصار قلعہ سے نکلکر لشکر جناب عالی پر آتے تھے راہ مین سامنا ہو گیا طرفین سے
از راہ ناشناسی بسبب شب گیرش تو ربطہ فرق اولی رد و بدل نیزہ و تیر و شمشیر ہونے لگی
جب بہت قریب ہوے میر مہدی خان نے جناب عالی کو پہچانا مگر ایک صاحب سے کہا کہ
تم جانتے ہو یہ جوان خوش رو انمین سے کون ہے یہی نواب ہے اگر اسوقت ہاتھ آجاے
تو پھر لڑائی ختم ہے صاحب نے اپنی فوج سے کمک طلب کی اور جناب عالی کو اپنے لوگون سے
الگ پایا جب سپاہی فوج انگریزی کے نزدیک آئے ایک شخص نے دوڑ کر لشکر مین خبر کی
کہ جناب عالی فوج انگریزی مین گھر گئے ہیں اس عرصے مین خود جناب عالی نے از راہ دانائی
گھوڑے کی باگ پھیری اور آہستہ آہستہ دور ہو کر اپنی سرحد لشکر پر آپہونچے لیکن مجروح ۱۰

باوصف ان کے نظر بکثرت فوج صاحبان عالیشان نے محض ازراہ دوراندیشی کے میر محمد جعفر خان عظیم آباد مین پہنچکر فوج جدیدہ سے ارادہ فراحمت اردل سے آگے بڑھ کر کیا تھا اور اب تاب صدمات فوج قاہرہ سنجانکر مقابلے سے منہ پھیرا تھا اور درانیون کے ہاتھ سے جو راہ مین ہر طرف لوٹتے پھرتے تھے بچکر قلعۂ شہر کو مین داخل ہو گئے تھے اور کئی توپین قلعے کے برجون پہ چڑھاکر آپ بھی پہاڑی کمیٹوٹ سمت آب جلہ جھیل پہ ٹھہرے تھے اور ایک توپ کو پہاڑی کی چوٹی پر لگایا تھا اور میر محمد جعفر خان اور اونکی فوج کو سمت آب جلہ پہ مامور کیا تھا اور جانب جنوب شہر کو چھوڑ کر کپتی کمپنی تلنگاہ سے خود اوسکی حفاظت کو مستعد ہوے تھے یعنی میر محمد جعفر خان کو اپنے پشت سر کیا تھا۔

نواب وزیر الممالک مقام سید آباد سے بسبب طغیانی آب سیدھے راہ عظیم آباد چھوڑ کر دریای سون کے کنارے اوترے تھے وہان سے کوچ کرکے عظیم آباد سے چار کوس پر پہنچے یہان باوصف کثرت کنوؤن کے پھر بھی لشکر مین پانی کی قلت ہوئی ہر چند اور بھی کنوئین کھدوے تھے دوسرے دن جناب عالی مع فوج بحیاب سوار ہوے اور شارع عام سے آگے بڑھ گئے اور راجہ بینی بہادر مع راجہ بلونت سنگہ اور اور فوج دست راست جناب عالی کے قریب جا کر ٹھہری نواب عنایت خان دو تین ہزار سوار روہیلہ سے اور گسائین ہمت بہادر پانچ چھ ہزار سوار سے اور عالیجاہ پانچ پلٹنی لیکر بیرگرو کی سمرو انگریزی توپون سے اور پانچ چھ ہزار اور فوج دہنی طرف راجہ بینی بہادر کے دور تر مقابل فوج میر محمد جعفر خان اور پہاڑی کے جا کر جمے لیکن توپ کی زد سے دور ہٹ کر۔

غرض جب اسطرح صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جناب عالی عمارات آبادی خارج شہر سے ہوکر آہستہ آہستہ قریب میدان علی باغ کے بڑھ آئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر پہلے لڑائی بان اور توپ سے شروع ہوئی جناب عالی مع فوج دلاوران ازراہ شجاعت و تہور قدم بقدم آگے بڑھنے لگے انگریزی فوج سے بھی توپ چلنے لگی اور سمرو کی بڑی توپ کا گولہ جو صفوف عالیجاہ سے دور تھا زیادہ کام کرتا تھا تانگے اوسکی فوج کے زخمی ہونے لگے اور کبھی گولہ سر فوج سے گذر کر درمیان اوسکے اور عالیجاہ کے میدان مین

راہزنون کا شکار ہوتا تھا اور اگر کوئی مال سے جان کو عزیز سمجھتا تھا مارا جاتا تھا کثرت لشکر سے کوچ و مقام مین امتیاز نہ تھا اور جو چیز شاہجہان آباد مین مشکل سے ملتی تھی وہ لشکر مین بے منت ملتی تھی ۔

راہ مین بعض دولتخواہون نے جناب عالی سے عرض کیا کہ انگریزون سے موافق ضابطۂ متعارف ہندوستان لڑنا نچاہیے صلاح دولت یہ ہے کہ اگر فوج مغلیہ عنان بستہ دستہ بستہ ہوکر چلے کسواسطے کہ اگر رسالہ ہزار سوار کا ہوگا اسیطرح آراستہ ہوکر چلیگا اور نیز دفعتاً پچاس ہزار نہ آسکیگا پس مناسب ہے کہ رسالہ جوانان خوش اسپہ اور سردار اور اونکے افسر جانفشان منتخب ہوکر ہمراہ رکاب ساتھ رہین اور مخدرات عصمت مع فوج زائد افسران معتمد کے ساتھ سرحد ملک سرکار پر رہین جناب عالی جریدہ مع فوج جرار انگریزون پر جا پڑین کسواسطے سنتے ہین کہ انگریز مقام بکسر سے متزلزل ہوکر اوٹھ جاوین اگر اول صبح جب تک کہ وہ مستعد و طیار ہون آپ وہان پہونچ جائیگا تو اس صورت مین اگر اونکی جمعیت متفرق و پریشان ہوگئی اور انتظام لڑائی کا برہم ہوگیا آپکی فتح و نصرت ہے اور جو سامنے آکر مقابلہ کرے اوسے تلوار سے مارنا چاہیے اور اسباب جو پس ماندگان کا ہاتھ لگ جاوے اوسے آگ لگانا چاہیے اور توپین بھاری جو ہاتھ لگین اونھین ناقص کرنا چاہیے کسواسطے کہ فعلاً اونکا لیجانا مشکل پڑیگا لیکن افسوس ہے کہ باوصف اس اہتمام اور انتظام کے کسی سے کچھ نہوسکا ہر چند کہ جناب عالی خود بنفس نفیس متوجہ ہر انتظام پر ہوتے تھے مگر فوج ظفر موج جو بیشتر سے عادی و خوگر اپنی رفتار کی ہو رہی تھی کب سنتی تھی اور کب مانتی تھی جتنا سمجھاتے تھے اوسکے خلاف کرتی تھی راہ چھوڑ کسی گانون مین سے اپنی راہ پر آتی تھی اوسے لوٹ کر آگ لگا دیتی تھی رعایا گانون اپنے گانون سے جان بچا کر دوسرے گانون مین اپنے لٹنے کی خبر کر دیتی تھی وہ اور یہ دونون ملکر آگے جاکے بسیرا لیتے تھے اس مدت سے ملک بھی دونون طرف راہ سے برباد و ویران ہوتا چلا جاتا تھا ہر دیار طرف ایک ہنگامہ دار و گیر اور برپا ہو رہا تھا ظاہر ہے جب یہ صورت خودسری کی ہو فتح کہان خواہ نخواہ شکست ظاہر ہے ۔

کہتے ہین کہ جب وہ وقت آیا جیسا راجہ کہتا تھا نواب صاحبان ہاتھی پر سوار میدان مصاف سے چلے راجہ نے پکار کر کہا کہ حضور رسا عیش و عشرت یہیں رہا جاتا ہے پھر کون سنتا تھا +

القصہ راجہ نے جب دیکھا کہ باتین خیرخواہی اور عاقبت اندیشی کی خلاف طبع جناب عالی ہوتی ہین آخر تنگ ہو کر وکیل صاحبان عالیشان کو جواب صاف دیدیا کہ مین اپنے حق نمک سے ادا ہوا اور سب نشیب و فراز سمجھا چکا اور یہ خوب جانتا ہون کہ مقربان خاص نے جناب عالی کو میری طرف سے منحرف کر دیا ہے مین نمک پروردہ قدیم ہون اب خدا کو اختیار ہے +

جناب عالی بھی اس مقدمے مین ایسی اختلاف رای ارا کین سے پہلے متردد ہوے کہ آخر مین کیا کرون لیکن بہرحال تدبیر تقدیر سے مجبور ہے اب جو ہونا ہو سو ہو مین اپنے قول و اقرار سے باہر نہونگا بہرحال حمایت عالیجاہ کرنا چاہیے افوج امرای عالی ایسے کافی ہے +

کہتے ہین کہ عالیجاہ کے ساتھ باوصف اخراجات لڑائی کے جسمین کرورون روپیہ صرف ہوا اس حالت سراسیمگی مین بھی ۲۸۰ ہاتھی خزانہ و جواہر و اشرفی کا ساتھ تھا اور نمک حرامون سے جو خرد برد ہوا اور جسقدر جہان رہگیا یا تلف ہوا اوسکا حساب نہین +

خلاصہ لڑائی عظیم آباد و بکسر و میدان کوڑا جہان آباد و جو کچھ کہ گذرا اندر

القصہ کشتیونکا پل دریاے گنگ پر بندھا لشکر ظفر پیکر نے عبور شروع کیا راجہ بلونت سنگہ بنارس با ختماد اقبال راجہ بینی بہادر ہمراہ رکاب ظفر انتساب تھا اور سب سردار قوم افغان مثل نواب عنایت خان بیٹے حافظ رحمت خان کے اپنی جمعیت لشکر سے حاضر تھے اور انبوہ عوام لشکر مین ہنگامہ لوٹ اسقدر تھا جسکا حساب نہین اور ورانی اپنی خوبی ضبط و ربط سے لشکر مین خانہ جنگی کرتے جاتے تھے افسرون کا کہنا نمانتے تھے ایک دوسرے کا مال چھین لیتے تھے کوئی مظلوم و غریب کی داد بیداد کو نہ پہونچتا تھا اور وقت روانگی لشکر جو راہ سے پیچھے رہ جاتا تھا وہ قزاق اور

صاحبان عالیشان تک پہونچائی تھی خلاصہ مطلب اوس کا یہ ہے کہ اب ہم محض دولتخواہی سے
گزارش کرتے ہین کہ آپ صوبہ عظیم آباد ہم سے لیجیے وہ کیا دینگے اور یہان سے بسلامت
پھر جایئے اسکے بعد ہم امیدوار ہین کہ ہمارے اور آپکے محبت و اتحاد اس استحکام سے رہے
کہ ہمارا دوست آپکا دوست آپ کا دشمن ہمارا دشمن رہے اسکے سوا جسطرف آپکی فوج جائے
بے تکلف مافی الضمیر سے آگاہ فرمایئے کہ ہم خدمت کو بجا لائین فقط۔

دوسری جانب سے جواب و سوال آشتی معاملہ میر جعفر علیخان کے حضور جناب عالی مین
گذرتے تھے اور قطع نظر ان سب کے بالاتر سبب یہ امر تھا کہ حال صفائے طینت بادشاہ اور
اونکی متلون المزاجی کا بخوبی کھلگیا تھا کہ محض بطمع مال و زر عہدہ وزارت کا عالیجاہ کو
بھی امیدوار کیا تھا اور آپ خود مستعد و سرگرم اوس ملک مین جانے کے تھے پس صریح تدبیر
کیونکر ہوسکتا تھا کہ ایسا وزیر اعظم صاحب فوج و حکومت ہمراہی بادشاہ سے ہاتھ اوٹھائے
شرافت و نمک پروردگی کے خلاف اور حسن تدبیر سے بھی بعید تھا اور نواب سالار جنگ اور
مرزا علیخان و میر نعیم خان و نواب مدار الدولہ یہ صاحبان شورا تھے انکا حال تو ظاہر ہے
کہ مدت عمر کوئی لڑائی اور ایسا معاملہ نہ دیکھا تھا فقط گمان غلط اپنی کثرت فوج پر رکھتے تھے
اور قلت فوج انگریزی کو اپنی نظر مین حقیر جانتے تھے اسکے سوا اپنی نافہمی سے جناب عالی
کو سمجھاتے تھے کہ آپ کا نائب انگریزون سے ملکر باتین بناتا ہے اس صلح سے البتہ بظاہر
رفع شر اور آپکی دولتخواہی اور باطن مین ساز و موافقت انگریزون سے اپنے انجام کا منظور ہے
حیف ہے کہ یہ فوج مغلیہ ہم قوم و ہم قبیلہ اور یہ توپخانہ آج کے دن معطل ہے جائے پھر کسدن
کام آئیگا جو ہاتھ اس لڑائی سے اوٹھایئگا یہ باتین عیش و عشرت کی ان صاحبون کی
تھین لغویات ناچ و رنگ مین عمر بسر کی تھی پھر کیونکر مآل اندیشی کو سمجھتے ایک فقط راے
اپنی دولتخواہی اور دلسوزی سے متواتر عرض کرتا تھا کہ حضور یہ جو صاحبان عالیشان کہتے ہین
مان لین اگر اسطرح پر باہمی آشتی صلح ہوجاے تو لڑائی سے بہتر ہو کسواسطے کہ جنگ دو سردار
اور یہ جو مقربان خاص آپکو صلاح دے رہے ہین اسکا انجام بہت برا ہوگا اور خدانخواستہ
بگڑی پر ان مین سے کوئی نظر نہ آویگا آگے ع رموز مملکت خویش خسروان دانند۔

۲۰

مگر عالیجاہ نے ایسی حالت سراسیمگی مین دم نہ مارا کہ مجال مواخذہ نہ تھی اگرچہ سید نے اپنا ظاہر حال بدل کر استمالت ظاہری کی تھی اور باطن مین اسی رسوخ سے اکثر ارکان دولت جناب عالی کو بواسطہ مرزا شمس الدین مربی عالیجاہ اور واسطہ جواب و سوال گانٹھ لیا تھا اور خطوط استمالت بہت سے تشفی خاطر سید لکھے تھے حاصل کلام قرارداد فیما بین جناب عالی و عالیجاہ یہ ٹھہرا کہ جب تک جناب عالی جنگ انگریزی مین شریک ہین لاکھ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقامی لیا کرین اور بعد اختتام مہم اور تسلط تمام بنگالہ تین کرور نقد اور صوبہ عظیم آباد جمع نو لاکھ کا صاحبزادی مرزا امانی یعنی نواب آصف الدولہ کو دینگے ایک نوشتہ پیام القیام صاحبان عالیشان بمعرفت رای شتاب رای بواسطہ راجہ بینی بہادر نائب جناب عالی متواتر جناب عالی کو پہنچا تھا کہ ہمین ملازمان عالی سے اور آپ کو ہم سے ہرگز سر جنگ و محاربہ نہین ہے آپنے اتنی مسافت جو اپنے ملک سے یہان تک طی کی ہم جانتے ہین یہ محض باغوای عالیجاہ ہوئی وہ بد باطن مزوجینون متلون المزاج محسن کش ہے پہلے میر محمد جعفر خان کے ساتھ کیا گیا جو بجای باپ تھا اوسکی بدولت پایہ امارت حکومت پر پہونچا بعد اسکے ہمسے جو عہد و پیمان کیا تھا یک قلم توڑ کر ہمارے بیگناہون کا خون ناحق کیا باوصف اسکے کہ نظامت بنگالہ فقط ہمارے زور و قوت دینے اور موافقت سے پائی تھی چاہتا تھا کہ ہمارا نام و نشان باقی نرہے اب تھک کر آپ سے رجوع کی اور آپ بمقتضای اپنے مرتبہ عالی جیسا کہ امرای والا قدر رئیس جلیل الشان کو چاہیے پیش آئے اب ہی کہ آپ پر بھی انکی نیت کا حال بخوبی کھل گیا ہو آخر کو آپ سے بھی یہ دغا کرینگے اوس وقت ہمارے کہنے کی صداقت ہو جائیگی ۔

وجہ اسکی یہ تھی کہ عالیجاہ نے بادشاہ کو عرضداشت کی تھی کہ مین نے شجاع الدولہ کے افسران فوج کو موافق کر لیا ہے انکو مین گرفتار کر لونگا امیدوار ہون عہدہ وزارت پر غلام سرفراز ہو بعد فتح و رفع ہنگامہ کارزار دو کرور سالانہ پیشکش حضور کیا کرونگا اور اپنا نائب نظامت بنگالہ مین مقرر کرکے خود حاضر حضور رہونگا اور عرضداشت کے ساتھ کچھ ہدیہ بھی بھیجا تھا اور یہ خبر مفصل جناب عالی کو معلوم ہو چکی تھی اور نواب منیر الدولہ نے رسوخ سے

ملاقات جناب عالی جناب شیخ علی حزین سے

زبانی مرزا کلب علی مرحوم کیفیت ملاقات جناب عالی اور جناب شیخ علی حزین کی لکہتے ہے
ایکدن جناب عالی مع اپنے نسبتی بھائیون نواب مرزا علیخان و نواب سالارجنگ کے
جناب شیخ کے پاس گئے اور ہمیشہ صورت ملاقات جیسی چھوٹون کی بڑون کے ساتھ
ہوتی ہی کہ جناب عالی حسب دستور ولایت عمہ فرماتے تھے اور وہ مثل بھتیجے کے پیش
آتے تھی قریب پہونچے آداب سلام بجا لائے اشرفیان نذر کی گذرانین جناب شیخ نے
موافق رسم ولایت پیشانی پر بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑکر اپنے پاس چاندنی کی پلنگڑی پر
بٹھا لیا اور بعد تعارفات عجمی سبب غربت پوچھا عرض کیا قاسم علیخان اپنی کمک و حمایت
کو لیے جاتے ہین مجھسے عہد و پیمان سے لیا ہی اور انگریز اسپر اصرار کرتے ہین کہ تم شریک
عالیجاہ نہو بلکہ ہمسے ملک عظیم آباد بھی لے لو کیا ضرور ہو عبث عبث اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا
اس صورت مین مین بھی متردد ہون جناب شیخ نے فرمایا بہرحال صلح بہتر ہی اسمین خیر و برکت
نسبت شر کے ہی نواب سالارجنگ نے ازراہ گستاخانہ عرض کیا کہ اونکی جمعیت قلیل یہان
فوج قاہرہ کثیر خدا چاہے تو گھوڑون کی ٹاپون سے روند ڈالینگے آپ فتح فیروزی کی دعا
فرمائیے جناب شیخ نے تبسم فرمایا تامل کہ اکثر فتح کثیر پہ ہوتی ہے نہ سنا ہوگا تمنے کہ یہ
آتش فرنگ ہین انھین کم سمجھنا چاہیے بظاہر انکی بنیاد نظر نہین آتی مگر باطن مین طبقہ
گاؤزمین سے گذری ہوئی ہے تم نہین جانتے کہ ہمارے پیغمبر نے مین حکمت سمجھکر
ان سے توبہ خاص صلح کی تھی بعد اسکے ایک ایک شیرینی مثل فرزندون کے بطریق شیرینی
دے کر رخصت کیا دوسرے دن جناب شیخ نے اپنے حاضرین سے بافسوس کہا کہ اس
جماعت سے کچھ نہو سکے گا سوا اسکے کہ مسافت راہ طی کرکے ناکام پھرین جنگ حمقا
با دانایان فرنگ ۔

تشریف فرمائی جناب عالی بملک عالیجاہ مین اور چاروناچار عزم محاربہ

خلاصہ عالیجاہ نے پہلے میر سلیمان کو برسم وکالت جناب عالی کے پاس بھیجا اور ان
سید صاحب جسوقت کہ اسباب ... رہتا اس سے نکلتا تھا جواہر بیش قیمت لاکہہ کا پانو لیتا

ہوکر نصف راہ طی کر چکے تھے دوسرے خط پر اپنا پھر جانا مناسب جانا کہ جناب عالی کو کچھ شک گذریگا اسواسطے مشہور کیا کہ میں فقط اشرف بالزمت جاتا ہون غرض جناب عالی بھی ازراہ ملاطفت سوار ہوے دو کوس تک استقبال کر کے بڑی عزت و توقیر سے لائے دعوت کی نواب محمد قلیخان نے اشرفیان نذر دین بظاہر اپنا اتفاق باہمی کیا لیکن جناب عالی اس دشمن آستین سے مطمئن نہوے اس عرصے میں اسمعیل بیگ خان جو بانی مبانی فساد کا تھا مرگیا جناب عالی کو فی الجملہ اطمینان ہوا ہرچند سرداران مغلیہ اپنی کثرت قوم پر مغرور رہے نواب نے بھی عمداً ایسے غفلت عاقلانہ اختیار کی آپ مشغول لہو و لعب کبوتر بازی وغیرہ ہوے جب ۱۱۷۳ھ شروع ہوے مطابق ۱۷۵۹ء جناب عالی لشکر عظیم لیکر راجہ بلونت سنگھ بنارس پر تشریف فرما ہوے راجہ خوف جناب عالی سے لطیف گڈھ چلا گیا وہان سے عرضی مع پیشکش نقد و جنس بھیجکر دہربان کیا اور عذر عدم حضوری لکھا جناب عالی نے بنارس سے مراجعت فرمائی +

اس عرصے میں جناب عالی کو پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ عالی گہر نواب عماد الملک کے خوف سے شاہجہان آباد سے تشریف لاتے ہین جناب عالی باریاب شرف ملازمت ہوے سات لاکھ روپیہ نقد اور بہت سی چیزین بیش قیمت نذر دین حاصل تحریر یہ ہے کہ باوصف ان سب خدمت گزاریون کے بادشاہ نے اپنی تلون مزاجی سے نواب محمد قلیخان کو امیدوار عہدہ وزارت کرکے اپنے ساتھ لیا تھا اور بڑی فوج سے ملک بنگالہ لینے کو چلے تھے نواب عماد الملک نے وقت پاکر ایک خط نواب کو لکھا کہ بھائی صاحب مشفق میرے شاہزادے کا حال تو کھل گیا اب تم ازبرای خدا اُنسے غافل نہونا محمد قلیخان تمہارا بھائی ہے مگر اوسکی دوستی کو دوستی سانپ کی سمجھنا جہان تک ہوسکے غافل نرہنا چنانچہ جب شاہزادہ والاتبار الہ آباد پہونچے دہلی میں عالمگیر ثانی نے انتقال کیا محمد قلیخان نے تخت و چتر شاہی طیار کر کے انھین بادشاہ کیا بادشاہ نے ازراہ کمال عطوفت خسروانی انھین قلمدان عنایت فرمایا یعنی صاحب دستخط کیا اور فرمایا کہ تم بہ نیابت نواب شجاع الدولہ کار وزارت کرو نواب نے کچھ ذکر حسب سرشتہ عرضی اس مضمون کی اور نذر خاص نواب شجاع الدولہ

مغرور ہوتے ہین اپنی جمعیت قلیل سے تمھارے مقابلے کو بیٹھے ہوئے اسی عرصہ مین بعض سرداران فوج نے جو زیادہ تر سر فساد اوٹھائے ہوئے تھے نواب محمد قلیخان کو تہمت لگائی اور اونکی آمد و رفت دربار نواب سے موقوف کردی ۔

نواب عالیہ والدہ ماجدہ نواب جب اس خبر سے واقف ہوئین راجہ رام نراین دیوان کو اپنے در دولت پر طلب بھیجا اور خود پس پردہ بیٹھکر فرمایا آفرین صد آفرین شرفا کا یہ مرتبہ کہ جس آقا اور آقا زادے کی بدولت اسقدر ترقی کیا ہو اوس سے یہی سلوک حق خدمت اور نمک حلالی چاہیے صفدر جنگ نے تمھاری پرورش اسی دن کیواسطے کی تھی کہ تم اوسکے بیٹے کے دشمنون کے شریک ہو یہ معلوم نہ تھا کہ اس گھر کی خرابی کے تمھین باعث ہوگے ونیز کیا کہ محمد قلیخان نواب برہان الملک کا بھتیجا ہے لیکن بقائے نام کسی کا بیٹے سے ہوتا ہے نہ بھائی سے راجہ نے عرض کیا حضور اگر ہماری جان صاحبزادے کے کام آئے دریغ نہین لیکن حضور انصاف فرمائین کہ ایسی حرکت ناشایستہ سے شہر اور ریاستین برباد و خراب ہو جاتی ہین اور دوست دشمنی پر کمر باندھتے ہین اور تمام ہندوستانین بدنام ہو جاتا ہم فدویان سمجھتے کہ محمد قلیخان سے کیا سروکار ہم مین سمجھاتا تھا کہ اس مقدمے کا آنا طول نہ دیکر نہ ہندونکو اپنے طرف راضی کر دیتا اب صلاح دولت یہی کہ جسطرح حضور نے غلام کو در دولت پر بلا کر فرمایا ہے اسمعیل بیگخان کو اور سردار مغلیہ کو بھی طلب فرما کے کلمات التیام فرمایئے کسواسطے کہ وقت ہاتھ سے جاتا ہے بیگم صاحبہ نے تحسین و آفرین فرما کر راجہ کو رخصت کیا بعد اسکے اسمعیل بیگخان اور بعض افسران مغلیہ کو بلا کر کلمات مصلحت آمیز ارشاد فرما کے رخصت کیا غرض یہ بلائے ناگہانی بھی بے ظہور نازل ہوئی تھی خدا نے بچایا اور ان لوگون کو جو بحال ہوا تھا جاتا رہا بعض کو خلعت بعض کو پاندان عنایت ہوا اور نظر احسانات نواب صفدر جنگ سب محجوب ہوئے اور اپنے ارادۂ فاسد سے باز رہے اور بمناسبت وقت سمجھے نواب محمد قلیخان کو لکھ بھیجا ۔

قتل نواب محمد قلیخان

نواب محمد قلیخان اجل گرفتہ بمجرد دیکھنے پہلے خط سرداران فوج کے عازم اسطرف کے

مسند نشینی نواب شجاع الدولہ بہادر اور کچھہ احوال
بعض کچہری امور کا اور مقدمہ متعلق نواب محمد قلیخان شہید

نواب شجاع الدولہ بہادر سنہ ۱۱۶۶ھ و سنہ ۱۷۵۳ع میں ۲۴ برس کے سن شباب میں فیض آباد میں
مسند نشین وزارت ہوئے موافق دستور سبھوں نے نذریں دیں اطاعت بجا لائے لیکن
اسمعیل بیگ خان کابلی نے بسبب اپنے تسلط کے چاہا کہ نواب کو مثل صاحبزادوں کے زیر اختیار رکھے
افسران فوج کو اپنے سے موافق کر لیا تھا اور نواب سے خلاف کر دیا تھا یعنی جو حکم ان کو
ہے اور فرقہ سپاہ نے بھی جیسا کہ حق اطاعت چاہیے کی ہمیشہ دیتے تھے نواب محمد قلیخان کے
رہے اور بدل منظور تھا کہ اونھیں مسند نشین وزارت کریں اور نواب کیواسطے مع اوسکے
متعلقین کچھہ وظیفہ مقرر کر دیں بلکہ غافل اس سے تھے کہ دشمن قوی سے نگہبان قوی تر ہے
دوسرا سبب یہ تھا کہ حضرات مغلیہ اپنی نخوت و غرور سے نواب سے منحرف تھے بلکہ سبب
اپنے تئیں مثل عم کے جانتے تھے ؎
اتفاقا بعد چند روز کے بعلت ایک عورت قوم کھتری کی بمعرفت ہمت بہادر کی خدمت
نواب میں پہنچی تھی اوسکے وارثوں نے راجہ رام نراین سے جا کر واویلا اور اپنی ابتری کی
کی اور دس بارہ ہزار کھتری جمع ہو کر اسمعیل بیگ خان کے پاس فریاد کو گئے اوسنے
اسی حیلے کو غنیمت سمجھکر سرداران مغلیہ کو آگاہ کر دیا اور تجویز کیا کہ اگر نواب اس امر سے ہاتھ
نہ اوٹھائیں تو نواب محمد قلیخان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین کر دیجیے اور بقدر ضرورت
نواب کیواسطے کچھہ مقرر کر دیجیے ازانکہ خان مذکور کا تسلط نواب مرحوم کے عہد میں جیسا تھا
جانتے تھے آخر نواب کو پیغام بھیجا کہ گسائیں ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو
بھیجدیجیے نواب الالقاب بہ ہر شخص کے کینہ دیرینہ سے واقف ہو چکے تھے فرمایا کہ اس
امر کی بازپرس مجھسے چاہیے نہ ہمت بہادر سے ایسے ارادے نہ سمجھو کہ جب تک میرے دم میں دم
کیسکی مجال نہیں کہ کوئی نظر بد سے ہمت بہادر کو دیکھہ سکے اگر اس ریاست کی ہی
تو مجھے بھی منظور نہیں اس مسند سے بوریا کی قدر بہتر ہے تم اگر اپنی کثرت جمعیت

ضائع کی نواب والا قدر نے عزم بالجزم ان کی کیا تھا مگر افسوس کہ مرض الموت مین گرفتا[ر] ہو چکے تھے آخر عرضداشت کی کہ اگر مجھے کبھی فرصت مرض لاحقہ سے عنایت ہوئی ضرور شرف ملازمت قدمبوسی حاصل کر کے انشاء اللہ ان نمک حرامون کو سزای واقعی دونگا لیکن اجل فرصت کب دیتی تھی ہر چند مرض الموت مین متواتر شقہ شاہی آیا کیے پس اس ہنگامہ فساد مخالفین سے بھی ریاست مین خلل آچکا تھا نواب کی صفائی طینت اور باخدا[ئی] ہونے سے بگڑے کام بن گئے ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ؛

انتقال نواب

خلاصہ یہی عارضہ ونبل جو نواب برہان الملک مرحوم کو ہوا تھا نواب نے بھی اوسی عارضہ وراثت مین مبتلا ہو کر ۲۶ ۱۱۶۷ھ سنہ ۱۷۵۴ء ماہ اکتوبر بمقام پاپڑگھاٹ نظامت سلطانپور مین انتقال فرمایا لیکن نواب بیگم صاحبہ جو ہر سفر و معرکہ مین ساتھ رہتی تھین ازبسکہ صاحب فہم و فراست تھین اسے چھپایا کہ مبادا متمردین زمینداران سرکش سے اس عالم غربت مین کوئی فتنہ خوابیدہ بیدار ہو جاوے اوسکی صبح کو موافق معمول عماری ہاتھی مین نعش مرحوم لیکر سوار ہوئین اور اوسیدن داخل فیض آباد ہوئین بعد داخلہ محلسرا یہ سانحہ سب پر کھلا فی الحقیقہ عجب صدمہ جانکاہ سب کو ہوا جنازہ کو بڑی دھوم سے اوٹھایا گلاب باڑی فیض آباد مین دفن کیا پھر نعش کو روانہ شاہجہان آباد و سپرد مقام حضرت شاہ مردان کیا بعد اسکے حکیم میرزا محمد جان مخاطب مسیح الدولہ سفیر شاہی ہڈیان مرحوم کی کربلاے معلی لیگئے ازراہ کان جیسا آگے بیان ہو چکا ہے اس عہد دولت مین نائب نمک حلال سرکار فقط راجہ نول رای رہی جنکا نام نیک آج تک مشہور ہے نول گنج اور وہ انکا پل کنارہ گھاٹ کی گرہ کو تھیان پل گومتی کی انھین کی تعمیر مین بڑی بہادری سے کالی ندی پر کام آئی ہر چند فیلبان نے کہا کہ اگر حکم ہو آپکو لیچلون نہ مانا ایک تیر کاری لگا بعد انکے گنج کو وزیر گنج ابراہیم گنج امرا راجہ نیکت رای نے بھی گنج ڈالا کوئی آباد ہوا فوج مغلیہ افسران جلیل القدر بدستور منتظم ریاست ہی اور خود بھی سرگرم رہی کبھی غافل نہ رہے

تاریخ ولادت نواب شجاع الدولہ بہادر

زدولتخانہ نواب منصور
بامد آفتاب از مطلع نور
۵ ۱۱ ۴۴

تک بھی مرتبہ بمرتبہ ہاتھ سے بادشاہ کا تھا ـ
پس اگر بغلط تجربہ شدہ دیکھیے تو کبھی مرتبہ … خباثت نفس سپہ سالار کان دولت کا تمام
… کے ازراہ رشک و حسد بہ خباثت …
اہل شہر کہ نواب … جناب سے انکا اقبال و فتح و نصرت … بادشاہ
اہل شہر کو نواب … جناب سے … کا بہت اس تحریر … نواب سے
نجامی پیدا ہوئی اور … بسبب مخالفت … بادشاہ کو … نہایت
بظاہر اشارہ … بادشاہ بھی نواب سے ناخوش … ہندوستانی تھے … انکے
گھر میں ملا کر بارہا الا … رفیق و مصاحب … بادشاہ کی … امرا …
ہانے کے سبب خانہ نشین ہو کر … نواب سے … بادشاہ
حامی و مددگار رہتی تھیں وہ بھی اس … نواب …
بھی اپنی تلون مزاجی اور نافہمی سے نواب پر …
کوئی صورت صفائی کی نہ نکلی نواب بھی مجبوری و لاچاری …
ہے کہ کمر … اس خیال سے کہ بادشاہ …
لیکن حریفوں نے اپنا تخم نفاق بو رکھا تھا … اصلاح حال … بدل …
تورانی و ہندوستانی ملازم نواب کے تھے دشمنوں سے …
کار زار مشتعل رہا آخر ایکدن نواب نے تنگ ہو کر بادشاہ کو عرضداشت لکھی …
خدمات و جانفشانی و خیرخواہی کے عوض دشمنوں کے بہکانے سے ایسے غلام …
کو دشمن سلطنت قرار دینا بعید از انصاف ہے …
سب کا حال … صفحہ پر … کھل جائیگا غلام … ارادہ نافرمانی …
عرضی … ہوئی کہ جو تمنے عرض حال کیا ہے سچ ہے مگر اب مناسب …
اپنے صوبہ کو چلے جاؤ حسب الحکم شاہی نواب روانہ صوبہ ہوئے اور بمعرفت سید …
خلعت رخصتی سے بھی سرفراز ہوئے ۔
تھوڑے دن نگذرے تھے کہ بادشاہ دشمنوں کے ہاتھ سے بہت تنگ …
بلکہ جان بلب ہو کر نواب کو شقہ خاص کمال عطوفت … سے بھیجا کہ تم جلد …
تا ہمراہ لیکر حاضر ہو … ان تورانیوں کے ہاتھ سے بہت تکلیف پائی اور …

جیسا طریقہ شرفا و نجبا کا ہے نواب کو عرضی اس کیفیت خاص کی باظہار فلاوت طلبی لکھی نواب اس خوشخبری خداداد سے بہت خوش ہوے اور دیا شقہ خاص تحسین و آفرین بھیجا مگر اسپر بھی رفع تردد نہوا اسواسطے کہ سرانجام اسکا مبلغ خطیر پر موقوف تھا نواب بیگم صاحبہ نے اپنے پاس سے بارہ لاکھ روپیہ اور چار ہزار اشرفی دی کہ دشمنون کا استیصال کیجیے اور سوت لڑائی پر کمرہمت باندھی چنانچہ معرفت راجہ رام نراین کے ملھار راو وغیرہ مرہٹون کو ایک کرور روپیہ پر بشرط استیصال پٹھانون کے راضی کرکے شاہجہان آباد سے کوچ کیا احمد خان نے جب یہ صورت دیکھی ساٹھ ہزار سوار و پیادہ لیکر اور دوسری طرف سے روہیلے علی محمد خانی سب تقریبا نوے ہزار اپنی قوم جمع کرکے بعد عہد و میثاق نواب وزیر الممالک کے مقابلہ کو پہونچا نواب والاجناب نے پہلے کئی سوار مرہٹہ کو حکم فرمایا کہ گنگا کے پل کے پار چلے جاوین جب سوار پار اترے پٹھان کانپنے لگے ٹھہر نسکے اسی رات کو سراسیمہ ہوکر بھاگے ایک جگہہ جاکر پناہ لی اس طرف سے نواب کی فوج نے تعاقب کیا راہ آنے جانے کی بند کی بعد تھوڑے دن جب پٹھانون نے دیکھا کہ اب کچھ بن نہین پڑتی ملھار راو سے سازش کرکے موافق کیا آخر بنائے صلح یہ ٹھہری کہ احمد خان سواے ۱۶ محال کے جو وہ آب مین ہین کچھ اور علاقہ نرکھین اور علی محمد خانی ملک پٹھانون کا بدستور انکے اختیار مین رہے باقی جتنا ملک ہے متعلق وزیر ہو پس اس صورت سے ملھار راو کو محاصل دو کرور کا ہوا یعنی کرور روپیہ حسابی اور پچاس لاکھ الفاے وعدہ اختتام لڑائی نواب سے پائے باقی اور پچاس لاکھ پٹھانون سے ملا یہ مقدمہ ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۴۹ء ہوا۔

علی محمد خان نے اپنے ملک مین تسلط پایا نواب احمد خان داخل فرخ آباد ہوے نواب وزیر الممالک نواب محمد قلی خان کو بہ نیابت اپنی صوبہ اودھ مین چھوڑ کر شاہجہان آباد گئے بادشاہ نے خلعت فاخرہ جارقب مالای مروارید جیغہ سرپیچ مرصع و پالکی سے عنایت کیا مخالف اور دشمن نواب کے جتنے تھے خاک مذلت پر گرے مگر باطن مین شعلہ نفاق زیادہ مشتعل ہوا الحق اگر انصاف سے دیکھیے تو اس صوبہ پر تین کرور روپیہ حسابی صرف ہوا ہے اور بعد وفات نواب مرحوم ایک حصہ نواب نے دیا اور محنت و مشقت و عرق ریزی جو ہر آفت مین کی ظاہر ہے خلاصہ

کسی سے ہو نہ سکی بعض خیرہ سرو مخالف نے چاہا کہ نواب کو اپنے جال مکر و فریب مین پھنسا کر معرکۂ احمد شاہ سے الگ ہو جائین لیکن ہمت عالی و جوانمردی مقتضی اسکی نہوئی اور دشمنون کے بہکانے کو گوش ہوش سے نسنا چنانچہ جب معرکۂ جنگ لاہور مین ہوا مخالف نے عرصہ تنگ کر دیا طرفین مین ہزارہا کا خون ہوا قریب تہا کہ لڑائی بگڑ جائے اسی لڑائی مین اعتماد الدولہ نواب قمر الدین خان وزیر اعظم سلطنت اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان کام آئی نواب نے فقط اپنی فوج مغلیہ سے بڑی جوانمردی سے معرکہ آرائی کی ابدالی کو شکست دی اسی لڑائی مین نواب کی بائین آنکھہ مین ایک تیر لگا آنکھہ جاتی رہی جب سے نواب حدقۂ چشم مین بلوری آنکھہ رکھتے تھے بعد فتح فیروزی شاہزادہ احمد شاہ کے ساتھہ شاہجہان آباد آتے تھے جب پانی پت مین پہونچے رات کو خبر وفات محمد شاہ عرضی لچھمی نراین وکیل سے مفصل معلوم ہوئی صبح کو حاضر حضور شاہزادہ ہو کر تہنیت تخت و تاج دی اور اپنے ہاتھہ سے چتر جہالر دار مروارید شاہی فرق مبارک پر کہڑا کیا اسیوقت بادشاہ نے از راہ کمال عطوفت فرمایا کہ ہمین سلطنت تمہین آپکی وزارت مبارک ہو نواب نے نذر دی آداب شکریہ بجا لائے پھر وہان سے کوچ در کوچ داخل شاہجہان آباد ہوے —

معرکہ نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد

مختصر حال اس معرکہ کا یہ ہے کہ جب ملک فرخ آباد قبضۂ تصرف نواب مین آیا اور سیر و راجہ نول رای اپنے نائب کے کیا احمد خان نے رستم خان سے ملکر راجہ سے مقابلہ لڑائی کا کیا راجہ نے اپنی دلاوری سے لڑائی مین جلدی کی لڑائی بگڑ گئی آخر پٹھانون کے ہاتھہ سے شکست کھائی کالی ندی پر مارا گیا جب نواب نے بڑی فوج سے مقابلہ کیا شکست کھائی شاہجہان آباد چلے گئے ملک اودھ مین عمل پٹھانون کا ہو گیا بادشاہ کو بھی مخالفون کے بہکانے سے نواب کیطرف سے کچھہ ملال خاطر ہو گیا سخت متردد رہنے لگے اس عرصہ مین نواب کی یاوری اقبال سے اتفاقاً پٹھانون اور لکھنؤ کے شیخزادون سے پہلے خانہ جنگی ہوئی آخر نوبت بصف جنگ پہونچی وہ نخوت و غرور و قوت حکومت جو پٹھانونکو ہوئی تھی جاتی رہی اوسوقت نواب معز الدین خان شیخ الرئیس نے بعد استیصال کلی

غرض بعد ملاحظہ دونوں عرضداشت کے دو سو سوار ولایتی زرپیشکش کے لینے کو اودھ پر
اگر لیگئے اور خلعت سرفرازی محمد شاہ معرفت اپنے فدویان خاص کے مرحمت فرمایا
نواب بالاستقلال صوبہ داری صوبہ پر مامور ہوئے پس اہل انصاف بنظر بصیرت دیکھیں کہ
صوبہ اودھ مثل زمینداری استمراری ہوگیا ازراہ خرید علیہ شاہی کہاں رہا جیسا اکثر حکام نالشان
کی زبان پر ہے کہ جب زور و قوت بادشاہ کی کم ہوگئی صوبہ داروں نے غصب کرکے
اپنی حکمرانی کی اسی جہت سے آج تک استقلال رہا اور ایک برکت خداداد جسمیں
سب کی عقل حیران ہے +
مشہور ہے کہ نواب میں بہت سی خوبیاں ذاتی تھیں از انجملہ ایک بات یہ ہے کہ
باوجود اہل ولایت ہونے کے محض ازراہ جہاد نفسانی سوائے نواب بیگم صاحبہ خاص محل
کے کبھی کسی عورت پر ملتفت نہوئے خلاف مرزا جلال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ
بہادر کے کہ جنکی کثرت ازدواج و اولاد ظاہر ہے +

ذکر شادی نواب شجاع الدولہ بہادر

جب محمد شاہ کو منظور ہوا کہ فیمابین نواب صفدر جنگ اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان کے
قرابت ہو یہ امر بھی قدیم سے داخل ضروریات و لوازمات سلطنت تھا کہ بے اجازت
بادشاہ خانہ زاد اور ملازمین شاہی کے آپس میں وصلت ہوتی تھی اسی جہت سے سب کے
نسب افضل دفتر دیوانی بادشاہ رہتے تھے ارشاد کیا کہ یہ میری بیٹی ہے اوسوقت نواب نے
باطاعت شاہی قبول کیا اور شکر انہ اپنے کف و تمبلیہ میں کرتے تھا +
غرض ۱۱۵۸ھ ۱۷۴۵ء خطبہ نکاح شرعیہ پڑھا گیا یہ شادی بھی شاہجہان آباد میں
یادگار زمانہ ہوئی کہ بادشاہ خود مع ارکان دولت شریک محفل ہوئے تھے لوگ اسکا فسانہ
بیان کرتے ہیں ۴۶ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا +

معرکہ احمد شاہ ابدالی بادشاہ کابل

مشہور خاص و عام ہے کہ جو امور نواب کی محض جانفشانی اور سرفروشی سے
بادشاہ کے سرانجام بخوبی ہوئے اگرچہ ارکان اعظم سلطنت بھی شریک رہے لیکن

مسند نشینی ابو المنصور خان صفدر جنگ بہادر

جب نواب برہان الملک نے انتقال کیا محمد شاہ نے اونکے بیٹے صغیر السن کو
عہدہ جلیلہ آبائی پر مع خلعت سرفراز کیا تاکہ کار فرمائی بدستور سابق متعلق مرزا محمد مقیم
ابو المنصور خان نواب صفدر جنگ بہادر پر رہی قضارا انکی یاوری اقبال سے وہ صاحبزادہ
بظاہر بعارضہ چیچک سے مرگیا یا کسی اور صورت سے جیسا کہ ثقات کہتے ہیں واللہ اعلم
یہ امور دنیاوی ہیں نواب کو اصالتاً خلعت ہوا کسواسطے کہ یہ بھانجے اور داماد نواب
مرحوم کے تھے اور نواب شیر جنگ بھتیجے نواب مغفور کے تھے ازراہ اولوالعزمی معرفت
طہماسپ خان کے عرضداشت اس مضمون سے حضور نادری میں بھیجی کہ غلام نواب
سعادت خان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہے اونکی جانشینی حق غلام ہے ابو المنصور خان
بھانجے بھتیجے کے ہوتے بھانجے کو واصل انصاف نہیں امیدوار ہے کہ حضور اپنے
برادر محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرمائیں کہ سند صوبہ داری اودھ غلام کو
مرحمت ہو جاوے +

راجہ لچھمی نراین وکیل نواب کو جب یہ خبر معلوم ہوئی معرفت عبد الباقی خان
عرضداشت حضور نادری میں ارسال کی کہ نواب برہان الملک کو نواب شیر جنگ سے
بسبب اونکے حرکات ناشایستہ وخلاف کے صفائی قلبی نہ تھی اگر ہوتی تو اپنے
لخت جگر کو سپرد صفدر جنگ کیوں کرتے اور دراصل یہ دونوں مستحق نہیں شاہ عالم پناہ
مالک و مختار تاج بخشی ہیں جسے مناسب ہو سرفراز فرمائیں اور موافق حکم حضور اقدس
اور مطابق شرع شریف بھی بیٹی کے ہوتے بھتیجا وارث نہیں ہو سکتا اسکے سوا صفدر جنگ
مرد متدین خداترس صاحب لیاقت کار فرما درست عہد ہے اور سپاہ بھی اوس سے
راضی ہے اور دو کرور روپیہ نقد پیشکش حضور ہے فقط بیت زر بر سر فولاد نہی نرم شود
اگر وہ دو کرور جمع نہوتے تو کیونکر یہ تدبیریں پڑتی کسی طرح جنت آرامگاہ کی بھی روپے
سے اس زمانے میں اوس سے بہتر صورت نکلتی افسوس کہ اجل نے امان ندی
من فی الحال ہیچ طلب ندارہی +

خدا سے ڈر کر جناب عالی سے عرض کیا کہ ازراہ عطیہ عوض خلعت و انعام صاحبات محل
نے یہ انگشتری سلیمانی عنایت فرمائی ہے جناب عالی دل مین کچھ سمجھکے خاموش ہورہے
اور اوس محل کا دروازہ چنوا دیا حکیم صاحب اسپر بھی مطمئن نہوے بلکہ ہر روز خوف
و دبدبہ جناب عالی بڑھتا گیا کہ جب جناب عالی مجھے دیکھتے ہونگے ممکن نہین کہ خیال
خاطر اقدس مین نہ گذرتا ہو یہ حکیم باخدا تھے اگر اس زمانے کے ہوتے کیا کرتے
جیسا حکماے عالی خاندان کا اکثر صاحبات سے کاشش ظاہر ہوا آخر بعد چندے روبرو ہوکے
عرض کیا کہ غلام نے صحت حضور کے واسطے نذر زیارت کربلاے معلی کی تھی امیدوار
رخصت ہون جناب عالی نے بخوبی رخصت فرمایا نواب بیگم صاحبہ نے اپنے باپ کی
ہڈیان لنکے سپرد کین کہ زمین ارض اقدس مین دفن کر دینا یہ زمانہ نہین تھا کہ
لکھنؤ سے نعش بسلامت کربلا پہونچتی ہے یہ خوبی ریل و جہاز دخانی او طمع دنیا سے
چنانچہ مدت عمر تک حکیم صاحب مجاور ارض اقدس رہے ایک اوطاق پہلوے ایوان
روضۂ مقدسہ ہے اوسمین رہتے تھے جب زمان نواب آصف الدولہ مین وہابی
داخل کربلا ہوے قتل عام کیا انھین بھی وہین ذبح کیا شاعر فارسی تھے یہ انہین کا شعر ہے

در سایۂ دیوار امام مقتول آسودہ بخواب
ذرہ کہ سعیت مقتول بھی تخلص تھا

٭٭٭



[illegible]

نواب برہان الملک رہتے کسواسطے کہ اپنی ہمقوم کی لڑائی سے البتہ خوب واقف تھے نادرشاہ کو اسطرح پھر جانا مشکل ہوتا کہ مالامال ہوکر ولایت گئے فی الحقیقت لڑنے سے لڑوانا مشکل ہے اور یہ علم پر موقوف ہے فقط جرات ذاتی کام نہین آتی جیسا اس فساد لکھنؤ مین گذرا تلنگے خوب کہتے تھے کہ ہمارے لڑوانے والے نہین جنکی لیاقت سے ہمنے سارے ہندوستان کو سر کیا چنانچہ نواب نے مکرر عرض کیا تھا کہ دلاوران خوردسال سبقت نکرینگے تو بہتر ہے اور اگر نادان گھسنکر اوپر جا پڑینگے پھر کچھ نہو سکے گا چنانچہ وقت لڑائی کے یہی صورت ہوئی بلکہ اس تصور سے زیادہ پیش آئی۔

اب مختصر شمول احوال نواب لکھا جاتا ہی کہ ٹھیک دوپہر کو نواب آصف جاہ نظام الملک دکن مع فوج داخل لشکر ہوا چاہتے تھے کہ لشکر نادری کے سواران قراولی سے مقابلہ ہوگیا نواب برہان الملک ازبسکہ بہت خصوصیت آصف جاہ سے رکھتے تھے اونکے شریک حال ہوے قریب تھا کہ سواران قراولی پس پا ہوجاوین امیرالامرا بخشی نواب خان دوران بہادر خبر لڑائی کی سنکر بہت متاسف ہوے کہ میرے سامنے نام کی برہان الملک کا ہوجاے تھوڑے سے سوار اور کنبل پوش خاص لیکر جا پڑے ہرچند نواب نے داد بیداد کی کہ خبردار ان سواروں سے الگ ہوجاو مین زیر چھرہ توپ اگنین دیتا ہوں کون سنتا تھا وہ مثل شیر و شکر مل گئے وہاں فقط ایک بارہ ہزار شتر کی جلی سے سب جھنکر خاک کر دیے اور وہ چار ملناب خیمہ شاہی تک پہونچکر کام آئے انکا بڑا نام ہوا۔

دوسرے برگشتگی اقبال یہ ہوئی کہ نواب اور نواب شیر جنگ اوسوقت ہاتھیون پر تھے اتفاقاً دونون ہاتھی مست ہوکر اپنی شرارت حیوانی سے میدان اپکر لڑتے لڑتے قریب حاقہ سواران نادری ہوگئے اوسوقت ایک سوار روبرو نواب کے آکر کہنے لگا کہ او میر مجاہد مین تجھے کیا ہوا ہی کس سے لڑتا ہی مگر ہمیت ولایت جاتی رہی یہ کہکر اوس سوار نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈور حوضہ پر پھینک اوسے پکڑکر خود اسی میں جا بیٹھا اور نیز لشکرتیں ٹھنڈے ہوگئے خلاصہ بعد شاہ مغربین یہ دونون امیر اسیر حاضر حضور شاہ ہوے حکم ہوا

شیخ تمیر کرائیں جو نواب آصف الدولہ نے بعوض عمارت شیخین دروازہ وغیرہ جو قریب
حسن باغ تھے زمین وسیع منفی غلام حضرت کو اور دوکانداران اور کنڈلی اولاد نواب عبدالرحیم خان
کو معاف فرمائی اور ارادہ کیا کہ یہ موقوف کرکے دگر فرمایا کہ شہر کی جو ریکا ذمہ کریں کیونکہ زمینداری بن
حق زمینداری لیتے ہیں شیخین نے قبول نہ کیا اور موافقت سے محصول فروخت مکانات داخل
سرکار ہونے لگا شیخ برائے نام زمیندار رہے ؛

الغرض نواب کے حسن انتظام سے آمدنی صوبہ اودھ جو ہمیشہ دو بیس لاکھ سال کی تھی بلحاظ
انکے انتظام سے ایک کرور سات لاکھ تحصیل ہوئے آخر کو بعد کمی ہوئی سکے مع جاگیرات اجارہ
جاہ امراء سلطنت کی تھیں اور بسبب سرکشی زمینداران کے ہر سال نقصان ہوتا تھا نواب کی
سپردگی میں تھیں اس جہت سے قریب دو کرور کے تحصیل ہوئے جتنے نامہندو سرکش تھے
حساب سے ہو گئے بعد مرور ایام جب جاگیرات کا زیر و زبر ہوا وہ اجارہ داخل تحصیل وہ ہوا
زبردست ہر وقت میں غالب ہوتا ہے جسطرح اس زمانے میں اکثر تعلقداروں کا علاقہ بڑھ گیا اور
املش نمبری کا تعدد رکھتے ہیں جو نامہ ہوں سے ازروئے عدالت اپنی حقیقت سے لیکے ہیں حال
نواب کے عدل و انصاف اور انتظام سے سب طرح سے امن و امان ہو گئی اور جس کار
مہم سرکار میں نواب کا گزارہ جانفشان ہوئے سر انجام کو پہنچا چنانچہ معتمد لڑائی
باجی راؤ بیٹے بالاجی پیشوا اور بہوہ ناتھ پیشوائے دکن کا جو مقابلہ کئی لاکھ فوج کا سے ہوا
نواب نے ۴۰ ہزار فوج جرار سے سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں ۱۷۲۵ء اونہیں پسپا کر دیا یہ امر بھی
نیا اور روزگار سے ہوا اسکا ذکر اکثر تواریخ ہند میں ہے ؛

لیکن معرکہ محمد شاہ نادر شاہ جو سنہ ۱۱۵۱ ہجری ۱۷۳۸ء میں ہوا اول بسبب غفلت و ناسمجھی
بادشاہ کہ ہمیشہ سے عادی عیش و عشرت کے ہو رہے تھے اور گفتار و رفتار اپنے بزرگوں کا
بھی بھول گئے تھے جسطرح انکی غفلت کی حکایات مشہور ہیں دوسرے اختلاف رائے ارکان
سلطنت اور حسد و رشک نفسانی اور بسبب انتظامی فوج پھر پہنچا بصورت انجام اور اصلاح حال
کی باقی ورنہ عجب ہے کہ بادشاہ باوجود کثرت فوج اور دو ہزار توپ سے یوں شکست فاش
اٹھائی اگرچہ فی الحقیقت جیسا چاہیئے لڑائی نہیں ہوئی فقط سماوی یا موافق تقدیر

روبروی پھاٹک مچھی بھون جہان آج تک نقارخانہ قائم ہے نصب کیا اوسوقت آکا شیخ دست بستہ حاضر ہوے اور مجبوری سر جھکایا سمجھے کہ یہ کام بیگانہ نہین بابا بیگا نزد بعد گفتگو معاملات و انفصال مقدمات نواب نے فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بھون خالی کر او نھون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے چیچک مین گرفتار ہین جب تک انھین غسل صحت نہ ہو فراغت نواب نے قبول کیا بعد ہفتے عشرے کے جسقدر مال و اسباب تھا لیکر اوٹھ گئے نواب داخل قلعہ ہوئے اور جسقدر اسباب رہ گیا تھا وہ نصیب غازیان ہوا او ر ابھی نواب خیمے سے نہ اوٹھے تھے کہ شیخ صدرالدین محمد خان مجدالدین احمد خان عرف شیخ بیچے بزرگ نواب معزالدین خان وغیرہ قریب سات سو کے سب قرابت دار قریبہ اور اصحاب خاص شہر اور شیوخ بیرونجات بھی حاضر تھے بعد قیل و قال اہل شہر نے ملکر عرض کیا کہ نواب صاحب اگر ہماری قوم آپ کی رہبری نکرتی تو آپکو اسطرح آنا یہان تک مشکل ہوتا نواب نے بھی بدرشتی جواب دیا اسپر طرفین سے نوبت کشت و خون ہوئی مگر فوج مغلیہ اونپر غالب ہوئی آخر سب بھاگ گیا بعض ناقل ہین کہ کشت و خون ہوا واللہ اعلم اسی جہت سے نواب نے اسی مقام کو بنیاد فتح و فیروزی سمجھکر نقارخانے کا حکم فرمایا تھا روپیہ ۲ ہزار اسکی تعمیر مین صرف ہوے جب یہ عرضداشت بادشاہ کو پہونچی دستخط ہوے این حق غازیان بود نہ حق مزدوران مشہور ہے +

بہرحال اوسدن سے قلعہ مچھی بھون دارالامارت مقرر ہوا نواب کا بتدریج تمام صوبہ پر تسلط ہوگیا او زمیندار راجہ کم زور یہ حال سنکر سر حساب ہو گئے دست بستہ حاضر ہوکر بہ معاملات کی پھر کسی نے ایسا سر نہ اوٹھایا +

نواب صفدر جنگ بہادر کے عہد دولت مین پانسو روپیہ کرایہ بابت زمین پنج محلہ شیخون کو ملتا تھا نواب شجاع الدولہ بہادر کے وقت مین فقط دو سو رہ گئے تھے اس جہت سے کہ نواب معزالدین خان کو نخوت و غرور بہت ہو گیا تھا جب سے ناموس نواب کو فرخ آباد کے پٹھانون کے شر سے بچایا تھا اور نواب بھی اونکے اس امر مین احسانمند تھے اس سبب سے کبھی نواب کے دربار نہ جاتے تھے شاید وہ کرایہ نامہ مہر کی نواب وزیر

اوسکے قریات قریبہ مین توقف کیجیے گا بعد تدبیر مناسب از راہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا وہ تدبیر یہ ہے کہ درمیان شیوخ شہر اور قصبات بیرونجات صورت موافقت نہین بلکہ عداوت ہے اور کم زور اپنے بالادست کے ہاتھہ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین غالب ہے کہ وہ لوگ آپکی حکومت کو اپنا وسیلہ نجات و عافیت سمجھکر رہبر منزل مقصود ہون اور صلاح نیک بتاوین مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے غرض جب اقبال یاور ہوتا ہے بگڑی بنجاتی ہے نواب کنارہ دریای گنگ پہونچے موسم برسات تھا دریا خوب چڑھا ہوا تھا مع لشکر پار اترے مشہور ہے ایک شگون نیک اس سلطنت مین یہ کہ جب کشتی سواری نواب بیچ دریا مین پہونچی ایک مچھلی دریا سے جست کر کے دامن نواب مین آپڑی نواب نے اوسے شگون نیک جانکر مثل حرز رکھہ چھوڑا چنانچہ اوس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سرکار شاہی مین ہے مفتاح الدولہ بہادر نے اس عاصی کو بھی اوسے دیکھایا تھا اوسے تبرکاً تیمناً سمجھکر خزانہ مین رکھا تھا اسیطرح ایک نقل خواب نواب کی بھی مشہور ہے جسکا ثمرہ وزارت سے پھر بادشاہت کی تعبیر تھی ۔

خلاصہ نواب نے پہلے خیمہ نواح قصبہ کاکوری مین برپا کیا وہان کے شیوخ وغیرہ خلاف شیوخ لکھنؤ تھے نواب کا آنا اپنا مزید اقبال سمجھے اور شریک صلاح نیک ہوے اور سطرح کی نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا کہ آپ مع فوج داخل شہر نہون وہان کے پستی و بلندی ٹیلون اور بیہڑ سے بسلامت گذرنا مشکل پڑیگا کسواسطے کہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے ہین خوانخواہ برسر فساد ہونگے پہلے اپنے آنے سے اونھین آگاہ فرمایئے اور مقام فرودگاہ لشکر پوچھیے موافق دستور قدیم وہ اوس پار گومتی کے کہلا بھیجنگے اوسوقت لشکر کو حکم دیکر وہین اپنا خیمہ نصب کروائیگا اور تھوڑیسی فوج بھی روانہ ہوتا کہ اونھین داخلہ شہر سے غفلت ہوجاے چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر گاؤ گھاٹ سے ہوا نواب رات کو مع فوج جرار کئی توپین لیکر بسلامت شیخن دروازے سے گذرے پہلے اوس تلوار کو جو اوسکی سقف مین نمایش نخوت و غرور و دبدبہ کیواسطے لٹکا رکھی تھی کہ صوبہ دار اوسکے نیچے سے چلا آئے نواب ہاتھی پر سوار رہے اوسکو کاٹ کر زمین پر گرادیا بعد اسکے خیمہ خاص

وقت خاص پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس صوبہ کے بندوبست و انتظام کیواسطے کوئی
شخص ایسا معلوم نہین ہوتا کہ ایسے سرکشون اور متمردون کو جا کر سزای قرار واقعی دے
بادشاہ نے بھی انہین سب طرح لائق سمجھکر حسب دستور نواب کو خلعت صوبہ داری و فرمان عنایت
فرمایا منافقین جنکے دلون مین تخم نفاق تھا بہت خوش ہوئے مگر یہ سمجھتے تھے کہ انکی
سر سبزی اور یاوری اقبال ہوگی بظاہر سبھون نے مبارکباد دی لیکن اون دنون مین جو بدا
بے انتظامی سلطنت تھی فقط حکم شاہی کافی ہوا کچھ فوج سے اعانت نہوئی۔
نواب والاشان بھی مخالفین کی کارپردازی سمجھ گئے مگر محض اپنی جرات مردانگی اور تہور سے
نظر بخدا کمر ہمت باندھی پہلے از روی مآل اندیشی قوم مغلیہ کو جمع کیا جو ہزارون بیکار یا اث
بازار مین مشغول گرد ہر تھے یہ خوشخبری سنکر ہجوم کیا نواب نے کہا سنو میرے بھائیو ہم شہری اگر اس
بات کے سوکھے ٹکڑون پر قناعت کروگے خدا چاہے تو ایکدن اس عرق ریزی و حق
خدمت سے ثمرہ اوٹھا کر پلاؤ بھی کھاؤگے سبھون نے بجان و دل قبول کرکے کمر ہمت باندھی
کہتے ہین کہ نواب کے ان سوکھے ٹکڑون پر کئی ہزار مغل مفلس پریشان حال جمع ہوگیا
لمبی کالی ٹوپیان سر پر رکھہ ولایتی تلوار کمر مین باندھ آغا صاحب بن گئے بعد اسکے نواب جب
اپنی قوم کی بہتری سے فارغ ہوئے اپنے توپخانے سے کچھ توپین چنکر ساتھ لین اور جو کچھ
گھر مین قسم زیور وغیرہ تھا اوسے بیچکر بیل توپون کے مول لیے اور جمعیت کثیر سے اکبراباد
آئے وہان کے صوبہ دار نے چاہا تدبیر ضیافت کرے نواب نے صلاح وقت سمجھکر زر نقد
لیکر اپنی فوج مغلوں پر تقسیم کیا فی الجملہ سبکا سامان سفر درست ہوگیا وہان سے کوچ کرکے دہلی
آئے یہان بھی وہی صورت دعوت پیش آئی بعد اسکے داخل فرخ آباد ہوئے وہان کے
نواب نے بڑی عزت و خاطر کی باقی سامان بھی درست ہوگیا بہت سے گھوڑے یا ٹٹو
مول لیکر مغلیہ کو تقسیم کیے وہان کے نواب نے یہ صلاح نیک دی کہ حال سرکشی و تمردی شیخ زادگان
لکھنؤ کا ظاہر ہے ایسا نہو کہ مثل اورون کے آپکا بھی وہی حال ہوجاوے اس قوم کی رفتار
و کردار و اعمال سے ہم خوب واقف ہین کسواسطے کہ ہمارے ملک سے حدود صوبہ اودھ
قریب ہے پس مناسب یہ ہے کہ آپ دریای گنگ سے اوترکر ایک دفعہ داخل لکھنؤ ہوجیےگا

غرض شیخ مذکور مدت تک حکومت کرتے جب مرگئے اونکی اولاد بترتیب وارث جاگیر رہی
یہ مقدمہ اکبری داخل اکبرنامہ نہین ہے

نواب ابو المکارم خان کا احوال ہے

شیخ ابو المکارم بھی اسی قصبہ مذکور کے رہنے والے تھے یک چشم تھے مگر بڑے بہادر اور
شجاع پریشان حال عالمگیر بادشاہ کی سلطنت مین فدائی خان صوبہ دار ملک اودھ تھا
اوسکے گھوڑونکا اصطبل اوس پار دریا کے تھا ایکدن سائیس گھوڑون کو نہلانے دریا
لیے جاتے تھے شیخ صاحب اپنے دروازے پر سر راہ بیٹھے ہوے تھے گھوڑون کے
سُم سے کیچڑ اوڑکر اونپر گرا بہت خفا ہوے سائیسون نے بھی جواب سخت دیا شیخ نے
چھری ایک سائیس کو ماری کئی زخمی کیے مگر صوبہ دار کے ڈر سے آوارہ وطن ہوکر شاہجہان آباد
پہونچے بہادر شاہ بادشاہ کے نوکر ہوے ایک مدت تک کار نمایان کرتے رہے آخر
صوبہ دار اودھ ہوکر آئے اور سیکڑون گانو زمینداروں سے بجبر و ظلم اپنے نام
کرلیے اور ظلم سے زمیندار سرکشون کے سر لوہے کی مہگری سے کچلوا کر انتظام صوبہ کیا
آخر مرگئے اونکا مقبرہ مکارم نگر مین صحن مسجد مین ہے اونکی اولاد شیخ احمد بخش داروغہ
دیوانخانہ نواب امین الدولہ اور شیخ حیدر بخش انکے سگے بھائی جو کلکتے مین [illegible] تھے شیخ
حفیظ الدین اس قوم مین بہت صاحب اقتدار تھے بلکہ اولاد محمود قلندر سے لوگ کہتے ہین
یہ فقیر بنگالی باغ لکھنؤ مین رہتا تھا اور حاکم بھی اوسی محلے کا تھا بعض علوی بعض بنی امیہ
بھی کہتے ہین واللہ اعلم رئیس اس قوم کے راجہ میان اور شیخ شبراتی باپ شیخ احمد بخش
کے اور شیخ فقیرا اور عسکری احمد بھی تھے

نواب برہان الملک بہادر کا صوبہ دار ہوکر داخلہ صوبہ اودھ

خلاصہ سنہ ۱۱۳۲ ہجری مین جسوقت سے بے انتظامی اور خرابی اور سرکشی زمینداران
و رئیسان صوبہ اودھ کی متواتر بادشاہ تک پہونچی ارکان دولت شاہی جو نواب سے
مخالف مذہب اور انکی ترقی جاہ یوما فیوما اور خدمت گذاریون سے حسد و رشک رکھتے تھے

متعلقہ صفحہ ۳۵ جلد اول

مرزا محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر



Sádut Khan, Burhanoodmoolk.

سب ارکان دولت بھی خائف و ترسان رہتے تھے اس جہت سے بادشاہ نے ا
حکمت عملی سے قطب الدولہ وزیر اعظم کو انتظام ملک دکن کیواسطے سنہ ۱۱۳۰ھ مطابق [illegible]ع مین
روانہ کیا اوسوقت دہلی مین یہ مثل مشہور ہوئی اب جگ ٹوٹا پو خواہ مخواہ باری جائیگی —
خلاصہ جب محمد امین خان کو کمنی کو نواب حسین علیخان سگے بھائی قطب الملک سے
عداوت قلبی ہوگئی اونھون نے ایکدن میر حیدر خان کاشغری کو جو اونکا رفیق خاص تھا
انکے قتل کو بھیجا اوسوقت نواب حسین علیخان جھالردار پالکی مین سوار دربار بادشاہ کو جاتے تھے
اونھون نے عرضی دی نواب اوسے پڑھنے لگے بس دفعۃً چھرا اونکے پیٹ مین مارکر تمام کر دیا
لیکن اوسیوقت نواب کے بیٹے نے بھی اونکا کام تمام کر دیا مشہور ہے کہ حسین علیخان رات کو
خواب دیکھ چکے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بلغ وعدک عقب عدوک اوسکی تعبیر
صبح کو ظاہر ہوئی —

جب خبر قتل قطب الملک کو پہنچی اپنی فوج لیکر دہلی پھر آئے اور جتنے انکے متوسلین باموریتھے
اونکو خط طلب اعانت لکھا کہ میرے شریک حال ہو چنانچہ نواب برہان الملک کو بھی خط
اس مضمون کا بھیجا کسواسطے کہ انکی ترقی جاہ کا باعث اونکا دیوان ہوا تھا لیکن نواب نے
غور و تامل حقوق سلطانی اور اپنی نیکنامی دنیا کو مقدم سمجھا اور فرمان شاہی بھی طلب کا
پہنچا تھا بموجب حکم شاہی ۴ ہزار سوار و پیادہ جرار لیکر اپنے علاقے سے روانہ ہوکر داخل
شاہجہان آباد ہوئے نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے انکی بہت تعریف کی
اہ خدا سے ایسا شخص جرار چاہتے تھے کہ وہ عبداللہ خان کا استیصال کرے غرض
ن کے وسیلے سے حاضر حضور شاہی ہونے لگے آخر خطاب نواب سعادت خان
الملک پایا جب مقابلہ عبداللہ خان ہوا بعد قتال و جدال اونہین گرفتار کرلائے
ب کی ایسی جانفشانی اور کارنمایان سے بادشاہ بہت خوش ہوئے ۱۱۳۲ ہجری
کو نظامت صوبہ اکبرآباد عنایت فرمائی یہ روانہ ہوئے —
ت کی تفصیل اکثر کتب تواریخ ہند مین ہے کچھ احوال مرزا محمد حسن قتیل نے
اور اس عاصی کو فقط احوال سلطنت خاص منظور ہے جو مخصوص سرکار مین

پہلا باب

ذکر احوال میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر تا زمان سلطنت حضرت جنت مکان محمد امجد علی شاہ بادشاہ اودھ

جاننا چاہیے کہ ابتدای خاندان عالیشان وزرا و بادشاہان مملکت صوبہ اودھ ذات خا
میر محمد امین موسوی نیشاپوری سی ہے یہ رئیس ملک خراسان نیشاپور مین خاندان عالیہ سی بہاد
بادشاہ شاہجہان کی سلطنت مین میر محمد نصیر باپ میر محمد امین سکے اپنے بڑے بیٹے میر محمد باقر
لیکر از راہ جہاز بنگالے مین آکر عظیم آباد مین رہے شجاع الدولہ ناظم بنگالہ انکا خبر گیران ہوتا
تھا وہین مر گئے ؀

میر محمد امین اون دنون ولایت مین تھے سنہ ۱۱۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۸ء مشتاق باپ اور
بھائی کو ہوکر ہندوستان مین آئے جب عظیم آباد پہونچے اپنے باپ کے مرنے کا بڑا صدمہ
اوٹھا کر وہان سے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ شاہجہان آباد آئے بعد تھوڑے دن کے
نواب مبارز الدولہ سربلند خان کو جو صوبہ دار گجرات تھے نوکر ہوے پھر وہان سے برخاست خاطر
ہوکر بموافقت وساطت ای تن چند دیوان قطب الملک وزیر اعظم نواب عبد اللہ خان سنہ ۱۱۲۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۱۳ء مین سند ہنڈول بیانہ ۸ لاکھ روپیہ تحصیل کی لیکر انتظام اوس علاقہ مین مشغول
ہوے اونہین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی سے عقد کیا اسکے پیشتر سید
طالب محمد خان آصف جاہ کی بیٹی انکے عقد مین تھی اور اسکے بھی پیشتر ایک بیٹی خاندان عالیہ سے
انکے عقد مین تھی وہ بے اولاد مر گئی اور اس تاریخ مذکور مین نواب بیگم صاحبہ یعنی مان نواب
شجاع الدولہ کی دو یا ۲ برس کی اپنے باپ کے ساتھ تھین انکی ولادت خانم صاحبہ سے ہوئی جنکا
مقبرہ و باغ ایمن آباد مین مشہور باغ نیتا این ہے ؀

مختصر حال ترقی جاہ نواب یہ ہے کہ جب محمد شاہ بادشاہ دہلی ہوے سادات بارہہ کا سلطنت مین
تسلط تام اور اختیار کلی جیسے چاہتے تھے بادشاہ کر دیتے تھے پھر اوسے قتل کرکے سلاطین
مین سے دوسرے کو تخت نشین کر دیتے تھے جسطرح قتل فرخ سیر بادشاہ وغیرہ مشہور ہے چنانچہ
جب محمد شاہ کو تخت نشین کرنے لگے انکی مان نے کہا کہ خلاصہ انکی سفاکی ظلم و تعدی سے

ذکر اجمالی نواب نجف خان مرحوم

ذوالفقار الدولہ بخشی الممالک نواب نجف خان کا نسب مادری صفویہ تک ہی انکی بہن سماۃ بیگم صاحبہ
مرزا محسن نواب صفدر جنگ کی بھائی سے منسوب تھی جب مرزا محسن مر گئے نواب نجف خان نو برس کی
تھے نواب محمد قلیخان نے انھین مثل اپنے بیٹے کی پرورش کیا تھا بہت چاہتے تھے جب جوان ہوئے رسالدار
کیا بعد مرنے نواب محمد قلیخان کے بادشاہ عالی گہر نے انھین بتدریج مراتب امیر الامرا کیا ازبسکہ جرات ذاتی
رکھتے تھے اپنی یاوری اقبال اور بزور شمشیر تقریباً چار کرور کا ملک اطراف شاہجہان آباد مع قلعجات وغیرہ اپنی
حکومت مین لائی مگر بوجہ حکومت و ریاست مین بسبب بے انتظامی و خودسری کی کبھی چین نہ پایا اور نہ انتظام
سا چاہیے تھا کر سکے ہمیشہ گذران مثل عرب صحرائی بادیہ نشین کے رہی اور نہ انتظام خودسر فوج کا بھی ظاہر تھا جس سے
ریاست کو قیام نہو سکا اونکی بعد دفعتاً ایک جھونکی ہوای خلاف سی نشان بھی باقی نرہا مثل حباب آب یا ست ہی
اہل لشکر ہر روز خون ناحق و ظلم بیجا پر کمر باندھی رہتے تھے کبھی انجام کار کو نسمجھے اپنے زعم ناقص مین ہر دار و فہم
اپنے تئین نواب جانتا رہا اکثر ثقات جو شریک یا ملازم لشکر مین تھے حکایات ظلم و تعدی بیان کرتے ہین کیا
سبب تو ملازمین تھا کہ ہر روز سو پچاس کسی تکرار بیجا سے مارے گئے اوسیقدر اور زخمی ہوئے اس تفصیل
ح فضول کو ایک کتاب چاہیے ۔

غرض نواب نجف خان کی دو بیٹیان بڑی مرزا غیاث الدین محمد خان سے چھوٹی مرزا محمود خان
ان کے بیٹے سے منسوب تھی جو بھائی کفایت خان دیوان طیمور شاہ کابل تھا لیکن سید موسوی ہے
ی ایک بیٹی بیٹا چھوڑ کر مر گئی بیٹا نواب محمد علیخان عرف نواب مرزا بخشی بہادر شاہ بیٹی
ان بیگم مظفر الدولہ مرزا حسام الدین خان کی بیٹی سے منسوب تھی جو نواب نجف قلیخان کی بیٹی سے تھا ۔

قطعہ تاریخ وفات نواب نجف خان

ح نہاد و کمان بست بہا	گر سہم حادثات نسازد خطا ہد	زد بر نشانہ اشرف سادات کہ بود
صفوی از و شرف	شایستہ میوہ شجر باغ ہشت و چار	پاکیزہ جوہر و گہر درنہ صدف
میر نجف خان شیر دل	کشور کشای ہند بتائید لا تخف	آن اشجعی کہ دست چو بردند وا لفقار
ستودہ ہی خلف	زد کاک حی توام عالی بجاک او	تاریخ سال ارقم این تربت نجف

تمت

سنہ ۱۱۸۶ھ

اہلکاروں نے بلطایف الحیل حیلہائے مذین عذرات بار ہا پیش کیے صاحب عادل نے بہت جد و جہد سے پوری تنخواہ ابتدا سے دلوادی شاید ستر ہزار روپیہ ہوا تھا اسمین ایک انگریز صاحب بھی شامل وکالت ہو گئے تھے چالیس ہزار لیکر وہ تو راہی لندن ہوے دو صاحب اور رصاحبان لکھنؤ سے تھے اونھین چراغی ملی باقی جتنا رہا میر جعفر علی خان کو ملا انکا سامان نوابی درست ہو گیا ۱۳۰ سو ماہواری ملنے لگے دروازہ عیش و عشرت کھلا اور مرغ بازی کئی برس تک خوب رہی +

جب فساد لکھنؤ ہوا اور زمانہ ہیر پھیر شاہ جی ہوا جعفر علیخان بھی سے لٹے اور مجبوری پیالہ شاہ جی کا نوشجان کیا جب عملداری سرکار ہوئی معتوب ہوے بعد کئی برس کے دوا دوش وکلای عدالت سے پھر تنخواہ بدستور جاری ہوئی وگرنہ بسر اوقات فقط بی بی کی تنخواہ پر تھی انکے بیٹے نواب مہدی علیخان کی شادی نواب یحیی علیخان کی بیٹی سے ہوئی جسے نواب ممتاز محل حضرت خلد مکان نے مثل اپنی بیٹی کے پرورش کیا تھا جب بدستور تنخواہ جاری ہوئی چند سے وہی صورت سابقہ ہونی شروع تھی کہ دفعتہً مادہ صرع سے شہر جمادی الثانی ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء انتقال کیا +

نواب سیادت خان کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا مرزا گھسیٹا اوسکی شادی سیتی بیگم نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے ہوئی انکی دو بیٹیان ایک منجھلے اٹاکر بابو علی اکبر زاہمی ہوا نواب سیادت خان کا بڑا بیٹا نواب برہان الملک کا بڑا بھائی نواب شیر جنگ اوسکی شادی نواب ذوالفقار خان کی بیٹی سے ہوئی وہ بیٹا نواب اسد خان وزیر عالمگیر بادشاہ کا تھا مگر اوس سے اولاد نہوئی اور بی بی سے ہوئی وہ بھی مر گئی +

نواب شیر جنگ کا پوتا مرزا اسکی حسن علیخان کی بڑی بیٹی سے بیاہا گیا اوس سے ایک بیٹی ہوئی وہ نواب علیخان کے بیٹے سے منسوب تھی وہ ایک بیٹی چھوڑ کر مر گئی جسکی شادی صاحب مرزا مرزا شادمیر خان کی چھوٹی بیٹی سے ہوئی +

ایک بیٹی نواب سیادت خان کی نواب موسی خان سے منسوب ہوئی جو نیشاپور کے اقربا سے تھا اونکا بیٹا عباس علیخان اسی برس کے سن مین بے اولاد مر گیا - وہ اب امام

بائیس ۲۲ برس کا سن پایا مر گیا سبب یہ ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کے لشکر مین ایکدفعہ آندھی
اس شدت سے کہ لشکر مین سب خیمے گر پڑے مرزا جعفر نے اپنے تینون بھائیون سے
تم ایک چوب خیمے کی تھامے رہو مین اکیلا دوسری چوب تھامے رہونگا پس ایسا زور تھا
کیا کہ آندھی سے چوب کو گرنے نہ دیا اسی زور سے اونکے دونون گردے پھٹ گئے ادھر
موقوف ہونے سے چوب کو چھوڑا ادھر اونکی روح نے مفارقت کی +

انکے بھائی غیاث الدین محمد خان ایک شخص ولایتی مشہور قاسم بیگ سبزواری کی بیٹی سے
کتخدا ہوئے اون سے ایک بیٹا دو بیٹیان ہوئین مرزا حسام الدین حیدر خان پہلی بیٹی
واب نجف خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اونسے دو بیٹے ایک بیٹی ہوئی دوسری بی بی سے
بیٹے ہونے کے بعد انکے غیاث الدین محمد خان نے نواب نجف خان کی بیٹی سے بیاہ کیا
انسے ایک بیٹا نواب سید محمد خان ہوا جسکا ذکر گذرا وہ بھی بے اولاد عارضہ جذام سے
قصد زیارت کربلای معلی کیا تھا جسکا شاعر ہندی بہت خوب تھا رند تخلص ہزار ہا
روپیہ صرف کیا +

تیسری بیٹی نواب برہان الملک کی مسماۃ بندی بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب تھی
جسکا خطاب سعادت خان تھا اونسے ایک بیٹا میر محمد باقر عرف مرزا بندو ہوا وہ سگی بیگم صاحبہ
ری بیٹی نواب شجاع الدولہ سے بیاہا گیا اونسے اولاد نہوئی مگر قدرت خدا سے سن پیری
تی برس مین ایک بی بی سے جعفر علیخان پیدا ہوا دلیر الدولہ مرزا حیدر کی بیٹی سے کتخدا
ا ایک بیٹی بھی ہوئی وہ طفولیت مین مر گئی +

ضرت خلد مکان کے زمانہ مین مرزا بندو نے فیض آباد مین انتقال کیا ۳۰۰ اسو ماہواری کی
تھی سرکار شاہی سے پوری تنخواہ جاری نہوئی اس جہت سے کہ جعفر علیخان صغرسن تھا
رشتہ دو سو روپے ماہواری جاری ہوئی باقی تنخواہ خزانہ ظفر الدولہ مین بامانت رہی
عدل و انصاف حق دارون کا جنرل سلیمن صاحب بہادر کی رزیڈنٹی مین مشتہر ہوا
ان نے بفہمایش صاحبان خود غرض زمانہ دعوی تنخواہ سابق امانت سرکار کا کیا
درنے ازراہ انصاف پرچہ پیام ابراء تنخواہ سابق کا سرکار شاہی مین بھیجا

انتقال کیا نعش کو کربلای معلی مین لیجا کر دفن کیا رواق روضۂ مقدسہ مین انکی ازواج اور اولا
سرکار سے وثیقہ حسب تقسیم شرعیہ ملتا ہے +

مرزا سیدو کے چار بیٹے دو بیٹیان بڑا بیٹا سلطان مرزا معصومہ بیگم مرزا جعفر کی بیٹی سے
کتخدا ہوا اونکے دو بیٹے دو بیٹیان +

مرزا سیدو کی بیٹی نواب سید محمد خان سے بیاہی گئی وہ بیٹا مرزا غیاث الدین محمد خان کا
پوتا مرزا یوسف خان کا جو نواب نجف خان کی بیٹی سے تھا +

بہادر مرزا کی شادی اونکے چچا مرزا ابو طالب خان کی بیٹی سے ہوئی انکا بیٹا شمس الدین محمد مرزا
مرزا ابو تراب خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اور دو بیٹیان ایک کی شادی منظفر مرزا نواب مظفر الدولہ
کے بیٹے سے ہوئی دوسری بیٹی اولاد نواب سعادت علیخان مین کسی سے بیاہی گئی +

تیسرا بیٹا مرزا سیدو کا سردار مرزا انکی پہلی شادی مسماۃ حضرت بیگم مرزا حیدر کی بیٹی سے ہوئی
بعد اوسکے مرنے کے دوسری بیٹی مسماۃ مہدی بیگم سے ہوئی انسے ایک بیٹا مرزا محمد حسین خان
ہوا جوانمرگ مر گیا انکی مان بھی مر گئی +

ایک اور بیٹا مرزا علی حسن کسی محل سے ہوا جسکی شادی نواسی مرزا حیدر نواب
آفتاب علیخان کی بیٹی سے ہوئی

مرزا سیدو کا چھوٹا بیٹا شوکت الدولہ علی مرزا کی بنارس مین نواب شمس الدولہ کی چھوٹی
بیٹی سے شادی ہوئی +

سید محمد خان عرف مرزا سید مرزا جعفر کا بیٹا جسنی بیگم صاحبہ بنت غلام رضا خان مرزا حسن رضا خان کے
سگے بھائی کی بیٹی سے کتخدا ہوا اور دو بیٹیان جنکا احوال گذرا مرزا سید کے دو بیٹے مرزا برہان الدین حیدر
مرزا حسام الدین حیدر مرزا برہان الدین حیدر با تمام شمول فساد مرزا جیسن قدر تباہ و پریشان ہوکر
ہمیر پور کے پاس نوکر ہوئے اور بعد کئی برس کے لکھنؤ آکر مر گئے اونکا وثیقہ سرکار سے جاری نہوا +
بعد انتقال جسنی بیگم پھر عزت النسا بیگم سے مرزا جعفر کا عقد شرعیہ ہوا مگر عزت النسا بیگم
بے اولاد رہین مگر اور محل سے اولاد ہے +

مرزا محمد یوسف کے دو بیٹے دوسری بی بی سے بیسا نہ کو رہوا مرزا جعفر بڑا بیٹا

فرزندون کے پرورش فرمایا تھا چنانچہ مرزا محمد نصیر خان کی شادی حسن علیخان کی بیٹی سے ہوئی جسے جناب عالیہ یعنی نواب شجاع الدولہ کی مان نے پرورش کیا تھا اور لطف النسا بیگم مشہور مہر بنت نواب شجاع الدولہ انھین جناب عالیہ نواب آصف الدولہ کی مان نے پالا تھا وہ مرزا محمد تقی خان سے بیاہی گیئن انکی حقیقت پرورش سے اکثر معتمدین فیض آباد واقف ہین واللہ اعلم +

مرزا محمد تقی خان کی بہن قدسیہ بیگم مرزا محمد ابراہیم عرف مرزا سیدو سے کتخدا ہوئین مرزا علی نقی عرف مرزا جھجو جمنی بیگم صاحبہ نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے بیاہے گئے +

مرزا محمد نصیر خان کا بیٹا مرزا شاہ میر خان فاطمہ بیگم صاحبہ مرزا محمد تقی خان کی بیٹی سے انکا بیٹا دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر مسماۃ مولا بیگم مرزا محمد نصیر خان کی بیٹی سے مرزا حیدر کے تین بیٹے نواب بہادر جسکی شادی دوسری نواب معتمد الدولہ کی چھوٹی بیٹی سے ہوئی جو خورد محل سے تھی وہ بھی مر گئی ایک بیٹی ایک بیٹا خورشید مرزا چھوڑ کر نواب بہادر بھی مر گئے انکی بیٹی کی شادی نواب دولہ بھانجے نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی جو مقیم کانپور ہین خورشید مرزا کی شادی نواب سعید الدولہ کی بیٹی سے ہوئی وہ قضا سے مر گئی مرزا والا جاہ عالیجاہ کی شادی نواب منور الدولہ کی بیٹیون سے ہوئی جو زمانہ وزارت نواب منتظم الدولہ تھا مرزا حیدر کی بیٹی کا عقد خلد مکان کے زمانے مین نواب حسین علیخان نواب جعفر علیخان کے بیٹے سے ہوا رسم رخصت عروس نہ ہوئی وہ بھی مر گئی صاحبزادی بھی بعد چند سال کے مر گئے انھین نواب مبارک محل نے باجازت حضرت خلد مکان اپنا بیٹا کیا تھا +

مرزا شاہ میر خان کے تین بیٹے نواب مرزا نواب میر کلو کی بیٹی مسماۃ وزیر بیگم سے بیاہا گیا دو بیٹے دو بیٹیان چھوڑ کر مر گئی نادر مرزا مرزا غیاث الدین محمد خان کی بیٹی سے اور صاحب مرزا مر گیا +

مرزا شاہ میر خان کی بیٹی مسماۃ نواب بی بی حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین آغا علیخان نواب معتمد الدولہ کے بڑے بیٹے سے شادی ہوئی +

آغا علیخان جب اپنی مان خورد محل کے ساتھ روانہ کربلای معلی ہوے کاظمین علیہم السلام مین

پانچ بیٹیوں سے کوئی بیٹا نہ تھا جعفر خان بیگ کے دو بیٹے تھے مرزا محسن بخطاب عزت الد
دوسرے مرزا محمد مقیم مخاطب منصور علیخان صفدر جنگ +

میر شاہ میر کا بیٹا جو نواب برہان الملک کی بہن سے تھا انکا بڑا بیٹا مرزا یوسف بڑا بربت
تھا تمام ایران مین بزور و طاقت اپنا مثل نرکھتا تھا اسی باعث سے نادر شاہ نے دغا گرفتا
کرکے اندھا کر ڈالا تھا +

انکا بڑا بیٹا سید محمد خان دوسرا شاہ میر خان تیسرا مرزا محمد امین خان یہ تینون مرزا محمد شفیع خان
بھائی جعفر خان بیگ کی بیٹی سے تھے اور دو بیٹے مرزا جعفر اور مرزا غیاث الدین محمد خان
مرزا محمد باقر کی بیٹی سے تھے جو داروغہ فراش خانہ روضہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے تھے لیکن بڑا بیٹا
سید محمد خان آمنہ بیگم سے بیاہا گیا جو چھوٹی بیٹی نواب برہان الملک کی تھی انسے ایک بیٹی
شمس النسا بیگم مشہور توکل صاحبہ وہ مرزا جعفر نواب محمد قلیخان کے بیٹے سے بیاہی گئی
جو نواب محمد خان کی پھوپھی کے پیٹ سے تھا اونسے اولاد نہ ہوئی مگر سردار مرزا مرزا سید وکے
بیٹے کو وقت پیدایش بہر عزیز و اقربا اپنی فرزندی مین لیا تھا کہ میرے بعد میرا وارث ہوگا جسنے
تھوڑے دن ہوے انتقال کیا +

مرزا جعفر کے چار بیٹے تین بیٹیان دوسری بی بی سے منجھلا بیٹا مرزا محمد یوسف کاشاہ میر خان
اپنے چچا مرزا نصیر الدین حیدر خان کی بیٹی سے جو نواب برہان الملک کی بیٹی سے تھا
بیاہا گیا اونکی بی بی بیٹا جنکر مرگئی اور آپ عالی گہر بادشاہ کے ساتھ نواب نجف خان کی لڑائی
مین مارا گیا چھوٹا بھائی مرزا محمد امین خان نصیر الدین خان کی چھوٹی بیٹی سے بیاہا گیا یعنے
نواب برہان الملک کی نواسی انجم النسا بیگم مشہور چھیتو بیگم سے اونسے چار بیٹے دو بیٹیان ہوئین +
بڑا بیٹا مرزا محمد نصیر خان دوسرا مرزا محمد تقی خان انکے چھوٹی بہن تقسیہ بیگم اور چھوٹا
بھائی مرزا علی نقی عرف مرزا جو اور سب سے چھوٹی بہن سات برس کی ہوکر مرگئی اور ان سب سے
چھوٹا بھائی مرزا محمد یوسف عرف مرزا اتو سولہ برس کے سن مین بسبب اپنی شہسواری کے
گھوڑے سے گرکر مرگیا +

مرزا محمد نصیر خان اور مرزا محمد تقی خان کو نواب آصف الدولہ نے خردسالی مین مثل

اور نواب سکے بھتیجے بھی اونکے نائب بھی تھے بعد مرنے نواب کے خلافت شاہی اونکے چھوٹے بیٹے کو ہوا اقضارا وہ عارضہ چیچک سے طفولیت ہین مرگیا یا کسی عارضہ وبائی سے واللہ اعلم جیسا اکثر جانتے ہین اوسوقت نواب صفدر جنگ کو اصالتاً خلافت ہوا صوبہ اودھ اور صوبہ اکبر آباد کا اونھون نے نواب عمدۃ الملک امیر خان سے صوبہ آلہ آباد سے اکبر آباد کا معاوضہ کرلیا کہ قریب صوبہ اودھ ہے +

نواب صفدر جنگ کا اکلوتہ بیٹا مرزا جلال الدین حیدر لقب شجاع الدولہ نواب صفدر جنگ کو محمد شاہ بادشاہ سے پہلے داروغگی توپخانہ کی کرمی آتش کیا تھا جب احمد شاہ درانی کابل لاہور تک پہونچا بادشاہ نے قمر الدین خان وزیر اعظم کو مع نواب صفدر جنگ اپنے بیٹے احمد شاہ کے ساتھ روانہ لاہور کیا اتفاقاً وزیر اعظم وہان مارا گیا نواب نے درانی کو شکست دی دہلی سے خبر انتقال بادشاہ پہونچی احمد شاہ بادشاہ ہوے نواب صفدر جنگ اپنے حسن تدبیر و یاوری اقبال سے وزیر ہوے +

اسکی تفصیل اکثر کتب تواریخ اور محققین کو معلوم ہے انکی قوم بیات قراقون لو قوم مغل ہی ہی بعض کہتے ہین قزلباش +

مختصر یہ ہے قرا یوسف قوم ترک جسوقت لڑائی مین مرزا شاہرخ بیٹے امیر تیمور کے قتل از معرکہ بسبب درد گردہ اور کثرت قی سے مرگئے اونکا بیٹا جہان شاہ والی ریاست تبریز ہوا بعد اونکے اونکا بھتیجا بداغ شاہ حاکم ہوا اوسکے بعد اوسکا بیٹا حسین علی مرزا اسیطرح بتدریج تسلط ہوتا چلا آیا اوسکا بیٹا ناصر مرزا پھر اونکا بیٹا منصور مرزا حاکم ریاست ہوا اور انھین کے عہد دولت مین شاہ عباس اول کا ایران مین تسلط ہوا اوسنے سرکشان ترک کو زیر و زبر کیا تا اینکہ منصور مرزا بھی اسیر ہوا اور حکم بادشاہ یہ ہوا کہ اب سب ترک جتنے ہین نیشاپور مین جا کر رہین وہان منصور مرزا کیواسطے جاگیر مقرر ہوئی جب یہ حاکم جاگیر ہوے بہت بخوبی بسر کی جب مرگئے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا بتجویز ترکان رئیس ہوا اسیطرح بعد اونکے اونکا بیٹا جعفر خان بیگ حاکم ہوا بعد اونکے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا مسند ریاست پر بیٹھا انکے دو بیٹے تھے محمد شفیع خان بیگ اور جعفر خان بیگ محمد شفیع خان سکے سوا اسے

بیٹی مسماۃ بڈھن صاحبہ سے بیاہا گیا ہو نواب برہان الملک کی نواسی محمدی بیگم کے پیٹ سے تھا ایک بیٹی ایک بیٹا ہوا بیٹی بن بیاہی گئی بیٹا جسکا نام مرزا بزرگ تھا نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے منسوب ہوا وہ بھی بے اولاد مر گئی مرزا بزرگ کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا ایک بیٹی ہوئی اور وہ خود بحالت جنون مین مر گئے اونکا بیٹا قائم علیخان مرزا برہان الدین حیدر مرزا جنگلی کی پوتی سے بیاہا گیا اونکی بہن مرزا مذکور کے بیٹے نواب مرزا سے منسوب ہو کر مر گئی اوس سے تین بیٹے رہے ٭

نواب محمد قلی خان مرزا محسن کا بیٹا جب ہندوستان مین آیا جسے آغا بابا کہتے تھے نواب صفدر جنگ نے صوبہ دار اکبر آباد کیا وہ پہلے محمدی بیگم نواب برہان الملک کی بیٹی سے منسوب ہوا اوس سے ایک بیٹی بڈھن صاحبہ مذکورہ تھی بعد اونکے مرنے کے میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی مشہور بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشاپور مین پہلے منسوب ہو چکا تھا اوس سے ایک بیٹا مرزا جعفر ہوا اور محمد قلی خان کا ایک بیٹا دوسری بی بی سے محمد علیخان ہوا یہ مرزا جعفر سے دو برس بڑا تھا محمد علیخان کا بیاہ نہوا مگر بیبیان بہت تھین ٭

محمد علیخان کی ۵ یا ۶ بیٹے چار پانچ بیٹیان تھین بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان داماد جنت آرامگاہ دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان مسماۃ پوتی بیگم حضرت خلد مکان جو بادشاہ بیگم کے پیٹ سے تھین منسوب ہوی وہ جنت آرامگاہ کے زمانے مین مر گئین ایک بیٹا دو بیٹیان چھوڑ کر نواب محسن الدولہ داماد حضرت فردوس منزل حضرت خلد مکان کی سلطنت مین کتخدا ہوے انکے کئی بیٹے طفولیت مین مر گئے اب ایک بیٹا مرزا عالی قدر ہے جسکی شادی حضور عالم کی بیٹی سے ہوئی دو بیٹیان حاجی بیگم و زہرا بیگم جنھین بادشاہ بیگم نے پرورش کیا تھا مرزا ابو تراب خان دوسرے مرزا ابو القاسم خان مرزا ابو طالب خان کے دونوان بیٹون سے شادی ہوئی ٭

مرزا اکبر علیخان محمد علیخان کے بیٹے کی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے ہوئی زمانہ ترقی مرزا حاجی ہین جو مقرب خاص حضرت خلد مکان کے تھے ٭

نواب برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی اپنے بھانجے نواب صفدر جنگ سے کی

پیدا ہوگیا اوسنے ایک بیٹا مرزا محمد شفیع خان ہمراہ حسب ایشیا پورسے ہندوستان میں آیا
نواب شجاع الدولہ نے اوسکو رسالدار کیا اور امنہ بیگم کی بیٹی سے عقد کردیا یعنی نواسی
نواب برہان الملک سے لیکن رخصت عروس نہوئی تھی کہ نواب نے انتقال کیا مرزا محمد شفیع خان
دلی گئے بعد مرنے نواب نجف خان کے امیر الامرا ہوئے محمد بیگ خان ہمدانی نے دغا
سے مارڈالا +

مشہور ہے کہ بعد نواب نجف خان مرحوم کے ان خود سر ناعاقبت اندیش امرا و سردار
نے عجب ہنگامہ فساد برپا کیا کسی نے آپس میں اتحاد و اتفاق نکیا ان سبکی جمعیت فوج کئی
لاکھ کی تھی سب کے سب ایکسال کے عرصے میں آپس میں کٹ کر مرگئے جنکا نام و نشان نرہا
مختصر حال یہ ہے جب مرزا محمد شفیع خان امیر الامرا ہوئے اونکی بدمزاجی سے جتنے
سردار اور افسر فوج تھے ناراض بیدل و خائف ہوکر راہ عافیت ڈھونڈھنے لگے
از انجملہ بعد از خرابی محمد بیگ خان ہمدانی سے جب بظاہر صلح و آشتی ٹھہری نواح اکبر آباد میں
لشکر طرفین صفوف آراستہ ہوکر کھڑا ہوا ایک طرف سے مرزا محمد شفیع خان اجل گرفتہ دوسری
جانب سے محمد بیگ خان ہاتھی پر سوار وسط میدان میں پہونچے محمد بیگ خان مونڈھا تھا
مرزا صاحب کو بلا محمد بیگ خان نے دست معانقہ بڑھا کر اپنی طرف کھینچا اسمعیل بیگ خان
انکا بھانجا خواصی میں تھا مرزا کے پیٹ میں کٹار مارکر تمام کردیا انکے مونھ سے فقط اتنی بات
نکلی ای قرمساق آخر دغا کی تو نے محمد بیگ نے دونوں ہاتھوں سے جیتے کے اپنی طرف
کھینچ لیے محمد شفیع خان زمین پر گرپڑے انکی خواصی میں مرزا محمد امین خان باپ مرزا
محمد نقی خان کے تھے جب محمد شفیع خان کی سواری کے ڈنکے کی آواز سنی جلد ہاتھی پر
سوار ہوئے ہندوستانی میں اضطراب سے انکی پگڑی اوچھل کر گرپڑی لوگوں نے کہا یہ شگون بد
ہوا آپ سنبھالیے تھا نا جب میدان دغا میں پہونچے چاہا کہ ہاتھی پر کھڑے ہوکر محمد بیگ کو
تلوار ماریں اوسنے دفعۃً اپنے ہاتھی کو بٹھا دیا یہہ جھونک میں تلوار کے گرپڑے محمد بیگ نے
اپنے ہاتھی سے کچلوا دیا مشکل سے لاش ملی اکبر آباد میں دفن ہوئی بانی میر سید علیخان سالار
مرزا بزرگ کا دوسرا بیٹا جسنے بڑا زین العابدین خان اور محل سے تھا نواب محمد تقیخان کی

محمد علیخان دوسرا مرزا رحیم خان محمد تقی خان کا بیٹا مرزا تقی خان نواب سالار جنگ کی بیٹی سے بیاہا گیا وہ بے اولاد مرگیا محمد علی ... ان کی بیٹی ... الہ ... جنابہ ... بیٹے سے منسوب ہوئی تھی اوس سے ... اولاد ہوئی طفولیت مین مرگئی مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین ایک بیٹی ایک بیٹا ہوا بیٹی مرزا مینڈہ و نواب شجاع الدولہ کے بیٹے ... بیاہی گئی اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام بھی مرزا مسیح تھا جسکی پنشن ... ہوا ... سرکار کمپنی سے تھی اس ... کئی برس تک ضلع الہ آباد مین تحصیلدار رہا ... صاحب مشارش ڈاکٹر سے پنشن تا دوام حیات مقرر ہوئی تھی اور سرکار شاہی سے ... ملتے تھے بیش رفسا لکھنؤ مرگئے انکے بیٹے کا بھی نام مرزا عبدالرحیم خان تھا بہت ہوشیار ... کا گزار سرکار صاحب انعیب عہد دولت حضرت جنت مکان مین نواب امین الدولہ نے تحصیلدار علاقہ کیا تھا عین شباب مین مرگیا پنشن شاہی منقطع ... اولاد ہوئی ۔

میر عبداللہ سے تین بیٹے ہوئے مرزا عبدالمطلب خان مرزا حیدر علیخان مرزا علی اکبر یہ سب بے اولاد مرگئے مگر ایک بیٹی مرزا عبدالمطلب خان کی مرزا مسیح سے بیاہی گئی ۔

مرزا محسن بڑے بھائی نواب صفدر جنگ کے ... بیٹے دو ... ان بڑی بیٹی بے اولاد مرگئی چھوٹی مرزا ابوطالب خان کے بیٹے مرزا ابوتراب خان سے ... ہوئی جو پھوپھی زاد نواب صفدر جنگ سادات حسینی تھے جنکا دادا ... فخرالدین ... متولی روضہ حضرت امام رضا علیہ السلام مشہد مقدس مین تھا اونکے ... بیٹے بڑا بیٹا مرزا محمد ابراہیم خان عرف مرزا سید چھوٹا مرزا ابوطالب خان داماد جنت آرامگاہ ... فردوس منزل سے بیاہا گیا ۔

مرزا ابوطالب خان کے تین بیٹے مرزا ابوتراب خان مرزا ابوالقاسم مرزا ابوالحسن عرف مرزا امین مرزا ابوتراب خان کی شادی مسماۃ حاجی بیگم نواسی خلد مکان ... ہوئی ۔ مرزا ابوالقاسم خان دوسری بہن مسماۃ زہرا بیگم سے کتخدا ہوے یہ دونوان سگی بہنین نواب محسن الدولہ کی بھتیجین مرزا ابوالحسن فردوس منزل کی چھوٹی بیٹی سے بیاہے گئے بڑا بیٹا مرزا محسن کا مشہور مرزا بزرگ میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی مشہور چھوٹی بی بی ...

ت فرخ سیر حاصل کی خطاب سیادت خان پایا بعد فرخ سیر جب سلطنت محمد شاہ ہوئی
ب سعادت خان کو صوبہ داری ملک اودھ اور اکبرآباد اور نواب برہان الملک خطاب ملا
ر انکے بھتیجے نثار محمد خان کو خطاب نواب شیر جنگ +

نواب سعادت خان کی ہندوستان میں پانچ بیٹیاں ہوئیں بڑی صدر جہان بیگم دوسری
نور جہان بیگم تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم چوتھی محمدی بیگم پانچویں آمنہ بیگم نواب برہان الملک
کی بڑی بہن جو جعفر خان بیگ سے منسوب تھی اونکے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا مرزا محسن چھوٹا
مرزا محمد مقیم اور نواب کی چھوٹی بہن جو میر محمد شاہ میر سے منسوب تھی اونکے دو بیٹے دو بیٹیاں
بڑا بیٹا مرزا محمد یوسف چھوٹا نصیر الدین حیدر خان بیگ اور چھوٹا بھائی جعفر خان بیگ جسکا
نام مرزا محمد شفیع اونکی چار بیٹیاں تھیں مرزا محمد مقیم چھ مہینے کے بڑے بھائی مرزا محسن
چار برس کے تھے جب انکی ماں نے انتقال کیا تھا مرزا محمد مقیم کو اونکی خالہ نے اپنا دودھ پلاکر
پالا تھا اور یہ دونوں بھائی اپنی خالہ کے گھر میں جوان ہوئے +

جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم ۱۲ برس کی ہوئی اپنی بہن کو مع مرزا
محمد مقیم نیشاپور سے بلاکر اپنی بیٹی سے شادی کردی مرزا محمد مقیم کو یاوری اقبال سے
خطاب نواب صفدر جنگ ملا +

جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف ہنگا بیگم دس برس کی ہوئی تھی
اپنی بہن کو نیشاپور سے اور نصیر الدین حیدر خان کو بلوا کر شادی کردی اور اپنی نیابت
صفدر جنگ کو دی +

دختران مرزا محمد شفیع چھوٹے بھائی جعفر خان بیگ یا مرزا محسن سے اور دو غیر قوم اشراف [illegible] سے
منسوب ہوئیں از انجملہ ایک مرزا مسیح سے دوسری میر عبد اللہ سے کتخدا ہوئی اور سب سے
چھوٹی مرزا یوسف سے +

مرزا محسن کے دو بیٹے دو بیٹیاں تھیں بڑا بیٹا جعفر قلی خان مشہور مرزا بزرگ چھوٹا
محمد قلی خان مشہور مرزا کوچک +
دو بیٹیاں جو غیر قوم سے بیاہی گئیں ایک مرزا مسیح سے انکے دو بیٹے ہوئے

کو یوسف کو بڑے شہزادوں میں سے ترجیح دے کر جنگ میں مرزا بیگ ہوا تھا
بیٹی کی شادی کی اور خواتین میں ہیں اس خدمت کو محمد بیگ نے بیٹی بیاہ
بیٹے میر محمد تقی سے نسب کیا ہے جو ہمشیرہ تک ہونے شاہی ہو گیا تھا
ایک بیٹا اور بیٹی تھی کہ میر محمد یوسف سے بیٹے سے جنگ میں میر محمد شاہ میر محمد نسب کیا
میر محمد یوسف کی بیٹی سے جو سب بیٹے میر محمد امین کا بیٹا کہ میر محمد یوسف کی
بہت تھی اس نسبت سے میر محمد امین کی بڑائی ہو گیا۔

آگے ان میر محمد امین کی بڑی نسبت سے صاحب خدمت تھے اور ان کا کچھ کام
ہندوستان ہوئے اور فرخ سیر بادشاہ ہوں کے یہاں آکر کام اور خدمت پر
درست ہوا ہے ان کی ان کی نسبت ہو بہت سے بیگ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میر محمد امین نے شہزادوں میں کچھ کچھ لیا تھا اور حضرت یوسف کی
ان کو بڑی عزت اور کئی سو خدمت سے ہندوستان آئے نواب سربلند خان
خدمت کی اور بڑی عزت پائی اور منصب میں نسب ہوا تھا بیٹا ہو سکے
بیگ بھی تھے نواب نیز ہوئے اور تب ہی سے ہوتی نسبت بڑی بنا
ہوتی ہے خود میر محمد یوسف کے شہزادوں کی جگہ کچھ بیٹا ہو گیا
اور بیگ شاہی اور منصب ہی سے بڑی ہو سکتی ہے بہت ہی بڑی ہو سکتا
تب بھی ان کو یہ نسبت تھی جب کی وفات وقت کہ ان میں مشہور ہوئی تھی نسبت
نسبت خود شہزادوں میں صاحب ان کی بڑا ہو سکتے ہیں یہی بات جب
اس نے خود ان کی نسبت بیٹا دیں شہزادے منصب میں بڑی نسبت بیگم تھی
جہانگیر ہو سکتے ہو اگر بیٹی ہو سکتے ہیں اس کو اپنے جب بیٹا دیں گے
نواب سربلند خان کی بیٹی بیٹی سے نسبت اور ان کے سب سے گئی کرتے تھے اور خدمت
وہ صاحب تک سعادت تھی۔

میر محمد امین نے ہندوستان میں آکر ہیں اور تمام بیٹے
پیدا کیا ایک بیٹا ہوا اور کئی دختر بیگم ان کے سب ہندوستان میں پہنچے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسب خاندان عالیشان وزرا و بادشاہان امرائے ذوی الاحترام

سید محمد امین محمد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد ساکن نجف اشرف بہت صاحب علم تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے اونھین باکمال جانکر التفات کیا اور نیشاپور مین بہت سی املاک و جاگیر دی اونکے کئی بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا سید محمد جعفر اونکے دو بیٹے ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد سید محمد امین کے بیٹے کا نام میر محمد یوسف تھا میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف دونون شاہ عباس ثانی کے زمانے مین تھے بادشاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین کئی شخص آگے سواری کے جاتے تھے اور سارا لشکر پیچھے رہتا تھا اتفاقاً قریب جنگل سواری شاہ چلی جاتی تھی ایک شیر نے نکلکر بادشاہ پر حملہ کیا گھوڑے سے گرا دیا میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اور اس شیر کو پیش دستی سے مار ڈالا بادشاہ زرہ پہنے تھا کچھ صدمہ نہ پہنچا بادشاہ نے ایسے کارنمایان سے چاہا کہ اونھین اپنا وزیر کرین عرض کی مین سید ہون مجھ سے سیاست نہو سکے گی اور ذات کے انتظام یا بہتر عزت کو نہ پہنچے معاف فرمایئے کہ میر محمد نصیر میرا چچازاد بھائی ہی اچھی تک کتخدا بھی نہین ہوا اسکی شادی مسمی رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کیجیے وزیر قوم قزلباش سے تھا بادشاہ نے وزیر سے فرمایا میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے تیری بیٹی سے کتخدا کیا تاکہ میری اور تیری قرابت ہو وزیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ اگر بیٹی ہو تو میری قوم سے منسوب ہو اور یہ رسم ہمیشہ قائم رہے بادشاہ نے قبول کیا اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت جاگیر دی اور املاک ۔

میر محمد نصیر کے بیٹے سے دو بیٹے دو بیٹیان پیدا ہوئین بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر چھوٹے کا نام میر محمد امین جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان ہوئی اونکی بی بی نے ایفای عہد چاہا یعنی محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان سے ہی یعنی سلطان

تیسرے وہ لوگ جو فقط بیان حقیقت حال کرتے ہین جس سے کسیطرح کی اندرونی
ظاہری و باطنی ثابت ہو لیکن طریق وطرز معقول سے جو شایان زبان شہ نفادیجیا
اور سچ کہنے مین کسی سے نہین ڈرتا اگرچہ یہ بات سب پر ناگوار خصوصًا حکام پر ہے
غرض عاصی پر معاصی سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی مشہدی طوسی طباطبائی المعروف بہ محمد
زائر نے جو ان اوراق کے لکھنے مین عرق ریزی کی ہے ہر صاحب فہم دریافت کرے
اگرچہ زمانہ پر آشوب اور قدردانی قدرشناسون کی ظاہر ہے +
ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شے قدرا وہو المستعان وبہ نستعین

خلاصۂ احوال سلطنت ملک اودھ

۱۲۶۳ھ ۱۸۴۷ء

قطعۂ تاریخ

سلطان عالم شہ ذیشان وذی شکوہ
کیونکر نہ اسکے عہد مین کثرت ہو عیش کی
ہے وہ مدار دولہ بہادر وزیر شاہ
سید کمال دین حسینی کی وجہ سے

ہے تاجدار مملکت صوبۂ اودھ
ہے اس سے زیب منزلت صوبۂ اودھ
مسند نشین معدلت صوبۂ اودھ
دیکھی سبھون نے مرتب صوبۂ اودھ

ہاتف پکارا سال ہمایون کو اسطرح
تقویم حال سلطنت صوبۂ اودھ

۱۲۶۳ھ ۱۸۴۷ء

اب مختصر حال اپنی ناکامی کا یہ ہے کہ جب بعد انتقال کرنل ونکاکس صاحب کے قطب الدولہ
مقرب خاص حضرت سلطان عالم کی نظر انور سے گذرانی بعض مقامات مندرجہ اپنے عہد دولت کو
ناگوار طبع اقدس سمجھکر ازراہ عتاب عاصی کو نوکری سے موقوف کیا +
اب بفضل خدا سے آج تک جو سوانحات اور حوادث عجیبہ انقلاب عظیمہ دور فلکی سے ہوے
صاف صاف بلا رعایت لکھے گئے بہ نسبت اوسوقت کے یہ کتاب اب سہ چند ہو گئی ہے
ایک جلد فارسی دوسری اردو تیسری ترجمہ انگریزی جنرل چمبرلین صاحب نے خود کئی باب ترجمہ کیے
باقی پاپڑ صاحب سے ترجمہ کرا کے مرتب کیے بشرطیکہ صاحبان انصاف و حکام عادل بھی پسند کریں
اور بعد طبع کے بطیب خاطر مول لین کہ ایسے بھی وقائع یادگار زمانہ ہوتے ہین چنانچہ اب جنرل
چمبرلین صاحب بہادر ۱۵ ماہ مارچ روز جمعہ ۱۸۵۷ء مع الخیر روانہ ولایت لندن وطن مالوف
ہوے ہین بعد مع الخیر پہونچنے منزل مقصود کے انشاء اللہ تعالی ولایت مین طبع کرا دینگے اور
وہان خاص و عام و حکام کو یہ حال مملکت اودھ بخوبی منکشف ہو جائیگا اگرچہ کوئی امر پوشیدہ
نہین رہا حق و باطل اہل انصاف کو کالشمس فی النہار کھل گیا ہے خدا غریب شہر پر رحم کرے
اور سب کو توفیق خیر دے +

داب دستور مورخین اخبار و سوانح نگار زمانہ ناہنجار
مورخین اخبار تین قسم کے ہوتے ہین +

پہلے وہ فرقہ جو دشمن افعال صاحبان اقبال و اہل کمال بسبب اپنے حسد کے
ہوتا ہے بغیر ظہور مضرت جو محض عداوت اور اپنی بدباطنی سے دیدہ و دانستہ پردہ غفلت
آنکھ بے بصیرت پر رکھکر کسی کے عیب ذاتی و صفاتی کو اپنے ذہن مین ٹھہرا کے لکھتا ہے
اوسواسطے کہ خلق عالم مین بدنامی ہو یا کھلکر اظہار عداوت بد سے نسبت دے سکتا تو نیک
کامون کو بطور کنایہ و اشارہ بطریق مضحکہ لکھتا ہے جسے عقلمند خوب سمجھتے ہین +
دوسرے وہ طائفہ جو دوست یا تابعدار کسی کا ہے کہ چار و ناچار سوای تعریف کے
کچھ اور نہین لکھہ سکتا اور اپنے دفع دخل کیواسطے پچھلے حکام کے عیب کو اپنی دلیل عقلی
سے ثابت کرتا ہے یا خوف آبرو و عزت حاکم وقت سے رکھتا ہے بہر صورت مجبور ہو +

سبب تالیف کتاب

جب سر ہنری الیٹ صاحب سکرٹر اعظم گورنمنٹ رونق افروز لکھنؤ ہوے اونہین کتب تواریخ کا بڑا شوق تھا چنانچہ ہر شہر سے کتابین بہت تحفہ خط ولایت کمیاب بلکہ نایاب خواہ بقیمت یا بہدیہ لیتے تھے اور ہر شخص بطیب خاطر یا موجب رسوخ یا بشدت موہوم سمجھکر دیتا تھا چنانچہ مرزا وصی علیخان جو لکھنؤ سے حسب دستور قدیم سرکار وسیلہ رسوخ جانکر کئی سو جلد تواریخ خط ولایت وہند جو کتب خانہ مرزا جعفر مرحوم پسر حضور عالم کو اونکی اولاد سے بقیمت قلیل ہاتھہ آئی تھین گذرانین وہ درحقیقت کتب خانہ شاہی سے تحویلدارون نے باخفا آئی تھین صاحب نے بہت مسرت دلی سے اصرار اونکی قیمت کا کیا نہ لی اسیکو وسیلہ رسوخ اپنا سمجھے چنانچہ اسکا ذکر اپنے مقام پر آئیگا۔

ایک دن کرنل ولکاکس صاحب بہادر مہتمم رصدخانہ سلطانی نے اس ملازم مؤلف سے فرمایا کہ الیٹ صاحب مختص تواریخ مملکت اودھ کے بہت مشتاق ہین عرض کیا کتاب عماد السعادت مرزا محمد حسن قتیل اور بہادر خانی وغیرہ کتب ہند مین متفرق احوال ریاست کا بھی مندرج ہے فرمایا مختص اسی سلطنت کا احوال ابتدا سے آج تک کا چاہتے ہین عرض کیا مجھکو کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ کے وقت سے ہوش وخبر ہی جو حوادث وانقلاب سرکار مین گذرے ہین اور اس سے پیشتر کا حال بھی اکثر واقف کارون سے مفصل معلوم ہی لیکن بشرطیکہ آپ بھی اوسکی تصحیح وتحقیق پر متوجہ ہون غالب ہی کہ صاحب ممدوح بھی اوسے پسند کرینگے چنانچہ بعنوان کتب موافق دستور انگریزی کیا کسیکی خوشامد یا تعریف زائد نہین جیسا مورخین زمانہ کرتے ہین فقط حقیقت حال مثل اخبار اپنی رسائی تحقیق سے لکھا کرنل ولکاکس صاحب ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے کئی باب مثل مشتے نمونہ سے بالا الیٹ صاحب کو بھی بھیجی اونھون نے ازراہ قدرشناسی پسند کرکے تعریف لکھی مگر افسوس یہ ہی کہ اونکا کیپ مین جاکر مرجانا باعث ناکامی ہوا ایجمس نلنٹ صاحب مہتمم کالج جنرل ہارنس نے کئی باب سنے اور جنرل سلیمن صاحب رزیڈنٹ کو جہانتک اونکے زمانہ مین احوال گذرا تھا لکھکر دیا اونکی چٹھیان میرے پاس موجود ہین جو ازراہ قدردانی اور جوہر شناسی کے مجھے عنایت فرمائی تھی۔

واجد علی شاہ سلطان عالم

جلوس سنہ مذکورہ مدت سلطنت ۹ سال ۱۱ شہر ۵ یوم روانہ کلکتہ قیام موچی کھولہ سنہ ۱۲۷۲ھ
سنہ ۱۸۵۶ع ۵ رجب شب جمعہ

مرزا برجیس قدر وزارت آباقی مصنوعی جبری

مدت مجموع ۹ شہر روانہ کوہ نیپال و قیام آنجا
مدت وزارت وزرای اودہ مجموع ۱۴۳ سال ۲ شہر ۲۴ یوم مدت بادشاہت ۴۱ سال

مرزا وزیر علیخان

مسند نشین ربیع الاول ۱۲۱۱ ہجری ۱۷۹۶ء مدت ۴ شہر ۵ یوم وفات قلعہ کلکتہ
۱۲۳۲ھ ۱۸۱۷ء ماہ مئی اسارھ مدفون کانسی باغ کلکتہ تپ محرق +

نواب یمین الدولہ سعادت علیخان

مسند نشین ۲۳ شعبان روز بسنت ۱۲۱۲ھ ۱۷۹۸ء مدت ۱۶ سال ۱۱ شہر ۱۲ یوم وفات
۲۹ رجب سہ شنبہ ۱۲۲۹ھ ۱۸۱۴ء ماہ جولائی ساون مرگ مفاجات وغیرہ مدفون خاص بازار
مکان نواب غازی الدین حیدر +

نواب غازی الدین حیدر

مسند نشین بتاریخ و سنہ مذکورہ جلوس تخت سلطنت ۱۸ ذیحجہ ۱۲۳۴ھ ۱۸۱۹ء شاہ من
مدت وزارت و بادشاہت ۱۳ سال ۵ شہر ۵ یوم وفات ۱۲۴۳ھ ۱۸۲۷ء اکتوبر ماہ کاتک
مدفون امام باڑہ نجف تعمیر خود +

شاہ زمان نصیر الدین حیدر

جلوس سلطنت تاریخ و شہر سنہ مذکورہ مدت ۱۰ سال ۵ یوم شب شنبہ ۳ ربیع الثانی
۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء ماہ جولائی ساون بحکم بیماری و فارگ بظاہر تپ وغیرہ مدفون کربلای نو تعمیر خود
آنطرف دریاے گومتی +

مرزا فریدون بخت عرف منّا جان

مدت دو ساعت انتقال چنار گڈھ مرض گرمفاجات محرم ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۶ء جنوری ماگھ

محمد علی شاہ

جلوس ۵ ربیع الثانی سنہ تاریخ مذکورہ مدت ۵ سال ۱ یوم عارضہ تپ محرق مدفون
امام بارہ حسین آباد نو تعمیر خود ماہ مئی ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء ماہ جیٹھ +

محمد امجد علی شاہ

جلوس سنہ مذکورہ مدت ۴ سال ۱۰ شہر ۲۴ یوم مرض سرطان مدفون چھاونی میڈوان
رسالہ وار ۲۶ صفر ۱۲۶۳ھ ۱۸۴۷ء فروری پھاگن +

ذکر نسب ہمایون میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر

۱ میر محمد امین ۲ میر محمد نصیر ۳ میر محمد امین ۴ میر محمد جعفر ۵ قاضی شمس الدین شہید مخفی ۶ سید محمد ۷ سید غیاث الدین محمد ۸ سید سراج الدین علی ۹ سید اسحاق ۱۰ سید محمد ۱۱ سید یحیی ۱۲ سید غیاث الدین محمد ۱۳ سید موسی ۱۴ سید قاسم ۱۵ سید علی ۱۶ سید جعفر ۱۷ سید حسین مخدوم ۱۸ سید عبدالحی ۱۹ سید عمر ۲۰ سید ارقم ۲۱ سید عبدالقادر ۲۲ سید تاج الدین ۲۳ سید محی الدین ۲۴ سید علی ۲۵ سید محمد زاہد یا شہید ابن الامام الہمام جناب موسی کاظم علیہ و علی آبائہ افضل الصلوۃ والسلام +

مدت وزارت و سلطنت وزرا و سلاطین اودھ

میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک

منصوب ۱۱۳۲ ہجری ۱۷۱۹ع مدت ۱۹ سال انتقال ۱۱۵۱ ہجری ۱۷۳۸ع و عارضہ جسمانی و تپ در و سر مدفون دہلی +

نواب منصور علیخان صفدر جنگ بہادر

مسند نشین وزارت ۱۱۵۱ھ ۲۲ ذیحجہ مدت ۷ سال انتقال مقام پاپر گھاٹ سلطانپور ۱۱۶۶ ہجری ۱۷۵۳ع اکتوبر ماہ کاتک مدفون اول گلاب باڑی فیض آباد بعد اسکے استخوان حکیم مرزا بیچو کربلای معلی لیگئے اور طاق پشت روضۂ مقدس مدفون عارضہ دبل

نواب شجاع الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین ۱۱۶۶ ہجری ۱۷۵۴ع مدت ۲۳ سال انتقال شہر ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری ۱۷۷۵ع عارضہ خارک مدفون گلاب باڑی فیض آباد +

نواب آصف الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین ۱۱۸۸ ہجری ۱۷۷۵ع مدت ۲۳ سال ۴ شہر ۲ یوم عارضہ استسقا و انتقال پنجشنبہ یکپاس روز ماندہ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری ۱۷۹۷ع ستمبر ماہ کوار مدفون امام باڑۂ خود + دوہرہ ہندی اکنہزار آٹھ سو سمت کا پربان + سنہ بارہ سو بارہ ہجری جانت سکل جہان + ربیع الاول ۲۸ اور جمعرات مدہ وان + سدی پڑوا کوار کی جب آصف تجو پران +

۵ نواب زینت النسا بیگم عرف آمنہ بیگم وفات زوجۂ نواب جرار الدولہ وفات نواب محسن الدولہ کے بے مات بھائی۔

محلات حضرت امجد علی شاہ

۱ خاتون معظمہ بادشاہ بہو نواب ملکہ کشور فخر الزمانی نواب تاج آرا بیگم خاص محل بیٹی نواب حسین الدین خان انتقال شہر پیرس سلطنت فرنس۔

۱ خورشید حشمت مرزا محمد واجد علی بہادر خطاب ابو المنصور سکندر جاہ سلیمان حشم صاحب عالم ولی عہد مرزا محمد واجد علی بہادر نواب علی خان کی بیٹی سے بیاہی گئیں پھر نواب شریف الدولہ

۲ مرزا محمد سجاد علی جرنیل سکندر حشمت دارا مرتبت نواب منیر الدولہ کی بیٹی سے بیاہی گئیں وفات شہر پیرس

۳ اشرف النسا بیگم خطاب افسر بہو صاحبہ نواب سرفراز الدولہ مرحوم بیٹے نواب منیر الدولہ مرحوم سے کتخدا ہوئیں۔

نواب خسرو بیگم ملکۂ گیتی سے

۱ مرزا محمد رضا علی بہادر دارا سطوت مسماۃ انجمن آرا بیگم بیٹی نواب معظم الدولہ سے کتخدا ہوئے [illegible] ہجری مطابق [illegible]ء میں انتقال کیا مدفون کربلا میر خدا بخش ہوئیں۔

۲ مرزا محمد حسین علی بہادر سکندر رتبہ مسماۃ افضل بیگم بھانجی نواب ممتاز الدولہ سے بیاہے گئے عارضہ صرع سے انتقال کیا پھر ان صاحبزادی کی شادی حسب شرع مرزا حسن رضا دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر کے بیٹے سے ہوئی۔

نواب ملکۂ عہد تاج مخدرات نواب مغفور محل صاحبہ

۱ مرزا سلیمان قدر بہادر مرزا رفیع الشان کی بیٹی سے کتخدا ہوئے۔

۲ کسریٰ شکوہ مرزا محمد عباس بہادر [illegible] شوال [illegible] ہجری بادشاہت میں پیدائش [illegible] ربیع الثانی [illegible] ہجری انتقال۔

۳ بہرام صولت مرزا محمد [illegible] سلیمان بہادر خاص ارشد محل غیر سے جنکی قبر کربلا میں بنوئی ہے جسے اب خورشید باغ کہتے ہیں۔

دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر کی بیٹی سے منسوب تھا اتفاقاً گھوڑے سے گر کر مر گیا +
جمینا بیگم کی دو بیٹیاں نواب شوکت بہو نواب حشمت بہو +

شاہزادے صاحبات محل سے

۱ مرزا خرم بخت بہادر نواب یحییٰ علیخان نواب امیر خانم صاحبہ سے
۲ مرزا عظیم الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب وزیر خانم صاحبہ سے
۳ مرزا رفیع الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب امراؤ خانم صاحبہ سے
۴ مرزا فرخندہ بخت بہادر نواب محمد فدا علی بہادر وفات
نواب حضور خانم صاحبہ سے +
۵ ابو المظفر سکندر قدر خورشید حشم صاحب عالم ہمایون بخت مرزا احمد علی بہادر نواب ملکہ جہان
حمیدہ سلطان فخر الزمانی نواب تاج النسا بیگم صاحبہ سے + وفات
ایک شاہزادی بھی اسنسے ہوئی تھی نوابی مین سن طفولیت مین مرگئی جمنیا باغ مین دفن ہوئی
بادشاہت مین اسکا نام حسین آباد رکھا +

شاہزادیاں و خویش صاحبات محل

۱ نواب سلطان بیگم عرف پھندنا بیگم زوجہ نواب معظم الدولہ رستم الملک باقر علیخان بہادر
متانت جنگ بیٹے مرزا کمال الدین حیدر +
۲ نواب زینب النسا بیگم عرف حاجی بیگم نواب وزیر خانم صاحبہ سے + زوجہ نواب اقتدار الدولہ
محتشم الملک مہدی علیخان بہادر ضیغم جنگ عرف نواب دولہ بیٹے مرزا امام الدین حیدر +
۳ نواب فخر النسا بیگم عرف مغل صاحبہ زوجہ نواب مجاہد الدولہ سیف الملک زین العابدین خان
جلادت جنگ بیٹے محمد رضا خان پوتے مرزا کمال الدین حیدر کے +
۴ نواب گوہر آرا بیگم عرف وزیر بیگم وفات زوجہ نواب غضنفر الدولہ وفات ایک بیٹی دو بیٹے صارم الدولہ
بہادر حیدر جنگ خاقان مرزا + وفات
سلیمان مرزا انکی شادی مرزا فرخندہ بخت کی بیٹی سے ہوئی ایک بیٹی
مسعودی بیگم +

مرزا فریدون بخت عرف منا جان افضل محل سے اسکا تتمہ منشی عبد الاحد ریڈنگی نے
تواریخ بادشاہ بیگم مین بہت تصریح تمام بحکم شکسپیر صاحب بہادر لکھا ہے +
انکے تین بیٹے چنار گڈھ مین داو محل سے ہوئی جلال الدین حیدر خورشید محل سے غازی الدین حیدر
نصیر الدین حیدر کے بیٹے شن سے تھے یہ نام جنابہ بیگم صاحبہ نے خود تبرکا تجویز کرکے رکھے تھے +

محلات واولاد محمد علی شاہ

۱ نواب ملکۂ آفاق مہد علیا ممتاز الزمانی نواب جہان آرا بیگم عرف چھوٹی بیگم خاص محل حضرت دوس منزل کی تین بیٹیان
۱ محمد امجد علی شاہ بادشاہ +
۲ نواب سلطان عالیہ بیگم بڑی شاہزادی منسوب نواب محسن الدولہ بہادر سے تھین قبل از فساد لکھنؤ انتقال کیا
۳ نواب روشن آرا بیگم چھوٹی شاہزادی منسوب نواب منیر الدولہ عرف مرزا آغین بیٹے
مرزا ابو طالب خان سے تھین بعد ہنگامہ فساد لکھنؤ انکے شوہر کلکتہ گئے وہان سے روانہ کربلای معلی ہوئے
وہین انتقال کیا بعد اسکے شاہزادی بھی باجازت انکی عتبات عالیات کو گئین بعد شرف زیارت
ببئی پہونچین انتقال کیا انکی نعش روانہ عتبات ہوئی +
۴ نواب ناصر الدولہ اصغر علیخان یہ بڑے بیٹے بادشاہ خاص سے تھے جنت آرامگاہ کے
عہد دولت مین احتشام الدولہ مظفر علیخان کی بڑی بیٹی سے بہت تکلف سے شادی ہوئی تھی
انہی دنون پیشتر جلوس سلطنت مرگ ناگہانی سے انتقال کیا سلطنت سے محروم رہے بعد انکے
انکی بی بی نے بھی انتقال کیا +
انکے بیٹے فریدون مرتبت نواب ممتاز الدولہ مرزا حسین علی بہادر خویش نواب ملکہ زمانیہ
حضرت خلد منزل سے انکی شادی کی +
انکی تین بیٹیان افضل بیگم نواب شمس الدولہ سے سردار بیگم نواب امیر الدولہ سے منسوب ہوئین
دونون بیٹے نواب رکن الدولہ محمد حسن خان سے ہین +
نواب ممتاز النسا بیگم عرف چینا بیگم مظفر الدولہ ظفر جنگ محمد رضی علیخان عالی جنگ سے شادی ہوئی
بیٹے نواب محمد علیخان سے انکا بیٹا رشید الدولہ ناصر الملک محمد جعفر علیخان بہادر رستم جنگ

شاہ زمان بادشاہ بیگم سے خفا ہوے لیکن بیگم صاحبہ نے انکی پرورش زیادہ محبت مادری سے
کی تھی اگرچہ فیض النسا انکی ملازم واسطے پرورش کی تھین

صاحبات محل اہل وشناعت

۱ نواب مبارک محل بیٹی کرنل عیش	
۲ نواب سلطان مریم بیگم بیٹی ڈاکٹر شارٹ بغداد	وفات
۳ نواب ممتاز محل	وفات
۴ نواب سرفراز محل	وفات
باقی اسامیان مگر سب بے اولاد رہین اور بادشاہ کو بھی کچھ خواہش اولاد نہ تھی	وفات

محلات حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر

۱ نواب سلطان بہو صاحبہ خاص محل بیٹی مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے دہلی کی وہ لاولد رہین عملداری کا یہ ان کربلائی معلی ہوئین بعد مجاورت چند سال وہین انتقال کیا	
۲ نواب ملکہ زمانیہ	وفات
۳ نواب مخدرہ عظمیٰ بیٹی والٹر سوداگر	وفات
۴ نواب تاج محل جنکا خطاب پہلے خورشید محل تھا جمادی الاول ۱۲۹۲ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء انتقال کیا کربلاے معلی ہین بعد مجاورت چند سال	
نواب بادشاہ محل	وفات
نواب قدسیہ محل	وفات
نواب صاحبہ محل	وفات از دست خود
نواب نور محل روانہ کربلائی معلی ہوئین وہین انتقال کیا	حیات
نواب ممتاز الدہر بادشاہ جہان بیگم بیٹی مرزا باقر علیخان پوتی مرزا حسین علیخان ریختہ سے کہتی تھی آخری تھی	
اسامیان عیش محل وغیرہ لیکن محروم اولاد سے رہین بادشاہ خود متمنی اولاد [illegible]	حیات

نواب عباس قلی خان کی بیٹی سے کیا تھا بے اولاد رہین موافقت بھی شوہر سے نہ تھی
شمس الدولہ آفتاب الدولہ دونون بیٹے اونجل سے ہوے ۔

مرشد زادیان

۱ خیر النسا بیگم بڑی مرشد زادی سگی بہن نواب غازی الدین حیدر کی شادی شیر علی پسر نواب قاسم علیخان عالیجاہ بنگالے سے ہوئی بے اولاد رہین مگر ایک لڑکی کو مثل اپنی اولاد کے پرورش کیا تھا اوسکی شادی مرزا نظام الدین حیدر نواب نجابت علی خان کی بیٹی سے عہد دولت حضرت خلد مکان مین کی تھی ۔

۲ فاطمہ بیگم سگی بہن نواب نصیر الدولہ کی شادی مرزا ابو طالب خان سے ہوئی ۔

۳ فخر النسا بیگم کی شادی نواب میر کاو نواب قاسم علیخان مذکور کے بیٹے سے ہوئی انکی ایک بیٹی مسماۃ وزیر بیگم کی شادی مرزا شاہ میر خان کے بیٹے سے ہوئی ۔

۴ ولایتی بیگم کی شادی نواب حسام الدین خان جد مادری حضرت سلطان عالم پسر نواب امام الدین خان کو ہوئی

۵ نھنی بیگم صاحبہ کی شادی نواب احمد علیخان بیٹے نواب محمد علیخان سے ہوئی ۔

ازدواج و اولاد نواب غازی الدین حیدر

۱ پوتی بیگم بیٹی بادشاہ بیگم خاص محل سے مفقط نواب متقرب الدولہ مہدی علیخان بیٹے نواب محمد علیخان سے منسوب تھین جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین انتقال کیا جہانگیر باغ مین دفن ہوئین اونکے بیٹے نواب محسن الدولہ انکی شادی نواب نصیر الدولہ کی بڑی بیٹی سے ہوئی دو بیٹیان حاجی بیگم زہرہ بیگم حشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بیٹے مرزا ابو طالب خان سے حاجی بیگم کی شادی ہوئی زہرہ بیگم کی شادی معز الدولہ مرزا ابو القاسم بیٹے مرزا ابو طالب خان سے ہوئی ان سب نے انتقال کیا لیکن زہرہ بیگم روانہ عتبات عالیات کربلائے معلی ہوئین بعد شرف زیارت لکھنؤ پہونچکر انتقال کیا ۔

۲ مرزا نصیر الدین حیدر عرف مرزا علی حیدر ۲۲ جمادی الاول ۱۲۱۸ھ ہجری مطابق ۱۸۰۳ء مسماۃ صبح دولت نواب ممتاز محل سے پیدا ہوئے جنکا مقبرہ جہانگیر باغ مین صاحب دولت

مرشدزادے متعلقہ محلات سے

۱ نواب غازی الدین حیدرخان عرف برہمن مرزا کی شادی بادشاہ بیگم صاحبہ بیٹی بشیرالدو[لہ]
منجھو بادشاہ دہلی سے ۱۲۱۳ ہجری مطابق ۱۷۹۹ع بنارس مین ہوئی +
۲ نواب احمد علیخان خطاب شمس الدولہ انکی شادی مسماۃ حضرت بیگم نواب شوکت الدولہ
عرف مرزا جمعہ کی بیٹی سے ہوئی +
۳ نواب نصیر الدولہ مرزا محمد علیخان مسماۃ چھوٹی بیگم نواب امام الدین خان کی بیٹی سے عقد ہوا
۴ نواب ضیاء الدولہ مرزا کاظم علیخان کی شادی لطف علیخان کی بیٹی سے ہوئی
...من بے اولاد رہین اور کچھ جنون بھی تھا +
نواب اعتماد الدولہ مجاہد الملک مرزا حسین علیخان مہابت جنگ شہامت علیخان
عرف مرزا بھورا کی بیٹی سے منسوب تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین رخصت عروسی ہوئی
۶ نواب عماد الدولہ معین الملک ضرغام جنگ مرزا جعفر علیخان کا عقد شرعیہ مسماۃ نوزیر بیگم
میرن صاحب کی بیٹی پوتی میر نعیم خان سے ہوا +
۷ نواب صادق علیخان کی شادی نواب نور علیخان کی سگی بہن سے ہوئی ساکن
...رنگ پٹن امراے مندراج +
نواب جلال الدولہ مرزا مہدی علیخان فقط نواب خاص محل سے تھے جنکا خطاب
...مین ٹاٹ محل تھا کہتے ہین انکے پاؤن مین پدم تھا ایک نجومی نے جناب عالی سے
...کیا کہ اسکا خاصہ یہ ہے کہ بادشاہ یا وزیر کی بی بی ہو مگر مجھے بہت تعجب ہوتا ہے
...عالی نواب سے عوام سے داخل خواص محل کیا اس مرشدزادی کو نہ رغبت خود شادی
...نہ جناب عالی کو اسکا خیال آیا بنام نامی امرا فقط وہ تین حرمین تھین +
...ب اقتدار الدولہ مرزا کلب علیخان نواب خاص محل کے پاس رہتے تھے
...جنت آرامگاہ حضرت خلد مکان نے چار ہزار روپیہ درماہہ مقرر پایا
...تھے نسبت اور بھائیون کے انکے ازواج خود پسندی سے ہوئے +
...رکن الدولہ مرزا محمد حسن خان حضرت خلد مکان نے انکا عقد شرعیہ

بعد ایک مہینے کے جاگیر سے تشریف فرمای الہ آباد ہوئین وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا
حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین اونکی نعش لکھنؤ آئی بڑے امام باڑہ مین برابر قبر نواب
آصف الدولہ مغفور کے دفن ہوئین حضرت خلد مکان نے ایک ضریح چاندی کی انکی قبر پر بھی موافق ضریح
قبر نواب مرحوم رکھوادی تھی مرزا صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین حویلی محمد تحسین علیخان پر رہتے تھے
ملی پنشن سرکار سے اونکے متعلقین کو ابتک نسلاً بعد نسل ملتا ہے ۔

نواب ناظر محمد تحسین علیخان کہتے تھے کہ فقط ایک بیٹا مرزا علیخان نطفہ نواب کسی محل سے
ہوا تھا وہ سن طفولیت مین مرگیا باقی اور بیٹے و بیٹیان بنام نامی نواب تھین ازانجملہ مرزا
وزیر علیخان بھی اسی زمرہ سے تھے جنکی شادی بنو بیگم بیٹی نواب اشرف علیخان سے بڑی
دھوم سے یادگار زمانہ ہوئی تھی لاکھہ روپیہ خرچ ہوا تھا انکی پنشن تا دوام حیات چھ سو
روپیہ ماہواری سرکار انگریزی سے جاری رہی لیکن اولاد ہین جب وزیر علیخان قید ہوکر
کلکتے گئے اونکی بی بی اور اولاد مونگیر مین بغیر پنشن سرکار رہی ۔

اولاد و ازواج نواب یمین الدولہ سعادت علیخان

افضل بیگم خاص محل نواب بیٹی نواب مدار الدولہ مرحوم کی بنارس مین مرگئین اونکا مقبرہ
درگاہ کنڈ بنارس مین ہے مستورہ بیگم کے بطن سے تھین انکے دو بیٹے امیر مرزا خان
امراؤ مرزا خان دونون ایک چیچک بمرض الموت سے سن طفولیت مین مرگئے چنانچہ
جب حضرت جنت مکان نے بنہایت محبت اپنے اقربای نواب مدار الدولہ مرحوم کی کئی برس تک
تنخواہ نہ دی سب فاقہ کشی سے مرنے لگے حضرت سلطان عالم کی سفارش بھی بیفائدہ ہوئی
ایکدن نواب مہدی علیخان نے جنرل کالفیلڈ ریزیڈنٹ لکھنؤ سے تنگ ہوکر کہا کہ ہم آخرکار
جب لکھنؤ سے باہر جانا قبول کرینگے سرکار مین اپنی بہن کا کاغذ پھر کیجئی کہ وہ کیا پیش کرینگی
صاحب نے جواب دیا ہم جانتے ہین اسقدر مبلغ خطیر کی ایسا سلطنت تک جائیگی جب جنت مکان نے
انتقال کیا اور زمانہ نواب مدار الدولہ ثانی کا ہوا نواب مخدومہ علیا کے دباؤ سے سبکو تنخواہ ملی

تنخواہ اڑھائی سو روپے ماہواری مقرر کردی نواب ناظر محمد تحسین علیخان ناظر ہے ایک
قلت تنخواہ اور اپنی کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑین راہ شیخن دروازہ حسن
کی بند کردی پنج محلین کوٹھی سرکاری تھی بیباکانہ اپنے باپ کا مال سمجھکر ایک کوٹھی کا اسباب
لوٹ لیا جناب عالی نے ازراہ سلسلہ رحمی سب کی تنخواہ فی بالصد روپیہ مقرر کردی تھی انھون نے
بحکم ساب فضول اپنی لوٹ کا مسترد کردیا اور جناب عالی کو اکثر کہتی تھین کہ جب تم ہو وہ ہم ہین الگ
انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہین جناب عالی بھی اس خیال سے درگذر کرتے تھے ـ
بعد انتقال جناب عالی انجم النسا بیگم زیب النسا بیگم جینا بیگم ازراہ اولو العزمی بغیر خیال
انجام کار نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا بہادر کی آمد آمد سنکر بنارس تک گئین ایکدن اپنی دادخواہی
قلت مشاہرہ سنی کوٹھی لارڈ صاحب پر تشریف لیگئین عرض حال کیا جواب ملا کہ آپ نے کیون اتنی تکلیف
اوٹھائی ہم بھی اب لکھنؤ چلتے ہین جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا ناکام پھر آئین +
حضرت خلد مکان نے سب کے سات سات سو روپے مقرر فرمائے مگر وہ عزت و حکومت جو وجہ
جنت مکان کے عہد دولت مین تھی نرہی خصوصاً عہد سلطنت حضرت خلد منزل مین بحساب
رہین اور اگر شاید ہوتی تو بادشاہ بیگم صاحبہ سے زیادہ صاحب رتبہ نہ تھین جو اونکا احوال کو
باقی اور صاحبزادیان سن طفولیت مین فیض آباد مین مرگئین +

نواب آصف الدولہ

...س النسا بیگم سے بیاہے گئے جنکا خطاب نواب بہو بیگم صاحبہ تھا یہ بیٹی نواب انتظام الدولہ
...خانان پوتی نواب قمر الدین خان وزیر اعظم دہلی کی تھین انکے سگے بھائی نواب
...الدین خان تھے قلعہ مچھی بھون مین رہتی تھین لاولد رہین کبھی موافقت بھی نرہی ہرتاب سنگنج
...انکی جاگیر ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی اور سرکار جناب عالی سے ساٹھ روپی
...اصہ مقرر تھا داروغہ سرکار سے معرفت ایک رزیڈنٹ مقرر رہتا تھا جب جناب عالی نے
...بازار و پل پختہ گومتی ضبط کی خواہش کر اپنی جاگیر پر تشریف لیگئین کرنیل بیلی صاحب
...ظاہر کی کہ آپنے سنا نا خیال تھا کہ جناب عالی منانے کو تشریف لائینگے یہ خیال خام تھا

میر محمد باقر کا بیٹا مسمی جعفر علیخان کسی اور محل سے پیدا ہوا +

۲ مسیتی بیگم صاحبہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے ات بھائی سے کتخدا ہوئین پشت سنگین محل رہتی تھین انکی چار بیٹیان دو بیٹے +

۳ جمنی بیگم صاحبہ صمصام الدولہ عرف مرزا جھجو سے بیاہی گیئن فیض آباد مین جھوڑ کر کر مر گیئن اور انکے آغا سید بیٹے معصومہ بیگم بیٹی ،

۴ عزت النسا بیگم کی شادی لکھنؤ مین بعد مرنے جمنی بیگم کے پھر مرزا جھجو سے ہوئی عہد دولت نواب سعادت علیخان مین بے اولاد رہین اور موافقت بھی نہ تھی +

۵ حسینی بیگم ۶ زینب النسا بیگم ۷ جینا بیگم ۸ صدر النسا بیگم ۹ حاجی بیگم ۱۰ براتی بیگم ۱۱ وزیر النسا بیگم ۱۲ اشرف النسا بیگم ۱۳ آمنہ بیگم ۱۴ ولایتی بیگم ۱۵ محمدی بیگم ۱۶ انجم النسا بیگم مشہور ہے کہ انکی شادی نواب نجف خان سے ٹھہری تھی اس عرصے مین جناب عالی کا انتقال ہوگیا وہان نجف خان بھی مر گئے یہ صاحبزادی سلطنت حضرت سلطان عالم مین ۱۲۶۸ ہجری مطابق ۱۸۵۱ عیسوی روانہ عتبات عالیات ہوئین بادشاہ خود مع شاہزادہ ہا وامرا کربلای میر خدا بخش مین پہونچانے آئے جب بندر بمبئی سے بسبب جزیرہ کسی بغلہ عرب پر سوار ہو کر روانہ ہوئین صدمہ جہاز سے اور بسبب سن پیری کہ ۹۶ برس کی ہوچکی تھین متحمل نہوئین انتقال کیا لاکن جنازے کو صاحب جہاز نے بطمع زر لیلیا شاید نجف اشرف مین دفن ہوئین +

ان صاحبزادیون کی لیے جنت آرامگاہ کو منظور رہتا کہ جو لوگ عالیخاندان اگرچہ غریب ہون اونسے شادی کردون چنانچہ آغا صادق خان اور آغا ابو الحسن خان اصفہانی ابن حیال بیگ اسکے تھے محمد آفرین علیخان کے مہمان ہوے اتفاق کتخدائی نہوا اگرچہ ملازم سرکار رہے دو دو سو روپیہ ماہواری تنخواہ پاتے رہے دربار مین بوقت جاہ پانی ارباب سلام ہوتی تھی سوای عزت النسا بیگم کے اور سب نے اپنی تن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہمسے اطاعت شوہر کی نہوسکیگی انکی جرات و ہمت و نیت بخیر نسبت صاحبزادون کے زیادہ تھی مردانہ وار رہین انکی تنخواہ سرکار سے فیض آباد مین تھی حسب الطلب جنت آرامگاہ گیارہ صاحبزادیان لکھنؤ آئین محلہ رہنے کو ملا مکان اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے جناب عالی نے ان

فیض آباد سے لکھنؤ آئے صاحبات محل کے ساتھ امام باڑہ نواب آصف الدولہ مین اکثر
ہر روز دربار وقت چاہ پانی جایا کرتے تھے عطر کا بہت شوق تھا ایک دن حسب الفرمائش
جناب عالی بوتل عطر بہت تحفہ لیگئے جناب عالی نے ناپسند کیا بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا
اور کچھہ بیجا کلمہ کہکر چلے آئے پھر دربار نہ گئے پھر بخیال خوف حاکم وقت کہ مبادا کوئی صعوبت
ملاقات پیش آئے باعث توہین ہو گا راہی عتبات عالیات کربلا معلی ہوے بعد شرف زیارت
ہر دو مہمان خانہ بالیوز مین ہوے کچھہ بیمار ہوے انتقال کیا تابوت روانہ نجف اشرف ہوا

۱۵ نواب مرزا صفدر علیخان بڑے +
نواب مرزا صفدر علیخان چھوٹے +
۱۶ نواب مرزا بندہ علی خان +
۱۷ نواب مرزا صادق علیخان + باپ بچھو بیگم صاحبہ کے +
۱۸ نواب مرزا بہادر علیخان بڑے +
۱۹ نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے +
۲۰ نواب غضنفر علیخان +
۲۱ نواب نجابت علیخان +
۲۲ نواب سراج الدین حیدر خان +
۲۳ نواب مرزا حسین علیخان +
۲۴ نواب مرزا شجاعت علیخان +

...شادی نواب آصف الدولہ اور کسی صاحبزادے کی شادی شجاع الدولہ
...عالی ہر ایک نے اپنی خود پسندی سے ازدواج کیے + بعد انتقال

تفصیل صاحبزادیونکی

...مین بیگم صاحبہ بڑی صاحبزادی میر محمد باقر عرف مرزا بندہ نواسہ نواب
...سے کتخدا ہوئین بے اولاد رہین مگر قدرت خدا سے سن پیری مین

امتہ الزہرا بیگم خاص محل نواب خطاب جناب عالیہ بہو بیگم صاحبہ +
یہ بیٹی موتمن الدولہ نواب محمد اسحاق خان بیٹے غلام علیخان پوتے مرزا حسن شوستری
مالک اشترکی نسل سے +

۱ نواب آصف الدولہ عرف مرزا امانی مرزا یحیی فقط بہو بیگم صاحب سے

خورد محل سے	بیٹے	۲۵	بیٹیاں ۲۲	میزان کل ۴۷

کثرت ازواج جناب عالی ہزارون لیکن انہین سے صاحب اولاد بہت کم +

تفصیل صاحبزادون کی خورد محل سے

۱ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان عرف مرزا منگلی +
۲ نواب عضدالدولہ شہامت علی خان مرزا جنگلی +
۳ نواب امیرالدولہ عرف مرزا مینڈو +
یہ دونون صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخان مین لکھنؤ سے بخدمت
نکالے گئے عظیم آباد مین مر گئے +
۴ نواب نصیرالدین حیدر عرف مرزا حاجو +
۵ نواب محمد علیخان + یہ دونون سگے بھائی تھے +
۶ نواب رستم علیخان +
۷ نواب معین الدولہ عرف مرزا عنایت علیخان +
۸ نواب شمس الدین حیدر خان + یہ دونون سگے بھائی تھے +
۹ نواب مرزا سیف علیخان +
۱۰ نواب مرزا حیدر علیخان +
۱۱ مرزا فخرالدین حیدر خان + انکے بڑے بھائی +
۱ مرزا نجم الدین حیدر خان +
۱۱ نواب مرزا کمال الدین حیدر عہد دولت جنت آرامگاہ صاحبات خورد محل کے ساتھ

فیض آباد سے لکھنؤ آئے صاحبات محل کے ساتھ امام باڑہ نواب آصف الدولہ مین اوتر
ہر روز دربار وقت چاہی پانی جایا کرتے تھے عطر کا بہت شوق تھا ایک دن حسب الفرمائش
جناب عالی بوتل عطر بہت تحفہ لیگئے جناب عالی نے ناپسند کیا بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا
اور کچھ بیاپا کا نہ کہکر چلے آئے پھر دربار نہ گئے پھر بخیال خوف حاکم وقت کہ مبادا کوئی صورت
خلاف پیش آئے باعث توہین ہو گا راہی عتبات عالیات کربلا معلی ہوے بعد شرف زیارت
بصری مین مہان خانہ بالیوز ہوے کچھ بیمار ہوے انتقال کیا تابوت روانہ نجف اشرف ہوا

۱۱ نواب مرزا صفدر علیخان بڑے +
۱ نواب مرزا صفدر علیخان چھوٹے +
۱۶ نواب مرزا بندہ علی خان +
۱۷ نواب مرزا صادق علیخان + باپ بھچو بیگم صاحبہ کے +
۱۸ نواب مرزا بہادر علیخان بڑے +
۱۹ نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے +
۲۰ نواب غضنفر علیخان +
۲۱ نواب نجابت علیخان +
۲۲ نواب سراج الدین حیدر خان +
۲۳ نواب مرزا حسین علیخان +
۲۴ نواب مرزا شجاعت علیخان +

اور شادی نواب آصف الدولہ اور کسی صاحبزادے کی شادی ہوئی بعد انتقال
ب عالی ہر ایک نے اپنی خود پسندی سے ازدواج کیے +

تفصیل صاحبزادیونکی

ملکین بیگم صاحبہ بڑی صاحبزادی میر محمد باقر عرف مرزا بندہ نواسہ نواب
ملک سے کتخدا ہوئین بے اولاد رہین مگر قدرت خدا سے سن پیری مین

امۃ الزہرا بیگم خاص محل نواب خطاب جناب عالیہ بہو بیگم صاحبہ۔
یہ بیٹی موتمن الدولہ نواب محمد اسحاق خان بیٹے غلام علیخان پوتے مرزا محسن شوستری مالک اشتر کی نسل سے۔

۱ نواب آصف الدولہ عرف مرزا امانی مرزا یحیی فقط بہو بیگم صاحبہ سے
خورد محل سے بیٹے ۲۵ بیٹیاں ۲۲ میزان کل ۴۷
کثرت ازواج جناب عالی ہزارون لیکن انہین سے صاحب اولاد بہت کم۔

تفصیل صاحبزادون کی خورد محل سے

۱ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان عرف مرزا منگلی۔
۲ نواب عضد الدولہ شہامت علی خان مرزا جنگلی۔
۳ نواب امیر الدولہ عرف مرزا مینڈو۔
یہ دونون صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخان مین لکھنؤ سے بخدمت نکالے گئے عظیم آباد مین مر گئے۔
۴ نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا جاڑ۔
۵ نواب محمد علیخان۔ یہ دونون سگے بھائی تھے۔
۶ نواب رستم علیخان۔
۷ نواب معین الدولہ عرف مرزا عنایت علیخان۔
۸ نواب شمس الدین حیدر خان۔ یہ دونون سگے بھائی تھے۔
۹ نواب مرزا سیف علیخان۔
۱۰ نواب مرزا حیدر علیخان۔
۱۱ مرزا فخر الدین حیدر خان۔ انکے بڑے بھائی۔
۱۲ مرزا نجم الدین حیدر خان۔
۱۳ [illegible] الدین حیدر عہد دولت جنت آرامگاہ صاحبات خورد محل

جدول اولاد و ازواج سلاطین مملکت اودھ

نواب برہان الملک میر محمد امین

۱ صدر جہان بیگم خطاب نواب بیگم و نواب عالیہ زوجۂ نواب صفدر جنگ بہادر
۲ نور جہان بیگم عرف ہینگا بیگم زوجۂ نصیر الدین حیدر خان۔
۳ ہما بیگم عرف بندی بیگم زوجۂ نواب سیادت خان عرف سید محمد خان پدر میر محمد باقر
عرف مرزا بندو
۴ محمدی بیگم زوجۂ نواب محمد قلی خان
۵ آمنہ بیگم زوجۂ سید محمد خان
ایک بیٹا تھا جو سن طفولیت میں مر گیا عارضۂ چیچک سے
نواب برہان الملک میر محمد یوسف کی بیٹی سے منسوب تھے

نواب صفدر جنگ منصور علی خان عرف مرزا محمد مقیم صدر جہان بیگم مذکورہ سے منسوب تھے

نواب شجاع الدولہ عرف مرزا جلال الدین حیدر	

ہزہائی نس دی آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر

کے۔سی۔ایس۔آئی۔بلرام پور و تلسی پور صوبۂ اودھ



His Highness The Honorable Sir,

Maharajah Drighijoy Singh Bahadoor,

K.C.S.I. Raja of Bulrampore and

Tulsipore,

فقیر حقیر قاسم علی مصور

سید کمال الدین حیدر حسن الحسینی زائر

مصنف کتاب



Syed Kamaloodeen Hyder,

author of the book,

فقیر حقیر قاسم علی مصور

شاہی اودھ ہے اور آئینۂ صورت نماے سانحۂ غدر و بغاوت صاف صاف جس
چاہیے معاینہ ہوا اور مستند ہوا کہ غالباً پسند طبائع صاحبان نیز شوق مکا
واقعات دیار و امصار و مطبوع خواطر وقت پسنداں کشف غوامض اسرار و آثا
وقائع روزگار ہو لہذا نظر بحصول اما مول و قبول مسئول عقول ایماے جناب طابع این جل
اہالی مطبع جناب بہادر سے مو قوقعہ صدر ریاست الریاست اپنی کو کہ خاص بلرام پو
این سے کیا گیا مرجو و موثوق ہے کہ صاحبان تواریخ دوست و بالغ فہمان
عبرت پژوہ اس بیان صاف و صادق سے حظ وافی و وافر اوٹھائین اور تلذذ
کافی و متکاثر پائین اور عبارت بے کم و کاست و کوائف بے شبہہ و صحیح کی
معفت فرمائین ژرف نگاہان صاحب تحقیق کو ایک نمونۂ عبرت بوقلمون حالات
ماضی و حال ہے سخن پریشان افسانۂ لغریب او ایک سچا صورت حال بر قبیل قال
و طول مقال سے اور راز انجا کہ ہر کاتب بعلم خود جہان تک دریافت کر سکتا ہے
ایسی کو مقرون حد صداقت سمجھتا ہے اور معرض تحریر مین لاتا ہے
مگر یہ ضرور نہین کہ ہر کسی مقام پر وہ خود شریک شورہ رہا ہو یا اوسی کے
شورہ پر کار بند ہی ہو فی اس نظر سے اگر کہین کوئی صاحب نزدیک وہ ور
دوسرے طور پر سنا ہو تو جب تک اوسکی تصدیق کی وجہ ثبوت کافی
اس سے زیادہ نہو زبان اعتراض کوتاہ رکھینگے دراز نفرماینگے —

راقم المخاطب آنریبل سردار راجہ دگبجی سنگھ بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور
تلسی پور وتپرہ وغیرہ اضلاع متعددہ ملک اودھ

شہنشاہ مالک زمین و زمان ۔ شہنشاہ کون و مکان لامکان
شہنشہ کہ حکمش بہ ہست و نیست ۔ بامرش بہ نہی مشیت روان

سبعہ سیارہ کو تاثیر و خواص و الید ثلاثہ کا نظم و نسق دیا رتق و فتق دہات عالم کا اہتمام اوس عقل کیا اوسکے شمشیر قہر سے بجز اوسکے دامان رحمت کے کسیکو کہین پناہ ممکن نہین نکل جانا اوسکی مملکت سے اور بھاگنا اوسکے پنجہ قدرت سے ناممکن ہے نہ اشعار

جہان مین جو قومی و اقویا ہین ۔ ضعیف افتادہ مثل خاک پا ہین
یہ سارا شش جہت کا وسعت آباد ۔ اک ادنےٰ اوسکی قدرت کا ہے ایجاد
مقلین [illegible] سے محو نہ ۔ عیان ہے اوسکی قدرت گونہ گونہ
رموز لاتعد بے انتہا راز ۔ نہ پائین جنکا عقل و سحر و اعجاز
کہین اقبال و نازو شان و شوکت ۔ کہین دام بلا عجز و مصیبت
جسے جس حال مین چاہے وہ کر دے ۔ گدا کو تاج شاہ تاجور دے
نگون لمعہ تیغ قضا ہے ۔ کہ جو چاہے کرے وہ کبریا ہے
بشر کو بھی دیا وہ جوہر عقل ۔ کہ صنائعی مین قدرت کی کرے نقل
مگر جب تک رجوع کبریا ہے ۔ ترقی و قبولیت لقا ہے
کبھی دل مین انانیت نہ آئے ۔ غضب ہے یہ ادھر نیت نہ آئے
یہ آہ گرم گرم استعانت ۔ یہ گرم و سرد عالم زد امانت

تمام صحن روئے زمین ایک گلستان نزہت آباد اوسکا ہے کبھی کسی خیابان مین کبھی کسی چمن مین اوسکی رضا سے کبھی دور خزان ہے کبھی بہار کا دور ہے کسی وقت کسی تمنستان مین کوئی رنگ کے پھول شگفتہ ہین کبھی کوئی گل بوٹا کبھی کسی شخصیت و شخصیت کا باغبان مقرر کبھی کسی دوسرے کو اختیار مالکی و مالی ہونا

ایسکا کسی جا اجارا نہین ۔ مشیت سے جب اوسکی چارا نہین
[illegible] شاہ ... و بدال [illegible] ۔ یہ نشہ خمر کون و فنا

تقریظ دلپذیر نتیجہ طبع بلند و فکر آسمان پیوند عالیجناب گردون رکاب کیہان خدم کیوان حشم آنریبل سر مہاراجہ گنجی سنگہ بہادر کے سی ایس آئی والی بلرامپور و تلسی پور و چیدہ وغیرہ اضلاع متعددہ اودہ ادام اقبالہ

شہنشاہ اقالیم کائنات و حکمران متنوعہ مکونات و موجودات کو شکر و عبادت بغایت و منت بیحد و نہایت ہر دم و ہر ساعت فرض ہے جسنے انتظام مہام تمام ایجاد و تکوین و خلقت آفرینش زمان و زمین سے اپنی شان ظہور کی بزرگی روشن و ہویدا فرمائی + اور شان حفظ و ربوبیت سے قدرت کاملہ دکھائی + عقول عشرہ کی ضیا حکمت بالغہ عطا فرمائی اور ہدایات صالحہ و تہذیبات شایستہ کے لیے قوت توانائی اقتدار فناسے بندگان عاجز کو اپنے اعتراف عجز کی راہ بتائی شعر

فرمان روزگار با مصفا سے مُہر مُہر | پھرتا ہے سر پر اپنے لیے قاصد سپہر

اضداد اربع عناصر کو بتہدید انتظام مالک الملکی ایسا باہم مخلوط و ممزوج فرمایا کہ لباس تو جدا اور ایک جامہ پیکر مخلوقی میں یک جان و یک قالب ہو کر بٹھایا نفس سرکش کو بحراست شحنۂ احکام عدالت نظام بیم و رجا میں شرعی پابند سلسلۂ اعتدال و نیک و شی بنایا نظم

یہ سب پابند حکم کبریا ہیں | مسلسل موج سے آب و ہوا ہیں
زمین و کوہ کو دی خاکساری | کیا آتش سے باہم رسم جاری
دکھائے روز روشن آشکارا | شب یلدا کا چمکایا ستارا
گھٹایا پھر بڑھایا انکو دلخواہ | ید طولے دکھایا قصہ کوتاہ
نہیں قدرت میں جای دم زدن ہے | نہ اوسکے حکم میں جای سخن ہے
وہی دانا ہے اپنی مصلحت کا | وہی ناظم ہے اپنی مملکت کا

وہی قدیر قادر دہور و ادوار ہے وہی جاعل و فاعل گردش لیل و نہار ہے اوسی سے انہار رواں اور جاری ہیں اوسی سے جہان و جنان کی بنا اور قائم پایداری میں

[illegible]	SUBJECT	[illegible]
[illegible]	[illegible] DEPARTURE TOWARDS CALCUTTA [illegible] BUT IT WAS [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] PRINCE [illegible] AND [illegible] DEPARTURE [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

Page	Acct	SUBJECT	مضمون	اک	صفحہ
189	61	COPY OF THE WASIQA BAHU BEGAM SAHIBAH OF FYZABAD	نقل وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد	٦١	١٩٩
199	62	DEATH OF H HIGHNESS	انتقال جناب عالی متعالی ۔	٦٢	١٩٩
202	63	CAPT FATEH ALI KHAN BAHADUR	حقیقت حال نمولدوالہ کپتان فتح علیخان بہادر	٦٣	٢٠٢
206	64	CORONATION OF GHAZI UD DIN HAIDAR KHAN	مسند نشینی غازی الدین حیدر خان در مرتبہ ادوا آفاق	٦٤	٢٠٦
207	65	MIRZA HAJI & MIRZA JAFUR APPOINTED TO THE POST OF NIYABAT	تقدمہ تفویض نیابت حیدر ورد ا ق ا سر	٦٥	٢٠٧
211	66	POST OF NIYABAT OFFERED TO AGHAMIR	تفویض نیابت آغا میر	٦٦	٢١١
213	67	CORRESPONDENCE WITH THE GOVERNOR GENERAL OF INDIA	تحریر سوال وجواب حال ی وہ گو جنرل بہادر	٦٧	٢١٣
214	"	LIST OF QUESTIONS ENCLOSED IN THE LETTR OF GOVERNOR GENERAL OF INDIA	سوالنامہ ملفوفہ خط ... گورنر جنرل بہادر		٢
216		COPY OF THE LETTER OF THE GOVERNOR GENERAL OF INDIA	نقل خط ... گورنر جنرل بہادر		٢١٦
217		COPY OF THE LIST & REPLY TO THE LETTER	نقل سوالنامہ وجواب خط ۔		٢١٧
228	68	IMPRISONMENT OF N MUTAMID DOLAH & PROMOTION OF MIRZA HAJI & AFR N ALI KHAN	نواب معتمد الدولہ قید ... مرزا حاجی ... وغیرہ کے مرتبہ کا تقرر	٦٨	٢٢٨
233	69	DEATH OF BAHU BEGUM OF FYZABAD	انتقال بہو بیگم صاحبہ فیض آباد ۔	٦٩	٢٣٣
235	68	ACCOUNT OF H H TILL THE TIME OF N S WIZARAT	کیفیت ... تا ... ۔	٧٠	٢٣٥
238	69	FOUNDATION OF THE BUILDING OF KURBALA OF MIR KAUDA BUKSH	بنای تعمیر کربلای ... بخش	٧١	٢٣٨
240	70	NAWAB MUTAM UD DOLAH AGAIN MADE NAIB N AFR N ALI KHAN WAS SUSPENDED & MIR KHODA BUKSH WAS TAKEN PRISONER	دوبارہ معتمد الدولہ نائب ... خدا بخش کا محبوس ہونا ۔	"	٢٤٠

فہرست مضامین جلد اول تاریخ اودھ

CONTENTS OF THE FIRST VOLUME HISTORY OF OUDH.

فہرست نقشہ جات و تصاویر متعلقہ تواریخ اودھ ہر دو جلد

LIST OF PORTRAITS AND MAPS IN THE HISTORY OF OUDE.